اِنعامُ الباری
دُرُوسِ بخاری شریف
افادات
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہم اللہ تعالیٰ
جامعہ دارالعلوم کراچی میں درسِ بخاری شریف کے دوران
حضرت شیخ الحدیث کی جامع، بصیرت افروز اور روح پرور تقاریر
صَحیح البُخاری الجزء الاوّل
كتاب بدء الخلق، كتاب احاديث الأنبياء
كتاب المناقب، كتاب فضائل
أصحاب النبي ﷺ، كتاب مناقب الأنصار
رقم الحديث: ٣١٩٠-٣٩٤٨
جلد-٨
ضبط و ترتیب تخریج و مراجعت
محمد انور حسین عفی عنہ
فاضِل و متخصِّص جامِعہ دارالعلوم کراچی 14
OUBLE ROOM 'K' AREA 36-A, KORANGI, KARACHI.

نام کتاب	انعام الباری دروس صحیح البخاری جلد ۸
افادات	شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ
ضبط وترتیب تخریج ومراجعت	محمد انور حسین (فاضل ومتخصص جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر۱۴)
ناشر	مکتبۃ الحراء، ۸/۱۳۱، ڈبل روم "K" ایریا کورنگی، کراچی، پاکستان۔
کمپوزنگ	حراء کمپوزنگ سینٹر فون نمبر: 35046223 21 0092
باہتمام :	محمد انور حسین عفی عنہ

ناشر : مکتبۃ الحراء

8/131 سیکٹر 36A ڈبل روم، "K" ایریا، کورنگی، کراچی، پاکستان۔

فون: 35046223 موبائل: 03003360816

E-Mail:maktabahera@yahoo.com&info@deeneislam.com

website:www.deeneislam.com

مکتبۃ الحراء۔ فون: 35046223, 35159291 موبائل: 03003360816

E-Mail:maktabahera@yahoo.com

☆ ادارہ اسلامیات، موہن روڈ، چوک اردو بازار کراچی۔ فون 32722401 021

☆ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ پاکستان۔ فون 3753255 042

☆ مکتبہ معارف القرآن، جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر۱۴۔ فون 35031565-6 021

☆ ادارۃ المعارف، جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر۱۴۔ فون 35032020 021

☆ دارالاشاعت، اردو بازار کراچی۔ فون 32631861 021

افتتاحیہ

از: شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی
شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد خاتم النبيين و إمام المرسلين و قائد الغر المحجلين ، و على آله و أصحابه أجمعين ، و على كل من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين .

أما بعد :

۲۹/ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ بروز ہفتہ کو بندے کے استاذ معظم حضرت مولانا **"سحبان محمود"** صاحب قدس سرہ کا حادثۂ وفات پیش آیا تو دارالعلوم کراچی کے لئے یہ ایک عظیم سانحہ تھا۔ دوسرے بہت سے مسائل کے ساتھ یہ مسئلہ بھی سامنے آیا کہ صحیح بخاری کا درس جو سالہا سال سے حضرتؒ کے سپرد تھا، کس کے حوالہ کیا جائے؟ بالآخر یہ طے پایا کہ یہ ذمہ داری بندے کو سونپی جائے۔ میں جب اس گرانبار ذمہ داری کا تصور کرتا تو وہ ایک پہاڑ معلوم ہوتی۔ کہاں امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی یہ پرنور کتاب، اور کہاں مجھ جیسا مفلس علم اور تہی دست عمل؟ دور دور بھی اپنے اندر صحیح بخاریؒ پڑھانے کی صلاحیت معلوم نہ ہوتی تھی۔ لیکن بزرگوں سے سنی ہوئی یہ بات یاد آئی کہ جب کوئی ذمہ داری بڑوں کی طرف سے حکماً ڈالی جائے تو اللہ جل جلالہ کی طرف سے توفیق ملتی ہے۔ اس لئے اللہ جل جلالہ کے بھروسے پر یہ درس شروع کیا۔

عزیز گرامی مولانا محمد انور حسین صاحب سلمہٗ مالک **مکتبۃ الحراء، فاضل ومتخصص جامعہ** دارالعلوم کراچی نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے یہ تقریر ضبط کی، اور پچھلے چند سالوں میں ہر سال درس کے دوران اس کے مسودے میری نظر سے گزرتے رہے اور کہیں کہیں بندے نے ترمیم واضافہ بھی کیا ہے۔ طلبہ کی ضرورت کے پیش نظر مولانا محمد انور حسین صاحب نے اس کے **"کتاب بدء الوحی"** سے **"کتاب النکاح"** آخر تک کے حصوں کو نہ صرف کمپیوٹر پر کمپوز کرالیا، بلکہ اس کے حوالوں کی تخریج کا کام بھی کیا جس پر ان کے بہت سے اوقات، محنت اور مالی وسائل صرف ہوئے۔

دوسری طرف مجھے بھی بحیثیت مجموعی اتنا اطمینان ہوگیا کہ ان شاء اللہ اس کی اشاعت فائدے سے خالی نہ ہوگی، اور اگر کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں گی تو ان کی تصحیح جاری رہ سکتی ہے۔ اس لئے میں نے اس کی اشاعت پر رضامندی ظاہر کردی ہے۔ لیکن چونکہ یہ نہ کوئی باقاعدہ تصنیف ہے، نہ میں اس کی نظر ثانی کا اتنا اہتمام کرسکا ہوں جتنا کرنا چاہئے تھا، اس لئے اس میں قابلِ اصلاح امور ضرور رہ گئے ہوں گے۔ اہل علم اور طلبہ مطالعے کے دوران جو ایسی بات محسوس کریں، براہ کرم بندے کو یا مولانا محمد انور حسین صاحب کو مطلع فرمادیں تاکہ اس کی اصلاح کردی جائے۔

تدریس کے سلسلے میں بندے کا ذوق یہ ہے کہ شروع میں طویل بحثیں کرنے اور آخر میں روایت پر اکتفا کرنے کے بجائے سبق شروع سے آخر تک توازن سے چلے۔ بندے نے تدریس کے دوران اس اسلوب پر عمل کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔ نیز جو خالص کلامی اور نظریاتی مسائل ماضی کے ان فرقوں سے متعلق ہیں جواب موجود نہیں رہے، ان پر بندے نے اختصار سے کام لیا ہے، تاکہ مسائل کا تعارف تو طلبہ کو ضرور ہوجائے، لیکن ان پر طویل بحثوں کے نتیجے میں دوسرے اہم مسائل کا حق تلف نہ ہو۔ اسی طرح بندے نے یہ کوشش بھی کی ہے کہ جو مسائل ہمارے دور میں عملی اہمیت اختیار کرگئے ہیں، ان کا قدرے تفصیل کے ساتھ تعارف ہوجائے، اور احادیث سے اصلاحِ اعمال واخلاق کے بارے میں جو عظیم روایات ملتی ہیں اور جو احادیث پڑھنے کا اصل مقصود ہونی چاہئیں، ان کی عملی تفصیلات پر بقدر ضرورت کلام ہوجائے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بندۂ ناکارہ اور اس تقریر کے مرتّب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

مولانا محمد انور حسین صاحب سلمہٗ نے اس تقریر کو ضبط کرنے سے لیکر اس کی ترتیب، تخریج اور اشاعت میں جس عرق ریزی سے کام لیا ہے، اللہ ﷻ اس کی بہترین جزا انہیں دنیا و آخرت میں عطا فرمائیں، ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرما کر اسے طلبہ کے لئے نافع بنائیں، اور اس ناکارہ کے لئے بھی اپنے فضل خاص سے مغفرت و رحمت کا وسیلہ بنادے۔ آمین۔

جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
۱۷ / جمادی الثانیہ ۱۴۴۲ھ
۳۱ / جنوری ۲۰۲۱ء بروز اتوار

بندہ محمد تقی عثمانی
جامعہ دارالعلوم کراچی

عرضِ ناشر

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

أما بعد۔ جامعہ دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری کا درس سالہا سال سے استاذ معظم شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان **محمود** صاحب قدس سرہ کے سپرد رہا۔ ۲۹ رذی الحجہ ۱۴۱۹ھ بروز ہفتہ کو شیخ الحدیث کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو صحیح بخاری شریف کا یہ درس مؤرخہ ۴ رمحرم الحرام ۱۴۲۰ھ بروز بدھ سے شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے سپرد ہوا۔ اُسی روز صبح ۸ بجے سے مسلسل ۲ سالوں کے دروس (**کتاب بدء الوحی** سے **کتاب رد الجهمية على التوحيد**، ۹۷ کتب) ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے ضبط کئے گئے۔ انہی لمحات سے استاد محترم کی مؤمنانہ نگاہوں نے تاک لیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ مواد کتابی شکل میں آ جائے تو بہتر ہوگا، اس بناء پر احقر کو ارشاد فرمایا کہ اس مواد کو تحریری شکل میں لاکر مجھے دیا جائے تاکہ میں اس میں سبقاً سبقاً نظر ڈال سکوں، چنانچہ ان دروس کو تحریر میں لانے کا بنام باری تعالیٰ آغاز ہوا اور اب بحمد اللہ اس کی ۱۲ جلدیں **"انعام الباری شرح صحیح البخاری"** کے نام سے طبع ہو چکی ہیں۔

یہ کتاب **"انعام الباری شرح صحیح البخاری"** جو آپ کے ہاتھوں میں ہے: یہ بڑا قیمتی علمی ذخیرہ ہے، استاد موصوف کو اللہ جل جلالہ نے جس تبحر علمی سے نوازا ہے اس کی مثال کم ملتی ہیں، حضرت جب بات شروع فرماتے ہیں تو علوم کے دریا بہنا شروع ہو جاتے ہیں، علوم و معارف جو بہت ساری کتابوں کے چھاننے کے بعد خلاصہ عطر ہے وہ **"انعام الباری شرح صحیح البخاری"** میں دستیاب ہے، آپ دیکھیں گے کہ جگہ جگہ استاذ موصوف کی فقہی آراء و تشریحات، ائمہ اربعہ کی موافقات و مخالفات پر محققانہ مدلل تبصرے علم و تحقیق کی جان ہیں۔

صاحبانِ علم کو اگر اس کتاب میں کوئی ایسی بات محسوس ہو جو ان کی نظر میں صحت و تحقیق کے معیار سے کم ہو اور ضبط و نقل میں ایسا ہونا ممکن بھی ہے تو اس نقص کی نسبت احقر کی طرف کریں اور از راہ عنایت اس پر مطلع بھی فرمائیں۔

دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ اسلاف کے ان علمی امانتوں کی حفاظت فرمائے، اور **"انعام الباری شرح صحیح البخاری"** کے بقیہ جلدوں کی تکمیل کی آسانی اور توفیق عطاء فرمائے تاکہ حدیث و علومِ حدیث کی یہ امانت اپنے اہل تک پہنچ سکے۔

آمین یا رب العالمین. وما ذلک علی اللہ بعزیز

بندہ: محمد انور حسین عفی عنہ

فاضل و متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۷ رجمادی الثانیہ ۱۴۴۲ھ بمطابق ۳۱ رجنوری ۲۰۲۱ء بروز اتوار

خلاصۃ الفہارس

صفحہ	رقم الحدیث	کتاب	تسلسل
۳۱	۳۱۹۰-۳۳۲۵	کتاب بدء الخلق	۵۹
۱۳۰	۳۳۲۶-۳۴۸۸	کتاب احادیث الأنبیاء	۶۰
۲۹۰	۳۴۸۹-۳۶۴۸	کتاب المناقب	۶۱
۳۸۰	۳۶۴۹-۳۷۷۵	کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ	۶۲
۴۶۱	۳۷۷۶-۳۹۴۸	کتاب مناقب الأنصار	۶۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفٰی و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی ۔

عرض مرتب

اساتذۂ کرام کی درسی تقاریر کو ضبطِ تحریر میں لانے کا سلسلہ زمانۂ قدیم سے چلا آ رہا ہے ابنائے دار العلوم دیوبند وغیرہ میں **فیض الباری ، فضل الباری ، أنوار الباری ، لامع الدراری ، الکوکب الدری ، الحل المفھم لصحیح مسلم ، کشف الباری** ، تقریر بخاری شریف اور درس بخاری جیسی تصانیف اکابر کی ان درسی تقاریر ہی کی زندہ مثالیں ہیں اور علوم نبوت کے طالبین ہر دور میں ان تقاریر دل پذیر سے استفادہ کرتے رہیں اور کرتے رہیں گے۔

جامعہ دار العلوم کراچی میں صحیح بخاری کی مسند تدریس پر رونق آراء شخصیت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم (سابق جسٹس شریعت اپیلٹ بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان) علمی وسعت ، فقیہانہ بصیرت ، فہم دین اور شگفتہ طرز تفہیم میں اپنی مثال آپ ہیں ، درس حدیث کے طلبہ اس بحر بے کنار کی وسعتوں میں کھو جاتے ہیں اور بحث ونظر کے نئے نئے افق ان کے نگاہوں کو خیرہ کر دیتے ہیں ، خاص طور پر جب جدید تمدن کے پیدا کردہ مسائل سامنے آتے ہیں تو شرعی نصوص کی روشنی میں ان کا جائزہ، حضرت شیخ الاسلام کا وہ میدان بحث ونظر ہے جس میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا۔

آپ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بانی دار العلوم دیوبند کی دعاؤں اور تمناؤں کا مظہر بھی ہیں ، کیونکہ انہوں نے آخر عمر میں اس تمنا کا اظہار فرمایا تھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں انگریزی پڑھوں اور یورپ پہنچ کر ان دانایان فرنگ کو بتاؤں کہ حکمت وہ نہیں جسے تم حکمت سمجھ رہے ہو بلکہ حکمت وہ ہے جو انسانوں کے دل ودماغ کو حکیم بنانے کے لئے حضرت خاتم النبیین ﷺ کے مبارک واسطے سے خدا کی طرف سے دنیا کو عطا کی گئی۔

افسوس کہ حضرتؒ کی عمر نے وفا نہ کی اور یہ تمنا تشنۂ تکمیل رہی ، لیکن اللہ رب العزت اپنے پیاروں کی تمناؤں اور دعاؤں کو رد نہیں فرماتے ، اللہ تعالیٰ نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تمنا کو دور حاضر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کی صورت میں پورا کر دیا کہ آپ کی علمی وعملی کاوشوں کو دنیا بھر کے مشاہیر اہل علم وفن میں سراہا جاتا ہے خصوصاً اقتصادیات کے شعبہ میں اپنی مثال آپ ہیں کہ قرآن وحدیث ، فقہ وتصوف اور تدین وتقوی کی جامعیت کے ساتھ ساتھ قدیم اور جدید علوم پر دسترس اور ان کو دور حاضر کی زبان پر سمجھانے کی صلاحیت آپ کو منجانب اللہ عطا ہوئی ہے۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب یہ میرے پاس پڑھنے کے لئے آئے تو بمشکل ان کی عمر گیارہ/بارہ سال تھی مگر اسی وقت سے ان پر آثار ولایت محسوس ہونے لگے اور رفتہ رفتہ ان کی صلاحیتوں میں ترقی و برکت ہوتی رہی، یہ مجھ سے استفادہ کرتے رہے اور میں ان سے استفادہ کرتا رہا۔

سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے مجھ سے مجلس خاص میں مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا ذکر آنے پر کہا کہ تم محمد تقی کو کیا سمجھتے ہو، یہ مجھ سے بھی بہت اوپر ہیں اور یہ حقیقت ہے۔

ان کی ایک کتاب ''علوم القرآن'' ہے اس کی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی حیات میں تکمیل ہوئی اور چھپی اس پر مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے غیر معمولی تقریظ لکھی ہے۔ اکابرین کی عادت ہے کہ جب کسی کتاب کی تعریف کرتے ہیں تو جانچ تول کر بہت جچے تلے انداز میں کرتے ہیں کہ کہیں مبالغہ نہ ہو مگر حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ:

> یہ مکمل کتاب ماشاء اللہ ایسی ہے کہ اگر میں خود بھی اپنی تندرستی کے زمانے میں لکھتا تو ایسی نہ لکھ سکتا تھا، جس کی دو وجہ ظاہر ہیں:
>
> پہلی وجہ تو یہ کہ عزیز موصوف نے اس کی تصنیف میں جس تحقیق و تنقید اور متعلقہ کتابوں کے عظیم ذخیرہ کے مطالعہ سے کام لیا، وہ میرے بس کی بات نہ تھی، جن کتابوں سے یہ مضامین لئے گئے ہیں ان سب مأخذوں کے حوالے بقید ابواب و صفحات حاشیہ میں درج ہیں، انہی پر سرسری نظر ڈالنے سے ان کی تحقیقی کاوش کا اندازہ ہوسکتا ہے۔
>
> اور دوسری وجہ جو اس سے بھی زیادہ ظاہر ہے وہ یہ کہ میں انگریزی زبان سے ناواقف ہونے کی بناء پر مستشرقین یورپ کی ان کتابوں سے بالکل ہی ناواقف تھا، جن میں انہوں نے قرآن کریم اور علوم قرآن کے متعلق زہر آلود تلبیسات سے کام لیا ہے، برخوردار عزیز نے چونکہ انگریزی میں بھی ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا، انہوں نے ان تلبیسات کی حقیقت کھول کر وقت کی اہم ضرورت پوری کردی۔

اسی طرح شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے بارے میں

تحریر کیا:

لقد من الله تعالى بتحقيق هذه الأمنية الغالية الكريمة، وطبع هذا الكتاب الحديثي الفقهي العجاب، في مدينة كراتشي من باكستان، متوجا بخدمة علمية ممتازة، من العلامة المحقق المحدث الفقيه الأريب الأديب فضيلة الشيخ محمد تقي العثماني، نجل سماحة شيخنا المفتي الأكبر مولانا محمد شفيع مد ظله العالي في عافية وسرور.

فقام ذاك النجل الوارث الألمعي بتحقيق هذا الكتاب والتعليق عليه، بما يستكمل غاياته ومقاصده، ويتم فرائده و فوائده، في ذوق علمي رفيع، وتنسيق فني طباعي بديع، مع أبهى حلة من جمال الطباعة الحديثة الراقية فجاء المجلد الأول منه تحفة علمية رائعة. تتجلى فيها خدمات المحقق اللوذعي نفاحة باكستان فاستحق بهذا الصنيع العلمي الرائع: شكر طلبة العلم والعلماء.

کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی کتاب شرح صحیح مسلم جس کا نام **فتح الملهم بشرح صحيح مسلم** اس کی تکمیل سے قبل ہی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ تو ضروری تھا کہ آپ کے کام اور اس حسن کارکردگی کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں اسی بناء پر ہمارے شیخ، علامہ مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ نے ذہین وذکی فرزند، محدث جلیل، فقیہ، ادیب واریب مولانا محمد تقی عثمانی کی اس سلسلہ میں ہمت وکوشش کو ابھارا کہ **فتح الملهم شرح مسلم** کی تکمیل کرے، کیونکہ آپ "حضرت شیخ شارح شبیر احمد عثمانیؒ" کے مقام اور حق کو خوب جانتے تھے اور پھر اس کو بھی بخوبی جانتے تھے کہ اس باکمال فرزند کے ہاتھوں انشاء اللہ یہ خدمت کما حقہ انجام کو پہنچے گی۔

اسی طرح عالم اسلام کی مشہور فقہی شخصیت ڈاکٹر علامہ یوسف القرضاوی "**تكملة فتح الملهم**" پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقد ادخر القدر فضل اكماله وإتمامه — إن شاء الله — لعالم

جليل من أسره علم و فضل "ذرية بعضها من بعض" هو الفقيه ابن الفقيه ،صديقنا العلامة الشيخ محمد تقي العثماني ،بن الفقيه العلامة المفتي مولانامحمدشفيع رحمه الله وأجزل مثوبته ،و تقبله في الصالحين .

وقد أتاحت لي الأقدار أن أتعرف عن كثب على الأخ الفاضل الشيخ محمد تقي، فقد التقيت به في بعض جلسات الهيئة العليا للفتوى والرقابة الشرعية للمصارف الإسلامية ،ثم في جلسات مجمع الفقه الإسلامي العالمي ، وهو يمثل فيه دولة باكستان، ثم عرفته أكثر فأكثر ، حين سعدت به معي عضوا في الهيئة الشرعية لمصرف فيصل الإسلامي بالبحرين ، والذي له فروع عدة في باكستان .

وقد لمست فيه عقلية الفقية المطلع على المصادر،المتمكن من النظر والاستنباط،القادر على الاختيار والترجيح ،والواعي لما يدور حوله من أفكار و مشكلات – أنتجها

هذا العصر الحريص على أن تسود شريعة الاسلام وتحكم في ديار المسلمين .

ولا ريب أن هذه الخصائص تجلت في شرحه لصحيح مسلم ، وبعبارة أخرى : في تكملته لفتح الملهم .

فقد وجدت في هذا الشرح :حسن المحدث ، وملكة الفقيه ،وعقلية المعلم، وأناة القاضي،ورؤية العالم المعاصر،جنبا إلى جنب.

ومما يذكر له هنا: أنه لم يلتزم بأن يسير على نفس طريقة شيخه العلامة شبير أحمد، كما نصحه بذلك بعض أحبابه، وذلك لوجوه وجيهة ذكرها في مقدمته.

ولا ريب أن لكل شيخ طريقته وأسلوبه الخاص، الذي يتأثر بمكانه وزمانه وثقافته، وتيارات الحياة من حوله. ومن التكلف الذي لا يحمد محاولة العالم أن يكون نسخة من غيره، وقد خلقه الله مستقلا.

لقد رأيت شروحا عدة لصحيح مسلم، قديمة وحديثة، ولكن هذا الشرح للعلامة محمد تقي هو أولاها بالتنويه، وأوفاها بالفوائد والفرائد، وأحقها بأن يكون هو (شرح العصر) للصحيح الثاني.

فهو موسوعة بحق، تتضمن بحوثا وتحقيقات حديثية، وفقهية ودعوية وتربوية. وقد هيأت له معرفته بأكثر من لغة، ومنها الإنجليزية، وكذلك قراءته لثقافة العصر، واطلاعه على كثير من تياراته الفكرية، أن يعقد مقارنات شتى بين أحكام الإسلام وتعاليمه من ناحية: وبين الديانات والفلسفات والنظريات المخالفة من ناحية أخرى وأن يبين هنا أصالة الإسلام وتميزه الخ۔

انہوں نے فرمایا کہ مجھے ایسے مواقع میسر ہوئے کہ میں برادر فاضل شیخ محمد تقی کو قریب سے پہچانوں۔ بعض فتوؤں کی مجالس اور اسلامی محکموں کے نگراں شعبوں میں آپ سے ملاقات ہوئی پھر مجمع الفقہ الاسلامی کے جلسوں میں بھی ملاقات کے مواقع آتے رہے، آپ اس مجمع میں پاکستان کی نمائندگی فرماتے ہیں۔ الغرض اس طرح میں آپ کو قریب سے جانتا رہا اور پھر یہ تعارف بڑھتا ہی چلا گیا جب میں آپ کی ہمراہی سے فیصل اسلامی بینک (بحرین) میں سعادت مند ہوا آپ وہاں ممبر منتخب ہوئے تھے جس کی پاکستان میں بھی کئی شاخیں ہیں۔

تو میں نے آپ میں فقہی سمجھ خوب پائی اس کے ساتھ مصادر و مآخذ فقہیہ پر بھرپور اطلاع اور فقہ میں نظر وفکر اور استنباط کا ملکہ اور ترجیح و اختیار پر خوب قدرت محسوس کی۔

اس کے ساتھ آپ کے اردگرد جو خیالات ونظریات اور مشکلات منڈلا رہی ہیں جو اس زمانے کا نتیجہ ہیں ان میں بھی سوچ سمجھ رکھنے والا پایا اور آپ ماشاء اللہ اس بات پر حریص رہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کی بالادستی قائم ہو اور مسلمان علاقوں میں اس کی حاکمیت کا دور دورہ ہو اور بلاشبہ آپ کی یہ خصوصیات آپ کی شرح صحیح مسلم (تکملہ فتح الملہم میں خوب نمایاں اور روشن ہے۔

میں نے اس شرح کے اندر ایک محدث کا شعور، فقیہ کا ملکہ، ایک معلم کی ذکاوت، ایک قاضی کا تدبر اور ایک عالم کی بصیرت محسوس کی۔ میں نے صحیح مسلم کی قدیم وجدید بہت سی شروح دیکھی ہیں لیکن یہ شرح تمام شروح میں سب سے زیادہ قابل توجہ اور قابل استفادہ ہے، یہ جدید مسائل کی تحقیقات میں موجودہ دور کا فقہی انسائکلو پیڈیا ہے اور ان سب شروح میں زیادہ حق دار ہے کہ اس کو صحیح مسلم کی اس زمانے میں سب سے عظیم شرح قرار دی جائے۔

یہ شرح قانون کو وسعت سے بیان کرتی ہے اور سیر حاصل ابحاث اور جدید تحقیقات اور فقہی، دعوتی، تربیتی مباحث کو خوب شامل ہے۔ اس کی تصنیف میں حضرت مؤلف کو کئی زبانوں سے ہم آہنگی خصوصاً انگریزی سے معرفت کام آئی ہے اسی طرح زمانے کی تہذیب وثقافت پر آپ کا مطالعہ اور بہت سی فکری رجحانات پر اطلاع وغیرہ میں بھی آپ کو دسترس ہے۔ ان تمام چیزوں نے آپ کے لئے آسانی کردی کہ اسلامی احکام اور اس کی تعلیمات اور دیگر عصری تعلیمات اور فلسفے اور مخالف نظریات کے درمیان فیصلہ کن رائے دیں اور ایسے مقامات پر اسلام کی خصوصیات اور امتیاز کو اجاگر کریں۔

احقر بھی جامعہ دارالعلوم کراچی کا خوشہ چین ہے اور بحمد اللہ اساتذۂ کرام کے علمی دروس اور اصلاحی مجالس سے استفادے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور ان مجالس کی افادیت کو عام کرنے کے لئے خصوصی انتظام کے تحت گذشتہ چھبیس (۲۶) سالوں سے ان دروس ومجالس کو آڈیو کیسٹس میں ریکارڈ بھی کر رہا ہے۔ اس وقت سمعی مکتبہ میں اکابر کے بیانات اور دروس کا ایک بڑا ذخیرہ احقر کے پاس جمع ہے، جس سے ملک وبیرون ملک وسیع پیمانے پر

استفادہ ہو رہا ہے؛ خاص طور پر درس بخاری کے سلسلے میں احقر کے پاس اپنے دو اساتذہ کے دروس موجود ہیں۔

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا درس بخاری جو دو سو کیسٹس میں محفوظ ہے اور شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کا درس حدیث تقریباً تین سو کیسٹس میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔

انہیں کتابی صورت میں لانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ کیسٹ سے استفادۂ عام مشکل ہوتا ہے، خصوصاً طلبا کرام کے لئے وسائل وسہولت نہ ہونے کی بناء پر سمعی بیانات کو خریدنا اور پھر حفاظت سے رکھنا ایک الگ مسئلہ ہے جب کہ کتابی شکل میں ہونے سے استفادہ ہر خاص وعام کے لئے سہل ہے۔

چونکہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری کا درس سالہا سال سے استاذ معظم شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحب قدس سرہ کے سپرد رہا۔ ۲۹ رذی الحجہ ۱۴۱۹ھ بروز ہفتہ کو شیخ الحدیث کا حادثۂ وفات پیش آیا تو صحیح بخاری شریف کا یہ درس مؤرخہ ۴ رمحرم الحرام ۱۴۲۰ھ بروز بدھ سے شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے سپرد ہوا۔ اُسی روز صبح ۸ بجے سے مسلسل ۲ سالوں کے دروس ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے ضبط کئے۔ انہی لحات سے استاذ محترم کی مؤمنانہ نگاہوں نے تاک لیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ مواد کتابی شکل میں موجود ہونا چاہئے، اس بناء پر احقر کو ارشاد فرمایا کہ اس مواد کو تحریری شکل میں لاکر مجھے دیا جائے تاکہ میں اس میں سبقاً سبقاً نظر ڈال سکوں، جس پر اس کام (انعام الباری) کے ضبط وتحریر میں لانے کا آغاز ہوا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ کیسٹ میں بات منہ سے نکلی اور ریکارڈ ہوگئی اور بسا اوقات سبقت لسانی کی بناء پر عبارت آگے پیچھے ہو جاتی ہے (فالبشر یخطئ) جن کی تصحیح کا ازالہ کیسٹ میں ممکن نہیں۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی اسے کتابی شکل دی گئی تاکہ حتی المقدور غلطی کا تدارک ہو سکے۔ آپ کا یہ ارشاد اس حزم واحتیاط کا آئینہ دار ہے جو سلف سے منقول ہے'' کہ سعید بن جبیرؒ کا بیان ہے کہ شروع میں سیدنا حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے آموختہ سننا چاہا تو میں گھبرایا، میری اس کیفیت کو دیکھ کر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ:

أو ليس من نعمة الله عليک أن تحدث و أنا شاهد فإن اصبت فذاک و إن اخطأت علمتک .

(طبقات ابن سعد : ص: ۱۷۹، ج: ۶ و تدوین حدیث: ص: ۱۵۷)

کیا حق تعالیٰ کی یہ نعمت نہیں ہے کہ تم حدیث بیان کرو اور میں موجود ہوں، اگر صحیح طور پر بیان کروگے تو اس سے بہتر بات کیا ہو سکتی ہے اور اگر غلطی کروگے تو میں تم کو بتادوں گا۔

اس کے علاوہ بعض بزرگان دین اور بعض احباب نے سمعی مکتبہ کے اس علمی اثاثے کو دیکھ کر اس خواہش

کا اظہار کیا کہ درس بخاری کو تحریری شکل میں بھی پیش کیا جائے اس سے استفادہ مزید سہل ہوگا ''درس بخاری'' کی یہ کتاب بنام ''انعام الباری'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اسی کاوش کا ثمرہ ہے۔

حضرت شیخ الاسلام حفظہ اللہ کو بھی احقر کی اس محنت کا علم اور احساس ہے اور احقر سمجھتا ہے کہ بہت سی مشکلات کے باوجود اس درس کی سمعی ونظری تکمیل وتحریر میں پیش رفت حضرت ہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

احقر کو اپنی تہی دامنی کا احساس ہے یہ مشغلہ بہت بڑا علمی کام ہے، جس کے لئے وسیع مطالعہ، علمی پختگی اور استحضار کی ضرورت ہے، جبکہ احقر ان تمام امور سے عاری ہے، اس کے باوجود ایسی علمی خدمت کے لئے کمربستہ ہونا صرف فضل الٰہی، اپنے مشفق اساتذہ کرام کی دعاؤں اور خاص طور پر موصوف استاد محترم دامت برکاتہم کی نظر عنایت، اعتماد، توجہ، حوصلہ افزائی اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

ناچیز مرتّب کو مراحل ترتیب میں جن مشکلات ومشقت سے واسطہ پڑا وہ الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے اور ان مشکلات کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کسی موضوع پر مضمون وتصنیف لکھنے والے کو یہ سہولت رہتی ہے کہ لکھنے والا اپنے ذہن کے مطابق بنائے ہوئے خاکہ پر چلتا ہے، لیکن کسی دوسرے بڑے عالم اور خصوصاً ایسی علمی شخصیت جس کے علمی تبحر وبرتری کا معاصر مشاہیر اہل علم وفن نے اعتراف کیا ہو ان کے افادات اور دقیق فقہی نکات کی ترتیب ومراجعت اور تعیین عنوانات مذکورہ مرحلہ سے کہیں دشوار وکٹھن ہے۔ اس عظیم علمی اور تحقیقی کام کی مشکلات مجھ جیسے طفل مکتب کے لئے کم نہ تھیں، اپنی بے مائیگی، نااہلی اور کم علمی کی بناء پر اس کے لئے جس قدر دماغ سوزی اور عرق ریزی ہوئی اور جو محنت وکاوش کرنا پڑی مجھ جیسے نااہل کے لئے اس کا تصور بھی مشکل ہے البتہ فضل ایزدی ہر مقام پر شامل حال رہا۔

یہ کتاب ''انعام الباری'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے: یہ سارا مجموعہ بھی بڑا قیمتی ہے، اس لئے کہ حضرت استاذ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے جو تبحر علمی عطا فرمایا وہ ایک دریائے ناپید کنارہ ہے، جب بات شروع فرماتے ہیں تو علوم کے دریا بہنا شروع ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت مطالعہ اور عمق فہم دونوں سے نوازا ہے، اس کے نتیجہ میں حضرت استاذ موصوف کے اپنے علوم ومعارف جو بہت ساری کتابوں کے چھاننے کے بعد خلاصہ وعطر ہے وہ اس مجموعہ انعام الباری میں دستیاب ہے، اس لئے آپ دیکھیں گے کہ جگہ جگہ استاذ موصوف کی فقہی آراء و تشریحات، ائمۂ اربعہ کی موافقات ومخالفات پر محققانہ مدلل تبصرے علم وتحقیق کی جان ہیں۔

یہ کتاب (صحیح بخاری) ''کتاب بدء الوحی سے کتاب التوحید'' تک مجموعی کتب ۹۷، احادیث ''۷۵۶۳'' اور ابواب ''۳۹۳۰'' پر مشتمل ہے، اسی طرح ہر حدیث پر نمبر لگا کر احادیث کے مواضع ومتکررہ کی نشان دہی کا بھی التزام کیا ہے کہ اگر کوئی حدیث بعد میں آنے والی ہے تو حدیث کے آخر میں [انظر] نمبروں کے ساتھ اور اگر حدیث گزری ہے تو [راجع] نمبروں کے ساتھ نشان لگا دیئے ہیں۔

بخاری شریف کی احادیث کی تخریج **الکتب التسعۃ** (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، موطاء مالک، سنن الداری اور مسند احمد) کی حدتک کردی گئی ہے، کیونکہ بسا اوقات ایک ہی حدیث کے الفاظ میں جو تفاوت ہوتا ہے ان کے فوائد سے حضرات اہل علم خوب واقف ہیں، اس طرح انہیں آسانی ہوگی۔

قرآن کریم کی جہاں جہاں آیات آئی ہیں ان کے حوالہ معہ ترجمہ، سورۃ کا نام اور آیتوں کے نمبر ساتھ ساتھ دیدئے گئے ہیں۔ شروح بخاری کے سلسلے میں کسی ایک شرح کو مرکز نہیں بنایا بلکہ حتی المقدور بخاری کی مستند اور مشہور شروح کو پیش نظر رکھا گیا، البتہ مجھ جیسے مبتدی کے لئے **عمدۃ القاری** اور **تکملۃ فتح الملھم** کا حوالہ بہت آسان ثابت ہوا۔ اس لئے جہاں **تکملہ فتح الملھم** کا کوئی حوالہ مل گیا تو اسی کو حتمی سمجھا گیا۔

رب متعال حضرت شیخ الاسلام کا سایہ عاطفت عافیت وسلامت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے، جن کا وجود مسعود بلاشبہ اس وقت ملت اسلامیہ کے لئے نعمت خداوندی کی حیثیت رکھتا ہے اور امت کا عظیم سرمایہ ہے اور جن کی زبان وقلم سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن وحدیث اور اجماع امت کی صحیح تعبیر وتشریح کا اہم تجدیدی کام لیا ہے۔

رب کریم اس کاوش کو قبول فرما کر احقر اور اس کے والدین اور جملہ اساتذۂ کرام کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، جن حضرات اور احباب نے اس کام میں مشوروں، دعاؤں یا کسی بھی طرح سے تعاون فرمایا ہے، مولائے کریم اس محنت کو ان کے لئے فلاح دارین کا ذریعہ بنائے اور خاص طور پر استاد محترم شیخ القرأ حافظ قاری مولانا عبدالملک صاحب حفظہ اللہ کو فلاح دارین سے نوازے جنہوں نے ہمہ وقت کتاب اور حل عبارات کے دشوار گزار مراحل کو احقر کے لئے سہل بنا کر لائبریری سے بے نیاز رکھا۔

صاحبان علم کو اگر اس درس میں کوئی ایسی بات محسوس ہو جو ان کی نظر میں صحت وتحقیق کے معیار سے کم ہو اور ضبط ونقل میں ایسا ہونا ممکن بھی ہے تو اس نقص کی نسبت احقر کی طرف کریں اور از راہ عنایت اس پر مطلع بھی فرمائیں۔

دعا ہے کہ اللہ ﷻ اسلاف کی ان علمی امانتوں کی حفاظت فرمائے، اور "انعام الباری" کے باقی ماندہ حصوں کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے تا کہ علم حدیث کی یہ امانت اپنے اہل تک پہنچ سکے۔

آمین یا رب العالمین . وما ذلک علی اللہ بعزیز

بندہ: محمد انور حسین عفی عنہ

فاضل ومتخصص جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۶ رصفر المظفر ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

كتاب بدء الخلق

رقم الحديث :

٣١٩٠ـ٣٣٢٥

مقصودِ اتفاقی: اس کتاب میں مقصد ان احادیث کو روایت کرنا ہے، جو ابتدائے آفرینش اور کائنات کے مختلف موجودات سے متعلق ہیں، اسی طرح کائنات کے جو مختلف اجرام ہیں، اس کے بارے میں احادیث میں کیا وارد ہوا ہے؟ یہ ساری باتیں اس کتاب کے اندر بیان کرنا مقصود ہے۔

مقصودِ احترازی: ان میں سے بہت سے مسائل اس کتاب کے اندر ایسے ہیں جن پر پچھلے زمانے میں خاصی طویل طویل بحثیں ہوئی ہیں، مختلف فرقے جو ابھی دنیا میں نہیں ہیں انہوں نے کچھ باتیں کہی تھیں وہ گذر گئیں، لیکن میری طبیعت کچھ ایسی ہے کہ جن مباحث کا تعلق عملی مسائل یا کسی عقیدے سے نہیں ہے ان میں وقت صرف کرنے کو دل آمادہ نہیں ہوتا، ہاں اگر کسی مسئلہ کا تعلق عقیدے یا عملی مسائل سے ہے تو اس کے اندر تحقیق و تفتیش کرنا اچھی بات ہے، لیکن جن چیزوں کا تعلق نہ تو عقیدے سے ہے اور نہ عملی زندگی سے ہے ان کی تحقیق و تفتیش کرنا کہ اس کی کنہ کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ قرآن نے کہا کہ سات زمینیں ہیں تو سات زمینیں کہاں ہیں؟ ان کا محلِ وقوع کیا ہے؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال کیا ہیں اور ان کے دلائل کیا ہیں؟

تو یہ ایسی بحث ہے کہ اس میں پڑنے سے کچھ حاصل نہیں، بس قرآن نے جتنا کہہ دیا، اور احادیث صحیحہ میں جتنا وارد ہو گیا، اس حد تک آدمی اس پر ایمان لے آئے اور اس کی تفصیلات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں، اس بارے میں نہ قبر میں سوال ہوگا، نہ حشر میں اور نہ ہی نشر میں، تو اس واسطے ان باتوں کی بحث میں پڑنا میں زیادہ مناسب نہیں سمجھتا، البتہ جہاں کسی مسئلہ کا تعلق عقیدے یا عمل سے ہو، یا کسی جگہ قرآن وحدیث کے کسی بیان پر کوئی اعتراض وارد ہو رہا ہو تو اس کے ازالے کی حد تک گفتگو کر لینا مناسب ہے، لہذا اس میں صرف انہی جگہوں پر گفتگو کروں گا جہاں عقیدے یا عمل وغیرہ سے متعلق کوئی بات ہے، باقی جو مباحث ہیں ان میں پڑنے کی نہ حاجت ہے، نہ ضرورت ہے اور نہ ہی فرصت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۹ — کتاب بدء الخلق

مخلوقات کی ابتدا کا بیان

مقصود کتاب

یہ کتاب **"کتاب بدء الخلق"** ہے اور اس کا مقصد ان احادیث کو روایت کرنا ہے. جو ابتدائے آفرینش سے متعلق ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ کائنات کے مختلف موجودات کے بارے میں احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے، اس کو ذکر کرنا ہے، اس میں جو احادیث آئی ہیں ان کا تعلق اس بات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح یہ کائنات پیدا فرمائی، اور پھر اس کائنات کے جو مختلف اجرام ہیں مثلاً آسمان ہے، زمین ہے، چاند ستارے ہیں، ان کے بارے میں احادیث میں کیا وارد ہوا ہے، اسی طرح اس کائنات میں جو مختلف مخلوقات ہیں مثلاً ملائکہ ہیں، جنات ہیں اور شیاطین ہیں تو ان کے بارے میں احادیث میں کیا وارد ہوا ہے اور اسی طرح جنت اور جہنم کے بارے میں احادیث میں کیا وارد ہوا ہے، یہ ساری باتیں اس کتاب کے اندر بیان کرنا مقصود ہے۔

لایعنی چیزوں سے احتراز

ان میں سے بہت سے مسائل اس کتاب کے اندر ایسے ہیں جن پر پچھلے زمانے میں خاصی طویل بحثیں ہوئی ہیں، مختلف فرقے جو ابھی دنیا میں نہیں ہیں انہوں نے کچھ باتیں کہی تھیں وہ گذر گئیں، لیکن میری طبیعت کچھ ایسی ہے کہ جن مباحث کا تعلق عملی مسائل یا کسی عقیدے سے نہیں ہے ان میں وقت صرف کرنے کو دل آمادہ نہیں ہوتا، ہاں اگر کسی مسئلہ کا تعلق عقیدے یا عملی مسائل سے ہے تو اس کے اندر تحقیق و تفتیش کرنا اچھی بات ہے، لیکن جن چیزوں کا تعلق نہ تو عقیدے سے ہے اور نہ عملی زندگی سے ہے ان کی تحقیق و تفتیش کرنا کہ اس کی کنہ کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ قرآن نے کہا کہ سات زمینیں ہیں تو سات زمینیں کہاں ہیں؟ ان کا محلِ وقوع کیا ہے؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال کیا ہیں اور ان کے دلائل کیا ہیں؟

تو یہ ایسی بحث ہے کہ اس میں پڑنے سے کچھ حاصل نہیں، بس قرآن نے جتنا کہہ دیا، اور احادیث صحیحہ

میں جتنا وارد ہوگیا، اس حد تک آدمی اس پر ایمان لے آئے اور اس کی تفصیلات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے اور اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں، اس بارے میں نہ قبر میں سوال ہوگا، نہ حشر میں اور نہ ہی نشر میں، تو اس واسطے ان باتوں کی بحث میں پڑنا میں زیادہ مناسب نہیں سمجھتا، البتہ جہاں کسی مسئلہ کا تعلق عقیدے یا عمل سے ہو، یا کسی جگہ قرآن وحدیث کے کسی بیان پر کوئی سوال وارد ہورہا ہو تو اس کے ازالے کی حد تک گفتگو کرلینا مناسب ہے، لہذا اس میں صرف انہی جگہوں پر گفتگو کرونگا جہاں عقیدے یا عمل وغیرہ سے متعلق کوئی بات ہے، باقی جو مباحث ہیں ان میں پڑنے کی نہ حاجت ہے، نہ ضرورت ہے اور نہ ہی فرصت ہے۔

(۱) باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ [الروم: ۲۷] وقال الربيع بن خثيم والحسن. كل عليه هيّن. وهيّن و هَيْن مثل ليّن ولَيْن وميّت ومَيْت. وضَيّق وضَيْق. ﴿أَفَعَيِيْنَا﴾ [ق: ۱۵] أفاعيا علينا حين أنشاكم، وأنشأ خلقكم. ﴿لُغُوْب﴾ [فاطر: ۳۵] النصب. ﴿أَطْوَارًا﴾ [نوح: ۱۴]، وطوراً كذا، وطوراً كذا. عدا طوره: أى قدره.

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ [الروم: ۲۷]

اور وہی ہے جو مخلوق کی ابتدا کرتا ہے، پھر اُسے دوبارہ پیدا کرے گا، اور یہ کام اُس کے لئے زیادہ آسان ہے۔

ربیع بن خثیم اور حسن نے فرمایا ہر چیز اللہ ﷻ کے لئے آسان ہے "هيّن" اور "هيْن" "ليّن" اور "ليْن"، "ميّت" اور "ميْت"، "ضيّق" اور "ضيْق" کی طرح ہیں یعنی مشدد اور مخفف میں کوئی فرق نہیں۔

﴿أَفَعَيِيْنَا﴾ [ق: ۱۵] أفاعيا علينا حين أنشاكم، وأنشأ خلقكم.

بھلا کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے تھے؟

فائدہ: کسی بھی چیز کو پہلی بار پیدا کرنا یعنی اُسے عدم سے وجود میں لانا ہمیشہ زیادہ مشکل ہوتا ہے، بہ نسبت اس کے کہ اُسے دوبارہ ویسا ہی بنا دیا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ پیدا کرنے میں کوئی دُشواری یا تھکن لاحق نہیں ہوئی تو دوبارہ پیدا کرنے میں کیوں کوئی مشکل ہوگی؟![1]

﴿لُغُوْب﴾ [فاطر: ۳۵] النصب. اس کے معنی تھکن ہیں۔

پوری آیت اس طرح ہے: **"اَلَّذِىْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ".**

جس نے اپنے فضل سے ہم کو ابدی ٹھکانے کے گھر میں لا اُتارا ہے جس میں نہ ہمیں کبھی کوئی کلفت چھو کر گذرے گی، اور نہ کبھی کوئی تھکن پیش آئے گی۔

---

[1] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ ق، آیت: ۱۵، حاشیہ: ۵۔

﴿أَطْوَارًا﴾[نوح:۱۴]

حالانکہ اس نے تمہیں تخلیق کے مختلف مرحلوں سے گذار کر پیدا کیا ہے۔

فائدہ: اشارہ اس طرف ہے کہ انسان نطفے سے لے کر جیتا جاگتا آدمی بننے تک مختلف مرحلوں سے گذرتا ہے جن کا تذکرہ سورۂ حج (۲۲:۵) اور سورۂ مؤمنون (۲۳:۱۴) میں آیا ہے۔ یہ سارے مراحل اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر تمہیں اس بات میں کیوں شک ہے کہ وہ تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔[۲]

۳۱۹۰ — حدثنا محمد بن کثیر: اخبرنا سفیان، عن جامع بن شداد، عن صفوان بن محرز، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنهما قال: جاء نفر من بنی تمیم الی النبی ﷺ فقال: یا بنی تمیم، ابشروا. فقالوا: بشرتنا فأعطنا، فتغیر وجهه. فجاء ہ اهل الیمن فقال: یااهل الیمن اقبلوا البشری اذ لم یقبلها بنو تمیم. قالوا: قبلنا، فاخذ النبی ﷺ یحدث بدء الخلق والعرش. فجاء رجل فقال: یاعمران راحلتک تفلتت، لیتنی لم أقم. [انظر: ۳۱۹۱، ۴۳۶۵، ۴۳۸۶، ۷۴۱۸][۳]

ترجمہ: عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا بنو تمیم کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، آپ نے فرمایا اے بنو تمیم! خوشخبری حاصل کرو، انہوں نے جواب دیا کہ اے رسول اللہ آپ ﷺ نے ہمیں خوشخبری تو دیدی، لہٰذا اب کچھ عطا فرمائیے، تو حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا، پھر اہل یمن آپ کی خدمت میں آئے، آپ نے فرمایا، اے اہل یمن بشارت کو قبول کرو، کیونکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں قبول ہے، پھر آپ ﷺ ابتدائے آفرینش وعرش کے بارے میں بیان فرمانے لگے، پھر ایک آدمی آیا، اور اس نے کہا کہ اے عمران تمہاری سواری بھاگ گئی۔

عمران کہتے ہیں کہ کاش میں اس کی یہ باتیں چھوڑ کر آپ ﷺ کی وعظ ومجلس سے کھڑا نہ ہوتا۔

۳۱۹۱ — حدثنا عمر بن حفص بن غیاث: حدثنا أبی حدثنا الأعمش: حدثنا جامع بن شداد، عن صفوان بن محرز: أنه حدثه عن عمران بن حصین رضی اللہ عنهما قال: دخلت علی النبی ﷺ وعقلت ناقتی بالباب، فأتاه ناس من بنی تمیم فقال: "اقبلوا البشری یا بنی تمیم"، قالوا: قد بشرتنا فأعطنا، مرتین. ثم دخل علیه ناس من الیمن فقال: "اقبلوا البشری یا أهل الیمن

---

[۲] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ نوح، آیت:۱۴، حاشیہ:۳، وعمدۃ القاری، ج:۱۰، ص:۵۴۰

[۳] وفی سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی ثقیف وبنی حنیفة، رقم: ۳۸۸۶، ومسند أحمد، أوّل مسند البصریین، باب حدیث عمران بن حصین، رقم: ۱۸۹۸۱، ۱۹۰۳۰، ۱۹۰۴۰، ۱۹۰۶۳.

أن لم يقبلها بنو تميم"، قالوا: قد قبلنا يا رسول الله، قالوا: جئنا نسألک عن هذا الأمر، قال: كان الله ولم يكن شيء غيره، وكان عرشه على الماء. وكتب في الذكر كل شيء، وخلق السموات والأرض "فنادى مناد: ذهبت ناقتک يا ابن الحصين، فانطلقت فإذا هي يقطع دونها السراب فو الله لو ددت أني كنت تركتها. [راجع: ۳۱۹۰]

۳۱۹۲- وروى عيسى، عن رقبة، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب قال: سمعت عمر رضي الله عنه يقول: قام فينا النبي ﷺ مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم أهل النار منازلهم، حفظ ذلک من حفظه ونسيه من نسيه.

بہترین خوشخبری

"اقبلوا البشرى الخ"

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے اپنی ناقہ باہر دروازے پر باندھی تو بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے، آپ نے فرمایا کہ اے بنو تمیم خوشخبری قبول کرو، تو انہوں نے جھٹ کہا کہ آپ نے ہمیں خوشخبری دی ہے تو کچھ دیجئے بھی یعنی کچھ مال، پیسے وغیرہ، دو مرتبہ یہی ہوا۔

ثم دخل عليه ناس من اليمن پھر آپ کے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے تو آپ نے ان سے بھی یہی فرمایا **"اقبلوا البشرى يا اهل اليمن ان لم يقبلها"** اے اہل یمن! اگر بنو تمیم نے خوشخبری قبول نہیں کی تو تم قبول کرلو، مطلب یہ ہے کہ ویسے تو بظاہر انہوں نے خوشخبری قبول کرلی تھی لیکن ساتھ ساتھ کچھ مانگا تھا تو مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کا دھیان تو روپے پیسے کی طرف ہے اور خوشخبری جو دی جارہی تھی وہ تو درحقیقت جنت کی اور آخرت کی بہتری کی خوشخبری تھی اور یہ ابھی تک دنیا کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں تو اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے قبول نہیں کی تم قبول کرلو، **"قالوا قد قبلنا يا رسول الله، قالوا جئنا نسئلک عن هذا الأمر"** انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ اسی معاملے یعنی دین کے بارے میں کچھ پوچھیں۔

"قال" تو پھر حضور ﷺ نے باتیں بتانی شروع کیں کہ **"كان الله ولم يكن شئ غيره"** اللہ تبارک وتعالیٰ تھے آپ کے سوا کوئی اور چیز موجود نہ تھی **"وكان عرشه على الماء"** اور آپ کا عرش پانی پر تھا، گویا شروع میں اللہ جل جلالہ کا وجود تھا، اور کوئی چیز نہ تھی، نہ عرش تھا، نہ پانی تھا، باری تعالیٰ نے پھر پانی پیدا فرمایا اور پھر عرش پیدا فرمایا اور آپ کا عرش پانی پر تھا۔ [۴]

اب کس طرح تھا یہ وہی بات ہے کہ اس کی تفصیل میں جانے کی حاجت نہیں کہ پانی میں ہونے سے کیا تعلق

---

[۴] ولم يكن شئ قبله الخ: عمدة القاري، ج: ۱۰، ص: ۵۴۳.

ہے اور پانی پر کیوں ہے؟ اور ہوا میں کیوں نہیں ہے؟ خلا میں کیوں نہیں ہے؟ تو نہ اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہے اور نہ اس کی حقیقت اور کنہ انسان کو جزم کے ساتھ معلوم ہو سکتی ہے، کیونکہ یہ انسان کی محدود عقل سے ماوراء باتیں ہیں

"و کتب فی الذکر کل شئی" اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی۔

"وخلق السموٰت والارض، فنادی منادٍ : ذھبت ناقتک یا ابن الحصین"۔

فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ یہ بیان فرما رہے تھے اتنے میں کسی نے مجھے پکارا کہ ابن حصین تمہاری ناقہ بھاگ گئی، **"فانطلقت فاذا ھی یقطع دونھا السراب"** میں باہر نکلا تو دیکھا کہ ناقہ سے پہلے سراب ہے اور وہ اس کو کاٹ رہا ہے یا سراب لہریں لے رہا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اتنی آگے بھاگ گئی تھی کہ اس سے پہلے سراب نظر آرہا تھا **"فو اللہ لوددت انی کنت ترکتھا"** اب سوچتا ہوں تو مجھے یہ بات پسند آتی ہے کہ کاش میں اس ناقہ کو چھوڑ دیتا، جا رہی تھی جانے دیتا اور حضور اکرم ﷺ جو باتیں بتا رہے تھے وہ سن لیتا۔

آپ ﷺ نے اس خطبہ کے دوران ابتدائے آفرینش سے قیامت کے دن جنت و دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام احوال و کوائف کا ذکر فرمایا، جس شخص نے ان باتوں یاد رکھا اس کو یاد ہیں، اور جس شخص نے بھلا دیا وہ بھول گیا ہے۔

"حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ"۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ نے وہ باتیں جس تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی تھیں، ان کو ان لوگوں نے یاد رکھا جنہوں نے یاد رکھنے کی کوشش کی اور جن کو اللہ ﷻ نے یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ لوگ ان باتوں کو بھول گئے، جنہوں نے یاد رکھنے کی کوشش نہیں کیں۔ حاصل یہ کہ بعض لوگوں کو وہ پوری باتیں یاد ہیں اور بعض لوگ ان کو بھول گئے ہیں۔

۳۱۹۳- حدثنا عبد اللہ بن ابی شیبۃ، عن ابی احمد، عن سفیان، عن ابی الزناد، عن الاعرج عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: قال اللہ تعالیٰ: یشتمنی ابن آدم، وما ینبغی لہ ان یشتمنی، ویکذبنی وما ینبغی لہ، اما شتمہ فقولہ: ان لی ولداً، واما تکذیبہ فقولہ: لیس یعیدنی کما بدأنی. [انظر: ۴۹۷۴، ۴۹۷۵] ۵

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے، حالانکہ اس کیلئے مناسب نہیں کہ مجھ کو گالی دے اور مجھے جھوٹا سمجھتا ہے، حالانکہ یہ

---

۵ وفی سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب أرواح المؤمنین، رقم: ۲۰۵۱، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق، رقم: ۷۸۷۳، ۸۲۵۶، ۸۷۵۱.

اس کیلئے مناسب نہیں ہے۔ گالی دینا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میری اولاد ہے اور جھوٹا سمجھنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ زندہ نہ کرے گا جیسے پہلے اس نے پیدا کیا۔

۳۱۹۴ - حدثنا قتيبه بن سعيد: حدثنا مغيرة بن عبدالرحمن القرشي، عن أبي الزناد، عن الاعرج، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لما قضى الله الخلق كتب في كتابه فهو عنده فوق العرش ان رحمتي غلبت غضبي"[انظر: ۷۴۰۴، ۷۴۱۲، ۷۴۵۳، ۷۵۵۳، ۷۵۵۴] ۶

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے لوحِ محفوظ میں لکھ لیا، سو وہ اس کے پاس عرش کے اُوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی۔

"ان رحمتي غلبت غضبي" کا مطلب

ان رحمتي غلبت غضبي، بعض روایتوں میں "**ان رحمتي سبقت غضبي**" کے الفاظ آئے ہیں، اس کے یہ معنی تو بالاتفاق نہیں ہیں کہ رحمت کا وجود پہلے ہوا اور غضب کا وجود بعد میں ہوا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں ان میں حدوث نہیں، پھر یا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ رحمت کا تعلق حوادث کے ساتھ پہلے ہوا اور غضب کا تعلق بعد میں ہوا کیونکہ جونہی مخلوقات پیدا ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں اور مخلوقات کے ساتھ متصلاً متعلق ہوئی اور غضب کا تعلق ہوتا ہے مخلوقات کے عمل کے نتیجے سے مخلوق نے کوئی غلط کام کیا تو اس پر غضب متعلق ہوگا، لہذا رحمت کا تعلق پہلے ہے اور غضب کا تعلق بعد میں۔

یا اس کے معنی سبقت زمانی نہیں بلکہ وسعت مراد ہے کہ غضب کے مقابلے میں رحمت زیادہ وسیع ہے اور مطلب یہ ہے کہ رحمت کا مورد کثیر ہے غضب کے مورد کے مقابلے میں، اس لئے کہ رحمت کے بے شمار عنوان ایسے ہیں جو ہر مخلوق کے ساتھ ہیں، چاہے وہ انسان ہوں یا غیر انسان، اور چاہے مسلمان ہوں یا کافر، اللہ تعالیٰ سب کو

---

۶ وفي صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالىٰ وأنها سبقت غضبه، رقم: ۴۹۳۹، ۴۹۴۰، ۴۹۴۱، وفي سنن الترمذي، كتاب الدعوات عن رسول الله، باب خلق الله مائة رحمة، رقم: ۳۴۶۶، وسنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، باب في ما أنكرت الجهمية، رقم: ۱۸۵، وكتاب الزهد، باب ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، رقم: ۴۲۸۵، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۶۹۹۸، ۷۱۸۷، ۷۲۱۵، ۷۷۷۹، ۸۳۴۶، ۸۶۰۱، ۸۷۹۴، ۹۲۲۵، ۹۶۳۳.

نافرمانی کے باوجود رزق دے رہا ہے، اس لئے رحمت کا تعلق زیادہ وسیع ہے۔ ے

(۲) باب ما جاء في سبع أرضين

سات زمینوں کے بارے میں جو روایتیں آئیں ہیں ان کا بیان

وقول الله تعالىٰ: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَّمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ [الطلاق: ۱۲] ﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ﴾ [الطور: ۵]: والسماء. ﴿سَمْكَهَا﴾ [النازعات: ۲۸]: بناءها و ﴿الْحُبُك﴾ [الذاريات: ۷]: استواؤها وحسنها. ﴿وَأَذِنَتْ﴾ [الانشقاق: ۴]: سمعت وأطاعت. ﴿وَأَلْقَتْ﴾: أخرجت ﴿مَا فِيْهَا﴾ من الموتى، ﴿وَتَخَلَّتْ﴾ [الانشقاق: ۴] أي عنهم، ﴿طَحَاهَا﴾ [الشمس: ۶]: أي دحاها ﴿بِالسَّاهِرَةِ﴾ [النازعات: ۲۴]: وجه الأرض، كان فيها الحيوان، نومهم وسهرهم. (النازعات: ۱۴)

اللہ تعالیٰ کا قول جس نے سات آسمان پیدا کیئے اور ان ہی کی طرح زمینیں بھی ان سب میں اللہ کے احکام نازل ہوتے رہے ہیں، یہ اس لئے بتلایا گیا ہے کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ ہر شے کو اپنے احاطہ علمی میں لئے ہوئے ہے۔

﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ﴾ [الطور: ۵]: والسماء.

یعنی آسمان

﴿سَمْكَهَا﴾ [النازعات: ۲۸]: بناءها و

یعنی آسمان کی بنا۔

﴿الْحُبُك﴾ [الذاريات: ۷]: استواؤها وحسنها.

یعنی حُبُک اصل میں راستوں کو کہتے ہیں، اس کا ہموار اور خوبصورت ہونا۔

﴿وَأَذِنَتْ﴾ [الانشقاق: ۴]: سمعت وأطاعت.

یعنی سنا اور اطاعت کی۔

ے وقال الطيبي في سبق الرحمة إشارة إلى أن قسط الحق منها أكثر من قسطهم من الغضب، وأنها تنالهم من غير استحقاق، وأن الغضب لا ينالهم إلا باستحقاق، فالرحمة تشمل الشخص جنيناً ورضيعاً وفطيماً وناشئاً قبل أن يصدر منه شيء من الطاعة ولا يلحقه الغضب إلا بعد أن يصدر عنه من الذنوب ما يستحق معه ذلك، والله تعالىٰ أعلم. كذا ذكره العلامة بدر الدين العيني رحمه الله في العمدة، ج: ۱۰، ص: ۵۴۵.

﴿وَأَلْقَتْ﴾: أخرجت ﴿مَا فِيهَا﴾ من الموتى، ﴿وَتَخَلَّتْ﴾ [الانشقاق: ۴] أي عنهم.
یعنی جتنے بھی مردے وغیرہ زمین میں ہیں، انہیں نکال پھینکے گی اور خالی ہو جائے گی۔
﴿طَحَاهَا﴾ [الشمس: ٦]: أي دحاها.
یعنی بچھایا اس کو۔
﴿بِالسَّاهِرَةِ﴾ [النازعات: ۱۴]: وجه الأرض، كان فيها الحيوان، نومهم وسهرهم.
یعنی سطح زمین جس میں جانداروں کا سونا جاگنا ہوتا ہے۔
اس میں "ساهرة" سے روئے زمین مراد ہے، اور اس کو "ساهرة" اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حیوان وجن سوتے بھی ہیں اور جاگتے بھی اور "سهر يسهر" کے معنی جاگنے کے ہوتے ہیں۔

۳۱۹۵ـ حدثنا علي بن عبد الله: اخبرنا ابن علية، عن علي بن المبارك: حدثنا يحيى بن ابي كثير، عن محمد بن ابراهيم بن الحارث، عن ابي سلمة بن عبد الرحمن وكانت بينه وبين اناس خصومة في الارض، فدخل على عائشة فذكر لها ذلك فقالت: يا ابا سلمة، اجتنب الارض فان رسول الله ﷺ قال: من ظلم قيد شبر طوقه من سبع ارضين. [راجع: ۲۴۵۳]

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے اور چند لوگوں کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا، تو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابوسلمہ! زمین سے بچو، کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے بالشت برابر زمین پر بھی ناحق قبضہ کیا تو قیامت کے دن اس کی گردن میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا، مطلب یہ ہے کہ اُسے زمین دھنسا دیا جائیگا۔ (عمدة القاري، ج: ۱۰، ص: ۵۴۸)

۳۱۹۶ـ حدثنا بشر بن محمد قال: اخبرنا عبد الله، عن موسى بن عقبة، عن سالم، عن ابيه قال: قال النبي ﷺ: من اخذ شيئا من الارض بغير حقه خسف به يوم القيمة الى سبع ارضين. [راجع: ۲۴۵۴]

ترجمہ: حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ذرا سی زمین ناحق لے لی، تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔

۳۱۹۷ـ حدثنا محمد بن المثنى: حدثنا محمد عبد الوهاب، حدثنا ايوب، عن محمد بن سيرين، عن ابن ابي بكرة عن ابي بكرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق السموات والارض. السنة اثنا عشر شهرا، منها اربعة حرم، ثلاثة متواليات:

ذوالقعدة، وذوالحجة، والمحرم، ورجب مضى، الذى بين جمادى وشعبان. [راجع:۶۷]

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: زمانہ اسی رفتار کی طرف لوٹ گیا جو آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت تھی (یعنی اس کے دنوں اور مہینوں میں کمی زیادتی نہیں ہوئی لہٰذا) سال بارہ مہینہ کا ہے، جس میں سے چار اشہر حرم ہیں، تین تو پے بہ پے، یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور قبیلہ مضر کا وہ رجب جو جمادی (الاخریٰ) اور شعبان کے درمیان ہے۔

۳۱۹۸ــ حدثنا عبيد بن اسماعيل: حدثنا ابو اسامة، عن هشام، عن ابيه، عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل: انه خاصمته اروىٰ -فى حق زعمت انه انتقصه لها -الى مروان فقال سعيد: انا انتقص من حقها شيئا؟ اشهد لسمعت رسول الله ﷺ يقول: من اخذ شبرا من الارض ظلما فانه يطوقه يوم القيمة من سبع ارض. قال ابن ابى الزناد عن هشام: عن ابيه قال: قال لى سعيد بن زيد: دخلت على النبى ﷺ. [راجع: ۲۴۵۲]

ترجمہ: سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہے کہ اروی (ایک عورت کا نام) نے مروان کے پاس حضرت سعید کے اُوپر ایک حق (جائیداد) میں مقدمہ دائر کیا، تو حضرت سعید نے فرمایا: میں اس عورت کے حق (جائیداد) میں کچھ کمی کرسکتا ہوں؟ (حالانکہ) میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یقیناً نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً دبائی، تو اس کی گردن میں قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

حضرت سعد نے یوں فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔

اعجازِ قرآن کا ایک پہلو

حضرت شاہ صاحبؒ نے مشکلات القرآن میں ایک بڑی لطیف بات ارشاد فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے اعجاز وبلاغت کا ایک رُخ یہ ہے کہ بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو بلغاء کے کلام میں عام طور سے استعمال نہیں کئے جاتے اور اہل بلاغت ادبیانہ کلام میں استعمال نہیں کرتے مثلاً ارض کی دو جمع آتی ہیں **"اراضی"** اور **"ارضون یا ارضین"** تو یہ دونوں جمعیں ایسی ہیں کہ اہل عرب کلام بلیغ میں ان کو استعمال نہیں کرتے اور ان دونوں کلموں کو ثقیل سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم میں جمع کا ذکر کرنا تھا کہ ہم نے سات آسمان پیدا کئے اور سات زمینیں پیدا کیں تو اب اگر کہیں **سبع ارضین یا سبع اراضی** تو یہ کلام بلغاء کے خلاف ہوتا تو اللہ جل جلالہ نے جو تعبیر اختیار فرمائی وہ یہ کہ **"اللّٰہ الـذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن"** تو اراضی یا ارضین استعمال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔

اور مفہوم ادا ہو گیا۔ نیز حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سات زمینوں سے مراد زمین کے سات طبقات بھی ہو سکتے ہیں۔ اور دوسرے اجرام فلکی میں اس طرح آبادی ثابت ہو تو وہ بھی مراد ہو سکتے ہیں۔[۸]

(۳) باب: في النجوم

ستاروں کا بیان

وقال قتادة ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ﴾ [الملک:۵]: خلق هذه النجوم لثلاث: جعلها زينة للسماء، ورجوما للشياطين، وعلامات يهتدى بها. فمن تأول فيها بغير ذلك أخطأ وأضاع نصيبه وتكلف ما لا علم له به. وقال ابن عباس: ﴿هَشِيمًا﴾ [الكهف:۴۵]: متغيرا، والأب: ما تأكل الأنعام، و﴿الْأَنَامِ﴾ [الرحمن: ۱۰]: الخلق. ﴿بَرْزَخٌ﴾ [المومنون: ۱۰۰]: حاجب. وقال مجاهد: ﴿أَلْفَافًا﴾ [النبا:۱۶]: ملتفة. والغلب: الملتفة. ﴿فِرَاشًا﴾ [البقرة: ۲۲]: مهادا، كقوله: ﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ﴾ [البقرة: ۳۶]: ﴿نكدا﴾ [الاعراف: ۵۸]: قليلا.

﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ﴾ [الملک:۵]

اور ہم نے قریب والے آسمان کو روشن چراغوں سے سجا رکھا ہے۔

یعنی آسمان کی طرف دیکھو! رات کے وقت ستاروں کی جگمگاہٹ سے کیسی رونق اور شان معلوم ہوتی ہے۔ یہ قدرتی چراغ ہیں، جن سے دنیا کے بہت سے منافع وابستہ ہیں۔[۹]

﴿هَشِيمًا﴾ [الكهف:۴۵]

چورا چورا جو ہوا میں اُڑتا ہوا۔

یعنی دنیا کی عارضی بہار اور فانی وسریع الزوال تروتازگی کی مثال ایسی سمجھو کہ خشک اور مُردہ زمین پر بارش کا پانی پڑا، وہ یک بیک جی اٹھی، گنجان درخت اور مختلف اجزاء سے رلا ملا سبزہ نکل آیا۔ لہلہاتی کھیتی آنکھوں کو بھلی معلوم ہونے لگی۔ مگر چند روز ہی گذرے کہ زرد ہو کر سوکھنا شروع ہو گئی۔ آخر ایک وقت آیا کہ کاٹ چھانٹ کر برابر کر دی گئی۔ پھر ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اُڑائی گئی۔ یہی حال دنیا کی دیدہ زیب وابلہ فریب بناؤ سنگار کا سمجھو، چند روز کیلئے خوب ہری بھری نظر آتی ہے۔ آخر میں چورہ ہو کر ہوائیں اُڑ جائے گی۔ اور کٹ چھٹ کر سب میدان صاف ہو جائے گا۔[۱۰]

[۸] فیض الباری، ج:۳، ص:۳۲۲، و ج:۴، ص:۳۔

[۹] تفسیر عثمانی، الملک:۵، ف:۸۔

[۱۰] تفسیر عثمانی، الکہف:۴۵، ف:۱۰۔

﴿ اَلْاَنَام﴾ [الرحمن: ۱۰]
مخلوق۔

﴿ بَرْزَخٌ﴾ [المومنون: ۱۰۰]
حاجب (پردہ) یعنی ابھی کیا دیکھا ہے موت ہی سے اس قدر گھبرا گیا۔ آگے اس کے بعد ایک اور عالم برزخ آتا ہے۔ جہاں پہنچ کر دنیا والوں سے پردہ میں ہو جاتا ہے اور آخرت بھی سامنے نہیں آتی۔ ہاں عذاب آخرت کا تھوڑا سا نمونہ سامنے آتا ہے جس کا مزہ قیامت تک پڑا چکھتا رہے گا۔[۱۱]

﴿اَلْفَافًا﴾ [النبا: ۱۶]
پتوں میں لپٹے ہوئے۔
یعنی نہایت گنجان اور گھنے باغ، یا یہ مُراد ہو کہ ایک ہی زمین میں مختلف قسم کے درخت اور باغ پیدا کئے۔

تنبیہ:
قدرت کی عظیم الشان نشانیاں بیان فرما کر بتلا دیا کہ جو خدا ایسی قدرت و حکمت والا ہے کیا اُسے تمہارا دوسری مرتبہ پیدا کر دینا اور حساب و کتاب کے لئے اُٹھانا کچھ مشکل ہوگا؟ اور کیا اس کی حکمت کے یہ بات منافی نہ ہوگی کہ اتنے بڑے کارخانہ کو یوں ہی خلط ملط بے نتیجہ پڑا چھوڑ دیا جائے۔ یقیناً دنیا کے اس طویل سلسلہ کا کوئی صاف نتیجہ اور انجام ہونا چاہیے اُسی کو ہم "آخرت" کہتے ہیں جس طرح نیند کے بعد بیداری اور رات کے بعد دن آتا ہے، ایسے ہی سمجھ لو کہ دنیا کے خاتمہ پر آخرت کا آنا یقینی ہے۔[۱۲]

﴿ فِرَاشًا﴾ [البقرۃ: ۲۲]
بچھونا۔

﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ﴾ [البقرۃ: ۳۶]
اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے۔

﴿نَكِدًا﴾ [الاعراف: ۵۸]
ناقص۔

---

[۱۱] تفسیر عثمانی، المومنون: ۱۰۰، ف: ۳۔

[۱۲] تفسیر عثمانی، سورۃ النبا: ۱۶، ف: ۱۳۔

ستاروں کی تخلیق کے مقاصد

وقال قتادة: ﴿ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ﴾ [الملک: ۵]: خلق هذه النجوم لثلاث: جعلها زينة للسماء، ورجوما للشياطين، وعلامات يهتدي بها.

حضرت قتادۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ستارے تین مقاصد کیلئے پیدا کئے ہیں:

ایک **"جعلها زينة للسماء"** جس کا ذکر قرآن میں ہے، یعنی آسمان کو ستاروں سے زینت دی، رات کے وقت جب بادل اور گرد وغبار نہ ہو، بے شمار ستاروں کے قمقموں سے آسمان دیکھنے والوں کی نظر میں کس قدر خوب صورت اور ہر عظمت معلوم ہوتا ہے اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں کتنے نشان حق تعالیٰ کی صفت کاملہ، حکمت عظیمہ اور وحدانیت مطلقہ کے پائے جاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ آسمان سے فرشتے اُتارنے یا ان کو آسمان پر چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ اگر ماننا چاہیں تو آسمان وزمین میں قدرت کے نشان کیا تھوڑے ہیں جنہیں دیکھ کر سمجھ دار آدمی توحید بہت آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔

دوسرا **"رجوماً للشياطين"** کہ شیطان کو مارنا، یعنی نصوصِ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تکوینی اُمور کے متعلق آسمانوں پر جب کسی فیصلہ کا اعلان ہوتا ہے اور خداوند قدوس اس سلسلہ میں فرشتوں کی طرف وحی بھیجتا ہے تو وہ اعلان ایک خاص کیفیت کے ساتھ اُوپر سے نیچے کو درجہ بدرجہ پہنچتا ہے، آخر سماء دنیا پر فرشتے اس کا مذاکرہ کرتے ہیں۔ شیاطین کی کوشش ہوتی ہے کہ ان معاملات کے متعلق غیبی معلومات حاصل کریں، اسی ہنگامۂ دار وگیر میں جو ایک بات شیطان کو ہاتھ لگ جاتی ہے ان میں سے بعض جذب کرنے کی تدبیر کرتے ہیں، ناگہانی اُوپر سے بم کا گولہ (شہاب ثاقب) پھٹتا ہے اور ان غیبی پیغامات کی چوری کرنے والوں کو مجروح یا ہلاک کرکے چھوڑتا ہے۔ یہی **"رجوما للشياطين"** ہے۔[۱۳]

اور

تیسرا **"علامات يهتدى بها وبالنجم هم يهتدون"** کہ اس کے ذریعہ راستہ وغیرہ کا پتہ لگایا جاتا ہے، یہ تین فائدے تو اس کے منصوص ہیں۔

"فمن تأول فيها بغير ذلک"۔ جو اس کے اندر اور تاویلیں کرے، ستارون کو نحس اور شؤم بتائے اور ان کے ذریعہ مستقبل کے حالات بتانے کا دعویٰ کرے **اخطاء واضاع نصيبه وتكلف مالا علم له به.** اس لئے کہ اس سے بحث نہیں کہ ستاروں کے اثرات ہوتے ہیں یا نہیں، لیکن اگر ہوتے بھی ہوں تو ان کا پورا علم کما حقہ کسی کو بھی

[۱۳] تفسیر عثمانی، سورۃ الملک:۵۔

نہیں دیا گیا، لہٰذا جو علم نجوم اس مقصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تو یہ بالکل فضول بات ہے اور اس پر اعتماد کرنا بالکل غلط ہے۔[۱۴]

اور قرآن نے اس سے بھی بحث نہیں کی کہ ستارے آسمان میں پیوست ہیں یا خلا میں تیر رہے ہیں، اگرچہ "کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ" سے دوسری صورت زیادہ متبادر ہے۔ کیونکہ وحی عام طور پر ان چیزوں کے بیان کرنے کیلئے آتی ہے جن کو انسان اپنی عقل اور تجربے سے معلوم نہیں کرسکتا اور جو چیزیں انسان اپنی عقل اور تجربے سے معلوم کرسکتا ہے اس کے بیان کیلئے نہ وحی کی ضرورت ہے اور نہ اس سے عملی زندگی کا کوئی مسئلہ متعلق ہے، لہٰذا قرآن کریم نے اس مسئلہ کو موضوع نہیں بنایا، البتہ کہیں کہیں اشارے دیئے ہیں چنانچہ فرمایا **کل فی فلک یسبحون.**

(۴) باب صفة الشمس و القمر

چاند اور سورج کی کیفیت کا بیان

﴿ بِحُسْبَانٍ ﴾ [الرحمن: ۵] قال مجاهد: كحسبان الرحى.

حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ "حسبان" کا مطلب یہ ہے کہ چکی کے گردش کے مطابق۔

و قال غيره: بحساب و منازل لا يعدوانها. حسبان: جماعة الحساب مثل شهاب و شهبان.

دوسرے لوگوں نے کہا کہ ایسے حساب اور منزلوں کے ساتھ کہ وہ اس سے باہر نہیں ہو سکتے، "حسبان" جمع ہے حساب کی جیسے **شہبان** جمع ہے **شہاب** کی۔

﴿ ضُحَاهَا ﴾ [الشمس: ۱]: ضوؤها

یعنی اس کی روشنی۔

﴿ أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ ﴾ [یس: ۴۰] لا يستر ضوء أحدهما ضوء الآخر لا ينبغي لهما ذلك

یعنی ایک کی روشنی کو دوسرے کی روشنی چھپا نہیں سکتی۔

﴿ سَابِقُ النَّهَارِ ﴾ [یس: ۴۰] يتطالبان حثيثين.

﴿ نَسْلَخُ ﴾ [یس: ۳۷] نخرج أحدهما من الآخر يجري كل منهما.

﴿ وَاهِيَةٌ ﴾ [الحاقة: ۱۶] وهيها: تشققها.

یعنی اس کا پھٹ جانا۔

---

[۱۴] وفي (كتاب الأنواء) لأبي حنيفة: المنكر في العلم من النجوم نسبة الأمر إلى الكواكب وأنها هي المؤثرة، وأما من نسب التأثير إلى خالقها وزعم أنه نصبها أعلاماً وصيّرها آثاراً لما يحدثه فلا جناح عليه. عمدة القاری، ج: ۱۰، ص: ۵۵۱.

﴿ أَرْجَائِهَا ﴾ [الحاقة :۱۷] ما لم ينشق منها على حافيتها كقولك : على أرجاء البشر .

یعنی اس کا وہ حصہ کو پھٹا نہیں، تو یہ اس کے دونوں کناروں پر ہوگا جیسے تم کہتے ہو "على ارجاء البر" کنویں کے کناروں پر۔

﴿ اغطش ﴾ و﴿ جن ﴾ [الانعام: ۷۶] : أظلم .

یعنی تاریک ہوگیا۔

وقال الحسن ﴿ كورت ﴾: تكور حتى يذهب ضوءها.

اور حضرت حسن نے فرمایا "كورت" یعنی لپیٹ دیا جائے گا حتی کہ اس کی روشنی ختم ہو جائے گی۔

﴿وَاللَّيْلِ وما وسق﴾ [الانشقاق: ۱۷]: أي جمع من دابة.

یعنی جو جانور بھی جمع کرلے۔

﴿اتَّسَقَ﴾: استوى.

یعنی برابر ہوا۔

﴿بُرُوْجًا﴾: منازل الشمس والقمر.

یعنی شمس وقمر کی منزلیں۔

و﴿اَلْحَرُوْرُ﴾ بالنهار مع الشمس.

دن میں سورج کے ساتھ ہوتی ہیں۔

وقال ابن عباس ورؤبة: الحرور بالليل، والسموم بالنهار .

حضرت ابن عباس نے فرمایا "حرور" رات میں اور "سموم" دن میں ہوتی ہے۔

يقال : ﴿ يولج ﴾ [الحج: ۶۱]: يكور.

کہا جاتا ہے "يولج" یعنی لپیٹ دیتا ہے۔

﴿ وَلِيْجَةً ﴾ [التوبة: ۱۶] كل شيء أدخلته في شيء .

یعنی ہر ایسی چیز جسے تم دوسری چیز میں داخل کر دیا۔

"بحسبان" کی تفسیریں

﴿ بِحُسْبَانٍ ﴾ [الرحمن: ۵] قال مجاهد: كحسبان الرحى، وقال غيره: بحساب

ومنازل لا یعدوانها. حسبان: جماعة الحساب مثل شهاب وشهبان.

قرآن کریم نے فرمایا "**الشمس والقمر بحسبان**" اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

مجاہدؒ نے فرمایا: حسبان کا مطلب یہ ہے "**کحسبان**" الرحی یعنی چکی کی گردش کے مطابق، چکی جب چلتی ہے تو اس کی رحوی گردش کو حسبان کہتے ہیں، تو آیت کے معنی یہ ہوئے کہ ان کی اپنے محور پر گردش یعنی رحوی گردش ہے، اگر یہ تفسیر لی جائے تو یہ عین اس کے مطابق ہے جو آج سائنس کہتی ہے کہ زمین اپنے محور پر گردش کر رہی ہے اور چاند اور سورج بھی اپنے محور پر گردش کر رہے ہیں، لیکن چاند اور سورج کی محوری گردش سے کوئی دن رات پیدا نہیں ہوتے جبکہ زمین کی محوری گردش سے دن اور رات پیدا ہوتے ہیں۔

دوسرے لوگوں نے کہا کہ ایسے حساب اور منزلوں کے ساتھ کہ وہ اس سے باہر نہیں ہو سکتے، **حسبان** جمع ہے **حساب** کی، جیسے **شہبان** جمع ہے **شہاب** کی۔ **حسبان** یعنی گردش، دونوں کا طلوع وغروب، گھٹنا بڑھنا، یا ایک حالت پر قائم رہنا، پھر ان کے ذریعہ سے فصول ومواسم کا بدلنا اور سفلیات پر مختلف طرح سے اثر ڈالنا، یہ سب کچھ ایک خاص حساب اور ضابطہ اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے دائرے سے باہر قدم رکھ سکیں۔ اور اپنے مالک وخالق کے دیئے ہوئے احکام سے روگردانی کر سکیں۔ اُس نے اپنے بندوں کی جو خدمات ان دونوں کے سپرد کر دی ہیں۔ اُن میں کوتاہی نہیں کر سکتے۔ ہمہ وقت ہماری خدمت میں مشغول ہیں۔ یعنی علویات کی طرح سفلیات بھی اپنے مالک کی **مُطیع ومُنقاد** ہیں۔ چھوٹے جھاڑ، زمین پر پھیلی ہوئی بیلیں اور اُونچے درخت سب اُس کے حکم تکوینی کے سامنے سربسجود ہیں۔ بندے اُن کو اپنے کام میں لائیں تو انکار نہیں کر سکتے۔[۱۵]

﴿ضُحَاهَا﴾ [الشمس: ۱] ضوؤها.

اس کی روشنی۔

﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ [یس: ۴۰] لا یستر ضوء أحدهما ضوء الآخر لا ینبغي لهما ذلک. ﴿سَابِقُ النَّهَارِ﴾ [یس: ۴۰] یتطالبان حثیثین.

سورج کی سلطنت دن میں ہے اور چاند کی رات میں، یہ نہیں ہو سکتا کہ چاند کی نُور افشانی کے وقت سُورج اُس کو آ دبائے یعنی دن آگے بڑھ کر رات کا کچھ حصہ اُڑا لے یا رات سبقت کر کے دن کے ختم ہونے سے پہلے آ جائے۔ جس زمانہ اور جس مُلک میں جو اندازہ رات، دن کا رکھ دیا ہے، ان کرات کی مجال نہیں کہ ایک منٹ آگے پیچھے ہو سکیں۔ ہر ایک سیارہ اپنے اپنے مدار میں پڑا چکر کھا رہا ہے، اُس سے ایک قدم اِدھر اُدھر نہیں ہٹ سکتا اور باوجود اس قدر سریع حرکت اور کھلی ہوئی فضا کے نہ ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے نہ مقررہ انداز سے زیادہ تیز یا سُست ہوتا ہے

[۱۵] تفسیر عثمانی، سورۃ رحمٰن: ۵، ف: ۷، ۸، وعمدۃ القاری، ج: ۱۰، ص: ۵۵۳۔

کیا یہ اس کا واضح نشان نہیں کہ یہ سب عظیم الشان مشینیں اور ان کے تمام پُرزے کسی ایک زبردست مدبر ودانا ہستی کے قبضۂ اقتدار میں اپنا اپنا کام کررہے ہیں۔ پھر جو ہستی رات دن اور چاند سورج کا ادل بدل کرتی ہے وہ تمہاری فنا کرنے اور فنا کے بعد دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہوگی؟ (العیاذ باللہ) [16]

﴿نَسْلَخُ﴾ [یس:۳۷] نخرج أحدهما من الآخر ويجري كل منهما.

"سلخ" کہتے ہیں جانور کی کھال اُتارنے کو جس سے نیچے کا گوشت ظاہر ہو جائے۔ اسی طرح سمجھ لو رات کی تاریکی پر دن کی چادر پڑی ہوئی ہے جس وقت یہ نور کی چادر اُوپر سے اتار لی جاتی ہے لوگ اندھیرے میں پڑے رہ جاتے ہیں اُس کے بعد پھر سورج اپنی مقررہ رفتار سے معین وقت پر آکر سب جگہ اُجالا کرتا ہے لیل ونہار کے اُن تقلّبات پر قیاس کر کے سمجھ لو کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ عالَم کو فنا کر کے دوبارہ زندہ کرسکتا ہے اور بیشک وہ ہی ایک خدا لائقِ پرستش ہے جس کے ہاتھ میں ان عظیم الشان انقلابات کی باگ ہے جن سے ہم کو مختلف قسم کے فوائد پہنچتے ہیں۔ نیز جو قادرِ مطلق رات کو دن سے تبدیل کرتا ہے کیا کچھ بعید ہے کہ بذریعہ آفتابِ رسالت کے دنیا سے جہالت کی تاریکیوں کو دُور کردے لیکن رات دن اور چاند، سورج کے طلوع وغروب کی طرح ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ [17]

﴿وَاهِيَةٌ﴾ [الحاقة:۱۶] وهيها: تشققها. ﴿أَرْجَائِهَا﴾ [الحاقة:۱۷] مالم ينشق منها على حافيتها كقولك: على أرجاء البئر.

﴿واهية﴾ یعنی اس کا پھٹ جانا، ﴿ارجائها﴾ یعنی اس کا وہ حصہ جو پھٹا نہیں، تو یہ اس کے دونوں کناروں پر ہوگا، جیسے تم کہتے ہو "علی ارجاء البئر" کہ کنویں کے کناروں پر۔

یعنی آج جو آسمان اس قدر مضبوط ومحکم ہے کہ لاکھوں سال گذرنے پر بھی کہیں ذرا سا شگاف نہیں پڑا، اُس روز پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس وقت درمیان سے پھٹنا شروع ہوگا تو فرشتے اس کے کناروں پر چلے جائیں گے۔

﴿اغطش﴾ و﴿جَنَّ﴾ [الانعام:۷۶]: أظلم.

تاریک ہوگیا۔

وقال الحسن ﴿كُوِّرَتْ﴾: تكور حتى يذهب ضوؤها.

اور حسنؒ نے فرمایا: "كُوِّرَتْ" یعنی لپیٹ دیا جائے گا۔ حتی کہ اس کی روشنی ختم ہو جائے گی۔

گویا اس کی لمبی شعاعیں جن سے دھوپ پھیلتی ہے، لپیٹ کر رکھ دی جائیں اور آفتاب بے نُور ہو کر پنیر کی چکی کی مانند رہ جائے یا بالکل نہ رہے۔

---

[16] تفسیرِ عثمانی، سورہ یٰس: ۴۰، ف: ۷۔

[17] تفسیرِ عثمانی، سورہ یٰس: ۳۷، ف: ۴۔

﴿وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ﴾ [الانشقاق: ۱۷]: أي جمع من دابة.

اور رات کی اور جو چیزیں اس میں سمیٹ آتی ہیں۔

یعنی آدمی اور جانور جو دن میں تلاشِ معاش کیلئے مکانوں سے نکل کر ادھر اُدھر منتشر ہوتے ہیں، رات کے وقت سب طرف سے سمٹ کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر جمع ہو جاتے ہیں۔

﴿اِتَّسَقَ﴾: استوى.

پوری آیت اس طرح ہے ﴿وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ﴾ اور چاند کی جب پورا ہو جائے۔

یعنی چودھویں رات کا چاند جو اپنی حدِ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

﴿بُرُوْجًا﴾: منازل الشمس والقمر.

شمس وقمر کی منزلیں۔

برجوں سے مراد یا تو وہ بارہ بُرج ہیں جن کو آفتاب ایک سال کی مدت میں تمام کرتا ہے یا آسمانی قلعہ کے وہ حصے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں یا بڑے بڑے ستارے جو دیکھنے میں آسمان پر معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

و﴿الْحَرُوْرُ﴾ بالنهار مع الشمس. وقال ابن عباس: الحرور بالليل، والسموم بالنهار.

"حرور" کے معنی عام طور سے یہ کئے جاتے ہیں کہ حرور وہ گرمی ہے جو دن کے وقت سورج سے حاصل ہوتی ہے۔ اور عبداللہ بن عباسؓ اور طبریؒ یہ تابعین میں سے ہیں، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رات کے وقت میں جو گرم ہوا چلتی ہے اس کو حرور کہتے ہیں اور دن کے وقت میں جو گرم ہوا چلتی ہے اس کو سموم کہتے ہیں۔

﴿يُوْلِجُ﴾ [الحج: ۶۱]: يكور.

کہا جاتا ہے ﴿يُوْلِجُ﴾ یعنی لپیٹ دیتا ہے۔

یہ آیت اس طرح ﴿ذٰلک بأن الله يولج الليل فى النهار ويولج النهار فى الليل﴾

یعنی وہ اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ رات دن کا اُلٹ پلٹ کرنا اور گھٹانا بڑھانا اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اُسی کے تصرّف سے کبھی کے دن بڑے، کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔

﴿وَلِيْجَةً﴾ [التوبة: ۱۶] كل شيء أدخلته في شيء.

یعنی ہر ایسی چیز جسے تم نے دوسری چیز میں داخل کر دیا۔

۳۱۹۹ — حدثنا محمد بن يوسف: حدثنا سفيان، عن الاعمش، عن ابراهيم التيمي، عن ابيه، عن أبي ذر رضي الله عنه قال: النبي ﷺ لابي ذر حين غربت الشمس: "أتدري أين يذهب؟" قلت: الله ورسوله أعلم. قال: "فانها يذهب حتى تسجد تحت العرش فتستاذن فيؤذن لها. ويوشك أن تسجد فلا يقبل منها، وتستاذن فلا يؤذن لها، فيقال لها: ارجعي من

حيث جئت، فتطلع من مغربها" فذلك قوله تعالى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ [يس: ۳۸]: [انظر ۴۸۰۲، ۷۴۲۴، ۷۴۳۳] [۱۸]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج غروب ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج جاتا ہے حتی کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے، پھر (طلوع ہونے کی) اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت مل جاتی ہے اور عنقریب وہ وقت آ جائے گا کہ یہ (جا کر) سجدہ کرے گا تو وہ مقبول نہ ہوگا اور (طلوع ہونے کی) اجازت چاہے گا تو اجازت نہ ملے گی، بلکہ اسے حکم ہوگا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں واپس چلا جا، اس وقت یہ مغرب سے طلوع ہوگا اور یہی اس آیت کریمہ کا مطلب ہے اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اس کا جو زبردست ہے علم والا ہے۔

فائدہ:

سورج کی چال اور راستہ مقرر ہے اسی پر چلا جاتا ہے۔ ایک انچ یا ایک منٹ اس سے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔ جس کام پر لگا دیا ہے ہر وقت اس میں مشغول ہے۔ کسی دم قرار نہیں۔ رات دن کی گردش اور سال بھر کے چکر میں جس جس ٹھکانہ پر اُسے پہنچنا ہے پہنچتا ہے۔ پھر وہاں سے باذنِ خداوندی نیا دورہ شروع کرتا ہے۔ قُرب قیامت تک اسی طرح کرتا رہے گا تا آنکہ ایک وقت آئے گا جب اُس کو حکم ہوگا کہ جدھر سے غروب ہوا ہے اُدھر سے اُلٹا واپس آئے یہی وقت ہے جب بابِ توبہ بند کر دیا جائے گا۔ **كما ورد في الحديث الصحيح.**

بات یہ ہے کہ اُس کے طلوع و غروب کا یہ سب نظام اُس زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے جس کے انتظام کو کوئی دوسرا شکست نہیں کر سکتا اور نہ اس کی حکمت و دانائی پر کوئی حرف گیری کر سکتا ہے وہ خود جب چاہے اور جس طرح چاہے اُلٹ پلٹ کرے کسی کو مجالِ انکار نہیں ہو سکتی۔ [۱۹]

---

[۱۸] وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الزمن الذى لا يقبل فيه الايمان، رقم: ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، وسنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة يس، رقم: ۳۱۳۱، وكتاب الفتن عن رسول الله، باب ما جاء في طلوع الشمس من مغربها، رقم: ۲۱۱۲، وسنن أبى داؤد، كتاب الحروف والقراءات، رقم: ۳۴۸۸.

[۱۹] قال ابن عباسؓ: لايبلغ مستقرها حتى ترجع إلى منازلها. قال قتادة: إلى وقت وأجل لها لا تعدوه، وقيل: إلى انتهاء أمرها عند انقضاء الدنيا، وقيل: إلى أبعد منازلها في الغروب، وقيل: لحد لها من مسيرها كل يوم في مرأى عيوننا وهو المغرب، وقيل: مستقرها أجلها الذى أقر الله عليه أمرها في جريها فاستقرت عليه، وهو آخر السنة. عمدة القارى، ج: ۱۰، ص: ۵۵۷.

سجود شمس کا مطلب

جب سورج غروب ہو رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کہاں جاتا ہے حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور پھر اجازت مانگتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے اور قریب ہوگا کہ یہ سجدہ کرے اور اس سے سجدہ قبول نہ کیا جائے اور پھر وہ اجازت مانگے **"فلا یؤذن لھا"** تو اس کو اجازت نہ دی جائے اور یہ کہا جائے **"ارجعی من حیث جئت"** کہ آگے بڑھنے کے بجائے جہاں سے آئے ہو وہیں واپس جاؤ **"فتطلع من مغربھا"** تو پھر یہ مغرب سے طلوع ہوگا **"فذلک قولہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقر لھا ذلک تقدیر العزیز العلیم"** اب اس کے اوپر بڑی لمبی چوڑی بحثیں کی گئی ہیں کہ سورج کیسے سجدہ کرتا ہے اور اس کے اجازت مانگنے کا کیا مطلب ہے؟ سجدہ کرے گا تو وہاں تھوڑی دیر کیلئے رکے گا؟ اور پھر کس وقت کرتا ہے؟ اگر کہا جائے کہ غروب کے وقت کرتا ہے تو غروب تو ہر وقت کہیں نہ کہیں ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ، اس میں لمبی چوڑی بحثیں ہیں۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا اس موضوع پر "طلوع شمس" کے نام سے پورا ایک رسالہ ہے اور وہ تقریر بخاری ہی کا حصہ ہے جو لوگوں نے الگ کر کے چھاپ دیا، بڑا اچھا رسالہ ہے موقع ہو تو اس کو ضرور پڑھیں۔

لیکن میں تو اسی بات پر یقین رکھتا ہوں کہ جتنی بات فرمائی گئی ہے بس اس حد تک ایمان رکھا جائے اور اس کی کنہ اور کیفیت کے پیچھے نہ پڑا جائے، ہوسکتا ہے کہ سجدے سے مراد ایک ہی سجدہ ہو، کسی ایسی کنہ کے ساتھ جو ہمارے ادراک سے ماوراء ہے اور ہوسکتا ہے کہ سجدہ سے مراد مجاز ہو کہ سورج ہر آن اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے ہر وقت کہیں نہ کہیں غروب ہو رہا ہے تو جہاں کہیں غروب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے غروب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھتا اور جب اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیں گے تو واپس لوٹ جائے گا۔

تو حقیقت بھی مراد ہوسکتی ہے لیکن اس کی کنہ ہمیں معلوم نہیں اور مجاز بھی مراد ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہونا ہے، دونوں امکان ہیں کسی ایک بات پر جزم کرنا ہمارے لئے ممکن بھی نہیں اور ضروری بھی نہیں، بس اتنا ایمان لے آنا کافی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو بیان فرمایا ہے وہ برحق ہے۔

والشمس تجری لمستقر لھا اس میں بھی بحث ہوئی ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شمس کا کوئی مستقر ہے اور ساتھ میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ **والشمس تجری** کہا گیا ہے کہ سورج چل رہا ہے حالانکہ جدید سائنس کی تحقیق یہ ہے کہ سورج نہیں چلتا بلکہ زمین چلتی ہے لیکن یہ سب فضول باتیں ہیں، اس لئے کہ جدید تحقیق کے مطابق سورج کا ساکن ہونا ایک لحاظ سے ہے اور تحقیقات بدلتی رہتی ہیں، اب جدید تحقیق کے لحاظ سے بھی ایک اعتبار سے

ساکن ہے، لیکن پورا نظام شمسی دوسرے نظام شمسی کے گرد گھوم رہا ہے تو اس کے ساتھ اس کے تابع سورج کی حرکت بھی چل رہی ہے، لہٰذا **تجری** کا لفظ سورج کے سکون کے منافی نہیں۔

قرآن کریم کا اسلوب بیان

اور دوسری بات یہ ہے جو میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ بسا اوقات قرآن کریم کائنات کی چیزوں سے متعلق ظاہری مشاہدے کے مطابق بات کرتا ہے کہ ظاہری مشاہدہ میں کیا بات آرہی ہے، **فانزلنا من السماء ماء** ظاہری مشاہدہ یہی ہے کہ آسمان سے برس رہا ہے اور عرف عام میں بھی یہی کہتے ہیں کہ آسمان سے بارش برستی ہے، حالانکہ بارش آسمان سے نہیں بادلوں سے ہوتی ہے لیکن قرآن نے تعبیر اختیار کی "**انزلنا من السماء ماء**"۔

اسی طرح **فوجدھا تغرب فی حمئۃ** فرمایا کیونکہ ظاہر میں یہی لگ رہا تھا کہ سورج ایک کیچڑ والے چشمے میں ڈوب رہا ہے تو یہی تعبیر قرآن نے اختیار فرمائی، بالکل اسی طرح ظاہری طور پر یہ نظر آرہا تھا کہ سورج مشرق سے مغرب کی طرف چل رہا ہے تو اسی کے مطابق فرمایا **والشمس تجری** اور حقیقت میں زمین چل رہی ہے یا سورج چل رہا ہے اس کی حقیقت سے بحث نہیں کی، ظاہری مشاہدے سے بحث کی ہے کیونکہ مقصود سائنسی امور کی تحقیق نہیں تھی اور یہ قرآن کا موضوع ہی نہیں، یہ تو انسان کے تجربے، علم اور تحقیق سے معلوم ہو سکتی ہے، اور مقصود یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر استدلال ہے جو اس تحقیق میں پڑے بغیر حاصل ہو جاتا ہے کہ سورج چل رہا ہے یا زمین چل رہی ہے، اس واسطے جو عام مشاہدے کی بات تھی وہ کہہ دی۔

اب بھی جدید سائنس اگرچہ یہ کہتی ہے کہ سورج ساکن ہے اور زمین گھومتی ہے لیکن لوگ طلوع شمس اور غروب شمس کا استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سورج طلوع ہوا سورج غروب ہوا، حالانکہ سورج اگر حرکت نہیں کرتا تو پھر طلوع ہوتا ہی نہیں، تو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ سورج طلوع ہوا لیکن پھر بھی چونکہ ظاہری مشاہدے میں طلوع ہوتا ہوا نظر آتا ہے اس لئے لوگ اس کیلئے طلوع وغروب کا لفظ استعمال کرتے ہیں، تو اسی محاورے پر قرآن نے بھی اپنے کلام کو مبنی کیا ہے، حقیقت حال کی تحقیق بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور یہ اب تک ہر زمان ومکان کیلئے تھا، فرض کرو اگر اس وقت قرآن کہتا کہ زمین چلتی تو سب تکذیب کرتے، اس واسطے کہ اس وقت تک لوگوں کی عقل میں یہ بات آئی ہی نہ تھی، تو اس واسطے قرآن نے حقیقت سے بحث کرنے کے بجائے ظاہری مشاہدے پر بنیاد رکھی ہے۔ ف

ف: (والشمس تجری لمستقر لها)

قلت: لاینکر أن یکون لها استقرار تحت العرش من حیث لا ندرکه ولا نشاهده، وإنما أخبر عن غیب فلانکذبه ولانکیفه إن علمنا لا یحیط به.

۳۲۰۰ ــــ حدثنا مسدد: حدثنا عبد العزیز بن المختار: حدثنا عبد اللہ الداناج قال: حدثنی ابو سلمة بن عبد الرحمن، عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: الشمس والقمر مکوران یوم القیمة. [۲۰]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چاند اور سورج قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔

۳۲۰۱ ــــ حدثنا یحیی بن سلیمان قال: حدثنی ابن وھب قال: اخبرنی عمرو: ان عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن ابیه، عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: انه کان یخبر عن النبی ﷺ قال: ان الشمس والقمر لا یخسفان لموت احد ولا لحیاته، ولکنھما اية من ایات اللہ، فاذا رایتموہ فصلوا. [راجع: ۱۰۴۲]

۳۲۰۲ ــــ حدثنا اسماعیل بن ابی اویس: حدثنی مالک، عن زید بن اسلم، عن عطاء بن یسار، عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال النبی ﷺ: ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا یخسفان لموت احد ولا لحیاته، فاذا رایتم ذلک فاذکروا اللہ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چاند اور سورج اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے لہٰذا جب تم ایسا دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو (نماز پڑھو)۔

۳۲۰۳ ــــ حدثنا یحیی بن بکیر: حدثنا اللیث عن عقیل، عن ابن شھاب قال: اخبرنی عروة ان عایشة رضی اللہ عنہا اخبرته: ان رسول اللہ ﷺ یوم خسفت الشمس قام فکبر وقرا قراءة طویلة، ثم رکع رکوعا طویلا، ثم رفع راسه فقال: سمع اللہ لمن حمدہ، وقام کما ھو قرأ قراءة طویلة وھی ادنی من القراءة الاولی، ثم رکع رکوعا طویلا وھی ادنی من الرکعة الاولی، ثم سجد سجودا طویلا، ثم فعل فی الرکعة الاخرة مثل ذلک، ثم سلم وقد تجلت الشمس والقمر: انھما آیتان من آیات اللہ لا یخسفان لموت احد ولا لحیاته، فاذا رایتموھما فافزعوا الی الصلوة. [راجع: ۱۰۴۴]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس دن سورج گرہن ہوا تو رسول اکرم نماز کے لئے کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی اور بہت طویل قرات کی، پھر بہت طویل رکوع کیا، پھر آپ ﷺ نے

---

[۲۰] انفرد به البخاری.

رکوع سے سر اٹھایا، کہا سمع اللہ لمن حمدہ اور اسی طرح کھڑے رہے، پھر آپ نے طویل قرأت کی، جو پہلی قرات سے کچھ کم تھی، پھر آپ ﷺ نے طویل رکوع کیا، جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا، پھر آپ ﷺ نے بہت طویل سجدہ کیا، پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا، اس کے بعد سلام پھیر دیا، اس وقت آفتاب صاف ہوگیا تھا، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے چاند اور سورج گرہن کے متعلق فرمایا کہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کی موت و زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، لہٰذا جب تم ان دونوں کو گرہن دیکھو، تو نماز کی طرف جھک پڑو۔

۳۲۰۴ — حدثنا محمد بن المثنی: حدثنا یحیی، عن اسماعیل قال: حدثنی قیس، عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد، ولکنھما آیتان من آیات اللہ فاذا رایتموھا فصلوا۔ [راجع: ۱۰۴۱]

تشریح:

یہ اس لئے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ گہن اس لئے ہوا تھا کہ حضرت ابراہیمؓ کی وفات ہوئی تھی اور یہ تو ممکن نہیں کہ ہر مرتبہ کسوف کے موقع پر حضرت ابراہیمؓ کی موت واقع ہوتی ہو، اس کی تردید اس طرح بھی ہو جاتی ہے کہ نماز کے بعد آپ ﷺ نے جو خطبہ دیا اس میں فرمایا گیا کہ کسی کی موت سے کسوف کا تعلق نہیں۔ ف

(۵) باب ما جاء فی قولہ:

﴿وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ﴾ [الفرقان: ۴۸]

﴿قَاصِفًا﴾ [الاسراء: ۶۹]: تقصف کل شیء، ﴿لَوَاقِحَ﴾ [الحجر: ۲۲] ملاقح ملقحۃ۔ ﴿إِعْصَارٌ﴾ [البقرۃ: ۲۶۶]: ریح عاصف تھب من الارض الی السماء کعمود فیہ نار۔ ﴿صِرٌّ﴾ [آل عمران: ۱۱۷]: برد۔ ﴿نُشُرًا﴾: متفرقۃ۔

﴿وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ﴾ [الفرقان: ۴۸]

اور وہی ہے جو باران رحمت سے پہلے متفرق ہوائیں بھیجتا ہے۔

یعنی اوّل برساتی ہوائیں بارش کی خوشخبری لاتی ہیں، پھر آسمان کی طرف سے پانی برستا ہے جو خود پاک اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ پانی پڑتے ہی مُردہ زمینوں میں جان پڑ جاتی ہے، کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں، جہاں

ف اس کی شرح ملاحظہ فرمائیں: صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب لاتنکسف الشمس لموت احد ولا لحیاتہ، رقم: ۱۰۴۱، ۱۰۵۷۔

خاک اُڑ رہی تھی وہاں سبزہ زار بن جاتا ہے۔ اور کتنے جانور اور آدمی بارش کا پانی پی کر سیراب ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن ایک غیبی بارش کے ذریعہ مُردہ جسموں کی جو خاک میں مل چکے تھے زندہ کردیا جائے گا اور دنیا میں بھی اسی طرح جو دل جہل وعصیان کی موت سے مرچکے تھے، وحی الٰہی کی آسمانی بارش اُن کو زندہ کردیتی ہے جو روحیں پلیدی میں پھنس گئی تھیں۔ روحانی بارش کے پانی سے دُھل کر پاک وصاف ہوجاتی ہیں اور معرفت ووصول الی اللہ کی پیاس رکھنے والے اسی کو پی کر سیراب ہوجاتے ہیں۔

﴿قَاصِفًا﴾[الاسراء: ۶۹]: تقصف کل شیء.

ہر چیز کو توڑنے والی۔

﴿لَوَاقِحَ﴾ [الحجر: ۲۲] ملاقح ملقحة.

پوری آیت اس طرح ہے: **"وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ"**۔ اور وہ ہوائیں جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، ہم نے بھیجی ہیں۔

یعنی برساتی ہوائیں بھاری بھاری بادلوں کو پانی سے بھر کر لاتی ہیں، ان سے پانی برستا ہے جو نہروں چشموں اور کنوؤں میں جمع ہو کر تمہارے کام آتا ہے۔ خدا چاہتا تو اسے پینے کے قابل نہ چھوڑتا، لیکن اس نے اپنی مہربانی سے کس قدر شیریں اور لطیف پانی تمہارے بارہ مہینہ پینے کیلئے زمین کے مسام میں جمع کردیا۔

﴿إِعْصَارٌ﴾[البقرة: ۲۶۶]: ریح عاصف تهب من الارض الی السماء كعمود فيه نار.

وہ تیز ہوا، جو ستون کی طرح زمین سے آسمان تک اُٹھتی ہے، جس میں آگ ہوتی ہے (بگولا)۔

﴿صِرٌّ﴾[آل عمران: ۱۱۷]: برد.

ٹھنڈک۔

﴿نُشْرًا﴾: متفرقة.

جدا جدا۔

۳۲۰۵ — حدثنا آدم: حدثنا شعبة، عن الحکم، عن مجاهد، عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال: نصرت بالصبا، واهلکت عاد بالدبور. [راجع: ۱۰۳۵]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری مدد پروا ہوا سے ہوئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کئے گئے۔

۳۲۰۶ — حدثنا مکی بن ابراهیم: حدثنا ابن جریج، عن عطاء، عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان رسول الله ﷺ اذا رای مخیلة فی السماء اقبل وادبر، ودخل وخرج، وتغیر وجهه. فاذا امطرت السماء سری عنه فعرفته عائشة ذلک فقال النبی ﷺ: ما ادری لعله

کماقال: ﴿فلما رأوه عارضا مستقبل اودیتهم﴾الایة [الأحقاف: ۲۴]. [انظر: ۴۸۲۹] [۱۱]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ آسمان پر ابر کا کوئی ٹکڑا دیکھتے تو کبھی آپ ﷺ سامنے کو جاتے، کبھی پیچھے کو کبھی اندر جاتے اور کبھی باہر اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا، پھر جب بارش ہو جاتی تو آپ ﷺ کی یہ ختم ہو جاتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حالت کو بتایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں، شاید یہ ایسا ہی ابر ہو جیسا ایک قوم (عاد) نے کہا تھا کہ جب انہوں نے بادل کو دیکھا کہ ان کی وادیوں کی طرف رُخ کئے ہوئے ہے آخر تک۔

(۶) باب ذکر الملئکة صلوات الله علیهم

فرشتوں کا بیان

وقال انس: قال عبدالله بن سلام للنبی ﷺ: ان جبریل علیه السلام عدو الیهود من الملئکة. وقال ابن عباس: ﴿لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ﴾[الصافات: ۱۶۵]: الملئکة.

وقال أنس: قال عبدالله بن سلام للنبی ﷺ: ان جبریل علیه السلام عدو الیهود من الملئکة.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ تمام فرشتوں میں جبرئیل علیہ السلام یہودیوں کے دشمن ہیں

وقال ابن عباس: ﴿لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ﴾[الصافات: ۱۶۵]: الملئکة.

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یعنی فرشتے۔

یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی اللہ کی بندگی اور اُس کا حکم سننے کیلئے کھڑا رہتا ہے، مجال نہیں آگے پیچھے سرک جائے۔

۳۲۰۷ - حدثنا هدبة بن خالد: حدثنا همام: عن قتادة، وقال لی خلیفة، حدثنا یزید بن زریع: حدثنا سعید وهشام قالا: حدثنا قتادة: حدثنا انس بن مالک، عن مالک بن صعصعة رضی الله عنهما قال: قال النبی ﷺ: بینا أنا عندالبیت بین النائم والیقظان، وذکر یعنی رجلا بین

---

[۱۱] وفی صحیح مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤیة الریح والغیم والفرح بالمطر، رقم: ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، وسنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة الأحقاف، رقم: ۳۱۸۰، وسنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب ما یقول اذا هاجت الریح، رقم: ۴۴۳۴، وسنن ابن ماجة، کتاب الدعاء، باب ما یدعو به الرجل اذا رأی السحاب والمطر، رقم: ۳۸۸۱، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدة عائشة، رقم: ۲۳۲۳۳، ۲۴۱۷۷، ۲۴۸۴۴.

الرجلين، فاتيت بطست من ذهب ملآن حكمة وايمانا فشق من النحر الى مراق البطن، ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملىء حكمة وايمانا، واتيت بدابة ابيض دون البغل وفوق الحمار البراق، فانطلقت مع جبريل، فلما جئت الى السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء افتح قال: من هذا؟ قيل: جبريل. قيل: ومن معک؟ قيل محمد ﷺ، قيل: وقد ارسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به ولنعم المجيء جاء. فاتيت على آدم فسلمت عليه، فقال: مرحبا بک من ابن ونبی. فاتينا السماء الثانية، قيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل: من معک؟ قال: محمد ﷺ، قيل: ارسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به ولنعم المجيء جاء. فاتيت على عيسى ويحيى فقالا: مرحبا بک من اخ ونبی، فاتينا السماء الثالثه، قيل: من هذا؟ قيل: جبريل، قيل: من معک؟ قال: محمد ﷺ، قال: وقد ارسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به ولنعم المجيء جاء. فاتيت على يوسف فسلمت فقال: مرحبا بک من اخ ونبی. فاتيناالسماء الرابعة، قيل: من هذا؟ قيل: جبريل، قيل: من معک؟ قال: محمد ﷺ، قال: وقد ارسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به ونعم المجيء جاء. فاتيت على ادريس فسمت عليه فقال: مرحبا من اخ ونبی. فاتينا السماء الخامسة، قيل: من هذا؟ قيل: جبريل، قيل: من معک؟ قال: محمد ﷺ، قال: وقد ارسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به ولنعم المجيء جاء. فاتيناعلى هارون فسلمت، فقال: مرحبا بک من اخ ونبی، فاتينا على السماء السادسة، قيل: من هذا؟ قيل: جبريل، قيل: من معک؟ قال: محمد ﷺ، قال: وقد ارسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به ونعم المجيء جاء. فاتيت على موسى فسلمت عليه فقال: مرحبا بک من اخ ونبی، فلما جاوزت بكى، فقيل: ما ابكاک؟ قال: يارب، هذا الغلام الذى بعث بعدى يدخل الجنة من امته افضل مما يدخل من امتی. فاتينا السماء السابعة، قيل: من هذا؟ قيل: جبريل، قيل: من معک؟ قال: محمد ﷺ، قال: وقد ارسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به ولنعم المجيء جاء. فاتيت على ابراهيم فسلمت عليه فقال: مرحبا بک من ابن ونبی، فرفع لی البيت المعمور فسألت جبريل فقال: هذاالبيت المعمور يصلى فيه كل يوم سبعون الف ملک اذا خرجوا لم يعودوا اليه آخر ماعليهم. ورفعت لی سدرة المنتهى فاذا نبقها كانه قلال هجر، وورقها كانه آذان فيول، فی اصلها اربعة انهار: نهران باطنان، ونهران ظاهران. فسالت جبريل، فقال: اما الباطنان ففی الجنة، واماالظاهران: النيل والفرات. ثم فرضت على خمسون صلوة، فاقبلت حتى جئت موسى فقال: ما صنعت؟ قلت: فرضت على خمسون صلوة، قال: انا اعلم بالناس منک، عالجت بنی اسرائيل اشد المعالجة وان امتک لا

تطيق، فارجع الى ربك فسله، فرجعت فسالته فجعلها اربعين، ثم مثله ثم ثلاثين، ثم مثله، فجعل عشرين، ثم مثله، فجعل عشرا، فاتيت موسى فقال مثله، فجعلها خمسا، فاتيت موسى فقال: ما صنعت؟ قلت: جعلها خمسا، فقال مثله، قلت: فسلمت فنودي اني قد امضيت فريضتي وخففت عن عبادي، واجزي الحسنة عشرا. وقال همام: عن قتادة عن الحسن عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ: في البيت المعمور. [انظر: ۳۳۹۳، ۳۴۳۰، ۳۸۸۷] [۲۲]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کعبہ کے پاس خواب و بیداری کی حالت میں تھا، اور آپ ﷺ نے اپنے کو دو مردوں کے درمیان ذکر کیا، میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا، جو حکمت وایمان سے بھرا ہوا تھا، میرے سینے سے پیٹ تک چاک کیا گیا، پھر پیٹ کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا، ، پھر حکمت وایمان سے بھر دیا گیا، اور ایک سفید چوپایہ جو خچر سے نیچا اور گدھے سے بڑا تھا، میرے پاس لایا گیا، یعنی براق، پھر میں جبرئیل امین کے ساتھ چلا، حتی کہ ہم آسمان دنیا پر پہنچے۔

پوچھا گیا کون ہے؟ جواب ملا جبرئیل ہوں، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے، جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا مرحبا! کتنی بہترین آپ ﷺ کی تشریف آوری ہے، تو میں اسی آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا اے بیٹے اور نبی مرحبا۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے پوچھا گیا کون ہے؟ جواب ملا جبرئیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! کہا گیا مرحبا، آپ ﷺ کی تشریف آوری کتنی بہترین ہے، تو میں دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کے پاس آیا انہوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحباً۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے، پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے جواب دیا کہ جبرئیل، پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! کہا مرحبا، کتنی بہترین آپ ﷺ کی تشریف آوری ہے، تو میں تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملا، اور انہیں سلام کیا انہوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔

پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے، پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون

---

[۲۲] وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الاسراء برسول الله الى السموات وفرض الصلوات، رقم: ۲۳۶، ۲۳۸، وسنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة الم نشرح، رقم: ۳۲۶۹، وسنن النسائي، كتاب الصلاة، باب فرض الصلاة وذكر اختلاف الناقلين في اسناد حديث، رقم: ۴۴۴، ومسند احمد، مسند الشاميين، باب حديث مالك بن صعصعة عن النبي، رقم: ۱۷۱۶۴، ۱۷۱۶۵.

ہے؟ انہوں نے کہا محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا گیا، کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہاں ہاں! کہا گیا مرحبا، کتنا بہترین آپ ﷺ کا تشریف لانا ہے تو میں اس آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا، انہوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔

پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے، وہاں بھی پوچھا گیا، کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! کہا گیا مرحبا! کتنا بہترین آپ ﷺ کا درود ہے، تو اس آسمان پر ہم حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس آئے اور میں نے سلام کیا، تو انہوں نے فرمایا اے بھائی اور نبی مرحبا!

پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے، تو پوچھا گیا کون ہے؟ جواب ملا کہ جبرئیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب ملا کہ محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہاں ہاں! کہا مرحبا! آپ کا قدم کتنا اچھا ہے، تو اس آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا، میں نے انہیں سلام کیا، اے بھائی اور نبی مرحبا۔

جب میں آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے، پوچھا گیا تم کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا اے خدا! یہ لڑکا میرے بعد نبی بنایا گیا ہے، اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے، تو دریافت کیا گیا کہ کون ہے؟ جواب دیا کہ جبرئیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب ملا محمد (ﷺ) ہیں، کہا گیا، انہیں بلایا گیا ہے، مرحبا! کتنا اچھا ہے آپ ﷺ کا آنا تو اس آسمان پر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا، انہوں نے کہا مرحبا! اے بیٹے اور نبی۔

پھر میرے سامنے بیت معمور ظاہر کیا گیا، میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا، تو انہوں نے جواب دیا کہ بیت معمور ہے، جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب وہ نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں، تو فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے قیامت تک واپس نہیں آتے، کہ ان کا نمبر ہی نہ آئے گا۔

اور مجھے سدرۃ المنتہیٰ بھی دکھائی گئی، تو اس کے پھل اتنے موٹے اور بڑے تھے، جیسے ہجر مقام کے مٹکے، اور اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان، اس کی جڑ میں چار نہریں تو جنت میں ہیں اور باہر والی نہریں فرات اور نیل ہیں۔

پھر میرے اور میری امت کے اوپر پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئیں، میں لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ مجھ پر پچاس نماز فرض ہوئیں ہیں، انہوں نے کہا کہ میں آپ کی بہ نسبت لوگوں کا حال زیادہ جانتا ہوں، میں نے بنی اسرائیل کو بہت اچھی طرح آزمایا ہے، آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہ رکھے گی، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے پاس واپس جائیے اور عرض ومعروض کیجئے۔

میں واپس گیا اور میں نے عرض کیا تو اللہ نے چالیس نمازیں کردیں پھر ایسا ہی ہوا، تو تیس، پھر ایسا ہی ہوا، تو بیس، پھر یہی ہوا تو دس نمازیں کردیں، پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کردیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں کہا میں نے تو بھلائی کے ساتھ قبول کرلیا ہے، ندائے الٰہی آئی کہ میں نے اپنا فریضہ جاری و نافذ کردیا، اور میں نے اپنے بندوں سے تخفیف کردی، اور میں ایک کا دس گنا ثواب دوں گا، تو پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہوگا۔

تشریح:

قال النبی ﷺ: بینا أنا عند البیت بین النائم والیقظان...... إلخ.

ایک شب نبی کریم ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان میں بسترِ استراحت پر آرام فرما رہے تھے۔ نیم خوابی کی حالت تھی کہ یکا یک چھت پھٹی اور چھت سے جبریل امین اُترے اور آپ کے ہمراہ اور بھی فرشتے تھے آپ کو جگایا اور مسجد حرام کی طرف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ حطیم میں لیٹ گئے اور سو گئے۔ جبرئیل امین اور میکائیل نے آکر آپ کو جگایا اور آپ کو بیرِ زم زم پر لے گئے اور لٹا کر آپ کے سینۂ مبارک کو چاک کیا اور قلب مبارک کو نکال کر زم زم کے پانی سے دھویا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس ایمان اور حکمت کو آپ کے دل میں بھر کر سینہ کو ٹھیک کردیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگائی گئی۔

بعد ازاں براق لایا گیا۔ براق ایک بہشتی جانور کا نام ہے جو خچر سے کچھ چھوٹا اور حمار سے کچھ بڑا سفید رنگ برق رفتار تھا، جس کا ایک قدم منتہائے بصر پر پڑتا تھا جب اس پر سوار ہوئے تو شوخی کرنے لگا۔ جبریل امین نے کہا اے براق! یہ کیسی شوخی ہے تیری پشت پر آج تک حضور ﷺ سے زیادہ کوئی اللہ کا مکرّم اور محترم بندہ سوار نہیں ہوا۔ براق شرم کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوگیا اور حضور ﷺ کو لے کر روانہ ہوا۔ جبرائیل و مکائیل آپ کے ہمرکاب تھے۔ اس شان کے ساتھ حضور ﷺ روانہ ہوئے۔

واقعۂ اسراء و معراج:

بین النائم والیقظان...... إلخ.

اللہ جل جلالہ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے حضور اکرم ﷺ کو بحالتِ بیداری اسی جسمِ اطہر کے ساتھ آسمانوں کی سیر کرائی، تمام صحابۂ کرامؓ، تابعینؒ، محدثینؒ اور سلف صالحینؒ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اسی جسدِ مبارک کے ساتھ بحالتِ بیداری معراج ہوئی۔ صرف دو، تین صحابہ و تابعین سے نقل کیا جاتا ہے کہ یہ سیر روحانی تھی، یا کوئی عجیب

وغریب خواب تھا۔ مگر صحیح یہی ہے کہ اسراء ومعراج کا تمام واقعہ از اوّل تا آخر بحالتِ بیداری اسی جسدِ شریف کے ساتھ واقع ہوا۔ اگر کوئی خواب یا کشف ہوتا تو مشرکینِ مکہ اس قدر تمسخر اور استہزاء نہ کرتے، ورنہ بیت المقدس کی علامتیں آپ سے دریافت کرتے، خواب میں دیکھنے والے سے نہ کوئی علامت پوچھتا ہے اور نہ کوئی اس کا مذاق اُڑاتا ہے۔[۲۳]

آسمانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات:

فانطلقت مع جبریل، فلما جئت الی السماء الدنیا...... إلخ.

اس طرح آپ آسمانِ اوّل پر پہنچے جبریل امین نے دروازہ کھلوایا۔ آسمان دنیا کے دربان نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے جبریل نے کہا محمد (ﷺ) ہیں، فرشتے نے دریافت کیا کہ کیا ان کے بلانے کا پیام بھیجا گیا ہے؟ جبریل نے کہا ہاں! فرشتوں نے یہ سن کر مرحبا کہا اور دروازہ کھول دیا۔ آپ آسمان میں داخل ہوئے اور ایک نہایت بزرگ آدمی کو دیکھا۔ جبریل نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ آپ نے سلام کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور کہا: "مرحبا بالابن الصالح و النبی الصالح" مرحبا ہو فرزند صالح اور نبی صالح کو۔ اور آپ کے لئے دعائے خیر کی اور اس وقت آپ نے دیکھا کہ کچھ صورتیں حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب ہیں اور کچھ صورتیں بائیں جانب ہیں۔ جب دائیں جانب نظر ڈالتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتلایا کہ دائیں جانب ان کی نیک اولاد کی صورتیں ہیں، یہ اصحابِ یمین اور اہلِ جنت میں اور ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بائیں جانب اولاد بد کی صورتیں ہیں۔ یہ اصحاب شمال اور اہلِ نار ہیں ان کو دیکھ کر روتے ہیں۔

---

[۲۳] وقال القاضی عیاض: إختلفوا فی الإسراء إلی السمٰوات، فقیل: إنه فی المنام، والحق الذی علیه الجمهور أنه أسری بجسده. قلت: إختلفوا فیه علی ثلاث مقالات: فذهبت طائفة إلی أنه کان فی المنام مع اتفاقهم أن رؤیا الأنبیاء علیهم الصلوٰة والسلام وحیٌ وحق، وإلی هذا مذهب معاویة وحکی عن الحسن، والمشهور عنه خلافه، واحتجوا فی ذلک بما روی عن عائشة رضی الله عنها ما فقد جسد رسول الله ﷺ وبقوله: بینا أنا نائم وبقول أنس: وهو نائم فی المسجد الحرام وذکر القصة، وقال فی آخرها: فاستیقظت وأنا بالمسجد الحرام. وذهب معظم السلف إلی أنه کان بجسده وفی الیقظة، وهذا هو الحق، وهو قول ابن عباس فیما صححه الحاکم وعدّ فی ﴿الشفاء﴾ عشرین نفسا قال بذلک من الصحابة والتابعین وأتباعهم، وهو قول أکثر المتأخرین من الفقهاء والمحدثین والمفسرین والمتکلمین. وذهبت طائفة إلی أن الإسراء بالجسد یقظة إلی بیت المقدس وإلی السماء بالروح، والصحیح أنه أسری بالجسد والروح فی القصة کلها، وعلیه یدل قوله تعالیٰ: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾ [الإسراء: ۱] إذ لو کان مناماً لقال: بروح عبده، ولم یقل بعبده. عمدة القاری، ج:۱۰، ص:۵۶۴، وسیرة المصطفیٰ، ج:۱، ص: ۳۱۳۔ ۳۱۴۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب ایک دروازہ ہے جس میں سے نہایت عمدہ اور خوشبو آتی ہے اور ایک دروازہ بائیں جانب ہے جس نہایت بد بو آتی ہے۔ جب دائیں جانب دیکھتے ہیں تو مسرور ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو مغموم ہوتے ہیں۔[۴۴]

پھر دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح جبریل نے دروازہ کھلوایا جو وہاں کا دربان تھا اس نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ جبریل نے کہا محمد ﷺ ہیں اس فرشتہ نے کہا کیا بلائے گئے ہیں۔ جبریل نے کہا: ہاں! فرشتوں نے کہا "**مرحبا نعم المجیء جاء**" مرحبا ہو کیا اچھا آنا آئے۔ یہاں آپ نے حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جبرائیل امین نے کہا کہ یہ یحیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ آپ نے سلام کیا۔ ان دونوں حضرات نے سلام کا جواب دیا اور "**مرحبا بالاخ الصالح وبالنبی الصالح**" کہا یعنی مرحبا ہو برادر صالح کو اور نبی صالح کو۔

بعد ازیں آپ تیسرے آسمان میں تشریف لے گئے اور جبرائیل امین نے اسی طرح دروازہ کھلایا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اسی طرح سلام و کلام ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یوسف کو حُسن و جمال کا ایک بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا ہے۔

پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

پھر پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

پھر چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

پھر ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور یہ دیکھا کہ حضرت ابراہیم بیت معمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ بیت معمور قبلہ ملائکہ ہے جو ٹھیک خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ہے بالفرض وہ گرے تو خانہ کعبہ پر گرے۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور پھر ان کی نوبت نہیں آتی۔ جبریل نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں۔ ان کو سلام کیجئے آپ نے سلام کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دیا اور "**مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح**" کہا۔[۴۵]

بطست من ذهب ملآن حكمة وإيماناً فشق من النحر إلى مراق البطن...... إلخ.

شق صدر:

شق صدر کا واقعہ نبی کریم ﷺ کو اپنی عمر میں چار مرتبہ پیش آیا۔

[۴۴] زرقانی، صحیح مسلم، مسند بزار و سیرت مصطفیٰ، ج:۱، ص:۲۰۱۔

[۴۵] عمدة القاری، ج:۱۰، ص:۵۶۶۔

اول بار زمانۂ طفولیت میں پیش آیا جب آپ حلیمہ سعدیہ کی پرورش میں تھے اور اُس وقت آپ کی عمر مبارک چار سال کی تھی۔ ایک روز آپ جنگل میں تھے کہ دو فرشتے جبرئیل اور میکائیل سفید پوش انسانوں کی شکل میں ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا لے کر نمودار ہوئے اور آپ کا شکم مبارک چاک کر کے قلب مطہر کو نکالا پھر قلب کو چاک کیا اور اس میں سے ایک یا دو ٹکڑے خون کے جمے ہوئے نکالے اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر شکم اور قلب کو اس طشت میں رکھ کر برف سے دھویا بعد ازاں قلب کو اپنی جگہ پر رکھ کر سینہ پر ٹانکے لگائے اور دونوں شانوں کے درمیان ایک مہر لگادی۔ [۲۶]

دوسری بار شق صدر کا واقعہ آپ ﷺ کو دس کی عمر میں پیش آیا۔

تیسری بار یہ واقعہ بعثت کے وقت پیش آیا۔ [۲۷]

اور

چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا۔ [۲۸]

ورفعت لي سدرة المنتهى فاذا نبقها كانه قلال هجر...... إلخ.

اس کے بعد آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے، زمین سے جو چیز اُوپر جاتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر منتہیٰ ہو جاتی ہے اور پھر اُوپر اُٹھائی جاتی ہے اور ملاء اعلیٰ سے جو چیز اُترتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر آکر ٹھہر جاتی ہے پھر نیچے اُترتی ہے اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

اسی مقام پر حضور ﷺ نے جبریل امین کو اصلی صورت میں دیکھا اور حق جل شانہٗ کی عجیب وغریب انوار وتجلیات کا مشاہدہ کیا اور بے شمار فرشتے اور سونے کے پتنگے اور پروانے دیکھے جو سدرۃ المنتہیٰ کو گھیرے ہوئے تھے۔ [۲۹]

في اصلها أربعة انهار: نهران باطنان، ونهران ظاهران. فسألت جبريل، فقال: أما الباطنان ففي الجنة، وأما الظاهران: النيل والفرات.

وأما الظاهران: النيل والفرات:

---

[۲۶] فتح الباری، ج:۶، ص:۵۶۱، باب خاتم النبوة.

[۲۷] سیرت المصطفیٰ، ج:۱، ص:۳۰۷، وفتح الباری، ج۔ص۔ باب المعراج باب ما جاء في قوله عز وجل: "وكلم الله موسى تكليماً......".

[۲۸] فتح الباری، ج:؟، ص:۳۰۷۔

[۲۹] عمدۃ القاری، ج:۱۰، ص:۵۶۷۔

دریائے نیل وفرات

یہ تاریخی دریا قوموں کے عروج وزوال کی نہ جانے کتنی داستانیں اپنی لہروں میں چھپائے ہزار ہا سال سے اسی طرح بہہ رہا ہے، صحیح احادیث میں اس کو ''جنت کا دریا'' کہا جاتا ہے اور اس (معراج کی) شب جب نبی کریم ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے اُس کی جڑ میں دو کھلے ہوئے اور دو چھپے ہوئے دریا دیکھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے سوال پر بتایا کہ یہ کھلے ہوئے دریا نیل اور فرات ہیں۔ فرات اور نیل جنت کے دریا ہیں۔[۳۰]

سيحان، جيحان، والفرات، والنيل كل من انهار الجنة. [۳۱]

ان دریاؤں کے ''جنت کے دریا'' ہونے کا کیا مطلب ہے؟

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ علماء کرام نے اس کی متعدد تشریحات کی ہیں،[۳۲] لیکن الفاظِ حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر علماء نے اُس کی یہی تشریح کی ہے کہ ان دریاؤں کا اصل سرچشمہ جنت ہی کا کوئی دریا ہے۔ رہی یہ بات کہ جنت کے ساتھ ان دریاؤں کے رابطے کی صورت کیا ہے؟ یہ نہ کوئی جانتا ہے، نہ اسے حدیث میں بیان کیا گیا، اور نہ اس تحقیق میں پڑنے کی کوئی ضرورت ہے۔

لیکن اتنی بات واضح ہے کہ دریائے نیل کی کچھ خصوصیات ایسی ہیں جن کی بنا پر وہ دُنیا کے دوسرے دریاؤں سے واضح طور پر ممتاز ہے۔

۱...... یہ اپنے طول کے لحاظ سے دُنیا کا سب سے بڑا دریا ہے جو چار ہزار میل میں پھیلا ہوا ہے۔[۳۳]

۲...... اکثر وبیشتر دریا شمال سے جنوب کی طرف بہتے ہیں، لیکن یہ دریا جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہے۔[۳۳]

۳...... یہ بات ہزار ہا سال تک محققین کے لئے ایک معمہ بنی رہی ہے کہ اس کا منبع کہاں ہے؟ علامہ مقریزیؒ نے ''الخطط'' میں اس عنوان پر بارہ صفحات لکھے ہیں اور اس میں مختلف آراء اور روایات ذکر کی ہیں، جن سے کسی نتیجے پر پہنچنا ممکن نہیں، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس کے منبع کی دریافت کی صدیوں طویل تاریخ بیان کی گئی ہے۔ بالآخر جو نظریہ مقبولِ عام ہے، وہ یہ کہ یہ دریا یوگنڈا کی جھیل وکٹوریہ سے نکل رہا ہے۔ لیکن برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ یہ بات اس معنی میں تو درست ہے، کہ وکٹوریہ جھیل پانی کا وہ سب سے بڑا ذخیرہ ہے جہاں سے نیل نے اپنے چار ہزار میل لمبے سفر کا آغاز کیا ہے، لیکن اگر منبع سے مراد سرچشمہ لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ وکٹوریہ جھیل کا پانی کہاں

---

[۳۰] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب المعراج، حديث نمبر: ۳۸۸۷.

[۳۱] صحيح مسلم، كتاب الجلسه ص: ۳۸، ج: ۲.

[۳۲] ملاحظہ ہو: فتح الباری ص: ۲۱۴، ج: ۷، کتاب المناقب۔

[۳۳] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج: ۱۶، ص: ۴۵۱، مطبوعہ ۱۹۵۰ء مقالہ "Nile"۔

[۳۴] الخطط المقريزيه، ج: ۱، ص: ۱۱۲.

سے آرہا ہے؟ وکٹوریہ کو پانی مہیا کرنے والے ذرائع متعدد ہیں، ان میں سے اب تک کاجیرا کی وادی کو نیل کا آخری سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ ابھی تک اس کے سروے کا کام پوری طرح مکمل نہیں ہو سکا۔ اسی لئے مقالہ نگار کے الفاظ ہیں:

جغرافیائی تحقیق کے مسائل میں نیل کے منبع کے مسئلے کے سوا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے، جس نے اتنے طویل عرصے تک انسانی تصورات پر اتنی شدّت کے ساتھ اثر ڈالا ہو۔ ۳۵

اگر انسان اتنی ہزار سال کی تحقیق اور ریسرچ کے بعد دُنیا ہی میں اس دریا کا آخری سرا سو فیصد یقین کے ساتھ دریافت نہیں کر سکا تو صادق ومصدوق ﷺ نے جنت کے ساتھ اس کے جس رابطے کی نشان وہی فرمائی ہے، اس کا ٹھیک ٹھیک سُراغ کون لگا سکتا ہے؟ ۳۶

ثم فرضت علی خمسون صلوۃ، فاقبلت حتی جئت موسی...... إلخ.

اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں آپ ﷺ پر اور آپ کی اُمت پر فرض فرمائیں۔ خاص، خاص احکام وہدایات دیئے، سب سے اہم حکم یہ تھا کہ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی اُمت کو پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔

آنحضرت ﷺ یہ تمام احکام وہدایات لیکر واپس ہوئے، واپسی میں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان احکام وہدایات اور فریضۂ نماز وغیرہ کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ ۳۷

بعد ازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کر چکا ہوں، آپ کی اُمت ضعیف اور کمزور ہے وہ اس فریضے کو انجام نہیں دے سکے گی۔ اسی لئے تم اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی اُمت کیلئے تخفیف کی درخواست کرو۔ حضور اکرم ﷺ واپس گئے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کردیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، انہوں نے پھر یہی بات کہی۔ آپ پھر گئے اور تخفیف کی درخواست کی، مکرر سہ تخفیف کے بعد جب پانچ نمازیں رہ گئیں اور پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے یہی مشورہ دیا کہ جائے اور حق تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی جائے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے بار بار درخواست کی اب میں حق تعالیٰ سے شرما گیا۔

شرم کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اس سے قبل نو مرتبہ تخفیف کی درخواست میں یہ دیکھ لیا کہ ہر مرتبہ پانچ نمازوں کی تخفیف ہو جاتی ہے، پس جب کہ تخفیف ہوتے ہوتے صرف پانچ ہی رہ گئیں تو اگر اس کے بعد بھی تخفیف کا

---

۳۵ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج:۱۶، ص:۴۵۵۔

۳۶ جہان دیدہ صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۷۔ مطبوعہ مکتبہ معارف القرآن۔

۳۷ فتح الباری، ج:۷، ص:۲۱۶، کتاب مناقب الأنصار، باب المعراج.

سوال کیا جائے تو اس درخواست سے یہ مطلب ہوگا کہ یہ پانچ بھی ساقط ہو جائیں اور فرض کا کوئی حصہ بھی ایسا نہ رہے کہ جو واجب الامتثال ہو سکے، اسی لئے حضور ﷺ شرما گئے اور واپس جانے سے انکار فرما دیا۔ ۳۸

۳۲۰۸ــ حدثنا الحسن بن الربیع: حدثنا ابو الاحوص، عن الاعمش، عن زید بن وھب: قال عبداللہ: حدثنا رسول اللہ ﷺ وھو الصادق المصدوق قال: ان احدکم یجمع خلقه فی بطن امه اربعین یوما، ثم یکون علقة مثل ذلک، ثم یکون مضغة مثل ذلک، ثم یبعث اللہ ملکا ویؤمر باربع کلمات. ویقال له: اکتب عمله ورزقه واجله، وشقی او سعید ثم ینفخ فیه الروح. فان الرجل منکم لیعمل حتی ما یکون بینه وبین الجنة الا ذراع، فیسبق علیه کتابه یعمل بعمل اهل النار. ویعمل حتی مایکون بینه وبین النار الاذراع، فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل الجنة. [انظر: ۳۳۳۲، ۶۵۹۴، ۷۴۵۴] ۳۹

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اور وہ صادق ومصدوق تھے کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں پوری کی جاتی ہے، چالیس دن تک (نطفہ رہتا ہے) پھر اتنے ہی دنوں تک مضغہ گوشت رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے اور یہ (بھی لکھ دے) کہ وہ بدبخت (جہنمی) ہے یا نیک بخت (جنتی) پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، بیشک تم میں سے ایک آدمی ایسے عمل کرتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان (صرف) ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ (تقدیر) غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور (ایک آدمی) ایسے عمل کرتا ہے کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان (صرف) ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اتنے میں تقدیر (الٰہی) اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ اہل جنت کے کام کرنے لگتا ہے۔

۳۲۰۹ــ حدثنا محمد بن سلام: اخبرنا مخلد: اخبرنا ابن جریج قال: اخبرنی موسی بن عقبة عن نافع قال: قال ابو ھریرة: عن النبی ﷺ. وتابعه ابو عاصم، عن النبی ﷺ قال: اذا احب اللہ

---

۳۸ سلمت له ما جعله من خمس صلوات، فلم یبق لی مراجعة لأنی استحییت من ربی، کما مضی فی حدیث ابی ذر فی أوّل کتاب الصلاة من قوله: "ارجع الی ربک. قلت: استحییت من ربی" یعنی: من تعدد المراجعة، عمدة القاری، ج: ۱۰، ص: ۵۶۹

۳۹ وفی صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه وکتابة رزقه واجله، رقم: ۴۷۸۱، وسنن الترمذی، کتاب القدر عن رسول اللہ، باب ما جاء أن الأعمال بالخواتیم، رقم: ۲۰۶۳، وسنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: ۴۰۸۵، وسنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فی القدر، رقم: ۷۳، ومسند أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبداللہ بن مسعود، رقم: ۳۳۷۲، ۳۴۴۱، ۳۷۳۸، ۳۸۸۲

العبد نادی جبریل: ان اللہ یحب فلانا فأحببه، فیحبه جبریل. فینادی جبریل فی اھل السماء: ان اللہ یحب فلانا فاحبوه، فیحبه اھل السماء، ثم یوضع له القبول فی الارض.
[انظر: ۶۰۴۰، ۷۴۸۵] ۳۰

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو ندا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تو بھی اس سے محبت رکھ تو جبرائیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبرائیل تمام اہل آسمان کو ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو دوست رکھتا ہے تم بھی اسے دوست رکھو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر دنیا میں (بھی) اس کی مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔

۳۲۱۰ — حدثنا محمد: حدثنا ابن ابی مریم: اخبرنا اللیث: حدثنا ابن ابی جعفر، عن محمد بن عبد الرحمن، عن عروة بن الزبیر عن عائشة رضی اللہ عنه انها قالت: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ان الملئکة تنزل فی العنان وھو السحاب، فتذکر الامر قضی فی السماء، فتسترق الشیاطین السمع فتسمعه، فتوحیه الی الکهان. فیکذبون معها مائة کذبة من عند انفسهم.
[انظر: ۳۲۸۸، ۵۷۶۲، ۶۲۱۳، ۷۵۶۱] ۳۱

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ فرشتے بادل میں آتے ہیں اور اس کام کا ذکر کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمان میں کیا گیا ہے پس اسے شیاطین چھپ کر سُن لیتے ہیں اور کاہنوں کے پاس آ کر بیان کر دیتے ہیں تو کاہن اپنی طرف سے اس میں سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

۳۲۱۱ — حدثنا احمد بن یونس: حدثنا ابراھیم بن سعد: حدثنا ابن شھاب، عن ابی سلمة والاغر، عن ابی ھریرة رضی اللہ عنه قال: قال النبی ﷺ: اذا کان یوم الجمعة کان علی کل باب من ابواب المسجد ملائکة یکتبون الاول فالاول. فاذا جلس الامام طووا الصحف وجاؤا یستمعون الذکر. [راجع: ۹۲۹]

۳۰ وفی صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب اذا أحب اللہ عبداً حبّبه الی عباده، رقم: ۴۷۷۲، وسنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، ومن سورة مریم، رقم: ۳۰۸۵، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی ھریرة، رقم: ۷۳۰۶، ۸۱۴۴، ۸۹۸۴، ۱۰۲۰۶، ۱۰۲۵۸، وموطا مالک، کتاب الجامع، باب ما جاء فی المتحابین فی اللہ، رقم: ۱۵۰۲.

۳۱ وفی صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة واتیان الکهّان، رقم: ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدة عائشة، رقم: ۲۳۴۳۱.

۳۲۱۲ — حدثنا علی بن عبد الله: حدثنا سفیان: حدثنی الزهری، عن سعید بن المسیب قال: مر عمر فی المسجد وحسان ینشد فقال: کنت انشید فیه، وفیه من هو خیر منک، ثم التفت الی ابی هریرة فقال: انشدک بالله، اسمعت رسول الله ﷺ یقول: اجب عنی، اللهم ایده بروح القدس؟ قال: نعم. [راجع: ۴۵۳]

۳۲۱۳ — حدثنا حفص بن عمر: حدثنا شعبة، عن عدی بن ثابت، عن البراء رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ لحسان: اهجهم، اوهاجهم، وجبریل معک. [انظر: ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۶۱۵۳] ۴۲

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا کہ تم مشرکوں کی ہجو کرو جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔

۳۲۱۴ — حدثنا موسی بن اسماعیل: حدثنا جریر ح.

وحدثنا اسحاق: اخبرنا وهب بن جریر قال: حدثنا ابی قال: سمعت حمید بن هلال، عن انس بن مالک رضی الله عنه قال: کانی انظر الی غبار ساطع فی سکة بنی غنم. زاد موسی: مرکب جبریل.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گویا وہ غبار میری نظر کے سامنے ہے جو بنی غنم کی گلی میں بلند ہو رہا تھا۔

۳۲۱۵ — حدثنا فروة: حدثنا علی بن مسهر: عن هشام بن عروة، عن ابیه، عن عائشة رضی الله عنها: ان الحارث بن هشام سال النبی ﷺ: کیف یاتیک الوحی؟ قال: کل ذلک، یاتینی الملک أحیانا فی مثل صلصلة الجرس فیفصم عنی وقد وعیت ما قال، وهو اشد علی. ویتمثل لی الملک أحیانا رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول. [راجع: ۲]

۳۲۱۶ — حدثنا آدم: حدثنا شیبان: حدثنا یحیی بن أبی بکر، عن أبی سلمة، عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: سمعت النبی ﷺ یقول: من أنفق زوجین فی سبیل الله دعته خزنة الجنة: أی فل، هلم. فقال أبو بکر: ذاک الذی لا توی علیه. فقال النبی ﷺ أرجو ان تکون منهم. [راجع: ۱۸۹۷]

۳۲۱۷ — حدثنی عبد الله بن محمد: حدثنا هشام: أخبرنا معمر، عن الزهری، عن أبی

---

۴۲ وفی صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، رقم: ۴۵۴۱، ومسند أحمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث البراء بن عازب، رقم: ۱۷۷۹۵، ۱۷۸۹۸، ۱۷۹۰۵، ۱۷۹۳۰، ۱۷۹۴۱، ۱۷۹۴۸.

سلمة، عن عائشة رضی الله عنها: ان النبی ﷺ قال لها: یا عائشة، هذا جبریل یقرأ علیک السلام. فقالت: وعلیه السلام ورحمة الله وبرکاته. تری مالا أری، ترید النبی ﷺ. [انظر: ۳۷۶۸، ۶۲۰۱، ۶۲۴۹، ۶۲۵۳] ۴۳

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ جبرائیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھ سکتی۔

۳۲۱۸ــــ حدثنا ابو نعیم: حدثنا عمر بن ذر: ح، قال: وحدثنا یحیی: حدثنا وکیع، عن عمر بن ذر، عن ابیه، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ لجبریل: الا تزورنا اکثر مما تزورنا؟ قال: فنزلت ﴿وما نتنزل الا بامر ربک له ما بین ایدینا وما خلفنا﴾ الآیة [مریم ۶۴]. [انظر: ۴۷۳۱، ۷۴۵۵] ۴۴

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریل سے فرمایا جتنا تم اب ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ہم آپ (ﷺ) کے پروردگار کے حکم کے بغیر نہیں اُترتے اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور پیچھے۔

۳۲۱۹ــــ حدثنا اسماعیل قال: حدثنی سلیمان، عن یونس، عن ابن شهاب، عن عبید الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود، عن ابن عباس رضی الله عنه: ان رسول الله ﷺ قال: اقرانی جبریل علی حرف فلم ازل استزیده حتی انتهی علی سبعة احرف. [انظر: ۴۹۹۱] ۴۵

۴۳ وفی صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فی فضل عائشة، رقم: ۴۴۷۹، ۴۴۸۰، وسنن الترمذی، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول الله، باب ما جاء فی تبلیغ السلام، رقم: ۲۶۱۷، وکتاب المناقب عن رسول الله، باب من فضل عائشة، رقم: ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، وسنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب الرجل بعض نسائه اکثر من بعض، رقم: ۳۸۹۰، ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، وسنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الرجل یقول فلان یقرء ک السلام، رقم: ۴۵۵۵، وسنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب رد السلام، رقم: ۳۶۸۶، ومسند أحمد، باقی الأنصار، باب حدیث السیدة عائشة، رقم: ۲۳۱۴۶، ۲۳۳۲۲، ۲۳۳۳۵، ۲۳۶۷۱، ۲۳۷۱۲، ۲۳۹۷۸، ۲۴۰۱۸، ۲۴۵۶۴، ۲۴۶۹۳.

۴۴ وفی سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة مریم، رقم: ۳۰۸۳، ومسند احمد، ومن مسند بنی هاشم، باب بدایة مسند عبدالله بن العباس، رقم: ۱۹۳۹، ۱۹۷۴، ۳۱۹۳.

۴۵ وفی صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب بیان أن القرآن علی سبعة أحرف وبیان معناه، رقم: ۱۳۵۵، ومسند أحمد، ومن مسند بنی هاشم، باب بدایة مسند عبدالله بن العباس، رقم: ۲۲۵۵، ۲۲۸۲، ۲۷۱۲.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے فرمایا جتنا تم اب ہمارے پاس آتے ہو، اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ہم آپ ﷺ کے پروردگار کے حکم کے بغیر نہیں اُترتے، اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور پیچھے ہے۔

۳۲۲۰ــــ حدثنا محمد بن مقاتل: اخبرنا عبد الله: اخبرنا یونس، عن الزهری قال: حدثنی عبید الله بن عبد الله، عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: کان رسول الله ﷺ اجود الناس، وکان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاه جبریل. وکان جبریل یلقاه فی کل لیلة من رمضان فیدارسه القرآن. فان رسول الله ﷺ حین یلقاه جبریل اجود بالخیر من الریح المرسلة. وعن عبد الله: اخبرنا معمر بهذا الاسناد نحوه. وروی ابو هریرة وفاطمة رضی الله عنهما عن النبی ﷺ ان جبریل کان یعارضه القرآن. [راجع:٦]

۳۲۲۱ــــ حدثنا قتیبة: حدثنا لیث، عن ابن شهاب: ان عمر بن عبد العزیز اخر العصر شیئا فقال له عروة: اما ان جبریل قد نزل فصلی امام رسول الله ﷺ فقال عمر: اعلم ما تقول یا عروة. قال: سمعت بشیر بن ابی مسعود یقول: سمعت ابا مسعود یقول: سمعت رسول الله ﷺ یقول: نزل جبریل فامنی فصلیت معه، ثم صلیت معه، ثم صلیت معه، ثم صلیت معه، ثم صلیت معه، یحسب باصابعه خمس صلوات. [راجع: ۵۲۱]

ترجمہ: ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیزؒ نے عصر کی نماز میں (کچھ) تاخیر کردی تو ان سے عروہ نے کہا کہ جبرائیل آئے اور حضور اقدس ﷺ کو امام بن کر نماز پڑھائی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا: عروہ سوچو! کیا کہہ رہے ہو (کیا یہ ممکن ہے کہ جبرائیل، حضور کے امام بنیں، حالانکہ حضور سے افضل نہیں) عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود سے، انہوں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جبرائیل آئے اور میرے امام بنے۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، آپ اپنی انگلیوں پر پانچ نماوں کا شمار کرتے تھے۔

۳۲۲۲ــــ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا ابن ابی عدی، عن شعبة، عن حبیب بن ابی ثابت، عن زید بن وهب، عن ابی ذر رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: قال لی جبریل: من مات من امتک لا یشرک بالله شیئا دخل الجنة، اولم یدخل النار. قال: وان زنی وان سرق؟ قال: وان. [راجع: ۱۲۳۷]

من مات من امتک لا یشرک بالله شیئا دخل الجنة...... إلخ :

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو وہ جنت میں جائے گا، معنی یہ ہے کہ کبھی نہ کبھی ضرور جنت میں داخل ہوگا، چاہے اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد داخل ہو۔

یہ حکم صرف حدیث کے مفہوم مخالف سے ہی نہیں نکل رہا ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ کے دوسرے بہت سارے ارشادات ہیں جن سے یہ حکم ثابت ہو رہا ہے۔[۴۶]

۳۲۲۳ ۔ حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب: حدثنا ابو الزناد، عن الاعرج، عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ: الملائکة یتعاقبون: ملائکة باللیل، وملائکة بالنهار. و یجتمعون فی صلاة الفجر وفی صلاة العصر. ثم یعرج الیه الذین باتوا فیکم. فیسألهم وهو اعلم: کیف ترکتم عبادی؟ فقالوا: ترکناهم یصلون واتیناهم یصلون. [راجع: ۵۵۵]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں، کچھ فرشتے رات کو، کچھ دن کو اور یہ سب جمع ہوتے ہیں فجر اور عصر کی نماز میں، پھر وہ فرشتے جو رات کو تمہارے پاس تھے، آسمان پر چلے جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے اور جب ان کے پاس پہنچے تھے، اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

فقالوا: ترکناهم یصلون واتیناهم یصلون.

یعنی ان آنے جانے والے فرشتوں کا عصر اور فجر میں اجتماع ہوتا ہے پھر یہ فرشتے رات گزار کر اُوپر اللہ عزوجل کے پاس چڑھ کر جاتے ہیں، پروردگار ان سے پوچھتے ہیں، حلانکہ خود بھی جانتے ہیں۔ یہ پوچھنا کسی عدمِ علم کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ محض ایک اظہارِ فضل کی وجہ سے ہے کہ تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو، تو وہ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور جب گئے تھے تو وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے یعنی عصر کی نماز۔

(۷) باب اذا قال احدکم: آمین والملائکة فی السماء فوافقت إحداهما الأخری غفر له ما تقدم من ذنبه.

[۴۶] دخل الجنة، قال الخطابی: فیه اثبات دخول، ونفی دخول، وکل واحد منهما متمیز عن الآخر بوصف او وقت، والمعنی: ان مات علی التوحید فانّ مصیره الی الجنة، وان ناله قبل ذلک من العقوبة ما ناله، وأما لفظ: لم یدخل النار، فمعناه: لم یدخل دخولا تخلیدیا، ویجب التأویل بمثله جمعاً بین الآیات والأحادیث، عمدة القاری، ج: ۱۰، ص: ۵۸۰.

جب کوئی تم میں سے آمین کہتا ہے اور آسمان میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، سو ان دونوں کی آمین جب مل جائے تو اس کہنے والے آدمی کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

۳۲۲۴ـ حدثنا محمد: اخبرنا مخلد: اخبرنا ابن جریج، عن اسماعیل بن امیة: ان نافعا حدثه: ان القاسم بن محمد حدثه عن عائشة رضی الله عنها قالت: حشوت للنبی ﷺ وسادة فیها تماثیل کانها غرفة، فجاء فقام بین الناس وجعل یتغیر وجهه، فقلت: م لنا یا رسول الله ﷺ؟ قال: ما بال هذه الوسادة؟ قلت: وسادة جعلتها لک لتضطجع علیها، قال: أما علمت ان الملائکة لاتدخل بیتا فیه صورة، وأن من صنع الصورة یعذب یوم القیمة فیقول: أحیوا ما خلقتم. [راجع: ۲۱۰۵] [۷۷]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کے واسطے ایک چھوٹا سا تکیہ بھر دیا، جس میں تصویریں تھیں۔ پس آپ ﷺ تشریف لائے، تو دونوں دروازوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سے کیا خطا ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ تکیہ میں نے آپ ﷺ کیلئے بنایا ہے کہ آپ ﷺ اس پر سر رکھ کر لیٹیں، فرمایا کہ تم نہیں جانتیں کہ (رحمت کے) فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور جو تصویریں بنائیں، تو قیامت کے دن اسے سخت عذاب ہوگا، اللہ تعالیٰ حکم دیگا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہے اسے زندہ کرو۔

۳۲۲۵ـ حدثنا ابن مقاتل: اخبرنا عبد الله: اخبرنا معمر، عن الزهری، عن عبید الله بن عبد الله، انه سمع ابن عباس رضی الله عنهما یقول: سمعت ابا طلحة یقول: سمعت رسول الله ﷺ یقول: لاتدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا صورة تماثیل. [انظر: ۳۲۲۶، ۳۲۲۲، ۴۰۰۲، ۵۹۴۹، ۵۹۵۸] [۷۸]

---

[۷۷] حدیث کی تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۶، ص:۲۰۷، کتاب البیوع، باب التجارة فیما یکره لبسه للرجال والنساء، رقم: ۲۱۰۵.

[۷۸] وفی صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان وتحریم اتخاذ ما فیه، رقم: ۳۹۲۹، ۳۹۳۰، ۳۹۳۱، ۳۹۳۲، ۳۹۳۳، وسنن الترمذی، کتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء أن الملائکة لا تدخل بیتاً فیه صورة ولا کلب، رقم: ۲۷۲۸، وسنن النسائی، کتاب الصید والذبائح، باب امتناع الملائکة من دخول بیت فیه کلب، رقم: ۴۲۰۸، وکتاب الزینة، باب الزینة، رقم: ۵۲۵۲، ۵۲۵۳، ۵۲۵۴، ۵۲۵۵، وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الصور، رقم: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، وسنن ابن ماجة، کتاب اللباس، باب الصور فی البیت، رقم: ۳۶۳۹، ومسند احمد، اوّل مسند المدنیین أجمعین، باب حدیث أبی طلحة زید بن سهل الأنصاری عن النبی، رقم: ۱۵۷۵۲، ۱۵۷۶۰، ۱۵۷۷۴، وموطا مالک، کتاب الجامع، باب ما جاء فی الصور والتماثیل، رقم: ۱۵۲۴.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور جانداروں کی تصویر ہو۔

۳۲۲۶ ـ حدثنا احمد: حدثنا ابن وهب: اخبرنا عمرو: ان بكير بن الاشج حدثه: ان بسر بن سعيد حدثه: ان زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه حدثه، ومع بسر بن سعيد عبيد الله الخولاني الذي كان في حجر ميمونة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ، حدثهما زيد بن خالد: ان اباطلحة حدثه: ان النبي ﷺ قال: لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة. قال بسر: فمرض زيد بن خالد فعدناه فاذا نحن في بيته بستر فيه تصاوير. فقلت لعبيد الله الخولاني:

ألم يحدثنا في التصاوير؟ فقال: انه قال: الا رقم في ثوب، ألا سمعته؟ قلت: لا، قال: بلى قد ذكر. [راجع: ۳۲۲۵]

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ بسر کے ساتھ اس وقت وہ بھی تھے، جو زوجۂ رسول ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی تربیت میں تھے۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے بیان کیا کہ ابوطلحہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر ہو۔ بسر فرماتے ہیں کہ پھر زید بن خالد بیمار ہوئے، تو ہم ان کی عیادت کو آئے، تو ہم نے ان کے گھر تصویروں والا ایک پردہ دیکھا تو میں نے عبداللہ خولانی سے کہا کہ کیا انہوں نے تصویروں کے بارے میں ہم سے حدیث بیان نہیں کی تھی، تو عبیداللہ نے جواب دیا کہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ کپڑے کے نقوش جو بے زبان چیزوں کے ہوں اس سے مستثنیٰ ہیں، کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا، میں نے کہا نہیں! تو انہوں نے کہا ہاں یہ بھی کہا تھا۔

۳۲۲۷ ـ حدثنا يحيى بن سليمان قال: حدثني ابن وهب قال: حدثني عمرو، عن سالم، عن ابيه قال: وعد النبي ﷺ جبريل فقال: انا لا ندخل بيتا فيه صورة ولا كلب. [انظر: ۵۹۶۰] [۴۹]

۳۲۲۸ ـ حدثنا اسماعيل قال: حدثني مالك، عن سمي، عن ابي صالح، عن ابي هريرة رضي الله عنه: ان رسول الله ﷺ قال: اذا قال الامام سمع الله لمن حمده، فقولوا: اللهم ربنا لك الحمد، فانه من وافق قوله قول الملائكة، غفر له ما تقدم من ذنبه. [راجع: ۷۹۶]

---

[۴۹] انفرد به البخاري.

۳۲۲۹- حدثنا ابراهیم بن المنذر: حدثنا ابن فلیح: حدثنا ابی، عن هلال بن علی، عن عبد الرحمن بن ابی عمرة، عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال: احدکم فی صلاة مادامت الصلاة تحبسه. والملائکة تقول: اللهم اغفرله وارحمه، مالم یقم من صلاته او یحدث. [راجع: ۱۷۶]

۳۲۳۰- حدثنا علی بن عبد اللہ: حدثنا سفیان، عن عمرو، عن عطاء، عن صفوان بن یعلی عن ابیه قال: سمعت النبی ﷺ یقرأ علی المنبر: ﴿ونادوا یا مالک﴾ قال سفیان: فی قراءة عبد اللہ: ونادوا یا مال. [انظر: ۳۲۶۶، ۴۸۱۹] ۵۰

ترجمہ: صفوان بن یعلی اپنے والد یعنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو ممبر پر پڑھتے ہوئے سنا ہے اور وہ پکاریں گے کہ اے مالک (داروغہ) سفیان کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کی قراءت میں ہے، ونادوا یا مال (ترخیم کے ساتھ)۔

۳۲۳۱- حدثنا عبد اللّٰه بن یوسف: اخبرنا ابن وهب قال: أخبرنی یونس عن ابن شهاب قال: حدثنی عروة: أن عائشة رضی اللّٰه عنها حدثته: أنها قالت للنبی ﷺ: هل أتی علیکم یوم کان أشد من یوم أحد؟ قال: "لقد لقیت من قومک ما لقیت، وکان اشد ما لقیت منهم یوم العقبة اذ عرضت نفسی علی ابن عبدیالیل بن عبد کلال فلم یجبنی الی ما أردت. فانطلقت وأنا مهموم علی وجهی فلم أستفق الا وأنا بقرن الثعالب، فرفعت رأسی. فاذا أنا بسحابة قد أظلتنی، فنظرت فاذا فیها جبریل، فنادانی فقال: ان اللّٰه قد سمع قول قومک لک وما ردوا علیک، وقد بعث اللّٰه الیک ملک الجبال لتامره بما شئت فیهم. فنادانی ملک الجبال فسلم علی ثم قال: یا محمد، فقال: ذلک فیما شئت ان أطبق علیهم الأخشبین"، فقال النبی ﷺ بل ارجو ان یخرج اللّٰه من اصلابهم من یعبد اللّٰه وحده لا یشرک به شیئا". [انظر: ۷۳۸۹] ۵۱

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ کیا یوم اُحد سے بھی سخت دن آپ ﷺ پر آیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم کی جو جو تکلیفیں اُٹھائی ہیں وہ اٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف جو میں نے اُٹھائی وہ عقبہ کے دن تھی، جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال

۵۰ وفی صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة، رقم: ۱۴۳۹، وسنن الترمذی، کتاب الجمعة عن رسول اللہ، باب ما جاء فی القراءة علی المنبر، رقم: ۴۶۲، وسنن أبی داؤد، کتاب الحروف والقراءات، رقم: ۳۴۷۸، مسند احمد، مسند الشامیین، باب حدیث یعلی بن امیة، رقم: ۱۷۲۸۱.

۵۱ وفی صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب ما لقی النبی من اذی المشرکین والمنافقین، رقم: ۳۳۵۲.

کے سامنے پیش کیا، تو اس نے میری خواہش کو پورا نہیں کیا، پھر میں رنجیدہ ہوکر سیدھا چلا، ابھی میں ہوش میں نہ آیا تھا کہ قرن الثعالب میں پہنچا میں نے اپنا سر اٹھایا، تو بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اُوپر سایہ فگن پایا، میں نے جو دیکھا تو اس میں جبریل (علیہ السلام) تھے، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے آپ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سُن لیا، اب پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ ﷺ ایسے کافروں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں، پھر مجھے پہاروں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کیا پھر کہا کہ اے محمد (ﷺ) یہ سب کچھ آپ کی مرضی ہے اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین نامی دو پہاڑوں کو ان کافروں پر لا کر رکھ دوں، تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا (نہیں) بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہ کریں گے۔

واقعہ طائف

یہ طائف سے واپسی کا واقعہ ہے حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ آپ پر احد کے مقابلے میں کوئی سخت دن آیا تھا؟

آپ ﷺ نے فرمایا "**لقيت من قومك ما لقيت، وكان اشد مالقيت منهم يوم العقبة**" سب سے سخت دن عقبہ کا دن تھا۔ عقبہ وہ گھاٹی ہے جو منیٰ کے اندر واقع ہے، آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تھے یعنی طائف۔

اذعرضت نفسي على ابن عبد ياليل بن عبد كلال، جو طائف کا سردار تھا اس کے پاس میں نے اپنے آپ کو پیش کیا، **فلم يجبني الى ما اردت، فانطلقت وانا مهموم على وجهي فلم استفق الا وانا بقرن الثعالب،** میں غم کی شدت کی حالت میں آ رہا تھا، مجھے اس غم سے افاقہ نہیں ہوا مگر اس وقت جب میں **قرن ثعالب** پر پہنچا۔

قرن ثعالب وہی ہے جس کو قرن المنازل بھی کہتے ہیں، طائف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے۔

فرفعت رأسي، فاذاانا بسحابة قد أظلتني، فنظرت فاذا فيها جبريل....... فقال: ذالك فيما شئت یعنی آپ ﷺ کو سب اختیار دیا جاتا ہے کہ **ان شئت أن أطبق عليهم الاخشبين،** اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں۔

"**اخشبين**" دو پہاڑوں کو کہا جاتا ہے، ایک ابوقبیس کا پہاڑ مراد ہے جو مکہ مکرمہ کے اندر بالکل حرم کے کنارے ہے، اور دوسرے پہاڑ کا نام "**قعيقعان**" بتایا گیا ہے۔

"**اخشبين**" کی اس تشریح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک الجبال نے "**اخشبين**" کو ملا کر اہل مکہ کو تباہ کرنے کی پیشکش کی تھی، لیکن روایت کا سیاق اہلِ طائف کے بارے میں ہے، لہٰذا عین ممکن ہے کہ طائف کے دو پہاڑوں کو

"اخشبین" کہا گیا ہو۔ واللہ أعلم۔

آپ ﷺ نے فرمایا بل أرجو أن یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ لایشرک بہ شیئا۔

۳۲۳۲۔ حدثنا قتیبة: حدثنا ابو عوانة: حدثنا ابو اسحاق الشیبانی قال: سالت زر بن حبیش عن قول اللہ تعالی: ﴿فكان قاب قوسين او ادنى، فاوحى الى عبده ما اوحى﴾ [النجم: ۹، ۱۰] قال: حدثنا ابن مسعود: انه رای جبریل له ستمائة جناح. [انظر: ۴۸۵۶، ۴۸۵۷] ۵۲

ترجمہ: ابواسحاق شیبانی نے کہا کہ میں نے زربن حبیش سے آیت کریمہ "پس دو کمانوں کی مقدار یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا، پھر اللہ نے اپنے بندہ پر وحی بھیجی جو کچھ بھیجی" کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ بیشک انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (کا مطلب یہ ہے) کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سبز بادل دیکھا جس نے آسمان کے کنارے ڈھانپ لئے تھے۔ نے جبریل (علیہ السلام) کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔

۳۲۳۳۔ حدثنا حفص بن عمر: حدثنا شعبة، عن الاعمش، عن ابراهيم، عن علقمة، عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: ﴿لقد رای من ایات ربه الكبرى﴾ قال: رای رفرفا اخضر سد افق السماء. [انظر: ۴۸۵۸] ۵۳

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ بیشک انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (کا مطلب یہ ہے) کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سبز بادل دیکھا جس نے آسمان کے کنارے ڈھانپ لئے تھے۔

۳۲۳۴۔ حدثنا محمد بن عبداللہ بن اسماعیل: حدثنا محمد بن عبداللہ الانصاري، عن ابن عون: أنبأنا القاسم، عن عائشة رضي الله عنها قالت: من زعم أن محمدا رأى ربه فقد اعظم، ولكن قد رأى جبريل في صورته وخلقه سادا مابين الافق. [:۳۲۳۵، ۴۶۱۲، ۴۸۵۵،

۵۲ وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرة المنتهی، رقم: ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، وسنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة والنجم، رقم: ۳۱۹۹، ومسند احمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبداللہ بن مسعود، رقم: ۳۵۵۳، ۳۵۶۱، ۳۵۹۲، ۳۶۶۸، ۳۷۲۰، ۳۷۷۴، ۴۱۶۳.

۵۳ وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرة المنتهی، رقم: ۲۵۵، ومسند احمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبداللہ بن مسعود، رقم: ۳۵۵۳، ۳۵۶۱، ۳۶۶۸، ۴۰۶۳.

۳۳۸۰، ۷۵۳۱] ۵۴

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا جو شخص یہ خیال رکھے کہ محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا، تو اس نے سخت غلطی کی، بلکہ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی (اصلی) صورت وخلقت میں دیکھا، جنہوں نے آسمان کے کنارے بھر رکھے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے بارے میں اقوال

قالت: من زعم أن محمدا رأى ربه فقد اعظم۔ حضرت عائشہؓ نے جزم کے ساتھ فرمایا ہے کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے تو اس نے بہت بڑی بات کہہ دی، اور بعض روایات میں ہے **فقد اعظم علی اللہ**...... یعنی بہتان لگایا۔ ۵۵

انہوں نے جزم کیا کہ نبی کریم ﷺ نے معراج میں بھی اللہ جل جلالہ کی رؤیت بصری نہیں کی۔ ۵۶

بعض دوسرے صحابہؓ جیسے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رؤیت ہوئی ہے۔ ۵۷

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس بارے میں توقف کرنا چاہئے اور یہی طریقہ صحیح ہے کہ اس بارے میں توقف کیا جائے۔ سورۃ النجم میں جو یہ آیا ہے کہ **فكان قاب قوسين او ادنى**، اس کے ساتھ **لقد رأى من آيات ربه**

۵۴ وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب معنى قول الله عز وجل ولقد رآه نزلة اخرىٰ وهل رأى، رقم: ۲۵۹، ۲۶۰، وسنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة الأنعام، رقم: ۲۹۹۴، وباب ومن سورة والنجم، رقم: ۳۲۰۰.

۵۵،۵۶،۵۷ ثم اعلم أن انكار عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، الرؤية لم تذكرها رواية، اذ لو كان معها رواية فيه لذكرته وانما اعتمدت على الاستنباط من الآيات، وهو مشهور قول ابن مسعود، وعن أبي هريرة مثلها، وعن ابن عباس رضي الله عنهما: انه رآه بعينه، روى ذلك عنه بطرق، وروى ابن مردويه في تفسيره عن الضحاك وعكرمة عنه في حديث طويل وفيه: فلما أكرمني ربي برؤيته بأن اثبت بصري في قلبي أجد بصري لنوره نور العرش، وروى اللالكائي من حديث حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس مرفوعاً: رأيت ربي عزوجل ومن حديث أبي هريرة قال: رأيت ربي عز وجل..... الحديث. وذكر ابن اسحاق: أن ابن عمر أرسل الى ابن عباس يسأله: هل رأى رسول الله ﷺ ربه؟ فقال: نعم، والأشهر عنه انه رآه بعينه، وروى عنه: أن الله تعالىٰ اختص موسىٰ عليه الصلوٰة والسلام بالكلام، وابراهيم عليه السلام بالخلة، ومحمداً بالرؤية وقال الماوردي: قيل: ان الله قسم كلامه ورؤيته بين محمد وموسىٰ عليهما الصلوة والسلام فرآه محمد مرتين، وكلّمه موسى مرّتين، وحكى ابو الفتح الرازي وأبو الليث السمرقندي هذه الحكاية عن كعب وحكى عبد الرزاق عن الحسن انه كان يحلف بالله لقد رأى محمد ربه. (عمدة القاري، ج ۱۰، ص: ۵۸۹)

الکبری بھی ہے اس سے جبرئیل کی رؤیت بھی مراد ہوسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رویت بھی مراد ہوسکتی ہے، کسی ایک جانب جزم کرنا مشکل ہے۔ ۵۸

۳۲۳۵ ـ حدثنا محمد بن يوسف: حدثنا ابو أسامة: حدثنا زكريا بن أبي زائدة، عن ابن الاشوع، عن الشعبي، عن مسروق، قال: قلت لعائشة رضي الله عنها: فاين قوله: ﴿ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى﴾ قالت: ذالک جبريل، كان ياتيه في صورة الرجل وانما اتى هذه المرة في صورته التي هي صورته فسد الافق. [راجع: ۳۲۳۴]

۳۲۳۶ ـ حدثنا موسى: حدثنا جرير: حدثنا ابو رجاء، عن سمرة قال: قال النبی ﷺ: رأيت الليلة رجلين اتيانی، فقالا: الذی يوقد النار مالک خازن النار، وانا جبريل، وهذا ميكائيل. [راجع: ۸۴۵]

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کہ آج رات میرے پاس دو آئے، انہوں نے کہا کہ جو شخص آگ روشن کررہا ہے، وہ مالک دوزخ کا داروغہ ہے، اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔

۳۲۳۷ ـ حدثنا مسدد: حدثنا ابو عوانة، عن الاعمش، عن ابی حازم، عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: اذا دعا الرجل امراته الی فراشه فابت فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح.

تابعه شعبة وابو حمزة، وابن داود وابو معاوية عن الاعمش. [انظر: ۵۱۹۳، ۵۱۹۴] ۵۹

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر (ہم بستری کیلئے) بلائے اور وہ انکار کردے، پھر مرد ناخوش ہوکر سورہے، تو بیوی پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

---

۵۸ وليس في الشرع دليل قاطع على استحالة الرؤية ولا امتناعها، اذ كل موجود فرؤيته جائزة غير مستحيلة. عمدة القاری، ج:۱۰، ص:۵۸۹.

۵۹ وفی صحیح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، رقم: ۲۵۹۴، وسنن ابی داؤد، كتاب النكاح، باب فی حق الزوج على المرأة، رقم: ۱۸۲۹، ومسند أحمد، باقی مسند المكثرين، باب مسند ابی هريرة، رقم: ۷۱۵۹، ۸۲۲۴، ۸۶۵۲، ۹۶۶۴، ۹۸۳۵، ۱۰۳۱۳، ۱۰۵۲۴، وسنن الدارمی، كتاب النكاح، باب فی حق الزوج على المرأة، رقم: ۲۱۳۱.

۳۲۳۸ــ حدثنا عبد الله بن یوسف: اخبرنا اللیث: حدثني عقیل، عن ابن شهاب قال: سمعت ابا سلمة قال: اخبرني جابر بن عبد الله رضی الله عنهما: انه سمع النبی ﷺ یقول: ثم فتر عني الوحي فترة فبینا انا امشي سمعت صوتا من السماء فرفعت بصری قبل السماء فاذا الملک الذی جاء نی بحراء قاعد علی کرسی بین السماء والارض فجئثت منه حتی هویت الی الارض، فجئت اهلی فقلت: زملونی زملونی، فانزل الله تعالی: ﴿یا ایها المدثر قم فانذر﴾ الی قوله: ﴿والرجز فاهجر﴾ قال ابو سلمة: والرجز: الاوثان. [راجع: ۴]

۳۲۳۹ــ حدثنا محمد بن بشار قال: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن قتادة. وقال لی خلیفة: حدثنا یزید بن زریع: حدثنا سعید، عن قتادة، عن ابی العالیة: حدثنا ابن عم نبیکم یعنی ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال: رأیت لیلة اسری بی موسی رجلا آدم طوالا جعدا کانه من رجال شنوء ة، ورایت عیسی رجلا مربوعا، مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض، سبط الراس. ورایت مالکا خازن النار، والدجال فی آیات اراهن الله ایاه. فلا تکن فی مریة من لقائه، قال انس وابو بکرة عن النبی ﷺ: تحرس الملائکة المدینة من الدجال. [انظر: ۳۳۹۶]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس رات معراج ہوئی تو میں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ وہ گندمی رنگت دراز قد اور گھنگھر یالے بال ہیں، گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے ایک آدمی ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا کہ میانہ قد، درمیانہ اعضاء، سرخ وسفید رنگ، وید ھے بال والے ہیں اور میں نے مالک یعنی داروغہ جہنم کو اور دجال کو دیکھا، یہ نشانیاں منجملہ ان نشانیوں کے تھیں، جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس رات دکھائی تھیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے میں تجھے قطعاً شک نہ ہونا چاہیے۔ ابن عباس اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ دجال سے مدینہ کی حفاظت فرشتے کریں گے۔

یہ سارا باب ملائکہ کے بارے میں تھا، شاید اتنے لمبے باب بخاری میں کم ہوں گے، جہاں جہاں بھی ملائکہ کا ذکر آیا ہے وہ سب احادیث یہاں ذکر کردی ہیں۔

(۸) باب ما جاء في صفة الجنة وإنها مخلوقة

جنت کا بیان، اور یہ کہ وہ پیدا ہو چکی ہے

تخلیق جنت اور معتزلہ کی تردید

یہ باب قائم کیا ہے کہ **باب ما جاء فی صفة الجنة و انها مخلوقة**، اس سے معتزلہ کی تردید کرنا مقصود ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جنت اس وقت (قیامت کے دن) پیدا کی جائے گی، ابھی موجود نہیں ہے، لیکن یہ جو حدیثیں آرہی ہیں یہ جنت کے حال میں ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔[۲۰]

وقال أبو العالية: يكون مطهرة من الحيض والبول والبساق.

ابوالعالیہ نے کہا کہ وہ حیض، پیشاب اور تھوک سے پاک ہیں۔

﴿كُلَّمَا رُزِقُوا﴾ أتوا بشيء ثم أتوا بآخر ﴿قَالُوا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ﴾ أوتينا من قبل.

انہیں ایک چیز دی جائے گی، پھر دوسری دی جائے گی، تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے، جو ہمیں پہلے دی گئی تھی۔

﴿وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا﴾ [البقرة:۲۵] بعضا ويختلف في الطعم.

ایک دوسرے کے مشابہ ہوگی، لیکن مزے میں اختلاف ہوگا۔

فائدہ: اس کا مطلب ایک تو یہ ہوسکتا ہے کہ جنت ہی میں انہیں وقفوں وقفوں سے ایسے پھل دیئے جائیں گے جو دیکھنے میں بالکل ملتے جلتے ہوں گے، مگر لذت اور ذائقے میں ہر پھل نیا ہوگا۔

اور دوسرا مطلب یہ بھی ممکن ہے کہ جنت کے پھل دیکھنے میں دنیا کے پھلوں کی طرح ہوں گے، اس لئے انہیں دیکھ کر جنتی یہ کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل ہیں جو ہمیں پہلے یعنی دنیا میں ملے تھے، لیکن جنت میں ان کی لذت اور خصوصیات دنیا کے پھلوں سے کہیں زیادہ ہوں گی۔

﴿قُطُوفُهَا﴾: يقطفون كيف شاؤا. ﴿دَانِيَةٌ﴾ [الحاقة:۲۳]: قريبة.

اس کے پھل جس طرح چاہیں گے، توڑیں گے۔

﴿الْأَرَائِكِ﴾ [الكهف: ۳۱]: السُرُر. وقال الحسن: النضرة في الوجوه، والسرور في القلب.

تخت اور مسہری، حسن نے کہا کہ "**نضرة**" چہرہ کی تروتازگی اور "**سرور**" دل کی خوشی کو کہتے ہیں۔

وقال: مجاهد: ﴿سَلْسَبِيلًا﴾ [الانسان:۱۸] حديدة الجرية. ﴿غَوْلٌ﴾: وجع البطن.

---

[۲۰] هذا باب في بيان ما جاء من الأخبار في صفة الجنة، في بيان أنها مخلوقة وموجودة الآن. وفيه ردّ على المعتزلة حيث قالوا: انها لا توجد الا يوم القيامة، وكذلك قالوا في النار: انها تخلق يوم القيامة. (كما ذكره العيني في العمدة، ج: ۱۰، ص: ۵۹۳، باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة)

مجاہد نے کہا: "سَلْسَبِيلًا" یعنی تیز اور نہر۔ "غَوْلٌ" یعنی درد شکم۔

﴿يُنْزَفُوْنَ﴾: (الصّٰفّٰت: ۴۷) لا تذهب عقولهم.

نہ ان کی عقل بہکے گی۔

وقال: ابن عباس: ﴿دِهَاقًا﴾: (النبا: ۳۴) ممتلئا.

چھلکتے ہوئے پیالے!

﴿كَوَاعِبَ﴾: (النبا: ۳۳) نواهد.

نوخیز ہم عمر لڑکیاں۔

﴿اَلرَّحِيْقُ﴾: (المطففين: ۲۵) الخمر.

جس پر مہر لگی ہوئی۔

﴿اَلتَّسْنِيْمُ﴾: (المطففين: ۲۷) يعلو شراب أهل الجنة.

تسنیم کا پانی ملا ہوا ہوگا۔

فائدہ: تسنیم جنت کے ایک چشمے کا نام ہے۔ اُس کا پانی جب اُس شراب میں ملے گا تو اُس کے ذائقے اور لطف میں بہت اضافہ کردے گا۔

﴿خِتَامُهٗ﴾: (المطففين: ۲۶) طينه مسک.

اُس کی مہر بھی مشک ہی ہوگی۔

﴿نَضَّاخَتَانِ﴾: (الرحمٰن: ۶۶) فياضتان. يقال ﴿مَّوْضُوْنَةٍ﴾: (الواقعة: ۱۵) منسوجة، منه وضين الناقة.

انہیں میں دو اُبلتے ہوئے چشمے ہوں گے۔ **مَوْضُوْنَةٍ** یعنی بُنی ہوئی، اسی سے ماخوذ ہے **وضين الناقة**۔

والكوب (الواقعة: ۱۸) ما لا أذن له ولا عروة.

وہ برتن جس کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔

وَالْأَبَارِيْقَ (الواقعة: ۱۸) ذوات الآذان والعرى.

وہ برتن جس کی ٹونٹی اور دستہ ہو۔

﴿عُرُبًا﴾: (الواقعة: ۳۷) مثقلة، واحدها عروب، مثل صبور وصبر، يسميها أهل مكة العربة وأهل المدينة الغنجة، وأهل العراق الشكيلة.

عُرُبًا عمر میں برابر، اس کا مفرد **عروب** ہے، جیسے **صبور** کی جمع **صبر** ہے۔ اہلِ مکہ اسے **عِربه**، اہلِ مدینہ **غنجه** اور اہلِ عراق **شَكِله** کہتے ہیں۔

اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی، کیونکہ اپنی ہم عمر کے ساتھ ہی رفاقت میں صحیح لطف حاصل ہوتا ہے، اور یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ وہ سب آپس میں ہم عمر ہوں گی۔ بعض احادیث میں ہے کہ جنتیوں کی عمر ۳۳ سال کردی جائے گی جو شباب کی پختگی کا زمانہ ہوتا ہے۔[61]

وقال مجاهد: ﴿رَوْحٌ﴾: جنة ورخاء. ﴿وَالرَّيْحَانُ﴾ (سورة الواقعة: ۸۹) الرزق.

آرام ہی آرام ہے، خوشبو ہی خوشبو ہے۔

﴿وَالْمَنْضُوْدُ﴾: (هود: ۸۲) الموز.

"اَلْمَنْضُوْد" کے معنی کیلا۔

و﴿اَلْمَخْضُوْدُ﴾ هو الموقر حملا. ويقال أيضا: لا شوك له.

"اَلْمَخْضُوْد" کانٹوں سے پاک بیریوں میں۔

جنت کے پھلوں کے نام تو ہمارے سمجھانے کے لئے وہی ہیں جنہیں ہم دُنیا میں جانتے ہیں، لیکن اُن کی کیفیت، اُن کی لذت اور اُن کا حجم ہر چیز یہاں سے کہیں زیادہ خوشنما اور لذیذ ہوگی۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ بیری کا درخت تو عام طور سے تکلیف دہ ہی ہوتا ہے، قرآنِ کریم نے اُس کا تذکرہ کیسے فرمایا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کانٹوں سے پاک ہوگا؟ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہر کانٹے کی جگہ ایک پھل پیدا فرمائیں گے۔ اور اُس ایک پھل میں بہتر (۷۲) قسم کے مختلف ذائقے ہوں گے، اور کوئی ذائقہ دوسرے سے ملتا جلتا نہیں ہوگا۔[62]

﴿وَالْعُرُبُ﴾: (الواقعة: ۳۷) المحببات الى أزواجهن.

شوہروں کے لئے محبت سے بھری ہوئی۔

ويقال: ﴿مَسْكُوْبٌ﴾: (الواقعة: ۳۱) جار.

بہتے ہوئے پانی میں۔

و﴿فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴾: (الواقعة: ۳۴) بعضها فوق بعض. لباطل.

اور اُونچے رکھے ہوئے فرشوں میں۔

﴿تَأْثِيْمًا﴾: (الواقعة: ۲۴) كذبا.

---

[61] عربا — عذارى عربا عواشق محببات الى أزواجهن جمع عروب........ قال: العربة الحسنة التبعل، كانت العرب تقول اذا كانت المرأة حسنة التبعل: انها لعربة، ومن طريق عبدالله بن عبيد بن عمير المكى قال: العربة التى تشتهى زوجها۔ عمدۃ القاری، ج:۱۰، ص:۵۹۷، وتوضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الواقعہ، آیت:۳۷۔

[62] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الواقعہ:۲۸، وعمدۃ القاری، ج:۱۰، ص:۵۹۸۔

اور نہ کوئی گناہ کی بات ہوگی۔

﴿أَفْنَان﴾: (الرحمن: ۴۸) أغصان.

دونوں باغ شاخوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔

﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَان﴾: (الرحمن: ۵۴) ما يجتنى قرب.

اور دونوں باغوں کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے۔

﴿مُدْهَامَّتَان﴾: (الرحمن: ۶۴) سوداوان من الرى.

دونوں سبزے کی کثرت سے سیاہی کی طرف مائل۔

سبزہ جب اور گہرا ہو جائے تو وہ دور سے سیاہی مائل نظر آتا ہے۔ یہ اُسی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔[۶۳]

۳۲۴۰ ـــ حدثنا احمد بن يونس: حدثنا الليث بن سعد، عن نافع، عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: اذا مات احدكم، فانه يعرض عليه مقعده بالغداة والعشى، فان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة، وان كان من اهل النار فمن اهل النار. [راجع: ۱۳۷۹]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے، تو اس کو صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے، اگر جنتی ہے تو جنت اور اگر دوزخی ہے تو اسے دوزخ دکھائی جاتی ہے۔

۳۲۴۱ ـــ حدثنا ابو الوليد: حدثنا سلم بن زرير: حدثنا ابو رجاء، عن عمران بن حصين عن النبى ﷺ قال: اطلعت فى الجنة فرايت اكثر اهلها الفقراء، واطلعت فى النار فرايت اكثر اهلها النساء. [انظر: ۵۱۹۸، ۶۴۴۹، ۶۵۴۶] [۶۴]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا، تو جنتیوں میں اکثر تعداد فقراء کی تھی اور میں نے دوزخ کو دیکھا تو دوزخیوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔

۳۲۴۲ ـــ حدثنا سعيد بن ابى مريم: حدثنا الليث قال: حدثنى عقيل، عن ابن شهاب قال: اخبرنى سعيد بن المسيب: ان ابا هريرة رضى الله عنه قال: بينا نحن عند رسول الله ﷺ اذ

[۶۳] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، الرحمن: ۶۴۔

[۶۴] وفى صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، رقم: ۴۹۲۱، وسنن الترمذى، كتاب صفة جهنم عن رسول الله، باب ما جاء أن أكثر أهل النار النساء، رقم: ۲۵۲۸، ومسند احمد، أوّل مسند البصريين، باب حديث عمران بن حصين، رقم: ۱۹۰۰۸، ۱۹۰۸۰، ۱۹۱۳۱.

قال: بینا انا نائم رایتنی فی الجنة فاذا امراة تتوضا الی جانب قصر فقلت: لمن هذا القصر؟ فقالوا: لعمر بن الخطاب، فذکرت غیرته فولیت مدبرا. فبکی عمر وقال: اعلیک اغار یا رسول اللہ ﷺ؟. [انظر: ۳۶۸۰، ۵۲۲۷، ۷۰۲۳، ۷۰۲۵] ۶۵

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا تو وہاں ایک عورت ایک محل کی جانب میں وضو کرتی ہوئی ملی، میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ فوراً مجھے عمر کی غیرت کا خیال آیا تو میں اُلٹے پاؤں واپس آ گیا (یہ سُن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بھلا میں آپ ﷺ پر غیرت کر سکتا ہوں۔

۳۲۴۳ــ حدثنا حجاج بن منهال: حدثنا همام قال: سمعت أبا عمران الجونی یحدث عن أبی بکر بن عبداللہ بن قیس الأشعری، عن أبیه عن النبی ﷺ قال: "الخیمة درة مجوفة طولها فی السماء ثلاثون میلا، فی کل زاویة منها للمؤمن من أهل لا یراهم الآخرون". قال أبو عبد الصمد والحارث بن عبید أبی عمران: "ستون میلا". [انظر: ۴۸۷۹] ۶۶

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (جنت میں مؤمنوں کے لئے) تراشیدہ موتی کا ایک خیمہ ہے جس کی اُونچائی آسمان میں تیس میل ہے اس کے ہر گوشہ میں مؤمن کے لئے ایسی عورتیں ہیں جنہیں کسی دوسرے نے نہیں دیکھا۔ ابوعبدالصمد اور حارث بن عبید نے ابوعمران سے ساٹھ میل روایت کی ہے۔

الخیمة سے **"حور مقصورات فی الخیام"** کی طرف اشارہ ہے، اس کی تفسیر کی ہے کہ وہ خیمہ ایسا ہوگا۔

درة مجوّفة ــ ایک موتی ہے جس کے اندر خلاء ہے۔

طولها فی السماء ثلاثون میلا ــ تیس میل لمبا طول ہے، **فی کل زاویة منها للمؤمن اهل،** اس

۶۵ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر، رقم: ۴۴۰۹، وسنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فضل عمر، رقم: ۱۰۴، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق، رقم: ۸۱۱۵.

۶۶ وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رؤیة المؤمنین فی الآخرة ربهم سبحانه، رقم: ۲۶۵، وکتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب فی صفة خیام الجنة وما للمؤمنین فیها من الاهلین، رقم: ۵۰۷۰، ۵۰۷۱، ۵۰۷۲، ومسند أحمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث أبی موسی الأشعری، رقم: ۱۸۷۵۵، ۱۸۸۵۰، ۱۸۸۹۸، ۱۸۹۲۶، وسنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فی جنات الفردوس، رقم: ۲۷۰۱، ۲۷۱۱.

کے ہر گوشہ میں مؤمن کیلئے ایسی ازواج ہوں گی **لا یراهم الآخرون**، کہ دوسرے کونے والے ان کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ (اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں، آمین)

۳۲۴۴ـ حدثنا الحميدى: حدثنا سفيان: حدثنا ابو الزناد: عن الاعرج، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: قال الله: اعددت لعبادى الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، فاقرء و ان شئتم: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾. [انظر: ۴۷۷۹، ۴۷۸۰، ۷۴۹۸] ٧٧

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی (کے) کان نے سُنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر (ان کا) خطرہ گزرا، اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ (اس کے استدلال میں) پڑھ لو کہ پس کوئی نہیں جانتا جو آنکھ کی ٹھنڈک کے سامان کے لئے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔

۳۲۴۵ـ حدثنا محمد بن مقاتل، أخبرنا عبد الله: أخبرنا معمر، عن همام بن منبه، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "أول زمرة تلج الجنة صورتهم على صورة القمر ليلة البدر. لا يبصقون فيها ولا يمتخطون. ولا يتغوطون. آنيتهم فيها الذهب، أمشاطهم من الذهب والفضة، ومجامرهم الألوة، ورشحهم المسک. ولكل واحد منهم زوجتان يرى مخ سوقهما من وراء اللحم من الحسن. لا اختلاف بينهم ولا تباغض، قلوبهم قلب واحد، يسبحون الله بكرة و عشيا". [انظر: ۳۲۴۶، ۳۲۵۴، ۳۳۲۷] ٧٨

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے

---

٧٧ وفى صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، رقم: ۵۰۵۰، ۵۰۵۱، ۵۰۵۲، وسنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة السجدة، رقم: ۳۱۲۱، وسنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب صفة الجنة، رقم: ۴۳۱۹، ومسند احمد، باقى مسند المكثرين، رقم: ۷۷۹۶، ۸۴۷۱، ۸۹۱۱، ۹۰۲۲، ۹۲۷۴، ۹۵۷۸، ۹۶۳۶، ۱۰۰۲۰، ۱۰۱۷۲، وسنن الدارمى، كتاب الرقاق، باب ما أعد الله لعباده الصالحين، رقم: ۲۷۰۷.

٧٨ وفى صحيح مسلم، كتاب الهبات، باب العمرى، رقم: ۳۰۶۲، وكتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، رقم: ۵۰۶۳، ۵۰۶۴، ۵۰۶۵، وسنن الترمذى، كتاب صفة الجنة عن رسول الله، باب ما جاء فى صفة أهل الجنة، رقم: ۲۴۶۰، وسنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب صفة الجنة، رقم: ۴۳۲۴، ومسند أحمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى هريرة، رقم: ۶۸۵۵، ۶۸۶۸، ۷۰۶۱، ۷۱۲۶، ۷۱۷۴، ۷۸۵۱، ۸۱۸۶، ۸۸۳۵، ۹۰۷۴، ۹۷۳۹، ۱۰۱۲۰، ۱۰۱۴۴، ۱۰۱۸۸، وسنن الدارمى، كتاب الرقاق، باب فى أوّل زمرة يدخلون الجنة، رقم: ۲۷۰۲.

والے اول گروہ کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند، نہ تو جنت میں انہیں تھوک آئے گا، نہ ناک کی ریزش، نہ پاخانہ، ان کے برتن سونے کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سُلگتا رہے گا۔ ان کا پسینہ مُشک (جیسا خوشبودار) ہوگا اور ہر ایک کی دو، دو بیویاں ہوں گی، لطافت حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اُوپر سے دکھائی دے گا، نہ اہلِ جنت میں آپس میں اختلاف ہوگا نہ بغض وکدورت، سب کے دل ایک ہوں گے، صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔

۳۲۴۶ــــ حدثنا ابو الیمان قال: اخبرنا شعیب: حدثنا ابو الزناد، عن الاعرج عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ: ان رسول اللہ ﷺ قال: اول زمرۃ تدخل الجنۃ علی صورۃ القمر لیلۃ البدر، والذین علی اثرھم کاشد کوکب اضاءۃ، قلوبھم علی قلب رجل واحد لا اختلاف بینھم ولا تباغض، لکل امرء ی منھم زوجتان، کل واحدۃ منھما یری مخ ساقھا من وراء اللحم من الحسن. یسبحون اللہ بکرۃ وعشیا، لا یسقمون ولا یمتخطون، ، ولا یبصقون. آنیتھم الذھب والفضۃ، وامشاطھم الذھب، وقود مجامرھم الالوۃ. قال ابو الیمان: یعنی العود. ورشحھم المسک. وقال مجاھد: الابکار: اول الفجر، والعشی میل الشمس الی ان. اراہ. تغرب.

[راجع: ۳۲۴۵]

حدیث کی تشریح

اہل جنت کی علامات

سب سے پہلی ٹولی جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورت چودھویں کے چاند جیسی ہوگی، **لا یبصقون فیھا،** نہ تھوک آئیگا **ولا یمتخطون،** اور نہ ناک کی ریزش ہوگی، **ولا یتغوّطون،** نہ فضلہ خارج ہوگا۔ **آنیتھم فیھا الذھب،** برتن سونے کے **امشاطھم من الذھب والفضۃ،** اور ان کے کنگھے سونے اور چاندی کے ہوں گے، **ومجامرھم الألوّۃ،** اور ان کی انگیٹھیاں عود یا لوبان سے جل رہی ہوں گی، **ورشحھم المسک،** اور ان کا پسینہ مشک ہوگا **ولکل واحد منھم زوجتان یری مخ سوقھما من وراء اللحم من الحسن** ان کی پنڈلیوں کا مغز، گوشت کے باہر سے نظر آئے گا، **من الحسن،** شفاف ہونے کی وجہ سے۔ **لا اختلاف بینھم ولا تباغض، قلوبھم قلب واحد، یسبحون اللہ بکرۃ وعشیا.** (اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں۔ آمین)

یہاں **"زوجتان"** کا ذکر ہے، دوسری جگہوں پر اس سے زیادہ کا ذکر ہے۔ علماء کرام نے روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ عددِ اقل، عددِ اکثر کی نفی نہیں کرتا، اور لوگوں کے ساتھ معاملات مختلف ہوں گے، کم سے کم یہ ہیں اور

زیادہ سے زیادہ جو بھی اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں.

لا یدخل اولھم حتی یدخل آخرھم، یعنی سب ساتھ داخل ہوں گے، کوئی اول و آخر نہیں ہوگا۔

۳۲۴۷ــ حدثنا محمد بن أبی بکر المقدمی: حدثنا فضیل بن سلیمان، عن أبی حازم، عن سهل بن سعد رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال: "لیدخلن من امتی سبعون ألفا أو سبعمائة ألف، لا یدخل أولهم حتی یدخل آخرهم، وجوههم علی صورة القمر لیلة البدر". [انظر: ۶۵۴۳، ۶۵۵۴] [۶۹]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے ستر ہزار (یا فرمایا) سات لاکھ آدمی جنت میں ایک ساتھ داخل ہوں گے (یعنی آگے پیچھے نہیں) ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

۳۲۴۸ــ حدثنا عبد اللہ بن محمد الجعفی: حدثنا یونس بن محمد: حدثنا شیبان، عن قتادة قال: حدثنا انس رضی اللہ عنه قال: اهدی للنبی ﷺ جبة سندس، وکان ینهی عن الحریر، فعجب الناس منها، فقال: والذی نفس محمد بیده لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنة لاحسن من هذا. [راجع: ۲۶۱۵]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے ستر ہزار (یا فرمایا) سات لاکھ آدمی جنت میں ایک ساتھ داخل ہوں گے، (یعنی آگے پیچھے نہیں) ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

۳۲۴۹ــ حدثنا مسدد: حدثنا یحیی بن سعید، عن سفیان، حدثنی ابو اسحاق قال: سمعت البرا بن عازب رضی اللہ عنهما قال: اتی رسول اللہ ﷺ بثوب من حریر. فجعلوا یعجبون من حسنه ولینه، فقال رسول اللہ ﷺ: لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنة افضل من هذا. [انظر: ۳۸۰۲، ۵۸۳۶، ۶۶۴۰] [۷۰]

---

[۶۹] وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب، رقم: ۳۲۲، ومسند احمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث أبی مالک سهل بن سعد الساعدی، رقم: ۲۱۷۷۲.

[۷۰] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل سعد بن معاذ، رقم: ۴۵۱۴، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب سعد بن معاذ، رقم: ۳۷۸۲، وسنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فضل سعد بن معاذ، رقم: ۱۵۳، ومسند احمد، أوّل مسند الکوفیین، باب حدیث البراء بن عازب، رقم: ۱۷۸۱۰، ۱۷۸۵۵، ۱۷۹۲۰، ۱۷۹۳۷.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ریشم کا ایک کپڑا لایا گیا، لوگوں نے اس کی خوبصورتی اور نرمی کو بے حد پسند کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ بہتر ہیں۔

۳۲۵۰ــــ حدثنا علی بن عبد اللہ: حدثنا سفیان عن ابی حازم، عن سهل بن سعد الساعدی قال: قال رسول اللہ ﷺ: موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا وما فیها. [راجع: ۲۷۹۴]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑا بھر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

۳۲۵۱ــــ حدثنا روح بن عبد المؤمن: حدثنا یزید بن زریع: حدثنا سعید، عن قتادة: حدثنا أنس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: "ان فی الجنة لشجرة یسیر الراکب فی ظلها مائة عام لا یقطعها". ۷۰

۳۲۵۲ــــ حدثنا محمد بن سنان: حدثنا فلیح بن سلیمان: حدثنا هلال بن علی، عن عبد الرحمن بن ابی عمرة، عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: ان فی الجنة لشجرة یسیر الراکب فی ظلها مائة سنة واقرء وا ان شئتم ﴿وظل ممدود﴾. [انظر: ۴۸۸۱] ۷۱

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سایہ میں ایک سوار سو سال تک چلے، اگر تم چاہو تو پڑھ لو (اور دراز سایہ)۔

اب کون اس کی کنہ میں جائے کہ سو سال تک آدمی درخت کے سائے میں چل رہا ہے۔ اسی لئے فرمادیا

---

۷۰ وفی مسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۱۶۲۷، ۱۱۹۴۱، ۱۲۲۱۶، ۱۲۳۶۱، باب باقی المسند السابق، ۱۲۶۷۹، ۱۲۹۷۵.

۷۱ وفی صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الغدوة والروحة فی سبیل اللہ، رقم: ۳۴۹۴، وکتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب ان فی الجنة شجرة یسیر الراکب فی ظلها مائة عام لا یقطعها، رقم: ۵۰۵۴، وسنن الترمذی، کتاب فضائل الجهاد عن رسول اللہ، باب ما جاء فی فضل الغد والروح فی سبیل اللہ، رقم: ۱۵۷۳، وکتاب صفة الجنة عن رسول اللہ، باب ما جاء فی صفة شجر الجنة، رقم: ۲۴۴۷، وکتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة الواقعة، رقم: ۳۲۱۴، وسنن ابن ماجة، کتاب الزهد، باب صفة الجنة، رقم: ۴۳۲۶، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی هریرة، رقم: ۸۲۰۷، ۹۰۴۹، ۹۲۷۴، ۹۴۵۶، ۹۴۹۲، ۹۸۴۹، ۹۸۸۱، وسنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فی أشجار الجنة، رقم: ۲۷۱۶، ۲۷۱۷.

"ماخطر علی قلب بشر" اب کون اس کا تصور کر سکتا ہے اور کون اس کی حقیقت بیان کر سکتا ہے؟

۳۲۵۳ ـــ ولقاب قوس احدکم فی الجنة خیر مما طلعت علیه الشمس او تغرب. [راجع: ۲۷۹۳]

ولقاب قوس احدکم الخ ـــ بے شک تمہاری کمان بھر جگہ جنت میں اس چیز سے بہتر ہے، جس پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے۔

۳۲۵۴ ـــ حدثنا ابراهیم بن المنذر: حدثنا محمد بن فلیح: حدثنا ابی، عن هلال، عن عبد الرحمن بن ابی عمرة، عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ: اول زمرة تدخل الجنة علی صورة القمر لیلة البدر، والذین علی آثارهم کاحسن کوکب دری فی السماء اضاءة، قلوبهم علی قلب رجل واحد، لا تباغض بینهم ولا تحاسد، لکل امرء ی زوجتان من الحور العین، یری مخ سوقهن من وراء العظم واللحم.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے، سب سے پہلے گروہ کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے، ان کے چہرے آسمان میں موتی جیسے روشن ستارے سے بھی زیادہ چمکدار ہوں گے، سب ایک دل ہوں گے، نہ ان میں بغض ہوگا، نہ حسد، ہر آدمی کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی دو بیویاں ہوں گی، ان کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اُوپر سے نظر آئے گا۔

۳۲۵۵ ـــ حدثنا حجاج بن منهال: حدثنا شعبة قال: عدی بن ثابت اخبرنی قال: سمعت البراء رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: لما مات ابراهیم قال: ان له مرضعا فی الجنة. [راجع: ۱۳۸۲]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حضور اقدس ﷺ کے فرزند) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کو دودھ پلانے والی جنت میں موجود ہے۔

۳۲۵۶ ـــ حدثنا عبد العزیز بن عبد الله قال: حدثنی مالک، عن صفوان بن سلیم، عن عطار بن یسار، عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: ان اهل الجنة یتراء ون اهل الغرف من فوقهم، کما تتراء ون الکوکب الدری الغابر فی الافق من المشرق او المغرب لتفاضل ما بینهم، قالوا: یا رسول الله ﷺ، تلک منازل الانبیاء لا یبلغها غیرهم؟ قال: بلی، والذی نفسی بیده رجال آمنوا بالله وصدقوا المرسلین. [انظر: ۶۵۵۶] [۴۳]

[۴۳] وفی صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب ترائی أهل الجنة أهل الغرف کما یری الکوکب فی السماء، رقم: ۵۰۵۸، ومسند احمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث أبی مالک سهل بن سعد الساعدی، رقم: ۲۱۸۰۶، وسنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فی غرف الجنة، رقم: ۲۷۰۹.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اہلِ جنت اپنے اُوپر کے بالا خانے والوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے مغربی یا مشرقی گوشہ کے قریب ایک روشن ستارہ کو دیکھتے ہوں اس تفاوت کی وجہ سے جو ان کے درمیان ہے۔

صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو انبیاء علیہم السلام کے مقامات ہیں۔ وہاں دوسرا نہیں پہنچ سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی وہ وہاں پہنچ سکتے ہیں۔

(۹) باب صفة ابواب الجنة

جنت کے دروازوں کا بیان

۳۲۵۷ — حدثنا سعيد بن ابي مريم: حدثنا محمد بن مطرف قال: حدثني ابو حازم، عن سهل بن سعد رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: في الجنة ثمانية ابواب، فيها باب يسمى الريان لا يدخله الا الصائمون. [راجع: ۱۸۹۶]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں ایک کا نام ریان ہے، اس سے صرف روزہ دار (جنت میں) داخل ہوں گے۔

وقال النبي ﷺ: من انفق زوجين دعي من باب الجنة، فيه عبادة عن النبي ﷺ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو ہر چیز کا جوڑا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا، اس مضمون کو عبادہ نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(۱۰) باب صفة النار وانها مخلوقة

دوزخ کا بیان اور یہ کہ وہ پیدا ہو چکی ہے

﴿غَسَّاقًا﴾: (النبا: ۲۵) يقال: غسقت عينه ويغسق الجرح وكأن الغساق والغسيق واحد.

پیپ لہو کے۔ اس کے معنی ہے دوزخیوں کے جسم سے نکلنے والا بدبودار مادہ۔

﴿غِسْلِيْنٍ﴾: (الحاقة: ۳۶) كل شيء غسلته فخرج منه شيء فهو غسلين، فعلين من الغسل من الجرح والدبر.

کسی چیز کو دھونے سے جو (دھوون) نکلتا ہے اسے "غسلین" کہتے ہیں۔

"غِسْلِيْن" اصل میں تو اُس پانی کو کہتے ہیں جو زخموں کو دھوتے وقت زخموں سے گرتا ہے، بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ جہنمیوں کی کوئی غذا ہوگی جو اُس زخموں کے پانی کے مشابہ ہوگی، واللہ سبحانہ اعلم۔[۴۳]

وقال عكرمة: ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾: حطب بالحبشية. وقال غيره: ﴿حَاصِبًا﴾: الريح العاصف والحاصب ما يرمى به الريح. ومنه حصب جهنم: يرمى به في جهنم، هم حصبها. ويقال: حصب في الارض ويقال: حصب في الارض: ذهب، والحصب مشتق من حصباء الحجارة.

"حَصَبُ" کے معنی حبشی زبان میں لکڑیوں کے ہیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ "حَاصِباً" کے معنی تیز ہوا اور "حاصب" وہ چیز ہے جسے ہوا پھینکے، اور اسی سے ماخوذ ہے، "حَصَبُ جَهَنَّم"، یعنی جو چیز جہنم میں ڈالی جائے، یعنی کافر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اور "حصب حصباء الحجارة" بمعنی سنگریزوں سے ماخوذ ہے۔

﴿صَدِيْد﴾: (ابراهيم: ۱۶) قيح ودم.

پیپ اور خون۔

﴿خَبَتْ﴾: طفئت.

بجھ گئی۔

﴿تُوْرُوْنَ﴾: تستخرون. او ريت: اوقدت.

"تُوْرُوْنَ" بمعنی تم نکالتے ہو، "اوریت" کے معنی ہیں میں نے آگ روشن کی۔

﴿لِلْمُقْوِيْنَ﴾ للمسافرين. والقي: القفر.

مسافر کے لئے۔ "والقی" بمعنی میدان کے ہیں۔

وقال ابن عباس: ﴿صِرَاطِ الْجَحِيْم﴾: سواء الجحيم وسط الجحيم.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ "صراط الجحيم" کے معنی دوزخ کا بیچ ہے۔

﴿لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ﴾ يخلط طعامهم ويساط بالحميم.

ان کے کھانے میں گرم پانی ملایا جائے گا۔

﴿زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ﴾: صوت شديد وصوت ضعيف.

"زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ" کے معنی تیز آواز اور ہلکی آواز۔

﴿وِرْدًا﴾: عطاشا.

"وِرْدًا" کے معنی پیاسے۔

---

[۴۳] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، ص: ۱۲۲۳۔

﴿غیًّا﴾: خسرانا.

"غیًّا" کے معنی نقصان۔

وقال مجاهد: ﴿یُسْجَرُوْنَ﴾ توقد لهم النار.

"یُسْجَرُوْنَ" یعنی ان پر آگ جلائی جائے گی۔

﴿وَنُحَاسٌ﴾: الصفر یصب علی رء وسهم.

"وَنُحَاسٌ" کے معنی تانبا جو گرم گرم ان کے سروں پر ڈالا جائے گا۔

یقال ﴿ذُوْقُوْا﴾: باشروا وجربوا، ولیس هذا من ذوق الفم.

"ذُوْقُوْا" یعنی برتو، اور آزماؤ، یہ لفظ "ذوق الفم" سے ماخوذ نہیں ہے۔

﴿مَارِجٍ﴾: خالص من النار، مرج الامیر رعیته: اذا خلاهم یعدو بعضهم علی بعض.
﴿مریج﴾: ملتبس، مرج امر الناس: اختلط، ﴿مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ﴾، (الرحمن: ۱۹) مرجت دابتک: ترکتها.

"مَارِجٍ" کے معنی خالص آگ (کہا جاتا ہے) "مراج الامیر رعیته" جب وہ انہیں ایک دوسرے پر ظلم کرنے کیلئے چھوڑ دے، "مریج" کے معنی مخلوط، "مرج امر الناس" یعنی لوگوں کا کام خلط ملط ہو گیا۔ "مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ" یعنی تو نے اپنا چوپایہ (چراگاہ میں) چھوڑ دیا۔

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ — اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ نظارہ دو دریاؤں یا دو سمندروں کے سنگھم پر ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ دونوں دریاؤں یا سمندروں کے پانی ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے ہیں، پھر بھی دونوں کے درمیان ایک لکیر جیسی ہوتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ دریا یا سمندر ہیں۔[۵۷]

۳۲۵۸ — حدثنا ابو الولید: حدثنا شعبة، عن مهاجر ابی الحسن قال: سمعت زید بن وهب یقول: سمعت ابا ذر رضی الله عنه یقول: کان النبی ﷺ فی سفر فقال: ابرد ثم قال: ابرد حتی فاء الفیء یعنی للتلول ثم قال: ابردوا بالصلاة فان شدة الحر من فیح جهنم. [راجع: ۵۳۵]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سفر میں تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ابھی نماز ظہر نہ پڑھو) ذرا ٹھنڈ ہونے دو، ذرا ٹھنڈ ہونے دو، حتی کہ ٹیلوں سے سایہ اُتر جائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز (ظہر) کو ذرا ٹھنڈے وقت پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تیزی سے ہے۔

۳۲۵۹ — حدثنا محمد بن یوسف: حدثنا سفیان، عن الاعمش، عن ذکوان، عن ابی سعید رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ ابردوا بالصلاة فان شدة الحر من فیح جهنم.

---

[۵۷] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، ص: ۱۱۲۷، سورۃ الرحمن۔

[راجع:۵۳۸]

۳۲۶۰ــــ حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب عن الزهری قال: حدثنی ابو سلمة بن عبد الرحمن: انه سمع ابا هریرة رضی الله عنه یقول: قال رسول الله ﷺ: اشتکت النار الی ربها فقالت: رب اکل بعضی بعضا، فاذن لها بنفسین: نفس فی الشتاء ونفس فی الصیف. فاشد ما تجدون من الحر، واشد ما تجدون من الزمهریر. [راجع:۵۳۷]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کرتے ہوئے کہ کہا اے خدا! میرے ایک حصہ نے دوسرے حصے کو کھالیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس جاڑوں میں، دوسرا گرمیوں میں، لہٰذا تم جو گرمی اور سردی کی شدت دیکھتے ہو (وہ انہی سانسوں کا اثر ہے)۔

۳۲۶۱ــــ حدثنا عبد الله بن محمد: حدثنا ابو عامر هو العقدی، حدثنا همام، عن أبی جمرة الضبعی قال: کنت أجالس ابن عباس بمکة فأخذتنی الحمی فقال: أبردها عنک بماء زمزم، فان رسول ﷺ قال: "هی الحمی من فیح جهنم فابردوها بالماء. أو قال: بماء زمزم"، شک همام.

ترجمہ: حضرت ابو جمرہ ضبعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تھا، پھر مجھے بخار آگیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آب زمزم سے اسے ٹھنڈا کر، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ بخار جہنم کی تیزی سے ہے، تو اسے پانی سے یا فرمایا آب زمزم سے ٹھنڈا کرو! ہمام کو شک ہو گیا ہے۔

۳۲۶۲ــــ حدثنی عمرو بن عباس: حدثنا عبد الرحمن: حدثنا سفیان، عن ابیه، عن عبایة بن رفاعة قال: اخبرنی رافع بن خدیج قال: سمعت النبی ﷺ یقول: الحمی من فور جهنم، فابردوها عنکم بالماء. [انظر: ۵۷۲۶] ۶ے

۳۲۶۳۔ حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا زهیر: حدثنا هشام، عن عروة، عن عائشة

۶ے وفی صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لکل داء دواء واستحباب التداوی، رقم: ۴۰۹۹، وسنن الترمذی، کتاب الطب عن رسول الله، باب ما جاء فی تبرید الحمی بالماء، رقم: ۱۹۹۹، وسنن ابن ماجة، کتاب الطب، باب الحمی من فیح جهنم فابردوها بالماء، رقم: ۳۴۶۴، ومسند أحمد، مسند المکیین، باب حدیث رافع بن خدیج، رقم: ۱۵۲۴۹، ۱۶۲۲۹، وسنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب الحمی من فیح جهنم، رقم: ۲۶۵۰.

رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: الحمی من فیح جہنم فابردوھا بالماء.
[انظر: ۵۷۲۵] ۷۷

۳۲۶۴ــ حدثنا مسدد: عن یحیی، عن عبید اللہ قال: حدثنی نافع، عن بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: الحمی من فیح جہنم فابردوھا بالماء. [انظر: ۵۷۲۳]

ان احادیث میں آیا ہے اور آگے بھی روایت آرہی ہے **ھی الحمّٰی من فیح جھنم فابردوھا بالماء۔**

حمیّ من فیح جھنم کا کیا مطلب ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

زیادہ تر حضرات کا رجحان اس طرف ہے کہ **من تشبیہ** کیلئے ہے، کہ بخار جہنم کی لپٹ جیسی چیز ہے۔ یا یہ کہا جائے کہ جہنم کی لپٹ کے نتائج میں سے ایک نتیجہ بخار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مؤمن کو محفوظ رکھے۔ جب جہنم کی آگ جلائے گی تو وہاں بخار بھی ہوگا تو یہ بخار بھی جہنم کے آثار میں سے ایک اثر ہے۔

بعض حضرات نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ **الحمّٰی من فیح جھنم** کے معنی ہیں کہ دنیا میں انسان کو جو بخار آتا ہے وہ جہنم کی لپٹ کا ایک حصہ ہے جو اس کو یہاں مل جاتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ وہاں اس سے محفوظ ہو جائے گا۔ چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے: **الحمّٰی نصیب المؤمن من جھنم،** کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کا حصۂ جہنم یہیں دنیا میں دے دیتے ہیں تاکہ مؤمن کو وہاں جہنم کا سابقہ نہ پڑے اور اس روایت سے اس تفسیر کی تائید بھی ہوتی ہے۔

آگے فرمایا **"فابردوھا بالماء"** یعنی بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرو، یعنی جسم پر پانی لگالو، کہ اس میں ایک خاص بخار کا ذکر ہے جو صفراء کی زیادتی سے ہو، اس میں پانی مفید ہوتا ہے، لیکن شروع میں چونکہ اطباء یہ سمجھتے تھے کہ پانی کا استعمال بخار میں مضر ہے، اس لئے اس حدیث میں تأویل کرتے تھے، لیکن اب تو سارے اطبّاء نئے ڈاکٹر، میڈیکل سائنس کے لوگ اس پر متفق ہیں کہ بخار کا بہترین علاج پانی ہے، جب شدید بخار ہو جائے تو پانی ڈالتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو باقاعدہ نہلاتے ہیں۔ ۷۸

۳۲۶۵۔ حدثنا اسماعیل بن أبی أویس قال: حدثنی مالک، عن ابن أبی الزناد، عن

---

۷۷ وفی صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لکل داء دواء واستحباب التداوی، رقم: ۴۰۹۷، وسنن الترمذی، کتاب الطب عن رسول اللہ، باب ما جاء فی تبرید الحمی بالماء، رقم: ۲۰۰۰، وسنن ابن ماجۃ، کتاب الطب، باب الحمی من فیح جھنم فابردوھا بالماء، رقم: ۳۴۶۲، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدۃ عائشۃ، رقم: ۲۳۰۹۵، ۲۳۴۵۷، وموطا مالک، کتاب الجامع، باب الغسل بالماء من الحمی، رقم: ۱۴۸۲.

۷۸ وروی الطحاوی من حدیث أنس مرفوعاً: اذا حم أحدکم فلیسنّ علیہ الماء البارد من السحر ثلاثاً، وصححہ الحاکم، عمدۃ القاری، ج: ۱۰، ص: ۲۱۸.

الأعرج، عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول ﷺ قال: "ناركم جزء من سبعين جزئا من نار جهنم"، قيل: يا رسول الله، ان كانت لكافية، قال: "فضلت عليهن بتسعة وستين جزءا كلهن مثل حرها". ۷۹، ۸۰

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ یہی دنیا کی آگ ہی کافی تھی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کو انہتر درجہ زیادہ بڑھایا ہے۔

۳۲۶۶ — حدثنا قتيبة سعيد: حدثنا سفيان، عن عمرو: سمع عطاء يخبر عن صفوان بن يعلى، عن ابيه انه سمع النبي ﷺ يقرأ على المنبر: ﴿ونادوا يا مالك﴾ [راجع: ۳۲۳۰]

ترجمہ: حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر یہ پڑھتے ہوئے سنا: اور وہ پکاریں گے کہ اے مالک۔

حدیث کا مطلب

دوزخ کی نگرانی پر جو فرشتہ مقرر ہے، اُس کا نام "مالک" ہے۔ دوزخی لوگ عذاب کی شدت سے تنگ آکر مالک سے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرو کہ وہ ہمیں موت ہی دیدے۔ جواب میں "مالک" کی طرف سے کہا جائے گا کہ تمہیں اسی دوزخ میں زندہ رہنا ہوگا۔

۳۲۶۷ — حدثنا علي: حدثنا سفيان، عن الاعمش، عن ابي وائل قال: قيل لأسامة: لو أتيت فلانا فكلمته، قال انكم لترون أني لا أكلمه، الا أسمعكم اني أكلمه في السر دون أن أفتح بابا لا أكون أول من فتحه، ولا أقول لرجل. أن كان علي أميرا: انه خير الناس بعد شيء سمعته من رسول الله ﷺ، قالوا: وما سمعته يقول؟ قال: سمعته يقول: "يجاء بالرجل يوم القيامة فيلقى في النار فتندلق أقتابه في النار، فيدور كما يدور الحمار برحاه فيجتمع أهل النار

۷۹ لا يوجد للحديث مكررات.

۸۰ وفي صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في شدة حر نار جهنم وبعد قعرها وما تأخذ من المعذبين، رقم: ۵۰۷۷، وسنن الترمذي، كتاب صفة جهنم عن رسول الله، باب ما جاء أن ناركم هذه جزء من سبعين جزءا من نار، رقم: ۲۵۱۴، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۰۲۵، ۷۷۷۸، ۹۶۵۰، ۹۸۱۱، ومؤطا مالک، كتاب الجامع، باب ما جاء في صفة جهنم، رقم: ۱۵۷۹، وسنن الدارمي، كتاب الرقاق، باب في قول النبي ناركم هذه جزء من كذا جزءا، رقم: ۲۷۲۳.

علیه فیقولون: یا فلان ما شانک؟ الیس کنت تأمر بالمعروف وتنهانا عن المنکر؟ قال: کنت آمرکم بالمعروف ولا آتیه، وأنهاکم عن المنکر وآتیه". رواه غندر عن شعبة عن الأعمش. [انظر ۷۰۹۸] ۸۱

حضرت ابووائلؒ کہتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے کہا گیا کہ **لو أتیت فلانا فکلمته،** کاش کہ آپ فلاں شخص کے پاس جائیں اور کچھ بات کریں۔ فلاں سے مراد حضرت عثمانؓ ہیں، اور یہ وہ زمانہ ہے جب حضرت عثمانؓ کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں اور ان کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا تھا کہ انہوں نے اپنے عزیزوں اور قریبوں کو گورنر بنا رکھا ہے اور وہ گورنر بھی اچھے لوگ نہیں ہیں، اس قسم کی باتیں چل رہی تھیں۔ انہوں نے اسامہؓ سے کہا کہ آپ جا کر حضرت عثمانؓ سے وہ باتیں کیوں نہیں کرتے جو آپ کو ناگوار معلوم ہوتی ہیں۔

قال: انکم لترون أنی لا أکلمه الا اسمعکم۔ حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے بات نہیں کرتا مگر تمہیں ضرور سناتا ہوں، یعنی جب بھی بات کرتا ہوں تو تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے فلاں بات کی ہے، ایسا نہیں ہے، جب میں مناسب سمجھتا ہوں، بات کرتا ہوں، اور بسا اوقات میں لوگوں کو بتانے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ میں نے بات کی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تم جو یہ سمجھ رہے ہو کہ میں کبھی ان سے جا کر بات نہیں کرتا، یہ خیال غلط ہے، بلکہ میں ان سے بات کرتا ہوں البتہ بسا اوقات تمہیں وہ سنانے کی اور اطلاع دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا، **انی اکلمه فی السر،** میں ان سے تنہائی میں بات کرتا ہوں **دون أن أفتح بابا لا اکون اوّل من فتحه،** بغیر اس کے کہ ایسا دروازہ کھولوں جس کا پہلا کھولنے والا میں بنوں، کیا مطلب؟ کہ میں ان کے خلاف احتجاج کروں، جلوس نکالوں، ہڑتال کروں، اس قسم کی احتجاجی تحریک چلانے کو میں مناسب نہیں سمجھتا بلکہ جو کچھ کہنا ہوتا ہے خاموشی سے جا کر کہہ دیتا ہوں۔

ولا اقول لرجل. أن کان علی امیراً، انه خیر الناس. یہ عبارت یوں ہے **لا اقول لرجل انه خیر الناس ان کان علی امیرًا.** میں کسی شخص کو محض اس بنا پر کہ وہ مجھ پر امیر بنا ہے یہ نہیں کہتا کہ تم بہترین آدمی ہو۔ **أن کان** میں **لام** سببیہ محذوف ہے **لأن کان** یعنی اس کے امیر ہونے کی وجہ سے خوشامد نہیں کرتا۔ **بعد شئی.**

سمعته من رسول الله ﷺ، اس بات کے بعد جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، وہ بات جو سنی ہے اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی اور اس کے خلاف نہ کرنے کی تاکید ہے، یعنی کوئی شخص

---

۸۱ ﴿وفی صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب عقوبة من یأمر بالمعروف ولا یفعله وینهی عن المنکر، رقم: ۵۳۰۵، ومسند احمد، مسند الأنصار، باب حدیث أسامة بن زید حب رسول الله، رقم: ۲۰۷۸۵، ۲۰۷۹۵، ۲۰۸۰۱، ۲۰۸۱۸.﴾

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے تو اس پر وعید ہے۔

درسِ عبرت

حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ یہ وعید سننے کے بعد میرے اندر اس کی تاب نہیں ہے کہ میں دوسروں کو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کہوں اور میں خود نہ کروں۔ امیر کی محض اس وجہ سے خوشامد کروں کہ وہ میرا امیر ہے البتہ جو مناسب سمجھتا ہوں بات کرتا ہوں، نصیحت کرتا ہوں۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ حدیث کیا ہے جو آپ نے سنی ہے؟ تو آپؓ نے کہا **سمعته یقول: یجاء بالرجل یوم القیامة فیلقیٰ فی النار فتندلق أقتابه فی النار.** اللہ تعالیٰ بچائے، ہم جیسے لوگوں کو یہ حدیث بہت یاد رکھنی چاہیئے کیونکہ آگے جا کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ہوتا ہے۔

تو فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائیگا اور اس کو جہنم میں ڈال دیا جائیگا، آگ میں پڑنے کے بعد اس کی انتڑیاں نکل آئیں گی، **فیدور کما یدور الحمار برحاه،** وہ اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے۔ **فیجتمع اهل النار علیه.** جہنمی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے اور کہیں گے **یا فلان ماشانک؟ ألیس کنت تامر بالمعروف وتنهی عن المنکر؟** تو وہی نہیں ہے جو ہمیں نیکی کا حکم دیتا تھا اور برائی سے روکتا تھا؟ **قال:** وہ جواب میں کہے گا **کنت آمرکم بالمعروف ولا آتیه.** اس کا انجام اب میرا ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ ہم لوگوں کو چاہیئے کہ اس حدیث کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

(۱۱) باب صفة ابلیس وجنوده

وقال مجاهد: ﴿یُقْذَفُوْنَ﴾: (الصّٰفّٰت:۸) یرمون.

یُقْذَفُوْنَ ۔ ان کو پھینک کر مارا جاتا ہے۔

﴿دُحُوْرًا﴾: (الصّٰفّٰت: ۹) مطرودین.

دُحُوْرًا یعنی دھتکارے ہوئے۔

﴿وَاصِبٌ﴾: (الصّٰفّٰت: ۹) دائم.

وَاصِبٌ کا معنی دائمی۔

وقال ابن عباس: ﴿مَدْحُوْرًا﴾: (الأعراف: ۱۸) مطرودا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مدحورا یعنی راندہ ہوا۔

ویقال: ﴿مَرِیْدًا﴾: (النساء:۱۱۷) متمردا. بتکه: قطعه.

"مَرِیْدًا" یعنی سرکش۔ "بتکه" یعنی اس کو مار ڈالا۔

﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾: (الاسراء: ۶۴) استخف.

"استفزاز" کے معنی خفیف اور ہلکا سمجھ کر (بہکا)۔

آواز سے بہکانے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُن کے دلوں میں گناہ کے وسوسے پیدا کرے۔

﴿بِخَیْلِکَ﴾: (الاسراء: ۶۴) الفرسان. والرجل الرجالة، واحدها راجل مثل صاحب وصحب وتاجر وتجر.

"بِخَیْلِکَ" یعنی اپنے سواروں کو، "رجل" کے معنی پیادہ، اس کا مفرد "راجل" ہے، جیسے "صاحب" کی جمع "صحب" اور "تاجر" کی جمع "تجر" ہے۔

﴿لَأَحْتَنِکَنَّ﴾: (الاسراء: ۶۲) لأستاصلن.

لَأَحْتَنِکَنَّ ۔ یعنی جڑ سے نکال پھینکوں گا۔

﴿قَرِیْنٌ﴾: (الصّٰفّٰت: ۵۱) شیطان.

قَرِیْنٌ ۔ کے معنی شیطان۔

۳۲۶۸ ۔ حدثنا ابراهیم بن موسی: اخبرنا عیسی عن هشام، عن أبیه، عن عائشة رضی الله عنها قالت: سحر النبی ﷺ. وقال اللیث: کتب الی هشام بن عروة أنه سمعه ووعاه عن أبیه عن عائشة قالت: سحر النبی ﷺ حتی کان یخیل الیه أنه یفعل الشیء وما یفعله حتی کان ذات یوم دعا ودعا ثم قال: "اشعرتِ أن الله أفتانی فیما فیه شفائی، أتانی رجلان فقعد أحدهما عند رأسی والآخر عند رجلی، قال أحدهما للآخر: ما وجع الرجل؟ قال: مطبوب، قال: ومن طبه؟ قال: لبید بن الأعصم قال: فیماذا؟ قال: فی مشط ومشاقة وجف طلعة ذکر، قال: فأین هو؟ قال: فی بئر ذروان"، فخرج الیها النبی ﷺ ثم رجع فقال: لعائشة حین رجع: "نخلها کانه رؤوس الشیاطین"، فقلت: استخرجته؟ فقال: "لا، أما أنا فقد شفانی الله وخشیت أن یثیر ذٰلک علی الناس شرا". ثم دفنت البئر. [راجع: ۳۱۷۵]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جادو کیا گیا، لیث نے کہا کہ مجھے ہشام نے ایک خط لکھا جس میں لکھا تھا کہ میں نے اپنے والد، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور میں نے اسے خوب یاد رکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا، جس کا یہ اثر ہوا کہ آپ کو نہ کئے کام کے متعلق یہ خیال ہوتا کہ کرلیا ہے حتی کہ آپ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ چیز مجھے بتادی، جس سے میری شفا ہو، میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پائنتی کی طرف، تو ایک نے دوسرے سے

کہا کہ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو ہوا ہے۔ پہلے نے کہا یہ جادو کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ پہلے نے کہا کہ کس چیز میں؟ دوسرے نے جواب دیا کنگھی اور روئی کے گالے میں اور کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں۔ پہلے نے کہا یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ذروان کے کنویں میں تو آپ وہاں تشریف لے گئے، پھر واپس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس کنویں کے قریب کھجور کے درخت معلوم ہوتے تھے، جیسے (بھوتوں کے سر) یا شیطان کی کھوپڑیاں، میں نے عرض کیا وہ جادو کی ہوئی چیزیں آپ ﷺ نے نکلوالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن اللہ نے مجھے شفا عطا فرمائی، اور یہ اندیشہ ہوا کہ (ان کے نکلوانے سے) لوگوں میں فساد نہ پھیل جائے، پھر وہ کنواں بند کر دیا گیا۔

حضور اکرم ﷺ پر سحر کا بیان

امام بخاریؒ نے یہ حدیث بہت سے مواقع پر نقل کی ہے، لیکن ہمارے درس میں یہ دوسری دفعہ آرہی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا۔ اور لیث کہتے ہیں کہ ہشام نے مجھے لکھا کہ **انه سمعه ووعاه عن أبيه عن عائشة قالت: سحر النبی ﷺ حتی کان یخیل الیه أنه یفعل الشیٔ وما یفعله،** یہاں تک کہ آپ ﷺ کو خیال ہو جاتا تھا کہ آپ نے فلاں کام کیا ہے حالانکہ نہیں کیا ہوتا۔ **حتی کان ذات یوم دعا ودعا،** یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک دن خوب دعا فرمائی۔ **ثم قال:** پھر فرمایا کہ **اشعرت** حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے کہا تمہیں پتہ ہے **أن الله افتانی فیما فیه شفائی،** اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے سوال کا جواب دیا ہے اس معاملہ میں جس میں میری شفاء ہے۔ یعنی یہ جو سحر کے اثرات مجھ پر ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی شفا کا راستہ مجھے بتا دیا ہے۔

أتانی رجلان، فرمایا کہ میرے پاس دو شخص آئے، حقیقت میں فرشتے تھے، بعض نے کہا ایک جبرئیل اور دوسرے میکائیل علیہما السلام تھے۔ اب یہ خواب کا واقعہ ہے یا بیداری کا، اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

فقعد احدھما عند رأسی والآخر عند رجلیّ، ایک صاحب میرے سر کے پاس بیٹھ گئے اور دوسرے پاؤں کی طرف، **فقال احدھما للآخر،** ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، **ما وجع الرجل؟** ان صاحب کو کیا تکلیف ہے؟ **قال: مطبوب،** دوسرے نے کہا: ان پر جادو کیا گیا ہے، **طب یطب طبا** کے معنی ہیں جادو کرنا۔

قال: ومن طبه؟ اس نے پوچھا کہ کس نے جادو کیا ہے؟ **قال: لبید بن الاعصم،** اس نے کہا لبید بن الاعصم نے کیا ہے، یہ ایک یہودی شخص تھا۔

قال: فیماذا؟ کس چیز میں سحر کیا ہے؟ **قال: فی مشط ومشاقة وجف طلعة ذکر،** دوسرے نے

کہا: کنگھے میں کیا ہے اور روئی کے دھاگے میں کیا ہے، اور کھجور کے گچھے کے غلاف میں کیا ہے۔ **مشـــاقة،** کاتی ہوئی روئی کو یعنی سوت کے کاتے ہوئے دھاگے کو کہتے ہیں۔ اور کھجور کا گچھہ جب نکلتا ہے تو اس کے ارد گرد ایک غلاف ہوتا ہے، اس میں کیا ہے۔

بعض روایت میں **مشاطه** ہے، جب آدمی کنگھی کرتا ہے، تو جو بال اس کنگھے کے اندر آتے ہیں ان کو مشاطہ کہتے ہیں شاید یہ مراد ہو۔

مطلب یہ ہے کہ کچھ بال اور دھاگے لے کر یہ حرکت کی گئی ہے، عام طور پر جادوگر ایسے ہی کرتے ہیں۔

قـال: فـأين هو؟ جادو کر کے کہاں دفن کیا گیا؟ **قـال: فـي بئر ذروان،** کہا ذروان کنویں میں. یہ کنواں یہودیوں کی بستی میں واقع تھا۔

فـخـرج اليها النبي ﷺ، آپ ﷺ کنویں کی طرف تشریف لے گئے، **ثم رجع،** پھر واپس تشریف لائے اور آ کر حضرت عائشہؓ سے فرمایا **نخلها كأنه رؤوس الشياطين،** وہاں جو کھجوریں اُگی ہوئی ہیں وہ ایسی ہیں جیسے اژدھوں کے سر، یعنی بڑا ہولناک منظر ہے۔

فـقـلـت: استخرجته ؟ میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے وہاں سے وہ چیزیں نکال دی ہیں جن پر جادو کیا تھا؟

فـقـال: لا، أمـا انـا فـقـد شـفـاني الله، مجھے اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمادی ہے **وخشيت أن يثير ذالک عـلـى الناس شراً،** مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ لوگوں کے اندر کوئی شر نہ پیدا کر دے، اس واسطے میں نے کہا کہ جب مجھے اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمادی تو بس میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

ثم دفنت البئر۔ پھر بعد میں وہ کنواں دفن کر دیا گیا یعنی وہ کنواں رہا ہی نہیں، ختم کر دیا گیا۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل ذکر ہیں۔

آنحضرت ﷺ پر سحر اثر کرتا ہے یا نہیں؟

ایک بات جن پر حضرات محدثین نے بحث کی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر سحر اثر کر سکتا ہے یا نہیں؟

بعض منکرین حدیث نے اس بات پر بہت شور مچایا کہ یہ تو کافر کہا کرتے تھے حضور ﷺ پر جادو کیا گیا ہے، حقیقت میں آپ ﷺ مسحور نہیں تھے، قرآن کریم میں بار بار آپ کے مسحور ہونے کی تردید کی گئی۔ اور اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا تو نبی کریم ﷺ پر جادو کیسے ممکن ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کوئی بھی جادو جو حضور ﷺ کے فرائض تبلیغ میں مانع ہو آپ پر ممکن نہیں، لیکن جس طرح آپ کو اور بیماریاں پیش آ سکتی ہیں، آپ ﷺ پر بخار آیا، جسم مبارک زخمی ہوا، دندان مبارک شہید ہوئے، جو

بیماریاں انسانوں پر آسکتی ہیں وہ انبیاء پر بھی آسکتی ہیں، ان بیماریوں کے مختلف اسباب ہوتے ہیں، اگر سبب ظاہر ہے تو وہ عام بیماری ہے اور اگر سبب پوشیدہ ہے تو وہ سحر ہے، لہٰذا اگر اس قسم کا سحر آپ ﷺ پر ہو جائے جس سے آپ ﷺ کو جسمانی تکلیف پیش آئے تو اس میں نبوت کے منافی بات نہیں ہے۔

البتہ ایسا سحر جو فرائض رسالت کی تبلیغ سے مانع ہو وہ نبی کریم ﷺ کے لئے نہیں ہوسکتا۔ یہاں اس حدیث میں جس سحر کا ذکر ہے وہ ایک عام بیماری کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔[۸۲]

آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا

دوسری بحث یہاں یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو پتہ چل گیا کہ فلاں یہودی نے یہ جادو کیا ہے اور تکلیف پہنچائی ہے تو آپ ﷺ نے اس کو پکڑا کیوں نہیں اور سزا کیوں نہیں دی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ سزا نہ دینے کی وجہ تو یہ ہوسکتی ہے کہ آپؐ نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، ہمیشہ عفو و درگذر سے کام لیا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو پکڑا اس لئے نہیں اور سزا اس لئے نہیں دی کہ اگر آپ ﷺ اسے سزا دیتے تو اگرچہ آپ کو تو بذریعہ وحی بتلا دیا گیا تھا کہ یہ کام فلاں شخص نے کیا ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے لیکن اس سے وہ لوگ جو جادو کا توڑ کرتے ہیں اور مختلف طریقوں سے بتاتے ہیں کہ فلاں نے چوری کی ہے یا فلاں نے ڈاکہ ڈالا ہے، انگوٹھے وغیرہ دیکھے جاتے ہیں تو ایسے لوگ استدلال کرتے کہ حضور ﷺ نے بھی پتہ چل جانے کے بعد سزا دی تھی اس لئے وہ بھی اس کو حجت شرعیہ سمجھنے لگتے، شاید اس خطرہ کے پیش نظر آپ ﷺ نے اس کے خلاف کارروائی نہ کی ہو۔[۸۳]

---

۸۲ وقد اعترض بعض الملحدين على حديث عائشة وقالوا: كيف يجوز السحر على رسول الله ﷺ والسحر كفر وعمل من أعمال الشياطين، فكيف يصل ضرره الى النبي ﷺ مع حياطة الله له وتسديده اياه بملائكته، وصون الوحي عن الشياطين؟ وأجيب: بأن هذا اعتراض فاسد وعناد للقرآن، لأن الله تعالىٰ قال لرسوله: ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ [الفلق: ١] الى قوله: ﴿في العقد﴾، والنفاثات: السواحر في العقد، كما ينفث الراقي في الرقية حين سحر، وليس في جواز ذلك عليه ما يدل على أن ذلك يلزمه أبدا أو يدخل عليه داخلة في شيء من ذاته أو شريعته، وانما كان له من ضرر السحر ما ينال المريض من ضرر الحمى والبرسام من ضعف الكلام وسوء التخيل، ثم زال ذلك عنه وأبطل الله كيد السحر، وقد قام الاجماع على عصمته في الرسالة، والله الموفق. عمدة القاري، ج: ١٠، ص: ٥٢٨، باب هل يعفى عن الذمي اذا سحر، رقم الحديث: ٣١٧٥.

۸۳ انما امتنع عن تعيين الساحر لئلا تقوم أنفس المسلمين فيقع بينهم وبين قبيل الساحر فتنة. عمدة القاري، ج: ١٠، ص: ٦٢٥.

انگوٹھا وغیرہ دیکھنے کا حکم

مسئلہ یہ ہے کہ چور پکڑنے کے یا مجرم پکڑنے کے جتنے ایسے طریقے ہیں مثلاً انگوٹھا وغیرہ دیکھنا یا کوئی بے میں نے تعویذ کیا ہے جس سے پتہ چلا ہے یا خواب وکشف کے ذریعہ پتہ چل جانا یا بچے کو انگوٹھے میں نظر آ جانا، یہ سب طریقے ایسے ہیں کہ ان کی بنیاد پر کسی کو مجرم نہیں ٹھہرایا جاسکتا اور نہ یہ کوئی حجت شرعیہ ہے اور نہ اس کی وجہ سے سزا دی جاسکتی ہے۔

البتہ اس سے تفتیش میں مدد لی جائے تو شاید اس کی گنجائش ہو، جیسے پاؤں کے نشانات سے پتہ چلایا جاتا ہے یہ بھی اسی درجہ کی چیز ہے، اگر اس کی بنیاد پر کسی کو تفتیش کا مرکز بنایا جائے اور اس کے گھر وغیرہ کی تلاشی لی جائے، اس سے معلومات لی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

عملیات کا حکم

عملیات میں اگر استمداد بغیر اللہ ہے تو پھر بالکل حرام ہیں اور اگر استمداد بغیر اللہ نہیں لیکن ایسے الفاظ استعمال کئے جا رہے ہیں ہوں جن کے معانی سمجھ میں نہیں آتے، یہ بھی ناجائز ہے۔ لیکن اگر معنی سمجھ میں آتے ہوں اور کوئی غلط بات بھی نہ ہو تو پھر فی نفسہ جائز ہے۔

۳۲۶۹ ــــ حدثنا اسماعيل قال: حدثني اخي، عن سليمان بن بلال، عن يحيى بن سعيد، عن سعيد بن المسيب، عن ابي هريرة رضي الله عنه: ان رسول الله ﷺ قال: يعقد الشيطان على قافية رأس احدكم ــ اذا هو نام ــ ثلاث عقد، يضرب على كل عقدة مكانها: عليك ليل طويل فارقد، فان استيقظ فذكر الله انحلت عقدة، فان توضأ انحلت عقدة، فان صلى انحلت عُقَده كلها فاصبح نشيطا طيب النفس والا اصبح خبيث النفس كسلان.

[راجع: ۱۱۴۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی گدی پر سونے میں شیطان تین گرہیں باندھ دیتا ہے اور ہر گرہ پر پھونک دیتا ہے کہ ابھی بہت رات پڑی ہے، ابھی سو جا۔ جب وہ شخص بیدار ہو کر اللہ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری بھی کھل جاتی ہے اور وہ نماز پڑھے، تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور اس کی صبح فرحت وانبساط اور شگفتہ خاطری سے نمودار ہوتی ہے اور دن بھر یہی کیفیت رہتی ہے، ورنہ کبیدہ خاطری اور کسل مندی سے دوچار رہتا ہے۔

۳۲۷۰ ــــ حدثنا عثمان بن ابي شيبة: حدثنا جرير، عن منصور، عن ابي وائل، عن عبد

الله رضی الله عنه قال: ذکر عند النبی ﷺ رجل نام لیلة حتی اصبح، قال: ذاک رجل بال الشیطان فی اذنیه۔ أو قال۔: فی اذنه. [راجع: ۱۱۴۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک ایسے آدمی کا ذکر ہوا جو صبح تک تمام رات سوتا رہا، آپ نے فرمایا کہ آدمی کے کانوں میں یا فرمایا کان میں شیطان نے پیشاب کردیا ہے۔

۳۲۷۱۔ حدثنا موسی بن اسماعیل: حدثنا همام، عن منصور، عن سالم بن ابی الجعد، عن کریب، عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال: اما ان احدکم اذا اتی اهله، وقال: بسم الله اللهم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا، فرزقا ولدا لم یضره الشیطان. [راجع: ۱۴۱]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دیکھو! جب کوئی تم میں سے اپنی گھر والی کے پاس (جماع کے لئے) جائے اور یہ پڑھ لے:

بسم الله اللّٰهم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! ہم کو شیطان (کے اثر) سے بچا اور جو (اولاد) ہمیں عطا فرمائے، اسے بھی شیطان سے بچا۔ پھر ان کے جو بچہ پیدا ہوگا تو شیطان اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔''

۳۲۷۲۔ حدثنا محمد: اخبرنا عبدة، عن هشام بن عروة، عن ابیه، عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: اذا طلع حاجب الشمس فدعوا الصلاة حتی تبرز، واذا غاب حاجب الشمس فدعوا الصلاة حتی تغیب.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو! جب آفتاب کا کنارہ طلوع ہو تو نماز ترک کردو، یہاں تک کہ وہ پورا طلوع ہوجائے اور جب آفتاب کا کنارہ غروب ہو تو نماز ترک کردو یہاں تک کہ پورا غروب ہوجائے۔

۳۲۷۳۔ ولا تحیّنُوا بصلاتکم طلوع الشمس ولا غروبها. فانها تطلع بین قرنی شیطان، أو الشیطان، لا أدری ای ذٰلک قال هشام.

ترجمہ: تم اپنی نماز آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت نہ پڑھا کرو، کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

۳۲۷۴۔ حدثنا ابو معمر: حدثنا عبد الوارث: حدثنا یونس، عن حمید بن هلال، عن ابی صالح عن سعید الخدری رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: اذا مر بین یدی احدکم شیء، وهو یصلی فلیمنعه، فان ابی فلیمنعه فان ابی فلیقاتله، فانما هو شیطان. [راجع: ۵۰۹]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے سامنے سے نماز پڑھتے میں کوئی گزرے تو وہ اسے روک دے، اگر نہ مانے تو پھر روکے، اور اگر پھر بھی نہ مانے تو اس سے لڑے، کیونکہ وہ (گزرنے والا) شیطان ہے۔[۸۴]

۳۲۷۵ ۔ وقال عثمان بن الهيثم: حدثنا عوف، عن محمد بن سيرين، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: وكلنى رسول الله ﷺ بحفظ زكاة رمضان، فاتانى آت فجعل يحثو من الطعام فاخذته فقلت: لأرفعنك الى رسول الله ﷺ فذكر الحديث فقال: اذا اويت الى فراشك فاقرأ اية الكرسى، لن يزال من الله حافظ ولا يقربك شيطان حتى تصبح. فقال النبى ﷺ: صدقك وهو كذوب، ذاك شيطان. [راجع: ۲۳۱۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے صدقۂ فطر کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا، ایک آنے والا میرے پاس آیا اور دونوں ہاتھ بھر کے غلہ لینے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا، پھر انہوں نے پوری حدیث بیان کی (اس میں یہ بھی تھا) پھر اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے جاؤ اور آیۃ الکرسی پڑھ لو تو اللہ تعالیٰ برابر تمہاری حفاظت فرماتا رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس بھی نہ پھٹکے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ہے تو جھوٹا مگر اس نے یہ بات سچ کہی، اور وہ شیطان تھا۔[۸۵]

۳۲۷۶ ۔ حدثنا يحيى بن بكير: حدثنا الليث، عن عُقيل، عن ابن شهاب قال: اخبرنى عروة بن الزبير: قال ابو هريرة رضى الله عنه: قال رسول الله ﷺ يأتى الشيطان احدكم فيقول: من خلق كذا؟ من خلق كذا؟ حتى يقول: من خلق ربك؟ فاذا بلغه فاستعذ بالله ولْيَنْتَه.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اور فلاں کو کس نے؟ حتی کہ یہ کہتا ہے (بتاؤ) تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہاں تک معاملہ پہنچ جائے تو اللہ سے پناہ مانگنا اور خاموش ہو جانا چاہیے۔

۳۲۷۷ ۔ حدثنا يحيى بن بكير: حدثنا الليث، عن عُقيل، عن ابن شهاب قال: حدثنى ابن ابى انس مولى التيميين: ان اباه حدثه: انه سمع ابا هريرة رضى الله عنه يقول: قال رسول الله ﷺ: اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة، وغلقت ابواب جهنم، وسلسلت الشياطين. [راجع: ۱۸۹۸]

---

۸۴ تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۳، ص:۲۵۸، رقم الحدیث:۵۰۹۔

۸۵ من أراد التفصيل فليراجع انعام البارى، جلد:٦، ص:۵۳۸، رقم الحديث: ۲۳۱۱.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوجاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

۳۲۷۸ــــ حدثنا الحمیدی: حدثنا سفیان: حدثنا عمرو قال: اخبرنی سعید بن جبیر قال: قلت لابن عباس فقال: حدثنا ابی بن کعب: انه سمع رسول اللهﷺ یقول: ان موسی قال لفتاه: آتنا غداء نا، قال: أرء یت اذ اوینا الی الصخرة فانی نسیت الحوت وما انسانیه الا الشیطان ان اذکره، ولم یجد موسی النصب حتی جاوز المکان الذی امر الله به. [راجع: ۷۴]

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا: ہمارا کھانا لاؤ تو خادم نے عرض کیا: آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جب ہم چٹان کے پاس پہنچے تھے، تو میں مچھلی بھول گیا اور مجھے اس کی یاد شیطان ہی نے بھلائی ہے، اور حضرت موسیٰ کو اس سفر میں تکان محسوس نہ ہوئی، یہاں تک کہ آپ اللہ کی مقرر کی ہوئی جگہ سے آگے بڑھ گئے۔

۳۲۷۹ــــ حدثنا عبد الله بن مسلمة، عن مالک، عن عبد الله بن دینار، عن عبد الله ابن عمر رضی الله عنهما قال: رأیت رسول اللهﷺ یشیر الی المشرق فقال: "ها ان الفتنة ها هنا، ان الفتنة ها هنا من حیث یطلع قرن الشیطان". [راجع: ۳۱۰۴]

یہاں امام بخاریؒ ہر وہ حدیث لارہے ہیں جس میں کسی طرح بھی شیطان کا ذکر ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ شیطان کے سینگ یہاں سے طلوع ہوتے ہیں، مشرق میں شرق کے وقت سینگ لگا کر کھڑا ہوجاتا ہے تاکہ بعد الشمس وہ ان کی عبادت میں شامل ہوجائے۔

اب یہ کہ سورج ہر وقت کہیں نہ کہیں ضرور طلوع ہو رہا ہوتا ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ شیطان ہر وقت کہیں کہیں اپنے سینگ لگائے کھڑا ہوتا ہے؟

تو اس کی حقیقت اور کنہ کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ سینگ لگانے کا کیا مطلب اور اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ [۸۶]

۳۲۸۰ــــ حدثنا یحی بن جعفر: حدثنا بن عبد الله الأنصاری: حدثنی ابن جریج قال: اخبرنی عطاء، عن جابر رضی الله عنه النبیﷺ قال: "اذا استجنح أو کان جنح اللیل فکفوا صبیانکم فان الشیاطین تنتشر حینئذ، فاذا ذهب ساعة من العشاء فخلوهم، واغلق بابک

۸۶ نسب الطلوع الی قرن الشیطان مع أن الطلوع للشمس لکونه مقارناً لطلوع الشمس، والغرض أن منشأ الفتن هو جهة المشرق، وقد کان کما أخبرﷺ، عمدة القاری، ج: ۱۰، ص: ۶۲۹.

واذکر اسم الله، واطفیء مصباحک واذکر اسم الله واوک سقائک واذکر اسم الله، وخمر اناءک واذکر اسم الله. ولو تعرض علیه شیئا" [انظر: ۳۳۰۴، ۵۶۲۳، ۵۶۲۴، ۶۲۹۶] ۸۷

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کو تاریکی چھانے لگے تو اپنے بچوں کو (گھروں سے) باہر نہ جانے دو، کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ گل کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنے پانی کا برتن بند کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن ڈھانک دو اور اگر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ملے تو عرضاً کوئی چیز اس پر رکھ دو۔

رات کو شیاطین سے حفاظت کی تدابیر

اپنے پانی کے برتن رسی باندھ کر بند کردو اور اپنے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو اور اللہ کا ذکر کرو، اگر ایسا نہ کرسکو تو کوئی نہ کوئی لکڑی وغیرہ برتن کے اوپر رکھ دو۔

آگے آیا ہے اور پیچھے بھی گزرا ہے کہ غروب کے بعد شیاطین پھرتے ہیں، شیاطین سے شیاطین جن بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ ان کے حملے دن کی بنسبت رات میں زیادہ ہوتے ہیں اور اس سے شیاطین انس بھی مراد ہو سکتے۔

۳۲۸۱ — حدثنا محمود بن غیلان: حدثنا عبد الرزاق: اخبرنا معمر، عن الزهری عن علی بن حسین، عن صفیة بنت حُیی قالت: کان رسول الله ﷺ معتکفا فاتیته ازوره لیلا فحدثته ثم قمت فانقلبت فقام معی لیقلبنی وکان مسکنها فی دار اسامة بن زید، فمر رجلان من الانصار فلما رأیا النبی ﷺ اسرعا فقال النبی ﷺ: علی رسلکما، انها صفیة بنت حیی. فقالا: سبحان الله یا رسول الله، قال: ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم، وانی خشیت ان

۸۷ وفی صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب الأمر بتغطیة الاناء وایکاء السقاء واغلاق الأبواب، رقم: ۳۷۵۵، ۳۷۵۶، وسنن الترمذی، کتاب الأطعمة عن رسول الله، باب ما جاء فی تخمیر الاناء واطفاء السراج والنار عند المنام، رقم: ۱۷۳۳، وکتاب الادب عن رسول الله، باب ما جاء فی الفصاحة والبیان، رقم: ۲۷۸۳، وسنن ابی داؤد، کتاب الأشربة، باب فی ایکاء الآنیة، رقم: ۳۲۴۳، ۳۲۴۴، ۳۲۴۵، وسنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب اطفاء النار عند المبیت، رقم: ۳۷۶۱، ومسند أحمد، کتاب باقی مسند المکثرین، باب مسند جابر بن عبدالله، رقم: ۱۳۶۲۳، ۱۳۷۱۱، ۱۳۷۶۵، ۱۳۸۲۲، ۱۳۸۴۸، ۱۳۹۱۲، ۱۴۳۰۱، ۱۴۳۷۰، ۱۴۴۸۳، ۱۴۶۰۵، ۱۴۶۳۴، ۱۴۷۱۹، وموطا مالک، کتاب الجامع، باب جامع ما جاء فی الطعام والشراب، رقم: ۱۴۵۳.

يقذف في قلوبكما سوءا - أو قال -: شيئا. [راجع: ۲۰۳۵]

۳۲۸۲ - حدثنا عبدان، عن أبي حمزة، عن الاعمش، عن عدی بن ثابت، عن سليمان بن صرد قال: كنت جالسا مع النبی ﷺ ورجلان يستبان، فأحدهما احمر وجهه وانتفخت أوداجه. فقال: النبی ﷺ: "انی لأعلم كلمة لو قالها ذهب عنه ما يجد، لو قال: أعوذ بالله من الشيطان ذهب عنه ما يجد"، فقالوا له: ان النبی ﷺ قال: تعوذ بالله من الشيطان، فقال: وهل بی جنون؟. [انظر: ۶۰۴۸، ۶۱۱۵] ۸۸

ترجمہ: حضرت سلیمان بن صرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اور دو آدمی باہم گالم گلوچ کر رہے تھے، ان میں سے ایک کا منہ (مارے غصہ کے) لال ہوگیا اور رگیں پھول گئیں، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اس بات کو کہہ دے تو اس کا غصہ جاتا رہے، اگر یہ **أعوذ بالله من الشيطان** کہہ دے تو اس کا غصہ جاتا رہے، اگر یہ **أعوذ بالله من الشيطان** کہہ دے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے، لوگوں نے اس سے کہا کہ آنحضرت ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ پڑھ لے **أعوذ بالله من الشيطان** پڑھ لے تو اس نے جواب دیا کیا مجھے جنون ہوگیا ہے (کہ شیطان سے پناہ مانگوں)۔

ورجلان يستبان ــــ دو آدمی لڑ رہے تھے اور آپس میں گالم گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہوگیا اور رگیں پھول گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ کہہ دے تو اس سے یہ کیفیت دور ہو جائے، جو یہ پا رہا ہے یعنی غصہ کی کیفیت دور ہو جائے۔ **لو قال: اعوذ با لله من الشيطان ذهب عنه ما يجد.** ۸۹

وهل بی جنون ــ ہوسکتا ہے کہ یہ کوئی منافق ہو، اس لئے کہ صحابیؓ نبی کریم ﷺ کی تعلیم پر اس قسم کا ردعمل ظاہر نہیں کرتے، یا ہوسکتا ہے کہ کوئی اعرابی ہو اس لئے کہ اعرابی ذرا زیادہ بے تکلف ہو جاتے تھے۔

۳۲۸۳ - حدثنا آدم: حدثنا شعبة: حدثنا منصور، عن سالم بن ابی الجعد، عن كريب، عن ابن عباس قال: قال النبی ﷺ: لو ان احدكم اذا اهله قال: اللهم جنبنی الشيطان، وجنب الشيطان ما رزقتنی، فان كان بينهما ولد لم يضره الشيطان ولم يسلط عليه. قال: وحدثنا

---

۸۸ وفی صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأداب، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب وبأی شیء يذهب، رقم: ۴۷۲۵، ۴۷۲۶، وسنن أبی داؤد، كتاب الأدب، باب ما يقال عند الغضب، رقم: ۴۱۵۰، ومسند احمد، كتاب من مسند القبائل، باب حديث ابن صرد، رقم: ۲۵۹۴۸.

۸۹ والاستعاذة من الشيطان تذهب الغضب، وهو أقوى السلاح على دفع كيده، عمدة القارى، ج: ۱۰، ص: ۶۳۲.

الأعمش، عن سالم، عن كريب عن ابن عباس مثله. [راجع: ۱۴۱]

ولم يسلط عليه — اگران کے بچہ پیدا ہو، تو شیطان نہ اسے ضرر پہنچا سکے گا اور نہ اس پر قابو پا سکے گا۔

۳۲۸۴ — حدثنا محمود: حدثنا شبابة: عن محمد بن زياد، عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ انه صلى صلاة فقال: ان الشيطان عرض لي فشد على يقطع الصلاة علي فامكنني الله منه، فذكره. [راجع: ۴۶۱]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ نماز پڑھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آیا اور نماز توڑ ڈالنے کی پوری کوشش کی (مگر) اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا۔

۳۲۸۵ — حدثنا محمد بن يوسف: حدثنا الاوزاعی، عن يحيى بن ابی كثير، عن ابی سلمة، عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: اذا نودی بالصلاة ادبر الشيطان وله ضراط، فاذا قضى أقبل، فاذا ثوب بها ادبر، فاذا قضى أقبل حتى يخطر بين الانسان وقلبه فيقول: أذكر كذا وكذا، حتى لا يدر اثلاثا صلى ام اربعا. فاذا لم يدر ثلاثا صلى او اربعا. سجد سجدتی السهو. [راجع: ۶۰۸]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے، جب اذان ختم ہو جائے تو سامنے آجاتا ہے، پھر جب اقامت ہوتی تو بھاگتا ہے، اور جب پوری ہو جائے تو سامنے آجاتا ہے، اور انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، اور فلاں کام یاد کر، حتی کہ اس شخص کو یہ یاد نہیں رہتا کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار، تو جب کسی کو یاد نہ رہے کہ تین رکعتیں پڑھیں ہیں، یا چار تو (فقہ کی تفصیل کے مطابق) سہو کے دو سجدے کرے۔

۳۲۸۶ — حدثنا ابو اليمان: اخبرنا شعيب، عن ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: كل بنی آدم يطعن الشيطان فی جنبيه باصبعه حين يولد، غير عيسى بن مريم ذهب يطعن، فطعن فی الحجاب. [انظر: ۳۴۳۱، ۴۵۴۸] ۹۰

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کے پیدا ہوتے وقت شیطان اس کے پہلو میں ٹھوکر مارتا ہے، سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ ٹھوکر مارنے گیا تھا (مگر اس کا ہاتھ ان کے جسم تک نہ پہنچ سکا) تو اس نے اُوپر کی جھلی ہی میں ٹھوکر مار دیا۔

---

۹۰ وفی صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضائل عيسى، رقم: ۴۳۶۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۵، ومسند احمد، باقی مسند المكثرين، باب مسند أبی هريرة، رقم: ۶۸۸۵، ۷۳۸۳، ۷۵۷۴، ۷۹۰۶، ۸۴۵۹، ۱۰۳۵۵.

۳۲۸۷ ـــ حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا اسرائیل، عن المغیرة، عن ابراهیم، عن علقمة قال: قدمت الشام، فقلت: من ههنا، قالوا: ابو الدرداء قال: أفیکم الذی أجاره اللہ من الشیطان علی لسان نبیہ ﷺ؟ حدثنا سلیمان بن حرب: حدثنا شعبة، عن مغیرة، وقال: الذی أجاره اللہ علی لسان نبیہ ﷺ، یعنی عمارا. [انظر: ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۶۱، ۴۹۴۳، ۴۹۴۴، ۶۲۷۸] [۱۹]

ترجمہ: علقمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ملک شام میں گیا تو میں نے لوگوں سے پوچھا یہاں کوئی (صحابی) ہیں؟ انہوں نے کہا ابوالدرداء ہیں۔ اس نے کہا کیا تم میں وہ شخص بھی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔

وقال: الذی أجاره اللہ علی لسان نبیہ ﷺ، یعنی عمارا ـــ کیا تم میں وہ شخص موجود ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شیطان سے پناہ دی۔

حضرت عمار بن یاسرؓ جب پیدا ہوئے تو شیطان ان پر حملہ آور نہیں ہو سکا، اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ خصوصیت عطا فرمائی تھی۔

۳۲۸۸ ـــ قال: وقال اللیث: حدثنی خالد بن یزید، عن سعید بن ابی هلال: أن اباالاسود اخبره عن عروة، عن عائشة رضی اللہ عنها عن النبی ﷺ قال: الملائکة تتحدث فی العنان، والعنان الغمام، بالامر یکون فی الارض فتسمع الشیاطین الکلمة فتقرها فی اذن الکاهن کما تقر القارورة فیزیدون معها مائة کذبة. [راجع: ۳۲۱۰]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے بادل میں آکر ان کاموں کا تذکرہ کرتے ہیں جو دنیا میں ہوں گے، تو شیاطین ان میں سے کوئی ایک آدھ بات سن کر بھاگتے ہیں اور اسے کاہنوں کے کان میں اس طرح ڈال دیتے ہیں جیسے شیشی میں (پانی وغیرہ) ڈالا جاتا ہے، تو وہ کاہن اس میں سو جھوٹ کا اضافہ (کرکے بیان) کرتے ہیں۔

۳۲۸۹ ـــ حدثنا عاصم بن علی: حدثنا ابن ابی ذئب، عن سعید المقبری، عن ابیه، عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال: التثاؤب من الشیطان، فاذا تثاءب احدکم فلیرده ما استطاع، فان احدکم اذا قال: ها، ضحک الشیطان. [انظر: ۶۲۲۳، ۶۲۲۶]

---

[۱۹] وفی صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب ما یتعلق بالقراء ات، رقم: ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، وسنن الترمذی، کتاب القراء ات عن رسول اللہ، باب ومن سورة اللیل، رقم: ۲۸۶۳، ومسند احمد، کتاب من مسند القبائل، باب بقیة حدیث أبی الدرداء، رقم: ۲۳۴۳۱، ۲۶۲۵۹، ۲۶۲۶۲، ۲۶۲۶۹، ۲۶۲۷۴.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے، لہٰذا اب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو حتی الامکان اس کو روکے، کیونکہ جب جمائی لیتے وقت "ہا" کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

۳۲۹۰ ــ حدثنا زکریا بن یحیی: حدثنا ابو اسامة قال: هشام اخبرنا عن ابیه، عن عائشة رضی الله عنها قالت: لما کان یوم احد هزم المشرکون فصاح ابلیس: ای عباد الله، اخراکم. فرجعت اولاهم فاجتلدت هی واخراهم فنظر حذیفة فاذا هو بابیه الیمان فقال: ای عباد الله، ابی ابی، فوالله ما احتجزوا حتی قتلوه. فقال حذیفة: غفر الله لکم، قال عروة: فما زالت فی حذیفة منه بقیة خیر حتی لحق بالله. [انظر: ۳۸۲۴، ۴۰۶۵، ۶۶۶۸، ۶۸۸۳، ۶۸۹۰]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اُحد کے دن جب مشرکین کو شکست ہوئی، تو ابلیس نے چلا کر کہا اے مسلمانو! اپنے پیچھے والوں کو مارو (کہ کافر ہیں حالانکہ پیچھے بھی مسلمان تھے) لہٰذا آگے والے پیچھے کی طرف لوٹ پڑے اور باہم لڑنے لگے۔ حذیفہ نے اپنے والد یمان کو دیکھا (کہ مسلمان ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ مسلمان تھے) تو کہنے لگے کہ اے مسلمانو! میرے والد میرے والد مگر خدا کی قسم وہ نہ رُکے حتی کہ ان کے باپ کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ عروہ کہتے ہیں کہ حذیفہ کو برابر اس بات کا رنج رہا حتی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

۳۲۹۱ ــ حدثنا الحسن بن الربیع: حدثنا ابو الاحوص، عن اشعث، عن ابیه، عن مسروق قال: قالت عائشة رضی الله عنها: سألت النبی ﷺ عن التفات الرجل فی الصلاة، فقال: هو اختلاس یختلسه الشیطان من صلاة احدکم. [راجع: ۷۵۱]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دست برد ہے، جو شیطان تم میں سے کسی کو نماز میں کرتا ہے۔

۳۲۹۲ ــ حدثنا ابو المغیرة: حدثنا الاوزاعی قال: حدثنی یحیی عن عبد الله بن ابی قتادة، عن ابیه عن النبی ﷺ. ح

وحدثنی سلیمان بن عبد الرحمن: حدثنا الولید: حدثنا الاوزاعی قال: حدثنی یحیی بن ابی کثیر: قال: حدثنی عبد الله بن ابی قتادة، عن ابیه قال: قال النبی ﷺ: الرؤیا الصالحة من الله والحلم من الشیطان، فاذا حلم احدکم حلما یخافه فلیبصق عن یساره ولیتعوذ بالله من شرها

فانها لا تضره. [انظر: ۵۷۴۷، ۶۹۸۴، ۶۹۹۵، ۶۹۹۶، ۷۰۰۵، ۷۰۴۴] ۹۲

ترجمہ: عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جو تم میں سے کوئی ایسا بُرا خواب دیکھے جو ڈراؤنا ہو تو وہ اپنی بائیں جانب تھتکارے اور اللہ کے ذریعے اس کے شر سے پناہ مانگے، تو وہ خواب اسے کچھ بھی ضرر نہ پہنچائے گا۔

۳۲۹۳ ـــ حدثنا عبد الله بن يوسف: اخبرنا مالك، عن سمي مولى أبي بكر، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله عنها: ان رسول الله ﷺ قال: من قال لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، في يوم مائة مرة كان له عدل عشر رقاب، وكتبت له مائة حسنة، ومحيت عنه مائة سيئة، وكانت له حرزا من الشيطان يومه ذلك حتى يمسي، ولم يات أحد بأفضل مما جاء به الا أحد عمل أكثر من ذلك. [انظر: ۶۴۰۳] ۹۳

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جس نے روزانہ سو مرتبہ یہ دعا پڑھی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی حکومت ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

---

۹۲ وفي صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، رقم: ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، وسنن الترمذي، كتاب الرؤيا عن رسول الله، باب اذا رأى في المنام ما يكره ما يصنع، رقم: ۲۲۰۳، وسنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب ما جاء في الرؤيا، رقم: ۴۳۶۷، وسنن ابن ماجة، كتاب تعبير الرؤيا، باب من رأى رؤيا يكرهها، رقم: ۳۸۹۹، ومسند أحمد، باقي مسند الأنصار، باب حديث أبي قتادة الأنصاري، رقم: ۲۱۴۸۷، ۲۱۵۲۱، ۲۱۵۳۷، ۲۱۵۴۷، ۲۱۵۵۲، ۲۱۵۸۵، ۲۱۵۹۲، ومؤطا مالك، كتاب الجامع، باب ما جاء في الرؤيا، رقم: ۱۵۰۷، وسنن الدارمي، كتاب الرؤيا، باب فيمن يرى رؤيا يكرهه، رقم: ۲۰۴۸، ۲۰۴۹.

۹۳ وفي صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم: ۴۸۵۷، وسنن الترمذي، كتاب الدعوات عن رسول الله، باب ما جاء في فضل التسبيح والتكبير والتهليل والتحميد، رقم: ۳۳۹۰، وسنن ابن ماجة، كتاب الأدب، باب فضل لا اله الا الله، رقم: ۳۷۸۸، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۶۶۶، ۸۳۶۲، ۸۴۷۹، ۸۵۱۸، ۱۰۲۶۶، ومؤطا مالك، كتاب النداء للصلاة، باب ما جاء في ذكر الله تبارك وتعالى، رقم: ۴۳۷.

تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، سونیکیاں اس کے لئے لکھ لی جائیں گی، اور سو برائیاں مٹادی جائیں گی، اور وہ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اور کوئی شخص اس سے بہتر ثواب حاصل نہیں کر سکے گا، ہاں وہ شخص کر سکے گا جس نے اس دعا کو اس سے زیادہ پڑھا ہو۔

۳۲۹۴ ـ حدثنا علی بن عبد الله: حدثنا یعقوب بن ابراهیم قال: حدثنا أبی، عن صالح، عن شهاب قال: أخبرنی عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زید: أن محمد ابن سعد بن أبی وقاص أخبره: أن أباه سعد بن أبی وقاص قال: استأذن عمر علی رسول الله ﷺ وعنده نساء من قریش یکلمنه ویستکثرنه عالیة أصواتهن، فلما استأذن عمر قمن یبتدرن الحجاب فأذن له رسول الله ﷺ ورسول الله ﷺ یضحک فقال عمر: أضحک الله سنک یا رسول الله، قال: "عجبت من هؤلاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب"، قال عمر: فأنت یا رسول الله کنت أحق أن یهبن، ثم قال: أی عدوات أنفسهن، أتهبننی ولا تهبن رسول الله ﷺ؟ قلن: نعم، أنت أفظ وأغلظ من رسول الله ﷺ. قال: رسول الله ﷺ: "والذی نفسی بیده ما لقیک الشیطان قط سالکا فجّا الا سلک فجّا غیر فجّک". [انظر: ۳۶۸۳، ۶۰۸۵] ۹۳

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی اور حضور ﷺ کے پاس قریش کی کچھ خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، بظاہر اس سے ازواج مطہراتؓ مراد ہیں۔ **یکلمنه ویستکثرنه،** وہ آپ ﷺ سے باتیں کررہی تھیں اور نفقہ زیادہ کرنے کا مطالبہ کررہی تھیں۔ **عالیة اصواتهن،** ان کی آوازیں بھی بلند ہورہی تھیں۔

جب حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی تو **قمن یبتدرن الحجاب،** جلدی سے پردے کی طرف دوڑیں، اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ازواج مطہرات نہیں تھیں، بلکہ دوسری عورتیں تھیں، اور یہ واقعہ نزولِ حجاب کے پہلے کا ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ وہ چھپنے لگیں۔ **فأذن له رسول الله ﷺ یضحک، فقال عمر: أضحک الله سنک یا رسول الله،** حضرت عمرؓ نے وجہ پوچھی کہ آپ ﷺ کیوں ہنس رہے ہیں؟ **قال: عجبت من هؤلاء اللائی کن عندی،** مجھے ان عورتوں پر تعجب ہو رہا ہے **فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب،** مجھ سے بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہی تھیں لیکن جب تمہاری آواز سنی تو دوڑ کر چلی گئیں۔

قال عمرؓ: فأنت یا رسول الله کنت أحق أن یهبن، ان کو آپ ﷺ سے زیادہ ڈرنا چاہیئے تھا، مجھ

---

۹۳ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر، رقم: ۴۴۱۰، ومسند أحمد، کتاب مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب مسند أبی اسحاق سعد بن أبی وقاص، رقم: ۱۳۹۲، ۱۴۹۶، ۱۵۳۸.

سے زیادہ کیوں ڈرتی ہیں، **ثم قال: أی عدوّات انفسهن اتھبننی ولا تھبن رسول اللہ ﷺ،** عورتوں سے خطاب کر کے کہا کہ اے اپنی جانوں کی دشمنوں! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی؟ **قلن: نعم، أنت أفظ وأغلظ من رسول اللہ ﷺ،** ان سب نے کہا تم زیادہ سخت ہو، **قال رسول اللہ ﷺ: والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان قط سالکاً فجاً الا سلک فجاً غیر فجک.** قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس راستہ سے تم چلتے ہو، شیطان اس راستہ سے نہیں چلتا، کوئی دوسرا راستہ لے کر چلتا ہے. گویا نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی سختی کی تقریر و تائید فرمائی، کیونکہ وہ سختی دین کی خاطر تھی۔

شیطان کے حضرت عمرؓ سے ڈرنے کی وجہ

رہی یہ بات کہ شیطان ان کو دیکھ کر دوسرا راستہ پکڑ لیتا ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ سے کسی نے یہ بات پوچھی کہ حضرت حضور اقدس ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں بھی یہ بات وارد نہیں ہوئی کہ شیطان اس راستہ کو چھوڑ دیتا ہے، بلکہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے قریب آ گیا تھا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور پھر چھوڑ دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں ایسی کوئی بات وارد نہیں ہوئی۔ حالانکہ حضور اقدس ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ ان سے افضل ہیں، تو شیطان کو ان حضرات سے زیادہ ڈرنا چاہیئے تھا، حضرت عمرؓ سے اتنا کیوں ڈرتا ہے؟

حضرت شیخ الہندؒ نے پہلے تو فرمایا کہ یہ اس بے وقوف سے پوچھو کہ حضور ﷺ سے کیوں نہیں ڈرتا اور حضرت عمرؓ سے کیوں ڈرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ اس کا تعلق افضلیت سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق مزاج اور طبیعت سے ہے، بعض انسانوں کی طبیعت اللہ تعالیٰ ایسی بناتے ہیں کہ لوگ ان سے زیادہ ڈرتے ہیں چاہے ان سے افضل شخص موجود ہو۔

خود ازواج مطہراتؓ حضرت عمرؓ سے زیادہ ڈرتی ہیں حالانکہ ان کا حضور ﷺ سے اعتقاد زیادہ ہے بنسبت حضرت عمرؓ کے۔

تو اس کا تعلق مزاج اور طبیعت سے ہے، افضلیت سے نہیں۔

سوال: ازواج مطہراتؓ کا حضرت عمرؓ کے آنے پر اٹھ جانا خوف کی وجہ سے تھا یا پردہ کی وجہ سے۔

جواب: ایک تو ہوتا ہے کہ پردہ کے اہتمام کی خاطر جانا لیکن ان کے جانے کا انداز بتا رہا تھا، کہ صرف اتنی بات نہیں ہے کہ پردہ کرنا چاہتی ہیں بلکہ ان کو یہ خیال ہو رہا تھا کہ ہم جو بات نبی کریم ﷺ سے کر رہی تھیں کہیں وہ حضرت عمرؓ کو نہ پتہ چل جائے۔ ان کے اٹھنے کا انداز گویا اس پر دلالت کر رہا تھا۔

۳۲۹۵ ـ حدثنا ابراهیم بن حمزة قال: حدثنی ابن أبی حازم، عن یزید عن محمد بن ابراهیم عن عیسی بن طلحة، عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: "اذا استیقظ أراه أحدکم من منامه فتوضأ فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومه". [۹۴، ۹۵]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب کوئی نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر جھاڑنا چاہیے، کیونکہ شیطان رات اس کی ناک میں بانسہ میں گزارتا ہے۔

فانّ الشیطان یبیت علی خیشومه ۔ یہ جو آیا ہے کہ شیطان انسان کی ناک کے خیشوم پر رات گزارتا ہے، اس کی حقیقت بھی مراد ہو سکتی ہے اور بعض احادیث کے اندر شیطان کا لفظ نقصان دہ چیز کیلئے بولا گیا ہے تو مطلب یہ ہے کہ مختلف قسم کی مضر اشیاء کا ناک میں گھسنے کا احتمال ہے، اسی لئے **استنثار** کا حکم دیا گیا۔

(۱۲) باب ذکر الجن وثوابهم وعقابهم

جنات اور ان کے ثواب وعقاب کا بیان

لقوله: ﴿یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ أَلَمْ یَأْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنکُمْ یَقُصُّونَ عَلَیْکُمْ آیَاتِی﴾ الآیة، بخسا: نقصا.

ترجمہ: "اے جن وانس کے گروہ! کیا میرے پیغمبر تمہارے پاس میری آیتیں بیان کرتے ہوئے اور اس (قیامت کے) دن کی پیشی سے ڈراتے ہوئے نہیں آئے"۔

بَخْسًا: نقصا ۔ **بخساً** کے معنی نقصان کے ہے۔

وقال مجاهد: ﴿وَجَعَلُوا بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ قال کفار قریش: الملائکة بنات الله وأمهاتهم سروات الجن.

قال الله: ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ﴾ [الصافات: ۱۵۸] سیحضرون للحساب.

﴿جُندٌ مُّحْضَرُونَ﴾ [یس: ۷۵] عند الحساب.

---

۹۴ لا یوجد للحدیث مکررات.

۹۵ وفی صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الایتار فی الاستنثار والاستجمار، رقم: ۳۵۱، وسنن النسائی، کتاب الطهارة، باب الأمر بالاستنثار عند الاستیقاظ من النوم، رقم: ۸۹، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق، رقم: ۸۲۶۸.

ترجمہ: مجاہد نے فرمایا کہ آیت کریمہ: "اوران کافروں نے خدااور جنوں کے درمیان رشتہ قائم کیا ہے"، کی تشریح یہ ہے کہ کفار قریش یوں کہا کرتے تھے، کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور جنوں کے سرداروں کی بیٹیاں ان فرشتوں کی ماں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے (اس کی تردید میں) فرمایا: "بے شک جنات جانتے ہیں کہ وہ حساب کے لئے حاضر کئے جائیں گے"۔

۳۲۹۶ - حدثنا قتيبة، عن مالك، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابى صعصعة الانصارى، عن أبيه أنه أخبره: أن أبا سعيد الخدرى رضى الله عنه قال له: إنى أراك تحب الغنم والبادية فإذا كنت فى غنمك وباديتك فاذنت بالصلاة فارفع صوتك بالنداء، فإنه لا يسمع مدى صوت المؤذن جن ولا إنس ولا شيء إلا شهد له يوم القيمة.

قال أبو سعيد: سمعه من رسول الله ﷺ. [راجع: ۶۰۹]

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو، جب تم اپنی بکریوں کے ساتھ جنگل میں ہوا کرو، پھر نماز کی اذان دو، تو اپنی آواز کواذان میں بلند کرلیا کرو، کیونکہ مؤذن کی آواز جو جن وانس یا اور کوئی چیز سنے، وہ قیامت کے روز اس کے واسطے گواہی دے گی۔

(۱۳) باب قوله عز وجل:

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ﴾ الى قوله: ﴿أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

[الاحقاف: ۲۹، ۳۲]

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے آپ ﷺ کی طرف جنات کی ایک جماعت کا رُخ پھیر دیا، جو قرآن پاک سنتے تھے، جب وہ قرآن کی تلاوت میں پہنچے تو کہنے لگے کہ خاموش رہو، جب تلاوت ختم ہوئی تو وہ اپنی قوم کے پاس ڈرانے کے واسطے واپس لوٹے۔

فائدہ: حضور سرورِ دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے علاوہ جنات کے لئے بھی پیغمبر بنایا تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ جس کا اس آیت میں تذکرہ ہے، اُس وقت پیش آیا جب آنحضرت ﷺ طائف والوں کو تبلیغ فرمانے اور اُن سے دُکھ اُٹھانے کے بعد مکہ مکرمہ واپس تشریف لے جارہے تھے۔ راستے میں ایک مقام کا نام نخلہ ہے، وہاں آپ نے قیام فرمایا، اور فجر کی نماز میں قرآنِ کریم کی تلاوت شروع کی۔ اُس وقت جنات کی ایک جماعت وہاں سے گذر رہی تھی۔ اُس نے یہ کلام سنا تو وہ اُسے سننے کے لئے رُک گئے، اور توجہ سے سننے کے لئے ایک دوسرے کو خاموش رہنے کی تلقین کی۔ قرآنِ کریم کا پُر اثر کلام اور فجر کے وقت سرورِ عالم ﷺ کی زبانی، اُس نے ان جنات پر ایسا اثر کیا کہ وہ اپنی

قوم کے پاس بھی اسلام کے داعی بن کر پہنچے، اور پھر اُن کے کئی وفود آنحضرت ﷺ کے پاس مختلف اوقات میں آئے، آپ نے اُن کو تبلیغ اور تعلیم کا فریضہ انجام دیا۔ جن راتوں میں جنات سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں، اُن میں سے ہر ایک کو ''لیلۃ الجن'' کہا جاتا ہے، اور ان میں سے بعض راتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔[۹۶]

﴿مصرفا﴾ [الکھف: ۵۳]: **معدلا، صرفنا أي وجهنا.**

مصرفا۔ کے معنی لوٹنے کی جگہ۔ ''**صرفنا**'' یعنی ہم نے متوجہ کیا، رُخ پھیر دیا۔

(۱۴) باب قول اللہ عز وجل:

﴿وبث فيها من كل دآبة﴾ [البقرۃ: ۱۶۴]

ترجمہ: اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جگہ جگہ کائنات کے ان حقائق کی طرف توجہ دلائی ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے پھیلے پڑے ہیں، اور اگر اُن پر معقولیت کے ساتھ غور کیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید پر دلالت کرتے ہیں۔ چونکہ روزمرہ ان کو دیکھتے دیکھتے ہماری نگاہیں ان کی عادی ہوگئی ہیں، اس لئے ان میں کوئی حیرت کی بات ہمیں محسوس نہیں ہوتی، ورنہ ان میں سے ایک ایک چیز ایسے محیر العقول نظام کا حصہ ہے، جس کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے سوا کائنات کی کسی طاقت کے بس میں نہیں ہے۔ آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات جس طرح کام کر رہی ہیں، چاند اور سورج جس طرح ایک لگے بندھے نظام الاوقات کے تحت دن رات سفر میں ہیں، سمندر جس طرح نہ صرف پانی کا ذخیرہ کئے ہوئے ہے، بلکہ کشتیوں کے ذریعے خشکی کے مختلف حصوں کو جوڑے ہوئے ہے، اور ان کی ضرورت کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر رہا ہے، بادل اور ہوائیں جس انداز میں انسانوں کی زندگی کا سامان مہیا کر رہے ہیں، ان سب چیزوں کے بارے میں بدترین حماقت کے بغیر یہ سمجھنا ممکن نہیں ہے کہ یہ سب کچھ خود بخود کسی خالق کے بغیر ہو رہا ہے۔ مشرکینِ عرب بھی یہ مانتے تھے کہ یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے، لیکن ساتھ ہی وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان تمام کاموں میں کئی دیوتا اُس کے مددگار ہیں۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے کہ جس ذات کی قدرت اتنی عظیم ہے کہ یہ سارا نظامِ کائنات اس نے بلا شرکتِ غیرے پیدا کر دیا ہے، آخر اسے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے کسی شریک یا مددگار کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا جو شخص بھی اپنی عقل کو کام میں لائے گا، اسے کائنات کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیل

[۹۶] توضیح القرآن، آسان ترجمہ قرآن، ص: ۱۰۵۶.

نظر آئے گی۔ ۹۷

قال ابن عباس: الثعبان: الحية الذكر منها، يقال: الحيات اجناس: الجان والافاعی والاساود.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "**ثعبان**" نر سانپ کو کہتے ہے۔ سانپ کی مختلف قسمیں ہیں، جیسے "**جَانّ**" باریک سانپ، "**افاعی**" اژدہے اور "**اساود**" کالے ناگ۔

﴿آخذ بناصيته﴾ [هود: ۵۶]: فی ملكه وسلطانه.

ترجمہ: (سب سے سب) اس کی حکومت اور سلطنت میں ہیں۔

ويقال ﴿صافات﴾ [الملک: ۱۹]: بسط اجنحتهن.

ترجمہ: **صافات** ــــ کے معنی ہیں: اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے ہیں۔

﴿يقبضن﴾ [الملک: ۱۹]: يضربن بأجنحتهن.

ترجمہ: **يقبضن** ــــ یعنی اپنے پروں کو (سمیٹنے اور پھٹ پھٹا کر) مارتے ہیں۔

۳۲۹۷ ـ حدثنا عبد الله بن محمد: حدثنا هشام بن يوسف: حدثنا معمر، عن الزهری، عن سالم، عن ابن عمر رضی الله عنهما: انه سمع النبی ﷺ يخطب علی المنبر يقول اقتلوا الحيات، واقتلوا ذا الطُّفيتين والابتر فانهما يطمسان البصر ويستسقطان الحبل. [انظر: ۳۳۱۰، ۳۳۱۲، ۴۰۱۶] ۹۸

---

۹۷ توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، ص:۹۲۔

۹۸ وفی صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب فی الحل، رقم: ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، وکتاب السلام، باب قتل الحيات وغيرها، رقم: ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، وسنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب قتل الکلب العقور، رقم: ۲۷۷۹، ۲۷۸۳، ۲۷۸۶، وسنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب ما يقتل المحرم من الدواب، رقم: ۱۵۷۲، وکتاب الأدب، باب فی قتل الحيات، رقم: ۴۵۷۲، وسنن ابن ماجة، کتاب المناسک، باب ما يقتل المحرم، رقم: ۳۰۷۹، وکتاب الطب، باب قتل ذی الطفيتين، رقم: ۳۵۲۵، ومسند احمد، مسند المکثرين من الصحابه، باب مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۳۱۵، ۴۳۲۹، ۴۵۰۷، ۴۶۱۹، ۴۶۴۴، ۴۷۰۰، ۴۸۴۷، ۴۸۶۱، ۴۸۸۶، ۴۹۱۳، ۵۰۷۲، ۵۲۱۹، ۵۲۸۲، ۵۷۵۲، ۵۹۵۰، ومسند المکيين، باب حديث أبی لبابة عن النبی ﷺ، رقم: ۱۵۱۸۸، ۱۵۱۹۱، وباقی مسند الأنصار، باب حديث حفصة أم المؤمنين بنت عمر بن الخطاب، رقم: ۲۵۲۴۴، ۲۵۶۲۶، ۲۵۸۸۳، وموطا مالک، کتاب الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب، رقم: ۶۹۴، ۶۹۵، وسنن الدارمی، کتاب المناسک، باب ما يقتل المحرم فی احرامه، رقم: ۱۷۴۷.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر خطبہ کے دوران یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سانپوں کو مار ڈالو (بالخصوص ان سانپوں کو) جن کے سر پر دو نقطے ایک سیاہ ایک سفید، (یا جسم پر دو لکیریں) ہوں اور دم بریدہ (یا چھوٹی دم کے) سانپوں کو بھی مار ڈالو، کیونکہ یہ دونوں آنکھ کی روشنی مٹاتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔

ذا الطُفیتین والابتر۔ جس کے پشت پر دو سیاہ دھاریاں ہوں اور اس سانپ کو جس کو بتر کہتے ہیں، اس کو مار ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ یہ دونوں قسم کے سانپ بنائی کو زائل کر دیتے ہیں یعنی محض ان کو دیکھنے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے اور اس کا سبب اس زہر کی خاصیت ہے جو ان سانپوں میں ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ دونوں سانپ حمل کو گرا دیتے ہیں یعنی اگر حاملہ عورت ان کو دیکھے تو اس زہر کی خاصیت کے سبب سے یا خوف و دہشت کی وجہ سے اس کا حمل گر جاتا ہے۔[99]

۳۲۹۸ ـ قال عبد اللہ: فبینا انا اطارد حیة لاقتلها فنادانی ابو لبابة: لاتقتلها. فقلت: إن رسول اللہ ﷺ قد أمر بقتل الحیات، فقال: إنه نهی بعد ذلک عن ذوات البیوت، وهی العوامر. [انظر: ۳۳۱۱، ۳۳۱۳]

۳۲۹۹ ـ وقال عبد الرزاق، عن معمر: فرآنی ابو لبابة او زید بن الخطاب، وتابعه یونس وابن عیینة واسحاق الکلبی والزبیدی. وقال صالح وابن ابی حفصة وابن مجمع: عن الزهری، عن سالم، عن ابن عمر: رآنی أبو لبابة وزید بن الخطاب.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک سانپ کو مارنے کیلئے بل سے نکال رہا تھا کہ مجھے ابولبابہ نے آواز دے کر کہا کہ اسے نہ مارو، میں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے سانپوں کے مارنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے گھر میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے جنہیں عوامر کہتے ہیں، منع فرما دیا تھا۔

عوامر۔ وہ گھر کو آباد کرنے والے ہیں۔ اصل میں "**عَمْرٌ و عَمَرٌ**" کے معنی ہیں آباد کرنا، مدت دراز تک زندہ رہنا، چنانچہ ان سانپوں کو "**عوامر**" اسی لئے کہا گیا ہے کہ ان کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ ہمیشہ گھر میں رہتے ہیں۔[100]

---

[99] عمدة القاری، ج: ۱۰، ص: ۲۵۱.

[100] وهی العوامر سمیت بها لطول عمرها، وقال الجواهری: عمار البیوت سکانها من الجن، وقیل: سمیت بها لطول لبثهن فی البیوت، مأخوذ من العمر۔ بالفتح۔ وهو طول البقاء، عمدة القاری، ج: ۱۰، ص: ۲۵۳.

(۱۵) باب: خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال

مسلمانوں کا بہترین مال بکریاں ہیں جنہیں وہ لیکر پہاڑوں کے دروں میں چلا جائے گا

۳۳۰۰ ـ حدثنا اسماعيل بن ابى اويس قال: حدثنى مالک، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابى صعصعة، عن ابيه، عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يوشک ان يكون خير مال الرجل غنم يتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر، يفر بدينه من الفتن. [راجع: ۱۹]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں جنہیں وہ پہاڑوں کے دروں اور جنگلوں میں لے کر چلا جائے اور اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھے۔ ۱۰۱﴿تشریح ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۱، ص:۴۰۳، رقم الحدیث:۱۹﴾

۳۳۰۱ ـ حدثنا عبد الله بن يوسف: اخبرنا مالک، عن ابى الزناد، عن الاعرج، عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: رأس الكفر نحو المشرق، والفخر والخيلاء فى اهل الخيل والابل، والفدادين اهل الوبر، والسكينة فى اهل الغنم. [انظر: ۳۴۹۹، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹، ۴۳۹۰] ۱۰۲

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کفر کا سر مشرق کی طرف ہے، فخر اور تکبر اونٹ اور گھوڑے والوں میں ہے اور کاشتکار گاؤں والوں میں ہے اور سکون بکری والوں میں ہے۔

۳۳۰۲ ـ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن اسماعيل قال: حدثنى قيس، عن عقبة بن عمرو ابى مسعود قال: اشار رسول الله ﷺ بيده نحو اليمن فقال: الايمان يمان هاهنا، إلا ان القسوة وغلظ القلوب فى الفدادين عند اصول اذناب الابل حيث يطلع قرنا الشيطان فى ربيعة

۱۰۱ تشریح ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۱، ص:۴۰۳، رقم الحدیث:۱۹۔

۱۰۲ وفى صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تفاضل أهل الايمان فيه ورُجحان أهل اليمن فيه، رقم: ۷۳ ـ ۷۹، وسنن الترمذى، كتاب الفتن عن رسول الله، باب ما جاء فى الدجال لا يدخل المدينة، رقم: ۲۱۶۹، ومسند أحمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى هريرة، رقم: ۶۹۰۴، ۷۱۲۳، ۷۱۹۲، ۷۳۰۸، ۷۳۳۱، ۷۳۹۸، ۷۸۹۴، ۸۴۹۱، ۸۵۸۵، ۸۹۱۸، ۹۰۴۳، ۹۱۳۵، ۹۵۱۶، ۹۷۵۰، ۹۸۳۲، ۹۸۹۳، ۹۹۳۶، ۱۰۱۲۳، ۱۰۱۷۴، ۱۰۵۵۵، وموطا مالک، كتاب الجامع، باب ماجاء فى أمر الغنم، رقم: ۱۵۳۲.

ومضر. [انظر: ۳۴۹۸، ۴۳۸۷، ۵۳۰۳] [۱۰۳]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عمرو، ابو مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ایمان تو ادھر ہے، سختی اور سنگدلی ان کاشتکاروں میں ہے جو اونٹوں کی دموں کے پاس (کھڑے ہو کر چلاتے) ہیں، جہاں سے شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں، یعنی قبائل ربیعہ و مضر میں۔

۳۳۰۳ - حدثنا قتيبة: حدثنا الليث عن جعفر بن ربيعة، عن الاعرج، عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى ﷺ قال: اذا سمعتم صياح الديكة فاسألوا الله من فضله فانها رأت ملكا. واذا سمعتم نهيق الحمار فتعوّذوا بالله من الشيطان فانها رأت شيطانا. [۱۰۴، ۱۰۵]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے رحمت و فضل کی دعا مانگو، کیونکہ اس مرغ نے فرشتہ دیکھا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے خدا کی پناہ مانگو، کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

۳۳۰۴ - حدثنا اسحاق: أخبرنا روح قال: أخبرنا ابن جريج قال: أخبرنى عطاء: سمع جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: "اذا كان جنح الليل أو أمسيتم فكفوا صبيانكم فان الشياطين تنتشر حينئذ فاذا ذهبت ساعة من الليل فخلوهم وأغلقوا الأبواب، واذكروا اسم الله، فان الشيطان لا يفتح بابا مغلقا". قال: وأخبرنى عمرو بن دينار: سمع جابر بن عبد الله نحو ما أخبرنى عطاء ولم يذكر: "واذكروا اسم الله". [راجع: ۳۲۸۰]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کی تاریکی آنے لگے، یا فرمایا جب شام ہو جائے تو تم اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے باز رکھو، کیونکہ اس وقت میں شیاطین پھیل جاتے ہیں، اور جب تھوڑی رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ سکتے ہیں اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کردو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا۔

---

[۱۰۳] وفى صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تفاضل أهل الايمان فيه ورجحان أهل اليمن فيه، رقم: ۷۲، ومسند احمد، مسند الشاميين، باب بقية حديث أبى مسعود البدرى الأنصارى، رقم: ۱۶۴۴۹، ۲۱۳۱۱.

[۱۰۴] لا يوجد للحديث مكررات.

[۱۰۵] وفى صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب الدعاء عند صياح الديكة، رقم: ۴۹۰۸، وسنن الترمذى، كتاب الدعوات عن رسول الله، باب ما يقول اذا سمع نهيق الحمار، رقم: ۳۳۸۱، وسنن أبى داؤد، كتاب الأدب، باب ما جاء فى الديك والبهائم، رقم: ۴۴۳۸، ومسند احمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى هريرة، رقم: ۷۷۱۹، ۷۹۲۰، ۸۴۰۹.

فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا۔ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا حالانکہ پیچھے روایت میں گزرا ہے کہ **فان الشیطان یجری الانسان مجری الدم،** اور یہ بھی آیا ہے کہ رات انسان کی ناک کے خیشوم پر گزارتا ہے۔
اس سارے مجموعہ کی بنا پر میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ہر شیطان سے ہر جگہ ابلیس مراد نہیں ہوتا اور ہر جگہ شیطان سے شیاطین الجن مراد نہیں ہوتے، بلکہ بعض اوقات اس سے شیاطین الانس بھی مراد ہوتے ہیں، تو رات کے وقت دروازے بند کر دینا اور برتنوں کو ڈھک دینا آیا ہے، اس سے شاید شیاطین الجن نہیں بلکہ شیاطین الانس مراد ہیں۔

۳۳۰۵ ـــ حدثنا موسی بن اسماعیل: حدثنا وهیب، عن خالد، عن محمد، عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: "فقدت أمة من نبی اسرائیل لا یدری ما فعلت وانی لا أراها الا الفار اذا وضع لها البان الابل لم تشرب، واذا وضع لها ألبان الشاء شربت". فحدثت کعبا فقال: أنت سمعت النبی ﷺ یقوله؟ قلت: نعم فقال لی مرارا، فقلت: أفأقرأ التوراة؟ [۱۰۶، ۱۰۷]

کیا چوہے بنی اسرائیل کی مسخ شدہ صورت ہے؟

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا **فقدت أمة من بنی اسرائیل،** بنی اسرائیل کی ایک جماعت، امت گم ہوگئی، **لا یدری ما فعلت،** پتہ نہیں چلتا کہ اس کا کیا ہوا ہے؟ وہ کہاں گئی؟ **وانی لا أراها الا الفار،** اور میرا گمان ہے کہ یہ چوہے وہی قوم ہیں یعنی بنی اسرائیل کی اس امت کو مسخ کر کے چوہے بنادیا گیا۔
واذا وضع لها ألبان الابل لم تشرب، ان کے سامنے اگر اونٹوں کا دودھ رکھا جائے تو نہیں پیتے **واذا وضع لها البان الشاء شربت،** اور بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی لیتے ہیں۔
بنی اسرائیل پر اونٹ کا دودھ اور گوشت حرام کر دیا گیا تھا شاید یہی وجہ ہے کہ یہ اُمت مسخ ہو کر چوہے بن گئے ہیں۔

اشکال: اس پر اشکال ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ ممسوخ لوگوں کی نسل نہیں چلتی۔
جواب: اس کا یہ جواب ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بات گمان کے طور پر ارشاد فرمائی تھی، اور شاید اس وقت آپ ﷺ کو یہ علم نہ دیا گیا ہو کہ ممسوخ کی نسل نہیں چلتی۔

وحدثت کعبا، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت کعب احبارؒ کو سنائی، کعب احبارؒ یہودی علوم کے ماہر تھے، انہوں نے پوچھا کہ کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے؟

[۱۰۶] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۱۰۷] وفی صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقاق، باب فی الفأر وانه مسخ، رقم: ۵۳۱۵، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی هریرة، رقم: ۷۲۲۳، ۷۵۴۳، ۸۹۵۸، ۱۰۰۴۸، ۱۰۱۸۹.

میں نے کہا: **نعم، فقال لی مرارًا، فقلت: أفأقرأ التوراة؟** انہوں نے بار بار پوچھا کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے؟ بار بار پوچھنے پر میں کہا، کیا میں توراۃ پڑھ رہا ہوں؟

مطلب یہ ہے کہ جو بات میں سنا رہا ہوں یہ حضور ﷺ سے سنی ہوئی ہے، میں کوئی توراۃ تو نہیں پڑھ رہا ہوں۔

ان کو شاید اس واسطے تعجب تھا کہ ان کو کتابوں میں اس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملا، اس لئے تعجب کر رہے کہ کیا حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے؟

۳۳۰۶ ــ حدثنا سعید بن عفیر، عن ابن وهب قال: حدثنی یونس، عن ابن شهاب عن عروة یحدث عن عائشة رضی الله عنها: أن النبی ﷺ قال: للوزغ: "الفُوَیسق"، ولم أسمعه أمر بقتله. [راجع ۱۸۳۱] .

وزعم سعد بن أبی وقاص أن النبی ﷺ أمر بقتله.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چھپکلی کو "**فویسق**" فرمایا اور میں نے آپ ﷺ کو اس کے مارنے کا حکم دیتے نہیں سنا اور سعد بن ابی وقاص کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے مارنے کا حکم دیا ہے۔

۳۳۰۷ ــ حدثنا صدقة بن الفضل: أخبرنا ابن عیینة: حدثنا عبد الحمید بن جبیر بن شیبة عن سعید بن المسیب: أن أم شریک أخبرته: أن النبی ﷺ أمرها بقتل الأوزاغ. [انظر: ۳۳۵۹] [۱۰۸]

ترجمہ: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ نے چھپکلی کے مارنے کا حکم دیا ہے۔

چھپکلی کو مارنے کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم نہیں تھا لیکن دوسرے صحابۂ کرام سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے وزغ یعنی چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا۔[۱۰۹]

---

[۱۰۸] وفی صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، رقم: ۴۱۵۵، وسنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب قتل الوزغ، رقم: ۲۸۳۷، وسنن ابن ماجة، کتاب الصید، باب قتل الوزغ، رقم: ۳۲۲۱، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدة عائشة، رقم: ۲۳۴۲۹، ۲۴۰۵۹، ۲۵۱۲۷، ۲۵۱۷۸.

[۱۰۹] فان النبی ﷺ أخبر أن ابراهیم علیه الصلاة والسلام لما ألقی فی النار ولم یکن فی الأرض دابة الا اطفأت عنه النار الا الوزغ، فانها کانت تنفخ علیه النار، فأمر النبی ﷺ بقتلها.

۳۳۰۸ - حدثنا عبيد بن اسماعيل: حدثنا أبو اسامة، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: "اقتلوا ذا الطفيتين فانه يطمس البصر ويصيب الحبل". تابعه حماد بن سلمة أخبرنا أسامة. [انظر: ۳۳۰۹] ۱۱۰

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دو دھاری والے سانپ کو مار ڈالو، کیونکہ وہ اندھا کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے۔

۳۳۰۹ - حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن هشام قال: حدثنى ابى عن عائشة قالت: امر النبى ﷺ بقتل الابتر، وقال: انه يصيب البصر ويذهب الحبل. [راجع: ۳۳۰۸]

زہریلے سانپ کا حکم

ذا الطفيتين — ایسا سانپ جس کے جسم پر دو دھاریاں ہوتی ہیں، فرمایا کہ ایسے سانپ کو قتل کر دو کیونکہ یہ آنکھ کو تلاش کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اتنا زہریلا اور ایسا خطرناک سانپ ہوتا ہے کہ اگر آدمی ٹکٹکی باندھ کر اس کو دیکھنے لگے تو آنکھ کے ذریعہ زہر چڑھ جاتا ہے اور بینائی جاتی رہتی ہے۔ ۱۱۱

پچھلی حدیث میں "**يستقطان الحبل**" ہے، اور یہاں "**يذهب الحبل**" ہے۔

ويذهب الحبل — اور عورت کے حمل کو ضائع کر دیتا ہے، یعنی اگر حاملہ عورت کے سامنے آجائے تو خوف کی وجہ سے عورت کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔

۳۳۱۰ - حدثنا عمرو بن علي: حدثنا ابن عدى، عن أبى يونس القشيرى، عن ابن أبى

---

۱۱۰ وفى صحيح مسلم، كتاب السلام، باب قتل الحيات وغيرها، رقم: ۴۱۳۹، وسنن ابن ماجة، كتاب الطب، باب قتل ذى الطفيتين، رقم: ۳۵۲۴، ومسند أحمد، باقى مسند الأنصار، باب حديث السيدة عائشة، رقم: ۲۲۸۸۳، ۲۳۰۸۶، ۲۳۱۲۱، ۲۳۳۹۴، ۲۳۸۷۶، ۲۳۹۹۷، ۲۳۹۸۹۷، ۲۴۰۸۲، ۲۴۷۴۸، وموطا مالک، كتاب الجامع، باب ما جاء فى قتل الحيات وما يقال فى ذلک، رقم: ۱۵۴۶.

۱۱۱ وفى رواية ابن ابى مليكة عن ابن عمر: ويذهب البصر، وفى حديث عائشة: فانه يلتمس البصر........ وفى رواية ابى مليكة التى تأتى بعد أحاديث فانه يسقط الولد، وفى رواية عن عائشة ستأتى بعد احاديث: وتصيب الحبل، وفى رواية أخرى عنها: تذهب الحبل، والكل بمعنى واحد، وانما امر بقتلها لأن الجن لا تتمثل بها، ولهذا ادخل البخارى حديث ابن عمر فى الباب ونهى عن قتل ذوات البيوت، لأن الجن تتمثل بها، قاله الداودى، عمدة القارى، ج: ۱۰، ص: ۶۵۱.

ملیکة أن ابن عمر کان یقتل الحیات ثم نهی، قال: ان النبی ﷺ هدم حائطا له فوجد فیه سلخ حیة، فقال: "انظروا أین هو؟" فنظروا فقال: "اقتلوه" فکنت أقتلها لذاک. [راجع:۳۲۹۸]

۳۳۱۱ـ فلقیت ابا لبابة فاخبرنی ان النبی ﷺ قال: لا تقتلوا الجنان الا کل ابتر ذی طفتین، فانه یسقط الولد ویذهب البصر فاقتلوه. [راجع:۳۲۹۸]

۳۳۱۲ـ حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا جریر بن حازم، عن نافع، عن ابن عمر انه کان یقتل الحیات. [راجع:۳۲۹۷]

۳۳۱۳ـ فحدثه ابو لبابة: ان النبی ﷺ نهی عن قتل جنان البیوت، فامسک عنها. [راجع:۳۲۹۸]

گھروں میں رہنے والے سانپوں کا حکم

حضرت ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ سانپوں کو قتل کیا کرتے تھے پھر منع کرنے لگے، اور پھر یہ روایت سنائی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک دیوار گرائی تھی **فوجد فیه سلخ حیة،** دیوار کے اندر آپ ﷺ نے سانپ کی کینچلی دیکھی جو اس کے اوپر ہوتی اور سانپ اتارتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سانپ ہے، **فقال: انظروا این هو؟** دیکھو؟ تلاش کرو، **فنظروا فقال: اقتلوه،** مل گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مارو، **فکنت اقتلها لذاک،** تو میں نے اس لئے قتل کیا کہ مجھے حدیث معلوم تھی کہ حضور ﷺ نے قتل کیا ہے اور قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ بعد میں میری ملاقات ابولبابہؓ سے ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے **لا تقتلوا الجن الا کل۔ ابتر ذی طفیتین.**

"**جنان**" کے معنی ہیں گھر میں رہنے والے سانپ "جن" کی جمع ہے. فرمایا ان کو قتل نہ کرو، مگر وہ جو دم کٹا ہو، ابتر ہو اور **ذو طفیتین** ہو **فانه یسقط الولد ویذهب البصر فاقتلوه،** جنان کے قتل کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے تخریج کا حکم دیا کہ تین دن تک یہ اعلان کرو کہ اگر تم جن ہو تو اس گھر کو چھوڑ دو، ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔

ان احادیث میں "**عوامر**" بھی اور "**جنان البیوت**" بھی کہا گیا ہے۔

(۱۶) باب اذا وقع الذباب فی شراب أحدکم فلیغمسه فان فی احدی جناحیه داء وفی الأخری شفاء، وخمس من الدواب فواسق یقتلن فی الحرم

جب کسی کے (کھانے) پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دینا چاہئے، کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے پَر میں شفا ہے کا بیان

حدیث باب اور ترجمۃ الباب

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب تو مکھی کے بارے میں قائم کیا ہے، لیکن آگے جو احادیث لائے ہیں وہ کتے کے متعلق ہیں کہ ایک صاحب نے پیاسے کتے کو بچالیا تھا جس کی وجہ سے اس کی مغفرت ہوگئی، اور آگے کتے پالنے کا ذکر ہے، تو بظاہر ان حدیثوں کی اس باب سے مناسبت نہیں معلوم ہوتی سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ بدء الخلق کی کتاب یہاں ختم ہورہی ہے۔ ایک مخلوق کا ذکر باقی رہ گیا تھا آخر میں اس کو بھی ذکر کردیا، آخری باب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳۳۱۴ـ حدثنا مسدد: حدثنا يزيد بن زريع: حدثنا معمر، عن الزهري، عن عروة، عن عايشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ قال: خمس فواسق يقتلن في الحرم: الفارة، والعقرب، والحديا، والغراب، والكلب العقور. [راجع: ۱۸۲۹]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ جانور فاسق ہیں، انہیں حرم میں بھی مارا جاسکتا ہے: چوہا، بچھو، چیل، کوا اور کاٹنے والا کتا۔

۳۳۱۵ـ حدثنا عبد الله بن مسلمة: اخبرنا مالک، عن عبدالله بن دينار، عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: ان رسول الله ﷺ قال: خمس من الدواب من قتلهن وهو محرم فلا جناح عليه: العقرب، والفارة، والكلب العقور، والغراب، والحداة. [راجع: ۱۸۲۶]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور فاسق ہیں، جو انہیں حالتِ احرام میں بھی مار ڈالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، بچھو، چوہا، کاٹنے والا کتا، کوا اور چیل۔

وهو محرم فلا جناح عليه ـ یعنی حالتِ احرام میں بھی اگر اُس کو مار ڈالے تو گناہ نہیں ہے۔

۳۳۱۶ـ حدثنا مسدد: حدثنا حماد بن زيد، حدثنا كثير، عن عطاء، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما رفعه قال: خمروا الآنية، واوكئوا الاسقية، واجيفوا الابواب، اكفتوا صبيانكم عند المساء، فان للجن انتشارا وخطفة، واطفئوا المصابيح عند الرقاد فان الفويسقة ربما اجترت الفتيلة فاحرقت اهل البيت. قال ابن جريج وحبيب عن عطاء: فان للشياطين. [راجع: ۳۲۸۰]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ شام کے وقت برتنوں کو ڈھانک دو اور پانی کے برتنوں کا منہ بند کردو، اور دروازوں کو بند کردو، اور اپنے بچوں کو عشاء کے وقت باہر جانے سے باز رکھو، کیونکہ اس وقت جنات پھیل جاتے ہیں اور ان کی دست برد ہوتی ہے، اور سوتے وقت چراغ کو بجھادو، کیونکہ چوہا کبھی (جلتی) بتی کھینچ لے جاتا ہے، جس سے گھر والے سوختہ سامان ہو جاتے ہیں۔

۳۳۱۷ـــ حدثنا عبدة بن عبد الله: اخبرنا یحیی بن آدم، عن اسرائیل، عن منصور، عن ابراهیم، عن علقمة، عن عبد الله قال: کنا مع رسول الله فی غار فنزلت: ﴿والمرسلت عرفا﴾ فانا لنتلقاها من فیه اذ خرجت حیة من جحرها فابتدرناها لنقتلها فسبقتنا فدخلت جحرها، فقال رسول الله ﷺ: وقیت شرکم کما وقیتم شرها. وعن اسرائیل، عن الاعمش، عن ابراهیم، عن علقمة، عن عبد الله مثله قال: وانا لنتلقاها من فیه رطبة. وتابعه ابو عوانة عن مغیرة. وقال حفص وابو معاویة وسلیمان بن قرم، عن الاعمش، عن ابراهیم، عن الاسود عن عبد الله. [راجع: ۱۸۳۰]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ "سورۂ مرسلات" نازل ہوئی، ہم اسے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سیکھ رہے تھے کہ ایک سانپ اپنے بل سے نکلا ہم اسے مارنے کیلئے دوڑے، لیکن وہ ہم سے پہلے چل دیا اور اپنے بل میں گھس گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے ضرر سے اسی طرح محفوظ رہا، جس طرح تم اس کے ضرر سے۔

۳۳۱۸ـــ حدثنا نصر بن علی: اخبرنا عبد الاعلی: حدثنا عبید الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ انه قال: دخلت امرأة النار فی هرة ربطتها فلم تطعمها ولم تدعها تأکل من خشاش الارض. [راجع: ۲۳۶۵]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل کی گئی اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا، نہ اُسے کھانے کو دیتی تھی، نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ کیڑے مکوڑے کھاتی۔

۳۳۱۹ـــ حدثنا اسماعیل بن ابی اویس قال: حدثنی مالک، عن ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی هریرة رضی الله عنه: ان رسول الله ﷺ قال: نزل نبی من الانبیاء تحت شجرة فلدغته نملة فامر بجهازه فأخرج من تحتها، ثم امر ببیتها، فاحرق بالنار فاوحی الله الیه: فهلا نملة واحدة. [راجع: ۳۰۱۹]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زمانۂ ماضی میں ایک نبی ایک درخت کے نیچے گزرے، ان کو چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے اس کے چھتے کے متعلق حکم دیا، تو وہ درخت کے نیچے سے نکالا گیا پھر اس کے گھر کی بابت حکم دیا تو اسے آگ میں جلا دیا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ تم نے ایک ہی چیونٹی کو سزا کیوں نہیں دی۔

(۱۷) باب اذا وقع الذباب فی شراب أحدكم فليغمسه فان فی احدی جناحيه داء وفی الأخری شفاء

جب کسی کے (کھانے) پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دینا چاہیے، کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے پر میں شفا ہے، کا بیان

۳۳۲۰ - حدثنا خالد بن مخلد: حدثنا سليمان بن بلال قال: حدثنی عتيبة بن مسلم قال: اخبرنی عبيد بن حنين قال: سمعت أبا هريرة رضی الله عنه يقول: قال النبی ﷺ: "اذا وقع الذباب فی شراب أحدكم فليغمسه ثم لينزعه، فان فی احدی جناحيه داء و الأخری شفاء". [انظر: ۵۷۸۲] [۱۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اور ڈبو دینا چاہیے، پھر نکال کر پھینک دیا جائے، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔

پینے کی چیز میں مکھی کے گرنے کا حکم

آخر میں یہ باب قائم فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پینے کی چیز میں مکھی گر پڑے تو اس کو اس میں ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پر میں مرض اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔

چونکہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے اس لئے ہر مؤمن اس پر ایمان رکھتا ہے، ہمارے دور کے ایک عرب

[۱۲] وفی سنن ابی داؤد، كتاب الأطعمة، باب فی الذباب يقع فی الطعام، رقم: ۳۳۴۶، وسنن ابن ماجة، كتاب الطب، باب يقع الذباب فی الإناء، رقم: ۳۴۹۶، ومسند احمد، باقی مسند المكثرين، باب مسند أبی هريرة، رقم: ۶۸۴۴، ۷۰۵۵، ۷۲۵۶، ۸۱۲۹، ۸۳۰۳، ۸۶۷۵، ۸۸۰۳، ۹۳۴۴، وسنن الدارمی، كتاب الأطعمة، باب الذباب يقع فی الطعام، رقم: ۱۹۵۱.

ڈاکٹر ہیں انہوں نے اس کی طبی توجیہات بیان کرتے ہوئے اس حدیث کی شرح میں پوری ایک کتاب لکھی ہے، گویا طبی اعتبار سے فرمایا ہے اور یہ اس لئے کیا کہ بعض ملحدوں نے اس پر اعتراض کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا سائنس کی بنیاد پر ثابت نہیں ہوتا، انہوں نے اس کا جواب دیا ہے۔ بہر حال ایک مؤمن کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔

۳۳۲۱ ـــ حدثنا الحسن بن الصباح: حدثنا اسحاق الأزرق: حدثنا عوف، عن الحسن وابن سيرين عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: "غفر لامرأة مومسة مرت بكلب على رأس ركي يلهث، قال: كان يقتله العطش، فنزعت خفها فأوثقته بخمارها فنزعت له من الماء فغفر لها بذلك". [انظر: ۳۴۶۷] [۱۱۳]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک فاحشہ عورت صرف اس لئے بخش دی گئی کہ اس کا گزر ایک کتے پر ہوا، جو ایک کنویں کے کنارے بیٹھا ہانپ رہا تھا، عنقریب پیاس سے مر جاتا، اس عورت نے اپنا موزہ اُتارا اور اُسے دوپٹہ میں باندھ کر اس کے لئے پانی کھینچا (اور اسے پلا دیا) تو اسی بات پر اس کی بخشش ہوگئی۔

۳۳۲۲ ـــ حدثنا علي بن عبد الله: حدثنا سفيان قال: حفظته من الزهري. كما أنك ها هنا أخبرني عبيد الله، عن ابن عباس، عن أبي طلحة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة. [راجع: ۳۲۲۵]

ترجمہ: حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔

۳۳۲۳ ـــ حدثنا عبد الله بن يوسف: أخبرنا مالك، عن نافع: عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما: أن رسول الله ﷺ أمر بقتل الكلاب. [۱۱۴، ۱۱۵]

[۱۱۳] وفي صحيح مسلم، كتاب السلام، باب في فضل سقي البهائم المحترمة واطعامها، رقم: ۴۱۶۳، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب باقي المسند السابق، رقم: ۱۰۱۷۸، ۱۰۲۱۲.

[۱۱۴] لا يوجد للحديث مكررات. [۱۱۵] وفي صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائها إلا لصيد أو زرع أو ماشية ونحو ذلك، رقم: ۲۹۳۴، وسنن الترمذي، كتاب الأحكام والفوائد، باب ما جاء من امسك كلبا ما ينقص من أجره، رقم: ۱۴۰۸، وسنن النسائي، كتاب الصيد والذبائح، باب الأمر بقتل الكلاب، رقم: ۴۲۰۳، وسنن ابن ماجة، كتاب الصيد، باب قتل الكلاب إلا كلب صيد أو زرع، رقم: ۳۱۹۳، ومسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۵۱۴، ۵۵۱۴، ۵۶۵۵، ۵۷۰۳، ۵۸۹۵، ۶۰۳۳، ۶۰۵۱، وموطأ مالك، كتاب الجامع، باب ما جاء في أمر الكلاب، رقم: ۱۵۲۹، وسنن الدارمي، كتاب الصيد، باب في قتل الكلاب، رقم: ۱۹۲۲.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سید الکونین ﷺ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

۳۳۲۴ــــ حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا همام، عن يحيى: حدثني أبو سلمة ان أبا هريرة رضى الله عنه حدثه قال: قال رسول الله ﷺ: من امسک كلبا ينقص من عمله كل يوم قيراط الا كلب حرث أو ماشية. [راجع: ۲۳۲۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جس نے کتا پالا تو اس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے، البتہ کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کرنے والے کتے کا یہ حکم نہیں۔

۳۳۲۵ــ حدثنا عبدالله بن مسلمة: حدثنا سليمان قال: أخبرني يزيد بن خصيفة قال: أخبرني السائب بن يزيد: سمع سفيان بن أبي زهير الشنى أنه سمع رسول الله ﷺ قال: من اقتنى كلبا لا يغني عنه زرعاً ولا ضرعاً نقص من عمله كل يوم قيراط، فقال السائب: أنت سمعت هذا من رسول الله ﷺ؟ قال: إى ورب هذه القبلة. [راجع: ۲۳۲۳]

ترجمہ: حضرت سفیان بن زہیر شنویؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کتا پالے نہ اس سے زراعت کو فائدہ ہو، نہ مویشیوں کو (کہ ان کی حفاظت کرے) تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ سائب نے کہا کیا آپ نے سید الرسل ﷺ سے یہ سنا ہے؟ انہوں نے کہا قسم اس کعبہ کے پروردگار کی، ہاں۔

رقم الحديث :

٣٣٢٦ ـ ٣٤٨٨

۶۰ ـ کتاب احادیث الأنبیاء

احادیثِ انبیاء علیہم السلام

(۱) باب خلق آدم و ذریته

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کی پیدائش کا بیان

﴿صَلْصَالٍ﴾ : [الحجر: ۲۶] طین خلط برمل فصلصل کما یصلصل الفخار. ویقال: منتن، یریدون به صل، کما یقولون: صر الباب وصرصر عند الاغلاق، مثل کبکبه یعنی کببته.

ترجمہ: "صَلْصَالٍ" وہ مٹی جس میں ریت کی آمیزش ہو اور پھر وہ ایسے بجے جیسے ٹھیکری بجتی ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی ہیں خمیر کی ہوئی، بدبودار۔ ان لوگوں کے نزدیک یہ "**اصل**" سے ماخوذ ہوگا (بمعنی بدبودار ہونا، خمیر اٹھنا اور "**صل**" اور "**صلصل**" کے ایک ہی معنی ہوں گے) جیسے کہا جاتا ہے کہ "**صر**" اور "**صرصر**" ایک ہی ہیں یعنی وہ آواز جو دروازہ بند کرتے وقت نکلتی ہے اور جیسے "**کبکبه**"، اس کے معنی ہے (میں نے اسے اوندھا کردیا) [۱]

﴿فَمَرَّتْ بِهِ﴾: [الأعراف: ۱۸۹] استمر بها الحمل فاتمته.

ترجمہ: "**فمرت به**" یعنی حضرت حوا علیہا السلام کو حمل برابر رہا، پھر اس کی مدت پوری ہوگئی۔

﴿أَنْ لَّا تَسْجُدَ﴾: أن تسجد.

ترجمہ: "**أَنْ لَّا تَسْجُدَ**" معنی میں "**أَنْ تَسْجُدَ**" کے (یعنی لا زائد ہے)۔

وقول الله عز وجل: ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾:

---

[۱] اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہے، جس کا مفصل واقعہ سورۂ بقرہ (۲: ۳۰، ۳۴) میں گذر چکا ہے، اور وہاں فرشتوں کو سجدے کا حکم دینے سے متعلق ضروری نکات بھی بیان ہو چکے ہیں۔ توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الحجر، آیت: ۲۶، صفحہ: ۵۶۵۔

[البقرة: ۳۰] أن نسجد.

ترجمہ: اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

فائدہ: آیت میں خلیفہ سے مراد انسان ہے، اور اس کے خلیفہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے احکام پر خود بھی عمل کرے اور اپنی طاقت کے مطابق دوسروں سے بھی کروانے کی کوشش کرے۔ [۲]

وقول الله عز وجل: ﴿لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾: [الطارق: ۴] الا عليها حافظ.

لما عليها حافظ ۔ مگر اس کا حفاظت کرنے والا ہے۔

﴿فِي كَبَدٍ﴾: [البلد: ۴] في شدة خلق.

فِي كَبَدٍ ۔ مشقت میں پیدا کیا۔

فِي كَبَدٍ ـــ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں انسان کو اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ وہ کسی نہ کسی مشقت میں لگا رہتا ہے۔ چاہے کوئی کتنا بڑا حاکم ہو، یا دولت مند شخص ہو، اُسے زندہ رہنے کے لئے مشقت اُٹھانی ہی پڑتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اُسے دنیا میں کبھی کوئی محنت کرنی نہ پڑے تو یہ اُس کی خام خیالی ہے۔ ایسا کبھی ممکن ہی نہیں ہے۔ ہاں! مکمل راحت کی زندگی جنت کی زندگی ہے جو دنیا میں کی ہوئی محنت کے نتیجے میں ملتی ہے۔ ہدایت یہ دی گئی ہے کہ انسان کو دنیا میں جب کسی مشقت کا سامنا ہو تو اُسے یہ حقیقت یاد کرنی چاہیے۔ خاص طور پر آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام کو مکہ مکرمہ میں جو تکلیفیں پیش آرہی تھیں، اس آیت نے اُن کو بھی تسلی دی ہے۔ اور یہ بات کہنے کے لئے اول تو شہرِ مکہ کی قسم کھائی ہے، شاید اس لئے کہ مکہ مکرمہ کو اگرچہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا سب سے مقدس شہر بنایا ہے، لیکن وہ شہر بذاتِ خود مشقتوں سے بنا، اور اُس کے تقدس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے آج بھی مشقت کرنی پڑتی ہے، پھر خاص طور پر اس میں آنحضرت ﷺ کے مقیم ہونے کا حوالہ دینے میں شاید یہ اشارہ ہے کہ افضل ترین پیغمبر ﷺ افضل ترین شہر میں مقیم ہیں، لیکن مشقتیں اُن کو بھی اُٹھانی پڑ رہی ہیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی ساری اولاد کی قسم کھانے سے اشارہ ہے کہ انسان کی پوری تاریخ پر غور کر جاؤ، یہ حقیقت ہر جگہ نظر آئے گی کہ انسان کی زندگی مشقتوں سے پُر رہی ہے۔ [۳]

(ورياشا): المال، وقال غيره: الرياش والريش واحد، وهو ما ظهر من اللباس.

ترجمہ: "**ریاشاً**" کے معنی مال، دوسرے لوگوں نے کہا ہے، "**ریاش**" اور "**ریش**" ایک ہی ہیں، یعنی ظاہری لباس۔

---

[۲] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، البقرة، آیت: ۳۰، صفحہ: ۵۰۔

[۳] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ البلد، آیت: ۴، ص: ۱۲۹۰۔

﴿ما تمنون﴾: النطفة في أرحام النساء.

ترجمہ: تم منی عورتوں کے رحم میں ڈالتے ہو۔

وقال مجاهد: ﴿عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ﴾: [الطارق: ۸] النطفة في الاحليل. كل شيء خلقه فهو شفع، السماء شفع، السماء شفع. والوتر: الله عز وجل.

ترجمہ: مجاہدؒ نے کہا کہ آیت کریمہ: ''بے شک وہ اس کے واپس کردینے پر قادر ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ نطفہ کو پھر احلیل ذکر میں واپس کردے، جو چیز بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے وہ جفت ہے، آسمان بھی جفت ہے اور یکتا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

﴿فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾: [التين: ۴] في احسن خلق. ﴿أَسْفَلَ سَافِلِيْنَ﴾ [التين: ۵] الا من آمن.

فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۔ عمدہ پیدائش میں ۔ **أَسْفَلَ سَافِلِيْنَ** ۔ اس سے مؤمن مستثنیٰ ہے۔

اس کا مطلب تو یہ ہوسکتا ہے کہ جو لوگ مؤمن نہ ہوں، وہ دنیا میں چاہے کتنے خوبصورت رہے ہوں، آخرت میں وہ انتہائی نچلی حالت کو پہنچ جائیں گے، کیونکہ اُنہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا، اسی لئے آگے اُن انسانوں کا اِستثنا کیا گیا ہے جو ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں۔ اور اکثر مفسرین نے اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ہر انسان بڑھاپے میں جاکر انتہائی خستہ حالت کو پہنچ جاتا ہے۔ اُس کی خوبصورتی بھی جاتی رہتی ہے، اور طاقت بھی جواب دے جاتی ہے، اور آئندہ کسی اچھی حالت کے واپس آنے کی انہیں کوئی اُمید نہیں ہوتی، کیونکہ وہ آخرت کے قائل ہی نہیں ہوتے۔ البتہ نیک مسلمان چاہے اس بڑھاپے کی بری حالت کو پہنچ جائیں، لیکن اُن کو یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ بُری حالت عارضی ہے، اور آگے دوسری زندگی آنے والی ہے جس میں اِن شاءاللہ انہیں بہترین نعمتیں میسر آئیں گی، اور یہ عارضی تکلیفیں ختم ہوجائیں گی۔ اس احساس کی وجہ سے ان کی بڑھاپے کی تکلیفیں بھی ہلکی ہوجاتی ہیں۔[۳]

﴿خُسْرٍ﴾: [العصر: ۲] ضلال. ثم استثنى فقال الا من آمن.

خُسْرٍ ۔ بمعنی گمراہی، پھر اس سے اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو مستثنیٰ کیا۔

﴿لَازِبٍ﴾: لازم.

لَازِبٍ ۔ چپکنے والی۔

﴿نُنْشِئَكُمْ﴾: [الواقعة: ۶۱] في أي خلق نشاء.

یہاں بتایا جارہا ہے کہ جس طرح انسان کی تخلیق اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے، اسی طرح اُسے موت دینا بھی اُسی

[۳] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، التین، آیت: ۴، ۵، ص: ۱۲۹۹۔

کا کام ہے، اور اُس کے بعد اُس کو کسی بھی ایسی صورت میں دوبارہ پیدا کر دینا بھی اُسی کی قدرت میں ہے جس سے اُس کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا۔

﴿نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ﴾: نعظمک.

نُسَبِّحُ - ہم تیری عظمت بیان کرتے ہیں۔

وقال أبو العالية: ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ﴾ - فهو قوله: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا﴾ - وقال: ﴿فَأَزَلَّهُمَا﴾: فاستزلهما.

ابوالعالیہ نے کہا کہ **"کلمات"** سے مراد **"رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا"** ہے۔ **"فَأَزَلَّهُمَا"** کے معنی ہیں کہ انہیں بہکا دیا۔

فَتَلَقّٰى - پھر آدم نے اپنے پروردگار سے (توبہ کے) کچھ الفاظ سیکھ لئے (جن کے ذریعے انہوں نے توبہ مانگی) چنانچہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔

جب آدم علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ پریشان ہو گئے، لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے کن الفاظ میں معافی مانگیں، اس لئے زبان سے کچھ نکل نہیں رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جو دلوں کے حال سے بھی خوب واقف ہیں اور رحیم و کریم بھی ہیں، ان کی اس کیفیت کے پیش نظر خود ہی ان کو توبہ کے الفاظ سکھائے جو سورۂ اعراف میں مذکور ہیں: **"قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ"** - یعنی: ''اے ہمارے پروردگار! ہم اپنی جانوں پر ظلم کر گذرے ہیں، اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا، اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔'' [۵]

اس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجنے سے پہلے انسان کو یہ تعلیم دے دی کہ جب کبھی نفسانی خواہشات یا شیطان کے بہکاوے میں آ کر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے، تو اسے فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیئے، اور اگرچہ توبہ کے لئے کوئی خاص الفاظ لازمی نہیں ہیں، بلکہ ہر وہ جملہ جس میں اپنے کئے پر ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ شامل ہو، اس کے ذریعے توبہ ممکن ہے، لیکن چونکہ یہ الفاظ خود اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے ہیں، اس لئے ان الفاظ میں توبہ کرنے سے قبولیت کی زیادہ اُمید ہے۔

یہاں یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ، جیسا کہ پیچھے آیت ۳۰ سے واضح ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجنے کے لئے پیدا فرمایا تھا، لیکن زمین پر بھیجنے سے پہلے انہیں جنت میں رکھنے اور اس کے بعد کے واقعات کا تکوینی مقصد بظاہر یہ تھا کہ ایک طرف حضرت آدم علیہ السلام جنت کی نعمتوں کا خود تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ ان کی اصل منزل کیا ہے، اور زمین پر پہنچنے کے بعد اس منزل کے حصول میں کس قسم کی

۵ عمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۷۔

رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں، اور ان سے نجات پانے کا کیا طریقہ ہوگا؟ چونکہ فرشتوں کے مقابلے میں انسان کا امتیاز ہی یہ تھا کہ اس میں اچھائی اور بُرائی دونوں کی صلاحیت رکھی گئی تھی، اس لئے ضروری تھا کہ اسے زمین پر بھیجنے سے پہلے ایسے تجربے سے گذارا جائے۔ پیغمبر چونکہ معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی بڑا گناہ سرزد نہیں ہوسکتا، اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کی یہ غلطی درحقیقت اجتہادی غلطی تھی، یعنی سوچ کی یہ غلطی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو شیطان کے بہکانے سے ایک خاص وقت تک محدود سمجھ لیا، ورنہ اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی کا ہرگز ان سے تصور نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم چونکہ یہ قصور بھی ایک پیغمبر کے شایانِ شان نہ تھا اس لئے اسے بعض آیات میں گناہ یا حکم عدولی سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اس پر توبہ کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ ساتھ ہی زیرِ نظر آیت میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی، اور اس طرح اس عیسائی عقیدے کی تردید فرمادی گئی ہے جس کا کہنا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا یہ گناہ ہمیشہ کے لئے انسان کی سرشت میں داخل ہوگیا تھا جس کے نتیجے میں ہر بچہ ماں کے پیٹ سے گناہگار پیدا ہوتا ہے، اور اس مشکل کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ کو اپنا بیٹا دُنیا میں بھیج کر اسے قربان کرنا پڑا، تاکہ وہ ساری دُنیا کے لئے کفارہ بن سکے۔ قرآنِ کریم نے دوٹوک الفاظ میں اعلان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی تھی اس لئے نہ وہ گناہ باقی رہا تھا، نہ اس کے اولادِ آدم کی طرف منتقل ہونے کا کوئی سوال ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ عدل میں ایک شخص کے گناہ کا بوجھ دوسرے کے سر پر نہیں ڈالا جاتا۔[۶]

﴿يَتَسَنَّهْ﴾: يتغير. ﴿آسن﴾: متغير. ﴿المسنون﴾: المتغير.

يَتَسَنَّهْ ــ کے معنی "خراب ہوجاتا ہے"۔ **آسن** ــ کے معنی "متغیر"۔ **مسنون** ــ کے معنی بھی "متغیر"۔

﴿حَمَإٍ﴾ جمع حماة: وهو الطين المتغير.

حَمَإٍ ــ **"حماة"** کی جمع ہے، سڑی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔

﴿يَخْصِفَانِ﴾: أخذ الخصاف. ﴿مِن ورق الجنة﴾، يؤلفان الورق ويخصفان بعضه الى بعض.

يخصفان ــ یعنی جنت کے پتوں کو جوڑنے لگے۔ یعنی ایک پتہ کو دوسرے پتہ پر جوڑنے لگے۔

﴿سوآتهما﴾: كناية عن فرجيهما.

سوآتهما ــ یعنی ان کی شرمگاہیں۔

﴿ومتاع الى حين﴾: الحين عند العرب من ساعة الى ما لا يحصى عدده ها هنا الى يوم القيامة.

---

[۶] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، البقرۃ: ۳۷، صفحہ: ۵۳۔

یہاں "**حین**" سے مراد قیامت کے دن تک ہے، اہل عرب کے نزدیک "حین" کے معنی ایک ساعت سے لے کر لا تعداد وقت کے آتے ہیں۔

﴿قبیله﴾: جیله الذی هو منهم.

قبیله۔ کے معنی اس کی وہ جماعت جس سے وہ خود ہے۔

۳۳۲۶۔ حدثنا عبد الله بن محمد: حدثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن همام، عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: "خلق الله آدم وطوله ستون ذراعا فلما خلقه، قال: اذهب فسلم علی أولئک من، الملائكة. فاستمع ما يحيونک، تحيتک وتحية ذريتک، فقال: السلام عليكم، فقالوا: السلام عليک ورحمة الله، فزادوه: ورحمة الله. فكل من يدخل الجنة علی صورة آدم، فلم يزل الخلق ينقص حتی الآن". [انظر: ۶۲۲۷] ے

حضرت آدم علیہ السلام کا قد

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ان کا قد ساٹھ ذراع تھا، پیدا کرنے کے بعد فرمایا کہ جاؤ اور ملائکہ پر سلام کرو، "**فاستمع ما يحيونک**" پھر سنو کہ وہ تمہیں تحیہ میں کیا جواب دیتے ہیں، "**تحيتک وتحية ذريتک**" پھر وہی تحیۃ تمہارا اور تمہارا اولاد کا ہوگا۔

"**فقال: السلام عليكم**" آدم علیہ السلام نے جا کر **السلام عليكم** کہا، انہوں نے جواب میں "**السلام عليک ورحمة الله**" کہا، یعنی "**ورحمة الله**" کا اضافہ کیا "**فكل من يدخل الجنة علی صورة آدم**" جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت میں ہوگا، یعنی اس کی تخلیق آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگی۔ "**فلم يزل الخلق ينقص حتی الآن**" اس کے بعد سے آج تک مخلوق کی خلقت کم ہوتی چلی آئی ہے۔

یہ بتایا کہ آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ذراع تھا، پھر رفتہ رفتہ اولادِ آدمؑ کا قد کم ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اس اُمت کے آنے تک موجودہ قامت ہوگئی۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابتداء میں انسانوں کے قد وقامت زیادہ لمبے ہوتے تھے، رفتہ رفتہ گھٹتے اور چھوٹے ہوتے گئے۔

ے وفی صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب يدخل الجنة أقوام أفئدتهم مثل أفئدة الطير، رقم: ۵۰۷۵، ومسند أحمد، باقی مسند المكثرين، باب باقی المسند السابق، رقم: ۷۸۲۴، ۷۹۴۱، ۱۰۴۹۲.

اشکال

اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ پچھلی قوموں مثلاً قوم ثمود، فراعنہ وغیرہ کے آثار سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کے قد زیادہ غیر معمولی نہیں تھے بلکہ ایسے ہی تھے جیسے ہم لوگوں کے ہیں "**فلم یزل الخلق ینقص حتی الآن**" کا کیا مطلب ہوگا؟

جواب

اس اشکال کا کوئی اطمینان بخش جواب مجھے نہیں ملا، شارحِ بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کب تک کمی ہوتی چلی جائے گی۔[۸]

البتہ "**لم یزل الخلق ینقص حتی الآن**" کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب دنیا میں بھیجا گیا تو ان کا قد کم کر دیا گیا، اور اس وقت سے آج تک تمام انسانوں کا قد اسی کم مقدار کے مطابق چلا آیا ہے۔

۳۳۲۷ــــ حدثنا قتیبة بن سعید: حدثنا جریر، عن عمارة، عن ابی زرعة، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "ان اول زمرة یدخلون الجنة علی صورة القمر لیلة البدر، ثم الذین یلونهم علی اشد کوکب دری فی السماء اضاءة، لا یبولون ولا یتغوطون، ولا یتفلون ولا یمتخطون. امشاطهم الذهب ورشحهم المسک، ومجامرهم الالوة ــ الالنجوج عود الطیب ــ وازواجهم الحور العین. علی خلق رجل واحد، علی صورة ابیهم آدم ستون ذراعا فی السماء". [راجع: ۳۳۲۵]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے جو گروہ جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے، پھر جو ان کے بعد جنت میں جائیں گے، تو ان کے چہرے اس چمکدار ستارہ کی طرح ہوں گے، جو آسمان میں بہت روشن ہے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ، نہ تھوک آئے گا، نہ ناک کی ریزش، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، اس کا پسینہ مشک (جیسا خوشبودار) ہوگا، ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا، ان کی بیویاں بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی عورتیں ہوں گی باہمی اُلفت کی وجہ سے سب یک جان ہوں گے، اور سب لوگ اپنے باپ آدم کی شکل پر ساٹھ گز لمبے ہوں گے،

---

۸ ولم یظهر لی الی الآن ما یزیل هذا الاشکال. فتح الباری، ج: ۶، ص: ۳۶۷، رقم: ۳۳۳۵.

آسمان میں۔

۳۳۲۸ ـ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى عن هشام بن عروة، عن ابيه، عن زينب بنت ابى سلمة عن ام سلمة: ان ام سليم قالت: يا رسول الله، ان الله لا يستحى من الحق فهل على المرأة الغسل اذا احتلمت؟ قال: "نعم، اذا رأت الماء". فضحكت ام سلمة. فقالت: تحتلم المرأة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "فبم يشبه الولد؟". [راجع: ۱۳۰]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے شرم نہیں فرماتا، اگر عورت کو احتلام ہو جائے، تو کیا اس پر بھی غسل فرض ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہاں! حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر ہنسنے لگیں اور کہا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو سید الرسل ﷺ نے فرمایا: (اگر ایسا نہیں ہے) تو اولاد میں اس کی مشابہت کیسے آتی ہے؟[۹]

۳۳۲۹ ـ حدثنا محمد بن سلام: اخبرنا الفزارى، عن حميد، عن انس رضى الله عنه قال: بلغ عبد الله بن سلام مقدم النبى صلى الله عليه وسلم المدينة فاتاه فقال: انى سائلك عن ثلاث لا يعلمهن الا نبى قال: قال: ما اول اشراط الساعة؟ وما اول طعام ياكله اهل الجنة؟ ومن اى شىء ينزع الولد الى ابيه، ومن اى شىء ينزع الى اخواله؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خبرنى بهن آنفا جبريل"، قال: فقال عبد الله: ذاك عدو اليهود من الملائكة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أما اول اشراط الساعة فنار تحشر الناس من المشرق الى المغرب. واما اول طعام ياكله اهل الجنة فزيادة كبد حوت. واما الشبه فى الولد فان الرجل اذا غشى المرأة فسبقها ماؤه كان الشبه له، وإذا سبق ماؤها كان الشبه لها". قال: اشهد انك رسول الله. ثم قال: يا رسول الله، ان اليهود قوم بهت، ان علموا باسلامى قبل ان تسألهم بهتونى عندك. فجاء ت اليهود ودخل عبد الله البيت، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اى رجل فيكم عبد الله بن سلام؟" قالوا: اعلمنا وابن اعلمنا، واخيرنا وابن اخيرنا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "افرأيتم ان اسلم عبد الله؟" قالوا: اعاذه الله من ذلك، فخرج عبد الله اليهم فقال: اشهد ان لا اله إلاّ الله واشهد ان محمدا رسول الله. فقالوا: شرنا وابن شرنا، ووقعوا فيه. [انظر: ۳۹۱۱، ۳۹۳۸، ۴۴۸۰][۱۰]

[۹] تشریح کیلئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۲، ص:۲۴۳، كتاب العلم، باب الحياء فى العلم، رقم: ۱۳۰.

[۱۰] وفى مسند احمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند انس بن مالك، رقم: ۱۱۶۱۵، ۱۲۵۰۲، ۱۲۷۲۸، ۱۳۳۶۵.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن سلام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کا علم ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ سے تین ایسی باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں، جن کا علم نبی کے علاوہ کسی اور کو نہیں، قیامت کی سب سے پہلی علامت کیا ہے؟ اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟ اور کس وجہ سے بچہ اپنے باپ یا ننہال کے مشابہ ہوتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل نے مجھے ابھی یہ باتیں بتائی ہیں، عبد اللہ نے کہا کہ یہ تو تمام فرشتوں میں یہودیوں کے دشمن ہیں، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی سب سے پہلی علامت وہ آگ ہے، جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی اور اہلِ جنت کے کھانے کے لئے سب سے پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی کی نوک ہوگی، رہی بچہ کی مشابہت، تو مرد جب اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے اور اسے پہلے انزال ہوجاتا ہے تو بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کو پہلے انزال ہوجائے تو بچہ اس کی صورت پر ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہودی بہت ہی بہتان تو ڑنے والی قوم ہے (اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میری بابت ان سے پوچھنے سے پہلے میرے اسلام لانے سے واقف ہو گئے) تو مجھ پر بہتان لگائیں گے، پھر یہودی آئے اور عبد اللہ گھر میں چھپ گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ عبد اللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے سب سے بڑے عالم اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں اور ہم میں سب سے بہتر اور بہتر آدمی کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا بتاؤ تو سہی، اگر عبد اللہ اسلام لے آئیں (تو کیا تم بھی اسلام لے آؤ گے) انہوں نے کہا، اللہ انہیں اس سے بچائے۔ فوراً وہ ان کے سامنے آگئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر اور بدتر آدمی کے بیٹے ہیں۔

۳۳۳۰ ـ حدثنا بشر بن محمد: أخبرنا عبد الله: أخبرنا معمر، عن همام، عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ نحوه، يعني: "لولا بنو اسرائيل لم يخنز اللحم، ولولا حواء لم تخن أنثى زوجها". [انظر ۳۳۹۹، ۵۱۸۴، ۵۱۸۶] [۱۱]

امام بخاری رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ یہ روایت ذکر کی ہے کہ **"عن ابی هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ نحوه، يعني: لولا بنو اسرائيل". الخ**

"نحوه" عام طور پر اس وقت کہا جاتا جب اس سے پہلے اسی قسم کا متن گزرا ہوا، اشارہ ہوتا ہے کہ اس قسم کی

[۱۱] وفي صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب لولا حواء لم تخن أنثى زوجها الدهر، رقم: ۲۶۷۳، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۶۸۹، ۷۸۲۳، ۸۲۳۶.

حدیث پہلے بھی گزری ہے۔ لیکن یہ حدیث پہلے نہیں گزری پھر بھی **"نحوہ"** کہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے استاذ بشر بن محمد نے پہلے یہ حدیث جو آگے آرہی ہے ایک سند سے سنائی، پھر فرمایا کہ دوسری حدیث سناتا ہوں اس میں **"نحوہ"** ہے، اب معنی یہ ہوگئے کہ میرے استاذ نے پہلے یہ حدیث ایک اور سند سے سنائی تھی وہ سند شاید امام بخاریؒ کی شرط پر نہ ہوگی اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا، دوسری سند جو **"نحوہ"** کہہ کر بیان کی تھی وہ ذکر کردی۔

حدیث باب کی تشریح

آگے تشریح کردی کہ **نحوہ** سے یہ الفاظ مراد ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور حواء علیہ السلام نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت نہ کرتی۔ اس میں دو جملے ہیں۔

پہلا جملہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اس کی تشریح بعض لوگوں نے یہ کی ہے کہ بنی اسرائیل پر سلویٰ، بٹیروں کا گوشت اترتا تھا اور ان کو یہ حکم تھا کہ تمہیں یہ ذخیرہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب کھانے کا وقت آئے گا اللہ تعالیٰ تمہیں دیں گے، لیکن انہوں نے ذخیرہ کرنا شروع کردیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کردیا کہ ذخیرہ کیا ہوا گوشت سڑنے لگا۔

بعض لوگوں نے اس سے یہ مطلب لیا ہے کہ بنی اسرائیل کے اس عمل سے پہلے گوشت اگر استعمال بھی کرلیں تب بھی نہیں سڑتا تھا لیکن بنی اسرائیل پر عذاب کے نتیجے میں اس کے بعد سے گوشت سڑنے کا معاملہ شروع ہوا۔

لیکن یہ تشریح واقعہ کے مطابق نہیں ہے، کیونکہ اس کا ثبوت ملتا ہے کہ بنی اسرائیل کے اس واقعہ سے پہلے بھی بعض دفعہ گوشت سڑ جاتا تھا۔

لہٰذا اس کی وہ تشریح بہتر ہے جو زیادہ تر محققین نے اختیار کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے پہلے گوشت کو ذخیرہ کرکے رکھنے کا اتنا رواج نہیں تھا، جب ذخیرہ کرکے نہیں رکھتے تھے تو سڑتا بھی نہیں تھا اور تازہ گوشت کھاتے تھے، لیکن بنی اسرائیل نے گویا یہ سنت جاری کی کہ ذخیرہ کرنا شروع کردیا جس کی وجہ سے گوشت سڑنا بھی شروع ہوگیا، یعنی ایسا نہیں ہے کہ پہلے ذخیرہ کرتے ہوں اور پھر بھی نہ سڑتا ہو بلکہ عام طور پر لوگ ذخیرہ ہی نہیں کرتے تھے الا ماشاء اللہ۔[۱۲]

حدیث کا دوسرا جملہ **ولو لا حواء لم تخن انثی زوجھا**، اگر حواء علیہ السلام نہ ہوتیں تو کوئی عورت

---

[۱۲] فتح الباری، ج:۶، ص:۳۶۷، وعمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۱۳۰۔

اپنے شوہر کی خیانت نہ کرتی یعنی سب سے پہلی عورت حواء تھیں جو شیطان کے بہکاوے اور ورغلانے میں آگئیں جس کے نتیجے میں یہ سارا معاملہ ہوا، تو سب سے پہلے خیانت کی طرح وہاں سے پڑی۔[۱۲]

۳۳۳۱ــــ حدثنا أبو كريب وموسى بن حزام قالا: حدثنا حسين بن علي، عن زائدة، عن ميسرة الأشجعي، عن أبي حازم، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "استوصوا بالنساء، فإن المرأة خلقت من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه. فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء" [انظر: ۵۱۸۴، ۵۱۸۶] [۱۳]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ کجی اس کے اُوپر والے حصہ میں ہوتی ہے۔ اگر تم اسے سیدھے کرنا چاہو گے، تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی رہے گی، لہٰذا تم عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

"خلقت من ضلع" کا مطلب

عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے، حضرت حواء کو حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیا گیا۔

من ضلع۔ بعض حضرات نے اس کی یوں تشریح کی ہے کہ **من ضلع** میں **من تشبیہ** کیلئے ہے یعنی اس کی مثال پسلی جیسی ہے۔ اور یہ بڑی خوبصورت مثال ہے۔

وان اعوج شیء فی الضلع اعلاہ۔ سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی اونچی والی ہوتی ہے۔ یہ تشبیہ اس معنی میں ہے کہ تم کو اس لئے ٹیڑھی ہے کہ مرد اور عورت کے مزاج میں فرق ہے، عورت کا ٹیڑھا اس کی فطرت میں داخل

[۱۲] فيه اشارة الى ما وقع من حواء في تزيينها لآدم الأكل من الشجرة حتى وقع في ذلك، فمعنى خيانتها أنها قبلت ما زين لها ابليس حتى زينته لآدم، ولما كانت هي أم بنات آدم أشبهها بالولادة ونزع العرق فلا تكاد امرأة تسلم من خيانة زوجها بالفعل أو بالقول، وليس المراد بالخيانة هنا ارتكاب الفواحش حاشا وكلا، ولكن لما مالت الى شهوة النفس من أكل الشجرة وحسنت ذلك خيانة له. فتح الباري، ج: ۶، ص: ۳۶۸.

[۱۳] وفي صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء، رقم: ۲۶۶۹، وسنن الترمذي، كتاب الطلاق واللعان عن رسول الله، باب ماجاء في مداراة النساء، رقم: ۱۱۰۹، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۳۰۷، ۹۱۵۹، ۹۲۲۳، ۹۴۱۹، ۱۰۰۴۴، ۱۰۴۳۶، وسنن الدارمي، كتاب النكاح، باب في مداراة الرجل أهله، رقم: ۲۱۲۵.

ہے جو اس لئے عیب نہیں ہے جیسا کہ پسلی کے اندر ٹیڑھ عیب نہیں پسلی اگر بالکل سیدھی ہو تو یہ عیب ہے اس لئے اگر عورت بھی بالکل مرد جیسی بن جائے تو یہ عیب ہے، اس لئے عورت کا ٹیڑھا اس وجہ سے نظر آرہا ہے کہ وہ تمہاری مزاج کے خلاف ہے۔

اس لئے فرمایا اگر فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو ایسی ٹیڑھے سے اٹھاؤ اس لئے کہ اگر اس کو سیدھا کرنا چاہو گے توڑ ڈالو گے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ بڑی خوبصورت مثال دی ہے کہ جس طرح پسلی کے اندر ٹیڑھا ہونا عیب نہیں ہے بلکہ اس کی خلقت کا حصہ ہے اور اس سے اسی طرح استمتاع کرنا ضروری ہے ورنہ وہ ٹوٹ جائے گی اسی طرح عورت کا مرد کے مزاج کے خلاف ہونا یہ اس کا حسن ہے، خرابی نہیں۔ [فی]

اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے قرآن کریم میں عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا **المحصنت الغفلت**، اب غفلت کی صفت مرد کیلئے عیب ہے لیکن قرآن کریم نے عورت کیلئے معرض مدح میں اس کو ذکر فرمایا ہے، معلوم ہوا کہ اس کیلئے حسن ہے اور اس کیلئے یہ صفت مدح ہے۔

اس لئے بہت سی باتیں ایسی ہیں جو عورت کیلئے صفت مدح ہیں لیکن چونکہ وہ مردوں کے مزاج کے خلاف ہیں اس لئے وہ ان کو ٹیڑھ سمجھتے ہیں، لہٰذا ان کی وجہ سے ان کو ظلم و ستم کا نشانہ نہ بناؤ بلکہ اسی حالت میں ان سے استمتاع کرو۔ **فاستوصوا بالنساء**، میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں سے بھلائی کا معاملہ کرو۔

بعض لوگ اس بات کو عورت کی خرابی کی طرف لے جاتے ہیں کہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے، لیکن خرابی نہیں ہے بلکہ اس کی خوبی ہے۔

۳۳۳۲ ــــ حدثنا عمر بن حفص: حدثنا ابی: حدثنا الاعمش: حدثنا زید بن وهب: حدثنا عبد اللّٰه: حدثنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو الصادق المصدوق: "ان احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوما، ثم یکون علقة مثل ذلک. ثم یکون مضغة مثل ذلک، ثم یبعث اللّٰه الیه ملکا باربع کلمات فیکتب عمله واجله ورزقه وشقی أو سعید، ثم ینفخ فیه الروح. فان الرجل لیعمل بعمل اهل النار حتی ما یکون بینه وبینها إلا ذراع، فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل الجنة فیدخل الجنة. وان الرجل لیعمل بعمل اهل الجنة حتی ما یکون بینه وبینها الا ذراع فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل النار فیدخل النار". [راجع: ۳۲۰۸]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق

[فی] عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۱۴.

ومصدوق تھے کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں پوری کی جاتی ہے، چالیس دن تک (نطفہ رہتا ہے) پھر اتنے ہی دنوں تک مضغہ گوشت رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے اور یہ (بھی لکھ دے) کہ وہ بد بخت (جہنمی) ہے یا نیک بخت (جنتی) پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، بیشک تم میں سے ایک آدمی ایسے عمل کرتا ہے کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان (صرف) ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اتنے میں تقدیر (الٰہی) اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ اہل جنت کے کام کرنے لگتا ہے۔ اور ایک آدمی اہلِ جنت کے سے عمل کرتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان (صرف) ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ (تقدیر) غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے۔

۳۳۳۳ـــ حدثنا ابو النعمان: حدثنا حماد بن زید، عن عبید اللہ بن ابی بکر بن انس، عن انس بن مالک رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: "ان اللہ وكّل فی الرحم ملكا فيقول: يا رب نطفة، يا رب علقة، يا رب مضغة. فاذا أراد أن يخلقها قال: يا رب أ ذكرٌ أم أنثى؟ يا رب شقي أم سعيد؟ فما الرزق، فما الاجل؟ فيكتب كذلک فی بطن امه". [راجع: ۳۱۸]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحم مادر میں ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے، وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے پروردگار! ابھی تو نطفہ ہے، اے پروردگار! اب خون بستہ ہوگیا، اے پروردگار! اب مضغہ گوشت بن گیا، اگر اللہ تعالیٰ اسے پیدا کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے اے پروردگار! لڑکا ہو یا لڑکی؟ اے پروردگار! نیک بخت ہو یا بد بخت؟ اس کا رزق کیسا ہو؟ اس کی عمر کتنی ہو؟ پس اسی طرح سب کچھ ماں کے پیٹ میں لکھ دیا جاتا ہے۔[۱۴]

۳۳۳۴ـ حدثنا قیس بن حفص: حدثنا خالد بن الحارث: حدثنا شعبة، عن أبی عمران الجونی، عن أنس يرفعه: "أن اللہ تعالیٰ يقول لأهون أهل النار عذابا: لو أن لک ما فی الأرض من شیء كنت تفتدی به؟ قال: نعم، قال: فقد سألتک ما هو أهون من هذا وانت فی صلب آدم، أن لا تشرک بی فأبيت الا الشرک". [انظر: ۶۵۳۸، ۶۵۵۷] [۱۵]

[۱۴] اس کی مفصل تشریح ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۲، ص:۵۲۰، کتاب الحیض، رقم:۳۱۸۔

[۱۵] وفی صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب طلب الكافر الفداء بملء الأرض ذهبا، رقم: ۵۰۱۸، ۵۰۱۹، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۱۸۴۱، ۱۱۸۶۳، ۱۲۸۱۱۔

ادنیٰ عذاب (جہنمی) سے سوال

جہنم میں جس کو سب سے کم عذاب ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے اگر تمہیں ساری زمین کی دولت مل جائے، تو کیا تم فدیہ میں دے کر اپنے آپ کو اس عذاب سے چھڑانا چاہو گے؟ وہ کہے گا: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تو اس سے بھی بہت ہلکی بات مانگی تھی کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، لیکن تم نے شریک ٹھہرایا تو اس کی وجہ سے یہ عذاب ہوا ہے۔

۳۳۳۵ـــ حدثنا عمر بن حفص بن غياث: حدثنا ابي: حدثنا الاعمش قال: حدثني عبد الله بن مرة، عن مسروق، عن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تقتل نفس ظلما الا كان على ابن آدم الاول كفل من دمها، لأنه أول من سن القتل". [انظر: ۶۸۶۷، ۷۳۲۱] [۱۶]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب بھی دنیا میں) کوئی ناحق قتل ہوتا ہے تو اس کے گناہ کا ایک حصہ آدم کے بیٹے (یعنی قابیل) پر ضرور ہوتا ہے، کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ ایجاد کیا۔

ایک کو مارا جیسے سب کو مارا

مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کے خلاف قتل کا یہ جرم پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے۔ کیونکہ کوئی شخص قتلِ ناحق کا ارتکاب اسی وقت کرتا ہے جب اس کے دِل سے انسان کی حرمت کا احساس مٹ جائے۔ ایسی صورت میں اگر اس کے مفاد یا سرشت کا تقاضا ہوگا تو وہ کسی اور کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرے گا، اور اس طرح پوری انسانیت اس کی مجرمانہ ذہنیت کی زد میں رہے گی۔ نیز جب اس ذہنیت کا چلن عام ہو جائے تو تمام انسان غیر محفوظ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا قتلِ ناحق کا ارتکاب چاہے کسی کے خلاف کیا گیا ہو، تمام انسانوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ جرم ہم سب کے خلاف کیا گیا ہے۔ [۱۷]

---

[۱۶] وفي صحيح مسلم، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب بيان الم من سن القتل، رقم: ۳۱۷۷، وسنن الترمذي، كتاب العلم عن رسول الله، باب ماجاء الدال على الخير كفاعله، رقم: ۲۵۹۷، وسنن النسائي، كتاب تحريم الدم، رقم: ۳۹۲۰، وسنن ابن ماجة، كتاب الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلماً، رقم: ۲۶۰۶، ومسند احمد، كتاب مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبدالله بن مسعود، رقم: ۳۳۵۰، ۳۸۸۳، ۳۹۱۳.

[۱۷] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، صفحہ: ۲۴۷۔

(۲) بابٌ: الارواح جنود مجندة

۳۳۳۶ـ قال: وقال: اللیث: عن یحی بن سعید، عن عمرة، عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: سمعت النبی ﷺ یقول: "الأرواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف". وقال یحیی بن ایوب: حدثنی یحیی بن سعید بهذا.

حدیثِ باب کا مطلب

حدیث **"الأرواح جنود مجندة"** کی خاص طور پر صوفیائے کرامؒ نے کافی لمبی تفصیل کی ہے، لیکن عام طور پر علماء کرام نے اس کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارواح کو ازل میں عہد **"اَلَسْتُ"** کے وقت جمع فرمایا تھا تو اس وقت ارواح مختلف شکلوں کی صورت میں تھیں، جب اکٹھی کی گئیں تو اس وقت جن روحوں نے ایک دوسرے کو پہچانا ان کے درمیان دنیا میں الفت پیدا ہوئی **فما تعارف منها ائتلف**، اور جو ایک دوسرے سے اجنبی رہے ایک دوسرے کو نہیں پہچانا ان کے درمیان دنیا میں اختلاف پیدا ہوا، یہ معنی علماء نے بیان فرمائے ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔[۱۸]

میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ اس کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے روحوں کو جمع کیا تھا اس وقت جن روحوں کے چہرے ایک دوسرے کے مقابل تھے ان کے درمیان محبت پیدا ہوئی اور جن کی پشتیں ایک دوسرے کے مقابل تھیں ان کے درمیان نفرت ہوئی اور جن میں ایک کا چہرہ ایک کی پشت تھی تو جس کا چہرہ تھا وہ محبت کرتا ہے اور جس کی پشت تھی وہ نفرت کرتا ہے۔

(۳) باب قول اللہ عز وجل: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ﴾[هود: ۲۵]

قال ابن عباس: ﴿بَادِیَ الرَّأْیِ﴾ [هود: ۲۷] ما ظهر لنا.

بَادِیَ الرَّأْیِ ــــ اس کی تفسیر کر رہے ہیں کہ آپ کے متبعین ہمیں بالکل نچلے درجے کے لگتے ہیں، **بَادِیَ الرَّأْیِ**، ظاہری رائے میں، **ماظهر لنا**۔

﴿اقلعی﴾ [هود: ۴۴]: امسکی.

﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ [هود: ۴۰]: نبع الماء. وقال عکرمة: وجه الأرض.

وقال مجاهد: ﴿اَلْجُوْدِیِّ﴾ [هودی: ۴۴]: جبل بالجزیرة.

---

[۱۸] تعارفها موافقة صفاتها التی خلقها اللہ علیها، وتناسبها فی اخلاقها، وقیل: لأنها خلقت مجتمعة ثم فرقت فی أجسادها، فمن وافق قسیمه ألفه، ومن باعده نافره.، عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۱۹.

اَلْجُوْدِیِّ ۔ یہ اس پہاڑ کا نام ہے جو شمالی عراق میں واقع ہے، اور اُس پہاڑی سلسلے کا ایک حصہ ہے جو کردستان سے آرمینیا تک پھیلا ہوا ہے۔ بائبل میں اس پہاڑ کا نام ''ارارات'' مذکور ہے۔[19]

﴿دَأْب﴾ [المؤمن: ۳۱]: حال.

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللهِ﴾ الى قوله: ﴿مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ [يونس: ۷۱-۷۲]

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ان کے سامنے نوح کا واقعہ پڑھ کر سناؤ، جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ: ''میری قوم کے لوگو! اگر تمہارے درمیان میرا رہنا، اور اللہ کی آیات کے ذریعے خبر دار کرنا تمہیں بھاری معلوم ہو رہا ہے تو میں نے تو اللہ ہی پر بھروسہ کر رکھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے اپنی تبلیغ پر کوئی اُجرت وصول کرنی ہوتی تو تمہارے جھٹلانے سے میرا نقصان ہوسکتا تھا کہ میری اُجرت ماری جاتی، لیکن مجھے تو کوئی اُجرت وصول کرنی ہی نہیں ہے، اس لئے تمہارے جھٹلانے سے میرا کوئی ذاتی نقصان نہیں ہے۔[20]

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ﴾ [نوح: ۱] الى آخر السورة.

ترجمہ: بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف (یہ پیغام دیکر) بھیجا کہ اپنی قوم کو ان پر دردناک عذاب آنے سے پہلے ڈرایئے۔

۳۳۳۷ - حدثنا عبدان قال: اخبرنا عبد الله، عن يونس، عن الزهري قال سالم: وقال ابن عمر رضي الله عنهما: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم في الناس فاثنى على الله بما هو اهله ثم ذكر الدجال فقال: "انى لانذركموه، وما من نبى الا انذره قومه، ولقد انذر نوح قومه، ولكنى اقول لكم فيه قولا لم يقله نبى لقومه. تعلمون انه اعور، وان الله ليس باعور". [راجع ۳۰۵۷]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہوکر پہلے اللہ کی ایسی تعریف کی، جس کا وہ مستحق تھا، پھر دجال کا ذکر کر کے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، اور نوح نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا ہے، لیکن میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی (اور وہ یہ ہے) کہ بیشک دجال کانا ہے، اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

[19] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ ھود، آیت: ۴۴، ص: ۴۸۱۔

[20] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ یونس، آیت: ۷۱-۷۲، ص: ۴۶۲۔

دجال کا حلیہ

إنـه اعـور ـ بے شک دجال کی داہنی آنکھ تو بالکل ہموار ہوگی کہ اس جگہ آنکھ کا نام ونشان بھی نہیں ہوگا اور بائیں آنکھ موجود تو ہوگی لیکن اس میں بھی پھولا ہوا ٹینٹ ہوگا۔

۳۳۳۸ـــ حـدثـنـا ابـونـعـيـم، حدثنا شيبان،عن يحيى، عن ابى سلمة: سمعت ابا هـريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صـلـى الله عليه وسلم: "الا احدثكم حديثا عن الـدجـال مـا حدث به نبى قومه؟ انه أعور وانه يجىء معه بمثال الجنة والنار. فالتى يقول: انها الجنة، هى النار وانى انذركم كما انذر به نوح قومه". [راجع: ۳۰۵۷]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں دجال کے متعلق ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی، بے شک وہ کانا ہے، اور وہ اپنے ساتھ جنت اور دوزخ کی ایک شبیہ لائے گا، پس جسے وہ جنت کہے گا، درحقیقت وہ دوزخ ہوگی، اور میں تمہیں دجال سے ایسا ہی ڈراتا ہوں، جیسے نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

وانـى انـذركم كما انذر به نوح قومه ـ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تھا، پس "نوح علیہ السلام کے بعد" سے مراد یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ڈرایا اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء نے بھی ڈرایا۔

۳۳۳۹ـــ حـدثـنـا مـوسـى بـن اسـمـاعـيـل: حـدثـنـا عبد الواحد بن زياد: حدثنا الاعـمـش، عـن ابـى صـالـح، عن ابى سعيد قال: قال رسول الله صـلـى الـله عليه وسلم: "يـجـىء نـوح وامتـه فيقول الله تعالى: هل بلغت؟ فيقول: نعم اى رب. فيقول لامته: هل بلغكم؟ فيقولون: لا، ما جاء نا من نبى، فيقول لنوح: من يشهد لك؟ فيقول: محمد صلى الله عليه وسلم وامته، فتشهد انه قد بلغ. وهو قوله جل ذكره: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ [البقرة: ۱۴۳]" والوسط: العدل. [أنظر: ۴۴۸۷، ۷۳۴۹] [۲۱]

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) نوح مع اپنی قوم کے تشریف لائیں گے، تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تم نے (ہمارا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ

---

[۲۱] وفـى سـنـن الترمذى، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة البقرة، رقم: ۲۸۸۶، وسنن ابن ماجة، كتاب الـزهـد، بـاب صـفـة امة محمد، رقم: ۴۲۷۴، ومسند احمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى سعيد الخدرى، رقم: ۱۰۶۴۶، ۱۰۸۴۱، ۱۱۱۳۲.

کہیں گے کہ ہاں، اے پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ ان کی اُمت سے پوچھے گا کہ کیا انہوں نے تمہیں ہمارا پیغام دیا تھا؟ تو وہ کہیں گے نہیں، ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت، تو وہ گواہی دیں گے کہ ہاں انہوں نے حکم پہنچا دیا ہے، یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں متوسط اُمت بنایا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو، وسط کے معنی درمیان کے ہیں۔

۳۳۴۰ ــ حدثنا اسحاق بن نصر: حدثنا محمد بن عبید: حدثنا أبو حیان، عن أبی زرعة عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: کنا مع النبی ﷺ فی دعوة فرُفعت الیه الذراع وکانت تعجبه فنهس منها نهسة. وقال: "أنا سید الناس یوم القیامة،هل تدرون بمن یجمع الله الأولین والآخرین فی صعید واحد فیبصرهم الناظر ویسمعهم الداعی وتدنو منهم الشمس فیقول بعض الناس: ألا ترون الی ما أنتم فیه؟ الی ما بلغکم؟ألا تنظرون الی من یشفع لکم الی ربکم؟ فیقول بعض الناس: أبوکم آدم، فیأتونه فیقولون: یا آدم، أنت أبو البشر، خلقکم الله بیده ونفخ فیک من روحه، وأمر الملائکة فسجدوا لک، وأسکنک الجنة، ألا تشفع لنا الی ربک، ألا تری ما نحن فیه وما بلغنا؟ فیقول: ربی غضب غضبا لم یغضب قبله مثله، ولا یغضب بعده مثله، ونهانی عن الشجرة فعصیت، نفسی نفسی، اذهبوا الی غیری. اذهبوا الی نوح. فیأتون نوحا فیقولون: یا نوح أنت أول الرسل الی أهل الأرض، وسماک الله عبدا شکورا، أما تری الی ما نحن فیه؟ ألا تری الی ما بلغنا؟ ألا تشفع لنا الی ربک؟فیقول: ربی غضب الیوم غضبا لم یغضب قبله مثله، ولا یغضب بعده مثله، نفسی نفسی، ائتوا النبی ﷺ فیأتونی فأسجد تحت العرش. فیقال: یا محمد ارفع رأسک واشفع تشفع، وسل تعطه" قال محمد بن عبید: لا أحفظ سائره. [انظر: ۳۳۶۱، ۴۷۱۲] ۲۲

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دست پیش کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت مرغوب تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے نوچ نوچ کر کھانے لگے اور فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام آدمیوں کا

۲۲ وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها، رقم: ۲۸۷، وسنن الترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول الله، باب ما جاء فی الشفاعة، رقم: ۲۳۵۸، وکتاب صفة الجنة عن رسول الله، باب ما جاء فی خلود أهل الجنة وأهل النار، رقم: ۲۴۸۰.

سردار ہوں گا، کیا تم جانتے ہو کس لئے؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام اگلے پچھلے لوگوں کو ہموار میدان میں جمع کرے گا اس طرح کہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور پکارنے والا انہیں اپنی آواز سنا سکے اور آفتاب ان کے (بہت) قریب آجائے گا، پس بعض آدمی کہیں گے کہ تم دیکھتے نہیں کہ تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے اور تمہیں کتنی مشقت پہنچ رہی ہے، کیا تم ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو اللہ سے تمہاری سفارش کرے، دوسرے لوگ کہیں گے، اپنے باپ آدم کے پاس چلو، تو وہ ان کے پاس آکر کہیں گے کہ آدم آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کر کے اپنی رُوح آپ کے اندر پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا، کیا اپنے رب سے آپ ہماری سفارش نہیں کریں گے؟ کیا آپ ہماری حالت اور ہماری مشقت کا مشاہدہ نہیں فرما رہے، وہ فرمائیں گے کہ آج اللہ اتنا غضب ناک ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا، نہ آئندہ ہوگا اور اس نے مجھے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا، مگر میں نے نافرمانی کی، مجھے تو خود اپنی جان کی پڑی ہے، لہٰذا کسی دوسرے کے پاس جاؤ (ہاں) نوح کے پاس چلے جاؤ، تو وہ نوح کے پاس آکر کہیں گے کہ اے نوح! آپ دنیا میں سب سے پہلے (تشریعی) رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو شکر گزار بندہ کا خطاب عطا فرمایا ہے، کیا آپ ہماری حالت کا معائنہ نہیں فرما رہے، کیا آپ اپنے رب سے ہماری سفارش نہیں کریں گے؟ وہ فرمائیں گے کہ آج اللہ اتنا غضبناک ہے کہ اس سے قبل ایسا غضبناک نہ ہوا، نہ آئندہ ہوگا، مجھے تو خود اپنی فکر ہے (یہاں تک کہ ان سے کہا جائے گا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، تو وہ میرے پاس آئیں گے، میں عرش کے نیچے سجدہ میں گر پڑوں گا تو مجھ سے کہا جائے گا، اے ہمارے محبوب! اپنا سر اٹھایئے اور سفارش کیجئے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سفارش مقبول ہوگی اور مانگئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیا جائے گا۔

نوح علیہ السلام کو اوّل الرسل اس لئے کہا کہ سب سے پہلے شریعت لانے والے یہ ہیں، ورنہ ان سے پہلے جو انبیائے کرام آتے تھے وہ زیادہ تر دنیاوی احکام لے کر آتے تھے۔

۳۳۴۱ ـ حدثنا نصر بن علي بن نصر: اخبرنا ابو احمد، عن سفيان، عن ابي اسحاق عن الاسود بن يزيد، عن عبد الله رضي الله عنه: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قرا ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ [القمر: ۱۵] مثل قراءة العامة. [أنظر: ۳۳۴۵، ۳۳۷۶، ۴۸۶۹، ۴۸۷۰، ۴۸۷۱، ۴۸۷۲، ۴۸۷۳، ۴۸۷۴] ۲۳

۲۳ وفي صحيح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب ما يتعلق بالقراءات، رقم: ۱۳۶۲، وسنن الترمذي، كتاب القراءات عن رسول الله، باب ومن سورة القمر، رقم: ۲۸۶۱، وسنن أبي داؤد، كتاب الحروف والقراءات، رقم: ۳۴۸۰، ومسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن مسعود، رقم: ۳۵۶۸، ۳۶۶۰، ۳۷۲۳، ۳۸۹۶، ۳۹۵۰، ۴۱۶۹.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے **فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ** (یعنی کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا) مشہور قراءت کے موافق پڑھا۔

(۴) باب

﴿وان الياس لمن المرسلين اذ قال لقومه ألا تتقون﴾ إلى ﴿وترکنا علیه فی الآخرین﴾ قال ابن عباس: يذكر بخير ﴿سلام على آل ياسين انا كذلك نجزى المحسنين انه من عبادنا المؤمنين﴾، [الصافات: ۱۲۵ . ۱۳۲] يذكر عن ابن مسعود وابن عباس أن الياس هو ادريس.

حضرت الیاس علیہ السلام کے بابت تین باتوں میں اختلاف

حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں علماء کے درمیان تین چیزوں میں کلام ہوا ہے.

پہلا اختلاف یہ ہے کہ کیا حضرت الیاس اور ادریس علیہما السلام دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں؟

یہاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت صیغۂ تمریض کے ساتھ تعلیقاً نقل کی ہے، کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے، انہوں نے فرمایا کہ الیاس وادریس علیہما السلام ایک ہی ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ دونوں الگ الگ ہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہیں یا بعد میں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بعد میں ہونے کو ترجیح دی ہے اس لئے کہ نوح علیہ السلام کا ذکر پہلے کیا ہے اور الیاس علیہ السلام کا بعد میں۔[۲۴]

تیسرا اختلاف یہ ہے کہ ان کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ اٹھایا گیا تھا، بعض کہتے ہیں نہیں اٹھایا گیا۔ اٹھانے کے بارے میں جو روایت آئی ہیں وہ سند کے اعتبار سے زیادہ مضبوط نہیں ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اٹھایا گیا تھا یا نہیں؟ اور عہد نامۂ قدیم میں حضرت ادریس علیہ السلام کو ''اخنوخ'' کہا گیا ہے، اور ان کا ذکر حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہے، اور حضرت الیاس علیہ السلام کو انبیاء بنی اسرائیل میں شمار کیا گیا ہے۔

جو لوگ رفع آسمانی کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ **ورفعنه مكانا عليا** کے معنی ہیں آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ اور جو لوگ رفع آسمان کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس سے مرتبہ کا بلند کرنا مراد ہے۔[۲۵]

---

۲۴ فتح الباری، ج:۶، ص:۳۷۳، وعمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۲۹۔

۲۵ فتح الباری، ج:۶، ص:۳۷۵، رقم:۳۳۴۲۔

(۵) باب ذکر ادریس علیه السلام، وهو جد ابی نوح ویقال: جد نوح علیهما السلام وقوله تعالی: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ [مریم: ۵۷]

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ اس سے مراد نبوت ورسالت اور تقویٰ اور بزرگی کا اعلیٰ مرتبہ ہے جوان کے زمانے میں انہی کو عطا ہوا۔ بائبل میں ان کے بارے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اُٹھالیا تھا۔ تفسیر کی بعض کتابوں میں بھی ایسی کچھ روایتیں آئی ہیں، جن کی بنیاد پر کہا گیا ہے کہ اس آیت میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔[۲۶]

۳۳۴۲ــ قال عبدان: اخبرنا عبد اللہ: اخبرنا یونس، عن الزهری ح واخبرنا احمد بن صالح قال: حدثنا عنبسة: حدثنا یونس، عن ابن شهاب قال: قال انس بن مالک: کان ابو ذر رضی اللہ عنه یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: ”فرج عن سقف بیتی وانا بمکة فنزل جبریل ففرج صدری ثم غسله بماء زمزم، ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حکمة وایمانا فافرغها فی صدری ثم اطبقه. ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء الدنیا، قال جبریل لخازن السماء: افتح، قال: من هذا؟ قال: جبریل، قال: معک احد؟ قال: معی محمد، قال: ارسل الیه؟ قال: نعم، فافتح. فلما علونا السماء اذا رجل عن یمینه اسودة وعن یساره اسودة فاذا نظر قبل یمینه ضحک، واذا نظر قبل شماله بکی. فقال: مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح. قلت: من هذا یا جبریل؟ قال: هذا آدم، وهذه الاسودة عن یمینه وعن شماله نسم بنیه. فاهل الیمین منهم اهل الجنة، والاسودة التی عن شماله اهل النار. فاذا نظر قبل یمینه ضحک، واذا نظر قبل شماله بکی. ثم عرج بی جبریل حتی اتی السماء الثانیة فقال لخازنها: افتح، فقال له خازنها مثل ما قال الاول ففتح“، قال انس: فذکر انه وجد فی السموات ادریس وموسی وعیسی وابراهیم، ولم یثبت لی کیف منازلهم غیر انه ذکر انه وجد آدم فی السماء الدنیا وابراهیم فی السادسة. وقال انس: ”فلما مر جبریل بادریس قال: مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح، فقلت: من هذا؟ قال: هذا ادریس ثم مررت بموسی. فقال: مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح، قلت: من هذا؟ قال: هذا موسی. ثم مررت بعیسی. فقال: مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح، قلت: من هذا؟ قال: عیسی. ثم مررت بابراهیم فقال: مرحبا بالنبی الصالح

[۲۶] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ مریم، آیت: ۵۷، ص: ۶۵۹.

والابن الصالح، قلت: من هذا؟ قال: هذا ابراهيم". قال: واخبرني ابن حزم، ان ابن عباس وابا حبة الانصاری کانا يقولان: قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم: "ففرض اللّٰه علی خمسين صلاة، فرجعت بذلک حتی امر بموسی فقال لی موسی: ما الذی فرض علی امتک؟ قلت: فرض عليهم خمسين صلاة، قال: فراجع ربک، فان امتک لا تطيق. فرجعت فراجعت ربی فوضع شطرها، فرجعت الی موسی فقال: راجع ربک. فذکر مثله. فوضع شطرها، فرجعت الی موسی فاخبرته فقال: راجع ربک فان امتک لا تطيق ذلک فرجعت فراجعت ربی فقال: هی خمس وهی خمسون، لا يبدل القول لدی. فرجعت الی موسی فقال: راجع ربک، فقلت: قد استحييت من ربی. ثم انطلق حتی اتی بی السدرة المنتهی فغشيها الوان لا ادری ما هی. ثم ادخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ، واذا ترابها المسک". [راجع: ۳۴۹].

یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں گیارہ مختلف مقامات پر آئی ہے، کہیں اختصار کے ساتھ، کہیں تفصیل سے اور کہیں متوسط درجہ کی تفصیل کے ساتھ آئی ہے، اس حدیث سے اور بھی بہت سی مباحث متعلق ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق سیرت سے ہے، بعض کا تعلق احکامِ فقہیہ سے اور بعض کا تعلق علمِ کلام کے مسائل سے ہے، علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے "شرح المواہب اللدنیہ" میں اس حدیث میں جو بحث کی ہے وہ تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔[۲۷]

(۶) باب قول اللّٰه تعالیٰ:

﴿والی عاد أخاهم هودا﴾ [الأعراف: ۶۵] وقوله: ﴿اذ أنذر قومه بالأحقاف﴾ الی قوله: ﴿کذٰلک يجزی القوم المجرمين﴾ [الأحقاف: ۲۱. ۲۵] فيه عطاء وسليمان، عن عائشة عن النبی ﷺ. وقول اللّٰه عز وجل: ﴿وأما عاد فأهلکوا بريح صرصر﴾ شديدة ﴿عاتية﴾ قال ابن عيينة: عتت الخزان.

﴿سخرها عليهم سبع ليال وثمانية أيام حسوما﴾: متتابعة. ﴿فتری القوم فيها صرعی کأنهم أعجاز نخل خاوية﴾: أصولها. ﴿فهل تری لهم من باقية﴾ [الحاقة: ۶. ۸] بقية.

قومِ عاد عربوں کی ابتدائی نسل کی ایک قوم تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کم از کم دو ہزار سال پہلے یمن کے علاقے حضرموت کے آس پاس آباد تھی۔ یہ لوگ اپنی جسمانی طاقت اور پتھروں کو تراشنے کے ہنر میں

[۲۷] اس کی مزید تشریح ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۳، ص:۵۴، کتاب الصلوٰۃ، رقم:۳۴۹، و کتاب بدء الخلق، رقم:۳۲۰۷۔

مشہور تھے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے بت بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی، اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت ہود علیہ السلام ان کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجے گئے، اور انہوں نے اپنی قوم کو بڑی دردمندی سے سمجھانے کی کوشش کی، اور انہیں توحید کی تعلیم دے کر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بننے کی تعلیم دی، مگر کچھ نیک طبع لوگوں کے سوا باقی لوگوں نے اُن کا کہنا نہیں مانا۔ پہلے اُن کو قحط میں مبتلا کیا گیا، اور حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں یاد دلایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تنبیہ ہے، اگر اب بھی تم اپنی بداعمالیوں سے باز آجاؤ تو اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کی بارشیں برسا دے گا۔ لیکن اس قوم پر کچھ اثر نہیں ہوا، اور وہ اپنے کفر و شرک میں بڑھتی چلی گئی۔ آخر کار اُن پر ایک تیز و تند آندھی کا عذاب بھیجا گیا جو آٹھ دن تک متواتر جاری رہا، یہاں تک کہ یہ ساری قوم ہلاک ہو گئی۔ [۲۸]

۳۳۴۳ - حدثنا محمد بن عرعرة، حدثنا شعبة عن الحكم، عن مجاهد، عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "نصرت بالصبا، واهلكت عاد بالدبور". [راجع: ۱۰۳۵]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پچھم ہوا سے میری مدد ہوئی، اور پُرب ہوا سے عاد ہلاک ہوئے۔

۳۳۴۴ - قال: وقال ابن كثير: عن سفيان، عن أبيه، عن ابن أبي نعم، عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: بعث عليٌ الى النبي ﷺ بذهيبة فقسّمها بين الأربعة: الأقرع ابن حابس الحنظلي ثم المجاشعي وعيينة بن بدر الفزاري، وزيد الطائي ثم أحد بني نبهان، وعلقمة بن علاثة العامري ثم أحد بني كلاب. فغضب قريش والأنصار، قالوا: يعطي صناديد أهل نجد ويدعنا؟ قال: "انما أتألفهم". فأقبل رجل غائر العينين، مشرف الوجنتين، ناتي الجبين، كث اللحية، محلوق فقال: اتق الله يا محمد! فقال: "من يطع الله اذا عصيت؟ أيأمنني الله على أهل الأرض ولا تأمنوني؟ "فسأله رجل قتله، أحسبه خالد بن الوليد فمنعه. فلمّا ولّى قال: "ان من ضئضئ هذا - أو في عقب هذا - قوم يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم، يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية، يقتلون أهل الاسلام ويدعون أهل الأوثان، لئن أنا أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد". [انظر: ۳۶۱۰، ۴۳۵۱، ۴۶۶۷، ۵۰۵۸، ۶۱۶۳، ۶۹۳۱، ۶۹۳۴، ۷۴۳۲] [۲۹]

---

[۲۸] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، الاعراف، آیت: ۶۵، ص: ۳۳۶۔

[۲۹] وفي صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب في ريح الصبا والدبور، رقم: ۱۴۹۸، وسنن النسائي، كتاب الزكاة، باب المؤلفة قلوبهم، رقم: ۲۵۳۱، ومسند أحمد، ومن مسند بني هاشم، باب بداية مسند عبد الله بن العباس، رقم: ۱۸۵۴، ۱۹۰۹، ۲۸۲۷، ۳۰۰۵، ۳۱۶۷، ۳۳۵۹.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سونا بھیجا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کردیا، اقرع بن حابس حنظلی ثم المجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری، زید طائی جو بعد میں بنونبہال میں شامل ہوگئے اور علقمہ بن علاثہ عامری جو بعد میں بنوکلاب سے متعلق ہوگئے، تو قریش وانصار اس پر ناراض ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہ اہل نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں، ہمیں نہیں دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان کی تالیف کرتا ہوں، پھر ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی اور رُخسار اُبھرے ہوئے تھے، پیشانی اُونچی داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا اے محمد! خدا سے ڈرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہی خدا کی نافرمانی کرنے لگوں تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا، اللہ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے شاید وہ خالد بن ولید تھے، اس کے قتل کرنے کی اجازت مانگی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کردیا جب وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل میں یا فرمایا کہ اس کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے، جو قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، اہلِ اسلام کو تو قتل کریں گے، لیکن بُت پرستوں کو ہاتھ بھی نہ لگائیں گے، اگر میں انہیں پاتا تو عاد کی طرح انہیں قتل کردیتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو جس طرح قوم عاد کو قتل کیا گیا اس طرح ان کو قتل کروں گا، لیکن اس وقت قتل کی اجازت نہیں دی، لوگوں نے قتل کی اجازت چاہی لیکن آپ ﷺ نے منع فرمایا، اس واسطے کہ ابھی تک فساد کا معاملہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔

۳۳۴۵ ـ حدثنا خالد بن یزید: حدثنا اسرائیل، عن ابی اسحاق، عن الاسود قال: سمعت عبد اللہ قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ ﴿فهل من مدكر﴾ [القمر: ۱۵].
[راجع: ۳۳۴۱]

(۷) باب قصة یأجوج ومأجوج، وقول اللہ تعالیٰ:

یاجوج وماجوج کے واقعہ کا بیان اور فرمانِ خداوندی:

﴿قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ﴾

''انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین بے شک یاجوج وماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں''۔

قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ﴾ الی قوله ﴿سَبَباً﴾ سَبَباً: طریقاً. إلى قوله: ﴿آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ﴾ واحدها زبرة وهی القطع.

فرمانِ الٰہی: ''اور یہ لوگ آپ (ﷺ) سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، آپ (ﷺ)

فرما دیجئے، میں ان کا تھوڑا سا قصہ تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں، ہم نے انہیں حکومت دی تھی، اور ہم نے ہر قسم کا سامان انہیں دیا، سو وہ ایک راستہ پر (بارادۂ فتوحات) چلے، میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ" تک۔ زبر کا مفرد زبرۃ یعنی ٹکڑے۔

﴿حَتّٰى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ﴾ يقال عن ابن عباس: الجبلين، والسدين: الجبلين. ﴿خَرْجاً﴾: أجراً.

"یہاں تک کہ جب انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان میں برابر کر دیا"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، صدفین کے معنی دو پہاڑ اور سدین کے معنی بھی دو پہاڑ۔ "خرجاً" کے معنی اُجرت۔

إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۔ یاجوج اور ماجوج دو وحشی قبیلے تھے جو ان پہاڑوں کے پیچھے رہتے تھے، اور تھوڑے تھوڑے وقفوں سے وہ پہاڑوں کے درمیانی درّے سے اس علاقے میں آ کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ علاقے کے لوگ ان سے پریشان تھے، اس لئے انہوں نے ذوالقرنین کو دیکھا کہ وہ بڑے وسائل کے مالک ہیں، تو ان سے درخواست کی کہ پہاڑوں کے درمیان جو درّہ ہے، اسے ایک دیوار بنا کر بند کر دیں، تاکہ یاجوج ماجوج کا راستہ بند ہو جائے، اور وہ یہاں آ کر فساد نہ پھیلا سکیں۔ اس کام کے لئے انہوں نے کچھ مال کی بھی پیش کش کی، لیکن حضرت ذوالقرنین نے کوئی معاوضہ لینے سے انکار کر دیا، البتہ یہ کہا کہ تم اپنی افرادی طاقت سے میری مدد کرو تو میں یہ دیوار بلا معاوضہ بنا دوں گا۔

قال: ﴿انْفُخُوا حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ نَاراً قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْراً﴾ أصب عليه رصاصاً ويقال: الحديد، ويقال الصفر. وقال ابن عباس: النحاس.

تو ذوالقرنین نے کہا: اسے پھونکو، حتیٰ کہ جب اسے آگ (کی طرح) سُرخ کر دیا، تو ذوالقرنین نے کہا کہ میرے پاس آؤ، میں اس پر قطرہ ڈال دوں، قطر کے معنی رانگ، بعض کہتے ہیں کہ لوہا اور بعض کہتے ہیں کہ پیتل، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تانبا۔

یعنی ذوالقرنین نے پہلے لوہے کی بڑی بڑی چادریں پہاڑوں کے درمیان رکھ کر درّے کو پاٹ دیا، پھر اُن چادروں کو آگ سے گرم کر کے ان پر پگھلا ہوا تانبہ ڈالا، تاکہ وہ چادروں کی درمیانی درزوں میں جا کر بیٹھ جائے، اور اس طرح یہ دیوار نہایت مضبوط بن گئی۔[۳۰]

﴿فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ﴾ يعلوه، اسطاع: استفعل من طعت له فلذلک فتح اسطاع يسطيع، وقال بعضهم: استطاع يستطيع.

نہ وہ اس پر چڑھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ **یظھروہ**۔ کے معنی وہ اس کے اُوپر چڑھیں۔ "**استطاع**" **اطعت له** کا باب استفعال ہے، اسی وجہ سے مفتوح پڑھا گیا ہے کہ **اسطاع یسطیع** اور بعض کہتے ہیں، **استطاع یستطیع**۔

[۳۰] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الکھف، آیت: ۹۴، ص: ۶۴۶۔

﴿وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّاءَ﴾:
ألزقه بالأرض، وناقة دكاء: لا سنام لها، والدكداك من الأرض مثله، حتى صلب وتلبد.

''اور نہ وہ اس میں سوراخ کر سکتے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے اور جب میرے رب کا وعدہ آئے گا، تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر ڈالے گا۔'' **دکاء** کے معنی اسے زمین سے ملا دے گا۔ **ناقة دکاء** اس اُونٹنی کو کہتے ہیں جس کی کوہان نہ ہو اور **دکداک** وہ زمین ہے جو ہموار ہونے کی وجہ سے اتنی سخت ہوگئی ہو کہ اس پر پڑیاں جمی ہوں۔

وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ..... الآیة۔ ذوالقرنین نے اتنا بڑا کارنامہ انجام دینے کے بعد دو حقیقتوں کو واضح کیا:

ایک یہ کہ یہ سارا کارنامہ میرے قوتِ بازو کا کرشمہ نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مجھے اس کی توفیق ہوئی ہے۔

اور دوسرے یہ کہ اگر چہ اس وقت یہ دیوار بہت مستحکم بن گئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے اُسے توڑنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا، یہ قائم رہے گی، اور جب وہ وقت آ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹوٹنا مقرر کر رکھا ہے تو یہ ٹوٹ کر زمین کے برابر ہو جائے گی۔ اس طرح قرآنِ کریم سے یہ بات یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتی کہ یہ دیوار قیامت تک قائم رہے گی، بلکہ اس کا قیامت سے پہلے ٹوٹنا بھی ممکن ہے۔

چنانچہ بعض محققین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ دیوار رُوس کے علاقے داغستان میں دربند کے مقام پر بنائی گئی تھی، اور اب وہ ٹوٹ چکی ہے۔ یاجوج ماجوج کے مختلف ریلے تاریخ کے مختلف زمانوں میں متمدن آبادیوں پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں، اور پھر وہ ان متمدن علاقوں میں پہنچ کر خود بھی متمدن ہوتے رہے ہیں۔ البتہ ان کا آخری ریلا قیامت سے کچھ پہلے نکلے گا۔

اس موضوع کی مفصل تحقیق حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''قصص القرآن'' میں اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ''معارف القرآن'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

﴿وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِىْ بَعْضٍ﴾ [الکھف: ۹۸، ۹۹]
﴿حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾ [الأنبیاء: ۹٦]

''اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور ہم اس دن ان کی یہ حالت کر دیں گے کہ ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو جائیں گے، حتی کہ یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے، اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے۔''

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ..... الآیة۔ اور آگے ذوالقرنین نے جو فرمایا کہ: ''میرے رب کا وعدہ بالکل سچا ہے'' اس سے مراد قیامت کا وعدہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تو ابھی معلوم نہیں ہے کہ اس دیوار کے ٹوٹنے کے لئے اللہ

تعالیٰ نے کونسا وقت مقرر فرمایا ہے، لیکن ایک وعدہ واضح طور پر معلوم ہے کہ ایک وقت قیامت آنے والی ہے، اور جب وہ آئے گی تو ہر مضبوط سے مضبوط چیز بھی ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائے گی۔ [۳۱]

حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ ..... الآية۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنا اُس وقت ہوگا جب قیامت آئے گی، اور اُس کی ایک علامت یہ ہوگی کہ یاجوج اور ماجوج کے وحشی قبیلے بہت بڑی تعداد میں دُنیا پر حملہ آور ہوں گے، اور ایسا محسوس ہوگا کہ وہ ہر بلند جگہ سے پھسلتے ہوئے آرہے ہیں۔ [۳۲] ﴿توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الانبیاء، آیت: ۹۶، ص: ۷۰۵﴾

وقال قتادة: حدب: أكمة، وقال رجل للنبي ﷺ: رأيت السد مثل البرد المحبر، قال: "قد رأيتهٗ".

قتادہ کہتے ہیں کہ حـــدب کے معنی ہیں ٹیلہ۔ ایک شخص نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں نے ایک دیوار منقش چادر کی طرح دیکھی ہے (کیا یہی سدِ سکندری ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تو نے اُسے دیکھ لیا ہے۔

۳۳۴۶ ـــ حدثنا يحيى بن بكير: حدثنا الليث عن عقيل، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبير: أن زينب بنت أبي سلمة حدثته عن أم حبيبة بنت أبي سفيان، عن زينب بنت جحش رضي الله عنهن: أن النبي ﷺ دخل عليها فزعا يقول: "لا اله الا الله، ويل للعرب من شر قد اقترب. فتح اليوم من ردم يأجوج ومأجوج مثل حزه"، وحلق باصبعه الابهام والتي تليها، قالت زينب بنت جحش: فقلت: يا رسول الله، أنهلك وفينا الصالحون؟ قال: "نعم كثر الخبث" [انظر: ۳۵۹۸، ۷۰۵۹، ۷۱۳۵] [۳۳]

حدیثِ باب کی تشریح

یہ حدیث پہلے بھی گزری ہے لیکن وہاں کلام نہیں ہوا، یہاں تفصیل سے اس پر کلام ہوگا۔

یہ حدیث حضرت زینب بنت جحشؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس حالت میں ان کے پاس آئے کہ ان پر کچھ گھبراہٹ کے آثار تھے اور یہ فرما رہے تھے **"ويل للعرب من شر قد اقترب"** عرب پر افسوس

[۳۲] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الکھف، آیت: ۹۸، ص: ۶۴۷۔

[۳۳] وفي صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب اقتراب الفتن وفتح ردم يأجوج ومأجوج، رقم: ۵۱۲۸، وسنن الترمذي، كتاب الفتن عن رسول الله، باب ما جاء في خروج يأجوج ومأجوج، رقم: ۲۱۱۳، وسنن ابن ماجة، كتاب الفتن، باب ما يكون من الفتن، رقم: ۳۹۴۳، ومسند أحمد، من مسند القبائل، باب حديث زينب بنت جحش، رقم: ۲۶۱۳۵، ۲۶۱۳۸.

ہے اس شر کی وجہ سے جوان کے قریب آ رہا ہے اور فرمایا **فتح الیوم من ردم یا جوج وما جوج مثل هذه**، یا جوج ماجوج کی دیوار میں سے اتنا حصہ کھل گیا ہے **وحلق باصبعه الابهام والتی تليها.**

فقالت زينب بنت جحش: زینب بنت جحشؓ فرماتی ہیں **فقلت:** میں نے کہا **يا رسول الله أنهلک وفينا الصالحون؟** کیا ہم ہلاک ہوں گیں جبکہ ہمارے اندر کچھ نیک لوگ بھی ہوں گے؟ **قال:** آپ ﷺ نے فرمایا: **نعم، اذا كثر الخبث** . جب فسق وفجور کی زیادتی اور خبائث بڑھ جائیں گے تو اس وقت نیک لوگ بھی ساتھ ہلاک ہو جائیں گے۔ **واتقوا فتنة لا تصيبنّ الذين ظلموا منكم خاصة،** کے اصول کے مطابق۔

۳۳۴۷ ۔ حدثنا مسلم بن ابراهيم: حدثنا وهيب: حدثنا ابن طاؤس، عن ابيه، عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: "فتح الله من ردم ياجوج وماجوج مثل هذه"، وعقد بيده تسعين. [انظر: ۷۱۳۶] [۳۴]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یا جوج ماجوج کی اتنی دیوار کھول دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے نوے کے ہندسے کا حلقہ بنایا۔

یا جوج ماجوج کی آمد میں اختلاف

اس حدیث پر کلام ہوا ہے۔

آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ یا جوج کی دیوار میں رخنہ ہو گیا ہے اور چھوٹا سا اشارہ فرمایا، اس سے کیا مراد ہے؟

بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ فتنوں کا زمانہ قریب آ گیا ہے، فتنوں کا دروازہ کھل گیا ہے یعنی حقیقت مراد نہیں بلکہ استعارہ ہے۔

اگر یہ مطلب مراد لیا جائے تو پھر تو کسی قسم کا کوئی بھی اشکال واقع نہیں ہوتا، لیکن اگر اس سے یہ مراد ہو کہ واقعۃً یا جوج کی دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے تو پھر یا جوج وما جوج کے بارے میں جو عام تصور ہے، اس کے لحاظ سے اس پر اشکال ہوتا ہے۔

عام تصور

یا جوج وما جوج کے بارے میں عام تصور یہ ہے کہ ذوالقرنین نے جب دیوار بنائی تھی تو یا جوج وما جوج کی

---

[۳۴] وفی صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب اقتراب الفتن وفتح ردم یاجوج وماجوج، رقم: ۵۱۳۰، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق، رقم: ۸۱۴۵، ۱۰۴۳۳.

پوری قوم اس کے پیچھے رہ گئی اور وہ دیوار قیامت تک قائم رہے گی، قربِ قیامت میں وہ جا کر ٹوٹے گی۔

سنن ترمذی کے اندر روایت ہے کہ وہ اس دیوار کو روزانہ کھودتے ہیں جب ختم کرنے کے قریب پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کل کھودیں گے، دوسرے دن وہ دوبارہ ویسی ہی ہو جاتی ہے۔[ف]

اس کی بنیاد پر یہ عام تصور ہے کہ وہ روزانہ کھودتے ہیں پھر برابر ہو جاتی ہے، پھر قیامت سے پہلے رخنہ ہونے کا کیا مطلب؟

لیکن یہ سارے اشکالات قرآن کریم کی آیت کے معنی سمجھنے پر مبنی ہیں۔ قرآن کریم میں جو آیت آئی ہے کہ **"حتی اذا جاء وعد ربی جعله دكّاء"**. معروف تفسیر کے مطابق یہاں **"وعد ربی"** سے قیامت مراد ہے، یعنی قیامت کے قرب میں اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دیں گے۔

اس تفسیر کی بنیاد پر یہ اشکال ہوتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ دوسرا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج لوگوں نے ساری دنیا چھان ماری ہے اور کہیں وہ دیوار نہیں نظر آئی، اگر چھوٹی موٹی کوئی قوم ہوتی تو یہ کہہ سکتے تھے کہ چھوٹی سی قوم ہے اس لئے دیوار کے پیچھے نظر نہیں آئی لیکن آپ پڑھ چکے ہیں کہ فرمایا ننانوے حصے یاجوج وماجوج کے ہیں اور ایک حصہ دوسرے لوگوں کا ہے تو اتنی بڑی قوم ہو اور دریافت نہ ہو بہت ہی بعید بات ہے۔ لوگوں نے اس کی توجیہ میں مختلف باتیں کی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب کی تحقیق

اس میں جو صحیح اور محقق بات ہے وہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے عقیدۃ الاسلام میں بیان فرمائی ہے، حضرت شاہ صاحبؒ کی کتاب حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر ہے عقیدۃ الاسلام، اس میں تحقیق فرمائی ہے۔

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ یاجوج وماجوج مستقل ایک نسل ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے ہے، اور وہ نسل عام طور پر پہاڑوں کے پیچھے ایسے علاقوں میں رہی ہے کہ ان کو تمدن سے کم واسطہ پڑا ہے۔

ہوتا یہ تھا کہ جب ان کی تعداد اچانک بڑھ جاتی تھی تو یہ ایک دم اس وحشی علاقہ کو چھوڑ کر شہروں پر حملہ آور ہو جاتے تھے اور یہ سلسلہ ذوالقرنین کے وقت تک تو جاری تھا ہی، اس کے بعد بھی جاری رہا، یہ متمدن دنیا پر حملہ آور ہوتے اور رفتہ رفتہ خود متمدن قوم بن جاتے، وہ اب بھی ہیں یاجوج وماجوج ہی لیکن متمدن ہو گئے. چنانچہ جتنی منگول نسلیں ہیں۔ حضرت کا کہنا ہے یہ سب یاجوج ماجوج تھے جو بعد میں متمدن ہو گئے، منگول نسل کی بہت بڑی قوم ہے جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے جس میں ترکی، ترکستان، چین اور جاپان کے لوگ آتے ہیں، یہ سب اسی نسل کے ہیں اور

[ف] والحديث أخرجه البخاري أيضاً في الفتن. وأخرجه مسلم فيه عن أبي بكر بن أبي شيبة. عمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۵۰

حملہ آور ہونے کے بعد پھر شہروں میں مقیم ہو گئے اور متمدن ہو گئے۔ ۳۵

حضرت ذوالقرنین کے زمانے میں یہ ایک خاص علاقہ کے لوگوں پر حملہ آور ہوتے تھے، علاقے والوں نے حضرت ذوالقرنین سے کہا کہ ہمارے لئے ان سے حفاظت کا بندوبست کر لیجئے، حضرت نے جا کر دیوار بنا دی۔ اس دیوار کا یہ منشأ نہیں تھا کہ یہ سارے یاجوج ماجوج کیلئے رکاوٹ ہے بلکہ جو اس علاقے کے یاجوج ماجوج تھے یہ ان کیلئے رکاوٹ تھی، اس کے دائیں بائیں اگر کہیں یاجوج ماجوج آباد تھے تو وہ آتے رہے، شہروں پر حملہ آور ہوتے رہے اور پھر رفتہ رفتہ متمدن ہوتے رہے۔

نیز یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ ذوالقرنین نے یہ دیوار قیامت تک کیلئے بنائی تھی بلکہ مقصد یہ تھا کہ جب تک حفاظت رہتی ہے رہے گی اور جب ٹوٹنی ہوگی تو ٹوٹ جائے گی، **حتی اذا جاء وعد ربی،** میں **وعد ربی** سے قیامت مراد نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کا مقرر وقت رکھا ہے جب وہ ٹوٹنے کا وقت آئے گا تو **جعله دكاء،** اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دیں گے چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالقرنین کی بنائی ہوئی وہ دیوار اب صحیح سالم نہیں رہی اور یاجوج ماجوج دنیا میں آتے رہے ہیں اور حملہ آور ہوتے رہے ہیں، فتنۂ تاتار بھی اس کا ایک حصہ تھے، چنگیز اور ہلاکو سب یاجوج ماجوج کی ہی نسل تھے، انہوں نے آ کر حملے کئے، عالم اسلام کو تاخت و تاراج کیا، مختلف مقامات پر حملہ آور ہوتے رہے اور آ کر متمدن ہوتے رہے۔

البتہ ان کے ان حملوں میں شدید ترین حملہ آخری دور میں ہوگا جس کو قیامت کی آخری علامات میں سے فرمایا گیا ہے۔ اور ایسا نہیں ہے کہ وہ اس وقت ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کو توڑ کر آجائیں گے بلکہ وہ دیوار تو ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ ۳۶

جہاں تک ترمذی کی روایت کا تعلق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وہ روزانہ کھودتے ہیں اور پھر دوبارہ وہ ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ اس روایت کو امام ترمذیؒ نے غریب کہا ہے۔ ۳۷

اس کے بارے میں محققین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اصل میں حضرت کعب احبارؒ ایک روایت بیان کیا کرتے تھے جس میں کھودنے کا نہیں، چاٹنے کا ذکر ہے اور لوگوں میں بھی یہی مشہور ہے کہ یاجوج ماجوج دیوار کو چاٹتے ہیں، تو یہ کعب بن احبارؒ کی ایک روایت تھی جو اسرائیلی روایت ہے، حضرت ابوہریرہؓ کا حضرت کعب احبارؒ سے بہت قریبی تعلق تھا اور کثرت سے ان سے روایتیں لیتے تھے، ہوسکتا ہے کہ انہوں نے کعب احبارؒ سے یہ واقعہ سنا ہو اور کسی راوی کو وہم ہو گیا ہو جس کی وجہ سے اس نے اس کو مرفوعاً روایت کر دیا، لہٰذا اس لئے اس روایت پر بھروسہ نہیں۔

۳۵ عقيدة الاسلام، ص: ۲۹۶، وعمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۴۹.

۳۶ عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۴۹.

۳۷ عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۴۸.

جو روایت یہاں آئی ہے وہ زیادہ صحیح ہے، بخاری کی روایت ہے اور سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ جس وقت آپ ﷺ یہ بات فرما رہے تھے اس وقت تک یاجوج ماجوج کی دیوار میں کوئی رخنہ نہیں پیدا ہوا تھا، اس دن پہلی بار رخنہ پیدا ہوا اور اس کے بعد فتنوں کے آثار شروع ہو گئے۔[۳۶]

حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق کو مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ نے "قصص القرآن" میں مزید آگے بڑھایا ہے اور اس پر بڑی مفصل اور فاضلانہ گفتگو کی ہے، تاریخی اور جغرافیائی حقائق سے اس کو مؤید و مدلل کیا ہے، اس میں انہوں نے بھی اسی مؤقف کو اختیار کیا ہے۔

اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ ایک شر عرب کے بہت قریب آرہا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

زیادہ تر لوگوں نے اس سے فتنۂ تاتار مراد لیا ہے۔ منگول نسل جو چنگیز خان کی اولاد میں سے ہیں وہ سب اس میں داخل ہیں۔[۳۷]

فتح اللّٰہ من ردم یاجوج وماجوج ۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ نے قصص القرآن میں تفصیل سے بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ سائبیریا کی طرف شمال میں ایک جگہ ہے جس کا نام دربند لکھا ہے، لوگ وہاں گئے ہیں اور انہوں نے روس کے پار کوہ قاف کے قریب ٹوٹی ہوئی دیوار کے آثار بھی پائے ہیں، لیکن پھر انہوں نے فرمایا ہے کہ سدِ ذوالقرنین دربند سے بھی مزید شمال میں تھی۔

بعد میں مجھے بذاتِ خود دربند جانے کا اتفاق ہوا، اور وہاں جس دیوار کے آثار ہیں، اسے سدِ ذوالقرنین کہنا مشکل ہے، کیونکہ یہ جو کہا گیا ہے کہ سدِ ذوالقرنین یہ دربند شہر میں واقع ہے، یہ وہی دربند ہے جسے باب الابواب بھی کہا جاتا ہے۔

دربند ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے اور پہاڑ کے اُوپر دربند کا مشہور تاریخی قلعہ ہے جو صدیاں گزر جانے کے باوجود اب بھی شان وشکوہ کی تصویر ہے۔ قلعے کے برج سے گردوپیش کا دلآویز منظر ناقابلِ فراموش ہے۔ پہاڑ کے دامن میں دور تک پھیلا ہوا دربند شہر اس کے پیچھے اُفق تک بحرِ خزر (Caspian Sea) کا نیلگوں پانی اور قلعے کے دائیں بائیں سرسبز پہاڑ اور وادیاں ہیں۔

سدِ ذوالقرنین کے بارے میں بعض معاصر علماء نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قرآنِ کریم نے حضرت ذوالقرنین کی تعمیر کی ہوئی جس دیوار کا ذکر فرمایا ہے اور جو "یاجوج وماجوج" کی قتل وغارت گری سے بچاؤ کیلئے تعمیر کی گئی تھی، وہ دربند میں واقع تھی۔ اور ان حضرات کا کہنا یہ بھی ہے کہ اس دیوار کے کچھ آثار اب بھی باقی ہیں۔ چنانچہ میں

---

[۳۶] فیض الباری علی صحیح البخاری، ج:۴، ص:۲۳، وعمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۴۸.

[۳۷] ویحتمل انه أراد ما وقع من الترک من المفاسد العظیمة فی بلاد المسلمین، وهم من نسل یاجوج وماجوج، عمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۴۹.

چنانچہ میں نے اس قلعے کے بُرج پر پہنچنے کے بعد علاقے کے علماء سے دربند کی اس دیوار کے بارے میں معلومات کیں تو انہوں نے ایک شکستہ فصیل کی طرف اشارہ کیا جو اس قلعے کے دامن میں نظر آرہی تھی، لیکن اس دیوار کے سدِ ذوالقرنین ہونے کا قرینہ دور دور تک محسوس نہیں ہوتا۔

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ دیوار پہاڑ کے دامن سے شروع ہوئی ہے اور دربند شہر کے میدانی علاقے سے گزرتی ہوئی سمندر تک پہنچی ہے اور یہ پہاڑوں کے درمیان نہیں ہے۔

حالانکہ قرآنِ کریم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نے جو دیوار تعمیر کی تھی وہ دو پہاڑوں کے درمیانی درّے کو بند کرنے کیلئے بنائی تھی۔ قلعے کے جس بُرج پر ہم کھڑے تھے وہ ایک پہاڑ کے سرے پر واقع ہے اور اس سے کچھ فاصلے پر ایک اور پہاڑ ہے اور دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک درّہ بھی ہے۔

لیکن

اوّل تو اس درّے میں کسی دیوار کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

دوسرے یہ پہاڑ اتنے اُونچے نہیں ہیں کہ وہ یاجوج ماجوج جیسی مخلوق کیلئے ناقابلِ عبور ہوں۔ اس لئے اس درّے میں اگر کوئی دیوار تعمیر بھی کی جاتی تو اس سے یاجوج ماجوج کا راستہ روکنا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

تیسرے دربند کی وہ دیوار جو پہاڑوں سے سمندر تک میدانی علاقے میں بنائی گئی تھی، اس کے بارے میں تاریخ میں یہ مذکور ہے کہ وہ نوشیروان نے دوسری طرف کے حملہ آوروں سے بچنے کیلئے تعمیر کی تھی، اس لئے یہاں پہنچنے کے بعد اس بات کا تقریباً یقین ہو جاتا ہے کہ دربند کی اس دیوار کو سدِ ذوالقرنین قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محققانہ کتاب قصص القرآن میں بھی دربند حصار کی دیوار کو سدِ ذوالقرنین قرار دینے کی جس دلائل سے تردید کی ہے، یہاں پہنچنے کے بعد ان کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے۔

البتہ کوہِ قفقاز کا یہی پہاڑی سلسلہ جس پر دربند کا قلعہ واقع ہے، مغرب میں مزید آگے بڑھ کر بلند ہوتا گیا ہے اور انہی بلند پہاڑوں کے درمیان ایک درّہ داریال کہلاتا ہے اور یہاں ایک لوہے اور پگھلے ہوئے تانبے کی ایک دیوار کے آثار ملے ہیں۔

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی صاحب کا خیال یہ ہے کہ "سدِ ذوالقرنین" اس درّے کو بند کرنے کیلئے تعمیر کی گئی تھی۔ [1]

---

[1] قصص القرآن، ج: ۳، ص: ۲۱۸، ۲۱۹، وسفر در سفر، ص: ۱۷۳۔

دیوارِ چین کا اس سے کوئی تعلق نہیں، سدِ ذوالقرنین جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے اور دیوارِ چین یہ دنیا کی قدیم ترین اور طویل ترین فصیل ہے، جو ہزاروں میل میں پھیلی ہوئی ہے، اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔[۳۸]

۳۳۴۸ـــ حدثنا اسحاق بن نصر: حدثنا ابو اسامة، عن الاعمش: حدثنا ابو صالح، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: "یقول اللّٰه تعالیٰ: یا آدم، فیقول: لبیک، وسعدیک، والخیر فی یدیک. فیقول: اخرج بعث النار، قال وما بعث النار؟ قال: من کل الف تسعمائة وتسعة وتسعین. فعنده یشیب الصغیر ﴿وتضع کل ذات حمل حملها وتر الناس سکاری وما هم بسکاری ولکن عذاب اللّٰه شدید﴾" قالوا: یا رسول اللّٰه، واینا ذلک الواحد؟ قال: "ابشروا فان منکم رجلا ومن یاجوج وماجوج الف، ثم قال: والذی نفسی بیده انی ارجو ان تکونوا ربع اهل الجنة، فکبرنا، فقال: ارجو ان تکونوا ثلث اهل الجنة فکبرنا، فقال: ارجو ان تکونو نصف اهل الجنة فکبرنا، فقال: ما انتم فی الناس الا کالشعرة السوداء فی جلد ثور ابیض، او کشعرة بیضاء فی جلد ثور اسود". [انظر: ۴۷۴۱، ۶۵۳۰، ۷۴۸۳] [۳۹]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) فرمائے گا، اے آدم! عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور شرف یاب ہوں، اور ہر طرح کی بھلائی سب تیرے ہاتھ میں ہے، اللہ فرمائے گا دوزخ میں جانے والا لشکر نکالو، وہ عرض کریں گے، دوزخ کا کتنا لشکر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا فی ہزار نوسو ننانوے (دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا، پس وہ وقت ہوگا کہ (خوف کے مارے) بچے بوڑھے ہوجائیں گے، اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور تم کو لوگ نشہ کی سی حالت میں (لغزیدہ گام وسراسیمہ) نظر آئیں گے، حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے، بلکہ خدا کا عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! (جنت میں فی ہزار ایک جانے والا) ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش ہو جاؤ، کیونکہ تم میں ایک آدمی ہوگا اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مجھے اُمید ہے کہ تم اہلِ جنت کا چوتھا حصہ ہوں گے، تو ہم لوگوں نے تکبیر کہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اُمید ہے کہ تم اہلِ جنت کا تہائی حصہ ہوں

[۳۸] جہان دیدہ، ص: ۴۲۵۔

[۳۹] وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قوله: یقول اللّٰه لآدم اخرج بعث النار من کل الف تسع مائة وتسعة وتسعین، رقم: ۳۲۷، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند ابی سعید الخدری، رقم: ۱۰۸۴۵.

گے، ہم نے پھر تکبیر کہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ تم اہلِ جنت کا نصف حصہ ہوں گے، (یعنی نصف تم اور نصف دوسے لوگ) ہم نے پھر تکبیر کہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تو اور لوگوں کے مقابلہ میں ایسے ہو، جیسے سیاہ بال سفید بیل کے جسم پر یا سفید بال سیاہ بیل کے جسم پر۔

(۸) باب قول اللہ تعالی:

﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ [النساء: ۱۲۵]

ترجمہ: اور اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنایا۔

وقوله: ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ﴾ [النحل: ۱۲۰]

ترجمہ: بے شک ابراہیم (علیہ السلام) خدا کی عبادت کرنے والے تھے۔

وقوله: ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾ [التوبة: ۱۱۴] وقال ابو میسرة: الرحیم بلسان الحبشة.

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) بڑی آہیں بھرنے والے، بڑے بُردبار تھے۔ ابومیسرہ کہتے ہیں کہ "اواہ" حبشہ زبان میں رحیم کے معنی میں ہے۔

۳۳۴۹ــــ حدثنا محمد بن کثیر: اخبرنا سفیان: حدثنا المغیرة بن النعمان قال: حدثنی سعید بن جبیر، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "انکم تحشرون حفاة عراة غرلا"، ثم قرأ ﴿کما بدأنا أول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین﴾ [الانبیاء: ۱۰۴] "وأول من یکسی یوم القیامة ابراہیم، وأن أناسا من اصحابی یؤخذ بہم ذات الشمال فأقول: اصحابی اصحابی، فیقال: انہم لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم، فأقول کما قال العبد الصالح: ﴿وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم﴾ الی قولہ: ﴿الحکیم﴾ [المائدة: ۱۱۷. ۱۱۸] . [أنظر: ۳۴۴۷، ۴۶۲۵، ۴۶۲۶، ۴۷۴۰، ۶۵۲۴، ۶۵۲۶] ؎

؎ وفی صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامة، رقم: ۵۱۰۳، ۵۱۰۴، وسنن الترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللہ، باب ما جاء فی شان الحشر، رقم: ۲۳۴۷، وکتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة عبس، رقم: ۳۲۵۵، وسنن النسائی، کتاب الجنائز، باب البعث، رقم: ۲۰۵۴، ۲۰۶۰، ومسند أحمد، ومن مسند بنی هاشم، باب بدایة مسند عبداللہ بن العباس، رقم: ۱۸۱۴، ۱۸۴۹، ۱۹۲۳، ۲۱۶۸، ۲۲۱۲، وسنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فی صفة الحشر، رقم: ۲۶۸۲.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا حشر برہنہ پا، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''ہم نے ابتداءً جس طرح پیدا کیا تھا، اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہمارے ذمہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور (اس روز) میرے چند اصحاب کو بائیں جانب لے جایا جارہا ہوگا، تو میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے بعد یہ لوگ اپنے پچھلے دین کی طرف لوٹ گئے سو میں اس وقت ایسا کہوں گا، جیسے اللہ کے نیک بندے عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا تھا: ''اور میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا، جب تو نے مجھے اٹھالیا، تو تو ان کا نگران رہا العزیز الحکیم تک''۔

۳۳۵۰ــ حدثنا اسماعيل بن عبد الله قال: أخبرني أخي عبد الحميد، عن ابن أبي ذئب، عن سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: "يلقى ابراهيم أباه آزر يوم القيامة وعلى وجه آزر قترة وغبرة فيقول له ابراهيم: ألم أقل لك: لا تعصني؟ فيقول أبوه: فاليوم لا أعصيك، فيقول ابراهيم: يا رب انك وعدتني أن لا تخزيني يوم يبعثون، فأي خزي أخزى من أبي الأبعد؟ فيقول الله تعالى: اني حرمت الجنة على الكافرين، ثم يقال: يا ابراهيم ما تحت رجليك؟ فينظر فاذا هو بذيخ ملتطخ فيؤخذ بقوائمه فيلقى في النار" [انظر: ۴۷۶۸، ۴۷۶۹] [۴۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے (قیامت کے دن) ملیں گے، آزر کے چہرے پر (اس وقت) سیاہی اور غبار چھایا ہوگا، تو اس سے حضرت ابراہم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا۔ ان کا باپ کہے گا اب میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا، تو ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھ سے حشر کے دن مجھے رسوا نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا، پس کونسی رسوائی اپنے کم بخت باپ کی رسوائی سے بڑھ کر ہوگی۔ تو اللہ فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے، پھر ابراہیم سے کہا جائے گا، اے ابراہیم! (دیکھو) تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک مذبوح جانور خون میں لتھڑا ہوا پائیں گے، اس جانور کے پیروں کو پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

یہ حدیث پہلے بھی مختصراً آچکی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آخرت میں بھی آزر کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے **انی حرّمت الجنّة علی الکفرین**۔

---

[۴۱] انفرد به البخاري.

پھر فرمایا جائے گا اے ابراہیم اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو، وہ نیچے دیکھیں گے تو اچانک ان کو نظر آئے گا کہ وہاں ایک بـذیـح ملتطخ پڑی ہوئی ہے، العیاذ باللہ، بذیح ملتطخ کے معنی ہیں بـجّو، بذیح یعنی بجّو اور ملتطخ کے معنی ہیں خون یا گندگی میں لتھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ آزر کی صورت کو مسخ کر کے اس صورت میں لے آئیں گے اور پھر اس کو جہنم میں ڈالیں گے تا کہ ابراہیم علیہ السلام اس سے براءت کا اظہار کریں۔

۳۳۵۱ـ حدثنا یحیی بن سلیمان قال: حدثنی ابن وهب قال: اخبرنی عمرو ان بکیرا حدثه عن کریب مولی ابن عباس، عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال: دخل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم البیت وجد فیه صورة ابراهیم وصورة مریم فقال صلی اللّٰه علیه وسلم: "اما لهم فقد سمعوا ان الملائکة لا تدخل بیتا فیه صورة، هذا ابراهیم مصور فما له یستقسم؟". [راجع: ۳۹۸]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے، تو وہاں حضرت ابراہیم اور حضرت مریم کی تصویریں دیکھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کو کیا ہو گیا، حالانکہ وہ سن چکے تھے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جہاں کوئی تصویر ہو، یہ ابراہیم کی تصویر بنائی گئی، پھر وہ بھی پانسہ پھینکتے ہوئے۔

۳۳۵۲ـ حدثنا ابراهیم بن موسی: اخبرنا هشام، عن معمر، عن ایوب، عن عکرمة، عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما: ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لما رأی الصور فی البیت لم یدخل حتی امر بها فمحیت، ورأی ابراهیم واسماعیل علیهما السلام بایدیهما الازلام فقال: "قاتلهم اللّٰه، واللّٰه ان استقسما بالازلام قط". [راجع: ۳۹۸]

نبی کریم ﷺ نے کعبہ میں تصویریں دیکھیں تو داخل نہ ہوئے، حتی کہ انہیں آپ ﷺ کے حکم سے ہٹا دیا گیا اور آپ ﷺ نے ابراہیم و اسماعیل کی تصویروں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ قریش پر لعنت کرے، بخدا دونوں بزرگوں نے کبھی کوئی تیر نہیں پھینکا تھا۔

۳۳۵۳ـ حدثنا علی بن عبد اللّٰه: حدثنا یحیی بن سعید: حدثنا عبید اللّٰه قال: حدثنی سعید بن ابی سعید، عن ابیه، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه، قیل: یا رسول اللّٰه، من اکرم الناس؟ قال: "اتقاهم". فقالوا: لیس عن هذا نسالک. قال: فیوسف نبی اللّٰه ابن نبی اللّٰه ابن نبی اللّٰه ابن خلیل اللّٰه" قالوا: لیس عن هذا نسالک، قال: "فعن معادن العرب تسالون؟ خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا". قال ابو اسامة ومعتمر، عن عبید اللّٰه، عن سعید، عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم [أنظر: ۳۳۷۴، ۳۳۸۳،

۴۶۸۹،۳۴۹۰] [۴۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ معزز اور بزرگ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتا ہو، لوگوں نے کہا ہم یہ بات نہیں پوچھتے، آپ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ معزز یوسف نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ ہیں، لوگوں نے کہا ہم یہ بھی نہیں پوچھتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم عرب کے خاندانوں کے متعلق پوچھ رہے ہو، ان میں جو زمانۂ جاہلیت میں بہتر تھے، وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ علمِ دین حاصل کریں۔

۳۳۵۴ـ حدثنا مؤمل: حدثنا اسماعیل: حدثنا عوف: حدثنا ابو رجاء: حدثنا سمرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "اتانی اللیلة آتیان، فاتینا علی رجل طویل لا اکاد اری راسه طولا وانه ابراهیم صلی اللہ علیه وسلم". [راجع: ۸۴۵]

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ آج رات خواب میں میرے پاس دو آدمی آئے، اور ہم سب ایک طویل القامت آدمی کے پاس پہنچے، جس کی لمبائی کے سبب میں اس کا سر نہ دیکھ سکتا تھا، وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔

۳۳۵۵ـ حدثنی بیان بن عمرو: حدثنا النصر: أخبرنا ابن عون، عن مجاهد: أنه سمع ابن عباس رضی اللہ عنهما وذکروا له الدجال بین عینیه مکتوب کافر أو ک ف ر، قال: لم أسمعه ولکنه قال: "أما ابراهیم فانظروا الی صاحبکم. وأما موسی فجعد آدم علی جمل أحمر مخطوم بخلة کانی أنظر الیه انحدر فی الوادی". [راجع: ۱۵۵۵]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے سامنے لوگ دجال کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اس کے ماتھے پر کافر یا ک، ف، ر، لکھا ہوا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے یہ نہیں سنا، بلکہ میں نے یہ سنا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ابراہیم کو دیکھنا چاہتے ہو، تو مجھے دیکھو، رہ گئے موسیٰ تو وہ گنگر یالے بال اور گندم گوں رنگ کے ایک سُرخ اُونٹ پر جس کے کھجور کے چھال کی نکیل پڑی ہوئی ہے، گویا میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ نشیب میں اُتر رہے ہیں۔

مکتوب کافر أو ک ف ر ـ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حقیقت میں کافر لکھا ہوگا اور بعض فرماتے ہیں

---

[۴۲] وفی صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل یوسف، رقم: ۴۳۸۳، وسنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی ذی الوجهین، رقم: ۴۲۲۹، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی هریرة، رقم: ۷۱۸۳، ۷۲۲۸، ۸۷۱۸، ۹۲۰۱، ۹۲۷۶، ۹۶۱۶، ۹۹۰۵، ۱۰۰۶۵، ۱۰۳۷۲، ۱۰۵۳۳، وموطا مالک، کتاب الجامع، باب ما جاء فی اضاعة المال وذی الوجهین، رقم: ۱۵۷۳.

کہ حقیقت میں لکھا ہوا نہیں ہوگا صرف اہل ایمان کو نظر آئے گا۔

۳۳۵۶ ـ حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا مغيرة بن عبد الرحمٰن القرشي، عن أبي الزناد، عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "اختتن ابراهيم عليه السلام وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم". [انظر: ۶۲۹۸]

حدثنا أبو اليمان: أخبرنا شعيب: حدثنا أبو الزناد وقال: "بالقدوم" مخففة، تابعه عبد الرحمٰن بن اسحاق، عن أبي الزناد. تابعه عجلان عن أبي هريرة، ورواه محمد ابن عمرو، عن أبي سلمة. [۴۳]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے ختنے ایک بسولے سے اسی سال کی عمر میں کئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ

لفظ "قدوم" کی دال کی حرکت میں اختلاف ہے، اگر اس دال کو تخفیف کے ساتھ "قدوم" پڑھا جائے تو اس کے معنی بڑھئی کے اوزار یعنی بسولے کے ہوں گے، اور حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ بسولے سے خود کیا اور اس وقت ان کی عمر اَسّی سال کی تھی۔

اور اگر اس لفظ کو دال کی تشدید کے ساتھ "قدّوم" پڑھا جائے تو اس سے مراد ملک شام کا ایک گاؤں ہوگا جس کا نام قدوم تھا، ویسے اس گاؤں کا نام "قدوم" بہ تخفیف دال بھی نقل کیا گیا ہے۔

اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اَسّی سال کی عمر میں اپنا ختنہ خود کیا اور اس وقت وہ ملک شام کے گاؤں قدوم میں تھے۔ حاصل یہ کہ جس روایت میں یہ لفظ بہ تشدید دال نقل ہوا، اس میں "قدّوم" سے مذکورہ گاؤں ہی مراد ہے اور جس روایت میں بہ تخفیف دال منقول ہوا ہے اس میں بسولہ اور مذکورہ گاؤں، دونوں کا احتمال ہے کہ اس لفظ سے "بسولہ" بھی مراد ہو سکتا ہے، اور مذکورہ گاؤں بھی۔ اس صورت میں باء الصاق کی ہو سکتی ہے کہ قدوم کے مقام پر ختنہ کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ ان کے اندر امتثال امر کا ایسا جذبہ تھا کہ باوجود اتنی زیادہ عمر تک پہنچے کہ انہوں نے پھر بھی یہ اقدام کیا۔ ہماری شریعت میں یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص اتنا بوڑھا ہو کہ اس کو اس عمل سے بہت شدید مشقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو تو پھر اس کیلئے معاف ہے۔

---

[۴۳] وفي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل ابراهيم الخليل، رقم: ۴۳۶۸، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب باقي المسند السابق، رقم: ۷۹۳۲، ۹۰۴۰، ۹۲۴۹.

البتہ اگر کوئی شخص اس کی طاقت رکھتا ہو اور طاقت رکھنے کے ساتھ خود یا بیوی کے ذریعہ اس عمل پر قادر ہو تو پھر یہ کرے لیکن اگر نہ خود اس پر قادر ہے اور نہ بیوی کے ذریعہ قادر ہے تو پھر اس کیلئے اس عمل کو چھوڑ دینا بہتر ہے، کیونکہ یہ ختنہ محض سنت ہے اور ستر عورت واجب ہے، غیر کے سامنے کشف عورت ناجائز اور حرام ہے۔

۳۳۵۷ ـ حدثنا سعید بن تلید الرعینی: اخبرنا ابن وهب قال: اخبرنی جریر بن حازم، عن ایوب، عن محمد، عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله علیه وسلم: "لم یکذب ابراهیم الا ثلاثا". [راجع: ۲۲۱۷]

۳۳۵۸ ـ حدثنا بن محبوب: حدثنا حماد بن زید، عن أیوب، عن محمد، عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: "لم یکذب ابراهیم علیه الصلاة والسلام الا ثلاث کذبات: ثنتین منهن فی ذات الله عز وجل، قوله: ﴿انی سقیم﴾ [الصافات: ۸۹] وقوله: ﴿بل فعله کبیرهم هذا﴾ [الأنبیاء: ۶۳] وقال: بینا هو ذات یوم وسارة اذ أتی علی جبار من الجبابرة، فقیل له: ان هذا رجل معه امراة من أحسن الناس فأرسل الیه فساله عنها فقال: من هذه؟ قال: أختی. فأتی سارة قال: یا سارة، لیس علی وجه الأرض مؤمن غیری وغیرک. وان هذا سألنی عنک فأخبرته أنک أختی فلا تکذبینی. أرسل الیها. فلما دخلت علیه ذهب یتناولها بیده فأخذ، فقال: ادعی الله لی ولا أضرک، فدعت الله فأطلق ثم تناولها الثانیة فأخذ مثلها أو أشد، فقال: ادعی الله لی ولا أضرک، فدعت فأطلق. فدعا بعض حجبته فقال: انک لم تأتنی بانسان، انما أتیتنی بشیطان، فأخدمها هاجر. فأتته وهو قائم یصلی فأومأ بیده: مهیم؟ قالت: رد الله کید الکافر أو الفاجر فی نحره وأخدم هاجر، قال أبو هریرة: تلک أمکم یا بنی ماء السماء. [راجع: ۲۲۱۷]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین مرتبہ (ظاہری) جھوٹ بولا ہے، دو تو خدا کے واسطے۔ ان کا یہ قول کہ میں بیمار ہوں، اور یہ تو ان کے بڑے بت نے کیا ہے۔ (یہ تو خدا کے لئے اور ایک اپنے لئے، یہ کہ) فرمایا ایک دن ابراہیم اور (ان کی زوجہ) سارہ جا رہے تھے کہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں سے گزرے، کسی نے بادشاہ سے کہہ دیا کہ یہاں ایک ایسا شخص آیا ہے، جس کے ساتھ بے انتہا خوبصورت عورت ہے، اس ظالم نے ان کے پاس آدمی بھیج کر سارہ کے متعلق پوچھا یہ کون ہے؟ تو ابراہیم نے کہہ دیا، میری (دینی) بہن ہے، پھر ابراہیم سارہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے سارہ روئے زمین پر میرے اور تیرے علاوہ کوئی مؤمن نہیں، اس ظالم نے مجھ سے پوچھا، تو میں نے کہہ دیا یہ میری بہن ہے، لہٰذا مجھے جھوٹا نہ کرنا، اس ظالم نے سارہ کو بلوا بھیجا، جب سارہ اس کے پاس پہنچیں، تو وہ ان کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا، فوراً منجانب اللہ اس کی

گرفت ہوگئی، (اس نے سارہ سے) کہا میرے لئے اللہ سے دعا کرو، میں تمہیں پھر کچھ ضرر نہ پہنچاؤں گا، انہوں نے دعا کی، وہ اچھا ہوگیا، پھر دوسری مرتبہ اس نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، پھر اسی طرح پکڑ لیا گیا بلکہ اس سے بھی سخت پھر اس نے کہا میرے لئے اللہ سے دعا کرو، میں تمہیں بالکل ضرر نہ پہنچاؤں گا، انہوں نے دعا کی تو وہ اچھا ہوگیا، پھر اس نے اپنے کسی دربان کو بلا کر کہا کہ تم میرے پاس انسان کو نہیں لائے بلکہ شیطان کو لائے ہو، پھر اس نے سارہ کی خدمت کیلئے ہاجرہ کو دیا سارہ ابراہیم کے پاس آئیں تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ سارہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا فریب اسی کے سینہ میں لوٹا دیا، اور ہاجرہ کو خدمت کے لئے دیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے ماء سماء کے بیٹو! یہی تمہاری ماں ہے۔

"ثلث کذبات" کی حقیقت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے "کبھی جھوٹ نہیں بولا علاوہ تین جھوٹ کے"۔

یہ حدیث پہلے بھی گزری ہے لیکن میں نے اس پر گفتگو اس جگہ کیلئے چھوڑی تھی، کیونکہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کذبات منسوب کئے گئے ہیں۔

بعض لوگوں نے اس حدیث کی صحت کا انکار کیا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کے مخالف ہے، اس لئے کہ قرآن کریم میں آیا ہے **وکان صدیقا نبیا**، یہاں تک کہ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے بھی تفسیر کبیر میں اس حدیث کا انکار کیا ہے باوجودیکہ بالکل صحیح سند کو ساتھ مروی ہے۔ف

لیکن حقیقت میں نہ حدیث کے انکار کی ضرورت ہے اور نہ اس میں کوئی اشکال کی بات ہے اس لئے کہ یہاں کذب سے توریہ مراد ہے اور جو حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیش آئے ان میں یہ توریہ بالکل جائز ہے۔

لم یکذب إبراهیم علیه الصلاة والسلام إلا ثلاث کذبات — اس کے بارے میں یہ ذہن نشین رہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں ان سے کوئی بھی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا خواہ وہ جھوٹ ہو یا اور کوئی معصیت، پس حدیث کے مذکورہ جملہ کی یہ مراد ہرگز نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں جھوٹ جیسے گناہ کا تین بار ارتکاب کیا بلکہ "ان کی طرف جھوٹ بولنے کی نسبت" خود ان کی ذات کے اعتبار سے نہیں، بلکہ سننے والوں کے اعتبار سے ہے، مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ تینوں باتیں بظاہر تو "جھوٹ" کی صورت میں تھیں مگر حقیقت میں جھوٹ نہیں تھیں، نہ تو اس اعتبار سے کہ وہ باتیں "جھوٹی باتوں" کے زمرہ میں آتی ہیں اور نہ اس اعتبار سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان باتوں کے ذریعہ غلط بیانی کا قصد وارادہ کیا تھا! اس بات کو اگر اور زیادہ خوبصورت انداز میں کہنا ہو تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس مقام پر "کذب" سے مراد یہ ہے کہ "ایسا کلام جو صحیح اور پاک

ف مفاتیح الغیب۔

مقصد کے لئے بولا گیا ہو لیکن مخاطب اس کا وہ مطلب نہ سمجھے جو متکلم کی مراد ہے، بلکہ ان الفاظ کو اپنی ذہنی مراد کے مطابق سمجھے۔'' یہ اندازِ کلام معاریض یا تعریض اشارے کنائے کہ پیرایہ بیان کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے اور فصحاء و بلغاء کے ہاں اکثر رائج ہے۔

تین کذبات کی توضیحات:

إنی سقیم ۔ (میں آج کچھ علیل سا ہوں۔) ان کی یہ بات بظاہر خلافِ واقعہ اور ''جھوٹ'' معلوم ہوتی ہے، کیونکہ وہ اس وقت واقعتاً علیل نہیں تھے، بلکہ ان کے ساتھ نہ جانے کے لئے علالت کا بہانہ کیا تھا۔ اس کی تاویل علماء یہ کرتے ہیں: **"انی سقیم"** کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ ہر انسان کی طرح میرے ساتھ بھی بیماری آزاری لگی رہتی ہے، اور وقتاً فوقتاً بیمار ہو جایا کرتا ہوں۔ پس انہوں نے ایسی مبہم بات کہی کہ اس کے ظاہری اُسلوب سے تو یہ مفہوم ہوا کہ میں اس وقت بیمار ہوں تمہارے ساتھ کیسے جا سکتا ہوں، لیکن حقیقت میں ان کی مراد اس کے برعکس تھی۔[۴۴]

بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خاص انداز سے مذکورہ بات کہہ کر ان کا دھیان ستاروں کی طرف متوجہ کر دیا تھا، چنانچہ قوم کے لوگ اپنے عقیدہ کے لحاظ سے یہ سمجھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کسی نحس ستارے کے اثر بد میں مبتلا ہیں اور انہوں نے علمِ نجوم کے ذریعہ معلوم کر لیا ہے، کہ وہ عنقریب بیمار ہونے والے ہیں۔ اس تاویل کا قرینہ قرآن کریم کی اس آیت کا سیاق ہے جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس جملہ **"انی سقیم"** سے اپنی جسمانی علالت مراد نہیں لی تھی بلکہ ''قلب کی ناسازی'' مراد لی تھی کہ تمہارے کفر و طغیان نے مجھے دکھی کر دیا ہے اور میرے دل کی حالت سقیم ہے، ایسے میں تمہارے ساتھ میرے جانے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے؟

بل فعله کبیرهم هذا ۔ (بلکہ یہ کام بڑے بت نے کیا ہے۔) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کا تعلق بھی مذکورہ بالا پہلے واقعہ ہی سے ہے، ہوا یہ کہ جب ان کی قوم کے تمام لوگ اس میلے میں چلے گئے اور بستی خالی ہوگئی تو وہ اُٹھے اور سب سے بڑے بت کے مندر میں پہنچے، اور اس کے بعد انہوں نے سب مورتیوں کو توڑ پھوڑ ڈالا اور سب سے بڑے بت کے کاندھے پر تبر رکھ کر واپس چلے گئے۔ قوم کے لوگ میلے سے واپس آئے تو انہوں نے مندر میں اپنے دیوتاؤں (بتوں) کو اس خراب حالت میں پایا اور سخت برہمی کے ساتھ ایک دوسرے پوچھنے لگے کہ یہ کس کی حرکت ہے؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہو نہ ہو یہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا کام ہے، وہی شخص ہے جو ہمارے دیوتاؤں کی برائی کہتا ہے اور اس بستی میں اس کے علاوہ کوئی موجود بھی نہیں تھا، چنانچہ بڑے بڑے پجاریوں، سرداروں

[۴۴] عمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۶۳۔

کے سامنے ان کی طلبی ہوئی، اور مجمع عام میں ان سے پوچھا گیا کہ ابراہیم! تم نے ہمارے ان دیوتاؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات کہی کہ **"بل فعله كبيرهم"** (بلکہ یہ کام ان سب کے بڑے بت نے کیا ہے۔) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب بھی گویا خلافِ واقعہ تھا، لیکن حقیقت میں ان کے اس جواب کو "جھوٹ" سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ان کی اصل غرض اپنی گمراہ قوم کو متنبہ کرنا اور اس طرح لاجواب کر دینا تھا کہ ان کے غلط عقائد کی قلعی کھل جائے۔ چنانچہ اپنے حریف کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنے اور اس کو راہِ راست پر لانے کے لئے ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر اس کے ساتھ مناظرہ اور تبادلۂ خیالات کا موقع آ جائے تو اس کے مسلمات میں سے کسی مسلمہ عقیدہ کو صحیح فرض کر کے اس طرح اس کا استعمال کرے کہ اس کا ثمرہ اور نتیجہ حریف کے خلاف اور اپنے موافق ظاہر ہو، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مذکورہ واقعہ میں اسی طریقہ کو اختیار کیا۔

بينا هو ذات يوم وسارة اذ أتى على جبار من الجبابرة۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ کے بارے میں کہ "یہ میری بہن ہے"۔ یہ بات بظاہر خلافِ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے "اپنی بیوی" کو "اپنی بہن" بتایا، لیکن اگر اس بات کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہؓ ہم مذہب (دینِ اسلام کے پیرو) ہونے کی حیثیت سے دینی بھائی بہن تھے، جیسا کہ خود قرآن نے فرمایا ہے **"انما المؤمنون اخوة"** (تمام اہلِ ایمان ایک دوسرے کے ساتھ اخوت کا تعلق رکھتے ہیں) اور ظاہر ہے کہ بیوی کا رشتہ قائم ہو جانے سے دینی اخوت کا رشتہ منقطع نہیں ہو جاتا۔ علاوہ ازیں حضرت سارہؓ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا حاران کی بیٹی تھیں اور اس اعتبار سے ان کو بہن کہنا ایسی بات ہرگز نہیں ہے جس پر حقیقی جھوٹ کا اطلاق ہو سکے۔

تلك أمكم يا بني ماء السماء — اس کے معنی بعض حضرات نے یہ بیان کئے ہیں کہ جس طرح آسمان کا پانی صاف ہوتا ہے اسی طرح تمہارا نسب بھی پاک وصاف ہے۔

اور بعض نے یہ مراد لی ہے کہ **ماء السماء** سے مراد یہ ہے کہ یہ زمزم سے پیدا ہوئے تھے اور بعض نے کہا کہ تمام عربوں کو بنی **ماء السماء** کہتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں پانی کم یاب تھا اور یہ ہر وقت پانی کی تلاش میں رہتے تھے۔

۳۳۵۹ — حدثنا عبيد الله بن موسى او ابن سلام عنه: اخبرنا ابن جريج، عن عبدالحميد بن جبير، عن سعيد بن المسيب، عن ام شريك رضي الله عنها: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بقتل الوزغ وقال: "كان ينفخ على ابراهيم عليه السلام".

[راجع: ۳۳۰۷]

ترجمہ: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ پھونک رہا تھا۔

۳۳۶۰ _ حدثنا عمر بن حفص بن غیاث: حدثنا أبي: حدثنا الأعمش قال: حدثنا ابراهیم عن علقمة، عن عبد الله رضی الله عنه قال: لما نزلت ﴿ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم ﴾ قلنا: یارسول الله اینا لا یظلم نفسه؟ قال: لیس کما تقولون، لم تلبسوا ایمانهم بظلم بشرک، أو لم تسمعوا الی قول لقمان لأبیه: ﴿ یا بنی لاتشرک بالله ان الشرک لظلم عظیم ﴾ [لقمان: ۱۳] ". [راجع: ۳۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیتِ کریمہ:

اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

"جولوگ ایمان لائے، اور انہوں نے اپنے ایمان کوظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا۔"

نازل ہوئی، تو ہم نے کہا یارسول اللہ! ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اُوپر (گناہ کرکے) ظلم نہیں کیا؟ فرمایا: یہ بات تمہارے خیال کے مطابق نہیں ہے، بلکہ **"لم یلبسوا ایمانهم بظلم"** میں ظلم سے مراد شرک ہے، کیا تم نے لقمان کی بات جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی، نہیں سنی کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

یہاں حضرت لقمان کے حوالے سے بات کی گئی ہے لیکن دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے **کیف اخاف ما أشرکتم ولا تخافون انکم أشرکتم بالله الخ.** یہ حضرت ابراہیم کا قول تھا، اسی میں آگے چل کر کہا **أحق بالأمن ان کنتم تعلمون، الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم.**

(۹) باب ﴿یزفون﴾ [الصافات: ۹۴]: النسلان فی المشی

۳۳۶۱ _ حدثنا اسحاق بن ابراهیم بن نصر: حدثنا أبو أسامة، عن أبی حیان، عن أبی زرعة عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: أتی النبی ﷺ یوما بلحم فقال: " ان الله یجمع یوم القیامة الأولین و الآخرین فی صعید واحد فیسمعهم الداعی وینفذهم البصر وتدنو الشمس منهم. فذکر حدیث الشفاعة، فیأتون ابراهیم فیقولون: أنت نبی الله وخلیله من الأرض، اشفع لنا الی ربک. ویقول: فذکر کذباته ـ: نفسی نفسی. اذهبوا الی موسی ". تابعه أنس عن النبی ﷺ. [راجع: ۳۳۴۰]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ کے سامنے گوشت پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان میں جمع کرے گا کہ ان کو

پکارنے والا اپنی آواز سنا سکے گا اور ان پر نظر بھی پڑ سکے گی، سورج ان کے قریب آ جائیگا، پھر انہوں نے حدیث شفاعت کو بیان کیا کہ لوگ ابراہیم کے پاس جائیں گے، اور کہیں گے کہ دنیا میں آپ اللہ کے نبی اور دوست تھے، اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کیجئے، وہ اپنے جھوٹ کا ذکر کر کے فرمائیں گے کہ مجھے تو خود اپنی پڑی ہے، موسیٰ کے پاس جاؤ، اس کے متابع حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

فیسمعهم الداعي و ينفذهم البصر۔ (تو وہ اس طرح ہونگے کہ کوئی پکارنے والا ان کو پکارے گا اور ان کو سنا سکے گا۔) مطلب یہ ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والی ساری مخلوق ایک جگہ جمع ہوگی اس کے باوجود پکارنے والے کی آواز ہر ایک سنے گا، چاہے آدمی ایک کنارے سے بات کرے اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو دوسرے کنارے تک پہنچادے گا، اور نگاہ بھی سب کے اندر نفوذ کر جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ شروع میں کھڑے ہیں وہ آخر میں کھڑے ہوئے لوگوں کو دیکھ سکیں گے، یعنی اللہ تعالیٰ اس طرح جمع فرمائیں گے۔

۳۳۶۲ ـ حدثنا بن سعيد أبو عبد الله: حدثنا وهب بن جرير، عن أبيه، عن أيوب، عن الله بن سعيد بن جبير، عن أبيه، عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى ﷺ قال: "یر حم الله أم اسماعيل لو لا أنها عجلت لكان زمزم عينا معينا". [راجع: ۲۳۶۸]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ یعنی حضرت ہاجرہؓ پر رحم فرمائے، اگر وہ جلدی نہ فرماتیں تو زمزم ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

لو لا انها عجلت لكان زمزم عينا معينا۔ یعنی جس وقت چشمہ جاری ہوا، انہوں نے اپنے مشکیزے کو بھرنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں اس کی شکل کنویں کی بن گئی، اگر وہ جلدی نہ کرتیں اور نہ بھرتیں کہ جتنی ضرورت ہوگی یہاں سے لے لوں گی، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس طرح کر لیتیں تو یہ کنویں کے بجائے زمین پر بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

۳۳۶۳ ـ وقال الأنصارى: حدثنا ابن جريج قال: أما كثير بن فحدثنى قال: انى وعثمان بن أبى سلمان جلوس مع سعيد بن جبير فقال: ما هكذا حدثنى ابن عباس ولكنه قال: أقبل ابراهيم باسماعيل وأمه عليهم السلام وهى ترضعه معها شنة لم يرفعه - ثم جاء بها ابراهيم وبابنها اسماعيل" [راجع: ۲۳۶۸]

یہ روایت مرفوعاً آئی کہ نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔ **قال الانصارى: حدثنا ابن جريج قال: اما كثير بن كثير فحدثنى قال: انى وعثمان بن ابى سليمان جلوس مع سعيد بن جبير فقال: ماهكذا حدثنى ابن عباس.**

سعید جبیرؒ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ہمیں اس طرح حدیث نہیں سنائی تھی، بلکہ خود حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لے کر آئے اور وہ دودھ پلا رہی تھیں **معها شنة**، ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا۔

یہ جملہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مرفوع روایت نہیں کیا بلکہ یہ خود ان کا اپنا قول ہے، گویا روایت میں اختلاف ہوگیا کہ یہ حصہ مرفوع ہے یا حضرت عبداللہ بن عباسؓ پر موقوف ہے۔

۳۳۶۴ - وحدثنا عبد الله بن محمد: حدثنا عبد الرزاق: أخبرنا معمر، عن أيوب السختياني وكثير بن كثير بن المطلب بن أبي وداعة، يزيد أحدهما على الآخر، عن سعيد بن جبير: قال ابن عباس: اول ما اتخذ النساء المنطق من قبل أم اسماعيل، اتخذت منطقا لتعفي أثرها على سارة. ثم جاء بها ابراهيم و بابنها اسماعيل وهي ترضعه حتى وضعهما عند البيت عند دوحة فوق الزمزم في أعلى المسجد وليس بمكة يومئذ أحد، وليس بها ماء فوضعهما هنالك ووضع عندهما جرابا فيه تمر وسقاء فيه ماء ثم قفى ابراهيم منطلقا. فتبعته أم اسماعيل فقالت: يا ابراهيم، أين تذهب وتتركنا في هذا الوادي الذي ليس فيه أنيس ولا شيء؟ فقالت له ذلك مرارا. وجعل لايلتفت اليها فقالت له: الله أمرك بهذا؟ قال نعم، قالت: اذن لا يضعنا ثم رجعت. فانطلق ابراهيم حتى اذا اكن عند الثنية حيث لا يرونه استقبل بوجهه البيت ثم دعا بهؤلاء الدعوات ورفع يديه فقال: ﴿ربنا اني أسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع عند بيتك المحرم﴾ حتى بلغ ﴿يشكرون﴾ وجعلت أم اسماعيل ترضع اسماعيل وتشرب من ذلك حتى اذا نفد ما في السقاء عطشت وعطش ابنها فجعلت تنظر اليه يتلوى - أو قال: يتلبط - فانطلقت كراهية أن تنظر اليه، فوجدت الصفاء أقرب جبل في الأرض يليها، فقامت عليه ثم استقبلت الوادي تنظر هل ترى أحداً فلم تر أحداً، فهبطت من الصفاء حتى اذا بلغ الوادي رفعت طرف درعها ثم سعت سعي الانسان المجهود حتى جاوزت الوادي، ثم أتت المروة فقامت عليها فنظرت هل ترى أحداً فلم تر أحداً، ففعلت ذلك سبع مرات. قال ابن عباس: قال النبي ﷺ: " فلذلك سعي الناس بينهما " فلما أشرفت على المروة سمعت صوتا فقالت: صه، تريد نفسها، ثم تسمعت فسمعت أيضاً، فقالت: قد أسمعت ان كان عندك غواث فاذا هي بالملك عند موضع زمزم فبحث بعقبه - أو قال: بجناحه - حتى ظهر الماء فجعلت تحوضه وتقول بيدها هكذا، وجعلت تغرف من الماء في سقائها وهو

تفور بعد ما تغرف. قال ابن عباس: قال النبی ﷺ: "یرحم الله أم اسماعیل لو ترکت زمزم ـــ أو قال: لو لم تغرف من زمزم ـــ لکانت زمزم عینا معینا" قال: فشربت وأرضعت ولدها، فقال لها الملک: لا تخافوا الضیعة، فان هٰذا بیت الله یبنی هٰذا الغلام وأبوه، وان الله لا یضیع أهله. وکان البیت مرتفعا من الأرض کالرابیة تأتیه السیول فتأخذ عن یمینه وشماله، فکانت کذٰلک حتی مرت بهم رفقة من جرهم أو أهل بیت من جرهم مقبلین من طریق کداء فنزلوا فی أسفل مکة فرأوا طائرا عائفا فقالوا: ان هٰذا الطائر لیدور علی ماء، لعهدنا بهٰذا الوادی وما فیه ماء، فأرسوا جریا أو جریین فاذا هم بالماء، فرجعوا فأخبروهم بالماء فأقبلوا. قال. وأم. اسماعیل عند الماء فقالوا. أتأزنین لناأنْ ننزل عندک؟ قالت. نعم، ولکنْ لا حق لکم فی الماء، قالوا. نعم. قال ابن عباس. قال انبی ﷺ. فألفی زالک أم اسماعیل وهی تحب الأنس فنزلوا وأرسلو الی أهلیهمْ فنزلوا معهم حتی ازا کان بها أهل أبیات منهم، وشب الغلام وتعلم یاعربیة منهم. وأنفسهمْ وأعجبهمْ حین شب، فلم أدرک زوعوه. امرأة منهم. وماتتْ أم اسماعیل فجاء ابْراهیم بعدما تزوج اسماعیل یطالع ترکته فلم یجد اسماعیل. فسأل امْرأته عنه فقالتْ. خرج یبتغی لنا، ثمّ سألها عنْ عیشهمْ وهیْئتهمْ، فقالت: نحن بشرّ،نحن فی ضیق وشدّة، فشکتْ الیْه، قال: فازا جاء زوجک الرئی علیه اسلام وقولی له یغیر عتبة بابه. فلما جاء اسماعیل کانه آنس شیئاً فقال: هلْ جائکمْ ن أحد؟ قالتْ: نعم جائناً،شیخٌ کزا وکزا فسألنا عنْک فأخبرْته، وسالنی کیْف عیشنا، فأخبرْته أنا فی جهْد وشدّة، قال: فهلْ أوْصاک بشیء؟ قالتْ: نعمْ، أمرنی أنْ أقرأ علیْک اسلام ویقول: غیرْ عتبة بابک. قال: زاک أبی، وقدْ أمرنی أنْ أفارقک، الحقیی باهلک فطلاّقها. وتزوّج منْهمْ امْرأة أخْری. فلبث عنهمْ ابراهیم ما شاء اللّٰه ثمّا أتاهمْ بعْد فلمْ یجدْه. علی. فدخل علی امرأته فسألها عنْه فقالتْ: خرج یبتغی لنا، قال: کیف أنْتمْ؟ وسألها عنْ عیشهم وهْئتهم. فقالت: نحن بخیر وسعة، وأثنتْ علی اللّٰه عزّ وجل ؔ. فقال: ماطعامکمْ؟ قالت: اللّاحم، قال: فما شرابکمْ؟ قالتْ: الماء، قال: اللهمّ بارکْ لهمْ فی اللحم والماء. قال النبیّ ﷺ: ولمْ یکنْ لهمْ یومئذ حب، ولوْ کان لهمْ دعا لهمْ فیه.قال: فهما لاٗ یخْلو علیْهما أحدٌ بغیر مکّة الاّ لم یوافقاه، قال: فازا زوجک فاقرئی علیْه اسلام ومُریه یثبت بابه. فلمّا جاء اسماعیل قال: هلْ أتاکمْ منْ أحد؟ قالتْ: نعمْ، أتانا شیْخٌ حسْن الهیْئة وأثنتْ علیْه، فسألنی عنْک

فأخبرته، فسألني كيف عيشنا؟ فأخبرته أنا بخير، قال: فأوصاك بشيء؟ قالت: نعم، يقرأ عليك السلام ويأمرك ان تثبت عتبة بابك، قال: ذاك أبي وأنت العتبة، أمرني أن أمسكك، ثمّ لبث عنهم ما شاء الله ثمّ جاء بعد ذالك واسمعيل يبري نبلاً له تحت دوحة قريبا من زمزم، فلما راه قام اليه فصنعا كما يصنع الوالد بالولد والولد بالوالد. ثم قال: يا اسماعيل، ان الله أمرني بأمر، قال: فاصنع ما أمرك ربك، قال: وتعينني؟ قال: وأعينك. قال: فان الله أمرني أبني ها هنا بيتا، وأشار الى اكمة مرتفعة على ما حولها. قال: فعند ذلك رفعا القواعد من البيت، فجعل اسماعيل يأتي بالحجارة وابراهيم يبني حتى اذا ارتفع البناء جاء بهذا الحجر، فوضعه له فقام عليه وهو يبني واسماعيل يناوله الحجارة وهما يقولان: ﴿ربنا تقبل منا انك أنت السميع العليم﴾ قال: فجعلا يبنيان حتى يدورا حول البيت وهما يقولان: ﴿ربنا تقبل منا انك أنت السميع العليم﴾[البقرة: ۱۲۷]". [راجع: ۲۳۶۸]

حضرت اسماعیلؑ وہاجرہ کا تفصیلی واقعہ

یہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا واقعہ ہے جو بخاری میں پہلی بار تفصیلی آیا ہے اور اگرچہ کتاب المساقات میں مختصر حدیث بھی گذری ہے۔ دوسری کتابوں میں میرے خیال سے نہیں ہے، اس لئے اس کو توجہ سے ذہن نشین کرلے۔

عن أيوب السختياني وكثير بن كثير بن المطلب بن أبي وداعة، يزيد أحدهما على الآخر، عن سعيد بن جبير.

یہ روایت سعید بن جبیرؒ سے دو آدمیوں نے روایت کی ہے یعنی **ایوب السختیانی** اور **کثیر بن المطلب بن ابی وداعة** نے، اوران میں سے بعض نے دوسرے پر کچھ اضافہ کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں دونوں کو جمع کردیا ہے۔

قال ابن عباس: یہاں سے واقعہ بیان کیا ہے اور ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سنا ہوگا اس کے بعد بیان کیا ہوگا۔

چنانچہ فرمایا کہ **اوّل ما اتخذ النساء المِنطق من قبل ام اسماعيل، اتخذت منطقا لتعفي أثرها على سارة.** (عورتوں نے سب سے پہلے ازار بند بنانا اسماعیل کی ماں سے سیکھا، انہوں نے ازار بند بنایا تاکہ اپنے نشانات کو سارہ سے چھپائیں)۔

اس سے اس طرف اشارہ ہے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے کہ حضرت سارہ کو جب بادشاہ سے نجات مل گئی تو بادشاہ

نے بطور انعام خدمت کیلئے ان کو حضرت ہاجرہ دی تھیں، حضرت ہاجرہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اولاد ہوئی یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام، اور حضرت سارہ سے اس وقت کوئی اولاد نہیں تھی، اس لئے روایت میں آتا ہے کہ حضرت سارہ کو غیرت پیدا ہوئی جیسا کہ عورتوں میں ہوتا ہے۔

بعض روایت میں آتا ہے کہ حضرت ہاجرہ کو یہ اندیشہ پیدا ہو کہ کہیں مجھے یہ قتل نہ کردیں یا کسی اور طریقہ سے نقصان نہ پہنچائیں، بہر حال حضرت ہاجرہ اور حضرت سارہ میں اس وجہ سے کچھ چپقلش ہوگئی تھی، ان خواتین سے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے کہ اس بناء پر قتل کا ارادہ کیا ہو، لیکن بخاری کی اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ چپقلش پیدا ہوگئی تھی۔

اس چپقلش کے نتیجے میں حضرت ہاجرہ نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت سارہ سے ہٹ کر کہیں اور چلی جائیں، جب روانہ ہوئیں تو یہ خیال ہوا کہ حضرت سارہ قدم کے نشانوں سے میرا پتہ معلوم کرلیں گی، انہوں نے یہ کیا کہ اپنے کپڑوں پر بیچ میں ایک پٹکا باندھا جس کی وجہ سے کپڑے کا زیادہ حصہ نیچے کی طرف رہ گیا اور قمیض گھسٹتے ہوئے گئی تا کہ ان کے نشانہائے قدم کو مٹادے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اسی کی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ خواتین میں سے سب سے پہلے ام اسماعیلؑ نے منطقہ باندھنا شروع کیا، یعنی حضرت ہاجرہ نے تا کہ سارہ کی طرف سے اپنے نشان مٹادے۔

ثم جاء بها ابراهيم وبا بنها اسماعيل ۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ کو شام سے لے کر روانہ ہوگئے، مقصد یہی تھا کہ دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتی تھیں، اور شاید اللہ تعالیٰ کا حکم بھی تھا کہ وہاں جائیں جہاں آج مکہ آباد ہے۔ **وهي ترضعه**، اور وہ حضرت ہاجرہ ان کو یعنی اسماعیلؑ کو دودھ پلا رہی تھیں **حتى وضعهما عند البيت**، یہاں تک کہ ان کو لا کر بیت اللہ کی جگہ قریب چھوڑ دیا **عند دوحة فوق الزمزم**، ایک درخت کے نیچے جو زمزم کے اوپر تھا، جہاں آج زمزم ہے وہاں ایک درخت تھا، دوحة بڑے درخت کو کہتے ہیں، **في اعلى المسجد** مسجد کے اعلیٰ حصے میں، **وليس بمكة يو مئذ احد** اس وقت مکہ مکرمہ میں کوئی نہیں تھا، کوئی شہر آباد نہیں تھا، **وليس بها ماء، فو ضعهما هنا لک، ووضع عند هما جرابا فيه تمر وسقاء فيه ماء**، ساتھ میں کچھ کھانے پینے کا سامان رکھ دیا۔ **ثم قفى ابراهيم منطلقا**، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو چھوڑ کر الٹے پاؤں واپس ہونے لگے، **فتبعته ام اسماعيل فقالت:** حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پیچھے گئیں اور کہا:

يا ابراهيم: أين تذ هب تتر كنا في هذا الوادي الذي ليس فيه أنيس ولا شيء؟ فقالت له ذالک مرارًا. وجعل لايلتفت اليها فقالت له: آلله امر ک بهٰذا؟ قال: نعم، قالت: اذن لا يضيعنا.

اے ابراہیم! کہاں جارہے ہو؟ اور ہمیں ایسے جنگل میں جہاں نہ کوئی آدمی ہے نہ اور کچھ (کس کے سہارے چھوڑے جارہے ہو) اسماعیل کی والدہ نے یہ چند مرتبہ کہا، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف مڑ کر بھی نہ

دیکھا۔ اسماعیل کی والدہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے ان آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا: تو اب اللہ بھی ہم کو برباد نہیں کرے گا۔

قالت: اذن لا يضيعنا ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو پھر وہ ہمیں ہلاک نہیں کرے گا، ایک عورت لق ودق چٹیل میدان میں بچے کے ساتھ ہو اور یہ جملہ کہے یہ خوارق میں سے ہی ہے اور انہی کا جگر گردہ تھا۔

ثم رجعت فانطلق ابراهيم حتى اذا كان عند الثنية حيث لا يرونه، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چل کر اس گھاٹی پر آئے جہاں سے ان کو نہیں دیکھ سکتے تھے **استقبل بوجهه البيت،** بیت اللہ کی طرف رُخ کیا **ثم دعا بهؤلاء الدعوات ورفع يديه فقال:**

﴿ربنا انى اسكنت من ذريتى بواد غير ذى زرع عند بيتك المحرم﴾ حتى بلغ ﴿يشكرون﴾۔

مکہ مکرمہ میں مروہ کے ساتھ آجکل ایک مسقف بازار ہے جو مدّعا کہلاتا ہے، اس میں تھوڑی چڑھائی ہے بیچ میں جا کر چڑھائی ختم ہو جاتی ہے، پھر اُترائی ہے، لوگوں میں یہ مشہور ہے واللہ اعلم، سند سے ثابت نہیں، کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعا کرنے کی جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی، جس جگہ چڑھائی ختم ہو کر اُترائی میں تبدیل ہوتی ہے اس جگہ دعا مانگی تھی اس لئے اس کو مدعا کہتے ہیں۔

وجعلت ام اسماعيل ترضع اسماعيل وتشرب من ذلك الماء، مشکیزہ میں جو پانی تھا اس کو پیتی رہیں **حتى اذا نفد ما فى السقاء عطشت وعطش ابنها فجعلت تنظر اليه يتلوّى،** جب پانی ختم ہو گیا تو بیٹے کو دیکھتی تھیں کہ وہ پیاس کی بے چینی کی وجہ سے بل کھا رہا ہے، پلٹ رہا ہے۔ **أو قال يتلبط ۔ يتلبط** کے معنی ہیں خشک زبان پھیرنا۔

فانطلقت كراهية أن تنظر اليه . بچے کو پیاس کی حالت میں دیکھنے کی تاب نہیں تھی اس لیئے وہاں سے روانہ ہو گئیں تا کہ اس حالت کی دیکھنا نہ پڑے۔

فوجدت الصفاء أقرب جبل فى الأرض يليها، فقامت عليه ثم استقبلت الوادى تنظر هل ترى أحدا فلم تر أحدا، فهبطت من الصفا حتى اذا بلغت الوادى رفعت طرف درعها ثم سعت سعى الانسان المجهود۔

انہوں نے اپنے قریب جو اس جگہ کے متصل تھا، کوہِ صفا کو دیکھا پس وہ اس پر چڑھ کر کھڑی ہوئیں، اور جنگل کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے، یا نہیں؟ تو ان کو کوئی نظر نہ آیا (جس سے پانی مانگیں) پھر وہ صفا سے اُتریں جب وہ نشیب میں پہنچیں، تو اپنا دامن اٹھا کے ایسے دوڑیں جیسے کوئی سخت مصیبت زدہ آدمی دوڑتا ہے۔

"مجهود" کے معنی ہیں بہت کوشش کرنے والا۔

حتی جاوزت الوادی، ثم أتت المروة فقامت علیها فنظرت هل تری أحدا فلم تر أحدا، ففعلت ذلک سبع مرات. قال ابن عباس: قال النبی ﷺ: فذلک سعی الناس بینهما فلما اشرفت علی المروة سمعت صوتا، فقالت: صه، تريد نفسها، ثم تسمّعت فسمعت أيضاً، فقالت قد أسمعت ان كان عندك غواث فاذا هي بالملك عند موضع زمزم، فبحث بعقبه۔ أو قال: بجناحه ۔حتی ظهر الماء فجعلت تحوّضه...... الخ.

جب مروہ پر پہنچی تو ایک آواز آئی، انہوں نے اپنے آپ سے کہا، ذرا چپ ہو جاؤ یعنی غور سے سنو کہ کس چیز کی آواز ہے یعنی خود اپنے آپ سے کہہ رہی تھیں کہ چپ ہو جاؤ، پھر کان لگا کر سنا، دوبارہ آواز آئی۔ جو کوئی بھی بولنے والا ہے اس سے خطاب کر کے کہا کہ تو نے اپنی آواز سنائی یعنی میں نے سن لی ہے اگر تمہارے پاس مدد کی کوئی چیز ہو تو اچانک دیکھا کہ زمزم کی جگہ کے پاس ایک فرشتہ ہے، تو انہوں نے وہاں تلاش کیا اپنی ایڑھی سے یا راوی نے یہ کہا کہ اپنے بازو سے انہوں نے یعنی حضرت ہاجرہ نے اس کو حوض کی شکل دینی شروع کر دی۔

فجعلت تحوضه وتقول بيدها هكذا وجعلت تغرف من الماء في سقائها وهو تفور بعد ما تغرف. قال ابن عباس: قال النبي ﷺ: "يرحم الله أم اسماعيل لو تركت زمزم ـــ أو قال: لو لم تغرف من زمزم ـــ لكانت زمزم عينا معينا".

حضرت ہاجرہ اسے حوض کی شکل میں بنا کر روکنے لگیں اور اِدھر اُدھر کرنے لگیں اور چلو بھر بھر کے اپنی مشک میں ڈالنے لگیں، ان کے چلو بھرنے کے بعد پانی زمین سے اُبلنے لگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم فرمایا کہ اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم فرمائے، اگر وہ زمزم کو روکتی نہیں بلکہ چھوڑ دیتیں، یا فرمایا چلو بھر بھر کے نہ ڈالتیں تو زمزم ایک جاری رہنے والا چشمہ ہوتا۔

قال: فشربت وأرضعت ولدها، فقال لها الملک: لا تخافوا الضيعة، فان هذا بيت الله يبني هذا الغلام وأبوه، وان الله لا يضيع أهله.

پھر فرمایا کہ انہوں نے پانی پیا اور بچہ کو پلایا پھر ان سے فرشتہ نے کہا کہ تم اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہ کرو، کیونکہ یہاں بیت اللہ ہے جسے یہ لڑکا اور اس کے والد تعمیر کریں گے، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہلاک و برباد نہیں کرتا۔

وكان البيت مرتفعا من الأرض كالرابية تأتيه السيول فتأخذ عن يمينه وشماله، فكانت كذلک حتی مرت بهم رفقة من جرهم أو أهل بيت من جرهم مقبلين من طريق كداء فنزلوا في أسفل مكة فرأوا طائرا عائفا فقالوا: ان هذا الطائر ليدور على ماء، لعهدنا بهذا الوادي وما فيه ماء.

اس وقت بیت اللہ زمین سے ٹیلہ کی طرح اُونچا تھا، سیلاب آتے تھے، تو اس کے دائیں بائیں کٹ جاتے

تھے، حضرت ہاجرہ اسی طرح رہتی رہیں، یہاں تک کہ چند لوگ قبیلہ بنو جرہم کے ان کی طرف سے گزرے یا یہ فرمایا کہ بنو جرہم کے کچھ لوگ کداء کے راستہ سے لوٹے ہوئے آرہے تھے، تو وہ مکہ کے نشیب میں اُترے انہوں نے کچھ پرندوں کو چکر لگاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا بے شک یہ پرندے پانی پر چکر لگا رہے ہیں، حالانکہ ہمارا زمانہ اس وادی میں گزرا تو اس میں پانی نہ تھا۔ یعنی اس وادی کے بارے میں تو ہمارا تجربہ یہ ہے کہ یہاں پانی نہیں ہے، یعنی ہم نے تو اس وادی کو اس طرح پایا ہے کہ یہاں کبھی پانی نہیں تھا، آج یہ پرندہ جو پانی پر آیا کرتا ہے، کیسے چکر لگا رہا ہے؟

کداء ۔ کداء جو مکہ مکرمہ کا ایک حصہ ہے۔

فارسوا جريا أو جريين فاذا هم بالماء، فرجعوا فأخبروهم بالماء فأقبلوا. قال. وأم. اسماعيل عند الماء فقالوا. أتأذنين لناأنْ ننزل عندک؟ قالت. نعم، ولکنْ لا حق لکم في الماء، قالوا. نعم.

انہوں نے ایک یا دو آدمیوں کو بھیجا، تو انہوں نے پانی کو دیکھ لیا، واپس آکر انہوں نے سب کو پانی ملنے کی اطلاع دی وہ سب لوگ ادھر آنے لگے، کہا کہ اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس بیٹھی تھیں، تو ان لوگوں نے کہا کیا تم اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے پاس قیام کریں، انہوں نے کہا اجازت ہے، مگر پانی پر کوئی حق نہ ہوگا۔ انہوں نے یہ شرط منظور کر لی۔

جریا ۔ **جریا** کے معنی ایلچی اور پیغام رساں کے ہیں۔

قال ابن عباس. قال النبي ﷺ: فألفى ذلک أم اسماعيل وهي تحب الأنس فنزلوا وارسلوا الى أهليهمْ فنزلوا معهم حتى اذا كان بها أهل أبيات منهم، وشب الغلام وتعلم العربية منهم. وأنفسهمْ وأعجبهمْ حين شب، فلما أدرک زوجوه امرأة منهم وماتتْ أم اسماعيل.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسماعیل کی والدہ نے اسے غنیمت سمجھا، وہ انسانوں سے انس رکھتی تھیں، (یعنی یہ بات ام اسماعیل کو پہنچی یعنی اس کا یہ فائدہ پہنچا کہ وہ یہ چاہتی تھیں کہ کوئی ایسا ہو جس سے انس حاصل کریں کیونکہ وہ وہاں پر تن تنہا رہ رہی تھیں۔) تو وہ لوگ مقیم ہو گئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی پیغام بھیج کر وہاں بلا لیا، انہوں نے بھی وہیں قیام کیا حتی کہ ان کے پاس چند خاندان آباد ہو گئے، اور اب اسماعیل بچہ سے بڑے ہو گئے اور انہوں نے بنو جرہم سے عربی سیکھ لی اور خود ان کی حالت بھی معلوم کر لی۔ اسماعیل جب جوان ہوئے، تو انہیں بڑے بھلے معلوم ہوئے جب اسماعیل بالغ ہوئے تو انہوں نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور اسماعیل کی والدہ وفات پا گئیں۔

فجاء ابراهيم بعد ما تزوج اسماعيل يطالع تركته فلم يجد اسماعيل. فسأل امرأته عنه فقالتْ: خرج يبتغي لنا، ثمّ سألها عنْ عيشهمْ وهيئتهمْ، فقالت: نحن بِشَرٍّ، نحن في ضيق وشدة،

فشکت الیه، قال: فاذا جاء زوجک اقرئی علیه السلام وقولی له یغیر عتبة بابه.

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چھوڑے ہوؤں کو دیکھنے کے لئے اسماعیل کے نکاح کے بعد تشریف لائے، تو اسماعیل کو نہ پایا، ان کی بیوی سے معلوم کیا، تو اس نے کہا کہ وہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے کیلئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے بسر اوقات اور حالت معلوم کی، تو اس عورت نے کہا: ہماری بری حالت ہے اور ہم بڑی تنگی اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔ (گویا) انہوں نے ابراہیم سے شکوہ کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جب تمہارے شوہر آجائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدل کردیں۔

ترکة۔ ترکة کے معنی ہیں چھوڑے ہوئے لوگ، یعنی اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ کر گئے تھے، ان کی دیکھ بال کیلئے تشریف لائے۔

فلما جاء اسماعیل کأنه آنس شیئا فقال: هلْ جاء کمْ من أحدٍ؟ قالتْ: نعم جاء نا شیخٌ کذا وکذا فسألنا عنک فأخبرْته، وسألنی کیْف عیشنا، فأخبرْته أنّا فی جهْد وشدّة، قال: فهلْ أوصاکِ بشیءٍ؟ قالتْ: نعمْ، أمرنی أنْ أقرأ علیْک السلام ویقول: غیّرْ عتبة بابک. قال: ذاک أبی، وقدْ أمرنی أنْ أفارقکِ، الحقی بأهلک فطلّقها.

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے، تو گویا انہوں نے اپنے والد کی تشریف آوری کے آثار پائے، تو کہا: کیا تمہارے پاس کوئی آدمی آیا تھا؟ بیوی نے کہا: ہاں۔ ایسا ایسا ایک بوڑھا شخص آیا تھا، اس نے آپ کے بارے میں پوچھا، تو میں نے بتادیا اور اس نے ہماری بسر اوقات کے متعلق دریافت کیا، تو میں نے بتادیا کہ ہم تکلیف اور سختی میں ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا: کیا انہوں نے کچھ پیغام دیا ہے؟ کہا: ہاں! مجھ کو حکم دیا تھا کہ تمہیں ان کا سلام پہنچادوں، اور وہ کہتے تھے تم اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا: وہ میرے والد تھے اور انہوں نے مجھے تم کو جدا کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا تم اپنے گھر چلی جاؤ اور اس کو طلاق دیدی۔

وتزوج منهمْ امرأة أخری فلبث عنهمْ ابراهیم ما شاء الله ثمّ أتاهمْ بعْد فلمْ یجدْه. فدخل علی امرأته فسألها عنه فقالتْ: خرج یبتغی لنا، قال: کیف أنْتمْ؟ وسألها عنْ عیشهم وهیئتهم. فقالت: نحن بخیر وسعة، وأثنتْ علی الله عزّ وجلّ، فقال: ماطعامکمْ؟ قالت: اللّحم، قال: فما شرابکمْ؟ قالتْ: الماء، قال: اللهمّ بارکْ لهمْ فی اللحم والماء.

بنو جرہم کی کسی دوسری عورت سے نکاح کرلیا، کچھ مدت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے، تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہ پایا، ان کی بیوی کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا، تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ اور ان کی بسر اوقات معلوم کی۔ اس نے کہا: ہم اچھی حالت اور فراخی میں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

پوچھا: تمہاری غذا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: گوشت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: تمہارے پینے کی کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا پانی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ! ان کے لئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔

قال النبیّ ﷺ: ولم یکن لهم یومئذ حَبٌّ، ولو کان لهم دعا لهم فیه. قال: فهما لایخلو علیهما احد بغیر مکة الّا لم یوافقاه، قال: فاذا جاء زوجکِ فاقرئی علیه السلام ومُریه یثبت عتبة بابه.

حضور انور ﷺ نے فرمایا: اس وقت وہاں غلہ نہ ہوتا تھا، اگر غلہ ہوتا تو اس میں بھی ان کے لئے دعا کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص مکہ کے سوا کسی اور جگہ گوشت اور پانی پر گزارہ نہیں کرسکتا، صرف گوشت اور پانی مزاج کے موافق نہیں آسکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: جب تمہارے شوہر آجائیں، تو ان سے میرا اسلام کہنا اور انہیں میری طرف سے یہ حکم دینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ باقی رکھیں۔

فلمّا جاء اسماعیل قال: هلْ أتاکمْ منْ احد؟ قالتْ: نعمْ، أتانا شیْخٌ حسن الهیئة وأثنتْ علیْه، فسألنی عنْک فأخبرْته، فسألنی کیفْ عیشنا؟ فأخبرْته أنّا بخیر، قال: فأوصاک بشیء؟ قالت: نعم، یقرأ علیک السلام ویأمرکَ ان تثبت عتبة بابک. قال: ذَک أبی وأنتِ العتبة، أمرنی انْ أمسککِ.

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی آدمی آیا تھا؟ بیوی نے کہا ہاں! ایک بزرگ خوبصورت پاکیزہ سیرت آئے تھے، اوران کی تعریف کی، تو انہوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتادیا، پھر مجھ سے ہماری بسر اوقات کے متعلق پوچھا، تو میں نے بتایا کہ ہم بڑی اچھی حالت میں ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ تمہیں وہ کوئی حکم دے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ آپ کو سلام کہہ گئے ہیں اور حکم دے گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ باقی رکھیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ سے تم مراد ہو، گویا انہوں نے مجھے یہ حکم دیا کہ تمہیں اپنی زوجیت میں باقی رکھوں۔

ثمّ لبث عنهمْ ما شاء الله ثمّ جاء بعْد ذٰلک واسمیل یبری نبلا له تحت دوحة قریبا منْ زمزم، فلما رآه قام الیْه فصنعا کما یصْنع الوالد بالولد والولد بالوالد. ثم قال: یا اسماعیل، ان الله أمرنی بأمر، قال: فاصنع ما أمرک ربک، قال: وتعیننی؟ قال: وأعینک. قال: فان الله أمرنی أبنی هَاهُنا بیتا، وأشار الی اکمة مرتفعة علی ما حولها. قال: فعند ذٰلک رفعا القواعدَ من البیت، فجعل اسماعیل یأتی بالحجارة وابراهیم یبنی حتی اذا ارتفع البناء جاء بهٰذا الحجر، فوضعه له فقام علیه وهو یبنی واسماعیل یناوله الحجارة وهما یقولان: ﴿ربنا تقبل منا انک أنت السمیع العلیم﴾ قالَ: فجعلا یبنیان حتی یدورا حول البیت وهما یقولان: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا

اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ مدت کے بعد پھر آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زمزم کے قریب ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے ہوئے اپنے تیر بناتے پایا، جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو ان کی طرف بڑھے اور دونوں نے ایسا معاملہ کیا، جیسے والد لڑکے سے اور لڑکا والد سے کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے اسماعیل! اللہ نے مجھے ایک کام کا حکم دیا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ اس حکم کے مطابق عمل کیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے کیا تم میرا ہاتھ بٹاؤ گے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا: ہاں! میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے مجھے یہاں بیت اللہ بنانے کا حکم دیا ہے اور آپ نے اس اُونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا، یعنی اس کے گرداگرد، ان دونوں نے کعبہ کی دیواریں بلند کیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے، حتی کہ جب دیوار بلند ہوئی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک پتھر کو اُٹھالائے اور اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے رکھ دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر دیتے تھے اور دونوں یہ دعا کرتے رہے کہ:

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"

''اے ہمارے پروردگا! ہم سے یہ کام قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔''

پھر دونوں تعمیر کرنے لگے، اور کعبہ کے گرد گھوم کر یہ کہتے جاتے تھے:

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"

''اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ کام قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔''

۳۳۶۵ ــــ حدثنا عبد اللّٰہ بن محمد: حدثنا أبو عامر عبد الملک بن عمرو قال: حدثنا ابراهيم بن نافع، عن كثير بن كثير، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لما كان بين ابراهيم وبين أهله ما كان؛ خرج باسماعيل وأم اسماعيل ومعهم شنة فيها ماء. فجعلت أم اسماعيل تشرب من الشنة فيدرُّ لبنها على صبيها، حتى قدم مكة فوضعها تحت دوحة ثم رجع ابراهيم الى أهله فاتبعته أم اسماعيل حتى لما بلغوا كدا نادته من ورائه: يا ابراهيم! الى من تتركنا؟ قال: الى اللّٰه. قالت: رضيت باللّٰه. قال: فرجعت فجعلت تشرب من الشنة ويدر لبنها على صبيها حتى لما فني الماء قالت: لو ذهبت فنظرت لعلّي احسّ احدا. فذهبت فصعدت الصفا، فنظرت ونظرت هل تحس أحدا، فلم تحسّ احدا فلما بلغت الوادي سعت وأتت المروة وفعلت ذلک اشواطا. ثم قالت: لو ذهبت فنظرت ما فعل، تعني الصبي، فذهبت فنظرت فاذا هو على حاله كأنه

ینشغ للموت. فلم تقرها نفسها، فقالت: لو ذهبت فنظرت لعلي أحس أحدا، فذهبت فصعدت الصفا، فنظرت ونظرت فلم تحس أحدا، حتى أتمت سبعا، ثم قالت: لو ذهبت فنظرت ما فعل فاذا هي بصوت، فقالت: أغث ان كان عندک خير، فاذا جبريل، قال: فقال بعقبه هكذا وغمز عقبه على الارض. قال: فانبثق الماء فدهشت أم اسماعيل فجعلت تحفر. قال: فقال أبو القاسم ﷺ: "لو تركته كان الماء ظاهرا" قال: فجعلت تشرب من الماء ويدر لبنها على صبيها، قال: فمر ناس من جرهم ببطن الوادي، فاذا هم بطير كانهم أنكروا ذاک، وقالوا: ما يكون الطير الا على ماء، فبعثوا رسولهم فنظروا فاذا هم بالماء فأتاهم فأخبرهم فأتوا اليها فقالوا: يا أم اسماعيل! أتاذنين لنا أن نكون معک أو نسكن معک؟ فبلغ ابنها فنكح فيهم امراة. قال: ثم انه بدأ لابراهيم فقال لاهله: اني مطلع تركتي، قال: فجاء فسلم فقال: اين اسماعيل؟ فقالت امراته: ذهب يصيد، قال: قولي له اذا جاء غير عتبة بابک، فلما جاء أخبرته فقال: أنت ذاک فاذهبي الى أهلک. قال: ثم انه بدأ لابراهيم فقال لاهله: اني مطلع تركتي، قال: فجاء فقال: اين اسماعيل؟ فقالت امراته: ذهب يصيد، فقالت: الا تنزل فتطعم وتشرب؟ فقال: وما طعامكم وما شرابكم؟ قالت: طعامنا اللحم وشرابنا الماء. قال: اللّٰهم بارک لهم في طعامهم وشرابهم قال: فقال ابو القاسم ﷺ: " بركة بدعوة ابراهيم ﷺ" قال: ثم انه بدأ لابراهيم فقال لاهله: اني مطلع تركتي، فجاء فوافق اسماعيل من وراء زمزم يصلح نبلاً له، فقال: يااسماعيل: ان ربک أمرني أن أبني له بيتا، قال: أطع ربک، قال: انه قد أمرني أن تعينني عليه، قال: اذن أفعل، أو كما قال، قال: فقاما فجعل ابراهيم يبني، واسماعيل يناوله الحجارة ويقولان: ﴿ربنا تقبل منا انک أنت السميع العليم﴾ قال: حتى ارتفع البناءُ وضعف الشيخ عن نقل الحجارة فقام على حجر المقام فجعل يناوله الحجارة ويقولان: ﴿ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم﴾ [البقرة: ۱۲۷]. [راجع: ۲۳۶۸]

لما كان بين ابراهيم وبين اهله ما كان، یہ وہ لفظ ہے جس کا حدیث میں اشارہ ہے، ابراہیم اوران کی اہلیہ یعنی حضرت سارہ کے درمیان وہ بات پیش آئی جو پیش آئی یعنی اختلاف۔

تشرب من الشنة فيدرُّ لبنها على صبيها — اوراپنے مشکیزہ کا پانی پیتی رہیں اوران کا دودھ اپنے بچہ کیلئے ٹپک رہا تھا۔

كانه ينشغ، یعنی ان کا سانس چڑھا ہوا تھا۔

فوافق اسماعیل من وراء زمزم یصلح نبلاً له۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زمزم کے پیچھے اپنے تیروں کو درست کرتے ہوئے پایا۔

(۱۰) باب:

۳۳۶۶ــ حدثنا موسی بن اسماعیل: حدثنا عبدالوحد: حدثنا الاعمش: حدثنا ابراهیم التیمي، عن ابیه قال: سمعت أبا ذر رضي الله عنه قال: قلت: یا رسول الله، أي مسجد وضع في الارض أول؟ قال: "المسجد الحرام"، قال: قلت: ثم أي؟ قال: "المسجد الاقصی". قلت: کم کان بینهما؟ قال: "أربعون سنة، ثم اینما ادرکتک الصلاة بعد فصلِّه فانّ الفضل فیه". [انظر: ۳۴۲۵] [۴۴]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دنیا میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مکی کی) مسجد حرام۔ میں نے عرض کیا پھر کونسی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بیت المقدس کی) مسجد اقصیٰ۔ میں نے عرض کیا ان کے درمیان میں کتنا فاصلہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس سال۔ پھر جہاں بھی تمہیں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو کیونکہ فضیلت و برتری اسی میں ہے۔

سوال: مسجد حرام سے یہاں بیت اللہ مراد ہے، اس میں مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے درمیان چالیس سال بتلائے گئے ہیں، حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی اور مسجد اقصیٰ کی حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کی تھی اور دونوں کے درمیان سینکڑوں سال کا فاصلہ ہے اس لئے یہ اشکال ہوا کہ چالیس سال کیسے کہا؟

جواب: اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہاں عدد مقصود نہیں بلکہ یہ لفظ بکثرت تکثیر کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دونوں عبادت گاہیں ابتدا میں ملائکہ نے تعمیر کی ہوں، اور اس میں چالیس سال کا فاصلہ ہو۔ [۴۵]

۳۳۶۷ــ حدثنا عبد الله بن مسلمة، عن مالک، عن عمرو بن أبي عمرو مولی

[۴۴] وفی صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم: ۸۰۸، وسنن النسائی، کتاب المساجد، باب ذکر ای مسجد وضع اولاً، رقم: ۶۸۳، وسنن ابن ماجة، کتاب المساجد والجماعات، باب ای مسجد وضع اولاً، رقم: ۷۴۵، ومسند احمد، مسند الأنصار، باب حدیث ابی ذرّ الغفاری، رقم: ۲۰۳۷۰، ۲۰۴۱۹، ۲۰۴۵۲، ۲۰۴۹۵.

[۴۵] عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۸۱.

المطلب، عن أنس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طلع لہ أُحد فقال: "ھذا جبل یحبنا ونحبہ. اللّٰھم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی أحرّم ما بین لابتیھا". ورواہ عبد اللّٰہ بن زید عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم. [راجع: ۳۷۱]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اُحد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اسے۔ اے خدا! ابراہیم نے تو مکہ کو حرم بنایا، اور میں اس کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان (مدینہ) کو حرم بناتا ہوں۔

۳۳۶۸ـ حدثنا عبداللّٰہ بن یوسف: أخبرنا مالک، عن ابن شھاب، عن سالم بن عبد اللّٰہ ان ابن ابي بکر اخبر عبداللّٰہ بن عمر عن عائشۃ رضي اللّٰہ عنھم زوج النبي ﷺ أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: "ألم تري أن قومک لما بنوا الکعبۃ اقتصروا عن قواعد ابراھیم؟" فقلت: یا رسول اللّٰہ، الا تردھا علی قواعد ابراھیم، فقال: "لولا حِدثان قومک بالکفر" فقال عبداللّٰہ بن عمر: لئن کانت عائشۃ سمعت ھذا من رسول اللّٰہ ﷺ ما أُری. أن رسول اللّٰہ ﷺ ترک استلام الرکنین اللذین یلیان الحجر الا أن البیت لم یُتمّم عن قواعد ابراھیم. وقال اسماعیل: عبد اللّٰہ بن أبي بکر. [راجع: ۱۲۶]

ترجمہ: حضرت عائشہ زوجۂ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: (اے عائشہ!) کیا تم نہیں چاہتی ہو کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی، تو انہوں نے ابراہیم کی بنیاد سے کم تعمیر کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ اپنے بنیاد ابراہیمی پر کیوں نہیں کردیتے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کردیتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے یہ حدیث درحقیقت نبی اکرم ﷺ سے سنی ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ نے حطیم کے قریب دونوں رُکنوں کو اس وجہ سے نہیں چھوڑا کہ کعبہ بنیادِ ابراہیمی پر پورا نہیں بنایا گیا۔

کتاب العلم میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باب قائم کیا ہے کہ جہاں کسی مستحب کام کی وجہ سے فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو فتنہ سے بچنے کیلئے مستحب کام چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

یہاں فتنہ کا اندیشہ تھا کہ بہت سے لوگ تازہ تازہ اسلام لائے تھے، جب ان کو یہ پتہ چلتا کہ ہمارے باپ دادوں کی بنائی ہوئی بیت اللہ کی عمارت کو توڑا جارہا ہے تو اس سے ان کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہوکر فتنہ کی شکل اختیار کرسکتے تھے، لیکن جب بعد میں صحابہ کرامؓ کے قواعد ایمان راسخ ہوگئے تو پھر یہ معاملہ کوئی مشکل نہیں تھا۔[۲۶]

۲۶ مزید تشریح ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۲، ص:۲۳۵، باب من ترک بعض الاختیار مخافۃ ان یقصر فھم بعض الناس عنہ فیقعوا فی أشد منہ، رقم:۱۲۶.

۳۳٦۹ — حدثنا عبد اللہ بن یوسف: اخبرنا مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، عن ابیہ، عن عمرو بن مسلم الزرقی قال: اخبرنی ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ انہم قالوا: یا رسول اللہ، کیف نصلی علیک؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "قولوا: اللهم صل علی محمد وأزواجہ وذریتہ کما صلیت علی آل ابراہیم، وبارک علی محمد وأزواجہ وذریتہ کما بارکت علی آل ابراہیم، انک حمید مجید". [أنظر: ٦۳٦٠] [۲۷]

ترجمہ: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح پڑھا کرو:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

۳۳۷٠ — حدثنا قیس بن حفص وموسی بن اسماعیل قالا: حدثنا عبد الواحد بن زیاد: حدثنا ابو فروۃ مسلم بن سالم الهمدانی: قال: حدثنی عبد اللہ بن عیسی: سمع عبد الرحمن بن ابی لیلی قال: لقینی کعب بن عجرۃ، فقال: ألا أهدی لک هدیۃ سمعتها من النبی ﷺ؟ فقلت: بلی، فأهدها لی، فقال: سألنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا: یا رسول اللہ، کیف الصلاۃ علیکم اهل البیت؟ فان اللہ قد علّمنا کیف نسلم، قال: قولوا: "اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید. اللهم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید". [أنظر: ٤۷۹۷، ٦۳۵۷] [۲۸]

[۲۷] وفی صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی بعد التشهد، رقم: ٦١۵، وسنن النسائی، کتاب السهو، باب نوع آخر، رقم: ١٢۷۷، وسنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی بعد التشهد، رقم: ۸۳١، وسنن ابن ماجۃ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیها، باب الصلاۃ علی النبی، رقم: ۸۹۵، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث أبی حمید الساعدی، رقم: ٢٢٤۹٣، وموطا مالک، کتاب النداء للصلاۃ، باب ماجاء فی الصلاۃ علی النبی، رقم: ٣۵۷.

[۲۸] وفی صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی بعد التشهد، رقم: ٦١٤، وسنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی صفۃ الصلاۃ علی النبی، رقم: ٤٤۵، وسنن النسائی، کتاب السهو، باب نوع آخر، رقم: ١٢۷٠، وسنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی بعد التشهد، رقم: ۸٣٠، وسنن ابن ماجۃ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیها، باب الصلاۃ علی النبی، رقم: ۸۹٤، ومسند احمد، أوّل مسند الکوفیین، باب حدیث کعب بن عجرۃ، رقم: ١۷٤٠۹، ١۷٤٢۵، ١۷٤٣١، وسنن الدارمی، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی، رقم: ١٣٠۸.

ترجمہ: عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھ سے کعب بن عجرہ ملے، تو فرمایا کیا میں تمہیں ایسا تحفہ نہ دوں، جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور دیجئے۔ انہوں نے کہا: ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر یعنی اہلِ بیت پر ہم کس طرح درود پڑھیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو بتادیا ہے کہ آپ ﷺ پر کیسے درود پڑھیں (اب اہلِ بیت پر درود کا طریقہ آپ بتادیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

۳۳۷۱ـ حدثنا عثمان بن أبي شيبة: حدثنا جرير، عن منصور، عن المنهال، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يعوّذ الحسن والحسين، ويقول: "ان أباكما كان يعوّذ بها اسماعيل واسحاق، أعوذ بكلمات الله التامة، من كل شيطان وهامة، ومن كل عين لامة".

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ حسن وحسین پر یہ کلمات پڑھ کر پھونکا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے باپ (ابراہیم) بھی اسماعیل واسحٰق پر یہ کلمات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے

"أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"۔

"میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعہ ہر شیطان وجاندار اور ہر ضرر رساں نظر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں"۔

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام کو بھی اسی طرح تعوذ فرمایا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے بچوں کے تعوذ کیلئے تعلیم فرمائی۔

ھامة۔ اصلاً زہریلے حشرات الارض کو کہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ بعض اوقات اس کا اطلاق جنات پر بھی ہوتا ہے لیکن اس کے صحیح معنی زہریلے جانور ہی ہیں۔

(۱۱) باب قوله:

﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ﴾ الآية [الحجر: ۵۱] لاتوجل: لا تخف.

ترجمہ: اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنادو۔

ضَیْف ـ مہمانوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجے گئے تھے۔ چونکہ یہ فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے، اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام شروع میں انہیں انسان ہی سمجھے اور ان کی مہمانی کے لئے بھنے ہوئے بچھڑے کا گوشت لے کر آئے۔ لیکن چونکہ وہ فرشتے تھے، اور کچھ کھا نہیں سکتے تھے، اس لئے انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ اس زمانے میں رسم یہ تھی کہ اگر کوئی شخص میزبان کے یہاں کھانا پیش ہونے کے بعد نہ کھائے تو یہ اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ وہ کوئی دشمن ہے جو کسی بُری نیت سے آیا ہے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خوف محسوس کیا۔ اس موقع پر فرشتوں نے واضح کر دیا کہ وہ فرشتے ہیں، اور ان دو کاموں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔[۴۹]

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ ﴾ [البقرة: ۲۶۰]

ترجمہ: اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ میرے پروردگار! مجھے دکھایئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟

۳۳۷۲ ــــ حدثنا احمد بن صالح: حدثنا ابن وهب قال: أخبرني يونس عن ابن شهاب، عن أبي سلمة بن عبدالرحمن وسعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: "نحن أحق بالشک من ابراهيم اذ قال: ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ. قَالَ: أَوَلَمْ تُؤْمِنْ. قَالَ: بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ ويرحم الله لوطا، لقد كان ياوي الى ركن شديد، ولو لبثت في السجن طول مالبث يوسف لأجبت الداعي، [انظر: ۳۳۷۵، ۳۳۸۷، ۴۵۳۷، ۴۶۹۴، ۶۹۹۲][۵۰]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا: ہم ابراہیم کی نسبت شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں، جب انہوں نے کہا: اے پروردگا! مجھے دکھایئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے کہا کیا: تم ایمان نہیں لائے؟ انہوں نے کہا: ایمان تو بے لایا، لیکن (میں یہ چاہتا ہوں کہ) میرا دل مطمئن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ لوط پر رحم کرے کہ وہ کسی مضبوط رُکن سے پناہ لینا چاہتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں اتنے دنوں رہتا جتنے دنوں یوسف قید رہے، تو میں اس بلانے والے کی بات مان لیتا۔

اس سوال و جواب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ بات صاف کر دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ فرمائش

---

۴۹ توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ ھود، آیت: ۶۹ تا ۸۳، والحجر، آیت: ۵۱۔

۵۰ وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الأدلة، رقم: ۲۱۶، وكتاب الفضائل، باب من فضائل ابراهيم الخليل، رقم: ۴۳۶۹، وسنن ابن ماجة، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم: ۴۰۱۶، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب المسند السابق، رقم: ۷۹۲۸.

خدانخواستہ کسی شک کی وجہ سے نہیں تھی، انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر پورا یقین تھا۔ لیکن آنکھوں سے دیکھنے کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ اس سے نہ صرف مزید اطمینان حاصل ہوتا ہے، بلکہ اس کے بعد انسان دوسروں سے یہ کہہ سکتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، دلائل سے اس کا علم حاصل کرنے کے علاوہ آنکھوں سے دیکھ کر کہہ رہا ہوں۔[۵۱]

یرحم اللّٰہ لوطاً لقد کان یاوی الیٰ رُکنٍ شدید. (جو رکن شدید کا سہارا پکڑنا چاہتے تھے)۔

"رُکن" ۔ اصل میں کسی بھی چیز کے مضبوط کنارے یا ستون کو کہتے ہیں۔

اور یہاں **"رکن شدید"** سے مراد "مضبوط اور طاقتور لوگوں کی جماعت" ہے۔ حدیث کے اس جملہ میں حضرت لوط علیہ السلام کے تعلق سے جس بات کا ذکر کیا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب قومِ لوط علیہ السلام اپنی بدعملی، سرکشی، بے حیائی اور خبیث اخلاقی گراوٹ ہم جنسی یعنی امرد لڑکوں سے اختلاط میں حد سے تجاوز کرگئی اور حضرت لوط علیہ السلام کے ابلاغِ حق، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس پر مطلق کچھ اثر نہیں ہوا، تو آخر کار حق تعالیٰ کی طرف سے ان کی سزا و بربادی وہلاکت کا فیصلہ ہوگیا۔ چنانچہ عذاب کے فرشتے قومِ لوط کے شہر سدوم میں اُترے، اور آدمیوں کی شکل وصورت میں حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں مہمان ہوئے، یہ فرشتے نہایت حسین وخوبصورت اور عمر میں نوجوان لڑکوں کی شکل وصورت میں تھے، حضرت لوط علیہ السلام نے ان مہمانوں کو دیکھا تو گھبرا گئے اور ڈرے کہ بدبخت قوم کے لوگ میرے ان مہمانوں کے ساتھ نہ معلوم کیا سلوک کریں گے، اس وقت تک حضرت لوط علیہ السلام کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ خدا کے پاک فرشتے ہیں اور اس بدبخت قوم کے لئے عذابِ الٰہی کا فیصلہ لے کر آئے۔ حضرت لوط علیہ السلام اسی پریشانی اور تردد میں تھے کہ قوم کو خبر لگ گئی اور یہ مطالبہ لے کر حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر چڑھ آئے کہ ان مہمانوں کو ہمارے حوالہ کرو۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان لوگوں کو اس وقت بھی بہت سمجھایا، ان کی بدفطرتی پر ان کو غیرت عار دلائی اور کوشش کی کہ یہ بدبخت ان معزز اور پاکباز نوعمر مہمانوں کے تئیں اپنی بری نیت اور ارادۂ بد سے باز آجائیں، اور پھر جب انہوں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے سیاہ دلوں پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے اور سب کے سب ان کے مہمانوں کے ساتھ بداخلاقی پر تلے ہوئے ہیں، تب پریشان خاطر ہو کر انہوں نے فرمایا:

لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید. ﴿ھود:۸۰﴾

"کاش تمہارے مقابلہ کی مجھے (ذاتی) طاقت حاصل ہوتی یا (طاقتور ساتھیوں اور حمایتوں کی صورت میں) کوئی مضبوط سہارا ہوتا، جس کا آسرا پکڑ سکتا (اور ان مہمانوں کو تمہارے شر سے محفوظ رکھتا)"۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لوط علیہ السلام کی اسی حسرت وتمنا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

[۵۱] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، البقرۃ، آیت:۲۶۰۔

فرمایا کہ خدا لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ انسانی طاقت وقوت کا سہارا چاہنے لگے تھے، حالانکہ اصل سہارا اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت اور اس کی حفاظت وحمایت کا ہے کہ اہلِ عرب کے کلام کا یہ خاص اُسلوب ہے کہ جب وہ کسی شخص کے ایسے قول وفعل کا ذکر کرتے ہیں جو تقصیر سے تعلق رکھتا ہو یا اس کو وہ کام وکلام نہ کرنا چاہیے تھا کہتے ہیں کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے، یا اللہ اس شخص کو معاف فرمائے کہ اس نے ایسا کام کیا یا ایسی بات کہی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مذکورہ ارشاد کے ذریعہ کیا اس طرف اشارہ فرمایا کہ نعوذ باللہ حضرت لوط علیہ السلام خدا کی قدرت پر بھروسہ نہیں رکھتے تھے جو کسی "رکن شدید" کی پناہ کے طالب ہوئے! جواب ہے کہ ہرگز نہیں، کیونکہ ایسا سمجھنا نہ صرف یہ کہ خلافِ واقعہ ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کے طریق ادب کے بھی منافی ہے، جہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کے "رکن شدید" کی پناہ طلب کرنے کا سوال ہے، تو حضرت لوط علیہ السلام خدا کو بھول کر کسی اور کی پناہ کے طالب نہیں تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس وقت اپنی قوم کے ارادۂ بد کو دیکھ کر اس قدر پریشان اور اس درجہ قابلِ رحم حالت میں تھے کہ طبعی طور پر ان کی یہ تمنا ہوئی کہ کاش! اللہ تعالیٰ میری مدد فرماتا اور اتنی طاقت وقوت عطا فرما دیتا کہ میں اسی وقت ان بدبختوں کو ان کی خباثت کا مزہ چکھا دیتا۔

۳۳۷۳ ـ حدثنا قتیبة بن سعید: حدثنا حاتم، عن یزید بن ابی عبید، عن سلمة ابن الاکوع رضی اللہ عنه قال: مر النبی صلی اللہ علیه وسلم علی نفر من أسلم ینتضلون. فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "ارموا بنی اسماعیل فان اباکم کان رامیا، وأنا مع ابن فلان"، قال: فامسک احد الفریقین بایدیهم. فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "ما لکم لا ترمون؟" فقالوا: یا رسول اللہ، نرمی وانت معهم؟ قال: "ارموا وانا معکم کلکم". [راجع: ۲۸۹۹]

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا گذر بنو اسلم کے کچھ افراد کے پاس سے ہوا، وہ اس وقت تیر اندازی کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کئے جاؤ، کیونکہ تمہارے والد (اسماعیل) بڑے تیر انداز تھے اور میں (اس تیر اندازی میں) فلاں لوگوں کی طرف ہوں۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (یہ سن کر) دوسرے فریق نے فوراً ہاتھ روک لیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کیوں تیر اندازی نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کیسے تیر اندازی کر سکتے ہیں، حالانکہ آپ ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تیر اندازی کرو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

(۱۳) باب: قصة اسحاق بن ابراهیم النبی ﷺ، فیه ابن عمر

وابو هريرة عن النبی ﷺ

حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصہ کا بیان، اس واقعہ کو حضرت ابن عمر وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے۔

(۱۴) باب:

﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ﴾ الآية: [البقرة: ۱۳۳]

ترجمہ: کیا اُس وقت تم خود موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا تھا، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟

فائدہ: بعض یہودیوں نے کہا تھا کہ حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ وہ یہودیت کے دین پر رہیں۔ یہ آیت اس کا جواب ہے۔

۳۳۷۴ــــ حدثنا اسحاق بن ابراهيم: سمع المعتمر، عن عبيد الله، عن سعيد بن ابی سعيد المقبری، عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قيل للنبی صلی الله عليه وسلم: من اكرم الناس؟ قال: "اكرمهم اتقاهم". قالوا: يا نبی الله، ليس عن هذا نسألك. قال: "فاكرم الناس يوسف نبی الله ابن نبی الله ابن نبی الله ابن خليل الله". قالوا: ليس عن هذا نسألك، قال: "افعن معادن العرب تسألونی؟" قالوا: نعم، قال: "فخياركم فی الجاهلية خياركم فی الاسلام اذا فقهوا". [راجع: ۳۳۵۳]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے زیادہ معزز لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو۔ لوگوں نے کہا: ہم یہ نہیں پوچھ رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ معزز یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہیں، لوگوں نے کہا: یہ بھی نہیں پوچھ رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تم عرب کے خاندانوں کے متعلق پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: زمانۂ جاہلیت میں جو لوگ اچھے تھے، وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں، بشرطیکہ علم دین حاصل کریں۔

(۱۵) باب:

﴿ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة﴾ الی قوله ﴿فساء مطر المنذرین﴾ [النمل: ۵۴. ۵۸]

۳۳۷۵ــــ حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب: حدثنا ابو الزناد، عن الاعرج، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "یغفر اللہ للوطٍ ان کان لیأوی الی رکنٍ شدیدٍ". [راجع: ۳۳۷۲] ۵۲

(۱۶) باب:

﴿فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ [الحجر: ۶۲]

ترجمہ: چنانچہ جب یہ فرشتے لوط کے گھر والوں کے پاس پہنچے تو لوط نے کہا: آپ لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کی بدفطرتی سے واقف تھے کہ یہ لوگ اجنبیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے گھبراہٹ کا اظہار کیا۔

﴿بِرُکْنِهٖ﴾ [الذاریات: ۳۹] بمن معه لانهم قوته.

"بِرُکْنِهٖ" سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے ساتھ تھے، کیونکہ وہ ان کی قوت (بازو) تھے۔

﴿تَرْكَنُوْا﴾ [هود: ۱۱۳]: تمیلوا. فانکرهم ونکرهم واستنکرهم واحد

"تَرْكَنُوْا" کے معنی تم مائل ہوتے ہو، "انکرهم و نکرهم و استنکرهم" کے ایک ہی معنی ہیں۔

﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ [هود: ۷۸]: يُسْرِعُوْنَ.

"يُهْرَعُوْنَ" کے معنی وہ دوڑتے تھے۔

﴿دَابِر﴾ [الحجر: ۶۶]: آخر.

"دَابِر" کے معنی آخر کے۔

﴿صَيْحَةً﴾ [يس: ۲۹]: هلكة.

"صَيْحَةً" کے معنی ہلاک کرنے والی آواز۔

﴿لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ [الحجر: ۷۵]: للناظرين.

---

۵۲ اس کی تفصیل حدیث نمبر ۳۳۷۲ میں گذر چکی ہے۔

"لِلْمُتَوَسِّمِيْن" کے معنی دیکھنے والوں کے۔

﴿لَبِسَبِيْلٍ﴾ [الحجر: ۷۶]: لبطريق.

"لَبِسَبِيْلٍ" یعنی راستہ میں۔

۳۳۷۶۔ حدثنا محمود: حدثنا ابو احمد: حدثنا سفيان، عن ابی اسحاق، عن الاسود، عن عبد الله رضی الله عنه قال: قرأ النبی صلی الله عليه وسلم ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ [القمر: ۱۵]. [راجع: ۳۳۴۱]

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۔ (تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے)

اس سورت میں کفارِ عرب کو توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دینا ہے، اور اسی ضمن میں عاد وثمود، حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی قوموں اور فرعون کے دردناک انجام کا مختصر لیکن بہت بلیغ انداز میں تذکرہ فرمایا گیا ہے، اور بار بار یہ جملہ دہرایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم کو بہت آسان بنادیا ہے تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟ [۵۳]

(۱۹) باب قول الله تعالى:

﴿لقد كان فی يوسف واخوته آيات للسائلين﴾ [يوسف ۷].

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ (تم سے یہ واقعہ) پوچھ رہے ہیں، ان کے لئے یوسف اور اُن کے بھائیوں (کے حالات میں) بڑی نشانیاں ہیں۔

۳۳۸۳۔ حدثنی عبيد بن اسماعيل، عن ابی اسامة، عن عبيد الله قال: اخبرنی سعيد بن ابی سعيد، عن ابی هريرة رضی الله عنه: سئل رسول الله صلی الله عليه وسلم: من اكرم الناس؟ قال: "اتقاهم الله". قالوا: ليس عن هذا نسالك، قال: "فاكرم الناس يوسف نبی الله ابن نبی الله ابن نبی الله ابن خليل الله". قالوا. ليس عن هذا نسالك، قال: "فعن معادن العرب تسالونی؟ الناس معادن: خيارهم فی الجاهلية خيارهم فی الاسلام اذا فقهوا".

اخبرنا محمد بن سلام: اخبرنی عبدة، عن عبيد الله، عن سعيد، عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم بهذا. [راجع: ۳۳۵۳] [۵۴]

[۵۳] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ القمر، آیت: ۱۵، ص: ۱۱۱۸۔

[۵۴] رقم الحدیث: ۳۳۵۳ میں ترجمہ گذر چکا ہے۔

۳۳۸۴ـــ حدثنا بدل بن المحبر: اخبرنا شعبة، عن سعد بن ابراهیم قال: سمعت عروة بن الزبیر عن عائشة رضی اللہ عنها: ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لها: "مری ابا بکر یصلی بالناس"، قالت: انه رجل اسیف متی یقم مقامک رق. فعاد فعادت. قال شعبة: فقال فی الثالثة أو الرابعة: "انکن صواحب یوسف، مروا ابابکر". [راجع: ۱۹۸]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ابوبکر کو کہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ انہوں نے عرض کیا وہ رقیق القلب انسان ہیں، جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رقت طاری ہو جائے گی اور نماز نہ پڑھا سکیں گے پھر آپ ﷺ نے وہی فرمایا: حضرت عائشہ نے بھی وہی جواب دیا۔ شعبہ کہتے ہیں کہ تیسری یا چوتھی دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوسف کی ہم نشین عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے نماز پڑھانے کو کہو۔

۳۳۸۵ـــ حدثنا الربیع بن یحیی البصری: حدثنا زائدة، عن عبد الملک بن عمیر، عن ابی بردة بن ابی موسی، عن ابیه قال: مرض النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال: "مروا ابا بکر فلیصل بالناس"، فقالت عائشة: ان ابا بکر رجل کذا، فقال مثله، فقالت مثله، فقال: "مروا ابا بکر فانکن صواحب یوسف". فأمّ ابوبکر فی حیاة النبی صلی اللہ علیه وسلم، وقال حسین عن زائدة: رجل رقیق. [راجع: ۶۷۸]

فأمّ ابوبکر فی حیاة النبی صلی اللہ علیه وسلم۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی حیات ہی میں امامت کی۔

یہاں مرضِ وفات کا واقعہ نقل کیا ہے کہ اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا گیا۔ حالانکہ "اقــرع" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب اسی مقصد کے لئے قائم کیا ہے کہ ان کا مذہب حنفیہ کے مذہب کے مطابق ہے کہ اہلِ علم افضل ہے۔ ف

۳۳۸۶ـــ حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب: حدثنا ابو الزناد، عن الاعرج، عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "اللهم انج عیاش بن ابی ربیعة، اللهم انج سلمة بن هشام، اللهم انج الولید، اللهم انج المستضعفین من المؤمنین. اللهم اشدد وطأتک علی مضر، اللهم اجعلها سنین کسنی یوسف". ۵۵

ف مزید تشریح کیلئے ملاحظہ فرمائیں انعام الباری، ج:۳، ص:۴۶۲۔

۵۵ وفی صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاة اذا نزلت بالمسلمین، رقم: ۱۰۸۳، وسنن النسائی، کتاب التطبیق، باب القنوت فی صلاة الصبح، رقم: ۱۰۶۴، وسنن ......

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے دعا کے طور پر فرمایا: اے اللہ! عیاش بن ابو ربیعہ کو کفار کے ظلم سے نجات عطا فرما۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو بھی نجات عطا فرما۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو چھٹکارا دے۔ اے اللہ کمزور مسلمانوں کو بھی نجات عطا فرما۔ اے اللہ قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت فرما۔ اے اللہ ان ظالموں پر یوسف کے زمانہ کی سی قحط سالیاں نازل فرما۔

۳۳۸۷ — حدثنا عبد اللّٰہ بن محمد بن اسماء ابن اخی جویریة: حدثنا جویریة بن اسماء، عن مالک، عن الزهری: ان سعید بن المسیب و ابا عبید اخبراه، عن ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ”یرحم اللّٰہ لوطا، لقد کان یأوی الی رکن شدید ولو لبثت فی السجن ما لبث یوسف ثم اتانی الداعی لاجبته“. [راجع: ۳۳۷۲]

ولو لبثت فی السجن ما لبث یوسف ثم اتانی الداعی لاجبته۔ اگر میں قید خانہ میں اتنے زمانہ رہتا جتنے کہ یوسف رہے، تو اس بلانے والے کی بات فوراً مان لیتا۔

۳۳۸۸ — حدثنا محمد بن سلام: اخبرنا ابن فضیل: حدثنا حصین، عن شقیق، عن مسروق قال: سالت ام رومان وهی ام عائشة لما قیل فیها ما قیل، قالت: بینما انا مع عائشة جالستان اذ ولجت علینا امرأة من الانصار، وهی تقول: فعل اللّٰہ بفلان وفعل، قالت: فقلت: لِمَ؟ قالت: انه نمی ذکر الحدیث. فقالت عائشة: ایُّ حدیث؟ فاخبرتها، قالت: فسمعه ابو بکر ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم؟ قالت: نعم، فخرّت مغشیا علیها، فما افاقت اِلّا وعلیها حمی بنافض. فجاء النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: ”ما لِهٰذه؟“ قلت: حمی اخذتها من اجل حدیث تحدث به، فقعدت فقالت: واللّٰہ لئن حلفت لا تصدقوننی، ولئن اعتذرت لا تعذروننی. فمثلی ومثلکم کمثل یعقوب وبنیه واللّٰہ المستعان علی ما تصفون فانصرف النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم فانزل اللّٰہ ما انزل فاخبرها، فقالت: بحمد اللّٰہ لا بحمد أحد. [أنظر: ۴۱۴۳، ۴۶۹۱، ۴۷۵۱] [۵۲]

بقیہ: ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب القنوت فی الصلوات، رقم: ۱۲۳۰، وسنن ابن ماجة، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب ماجاء فی القنوت فی صلاة الفجر، رقم: ۱۲۳۴، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند ابی هریرة، رقم: ۶۹۹۲، ۷۱۵۳، ۷۳۳۸، ۸۷۸۵، ۸۹۱۷، ۹۰۳۵، ۹۶۹۲، ۱۰۱۱۷، ۱۰۳۳۶، وسنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب فی القنوت بعد الرکوع، رقم: ۱۵۴۷.

[۵۲] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل عائشة، رقم: ۴۴۷۷، وکتاب التوبة، باب فی حدیث الافک وقبول توبة القاذف، رقم: ۴۹۷۴، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث أم رومان أم عائشة أم المؤمنین، رقم: ۲۵۸۲۳.

ترجمہ: حضرت مسروقؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان سے واقعۂ افک کے بارے میں معلوم کیا، تو انہوں نے بتایا کہ میں اور عائشہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک انصاری عورت ہمارے پاس یہ کہتی ہوئی آئی کہ فلاں پر اللہ کی لعنت ہو اور لعنت کا عذاب تو اس پر مسلّط بھی ہو چکا۔ ام رومان کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ اس انصاریہ نے کہا کیونکہ اس نے اس بات کے ذکر کو پھیلایا اور بڑھایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کونسی بات؟ تب اس نے وہ افک کا واقعہ بتایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا رسول اللہ اور ابوبکر نے بھی یہ بات سُنی ہے؟ انصاریہ نے کہا ہاں۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (اس صدمہ سے) بیہوش ہو کر گر پڑیں، جب انہیں ہوش آیا، تو انہیں جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو پوچھا کہ انہیں کیا ہو گیا، میں نے کہا جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی ہے، اس کے صدمہ سے بخار آ گیا ہے۔ پھر عائشہ اٹھ بیٹھیں اور کہنے لگیں کہ بخدا اگر میں قسم کھاؤں گی تو تم یقین نہ کرو گے اور اگر عذر بیان کروں گی، تو نہ مانو گے۔

بس میری اور تمہاری مثال یعقوب اور ان کے بیٹوں کی طرح ہے، بس اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے، اس پر جو تم بیان کرتے ہو، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور اللہ نے اس باب میں جو کچھ نازل فرمایا تھا نازل فرمایا آپ نے عائشہ کو اس کی اطلاع دی، تو انہوں نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کروں گی کسی اور کا نہیں۔

۳۳۸۹ — حدثنا یحیی بن بکیر: حدثنا اللیث عن عقیل، عن ابن شهاب قال: اخبرنی عروة: انه سال عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم: أرأيتِ قول الله: ﴿حَتّٰی إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا﴾ او: كذبوا؟ قالت: بل كذبهم قومهم، فقلت: والله لقد استيقنوا ان قومهم كذبوهم وما هو بالظن، فقالت: يا عُرَيَّةُ، لقد استيقنوا بذلک. قلت: فلعلها او كذبوا قالت: معاذ الله، لم تكن الرسل تظن ذلک بربها. واما هذه الآية قالت: هم أتباع الرسل الذين آمنوا بربهم وصدقوهم وطالَ عليهم البلاء واستاخر عنهم النصر حتى اذا استيأستْ ممن كذبهم من قومهم، وظنوا ان أتباعهم كذبوهم جاء هم نصر الله. قال ابو عبد الله: استيأسوا: استفعلوا من يئست منه، من يوسف ﴿لَا تَيْأَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ﴾: معناه من الرجاء. [أنظر: ۴۵۲۵، ۴۶۹۵، ۴۶۹۶] ۵۷

ترجمہ: عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ بتائیے فرمانِ خداوندی ''جب رسول مایوس ہو گئے اور انہیں یہ گمان ہوا کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا دے گی'' میں

۵۷ انفرد به البخاری.

"کذبوا" کے ذال پر تشدید ہے یا نہیں؟ یعنی **"کُذِّبُوا"** ہے یا **"کُذِبُوا"**، تو انہوں نے فرمایا **"کذبوا"** ہے، کیونکہ ان کی قوم تکذیب کرتی تھی۔ میں نے عرض کیا، بخدا رسولوں کو تو اپنی قوم کی تکذیب کا یقین تھا پھر **"ظنوا"** کیونکر صادق آئے گا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عریہ (تصغیر عروہ) بے شک انہیں اس بات کا یقین تھا میں نے عرض کیا تو شاید یہ **"کذبوا"** ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: معاذ اللہ! انبیاء، اللہ کے ساتھ ایسا گمان نہیں کر سکتے (کیونکہ اس طرح معنی یہ ہوں گے کہ انہیں یہ گمان ہوا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا، یعنی معاذ اللہ! خدا نے فتح کا وعدہ پورا نہیں کیا، لیکن مندرجہ بالا آیت میں ان رسولوں کے وہ متبعین مراد ہیں، جو اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تھے اور پیغمبروں کی تصدیق کی تھی پھر ان کی آزمائش ذرا طویل ہوگئی، اور مدد آنے میں تاخیر ہوئی، حتی کہ جب پیغمبر اپنی قوم سے جھٹلانے والوں کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور انہیں یہ گمان ہونے لگا کہ ان کے متبعین بھی انکی تکذیب کر دیں گے تو اللہ کی مدد آگئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ **"استیاسوا"** **"یئست"** باب افتعال سے ہے، یعنی یوسف سے مایوس ہو گئے **"لاتیئسوا من روح اللّٰہ"** کے معنی ہیں کہ اللہ کی رحمت کے اُمیدوار ہو۔

حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا ۔ اس آیت کا یہ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور بعض دوسرے تابعین وغیرہم کی تفسیر پر مبنی ہے، جسے علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے بھی طویل بحث کے بعد آخر میں راجح قرار دیا ہے۔ آیت کی دوسری تفسیریں بھی ممکن ہیں، اور بعض مفسرین نے ان کو بھی اختیار کیا ہے، لیکن شاید یہ تفسیر جو ترجمے میں اختیار کی گئی ہے، سب سے زیادہ بے غبار ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ پچھلے انبیائے کرام کے دور میں بھی ایسا ہو چکا ہے کہ ان کو جھٹلانے والے کفار کو جب لمبی مہلت دی گئی، اور ان پر مدت تک عذاب نہ آیا تو ایک طرف انبیائے کرام ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے، اور دوسری طرف وہ کافر یہ سمجھ بیٹھے کہ انبیائے کرام نے ان کو عذاب الٰہی کی جو دھمکیاں دی تھیں، (معاذ اللہ) وہ جھوٹی تھیں۔ لیکن اس کے بعد اچانک انبیائے کرام کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد آئی، ان کے جھٹلانے والوں پر عذاب نازل ہوا، اور ان کی بات سچی ہوئی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔[۵۸]

۳۳۹۰ـــ أخبرني عبدة: حدثنا عبدالصمد، عن الرحمن، عن أبيه، عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي ﷺ قال: "الكريم ابن الكريم ابن الكريم ابن الكريم يوسف بن يعقوب بن اسحاق بن ابراهيم عليهم السلام، "[راجع: ۳۳۸۲]

پہلے ابن پر ضمہ ہوگا باقی سب پر کسرہ ہے الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم۔

جب کوئی ثقہ راوی کہے کہ میں نے سنا ہے تو یہ اس کے سماع کا ثبوت ہے اگر وہ عن کہے تو پھر اشکال ہوتا ہے، جب براہ راست سمعت کہے تو پھر اس کا معنی ہے کہ سنا ہے اس کی تفصیل کتاب التفسیر میں آئے گی۔

---

۵۸ توضیح القرآن، آسان ترجمہ، سورۂ یوسف، آیت: ۱۱۰، حاشیہ: ۶۷۔

(۲۰) باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ [الانبیاء: ۸۳]

ترجمہ: اور ایوب کو دیکھو! جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ: "مجھے یہ تکلیف لگ گئی ہے، اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔"

أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ ۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم نے اتنا بتایا ہے کہ انہیں کوئی سخت بیماری لاحق ہوگئی تھی، لیکن انہوں نے صبر وضبط سے کام لیا، اور اللہ تعالیٰ کو پکارتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا عطا فرمائی۔ وہ بیماری کیا تھی؟ اس کی تشریح قرآن کریم نے بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی، اس لئے اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، اور جو روایتیں اس سلسلے میں مشہور ہیں، وہ عام طور سے مستند نہیں ہیں۔[59]

﴿ اركض ﴾ [ص: ۴۲] اضرب.

أركض ۔ کے معنی ہے تو مار۔

﴿يركضون﴾ [الانبياء: ۱۲]: يعدون.

يركضون ۔ کے معنی ہے وہ دوڑتے ہیں۔

۳۳۹۱ ۔ حدثنا عبداللہ بن محمد الجعفي: حدثنا عبدالرزاق: أخبرنا معمر، عن همام، عن أبي هريرة رضي اللہ عنه عن النبي ﷺ قال: بينما أيوب يغتسل عريانا خر عليه رجل جراد من ذهب فجعل يحثي في ثوبه فناداه ربه: يا أيوب، ألم أكن أغنيتك عما ترى؟ قال: بلى يا رب، ولكن لا غنى لي عن بركتك". [راجع: ۲۷۹]

تشریح: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس دوران کہ حضرت ایوب علیہ السلام عریانا غسل فرما رہے تھے **خر عليه رجل جراد من ذهب**، اوپر سے سونے کی ٹڈیوں کا دل گرنے لگا، **فجعل يحثي في ثوبه**، انہوں نے اس کو اپنے کپڑوں میں جمع کرنا شروع کر دیا مٹھی بھر بھر کے، **فناداه ربه**، پروردگار نے آواز دی **يا أيوب ألم أكن أغنيتك عما ترى؟** کیا میں نے تمہیں پہلے اس سے غنی نہیں کر رکھا؟ **قال: بلى يا رب، ولكن لا غنى لي عن بركتك**، آپ کی عطا کی ہوئی برکت سے مجھے بے نیازی نہیں ہوسکتی۔

درحقیقت یہ ایک امتحان اور آزمائش تھی جس میں حضرت ایوب علیہ السلام پورے اترے کہ ہماری نعمت سے بے نیازی ظاہر کرتے ہیں یا اس کو محتاج بن کر لیتے ہیں۔

---

[59] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، آیت: ۸۳، صفحہ: ۷۰۳۔

بظاہر سونے کی طرف دوڑنا نبی کے شایان شان نظر نہیں آتا لیکن یہ نبی کا مقام ہے کہ وہ در حقیقت سونے کی طرف نہیں دوڑ رہے ہیں بلکہ اللہ جل جلالہ کی عطا کی طرف دوڑ رہے ہیں، حقیقت میں وہ شئے مقصود نہیں بلکہ اس شئی کا دینے والا ہاتھ ہے کہ کون دے رہا ہے اس کی طرف محتاج بن کر آگے بڑھنا اور یہی بندگی کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر طلب کے بھی اگر کوئی چیز عطا فرمائیں تو اس کو محتاج بن کر وصول کرنے اور احتیاجی ظاہر کرے، اس سے بے نیازی کا اظہار نہ کرے۔

مبتدی اور منتہی میں فرق

یہی وجہ کہ حضرات صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ مبتدی اور منتہی دونوں کی ظاہری حالت ایک جیسی ہوتی ہے لیکن حقیقت میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے۔

اگر آسمان سے سونا برسنا شروع ہوجائے تو مبتدی بھی سونے کی طرف دوڑے گا اور منتہی بھی دوڑے گا، مبتدی کا دوڑنا اس وجہ سے ہوگا کہ سونا بڑی کام کی چیز ہے اور بری قیمتی چیز ہے جبکہ منتہی کی نگاہ سونے پر نہیں ہوگی بلکہ سونا دینے والے پر ہوگی کہ جس کی طرف سے مل رہا ہے اس کی طرف سے مٹی ملے تو بھی عظیم نعمت ہے اور سونا ملے تو بھی عظیم نعمت ہے اس لئے اس کی طرف التفات ہے۔ تو ظاہری حالت دونوں کی ایک جیسی ہے لیکن حقیقت میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔

اور جو درمیان کا آدمی ہے وہ نہیں بھاگے گا اور نہیں لے گا کہ یہ فضول چیز ہے اور استغناء ظاہر کرے گا کہ **قل متاع الدنیا قلیل.**

مبتدی اور منتہی کی مثال

حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ نے اس کی بڑی خوبصورت مثال دی ہے کہ ایک شخص دریا کے اس کنارے کھڑا ہے اور دوسرا اس کنارے کھڑا ہے، اب دونوں کی حالت ایک جیسی ہے کہ دونوں خشکی پر ہیں اور تیسرا شخص وہ ہے جو دریا میں موجوں سے کھیل رہا ہے۔

اب بظاہر دیکھنے میں درمیان والا شخص جو موجوں سے کھیل رہا ہے وہ بہادر معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں افضل وہ ہے جو ان موجوں سے کھیل کر دریا پار کر گیا، دوسرے نمبر پر وہ ہے جو موجوں سے کھیل رہا ہے اور تیسرا بے چارہ تو ابھی دریا میں داخل ہی نہیں ہوا۔

تو اصل فضیلت اس کو حاصل ہے جو ساری منازل طے کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا، انبیاء کرامؑ پر بندگی کا غلبہ ہوتا ہے اور بندگی کے غلبہ میں ان کی ظاہری حالت دیکھنے میں عام آدمیوں جیسی ہوتی ہے لیکن وہ سارے مدارج طے کرنے کے بعد عبدیت کی بنا پر یہ کام کرتے ہیں اس لئے ان کا مقام اس مبتدی سے بدرجہا بلند ہے اور اس متوسط

سے بھی بلند ہے جو موجوں سے کھیل رہا ہے اور ابھی انتہا تک نہیں پہنچا۔[۶۰]

(۲۱) باب:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا﴾ [سورہ مریم، آیت: ۵۱ - ۵۲] کلمه یقال للواحد والاثنین والجمیع: نجی.

ترجمہ: اور اس کتاب میں موسیٰ کا بھی تذکرہ کرو۔ بے شک وہ اللہ کے چنے ہوئے بندے تھے، اور رسول اور نبی تھے۔ ہم نے انہیں کوہِ طور کی دائیں جانب سے پکارا، اور انہیں اپنا راز دار بنا کر اپنا قرب عطا کیا۔ ("قربنا ونجیا" کا معنی ان سے گفتگو کی۔ مفرد و تثنیہ اور جمع سب کے لئے "نجی" بولتے ہیں۔)

ویقال: ﴿خَلَصُوا نَجِيًّا﴾ [یوسف: ۸۰]: اعتزلوا نجیا، والجمع انجیة، یتناجون تلفف تلقم ـــــ محاورہ ہے "خلصوا نجیا" یعنی وہ مشورہ کرنے کے لئے الگ چلے گئے اور اس کی جمع "انجیہ" آتی ہے، یعنی وہ مشورہ کرتے ہیں۔

۳۳۹۲ ـــ حدثنا عبد الله بن یوسف: حدثنا اللیث قال: حدثنی عقیل، عن ابن شهاب: سمعت عروة قال: قالت عائشة رضی الله عنها: فرجع النبی صلی الله علیه وسلم الی خدیجة یرجف فؤاده، فانطلقت به الی ورقة بن نوفل وکان رجلا تنصّر یقرأ الانجیل بالعربیة، فقال ورقة: ماذا تری؟ فاخبره فقال ورقة: هذا الناموس الذی أنزل الله علی موسی، وان ادرکنی یومک انصرک نصرا مؤزرا. الناموس: صاحب السر الذی یطلعه بما یسره عن غیره. [راجع: ۳]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ سید الکونین ﷺ دھڑکتے دل سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس تشریف لائے وہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، اور ورقہ نصرانی تھے، انجیل کو عربی میں پڑھا کرتے تھے، تو ورقہ نے پوچھا: آپ نے کیا دیکھا؟ سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں سب بتا دیا، تو ورقہ نے کہا: یہ وہی ناموس (یعنی فرشتہ) ہے، جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر نازل فرمایا تھا اور اگر مجھے تمہارا زمانہ ملے گا، تو میں تمہاری زبردست مدد کروں گا، الناموس یعنی وہ راز دار جسے آدمی اپنے ایسے راز بتا دے جنہیں وہ ہر ایک پر ظاہر نہیں کرتا۔[۶۱]

---

[۶۰] تشریح ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۲، ص:۳۰، ۴۷۲، کتاب الغسل، رقم الحدیث: ۲۷۹۔

[۶۱] مزید تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۱، ص:۲۰۲، رقم:۳۔

(۲۲) باب قول الله عزوجل :

﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى إِذْ رَأَى نَارًا﴾ الى قوله ﴿بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ [طه: ۹-۱۲]

آیت کریمہ "اور کیا آپ تک موسیٰ کا قصہ پہنچا ہے، جب انہوں نے آگ دیکھی، طویٰ" تک کا بیان۔

﴿آنَسْتُ﴾ [طه: ۱۰]: ابصرت. ﴿نَارًا لَعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ﴾ الآية.

آنَسْتُ ۔ یعنی میں نے آگ دیکھی ہے، تاکہ میں اس میں سے کچھ آگ لیکر آؤں۔

قال ابن عباس : ﴿الْمُقَدَّسِ﴾: المبارك.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقدس کے معنی ہیں بابرکت ۔

﴿طُوًى﴾ :اسم الوادی.

طویٰ ۔ ایک وادی کا نام ہے۔

﴿سِيرَتَهَا﴾: حالتها.

سِيرَتَهَا ۔ یعنی اس کی حالت ۔

و﴿النُّهَىٰ﴾: التقى.

النُّهَىٰ ۔ یعنی پرہیزگاری۔

﴿بِمَلْكِنَا﴾: بامرنا.

بِمَلْكِنَا ۔ بمعنی باختیار خود۔

﴿هَوَىٰ﴾: شقي.

هَوَىٰ ۔ یعنی بدبخت۔

﴿فَارِغاً﴾ الا من ذكر موسى.

فَارِغاً ۔ یعنی سوائے موسیٰ کی یاد کے ہر چیز سے خالی ہے۔

﴿رِدْءاً﴾: كي يصدقني، ويقال: مغيثا أو معينا. يبطُشُ ويبطِشُ.

رِدْءاً ۔ یعنی مددگار، تاکہ وہ میری تصدیق کرے، اور کہا جاتا ہے کہ "رداء" کے معنی فریادرس یا مددگار کے ہیں ۔ یبطُشُ اور یبطِشُ دونوں طرح ہے۔

﴿يَأْتَمِرُونَ﴾: يتشاورون والجذوة: قطعة غليظة من الخشب ليس لها لهب.

يَأْتَمِرُونَ ۔ یعنی وہ مشورہ کررہے ہیں ۔ جذوة ۔ یعنی سوختہ لکڑی کا وہ موٹا ٹکڑا جس میں لپٹ تو نہیں ہاں

آگ ہے۔

﴿سَنَشُدُّ﴾: سنعینک. کلما عززت شیئا فقد جعلت له عضدا. وقال غیره: کلما لم ینطق بحرف أو فیه تمتمة أو فأفأة فهي عقدة.

سَنَشُدُّ ــ یعنی ہم عنقریب تمہاری مدد کریں گے جب تم کسی کے مددگار ہو جاؤ تو گویا تم اس کے بازو ہو گئے۔ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حرف ادا نہ کرسکتا ہو، یا اس کی زبان میں لکنت ہو، یا وہ ''ف'' زیادہ بولتا ہے، تو وہ **عُقدہ** ہے۔

﴿أَزْرِيْ﴾: ظهري.

أَزْرِيْ ــ یعنی میری پشت۔

﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾: فيهلككم.

فَيُسْحِتَكُمْ ــ یعنی تمہیں ہلاک و برباد کرے گا۔

﴿اَلْمُثْلٰي﴾ تأنيث الأمثل. يقول: بدينكم. يقال: خذ المثلى، خذ الأمثل.

اَلْمُثْلٰي ــ ''امثل'' کا مؤنث ہے۔ بمعنی افضل و بہتر گویا وہ کہتا ہے کہ ''**بطریقتکم المثلی**'' یعنی تمہارا دین ختم کردیں گے۔ کہا جاتا ہے ''**خذ المثلی**''، ''**خذ الامثل**'' یعنی بہتر چیز کو لے لو۔

﴿ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا﴾. يقال: هل أتيت صف اليوم؟ يعني المصلّٰى الذي يصلى فيه.

ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ــ محاورہ ہے۔ ''**هل اتيت الصف اليوم**'' یعنی جہاں نماز پڑھی جاتی ہے کیا تم اس جگہ آئے ہو۔

﴿فَأَوْجَسَ﴾: أضمر خوفا فذهبت الواو من ﴿خيفة﴾ لكسرة الخاء ﴿في جذوع النخل﴾ على جذوع.

فَأَوْجَسَ ــ یعنی دل میں خوف کیا۔ **خیفة** ــ اصل میں ''**خوفة**'' تھا واؤ کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے واؤ ختم ہو گیا اور یاء آگئی ''**في جذوع النخل**'' میں ''**في**''، ''**على**'' کے معنی میں ہے۔

﴿خَطْبُكَ﴾: بالک.

خَطْبُكَ ــ یعنی تمہاری حالت۔

﴿مِسَاس﴾: مصدر ماسه مساسا.

مِسَاس ــ مصدر ہے ''**ماسّه**'' کا، اس کا معنی ہے نہ چھونا۔

﴿لَنَنْسِفَنَّهٗ﴾: لنذرينه. الضحاء. الحر.

لَنَنْسِفَنَّهٗ ــ یعنی ہم اسے ضرور پھیلا دیں گے، اڑا دیں گے۔ ''**الضحا**'' یعنی گرمی دھوپ۔

﴿قُصِّيهِ﴾: اتبعي أثره، وقد يكون أن يقص الكلام.

قُصِّيهِ ۔ یعنی اس کے پیچھے چلی جا اور کبھی باتیں کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾ ﴿عن جنب﴾: عن بعد، وعن جنابة وعن اجتناب واحد.

"نحن نقص عليک"، "عن جنب" کے معنی دور سے۔"عن جنابة وعن اجتناب" سب یک معنی ایک ہی ہیں۔

قال مجاهد: ﴿عَلٰى قَدَرٍ﴾: موعد.

مجاہد فرماتے ہیں کہ "علی قدر" معنی وعدہ کی جگہ پر۔

﴿لَا تَنِيَا﴾: لاتضعفا مكانا سوى منصف بينهم.

لَا تَنِيَا ۔ سست نہ ہونا۔

﴿يَبَسًا﴾ يابسا.

يَبَسًا ۔ یعنی خشک۔

﴿مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ﴾ الحلي الذي استعاروا من آل فرعون.

مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ ۔ سے مراد فرعونیوں کے وہ زیورات جو انہوں نے مستعار لئے تھے۔

﴿فَقَذَفْتُهَا﴾: ألقيتها.

فَقَذَفْتُهَا ۔ یعنی میں نے اسے ڈال دیا۔

﴿أَلْقَى﴾: صنع.

أَلْقَى ۔ کے معنی بنایا۔

﴿فَنَسِيَ﴾ موسى، هم يقولونه: أخطأ الرب.

فَنَسِيَ موسىٰ ۔ کا مطلب یہ ہے کہ وہ یوں کہتے تھے کہ موسیٰ (علیہ السلام) اپنے پروردگار کو چھوڑ کر کہیں اور چلے گئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رب کو بھول گئے ہیں اور کوہ طور پر تلاش کرنے گئے ہیں۔

﴿أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا﴾ في العجل.

أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۔ گوسالہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ "یعنی اندھوں کو اتنی موٹی بات بھی نہیں سوجھتی کہ جو مورتی نہ کسی سے بات کر سکے نہ کسی کو ادنیٰ ترین نفع نقصان پہنچانے کا اختیار رکھے، وہ معبود یا خدا کس طرح بن سکتی ہے"۔

"تمتمة" اس کو کہتے ہیں جو کثرت سے "تاء" بولے اور "فافا" اس کو کہتے ہیں جو کثرت سے "فاء" بولے۔

۳۳۹۳ ۔ حدثنا هدبة بن خالد: حدثنا همام: حدثنا قتادة، عن انس بن مالك،

عن مالک بن صعصعة: ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حدثهم عن لیلة أسری به حتی اتی السماء الخامسة فاذا هارون قال: "هذا هارون فسلِّمْ علیه فسلمتُ علیه فرد، ثم قال: مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح".

تابعه ثابت وعباد بن ابی علی عن انس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم. [راجع: ۳۲۰۷]

ترجمہ: حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورکونین ﷺ نے شب معراج کا یہ حال بھی بیان کیا کہ جب پانچویں آسمان پر گئے تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دے کر کہا کہ اے برادر صالح اور نبی صالح! مرحبا۔

(۲۳) بابٌ:

﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيْمَانَهُ﴾ الی قوله: ﴿مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾

ترجمہ: اور فرعون کے خاندان میں سے ایک مؤمن شخص جو ابھی تک اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، بول اٹھا کہ: "کیا تم ایک شخص کو صرف اس لئے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں لے کر آیا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہی ہو تو اس کا جھوٹ اُسی پر پڑے گا، اور اگر سچا ہو تو جس چیز سے وہ تمہیں ڈرا رہا ہے، اُس میں سے کچھ تو تم پر آ ہی پڑے گی۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گذر جانے والا اور جھوٹ بولنے کا عادی ہو۔

فائدہ: یہ صاحب کون تھے؟ ان کا نام قرآن کریم نے نہیں لیا، بعض روایات میں کہا گیا ہے کہ یہ فرعون کے چچازاد بھائی تھے، اور ان کا نام شمعان تھا۔ واللہ اعلم۔[۶۲]

(۲۴) بابُ قولِ اللہ تعالیٰ:

﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى﴾ [طه: ۹] ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ [النساء: ۱۶۴]

۳۳۹۴ — حدثنا ابراهيم بن موسى: اخبرنا هشام بن يوسف: اخبرنا معمر، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن ابی هريرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لیلة اسری بی: "رایت موسی واذا رجل ضرب رجل کانه من رجال شنوءة،

۶۲ توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، المؤمن، آیت ۲۸، صفحہ ۹۹۰۔

ورأيت عيسى فاذا هو رجل ربعة احمر كأنما خرج من ديماس، وانا اشبه ولد ابراهيم به ثم أتيت باناء ين في احدهما لبن وفي الآخر خمر فقال: اشربْ ايهما شئت، فاخذت اللبن فشربته، فقيل: اخذت الفطرة، أمَا انک لو اخذت الخمر غوت امتک".

[أنظر: ۳۴۳۷، ۴۷۰۹، ۵۵۷۶، ۵۶۰۳] ۶۳

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے بیان میں فرمایا کہ میں نے موسیٰ کو دیکھا، تو وہ ایک دُبلے قسم کے آدمی تھے، ان کے بال زیادہ پیچدار نہیں تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ قبیلہ شنوٗ ۃ کے ایک فرد ہیں۔ اور میں نے عیسیٰ کو دیکھا، تو وہ میانہ قد سُرخ رنگ کے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ابھی حمام سے نکلے ہیں۔ اور میں ابراہیم کی اولاد میں سب سے زیادہ مشابہ ہوں، پھر مجھے دو پیالے دیئے گئے، ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی، جبریل نے کہا، دونوں میں جو چاہیں پی لیجئے، میں نے دودھ لے کر پی لیا، تو مجھ سے کہا گیا، کہ تم نے فطرت کو اختیار کیا ہے، اگر آپ شراب کو پی لیتے، تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شراب کا پیالہ قبول کرنے سے انکار

أمَا انک لو اخذت الخمر غوت امتک۔ اگر آپ شراب کو پی لیتے، تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔

واضح رہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک چونکہ کسی بھی برائی میں مبتلا ہونے سے ازلی وابدی طور پہ محفوظ تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی بھی گمراہی میں پڑنا متصور ہی نہیں ہوسکتا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں کہا گیا کہ اگر تم شراب پی لیتے تو تم گمراہ ہو جاتے، بلکہ ''گمراہی'' کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لوگوں کی طرف کی گئی۔

حدیث کے اس جملہ سے یہ نکتہ معلوم ہوا کہ رہبر و پیشوا خواہ نبی ہو یا عالم ہو یا کسی قوم وملک کا بادشاہ وسربراہ ہو، کی استقامت واولوا العزمی، اس کے پیروؤں اور اس کے ماننے والوں کی استقامت واولوا العزمی کا موجب ہے، کیونکہ اس کو وہی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو کسی جسم میں دوسرے اعضاء کی نسبت سے دل کو حاصل ہوتی ہے۔

۶۳ وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الاسراء برسول الله الى السموات وفرض الصلوات، رقم: ۲۴۵، وكتاب الأشربة، باب جواز شرب اللبن، رقم: ۳۷۵۱، وسنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة بني اسرائيل، رقم: ۳۰۵۵، وسنن النسائي، كتاب الأشربة، باب منزلة الخمر، رقم: ۵۵۶۳، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۴۵۷، ۱۰۲۳۵، وسنن الدارمي، كتاب الأشربة، باب ماجاء في الخمر، رقم ۱۹۹۶

۳۳۹۵ — حدثنی محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن قتادة قال: سمعت ابا العالیة: حدثنا ابن عم نبیکم، یعنی ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "لا ینبغی لعبد ان یقول: انا خیر من یونس بن متی"، ونسبه الی ابیه. [أنظر: ۳۴۱۳، ۴۶۳۰، ۷۵۳۹] [۶۴]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اور آپ نے انہیں ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔

۳۳۹۶ — وذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلة اسری به فقال: "موسی آدم طوال کانه من رجال شنوءة، وقال: عیسی جعد مربوع". وذکر مالکا خازن النار، وذکر الدجال. [راجع: ۳۲۳۹]

انبیاء علیہم السلام کے حلیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ موسیٰ ایک دراز قد گندمی رنگ کے آدمی تھے گویا وہ قبیلہ شنوءۃ کے ایک مرد ہیں اور فرمایا کہ عیسیٰ پیچیدہ بال والے میانہ قد کے انسان تھے اور آپ نے داروغۂ جہنم مالک اور دجال کا بھی ذکر فرمایا۔

۳۳۹۷ — حدثنا علی بن عبد اللہ: حدثنا سفیان: حدثنا ایوب السختیانی، عن ابن سعید بن جبیر، عن ابیه، عن ابن عباس رضی اللہ عنهما: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینة وجدهم یصومون یوما یعنی یوم عاشوراء فقالوا: هذا یوم عظیم، وهو یوم نجی اللہ فیه موسیٰ، واغرق آل فرعون فصام موسیٰ شکرا للہ. فقال: "انا أولی بموسیٰ منهم" فصامه، وامر بصیامه. [راجع: ۲۰۰۴]

عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے، تو یہودیوں کو

---

[۶۴] ﴿وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ الی السموات وفرض الصلوات، رقم: ۲۳۹، وکتاب الفضائل، باب فی ذکر یونس وقول النبی لا ینبغی لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی، رقم: ۴۳۸۲، وسنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی التخییر بین الأنبیاء علیهم الصلاة والسلام، رقم: ۴۰۴۹، ومسند احمد، ومن مسند بنی هاشم، باب بدایة مسند عبداللہ بن العباس، رقم: ۲۰۵۹، ۲۰۸۸، ۲۱۸۴، ۲۲۱۰، ۲۲۲۹، ۳۰۱۳، ۳۰۸۲، ۳۲۶۵.﴾

یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا، یہودیوں نے بتایا کہ یہ بہت بڑا دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو نجات دے کر فرعونیوں کو غرق کیا تھا، تو شکرانہ کے طور پر موسیٰ نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان سب میں موسیٰ کے زیادہ قریب ہوں، لہٰذا آپ نے اس کا روزہ رکھا اور دوسروں کو رکھنے کا حکم دیا۔

عاشوراء کا روزہ کا حکم:

اس پر اتفاق ہے کہ صوم یوم عاشوراء مستحب ہے پھر اس پر بھی اتفاق ہے کہ صیام رمضان کی فرضیت سے پہلے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کہنا یہ ہے کہ اس وقت یہ روزہ فرض تھا بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور صرف استحباب باقی رہ گیا۔[۶۵]

(۲۵) باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿وواعدنا موسى ثلاثين ليلة﴾ الى قوله: ﴿وأنا أول المؤمنين﴾ [الاعراف: ۱۴۲۔ ۱۴۳]

یہاں وہ واقعات بیان فرمائے جارہے ہیں جو وادی تیہ (صحرائے سینا) میں پیش آئے جہاں بنی اسرائیل کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک مقید کردیا گیا تھا۔ اس دوران انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنے وعدے کے مطابق ہمیں کوئی آسمانی کتاب لاکردیں جس میں ہمارے لئے زندگی گذارنے کے قوانین درج ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت فرمائی کہ وہ کوہِ طور پر آکر تیس دن رات اعتکاف کریں۔ بعد میں کسی مصلحت سے یہ مدت بڑھا کر چالیس دن کردی گئی۔ اسی اعتکاف کے دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا، اور تورات عطا فرمائی جو تختیوں پر لکھی ہوئی تھی۔

---

۶۵ اتفق العلماء على أن صوم يوم عاشوراء سنة وليس بواجب ، واختلفوا في حكمه أول الاسلام ، فقال أبو حنيفة : كان واجباً ، واختلف أصحاب الشافعي على وجهين : اشهر هما : أنه لم يزل سنة من حين شرع ولم يك واجباً قط في هذه الأمة ، ولكنه كان يتأكد الاستحباب ، فلما نزل صوم رمضان صار مستحبا دون ذلك الاستحباب . والثاني : كان واجبا كقول أبي حنيفة ، وقال عياض : كان بعض السلف يقول : كان فرضاً وهو باق على فرضيته لم ينسخ ، قال : وانقرض القائلون بهذا ، وحصل الاجماع على أنه ليس بفرض ، انما هو مستحب ، عمدة القاري ، ج:۸، ص:۲۲۳ ، المجموع ، ج : ۶، ص: ۳۰۷، والتمهيد لابن عبد البر ، ج : ۷، ص: ۲۰۳ ، وشرح معاني الآثار ، ج : ۲، ص: ۷۵، انعام الباری، ج:۵، ص: ۵۶۹، رقم: ۲۰۰۳.

یقال: دكة زلزله. ﴿فدكتا﴾ فدككن، جعل الجبال كالوا حده. كما قال الله عز وجل: ﴿أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقاً﴾ [الانبياء: ۳۰] ولم يقل: كن رتقا ملتصقتين.

أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقاً۔ سارے آسمان اور زمین بند تھے۔

السمٰوات والارض۔ بظاہر "سموات" جمع ہے اور اس کے ساتھ "ارض" بھی ہے تو جمع کا لفظ آنا چاہئے تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے "سموات" کو ایک کے قائم مقام کیا اور اس کے مقابل ارض ہے، یہ دونوں چونکہ ایک ہی جنس سے ہیں اس لئے "کانتا" تثنیہ کا صیغہ لائے۔

اکثر مفسرین کی تفسیر کے مطابق اس آیت میں آسمان کے بند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس سے بارش نہیں ہوتی تھی، اور زمین کے بند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس سے کوئی پیداوار نہیں ہوتی تھی، اور ان دونوں کو کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ آسمان سے پانی برسنے لگا، اور زمین سے سبزیاں اُگنے لگیں۔ یہ تفسیر متعدد صحابہ اور تابعین سے منقول ہے۔

لیکن دوسرے بعض مفسرین نے اس کی یہ تفسیر بھی کی ہے کہ آسمان اور زمین دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے اور یک جان تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو الگ الگ کیا۔

﴿أُشْرِبُوا﴾: ثوب مشرب: مصبوغ.

ترجمہ: ان کے دلوں میں رچ گئی، "ثوب مشرب" یعنی رنگ کیا ہوا کپڑا۔

قال ابن عباس: ﴿انبجست﴾: انفجرت.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "انبجست" کے معنی "پھوٹ پڑی" ہے۔

﴿واذ نتقنا الجبل﴾: رفعنا.

یعنی جب ہم نے پہاڑ کو اُٹھایا۔

۳۳۹۸۔ حدثنا محمد بن یوسف: حدثنا سفیان، عن عمرو بن یحیی عن ابیه، عن ابی سعید رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: "الناس یصعقون یوم القیامة فاکون اول من یفیق، فاذا انا بموسی آخذ بقائمة من قوائم العرش فلا ادری افاق قبلی ام جوزی بصعقة الطور؟". [راجع: ۲۴۱۲]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا تو میں موسیٰ کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں، تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا انہیں طور کی بے ہوشی کا معاوضہ دیا جائے گا کہ وہ یہاں بے ہوش نہیں ہوں گے۔

۳۳۹۹ ـــ حدثنی عبد اللّٰہ بن محمد الجعفی: حدثنا عبد الرزاق: اخبرنا معمر، عن همام، عن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”لولا بنو اسرائیل لم یخنز اللحم، ولولا حواء لم تخنْ أنثى زوجها الدهر“. ۲۶

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی نہ سڑتا اور اگر حواء نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔

(۲۶) بابُ طوفان من السيل

طوفان کا بیان

ویقال للموت الکثیر: طوفان. ﴿القمل﴾: الحُمنان یُشبه صغار الحَلَم.

لوگوں کے زیادہ مرنے کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ ”القمل“ کے معنی چیچڑی جو چھوٹی جوں کی طرح ہوتی ہے۔

﴿حقیق﴾: حق.

حقیق ۔ کے معنی لائق اور حق کے ہیں۔

﴿سقط﴾: کلُّ من ندِمَ فقد سُقط فی یده.

سقط ۔ یعنی نادم ہوا جو شخص نادم ہوتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ پر گر پڑتا ہے۔

(۲۷) بابُ حديث الخضر مع موسى عليهما السلام

۳۴۰۰ ـ حدثنا عمرو بن محمد: حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال: حدثنی ابی، عن صالح، عن ابن شهاب: ان عبيد اللّٰه بن عبد اللّٰه اخبره عن ابن عباس: انه تماری هو والحر بن قيس الفزاری فی صاحب موسى، قال ابن عباس: هو خضر، فمر بهما ابی بن كعب فدعاه ابن عباس فقال: انی تماريت انا وصاحبی هذا فی صاحب موسى الذی سال السبيل الى لقيه، هل سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يذكر شانه؟

قال: نعم، سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ”بينما موسى فی ملأ من بنی اسرائيل جاءه رجل فقال: هل تعلم احدا اعلم منک؟ قال: لا، فاوحى اللّٰه الى

---

۲۶ وفی صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب لولا حواء لم تخن أنثى زوجها الدهر، رقم: ۲۶۷۳، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب مسند أبی هريرة، رقم: ۷۶۸۹، ۷۸۲۳، ۸۲۳۶.

موسى: بلى، عبدنا خضر. فسأل موسى السبيل اليه. فجعل له الحوت آية. وقيل له: اذا فقدت الحوت فارجع فانك ستلقاه، فكان يتبع الحوت في البحر. فقال لموسى فتاه: ارأيت اذ اوينا الى الصخرة فاني نسيت الحوت وما انسانيه الا الشيطان ان اذكره. فقال موسى: ذلك ما كنا نبغ فارتدا على آثارهما قصصا، فوجدا خضرا فكان من شأنهما الذى قص الله في كتابه". [راجع: ۷۴]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے اور حر بن قیس کے درمیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں اختلاف ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ خضر ہیں۔ پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے، تو انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بلا کر کہا کہ میرا اور میرے اس دوست کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس ساتھی کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے جن سے ملنے کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سبیل دریافت کی تھی، کیا آپ نے سید الکونین ﷺ سے ان کا کچھ حال بیان کرتے سنا ہے؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا، کیا آپ ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے بڑا عالم ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہاں (تم سے بڑا عالم) ہمارا ایک بندہ خضر موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملاقات کا راستہ دریافت کیا، تو ان کی نشانی مچھلی بنادی گئی، اور ان سے کہا گیا جب تم مچھلی کو نہ پاؤ، تو پیچھے کو لوٹنا تم خضر سے مل جاؤ گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا میں مچھلی کا نشان دیکھتے رہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کے خادم نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ جب ہم اس پتھر کے پاس بیٹھے تھے، تو میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے اس کی یاد سے صرف شیطان نے غافل کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں تو اسی کی تلاش تھی، پس وہ دونوں پچھلے پاؤں لوٹ پڑے اور خضر سے ملاقات ہوئی، پھر ان کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔

۳۴۰۱ - حدثنا علي بن عبدالله حدثنا سفيان: حدثنا عمرو بن دينار قال: أخبرني سعيد جبير قال: قلت لابن عباس: ان نوفا البكالي يزعم أن موسى صاحب الخضر ليس هو موسى بني اسرائيل، انما هو موسى آخر فقال: كذب عدو الله، حدثنا ابي بن كعب عن النبي ﷺ "ان موسى قام خطيبا في بني اسرائيل فسئل: أي الناس أعلم؟ فقال: أنا، فعتب الله عليه اذ لم يرد العلم، اليه، فقال له: بلى، لي عبد بمجمع البحرين هو أعلم منك. قال: أي رب، ومن لي به؟ - وربما قال سفيان: أي رب، وكيف لي به؟ - قال: تأخذ حوتا، فتجعله في مكتل حيثما فقدت الحوت فهو ثم وربما قال: فهو ثمه -

واخذ حوتا فجعله في مِكتل، ثم انطلق هو وفتاه يوشع بن نون حتى أتيا الصخرة وضعا رؤوسهما. فرقد موسى واضطرب الحوت فخرج فسقط في البحر فاتخذ سبيله في البحر سربا، فامسک اللّٰہ عن الحوت جِرية الماء، فصار مثل الطاق فقال هکذا مثل الطاق، فانطلقا يمشيان بقية ليلتهما ويومهما حتى اذا كان من الغد قال لفتاه: آتنا غداء نا لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا. ولم يجد موسى النصبَ حتى جاوز حيث أمره الله. قال له فتاه: أرايت اذ أوينا الى الصخرة فاني نسيت الحوت وما أنسانيه الا الشيطان أن أذكره واتخذ سبيله في البحر عجبا. فكان للحوت سربا ولهما عجبا، قال له موسى: ذلک ما كنا نبغي، فارتدا على آثارهما قصصا، رجعا يقصان آثارهما حتى انتهيا الى الصخرة، فاذا رجل مسجًّى بثوب فسلم موسى فرد عليه فقال: وأنّى بأرضک السلام، قال: أنا موسى، قال: موسى بني اسرائيل؟ قال: نعم أتيتک لتعلمني مما علمت رشدا. قال: ياموسى اني على علم من علم الله علمنيه الله لا تعلمه، وأنت على علم من علمِ الله علمكه الله لا أعلمه قال: هل أتبعک؟ قال: ﴿إِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْراً وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَالَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْراً﴾ الى قوله: ﴿إِمْرًا﴾ فانطلقا يمشيان على ساحل البحر فمرت بهما سفينة كلموهم أن يحملوهم فعرفوا الخضر فحملوه بغير نول. فلما ركبا في السفينة جاء عصفور فوقع على حرف السفينة فنقر في البحر نقرة أونقرتين، قال له الخضر: يا موسى، مانقص علمي وعلمک من علم الله الا مثل ما نقص هذا العصفور بمنقاره من البحر، اذ اخذ الفأس فنزع لوحا فلم يفجأ موسى الاّ وقد قلع لوحا بالقدوم، فقال له موسى: ما صنعت؟ قوم حملونا بغير نول عمدت الى سفينتهم فخرقتها لتغرق اهلها لقد جئت شيئا إمرا. قال: ألم أقل: انک لن تستطيع معي صبرا. قال: لاَ تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلاَ تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا. فكانت الاولى من موسى نسيانا. فلما خرجا من البحر مروا بغلام يلعب مع الصبيان فاخذ الخضر براسه فقلعه بيده هکذا، _ وأوما سفيان باطراف أصابعه كأنه يقطف شيئا _ فقال له موسى: أَقَتَلْتَ نَفْساً زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا؟ قال: الم اقل لک: انک لن تستطيع معي صبرا قال: ان سالتک عن شيء بعد ها فلا تصاحبني قد بلغت من لدني عذرا، فانطلقا حتى اذا اتيا اهل قرية استطعما اهلها أن يضيفوهما فوجدا فيها جدارا يريد أن ينقض _ مائلا أوما بيده هکذا، وأشار سفيان كأنه يمسح شيئا الى فوق، فلم اسمع سفيان يذكر مائلا الا مرة _ قال: قوم

أتيناهم فلم يطعمونا ولم يضيفونا عمدت الى حائطهم، لو شئت لتخذت عليه أجرا؟ قال: هذا فراق بيني وبينك سأنبئك بتأويل ما لم تستطع عليه صبرا" قال النبي ﷺ: "وددنا أن موسى كان صبر فقص الله علينا من خبرهما" قال سفيان: قال النبي ﷺ: "يرحم الله موسى لو كان صبر يقص علينا من امرهما" قال: وقرأ ابن عباس (أمامهم ملك يأخذ كل سفينة صالحة غصبا) (وأما الغلام فكان كافرا وكان أبواه مؤمنين) ثم قال لي سفيان: سمعته منه مرتين وحفظته منه، قيل سفيان: حفظته قبل أن تسمعه من عمرو أو تحفظته من انسان؟ فقال: ممن أتحفظه؟ ورواه أحد عن عمرو غيري، سمعته منه مرتين أو ثلاثا وحفظته منه. [راجع: ۷۴]

أخبرني سعيد جبير .... فتجعله في مكتل حيثما فقدت الحوت فهو ثم.

ترجمہ: سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی کہتے ہیں کہ خضر (کی ملاقات) والے موسیٰ وہ نہیں ہیں، جو بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے، بلکہ وہ دوسرے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ دشمنِ خدا جھوٹ کہتا ہے، مجھے ابی بن کعب کے واسطہ سے سید الکونین ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے وعظ کہنے کھڑے ہوئے، تو ان سے پوچھا گیا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں، پس اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے خدا کی طرف منسوب نہیں کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے، جو تم سے بڑا عالم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! مجھے ان تک کون پہنچائے گا اور کبھی سفیان یہ الفاظ روایت کرتے کہ اے پروردگار! میں کس طرح ان تک پہنچوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ایک مچھلی لو اور اسے زنبیل میں رکھ لو، جہاں وہ مچھلی غائب ہوئے تو میرا بندہ وہیں ہوگا۔

وربما قال: فهو ثمه .... فكان للحوت سربا ولهما عجبا.

کبھی سفیان ثم کی جگہ ثمه روایت کرتے ہیں، پھر وہ اور ان کے خادم یوشع بن نون چلے حتیٰ کہ ایک بڑے پتھر کے پاس پہنچے، دونوں نے اس پر اپنا سر رکھا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نیند آ گئی، مچھلی تڑپ کر نکلی اور دریا میں گر گئی، اور اس نے دریا میں اپنا راستہ سرنگ کی طرح بنالیا یعنی اللہ نے مچھلی جانے کے راستہ سے پانی کے بہاؤ کو روک لیا، پس وہ طاق کی طرح ہوگیا اور آپ نے اشارہ سے بتایا کہ طاق کی طرح ہوگیا پھر دونوں باقی رات اور پورا دن آگے چلے، جب دوسرا دن ہوا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ذرا ہمارا کھانا تو لاؤ، ہم نے اس سفر میں بڑی تکلیف اُٹھائی، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سفر میں کلفت اس وقت تک محسوس نہ ہوئی جب تک وہ اللہ کے حکم کردہ راستہ سے آگے نہ بڑھ گئے، تو ان کے خادم نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے، تو میں

مچھلی کو بھول گیا اور مجھے تو صرف شیطان ہی نے اس کی یاد سے غافل کیا ہے، اور اس نے دریا میں اپنا عجیب طریقہ سے راستہ بنالیا سو مچھلی کا وہ سرنگ نما راستہ ان کے لئے تعجب کا باعث تھا۔

قال له موسى: ذلک ما کنا نبغي .... وانت على علم من علم الله علمکه الله لا أعلمه.

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم تو یہی چاہتے تھے، پھر وہ دونوں اپنے قدم کے نشان دیکھتے ہوئے پیچھے لوٹے، یہاں تک کہ دونوں اسی پتھر کے پاس پہنچے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ کپڑا اوڑھے ہوئے لیٹا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا، تو انہوں نے جواب دیا اور کہا اس سرزمین میں تو سلام کا رواج نہیں ہے، تو انہوں نے کہا، میں موسیٰ ہوں۔ اس شخص نے کہا، کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس وہ ہدایت کی باتیں سیکھنے کو آیا ہوں، جو آپ کو بتائی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! مجھے کچھ خداداد علم ہے جو اللہ نے مجھے عطا کیا ہے تم اسے نہیں جانتے اور تمہیں کچھ خداداد علم ہے جو اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے میں اسے نہیں جانتا۔

هل أتبعک؟ .... فکانت الاولى من موسى نسیانا.

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں آپ کے پاس رہ سکتا ہوں؟ خضر نے کہا تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے اور تم کیونکر ایسی بات پر صبر کر سکتے ہو جس کی حقیقت کا تمہیں علم نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کی کسی معاملہ میں نافرمانی نہیں کروں گا۔

پھر یہ دونوں دریا کے کنارے کنارے چلے، ایک کشتی ان کی طرف سے گزری انہوں نے کشتی والوں سے کہا ہمیں بٹھالو، کشتی والوں نے خضر کو پہچان لیا، تو بغیر کسی اُجرت کے انہیں بٹھالیا (اتنے میں) ایک چڑیا آ کر کشتی کے ایک طرف بیٹھ گئی اور اس نے دریا میں ایک یا دو چونچیں ماریں۔ خضر نے کہا اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم سے خدا کے علم میں اتنی کمی بھی نہیں ہوئی جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ سے دریا کا پانی کم کیا ہے (پھر) یکا یک خضر نے ایک کلہاڑی اُٹھائی اور کشتی کا تختہ نکال ڈالا ہے، پس یکا یک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ انہوں نے کلہاڑی سے کشتی کا تختہ نکال ڈالا ہے، تو ان سے کہا آپ نے یہ کیا کیا، ان لوگوں نے تو بغیر اُجرت کے ہمیں کشتی میں بٹھایا اور آپ نے ان کی کشتی کو توڑ ڈالا، تا کہ اس کی سواریوں کو غرق کر دیں۔ بے شک آپ نے یہ برا کام کیا ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں بھول گیا تھا اس پر مواخذہ نہ کیجئے اور میرے کام میں مجھ پر تنگی پیدا نہ کیجئے، پس پہلی مرتبہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھول ہوئی۔

- **فلما خرجا من البحر مروا بغلام یلعب مع الصبیان...... فلا تصاحبني قد بلغت من لدني عذرا.**

پھر یہ دونوں دریا سے نکلے، تو ایک لڑکے کے پاس سے گزرے جو اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر نے اس بچہ کا سر پکڑ کر اپنے ہاتھ سے اسے گردن سے جدا کر دیا۔ سفیان نے اپنی انگلیوں سے ایسا اشارہ کیا جیسے وہ کوئی چیز توڑتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا آپ نے ایک پاکیزہ اور بے گناہ انسان کو بغیر جرم کے قتل

کر دیا۔ بے شک آپ نے بہت خراب کام کیا۔ خضر نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر اس کے بعد میں آپ سے کچھ پوچھوں تو مجھے جدا کر دیجئے۔ بے شک آپ میری طرف سے معذوری کی حد کو پہنچ گئے۔

فانطلقا حتی اذا اتیا اهل قریة .... قال: هذا فراق بيني وبينک.

پھر وہ دونوں چلے حتی کہ جب وہ ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے کھانا مانگا، انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا، تو انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی اور جھک گئی تھی، اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اور سفیان نے اس طرح اشارہ کیا، جیسے وہ کسی چیز پر اوپر کی طرف ہاتھ پھیر رہے ہیں اور میں نے سفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ جھک گئی تھی صرف ایک مرتبہ سنا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ لوگ ایسے ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے۔ تو انہوں نے نہ ہمیں کھانا دیا، نہ ضیافت کی اور آپ نے ان کی دیوار کو درست کر دیا۔ اگر آپ چاہتے تو ان سے اُجرت لے لیتے۔ خضر نے کہا یہی ہمارے تمہارے درمیان جدائی ہے۔

سانبئک بتاول ما لم تستطع عليه صبرا...... (وأما الغلام فكان كافرا و كان أبواه مؤمنين)

میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہیں کر سکے تھے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کاش! موسیٰ صبر کرتے اور اللہ ہم سے ان کا (اور زیادہ) قصہ بیان کرتا۔ سفیان کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اللہ موسیٰ پر رحم کرے، اگر وہ صبر کرتے تو ہم سے ان کا اور قصہ بیان کیا جاتا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (بجائے **و کان ورائهم ملک یاخذ کل سفینة غصبا** کے) **کان امامهم ملک یاخذ کل سفینة صالحة غصبا** پڑھا (یعنی ان کے آگے ایک بادشاہ تھا، جو ہر بے عیب کشتی کو زبردستی چھین لیتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ پڑھا) **والغلام انعام فکان کافرا کان ابواه مؤمنین** (یعنی وہ لڑکا تو کافر تھا اور اس کے والدین مؤمن تھے)

ثم قال لي سفيان: ....سمعته منه مرتين أو ثلاثا و حفظته منه.

پھر سفیان نے مجھ سے کہا میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی، اور انہیں سے یاد کی، سفیان سے پوچھا گیا کیا آپ نے عمرو سے سننے سے پہلے یہ حدیث یاد کر لی تھی، یا آپ نے کسی اور سے یہ حدیث یاد کی؟ سفیان نے کہا میں کس سے یاد کرتا، کیا میرے علاوہ یہ حدیث عمرو سے کسی اور نے روایت کی ہے میں نے یہ حدیث عمرو سے دو یا تین مرتبہ سنی اور انہیں سے یاد کی۔

سمعته منه مرتين۔ سفیان نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی اور اسے یاد کیا سفیان سے کہا گیا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ نے اس کو کسی اور سے سن کر یاد کر لیا ہو قبل اس کے کہ آپ اس کو عمرو بن دینار سے سنیں؟

قال: ممن الحفظه؟ میں اور کسی سے یاد کروں گا؟ میں نے عمرو بن دینار سے ہی اسے سن کر یاد کیا ہے

۳۴۰۲ــ حدثنا محمد بن سعید الاصبهاني: أخبرنا ابن المبارک، عن معمر، عن همام بن منبه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: "انما سمي الخضر لانه جلس على فروة بيضاء فاذا هي تهتز من خلفه خضراء" قال الحموي: قال محمد بن یوسف بن مطر الفربري: حدثنا علي بن خشرم عن سفیان بطوله. ۲۷، ۲۸

حضرؑ کی وجہ تسمیہ

اصل میں "فروة" سفید کھال کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایسی زمین پر بیٹھے تھے جو بالکل سفید تھی، اس میں کوئی سرسبزی وغیرہ نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے اس میں سبزہ پیدا کردیا، اس وجہ سے ان کا نام خضر ہوگیا۔

(۲۸) بابٌ:

۳۴۰۳ــ حدثني اسحاق بن نصر: حدثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن همام بن منبه: انه سمع ابا هريرة رضى الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "قيل لبني اسرائيل: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾ فبدلوا فدخلوا يزحفون على استاههم وقالوا: حبة في شعرة". [أنظر: ۴۴۷۹، ۴۶۴۱] ۲۹

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوجاؤ، اورزبان سے حطة (بخش دے) کہتے جاؤ۔ انہوں نے یہ حکم تبدیل کردیا، یعنی اپنے سرینوں پر گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اورزبان سے حبة فی شعرة (بال میں دانہ) کہہ رہے تھے۔

۳۴۰۴ــ حدثنا اسحاق بن ابراهيم: حدثنا روح بن عبادة؛ حدثنا عوف، عن الحسن ومحمد وخلاس، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ "ان موسى كان رجلا حييا ستيرا لا يرى من جلده شيء استحياء منه، فآذاه من آذاه من بني

۲۷ لا یوجد للحدیث مکررات.

۲۸ وفی سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة الکهف، رقم: ۳۰۷۶، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی هریرة، رقم: ۷۷۶۵، ۸۸۰۰.

۲۹ ﴿وفی صحیح مسلم، کتاب التفسیر، رقم: ۵۳۳۰، وسنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة البقرة، رقم: ۲۸۸۰.﴾

اسرائيل، فقال: ما يستتر هذا التستر الا من عيب بجلده، برص واما أدرة، واما آفة وان الله أراد أن يبرئه مما قالوا لموسى، فخلا يوما وحده فوضع ثيابه على الحجر ثم اغتسل فلما فرغ أقبل الى ثيابه ليأخذها وان الحجر عدا بثوبه، فأخذ موسى عصاه وطلب الحجر فجعل يقول: ثوبي حجر، ثوبي حجر، حتى انتهى الى ملأ من بني اسرائيل فرأوه عريانا أحسن ما خلق الله وأبرأه مما يقولون. وقام حجر فأخذ بثوبه فلبسه وطفق بالحجر ضربا بعصاه فو الله ان بالحجر لندبا من اثر ضربه ثلاثا أو اربعا او خمسا فذلك قوله تعالىٰ: ﴿يا ايها الذين امنوا لا تكونوا كالذين اذوا موسى فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها﴾"، [راجع: ۲۷۸]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ بڑے شرمیلے اور ستر پوش آدمی تھے، ان کی شرم کی وجہ سے ان کے جسم کا ذرا سا حصہ بھی ظاہر نہ ہوتا تھا، بنی اسرائیل نے انہیں اذیت پہنچائی اور انہوں نے کہا کہ یہ جو اتنی پردہ پوشی کرتے ہیں، تو صرف اس لئے کہ ان کا جسم عیب دار ہے یا تو انہیں برص ہے یا انتفاخ خصیتین ہے یا اور کوئی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو ان تمام بہتانوں سے پاک صاف کرنا چاہا، سو ایک دن موسیٰ نے تنہائی میں جا کر کپڑے اُتار کر پتھر پر رکھ دیئے، پھر غسل کیا، جب غسل سے فارغ ہوئے، تو اپنے کپڑے لینے چلے مگر وہ پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگا، موسیٰ اپنا عصا لے کر پتھر کے پیچھے چلے اور کہنے لگے اے پتھر! میرے کپڑے دے، اے پتھر! میرے کپڑے دے، حتیٰ کہ وہ پتھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گیا، انہوں نے برہنہ حالت میں موسیٰ کو دیکھا، تو اللہ کی مخلوقات میں سب سے اچھا اور ان تمام عیوب سے جو وہ منسوب کرتے تھے انہوں نے بری پایا، وہ پتھر ٹھہر گیا اور موسیٰ نے اپنے کپڑے لے کر پہن لئے، پھر موسیٰ نے اپنے عصا سے اس پتھر کو مارنا شروع کیا، پس بخدا موسیٰ کے مارنے کی وجہ سے اس پتھر میں تین یا چار یا پانچ نشانات ہو گئے، یہی اس آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی، تو اللہ نے انہیں اس بات سے جو وہ موسیٰ کے بارے میں کہتے تھے بری کر دیا۔ اور وہ اللہ کے نزدیک باعزت تھے۔

فو الله ان بالحجر لندبا من اثر ضربه۔ یعنی ایک پتھر تھا جو حضرت موسیٰؑ کے کپڑے لے کر بھاگا تھا، حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے کہ اب بھی اس پتھر پر مار کے نشان ہیں۔

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر کو کیوں مارا جبکہ اس میں حس نہیں ہے؟

جواب: جب وہ کپڑے لے کر بھاگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں حس ہے، جب کام حس والا کیا تو اس لئے پٹائی کا مستحق بھی ہوا۔

۳۴۰۵ ـ حدثنا ابو الوليد: حدثنا شعبة، عن الاعمش قال: سمعت ابا وائل قال:

سمعت عبد الله رضی الله عنه قال: قسم النبی صلی الله علیه وسلم قسما فقال رجل: ان هذه لقسمة ما ارید بها وجه الله، فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فاخبرته فغضب حتی رایت الغضب فی وجهه، ثم قال: "یرحم الله موسی قد اوذی باکثر من هذا فصبر". [راجع: ۳۱۵۰]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے ایک دن کچھ تقسیم فرمایا: تو ایک آدمی نے کہا کہ یہ تو ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ کی رضا جوئی مقصود نہیں، میں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کو بتادی، تو آپ اتنے غصہ ہوئے کہ میں اس غصہ کا اثر آپ کے چہرہ انور میں دیکھا، پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی، لیکن انہوں نے صبر کیا۔

(۲۹) بابٌ:

﴿فَأَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰى أَصْنَامٍ لَّهُمْ﴾ [الاعراف: ۱۳۸]

ترجمہ: تو وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو اپنے بتوں سے لگے بیٹھے تھے۔

﴿مُتَبَّرٌ﴾: خسران.

مُتَبَّرٌ ۔ یعنی نقصان رسیدہ۔

﴿وَلِيُتَبِّرُوْا﴾: لیدمروا. ﴿مَا عَلَوْا﴾ [الاسراء: ۷]: ما غلبوا.

ترجمہ: اس کو تہس نہس رکھ دیں۔ مَا عَلَوْا ۔ یعنی وہ چیز جس پر ان کا قبضہ ہو جائے گا۔

۳۴۰۶ ۔ حدثنا یحیی بن بکیر: حدثنا اللیث، عن یونس، عن ابن شهاب، عن ابی سلمة بن عبدالرحمن: أن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما قال: کنا مع رسول الله ﷺ نجنی الکباث وان رسول الله ﷺ قال: "علیکم بالاسود منه فانه أطیبه" قالوا: أکنت ترعی الغنم؟ قال: "وهل من نبی الا وقد رعاها؟". [انظر: ۵۴۵۳] [۷۰]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور کباث توڑ رہے تھے۔

کباث ایک خاص قسم کا پھل ہے جو پیلو کے درخت کے اوپر ہوتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا علیکم بالاسود منه، اس میں جو کالے رنگ کی ہیں وہ لو، کیونکہ وہ سب سے اچھی ہوتی ہیں۔

قالوا: اکنت ترعی الغنم؟ صحابہؓ نے پوچھا کہ کیا آپ بکریاں چراتے تھے کیونکہ یہ بات کہ کالی اچھی

[۷۰] وفی صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب فضیلة الأسود من الکباث، رقم: ۳۸۲۲، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند جابر بن عبدالله، رقم: ۱۳۹۷۳.

ہوتی ہیں اسی کو پتہ ہوتی ہے جو بکریوں کے معاملات کو خوب اچھی طرح جانتا ہو۔

قال: وهل من نبی الا وقد رعاها؟ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ تربیت دیتے ہیں، کیونکہ بکریاں چرانا بڑے صبر وتحمل کا کام ہے، اکیلا آدمی بکریوں کے گلے کو لے کر چلتا ہے کوئی ادھر بھاگ رہی ہے کوئی ادھر بھاگ رہی ہے سب کو جمع کر کے چلنا، ان پر زیادہ سختی بھی نہیں کی جا سکتی کیونکہ کمزور جان ہوتی ہیں اگر مارا جائے تو مر جانے کا اندیشہ ہے، تو چونکہ ان کو چرانے میں بڑے صبر وتحمل کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کو اس کی تربیت دیتے ہیں۔

(۳۰) بابٌ:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖٓ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ الآية [البقرة: ۶۷]

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔

قال ابو العالية: عوان: النصف بين البكر والهرمة.

ترجمہ: ابوالعالیہ نے کہ: **"العوان"** یعنی نوجوان اور بڑھیا۔

﴿فَاقِعٌ﴾: صاف.

فَاقِعٌ۔ بمعنی صاف۔

﴿لَا ذَلُوْلٌ﴾: لم يذللها العمل.

لَا ذَلُوْلٌ۔ یعنی کام نے اسے دبلا اور کمزور نہ کیا ہو۔

﴿تُثِيْرُ الْأَرْضَ﴾: بياض.

یعنی وہ اتنی کمزور نہ ہو کہ زمین جوتی ہو اور نہ زراعت کے کام میں آ سکے۔

﴿صَفْرَاءُ﴾ ان شئت سوداء، ويقال: صفراء، كقوله: ﴿جمالات صفر﴾.

صَفْرَاءُ۔ یعنی اگر تم چاہو، تو سیاہ کے معنی کر لو اور **"صفراء"** سیاہ کو بھی کہا جاتا ہے، جیسے قولِ خداوندی **"جمالات صفر"** یعنی سیاہ رنگ کے اُونٹ۔

﴿فَادّٰرَءْتُمْ﴾: اختلفتم.

فَادّٰرَءْتُمْ۔ یعنی تم نے اختلاف کیا۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً۔ (اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو)

اس واقعے کی تفصیل تاریخی روایات میں یہ آئی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے ایک بھائی کو اس

کی میراث حاصل کرنے کی خاطر قتل کیا اور اس کی لاش سڑک پر ڈال دی، پھر خود ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچ گیا کہ قاتل کو پکڑ کر سزا دی جائے۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں گائے ذبح کرنے کو کہا۔ جب گائے ذبح ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ گائے کا کوئی عضو اٹھا کر مقتول کی لاش پر مارو تو وہ زندہ ہوکر قاتل کا نام بتادے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس طرح قاتل کا پول کھل گیا، اور وہ پکڑا گیا۔[۱]

(۳۱) باب: وفاة موسى وذكره بعد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اس کے بعد کے حالات کا بیان

۳۴۰۷ ـ حدثنا يحيى بن موسى: حدثنا عبد الرزاق: اخبرنا معمر، عن ابن طاؤس، عن ابيه عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: "ارسل ملك الموت الى موسى عليهما السلام فلما جاء ه صكه، فرجع الى ربه فقال: ارسلتنى الى عبد لا يريد الموت، قال: ارجع اليه فقل له يضع يده على متن ثور فله بما غطى يده بكل شعرة سنة، قال: اى رب، ثم ماذا؟ قال: ثم الموت، قال: فالآن، قال: فسأل الله ان يدنيه من الارض المقدسة رمية بحجر".

قال ابوهريرة رضى الله عنه: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "فلو كنت ثم لاريتكم قبره من جانب الطريق، تحت الكثيب الاحمر". قال: واخبرنا معمر، عن همام قال: حدثنا ابوهريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم نحوه. [۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کو موسیٰ کے پاس بھیجا گیا، جب وہ ان کے پاس آئے، تو موسیٰ نے ان کو ایک گھونسہ مارا، تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گئے اور کہنے لگے کہ تو نے ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم واپس جا کر اس سے کہو کہ تم کسی بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھو، پس جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے تو ہر بال کے بدلے میں ایک سال کی عمر ملے گی۔ موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار پھر کیا ہوگا؟ اللہ نے کہا پھر موت آئے گی، موسیٰ نے کہا، تو ابھی آجائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، موسیٰ نے درخواست کی انہیں ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے

---

[۱] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، البقرہ، آیت: ۶۷، ص: ۶۳۔

[۲] وفی صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل موسى، رقم: ۴۳۷۴، وسنن النسائى، كتاب الجنائز، باب نوع آخر، رقم: ۲۰۶۲، ومسند احمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى هريرة، رقم: ۷۳۲۶، ۷۸۲۵، ۸۲۹۲، ۱۰۴۸۳.

فاصلہ تک قریب کر دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا، تو تمہیں ان کی قبر راستہ کے کنارے سُرخ ٹیلے کے نیچے دکھا دیتا۔

۳۴۰۸ ـــ حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب، عن الزہری قال: اخبرنی ابو سلمۃ ابن عبد الرحمن وسعید بن المسیب: ان ابا ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: استب رجل من المسلمین ورجل من الیہود فقال المسلم: والذی اصطفی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی العالمین، فی قسم یقسم بہ، فقال الیہودی: والذی اصطفی موسی علی العالمین، فرفع المسلم یدہ عند ذلک فلطم الیہودی، فذہب الیہودی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بالذی کان من امرہ وامر المسلم، فقال: "لا تخیرونی علی موسی فان الناس یصعقون فاکون اول من یفیق، فاذا موسی باطش بجانب العرش فلا ادری أ کان ممن صعق فافاق قبلی او کان ممن استثنی اللہ؟. [راجع: ۲۴۱۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان اور یہودی نے باہم گالی گلوچ کی، مسلمان نے اپنی یہ قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا، یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا، پس اس موقعہ پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر یہودی کے ایک طمانچہ رسید کیا، یہودی نے فوراً حضور اقدس ﷺ کے پاس جا کر اپنا اور اس مسلمان کا معاملہ بیان کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، تو میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا تو میں موسیٰ کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کیا وہ اُن میں سے تھے، جو بے ہوش ہوئے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا ان میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔

۳۴۰۹ ـــ حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ: حدثنا ابراہیم بن سعد، عن ابن شہاب، عن حمید بن عبد الرحمن: ان ابا ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "احتج آدم وموسی فقال لہ موسی: انت آدم الذی اخرجتک خطیئتک من الجنۃ؟ فقال لہ آدم: انت موسی الذی اصطفاک اللہ برسالاتہ وبکلامہ ثم تلومنی علی أمر قدِّر علی قبل أن أخلق؟" فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "فحج آدم موسی" مرتین. [أنظر: ۴۷۳۶، ۴۷۳۸، ۶۶۱۴، ۷۵۱۵] ۳ے

﴿وفی صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی، رقم: ۴۷۹۳، وسنن الترمذی، کتاب القدر عن رسول اللہ، باب ماجاء فی حجاج آدم وموسی، رقم: ۲۰۶۰، وسنن أبی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، رقم: ۴۰۷۹، وسنن ابن ماجۃ، کتاب المقدمۃ، باب فی القدر، رقم: ۷۷، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی ہریرۃ، رقم: ۷۰۸۲، ۷۲۷۲، ۷۳۱۵، ۷۵۱۸، ۷۸۱۱، ۸۴۳۳، ۸۸۱۱، ۹۴۱۶، ۹۶۱۰، وموطا مالک، کتاب الجامع، باب النہی عن القول بالقدر، رقم: ۱۳۹۴.﴾

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ نے آدم سے خدا کے یہاں مباحثہ کیا، موسیٰ نے کہا تم وہی آدمی ہو جس کی لغزش نے اسے جنت سے نکلوایا، آدم نے کہا تم وہ موسیٰ ہو جسے اللہ نے اپنی رسالت اور کلام سے برگزیدہ کیا پھر بھی تم مجھے ایسی بات پر جو میری پیدائش سے پہلے مقدر ہو چکی تھی ملامت کرتے ہو؟ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا کہ آدم موسیٰ پر اس مباحثہ میں غالب آ گئے۔

۳۴۱۰ـ حدثنا مسدد: حدثنا حصين بن نمير، عن حصين بن عبد الرحمن، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال: "عرضت على الامم ورايت سوادا كثيرا سد الافق فقيل: هذا موسى في قومه". [أنظر: ۵۷۰۵، ۵۷۵۲، ۶۴۷۲، ۶۵۴۱] [۳]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ میرے سامنے تمام انبیاء کی اُمتیں لائی گئیں، میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے کنارۂ آسمان کو ڈھانپ رکھا تھا تو بتایا گیا کہ یہ موسیٰ ہیں اپنی قوم میں۔

(۳۲) باب قول الله تعالى:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ﴾ الى قوله: ﴿وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ﴾ [التحريم: ۱۱، ۱۲]

ترجمہ: "اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے، ان کے لئے اللہ، فرعون کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے۔" ....

امْرَأَةَ فِرْعَوْن ـ فرعون کی بیوی کا نام آسیہ تھا، اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جادوگروں پر فتح عطا فرمائی تو اُن جادوگروں کے ساتھ وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھیں جس کے نتیجے میں فرعون نے اُن پر بہت ظلم ڈھائے۔ اس موقع پر انہوں نے یہ دعا فرمائی۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ فرعون نے اُن کے ہاتھ پاؤں میں میخیں گاڑ کر اُوپر سے ایک پتھر پھینکنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اُن کی روح قبض فرمالی۔[۴]

---

[۳] وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب وعذاب، رقم: ۳۲۳، وسنن الترمذي، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، باب ما جاء في صفة أواني الحوض، رقم: ۲۳۷۰، ومسند احمد، ومن مسند بني هاشم، باب بداية مسند عبدالله بن العباس، رقم: ۲۳۲۱

[۴] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، التحریم، ۱۱، ۱۲، ص: ۱۲۰۸۔

۳۴۱۱ — حدثنا یحیی بن جعفر: حدثنا وکیع، عن شعبة، عن عمرو بن مرة، عن مرة الهمدانی، عن ابی موسی رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا آسیة امرأة فرعون، ومریم بنت عمران، وان فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام". [أنظر: ۳۴۳۳، ۳۷۶۹، ۵۴۱۸] ۵ے

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں، لیکن عورتوں میں سوائے آسیہ زوجۂ فرعون اور مریم بنت عمران کے کوئی کامل نہیں ہوئی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی کی تمام کھانوں پر۔

اس زمانہ میں یہ کھانا تمام کھانوں سے بہتر سمجھا جاتا تھا۔

(۳۳) بابٌ:

﴿إِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى﴾ [القصص: ۷۶] الآية.

ترجمہ: قارون موسیٰ کی قوم کا ایک شخص تھا۔

اِنَّ قَارُوْنَ ...... الخ — اتنی بات تو خود قرآن کریم سے واضح ہے کہ قارون بنو اسرائیل ہی کا ایک شخص تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے پہلے فرعون نے اُس کو بنو اسرائیل کی نگرانی پر متعین کیا ہوا تھا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنایا اور حضرت ہارون علیہ السلام آپ کے نائب قرار پائے تو اسے حسد ہوا۔

اور بعض روایات میں ہے کہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ بھی کیا کہ اُسے کوئی منصب دیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا کہ اُسے کوئی منصب ملے، اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کر لی، اس پر اس کے حسد کی آگ اور زیادہ بھڑک اُٹھی، اور اُس نے منافقت شروع کر دی۔ ۶ے

۵ے وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل خدیجة ام المؤمنین، رقم: ۴۴۵۹، وسنن الترمذی، کتاب الأطعمة عن رسول اللہ، باب ماجاء فی فضل الثرید، رقم: ۱۷۵۷، وسنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب الرجل بعض نسائه اکثر من بعض، رقم ۳۸۸۵، وسنن ابن ماجة، کتاب الأطعمة، باب فضل الثرید علی الطعام، رقم: ۳۲۷۱، ومسند احمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث ابی موسی الأشعری، رقم: ۱۸۷۰۲، ۱۸۸۳۷.

۶ے توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، القصص، آیت: ۷۶، ص: ۸۳۳۔

﴿لَتَنُوْءُ﴾: لتثقل.

لَتَنُوْءُ۔ یعنی وہ بھاری ہوتی تھیں۔

قال ابن عباس: ﴿أُولِي الْقُوَّةِ﴾: لا یرفعھا العصبة من الرجال.

أُولِي الْقُوَّةِ۔ یعنی جنہیں مردوں کی طاقتور جماعت بھی نہ اُٹھا سکے۔

یقال: ﴿اَلْفَرِحِيْنَ﴾ المرحین.

کہا جاتا ہے "فرحین" یعنی اترانے والے۔

﴿وَيْكَأَنَّ اللّٰهَ﴾: مثل ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ﴾ [الرعد: ۲۶] یوسع علیه ویضیق.

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ ...... الخ۔ یہ بتایا گیا تھا کہ جو لوگ دینِ حق کو جھٹلا رہے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اس پر کسی کو شبہہ ہو سکتا تھا کہ دنیا میں تو ان لوگوں کو خوب رزق مل رہا ہے، اور بظاہر وہ خوش حال نظر آتے ہیں۔ اس آیت میں اس شبہے کا جواب دیا گیا ہے کہ دنیا میں رزق کی فراوانی یا اس کی تنگی کا اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبولیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، اپنی حکمتِ بالغہ کے تحت رزق خوب عطا فرماتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے رزق کی تنگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کافر لوگ اگرچہ یہاں کی خوش حالی پر مگن ہیں، مگر انہیں یہ اندازہ نہیں کہ اس چند دن کی زندگی کا عیش آخرت کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔[۷۷]

(۳۴) بابُ قولِ اللّٰه تعالیٰ:

﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ [الأعراف: ۸۵ و ھود: ۸۴] الی اھل مدین، لان مدین بلد ومثله ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ ﴿وَاسْأَلِ الْعِيْرَ﴾ یعنی اھل القریة واھل العیر.

یعنی اہلِ مدین کی جانب ہم نے شعیب کو بھیجا، مدین سے مراد اہلِ مدین ہیں، کیونکہ مدین تو شہر کا نام ہے اور اسی طرح "واسئل القریة" اور "واسئل العیر" ہے، یعنی بستی والوں اور قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے۔

وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا۔ (اور مدین کی طرف ہم نے اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا۔)

مدین ایک زرخیز اور سرسبز و شاداب علاقہ تھا، اور یہاں کے لوگ خاصے خوش حال تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کی خوشحالی کا دو وجہ سے خاص طور پر ذکر فرمایا:

ایک یہ کہ اتنی خوشحالی کے بعد تمہیں دھوکہ بازی کر کے کمائی کرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔

اور دوسرے یہ کہ اس خوشحالی کے نتیجے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہونا چاہیے، نہ یہ کہ اس کی نافرمانی پر

---

[۷۷] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، الرعد، آیت: ۲۶، ص: ۵۴۱۔

آمادہ ہو جاؤ۔ رفتہ رفتہ ان میں کفر وشرک کے علاوہ بہت سی بدعنوانیاں رواج پا گئیں۔ ان کے بہت سے لوگ ناپ تول میں دھوکا دیتے تھے۔ بہت سے زور آور لوگوں نے راستوں پر چوکیاں بنا رکھی تھیں، جو گذرنے والوں سے زبردستی کا ٹیکس وصول کرتے تھے۔ کچھ لوگ ڈاکے بھی ڈالتے تھے۔ نیز جو لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جاتے نظر آتے، انہیں روکتے اور تنگ کرتے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قوم کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے مختلف طریقوں سے اپنی قوم کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے تقریر اور خطابت کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا، اسی لئے وہ **"خطیب الأنبیاء"** کے لقب سے مشہور ہیں۔ لیکن ان کی مؤثر تقریروں کا قوم نے کچھ اثر نہ لیا۔ اور آخر کار وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بنی۔

﴿وَرَاءَ كُمْ ظِهْرِيًّا﴾: لم يلتفتوا اليه، ويقال اذا لم تقض حاجته: ظهرت حاجتي، وجعلتني ظهريا. قال الظهري: ان تاخذ معک دابة او وعاء تستظهر به مكانتهم ومكانهم واحد

یعنی ان کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی، جب تم کسی کی حاجت روائی نہ کرو تو اس موقعہ پر **"ظهرت حاجتي وجعلتني ظهريا"** کہا جاتا ہے۔ اور **"ظهري"** یہ ہے کہ تم اپنے ساتھ سواری یا برتن لو، جس سے مدد چاہو۔ **"مكانتهم ومكانهم"** کے ایک معنی ہیں۔

﴿يَغْنَوْا﴾: يعيشوا.

يَغْنَوْا ۔ یعنی زندہ رہے۔

﴿تَأْسَ﴾: تحزن.

تَأْسَ ۔ بمعنی رنجیدہ ہوا۔

﴿آسىٰ﴾ أحزن.

آسیٰ ۔ یعنی میں رنجیدہ ہوں۔

وقال الحسن: ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ﴾ يستهزء ون به.

وقال الحسن ۔ حسن نے فرمایا کہ بے شک تم بردبار اور ہدایت یافتہ ہو۔ مذاق اور استہزاء کے طور کہتے تھے۔

وقال مجاهد: ليكة: الأيكة، ﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾: اظلال العذاب عليهم.

وقال مجاهد ۔ مجاہد نے کہا کہ اصل میں **"الايكة"** تھا، **"يوم الظلة"** اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن عذاب کے بادلوں نے ان پر سایہ کر لیا تھا۔

(۳۵) بابُ قولِ اللہ تعالیٰ:

﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ الی قوله: ﴿وَهُوَ مُلِيمٌ﴾

قال مجاهد: مذنب. المشحون: الموقر ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ﴾ الآية ﴿فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ﴾، بوجه الأرض ﴿وَهُوَ سَقِيمٌ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ﴾ من غير ذات أصل الدباء ونحوه. ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ. فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ﴾

فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۔ تسبیح پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ انہیں ایک کھلے میدان کے کنارے لاکر ڈال دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس وقت حضرت یونس علیہ السلام بہت کمزور ہو چکے تھے، اور بعض روایات میں ہے کہ اُن کے جسم پر بال نہیں رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اُوپر ایک درخت اُگایا، بعض روایات میں ہے کہ وہ کدو کا درخت تھا۔ اس سے انہیں سایہ بھی حاصل ہوا، اور شاید اُس کے پھل کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے علاج بھی بنادیا ہو۔ نیز ایک بکری وہاں بھیج دی گئی جس کا آپ دودھ پیتے رہے، یہاں تک کہ تندرست ہو گئے۔[۸]

۳۴۱۲ ـــ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن سفيان قال: حدثني الأعمش ح. وحدثنا أبو نعيم: حدثنا سفيان، عن الأعمش عن أبي وائل، عن عبدالله رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: "لا يقولن أحدكم: اني خير من يونس". زاد مسدد: يونس بن متى".
[انظر: ۳۴۱۳، ۴۶۰۳، ۴۸۰۴] [۹]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ میں یونس سے بہتر ہوں۔

یہ حدیث کئی جگہ آئی ہے کہ یوں مت کہو **"أنا خير من يونس بن متى"** اس سے بعض لوگوں نے یہ معنی لئے ہیں کہ لوگوں کو یہ کہا گیا ہے خود اپنے آپ کو یونس بن متی سے بہتر نہ کہو، بعض ناواقف لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام سے غلطی ہوئی تھی، العیاذ باللہ۔ اگر کوئی اس بنا پر یہ کہنے لگے کہ اگر میں ہوتا تو یہ غلطی نہ کرتا العیاذ باللہ۔ تو یہ بڑی خطرناک بات ہے "أنا" سے کوئی بھی مراد ہے۔

---

[۸] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، الصّٰفّٰت، آیت: ۱۴۳ تا ۱۴۸، ص: ۹۵۴۔

[۹] وفي مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن مسعود، رقم: ۳۵۲۰، ۳۹۸۰، ۴۰۰۷.

دوسری تفسیر اس کی یہ ہے کہ خود نبی کریم ﷺ اپنے بارے میں فرمارہے ہیں کہ میرے بارے میں یوں مت کہو کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔ حالانکہ آپ ﷺ افضل ہیں لیکن خواہ مخواہ انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے یا اس کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں جس سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کا ابہام ہوتا ہو۔

بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہ آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہونے سے پہلے کی بات ہے کہ آپ افضل الانبیاء ہیں۔ بظاہر دوسری بات زیادہ صحیح ہے کسی کو یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ فلاں افضل ہے اور فلاں افضل نہیں ہے، اس لئے اس مسئلہ کو موضوع بحث بنانا ہی نہیں چاہئے۔

۳۴۱۳ ـ حدثنا حفص بن عمر: حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أبی العالية، عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: "ما ينبغی لعبد ان يقول: انی خير من يونس بن متی"، ونسبه الی أبيه. [راجع: ۳۳۹۵]

پچھلی حدیث (۳۳۹۵) محمد بن بشار اور یہاں حفص بن عمر سے روایت ہے۔

۳۴۱۴ ـ حدثنا يحيى بن بكير، عن الليث، عن عبد العزيز بن ابی سلمة، عن عبد الله بن الفضل، عن الاعرج، عن ابی هريرة قال: "بينما يهودی يعرض سلعته اعطی بها شيئا كرهه، فقال: لا والذی اصطفی موسی علی البشر، فسمعه رجل من الانصار فقام فلطم وجهه وقال: تقول: والذی اصطفی موسی علی البشر، والنبی صلی الله عليه وسلم بين أظهرنا؟ فذهب اليه فقال: ابا القاسم، ان لی ذمة وعهدا، فما بال فلان لطم وجهی؟ فقال: "لِمَ لطمت وجهه؟" فذكره فغضب النبی صلی الله عليه وسلم حتی رئی فی وجهه ثم قال: "لا تفضلوا بين أنبياء الله فانه ينفخ فی الصور فيصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء الله، ثم ينفخ فيه اخری فاكون اول من بعث فاذا موسی آخذ بالعرش، فلا ادری أحُوسب بصعقته يوم الطور، أم بُعث قبلی؟". [راجع: ۲۴۱۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا کچھ سامان فروخت کر رہا تھا اسے اس کے عوض اتنی قیمت دی جا رہی تھی جس پر وہ راضی نہیں تھا، تو اس نے کہا نہیں اس ذات کی قسم ہے جس نے موسیٰ کو نوع بشر پر برگزیدہ کیا، یہ بات ایک انصاری نے سن لی، اس نے کھڑے ہوکر یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس سے کہا: تو کہتا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو نوع بشر پر برگزیدہ کیا، حالانکہ آنحضرت ﷺ ہم میں موجود ہیں، وہ یہودی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے ابو القاسم! مجھے امان اور عہد مل چکا ہے (یعنی میں ذمی ہوں) پھر کیا وجہ ہے کہ فلاں شخص نے میرے منہ پر طمانچہ مارا، پھر پورا واقعہ اس نے بتایا: پس رسول اللہ ﷺ کو اتنا غصہ آیا کہ چہرۂ مبارک سے ظاہر ہو رہا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ خدا کے پیغمبروں میں سے کسی کو

کسی پر فضیلت نہ دو، کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین کے رہنے والے سب بے ہوش ہو جائیں گے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے پس میں سب سے پہلے اُٹھایا جاؤں گا، تو میں موسیٰ کو عرش پکڑے ہوئے دیکھوں گا، پس میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا انہیں طور کے دن کی بے ہوشی کا یہ معاوضہ ملا ہے (کہ وہ آج بے ہوش نہ ہوئے) یا انہیں مجھ سے پہلے اُٹھا دیا گیا۔

(۳۶) بابُ قوله تعالیٰ:

﴿وَاسْـئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ يعدون: يتجاوزون في السبت. ﴿إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا﴾ شوارع، الى قوله: ﴿كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾ [الأعراف: ۱۶۳ - ۱۶۶]

وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي ...... الخ -

ترجمہ: اوران سے اُس بستی کے بارے میں پوچھو جو سمندر کے کنارے آباد تھی، جب وہ سبت (سنیچر) کے معاملے میں زیادتیاں کرتے تھے، جب ان (کے سمندر) کی مچھلیاں سنیچر کے دن تو اُچھل اُچھل کر سامنے آتی تھیں، اور جب وہ سنیچر کا دن نہ منارہے ہوتے، تو وہ نہیں آتی تھیں۔ اس طرح اُن کی مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے ہم انہیں آزماتے تھے۔ اور (وہ وقت انہیں یاد دلاؤ) جب انہی کے ایک گروہ نے (دوسرے گروہ سے) کہا تھا: تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کر رہے ہو، جنہیں اللہ یا تو ہلاک کرنے والا ہے، یا کوئی سخت قسم کا عذاب دینے والا ہے؟ دوسرے گروہ کے لوگوں نے کہا: یہ ہم اس لئے کرتے ہیں تاکہ تمہارے رب کے حضور بری الذمہ ہو سکیں، اور شاید (اس نصیحت سے) یہ لوگ پرہیزگاری اختیار کرلیں۔ پھر جب یہ لوگ وہ بات بھلا بیٹھے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو برائی سے روکنے والوں کو تو ہم نے بچالیا، اور جنہوں نے زیادتیاں کی تھیں، ان کی مسلسل نافرمانی کی بنا پر ہم نے انہیں ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ چنانچہ ہوا یہ کہ جس کام سے انہیں روکا گیا تھا، جب انہوں نے اس کے خلاف سرکشی کی تو ہم نے اُن سے کہا: جاؤ، ذلیل بندر بن جاؤ۔

إِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ ۔ سنیچر کو عربی اور عبرانی زبان میں "سبت" کہتے ہیں۔ یہودیوں کے لئے اسے ایک مقدس دن قرار دیا گیا تھا، جس میں ان کے لئے معاشی سرگرمیاں ممنوع تھیں۔ جن یہودیوں کا یہاں ذکر ہے وہ غالباً حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں کسی سمندر کے کنارے رہتے تھے، اور مچھلیاں پکڑا کرتے تھے۔ سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنا ان کے لئے ناجائز تھا، مگر شروع میں انہوں نے کچھ حیلے کر کے اس حکم کی خلاف ورزی کرنی چاہی، اور پھر کھلم کھلا مچھلیاں پکڑنی شروع کر دیں۔ کچھ نیک لوگوں نے انہیں سمجھایا، مگر وہ باز نہ آئے۔ بالآخر ان پر عذاب آیا اور ان کی صورتیں مسخ کر کے انہیں بندر بنا دیا گیا۔ یہ واقعہ اگرچہ موجودہ بائبل میں موجود نہیں ہے، لیکن عرب کے

یہودی اس سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔ [۸۰]

کُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ــــ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی صورتیں مسخ کر کے انہیں واقعی بندر بنا دیا گیا۔ ہمارے دور کے بعض لوگ اس قسم کی باتوں پر یقین کرنے کے بجائے قرآن کریم میں تأویلات بلکہ تحریفات کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب ڈارون کسی قطعی دلیل کے بغیر یہ کہے کہ بندر ترقی کر کے انسان بن گیا تھا تو اُسے ماننے میں انہیں تأمل نہیں ہوتا، لیکن جب اللہ تعالیٰ اپنے قطعی کلام میں یہ فرمائیں کہ انسان تنزل کر کے بندر بن گیا تو یہ حضرات شرما کر اُس میں تأویل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ [۸۱]

(۳۷) باب قول اللہ تعالی :

﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوراً﴾ الزبر: الكتب واحدها زبور، زبرت: كتبت.

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلاً يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ﴾ قال مجاهد: سبّحي معه ﴿وَالطَّيْرَ﴾ ﴿وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ﴾ الدروع ﴿وَ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ﴾ المسامير والحق، ولا ترق المسمار فيسلس ولا تعظم فينفصم. ﴿أَفْرِغْ﴾: أنزل. ﴿بَسْطَةً﴾: زيادة وفضلا، ﴿وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ [سبا، ۱۰، ۱۱]

حضرت داؤد علیہ السلام پر فضلِ خداوندی

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلاً ــ حضرت داؤد علیہ السلام خود بھی بہت خوش آواز تھے، اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو بھی اُن کیلئے مسخر کر دیا تھا کہ جب وہ ذکر اور تسبیح میں مشغول ہوں تو پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ تسبیح اور ذکر کرنے لگتے تھے، اور ماحول میں ایک پُر کیف سماں بندھ جاتا تھا۔ پہاڑوں اور پرندوں کو ذکر و تسبیح کی صلاحیت عطا ہونا حضرت داؤد علیہ السلام کا خاص معجزہ تھا۔

حضرت داؤد کو ہدایت

وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ .....الخ ــ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک معجزہ کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوہے کی وہ زرہیں بنانے کی خصوصی مہارت عطا فرمائی تھی جو اُس زمانے میں جنگ کے موقع پر دشمن کے وار سے بچاؤ کے لئے پہنی جاتی تھیں۔ اس صنعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ

---

[۸۰] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ اعراف، آیت: ۱۶۳، ص: ۳۶۱۔

[۸۱] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ اعراف، آیت: ۱۶۶، ص: ۳۶۲۔

خصوصیت عطا فرمادی تھی کہ لوہا اُن کے ہاتھ میں پہنچ کر نرم ہو جاتا تھا، اور وہ اُسے جس طرح چاہتے موڑ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو ہدایت دی تھی کہ زرہ بناؤ تو اندازے سے بناؤ، اس کے حلقے وغیرہ اندازے سے بناؤ۔

آگے اس کی تفسیر کی کہ **"ولاتدق المسمار الخ"** کیل اتنی باریک بھی نہ کرو کہ وہ زنجیر بن جائے، یعنی زرہ اتنی نرم ہو جائے کہ زنجیر کی طرح جہاں چاہو موڑ لو اور نہ کیلیں اتنی موٹی ہوں کہ **فینفصم**، وہ ٹوٹ کر الگ ہو جائیں، مطلب یہ ہے کہ درمیان قسم کی کیلیں استعمال کرو، یعنی زرہ کی کڑیوں میں توازن قائم رکھیں۔ اس میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر کام اور ہر صنعت میں سلیقے اور توازن کا خیال رکھنا پسند ہے۔

افرغ۔ أنزل، بسطة زيادةً وفضلاً۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہاں **"افرغ"** کیوں لائے ہیں، اس کی وجہ معلوم نہیں، اس کا کہیں سے بھی حضرت داؤد علیہ السلام سے تعلق نہیں ہے؟ لیکن شاید امام بخاری رحمہ اللہ اس لئے لائے ہیں کہ طالوت اور جالوت کی لڑائی میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر آیا ہے **وقتل داؤد جالوت،** اصحاب طالوت نے لڑائی میں دعا مانگی تھی **ربنا افرغ علینا صبرا،** اور آگے طالوت کیلئے کہا گیا ہے **بسطة فی العلم والجسم**۔[۸۴]

تو داؤد علیہ السلام کی مناسبت سے ذہن طالوت اور جالوت کی طرف چلا گیا اور پھر جو اصحاب طالوت نے دعا مانگی تھی اس کی طرف ذہن چلا گیا اس لئے **افرغ** اور **بسطة** ذکر کیا۔

۳۴۱۷۔ حدثنا عبد اللہ بن محمد: حدثنا عبد الرزاق: اخبرنا معمر، عن همام، عن ابی هريرة رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ عليه وسلم قال: "خُفف علی داؤد عليه السلام القرآن فكان يأمر بدوابه فتُسرج فيقرأ القرآن قبل ان تسرج دوابه، ولا يأكل الا من عمل يده". رواه موسی بن عقبة، عن صفوان، عن عطاء بن يسار، عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ عليه وسلم. [راجع: ۲۰۷۳]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے (زبور) کی تلاوت بہت آسان کردی گئی تھی، حتیٰ کہ وہ اپنی ساری پرزین کسنے کا حکم دیتے، تو اس پرزین کسی جاتی، تو وہ زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے اور اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔

---

۸۴ افرغ انزل — لم أعرف المراد من هذه الكلمة هنا، واستقريت قصة داؤد فی المواضع التی ذكرت فيها فلم اجدها، وهذه الكلمة التی بعدها فی رواية الكشميهنی وحده. قوله بسطة: زيادة وفضلا، قال أبو عبيدة فی قوله: وزاده بسطة فی العلم والجسم، أی زيادة وفضلا وكثرة، وهذه الكلمة فی قصة طالوت وكأنه ذكرها لما كان آخرها متعلقا بداؤد فلمح بشیء من قصة طالوت، وقد قصها اللہ فی القرآن. فتح الباری، ج: ۶، ص: ۴۶۴.

۳۴۱۸ — حدثنا يحيى بن بكير: حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب: ان سعيد بن المسيب اخبره وابا سلمة بن عبد الرحمن: ان عبد الله بن عمرو رضى الله تعالىٰ عنهما قال: أُخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم انى اقول: والله لاصومن النهار ولأقومن الليل ما عشت، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "انت الذى تقول: والله لاصومن النهار ولاقومن الليل ما عشت؟" قلت: قد قلته، قال: "انک لا تستطيع ذٰلک، فصم وافطر، وقم ونم، وصم من الشهر ثلاثة ايام فان الحسنة بعشر أمثالها، وذٰلک مثل صيام الدهر". فقلت: انى أطيق افضل من ذلک يا رسول اللّٰه، قال: "فصم يوما وافطر يومين". قال: قلت: انى اطيق افضل من ذلک، قال: "فصم يوما وافطر يوما، وذٰلک صيام داؤد وهو أعدل الصيام. قلت: انى اطيق افضل منه يا رسول اللّٰه، قال: "لا افضل من ذٰلک". [راجع: ۱۱۳۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ کو میرے بارے میں یہ بتایا گیا کہ میں نے قسم کھائی ہے، زندگی بھر دن کو روزہ رکھنے کی اور رات کو عبادت کرنے کی۔ حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم ہی کہتے ہو کہ بخدا میں زندگی بھر دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو عبادت کروں گا، تو میں نے عرض کیا، ہاں میں نے ایسا کہا ہے، آپ نے فرمایا: تم میں اس کی طاقت نہیں، لہذا کبھی روزہ رکھو اور کبھی چھوڑ دو اور کبھی رات کو عبادت کرو اور کبھی آرام سے سو جاؤ اور ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو، کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے (تو مہینہ میں تین روزے تیس کے برابر ہوئے) اور یہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن چھوڑ دو، میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھو اور یہ صوم داؤدی ہے، یہ سب سے زیادہ معتدل قسم کا روزہ ہے۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا بس اس سے زیادہ میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

۳۴۱۹ — حدثنا خلاد بن يحيى: حدثنا مسعر: حدثنا حبيب بن ابى ثابت، عن ابى العباس، عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال لى النبى صلى الله عليه وسلم: "الم أُنبأ أنک تقوم الليل وتصوم النهار؟" فقلت: نعم، فقال: "فانک اذا فعلت ذٰلک هجمت العين ونفهت النفس، صم من كل شهر ثلاثة أيام فذٰلک صوم الدهر أو كصوم الدهر". قلت: انى أجدنى ـ قال مسعر: يعنى قوة ـ قال: "فصم صوم داؤد عليه السلام، وكان يصوم يوما ويفطر يوما ولا يفر اذا لاقى". [راجع: ۱۱۳۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ اطلاع صحیح نہیں ملی کہ تم رات بھر نماز پڑھتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں، صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا: ایسا کرو گے تو آنکھیں کمزور ہو جائیں اور جی تھک جائے گا، ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، یہ تمام عمر کے روزے ہو جائیں گے، یا یہ فرمایا کہ میں اپنے میں محسوس کرتا ہوں۔ مسعر نے کہا یعنی قوت۔ تو آپ نے فرمایا: پھر داؤد علیہ السلام کا سا روزہ رکھو، وہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے اور دشمن سے مقابلہ کے وقت کبھی بھاگتے نہ تھے۔

(۳۸) باب: احب الصلاة الى الله صلوٰة داوٗد، واحب الصيام الى الله صيام داوٗد، كان ينام نصف الليل ويقوم ثلثه وينام سدسه، ويصوم يوما ويفطر يوما.

داؤد علیہ السلام کا نماز، روزہ اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہونے کا بیان

داؤد علیہ السلام آدھی رات تک سوتے، تہائی حصہ رات میں عبادت گزارتے اور پھر رات کے چھٹے حصہ میں سو جاتے تھے، اور آپ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھا کرتے تھے۔

قال علي، وهو قول عائشة: ما ألفاه السحر عندي الا نائما.

علی کہتے ہیں اور یہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سحر کے وقت آنحضرت ﷺ میرے پاس ہمیشہ سوئے ہوئے ملے۔

۳۴۲۰ـ حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا سفيان، عن عمرو بن دينار، عن عمرو بن اوس الثقفي: سمع عبد الله بن عمرو قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: "احب الصيام الى الله صيام داود، كان يصوم يوما ويفطر يوما. واحب الصلاة الى الله صلاة داود، كان ينام نصف الليل ويقوم ثلثه وينام سدسه". [راجع: ۱۱۳۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کا روزہ تھا، وہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھا کرتے تھے، اور سب سے پسندیدہ نماز اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کی نماز تھی۔ وہ آدھی رات تک سوتے، تہائی رات عبادت کرتے اور رات کے چھٹے حصہ میں آرام فرماتے۔

(۳۹) باب:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ الى قوله: ﴿وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾: قال

مجاهد: الفهم فی القضاء ﴿وَهَلْ أَتَاکَ نَبَأُ الْخَصْمِ﴾ الی ﴿وَلاَ تُشْطِطْ﴾: لاتسرف ﴿وَاهْدِنَا اِلٰی سَوَاءِ الصِّرَاطِ اِنَّ هٰذَا أَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً﴾ یقال للمراۃ: نعجة، ویقال لها ایضا: شاۃ، ﴿وَلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِیْهَا﴾ مثل: ﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا﴾ ضمها ﴿وَعَزَّنِیْ﴾: غلبنی، صار اعز منی، اعززته جعلته عزیزا ﴿فِی الْخِطَابِ﴾ یقال: المحاورۃ، ﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَکَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِکَ اِلٰی نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ﴾ الشرکاء ﴿لَیَبْغِیْ﴾ الی قوله: ﴿اِنَّمَا فَتَنّٰهُ﴾ قال ابن عباس: اختبرناہ: وقرأ عمر (فَتَّنَّاهُ) بتشدید التاء ﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ﴾ [ص: ۱۷، ۲۴]

آیت کریمہ: وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْأَیْدِ اِنَّهٗ أَوَّابٌ۔ ''اور ہمارے بندہ داؤد کو جو قوت والے تھے یاد کیجئے'' بے شک وہ اللہ کی طرف بہت رجوع ہونے والے تھے۔

وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔ سے مراد فیصلہ میں سمجھ بوجھ ہے۔

لاَ تُشْطِطْ۔ یعنی زیادتی نہ کر۔

وَاهْدِنَا اِلٰی سَوَاءِ الصِّرَاطِ ــ اور ہمیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمایا، یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے "نعجة" ہیں، "نعجة" عورت کو کہا جاتا ہے اور وہ "شاة" (بکری) کے معنی میں بھی آتا ہے، اور میرے پاس ایک "نعجة" (عورت یا بکری) ہے، سو یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھے دیدے۔

وَلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِیْهَا۔ اِكْفِلْنِیْهَا كَفَّلَهَا زَكَرِیَّا کی طرح ایک ہی معنی ہیں، یعنی اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔

وَعَزَّنِیْ۔ یعنی وہ مجھ پر غالب آگیا۔ "اعززته" کے معنی ہیں میں نے اسے غالب کر دیا۔

فِی الْخِطَابِ۔ یعنی گفتگو میں۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَکَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِکَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ۔ بے شک اس نے تیری نعجہ کو اپنی "نعجة" کے ساتھ ملا لینے کی درخواست میں تجھ پر ظلم کیا۔

وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ﴾ الشرکاء ﴿لَیَبْغِیْ﴾ الی قوله اِنَّمَا فَتَنّٰهُ۔ اور اکثر شرکاء باہم ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں۔

قال ابن عباس: اختبرناہ: وقرأ عمر (فَتَّنَّاهُ)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "فَتَنّٰهُ" کے معنی ہیں ہم نے انہیں آزمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "فَتَّنَّاهُ" بتشدید تا پڑھا ہے "پس انہوں نے اپنے پروردگار سے استغفار کیا اور سجدہ میں گر پڑے اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

۳۴۲۱ ــ حدثنا محمد: حدثنا سهل بن یوسف قال: سمعت العوام، عن مجاهد

قال: قلت لابن عباس: انسجد فی ص؟ فقرا ﴿ومن ذريته داود وسليمان﴾ حتى اتى ﴿فبهداهم اقتده﴾ فقال: نبيكم صلى الله عليه وسلم ممن امر ان يقتدى بهم. [أنظر: ۴۶۳۲، ۴۸۰۶، ۴۸۰۷] ۸۵

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کیا میں سورۂ ص میں سجدہ کروں؟ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی "ومن ذريته داؤد وسليمان الى فبهداهم اقتده" پھر فرمایا: تمہارے پیغمبران لوگوں میں سے ہیں جنہیں اگلے انبیاء کی پیروی کا حکم ہوا (اور سورہ ص میں داؤد کا سجدہ کرنا مذکور ہے، لہٰذا ان کی اقتداء میں سجدہ کرنا چاہیے)

۳۴۲۲ــــ حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا وهيب: حدثنا ايوب، عن عكرمة، عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: ليس ص من عزائم السجود، ورايت النبى صلى الله عليه وسلم يسجد فيها. [راجع: ۱۰۶۹]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سورۂ ص کا سجدہ ضروری نہیں ہے، اور میں نے رسالت مآب ﷺ کو اس سورت میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۴۰) باب قول الله تعالى:

﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ [ص: ۳۰]

باب قول الراجع المنيب وقوله: ﴿هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي﴾ [ص: ۳۵] وقوله: ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ﴾ [البقرة: ۱۰۲] ﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ، وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾: اذبنا له عين الحديد ﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ. يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِيبَ﴾ قال مجاهد: بنيان مادون القصور ﴿وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ﴾ كالحياض للابل. وقال ابن عباس: كالجوبة من الارض ﴿وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾. ﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ﴾: الارضة، ﴿تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ﴾: عصاه، ﴿فَلَمَّا خَرَّ﴾ الى

۸۵ وفی سنن الترمذی، کتاب الجمعة عن رسول الله، باب ماجاء فی السجدة فی ص، رقم: ۵۲۶، وسنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب سجود القرآن السجود فی ص، رقم: ۹۴۸، وسنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب السجود فی ص، رقم: ۱۲۰۰، ومسند احمد، ومن مسند بنی هاشم، باب بداية مسند عبدالله بن العباس، رقم: ۲۳۹۰، ۳۲۱۴، ۳۲۵۹، وسنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب السجود فی ص، رقم: ۱۴۳۱.

قوله: ﴿فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ﴾. ﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ﴾، يمسح أعراف الخيل وعراقيبها. ﴿الْأَصْفَادِ﴾: الوثاق. قال مجاهد: ﴿الصَّافِنَاتُ﴾: صفن الفرس، رفع احدى رجيه حتى يكون على طرف الحافر. ﴿الْجِيَادُ﴾: السراع. ﴿جَسَدًا﴾: شيطانا. ﴿رُخَاءً﴾: طيبة. ﴿حَيْثُ أَصَابَ﴾: حيث شاء. ﴿فَامْنُنْ﴾: اعط. ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾: بغير حرج.

یہاں امام بخاریؒ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم میں جو مختلف آیات آئی ہیں ان کو ذکر کرنے کے بعد بعض کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مسحاً بالسوق والاعناق کی پہلی تفسیر

آیت کریمہ **ردوها علی فطفق مسحا بالسوق والاعناق** کی دو تفسیریں ہیں۔

مشہور تفسیر یہ ہے کہ **احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ردوها علی فطفق مسحابالسوق والاعناق**، حضرت سلیمان علیہ السلام کو گھوڑے پیش کئے گئے تھے ان میں مشغول ہونے کی وجہ سے سورج غروب ہوگیا اور نماز کی وقت نکل گیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سوچ کر کہ یہ گھوڑے نماز کی قضاء کا سبب بنے ہیں اس لئے ان سب کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ دیں۔ **فقال احببت حب الخیر عن ذکر ربی**، میں ان گھوڑوں کی محبت میں مبتلا ہوگیا اور پروردگار کے ذکر سے غافل ہوگیا **حتی توارت با الحجاب**، **توارت** کی ضمیر شمس کی طرف راجع ہے یہاں تک کہ سورج پردہ میں چھپ گیا یعنی غروب ہوگیا، **ردوها علی**، پھر کہا ان گھوڑوں کو واپس لاؤ **فطفق مسحا بالسوق والا عناق**. ان کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ دیں، **"السوق" ساق** کی جمع ہے، اس کے معنی پنڈلیاں ہیں، یہ معروف تفسیر ہے۔

دوسری تفسیر

امام بخاریؒ نے یہاں اس تفسیر کو نہیں اختیار فرمایا بلکہ دوسری تفسیر اختیار کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سورج چھپ گیا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ **انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی**، جب یہ جہاد کے گھوڑے آئے، ان کا معائنہ کرنے کے بعد چلے گئے۔ **توارت** کی ضمیر **خیر** کی طرف راجع ہے یعنی یہ گھوڑے حجاب میں چلے گئے تو پھر فرمایا **انی احببت حب الخیرعن ذکر ربی**، مجھے ان سے محبت پروردگار کے ذکر کے سبب ہے، **عن** **سببیه** ہے کیونکہ یہ جہاد کے اندر کام آنے والی چیزیں ہیں۔

پھر فرمایا کہ دوبارہ لاؤ اور محبت سے ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ امام بخاریؒ نے یہ تفسیر

اختیار کی ہے **بمسح اعراف الخیل و عراقیبها**، ویسے ہی محبت میں ہاتھ پھیرنے لگے، قتل کرنا مراد نہیں ہے۔

والقینا علی کرسیه جسدا کی تفسیر

آگے **جسدا** کی تفسیر کی ہے اور یہ اہم مسئلہ ہے اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمایا گیا ہے **والقینا علی کرسیه جسدا ثم اناب.**

اس کی ایک مشہور تفسیر یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا راز ایک انگوٹھی میں تھا، جب تک وہ انگوٹھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس رہتی تو ان کو بادشاہت حاصل رہتی اور جب وہ انگوٹھی زائل ہو جاتی تو بادشاہت ختم ہو جاتی۔ ایک شیطان نے وہ انگوٹھی چرالی جس کے نتیجے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی مملکت سلب ہوگئی اور کچھ عرصہ تک وہ شیطان ان کی کرسی پر آکر بیٹھ گیا، تو **جسدا** سے وہ شیطان مراد ہے جو قابض رہا۔

لیکن جس روایت میں یہ تفسیر آئی ہے وہ کمزور روایت ہے اور سند کے اعتبار سے اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے یہاں **جسدًا** کی تفسیر **شیطاناً** سے کی ہے، یہ تفسیر اس لحاظ سے نہیں ہے کہ وہ اس روایت کو ترجیح دے رہے ہیں یا اس روایت کی توثیق کر رہے ہیں بلکہ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ امام بخاریؒ عام طور پر الفاظ کی تشریح میں ابوعبیدہ، معمر اور ابن مثنی کی تشریحات کو لیتے ہیں، تو ایسا لگتا ہے کہ وہاں سے جوں کی توں اٹھا کر نقل کر دی، روایت کی تحقیق مقصود نہیں۔ ورنہ یہ روایت امام بخاریؒ کی شرط پر کسی طرح بھی پوری نہیں اترتی، جس طرح امام بخاریؒ کی شرائط پر پوری نہیں اترتی اسی طرح عام محدثین کی شرائط پر بھی پوری نہیں اترتی لہٰذا اس تفسیر پر اس وقت وضاحت کرنا درست نہیں۔

دوسری تفسیر

اس آیت کی ایک دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اس سے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو امام بخاریؒ نے آگے روایت کیا ہے اور پیچھے بھی کئی جگہ گزر چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی تھی کہ میں آج اپنی ساری بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ان میں سے ہر ایک کے ہاں ایک مجاہد پیدا ہوگا جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرے گا، لیکن ان شاء اللہ کہنا بھول گئے، چنانچہ کسی کے ہاں بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی، البتہ صرف ایک نامکمل بچہ پیدا ہوا، گویا یہ اس بات پر تنبیہ تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ کیوں نہیں کہا۔

کسی موقع پر کسی نے اس بچہ کو لا کر کرسی پر رکھ دیا تو اس آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ **والقینا علی کرسیه جسدًا ثم اناب.**

اس بارے میں حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ یہ واقعہ سند کے اعتبار سے صحیح ہے اور خود امام بخاریؒ نے اس کو موصولا

روایت کیا ہے لیکن اس واقعہ کو اس آیت کی تفسیر کہنا متعین نہیں، کیونکہ واقعہ میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس کی بناء پر یہ کہا جا سکے کہ یہ اس آیت کی تفسیر ہے یا **القینا علیٰ کرسیہ جسدًا** سے قرآن کا مقصود یہ ہے۔

اس لئے محقق مفسر جیسے حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ نے اس بارے میں یہ بات کہی ہے کہ اس کو تفسیر کہنا درست نہیں، یاد رہے کہ یہ سب واقعات بنی اسرائیل کے بیان کردہ ہیں۔ ف۱

اور بظاہر امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان بھی یہی ہے کیونکہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ امام بخاریؒ اس روایت کو سورہ ص کی تفسیر میں نہیں لائے بلکہ یہاں کتاب الانبیاء میں لے کر آئے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو سورہ ص کی تفسیر نہیں سمجھتے۔

یہ ایک اور واقعہ ہے جس کی تفصیل نہ قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے، نہ کسی مستند حدیث سے اس آیت کی تفسیر کے طور پر کوئی واقعہ ثابت ہوتا ہے۔ جو روایتیں اس آیت کی تفسیر میں بیان کی گئی ہیں، وہ یا تو انتہائی کمزور اور لغو ہیں، یا اُن کا اس آیت کی تفسیر ہونا ثابت نہیں، لہٰذا سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ جس بات کو خود قرآن کریم نے مبہم چھوڑا ہے، اُسے مبہم ہی رہنے دیا جائے۔ واقعے کا حوالہ دینے کا جو مقصد ہے، وہ تفصیلات جانے بغیر بھی پورا ہو جاتا ہے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کوئی آزمائش فرمائی تھی جس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے رُجوع فرمایا۔ ف۲

واقعہ سلیمانؑ اور مولانا مودودی مرحوم صاحب

جہاں تک حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ کا تعلق ہے تو وہ صحیح سند سے ثابت ہے۔

مولانا مودودی صاحب مرحوم نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے کہ حدیث کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات اس طرح نہیں فرمائی، اس لئے اس واقعہ کو درست ماننا ممکن نہیں، ایک تو اس وجہ سے کہ روایات میں تضاد ہے کہیں ذکر ہے کہ نوے بیویاں تھیں، کہیں ننانوے کا ذکر ہے کہیں ایک سو اور کہیں صرف ساٹھ کا ذکر ہے، اس تعارض کی موجودگی میں اس حدیث کو درست نہیں مانا جا سکتا۔

اس کے بعد کہتے ہیں کہ اگر ساٹھ عورتیں بھی مانی جائیں تو طویل ترین جاڑے کی رات میں بھی آدمی ایک رات میں ساٹھ عورتوں سے جماع نہیں کر سکتا، اس لئے یہ روایت درست نہیں۔ ف۳

اب باوجودیکہ اس کے رجال ثقہ ہیں، سند صحیح ہے پھر بھی کہتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے

ف۱ تفسیر ابن کثیر، ج:۴، ص:۶۳

ف۲ توضیح القرآن، آسان ترجمہ قرآن، سورۃ ص، آیت:۳۴، ص:۹۶۵۔

ف۳ تفہیم القرآن، ج:۴، ص:۳۳۸

ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمائے ہوں گے۔ اب یہ عجیب قصہ ہے کہ چودہ سو سال تک تو بے چارے الفاظ کی پکار کسی نے نہیں سنی اور سنی تو مولانا مودودی صاحب نے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ کہنا کہ خواتین کے عدد میں تعارض ہے تو اس تعارض کا حل واضح ہے، ایسا لگتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر تکثیر کیلئے کوئی لفظ استعمال فرمایا جس میں راویوں کے تفرد سے تغیر آ گیا، کسی نے سو کہہ دیا کسی نے ستر، کسی نے ساٹھ وغیرہ، اس سے اصل حدیث پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

پہلے بھی یہ بات عرض کی ہے بعض اوقات حدیث صحیح کے اندر راوی کو وہم ہوسکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ راوی جب کسی بات کو روایت کرتے ہیں تو مرکزی مفہوم کا تو تحفظ کرتے ہیں لیکن جزوی تفصیلات کو محفوظ رکھنے کا اتنا اہتمام نہیں کیا جاتا، اس واسطے عدد کا تعین محفوظ نہیں رہ سکا، ہم پوری طرح کسی خاص عدد کو متعین نہیں کر سکتے، بس تکثیر کیلئے کوئی لفظ استعمال ہوا تھا جو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ لہٰذا اس عدد کی بنیاد پر حساب کتاب لگانا درست نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ حساب کتاب لگائیں کہ ایک رات میں کس طرح ساٹھ عورتوں سے جماع ہوسکتا ہے تو پھر تو کسی نبی کا کوئی معجزہ ثابت ہی نہیں ہوسکتا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ ان کیلئے جتنی دیر میں دابہ پر زین تیار کی جاتی تھی تن دیر میں وہ پوری زبور پڑھ لیتے تھے تو اس کا بھی حساب وکتاب لگالیجئے۔

اسی طرح واقعہ معراج ہے کہ کوئی حساب کتاب لگائے کہ سورج کتنا دور ہے، چاند کتنا دور ہے وہاں سے آسمان اور پھر ساتوں آسمان کتنے دور ہیں، اگر یہ حساب لگائیں تو معراج ثابت ہی نہیں ہوسکتی۔

تو یہ سب باتیں بطور معجزہ ہوتی ہیں ان کو عام حساب کتاب پر قیاس کر کے صحیح حدیث کا انکار کرنا بڑی جرأت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں، اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

حدیث معلول کی وضاحت

میں نے آپ کو معلول حدیث کے بارے میں بتایا تھا کہ جن محدثین کو اللہ تعالیٰ نے سند اور متن کے بارے میں خصوصی مہارت عطا فرمائی ہوتی ہے وہ بعض اوقات متن یا سند کی وجہ سے کسی حدیث کو معلول قرار دیتے ہیں، لیکن یہ ہر ہمہ شما کا کام نہیں کہ آج میں کھڑا ہو جاؤں اور معلول کہہ کر حدیث کو غلط کہہ دوں، اگر ہر ایک کو یہ چھٹی دے دی جائے کہ وہ باوجود سند صحیح ہونے کے جیسے چاہے حدیث کو معلول قرار دیدے تو اس سے سارے دین کی بنیاد ہل جائے گی، ہر آدمی کہے گا کہ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ کیسے ہوگیا، لہٰذا اس کا انکار کردو، تو ایسی بات نہیں ہے۔

۳۴۲۳ ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا محمد بن جعفر: حدثنا شعبة، عن محمد

ابن زیاد عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "ان عفریتا من الجن تفلّت علیّ البارحة لیقطع علیّ صلاتی فامکننی اللہ منہ فاخذتہ فاردت ان اربطہ علی ساریة من سواری المسجد حتی تنظروا الیہ کلکم، فذکرت دعوة اخی سلیمان ﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکاً لَّا یَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ﴾ فرددتہ خاسئا. [راجع: ۴۶۱]

عفریت: متمرد من انس او جان مثل زبنیة جماعتہ زبانیة.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ ایک سرکش جن یکا یک رات میرے پاس آیا تا کہ میری نماز توڑ ڈالے، پس اللہ نے مجھے اس پر قدرت دی، میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے سوچا کہ اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں، تا کہ (صبح کو) تم سب لوگ اسے دیکھو، پس مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آئی کہ: "اے میرے پروردگار! مجھے ایسی حکومت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کو نہ ملے تو میں نے اسے نامراد ناکام واپس کر دیا، عفریت کے معنی سرکش چاہے انسان ہو یا جن (بعض قراءتوں میں عفریۃ ہے) اس کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر یہ عفریۃ ہو تو زبنیعہ کی طرح ہوگا جس کی جمع زبانیہ آتی ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکاً لَّا یَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ۔ (ص، آیت: ۳۵) [1]

میرے پروردگار! میری بخشش فرما دے، اور مجھے ایسی سلطنت بخش دے جو میرے بعد کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہواؤں اور جنات اور پرندوں پر جو سلطنت حاصل ہوئی، وہ بعد میں کسی کو نہ ہو سکی۔

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تو پوری دنیا پر تھی پھر وہ جہاد کس سے کرتے تھے؟

جواب: پوری دنیا پر حکومت بعد میں ہوئی ہے پہلے بہت جہاد کئے ہیں جن میں سے ایک جہاد کا واقعہ سورہ نمل میں بھی موجود ہے۔

۳۴۲۴ — حدثنا خالد بن مخلد: حدثنا مغیرة بن عبد الرحمن، عن ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی ہریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "قال سلیمان بن داؤد: لاطوفن اللیلة علی سبعین امراة تحمل کل امراة فارسا یجاهد فی سبیل اللہ، فقال لہ صاحبہ: ان شاء اللہ، فلم یقل ولم تحمل شیئا الا واحدا ساقطا أحدَ شقیہ". فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "لو قالها لجاهدوا فی سبیل اللہ".

[1] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ ص، آیت: ۳۵، ص: ۹۶۵۔

قال شعيب وابن ابى الزناد: "تسعين" وهو أصح. [86]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی کہ میں آج رات ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا، ہر عورت کو ایک شہسوار اور مجاہد فی سبیل اللہ کا حمل رہ جائے گا۔ ان کے ایک مصاحب نے کہا کہ ان شاء اللہ کہیے، مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے نہ کہا۔ سو کوئی عورت حاملہ نہیں ہوئی سوائے ایک کے، مگر اس کے بھی بچہ ایسا پیدا ہوا جس کی ایک جانب گری ہوئی تھی، سید الکونین ﷺ نے فرمایا: اگر وہ ان شاء اللہ کہہ دیتے تو سب بچے پیدا ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے، شعیب اور ابن ابو الزناد نے نوے عورتوں کی روایت کی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

۳۴۲۵ ــ حدثنا عمر بن حفص: حدثنا ابى: حدثنا الاعمش: حدثنا ابراهيم التيمى، عن ابيه، عن ابى ذر رضى الله عنه قال: قلت: يا رسول الله، اى مسجد وضع اول؟ قال: "المسجد الحرام"، قلت: ثم اى؟ قال: "ثم المسجد الاقصى"، قلت: كم كان بينهما؟ قال: "اربعون"، ثم قال: "حيثما ادركتك الصلاة فصل والارض لك مسجد". [راجع: ۳۳۶۶]

ترجمہ: ابراہیم تیمی، ان کے والد حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد حرام۔ میں نے کہا پھر کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ میں نے کہا: ان دونوں میں کتنی مدت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال، پھر فرمایا: جہاں بھی کہیں نماز کا وقت آجائے، نماز پڑھ لو، کیونکہ تمام زمین تمہارے لئے سجدہ گاہ (بنادی گئی) ہے۔

۳۴۲۶ - حدثنا أبو اليمان: أخبرنا شعيب حدثنا أبو الزناد عن عبدالرحمن حدثه أنه سمع أبا هريرة رضي الله عنه أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "مثلي ومثل الناس كمثل رجل استوقد نارا فجعل الفراش وهذه الدواب تقع في النار".

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری مثال اور لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی **فجعل الفراش وهذه الدواب تقع في النار** "فراش" کی جمع ہے یعنی پروانے اور جانور آگ میں آ گر گرتے ہیں۔

---

[86] وفى صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب الاستثناء، رقم: ۳۱۲۳، وسنن الترمذى، كتاب النذور والايمان عن رسول الله، باب ماجاء فى الاستثناء فى اليمن، رقم: ۱۴۵۲، وسنن النسائى، كتاب الأيمان والنذور، باب اذا حلف فقال له: ان شاء الله هل له استثناء، رقم: ۳۷۷۱، ومسند احمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى هريرة، رقم: ۶۸۴۰، ۷۳۹۰، ۱۰۱۷۵.

دوسری روایت میں اس کی تفصیل آئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح پروانے آگ میں گرتے ہیں اسی طرح لوگ گناہ کر کے اپنے آپ کو آگ میں گرار ہے ہیں، پروانے ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں کہ آگ کے اندر جا کر گرنا شروع ہوجاتے ہیں اسی طرح تم بھی ناقبت اندیشی میں گناہ کر کے اپنے آپ کو آگ میں گرار ہے ہواور میں تمہارے دامن پکڑ پکڑ کر تمہیں آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ف

۳۴۲۷ ـ وقال: "كانت امرا تان معهما ابناهما جاء الذئب فذهب بابن احداهما فقالت صاحبتها: انما ذهب بابنک، وقالت الاخرى: انما ذهب بابنک، فتحاكمتا الى داود فقضى به للكبرى، فخرجتا على سليمان بن داؤد عليهما السلام فأخبرتاه فقال: ائتوني بالسكين أشقه بينهما، فقالت الصغرى: لاتفعل يرحمک الله، هو ابنها، فقضى به للصغرى". قال أبو هريرة: والله ان سمعت بالسكين الا يومئذ وما كنا نقول الا: المُدية.

[انظر: ۶۷۶۹] ۸۷

اس حدیث کا ماقبل سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ایک مستقل واقعہ ہے کہ دوعورتیں تھیں جن کے پاس دو بیٹے تھے، بھیڑیا آیا اوران میں سے ایک کو اٹھا کر لے گیا، ان میں سے ایک نے دوسری سے کہا جس کو بھیڑیا لے گیا ہے وہ تمہارا بیٹا تھا اور جو بچ گیا ہے وہ میرا ہے۔ دوسری نے کہا "**انما ذهب بابنک**" بھیڑیا تمہارا بیٹا لے گیا ہے، یہ جو موجود ہے وہ میرا ہے، **فتحاكما الى داؤد** دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مسئلہ لے کر گئیں، **فقضىٰ به لكبرىٰ**، انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

بعض لوگوں نے کہا کہ انہوں نے قیافہ کی بنیاد پر فیصلہ کیا جوان کی شریعت میں جائز ہوتا ہوگا۔

فخرجتاه علىٰ سليمان بن داؤد، بعد میں یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اوران کو یہ واقعہ بتلایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا چھری لاؤ، میں ابھی اس کو دو ٹکڑے کر دیتا ہوں آدھا آدھا دونوں لے لو۔

فقالت الصغرىٰ: لاتفعل يرحمک الله، هو ابنها، چھوٹی نے کہا، خدا کیلئے ایسا نہ کریں، لڑکا اسی یعنی بڑی کا ہے۔ **فقضىٰ به للصغرىٰ،** انہوں نے چھوٹی کیلئے فیصلہ کر دیا، کیونکہ ماں ہی بچے کو ہلاکت سے بچانے

ف مطابقته للترجمة من حيث ان فيه منع النبي ﷺ اياهم عن الاتيان بالمعاصي التي تؤديهم الى الدخول في النار. عمدة القاري، ج: ۱۵، ص: ۵۵۸.

۸۷ وفي صحيح مسلم، كتاب الاقضية، باب بيان اختلاف المجتهدين، رقم: ۳۲۴۵، وكتاب الفضائل، باب شفقته على أمته ومبالغته في تحذيرهم فما يضرهم، رقم: ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، وسنن النسائي، كتاب آداب القضاة، باب حكم الحاكم بعلمه، رقم: ۵۳۰۷، ۵۳۰۸، ۵۳۰۹، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۰۲۰، ۷۷۶۸، ۷۹۳۱، ۸۱۲۴، ۱۰۵۴۰.

کیلئے یہ کرسکتی ہے کہ اس سے دستبردار ہو جائے۔

وما کنا نقول الا: المدیة۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سکین کا لفظ میں نے اسی وقت سنا، ورنہ ہمارے علاقے میں چھری کو "مدیہ" کہتے تھے۔

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ کیوں منسوخ کیا؟ کیا ان کو اس کا اختیار تھا؟ قرآن کریم میں بھی ایک دوسرے فیصلہ کے بارے میں ہے **اذ نفشت فیہ غنم القوم........ ففھمناھا سلیمٰن،** یہاں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کیا۔

جواب: حقیقت حال کیا تھی؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی شریعت میں یہ بات تھی کہ ایک قاضی کے فیصلہ کو دوسرا قاضی منسوخ کرسکتا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کا اختیار حاصل تھا۔ اور یہ توجیہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ قضاءً تھا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا صلحاً۔ نہ

(۴۱) بابُ قولِ اللہ تعالیٰ:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ﴾ الی قولہ: ﴿عَظِيمٌ﴾ [لقمان: ۱۲، ۱۳] ﴿وَلَا تُصَعِّرْ﴾: الاعراض بالوجہ.

۳۴۲۸ ـ حدثنا ابو الولید: حدثنا شعبۃ، عن الاعمش، عن ابراھیم، عن علقمۃ، عن عبد اللہ قال: لما نزلت ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ [الأنعام: ۸۲] قال اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اینا لم یلبس ایمانہ بظلم، فنزلت ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [لقمان: ۱۳]. [راجع: ۳۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہ کی"، نازل ہوئی تو سرکار دو عالم ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا کہ ہم میں سے کون ایسا ہے کہ جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی؟ تو یہ آیت نازل ہوئی: "اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔

۳۴۲۹ ـ حدثنی اسحاق: اخبرنا عیسی بن یونس: حدثنا الاعمش، عن ابراھیم، عن علقمۃ، عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: لما نزلت ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ

نہ قلت: ان کان حکمھما بالوحی فحکم سلیمان ناسخ لحکم داؤد، وان کان بالاجتھاد فاجتھادہ کان اقوی لأنہ بالحیلۃ اللطیفۃ اظھر ما فی نفس الأم، وقال الواقدی: انما کان بینھما علی سبیل المشاورۃ، فوضح لداؤد صحۃ رأی سلیمان فأمضاہ. ذکرہ العینی فی العمدۃ، ج: ۱۱، ص: ۱۷۲.

بِظُلْمٍ﴾ شق ذلک علی المسلمین فقالوا: یا رسول اللّٰہ! اینا لا یظلم نفسه؟ قال: "لیس ذلک انما هو الشرک، الم تسمعوا ما قال لقمان لابنه وهو یعظه ﴿لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾. [راجع: ۳۲]

لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ "ظلم" کے معنی یہ ہیں کسی کا حق چھین کر دوسرے کو دے دیا جائے۔ شرک اس لحاظ سے واضح طور پر بہت بڑا ظلم ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا خالص حق ہے، شرک کرنے والے اللہ تعالیٰ کا یہ حق اُس کو اَدا کرنے کے بجائے خود اُسی کے بندوں اور اُسی کی مخلوقات کو دیتے ہیں۔

(۴۲) بابٌ:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ﴾ [یس: ۱۳] الآیة. ﴿فَعَزَّزْنَا﴾ قال مجاهد: شددنا. وقال ابن عباس ﴿طَائِرُكُمْ﴾: مصائبکم.

ترجمہ: اور ان کے سامنے بستی والوں کی مثال بیان کیجئے جب ان کے پاس پیغمبر پہنچے، مجاہد فرماتے ہیں کہ "فعززنا" کے معنی ہیں، ہم نے مضبوط کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "طائرکم" یعنی تمہاری مصیبتیں۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ۔ قرآن کریم نے نہ اس بستی کا نام ذکر فرمایا ہے، اور نہ ان رسولوں کا جو اس بستی میں بھیجے گئے تھے۔ بعض روایات میں کہا گیا ہے کہ یہ بستی شام کا مشہور شہر انطاکیہ تھی، لیکن نہ تو یہ روایتیں مضبوط ہیں، اور نہ تاریخی قرائن سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ف

(۴۳) باب قولِ اللّٰہ تعالیٰ:

﴿ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا﴾ الی قوله: ﴿لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ [مریم: ۳-۷].

ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا۔ "آپ کے رب کی مہربانی کا ذکر اس کے بندے زکریا پر جب انہوں نے اپنے رب کو چپکے سے پکارا، انہوں نے کہا اے رب! میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور میرے سر میں بڑھاپا چمکنے لگا۔

قال ابن عباس: مثلا، یقال ﴿رَضِيًّا﴾: مرضیا، ﴿عِتِيًّا﴾: عصیا، یعتو ﴿قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا﴾ الی قوله: ﴿ثَلَاثَ

ف توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ یٰسین، آیت: ۱۳، ص: ۹۳۳، حاشیہ: ۵۔

لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ ويقال: صحيحا ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحٰى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا﴾ فاوحى: فاشار ﴿يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ﴾ الى قوله: ﴿وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ [مريم: ۲-۱۵] ﴿حَفِيًّا﴾ [مريم: ۴۷]: لطيفا. عاقرا: الذكر والانثى سواء.

قال ابن عباس: مثلا ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا: "سميا" کے معنی ہیں مثل۔

رضیا ۔ پسندیدہ۔ عتیا ۔ یعنی نافرمان۔ عتا یعتو اس کا باب ہے۔

قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ ...... الخ ۔ زکریا نے کہا اے میرے رب میرے لڑکا کیونکر ہوسکتا ہے، جبکہ میری بیوی بانجھ ہے، اور میں بڑھاپے سے اس حال کو پہنچ گیا ہوں کہ میرا جسم سوکھ چکا ہے۔ (یہ تعجب کا اظہار درحقیقت فرطِ مسرت میں اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر شکر ادا کرنے کا ایک اُسلوب تھا)۔

سویا ۔ کے معنی صحیح۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ ...... الخ ۔ پھر زکریا اپنی قوم کے پاس اپنے عبادت خانے سے نکل کر آئے اور ان سے اشارہ سے کہا کہ اپنے پروردگار کی پاکی صبح و شام بیان کرو۔

اوحی ۔ یعنی اشارہ کیا۔

يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۔ اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑلو۔

حفیا ۔ یعنی لطیف و مہربان۔

عاقر ۔ میں مذکر و مؤنث برابر ہیں۔

۳۴۳۰ ۔ حدثنا هدبة بن خالد: حدثنا همام بن يحيى: حدثنا قتادة، عن انس بن مالك، عن مالك بن صعصعة: ان نبى الله صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة أسرى "ثم صعد حتى اتى السماء الثانية فاستفتح، قيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، فلما خلصت فاذا يحيى وعيسى وهما ابنا خالة. قال: هذا يحيى وعيسى فسلم عليهما، فسلمت فردا ثم قالا: مرحبا بالاخ الصالح والنبى الصالح". [راجع: ۳۲۰۷]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک، حضرت مالک بن صعصعہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نے شب معراج کی کیفیت صحابہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبرائیل اُوپر لے چلے حتی کہ دوسرے آسمان پر پہنچے، اسے کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبریل۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا گیا: انہیں بلالیا گیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! پس جب وہاں پہنچا تو یحییٰ بن عیسیٰ کو دیکھا اور یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے، جبریل نے کہا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں، انہیں سلام کیجئے تو میں نے سلام کیا، انہوں نے جواب

دے کر کہا: اے برادر! صالح اور نبی صالح مرحبا۔

(۴۴) بابُ قولِ اللہ تعالیٰ:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾ [مریم: ۱۶]

ترجمہ: اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سلام ہے ان پر اُس دن بھی جس روز وہ پیدا ہوئے، اُس دن بھی جس روز انہیں موت آئے گی، اور اُس دن بھی جس روز انہیں زندہ کر کے دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔

﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ﴾ [آل عمران: ۴۵]

ترجمہ: (وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں نے مریم سے کہا تھا کہ: اے مریم! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے ایک کلمے کی (پیدائش) کی خوشخبری دیتا ہے۔

کلمة اللہ — ''اللہ کے کلمے'' سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، جیسا کہ اس سورت کے شروع میں اُوپر واضح کیا گیا ہے انہیں **"کلمة اللہ"** اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ باپ کے بغیر اللہ کے کلمہ **"کُنْ"** سے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام ان سے پہلے پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی تصدیق فرمائی۔

﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ **الی قوله:** ﴿يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [آل عمران: ۳۳-۳۷]

ترجمہ: اللہ نے آدم، نوح، ابراہیم کے خاندان، اور عمران کے خاندان کو چن کر تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی۔

وَآلَ عِمْرَانَ — عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام ہے، اور حضرت مریم علیہا السلا کے والد کا بھی، یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں، چونکہ حضرت مریم علیہا السلام کے واقعہ کا بیان ہو رہا ہے، اس لئے ظاہر یہ ہے کہ یہاں حضرت مریم علیہا السلام ہی کے والد مراد ہیں۔

قال ابن عباس: ﴿وَآلَ عِمْرَانَ﴾: المؤمنون من آل ابراهيم وآل عمران وآل ياسين وآل محمد صلى الله عليه وسلم يقول: ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ﴾ [آل عمران: ۶۸] وهم المؤمنون، ويقال: آل يعقوب اهل يعقوب فاذا صغروا آل ردوه الى الاصل قالوا: اهيل.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آل عمران سے آل ابراہیم، آلِ عمران، آلِ یاسین اور آلِ محمد ﷺ کے مؤمنین مراد ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تمام لوگوں میں ابراہیم کے سب سے زیادہ قریب ان کے متبعین ہیں، اور وہ مسلمان ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آلِ یعقوب سے اہلِ یعقوب مراد ہیں، جب آل کی تصغیر کر کے اصل کی طرف لے

جائیں تو "اُھَیْل" کہیں گے۔

۳۴۳۱ ـــ حدثنا ابو اليمان: اخبرنا شعيب عن الزهرى قال: حدثنى سعيد بن المسيب قال: قال ابوهريرة رضى الله عنه: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "ما من بنى آدم مولود الا يمسه الشيطان حين يولد فيستهل صارخا من مس الشيطان. غير مريم وابنها". ثم يقول ابوهريرة ﴿وانى اعيذها بک وذريتها من الشيطان الرجيم﴾ [آل عمران: ۳۶]. [راجع: ۳۲۸۶]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی آدم میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے، پس وہ چیخ کر آواز بلند کرتا ہے، شیطان کے چھونے کی وجہ سے، مگر مریم اور ان کے لڑکے پر شیطان کا یہ اثر نہیں ہوسکا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ مریم کی والدہ کی یہ دعا ہے:

"وانى اعيذها بک وذريتها من الشيطان الرجيم"۔

کہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

(۴۵) باب: ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ﴾ الاية الى قوله ﴿أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾ [آل عمران: ۴۲ ـ ۴۴]

ترجمہ: اور (اب اس وقت کا تذکرہ سنو) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ: اے مریم! بے شک اللہ نے تمہیں چن لیا ہے۔

يقال: يكفل: يضم، كفلها: ضمها، مخففة ليس من كفالة الديون وشبهها.

ترجمہ: کہا جاتا ہے "**يكفل**" یعنی ملاتا ہے۔ "**كفلها**" یعنی اسے ملایا۔ یہ بغیر تشدید کے ہے، اور کفالت دیون سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

آلِ عمران کی فضیلت و مریم کی کفالت

حضرت عمران بیت المقدس کے امام تھے، ان کی اہلیہ کا نام حنّہ تھا۔ ان کے کوئی اولاد نہیں تھی، اس لئے انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر ان کے کوئی اولاد ہوگی تو وہ اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردوں گی۔ جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو حضرت عمران کا انتقال ہوگیا، حضرت حنّہ کے بہنوئی زکریا علیہ السلام تھے، جو حضرت مریم کے خالو ہوئے۔ حضرت مریم کی سرپرستی کا مسئلہ پیدا ہوا تو قرعہ اندازی کے ذریعے اس کا فیصلہ کیا گیا

اورقرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ ۸۸

۳۴۳۲ـــ حدثنی أحمد بن أبی رجاء: حدثنا النضر، عن هشام قال: اخبرنی ابی قال: سمعت عبد اللّٰہ بن جعفر قال: سمعت علیا رضی اللّٰہ عنہ یقول: سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: "خیر نسائها مریم ابنة عمران، وخیر نسائها خدیجة". [أنظر: ۳۸۱۵] ۸۹

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اگلی اُمت میں سب سے بہتر مریم بنت عمران ہیں اور اس اُمت میں سب سے بہتر خدیجہ ہیں۔

(۴۶) باب قول اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ﴾ الی قوله: ﴿كُنْ فَيَكُونُ﴾ [آل عمران: ۴۵۔۴۷]

يَبْشُرُكِ ویُبَشِّرُكِ واحد. ﴿وَجِيهًا﴾: شریفا. وقال ابراهیم: المسیح: الصدیق، وقال مجاهد: الکهل: الحلیم. و﴿الْأَكْمَهَ﴾: من یبصر بالنهار ولا یبصر باللیل. وقال غیره: من یولد اعمی.

۳۴۳۳ـــ حدثنا آدم: حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة قال: سمعت مرة الهمدانی یحدث عن ابی موسی الاشعری رضی اللّٰہ عنہ قال: قال النبی ﷺ: فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام، کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران وآسیة امرأة فرعون. [راجع: ۳۴۱۱]

پہلی امت میں عورتوں میں سب افضل حضرت مریم علیہا السلام تھیں اور حضور ﷺ کی امّت میں حضرت خدیجہؓ سب سے افضل ہیں۔

اس میں دونوں قول ہیں، بعض نے کہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بھی اس استثنیٰ میں داخل ہیں اور آپ ﷺ کو بھی یہ فضیلت حاصل ہے اور اس کو ذکر اس لیئے نہیں کہا کہ متکلم اپنے آپ کو شامل نہیں کرتا۔

اور بعض حضرات نے کہا کہ اگر آپ مستثنیٰ نہ ہوں تب بھی یہ زیادہ سے زیادہ فضیلت جزیہ ہے جو کسی نبی کو حاصل ہوسکتی ہے۔ اور دوسرے انبیاء میں اگر کسی کو فضیلت جزئی حاصل ہو جائے تو یہ آپ ﷺ کی فضیلت کلی کے منافی نہیں، دونوں باتیں صحیح ہیں۔

---

۸۸ توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، صفحہ:۱۳۶۔

۸۹ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل خدیجة أم المؤمنین، رقم: ۴۴۵۸، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ، باب فضل خدیجة، رقم: ۳۸۱۲، ومسند أحمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب ومن مسند علی بن أبی طالب، رقم: ۶۰۵، ۸۹۴، ۱۰۵۴، ۱۱۳۹.

۳۴۳۴ـ وقال ابن وهب: أخبرني يونس، عن ابن شهاب قال: حدثني سعيد بن المسيب: أن أبا هريرة قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "نساء قريش خير نساء ركبن الابل، أحناه على طفل، وأرعاه على زوج، في ذات يده". يقول أبو هريرة على إثر ذلك: ولم تركب مريم بنت عمران بعيرا قط. تابعه ابن أخي الزهري واسحاق الكلبي عن الزهري. [انظر: ۵۰۸۲، ۵۳۶۵] ۹۰

قریش کی عورتیں وہ بہترین عورتیں ہیں جو اونٹ پر سوار ہوتی ہیں **احناه على طفل،** بچے پر ان کی شفقت زیادہ ہوتی ہے۔ **وارعاه على زوج في ذات يده،** اور شوہر کے **ذات اليد** یعنی مال میں زیادہ حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث سنانے کے بعد فرمایا کہ حضرت مریم بنت عمران کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں، یعنی یہ اشکال کا جواب دیا کہ جب قریش کی عورتیں سب سے بہتر ہیں تو حضرت مریم سے بھی بہتر ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضور انور ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جو اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتیں ہیں ان میں قریش کی عورتیں سب سے افضل ہیں اور حضرت مریم علیہا السلام کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔

(۴۷) باب قوله تعالىٰ: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾ الى ﴿وَكِيلًا﴾

قال ابو عبيد: كلمته كن فكان. وقال غيره: ﴿وَرُوحٌ مِّنْهُ﴾ احياه فجعله روحا، ﴿وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ﴾.

۳۴۳۵ـ حدثنا صدقة بن الفضل: حدثنا الوليد، عن الاوزاعي: حدثني عمير بن هانئ قال: حدثني جنادة بن ابي امية، عن عبادة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "من شهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله وان

۹۰ وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل خديجة، أم المؤمنين، رقم: ۴۴۵۹، وسنن الترمذي، كتاب الأطعمة عن رسول الله، باب ماجاء في فضل الثريد، رقم: ۱۷۵۷، وسنن النسائي، كتاب عشرة النساء، باب حب الرجل بعض نسائه أكثر من بعض، رقم: ۳۸۸۵، وسنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة، باب فضل الثريد على الطعام، رقم: ۳۲۷۱، ومسند احمد، كتاب أوّل مسند الكوفيين، باب حديث أبي موسى الأشعري، رقم: ۱۸۸۳۷، ۲۸۷۰۲.

عیسی عبد اللّٰہ ورسولہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ، والجنۃ حق والنار حق ادخلہ اللّٰہ الجنۃ علی ما کان من العمل".

قال الولید: حدثنی ابن جابر، عن عمیر، عن جنادۃ وزاد: "من ابواب الجنۃ الثمانیۃ ایھا شاء". [۹۱، ۹۲]

ترجمہ: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا: جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور رسول ہیں، اور عیسیٰ (علیہ السلام) اس کے بندے اور رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم کو پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک جان ہیں، اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا، جیسے بھی عمل کرتا ہو۔

ولید نے ابن جابر، عمیر، جنادہ کے واسطہ سے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے وہ چاہے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

(۴۸) باب قول اللہ تعالی

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ ﴿فَنَبَذْنَاهُ﴾: القیناہ اعتزلت. [مریم: ۱۶]

ترجمہ: اور اس کتاب میں مریم کا بھی تذکرہ کرو۔ اُس وقت کا تذکرہ جب وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر اُس جگہ چلی گئیں جو مشرق کی طرف واقع تھا۔

إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا۔ علیحدہ جا کر پردہ ڈالنے کی وجہ بعض مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ وہ غسل کرنا چاہتی تھیں، اور بعض نے کہا ہے کہ عبادت کے لئے تنہائی اختیار کرنا مقصود تھا۔ علامہ قرطبی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ [ف]

﴿شرقیا﴾ مما یلی الشرق.

یعنی وہ گوشہ جو مشرق کی طرف تھا۔

﴿فاجاءھا﴾: افعلت من جئت، ویقال: الجاھا اضطرھا.

---

[۹۱] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۹۲] وفی صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعاً، رقم: ۴۱، وسنن الترمذی، کتاب الأیمان عن رسول اللہ، باب ماجاء فیمن یموت وھو یشھد ان من لا الہ الا اللہ، رقم: ۲۵۶۲، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث عبادۃ بن الصامت، رقم: ۲۱۶۲۰، ۲۱۶۵۳، ۲۱۷۰۵.

[ف] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ مریم، حاشیہ: ۹۔

یہ "جئت" کا باب افعال ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی "الجاها" یعنی مجبور و مضطر کر دیا۔

﴿تساقط﴾ تسقط.

"تساقط" یعنی گرائے گی،

﴿قصيا﴾: قاصيا.

"قصيا" یعنی بعید۔

﴿فريا﴾: عظيما.

"فريا" یعنی بڑی بات۔

قال ابن عباس: ﴿نسيا﴾: لم أكن شيئا. وقال غيره: النبي: الحقير، وقال أبو وائل: علمت مريم أن التقي ذو نهيه حين قالت: ﴿ان كنت تقيا﴾.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نسیا" کے معنی ہیں: "میں کچھ نہ ہوتی"۔

دوسرے لوگوں نے کہا کہ "نسی" حقیر کو کہتے ہیں۔

حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ مریم اس بات کو جانتی تھیں کہ متقی ہی عقل مند ہوتا ہے، یعنی بری باتوں سے بچتا ہے، جبھی تو انہوں نے کہا کہ اگر تو پرہیزگار ہے۔

وقال وكيع عن اسرائيل، عن أبي اسحاق، عن البراء: ﴿سريا﴾: نهر صغير بالسريانية.

وکیع، اسرائیل اور ابو اسحاق نے براء سے نقل کیا ہے کہ "سریا" سُریانی زبان میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں۔

۳۴۳۶ ـــ حدثنا مسلم بن ابراهيم: حدثنا جرير بن حازم، عن محمد بن سيرين، عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: "لم يتكلم في المهد الا ثلاثة: عيسى وكان في بني اسرائيل رجل يقال له: جريج، كان يصلي جاء ته أمه فدعته فقال: أجيبها أو أصلي فقالت: اللهم لا تمته حتى تريه وجوه المومسات. وكان جريج في صومعته فتعرضت له امراة فكلمته فأبى فأتت راعيا فأمكنته من نفسها فولدت غلاما فقالت: من جريج، فأتوه فكسروا صومعته وأنزلوه وسبوه فتوضأ وصلى ثم أتى الغلام فقال: من أبوك يا غلام؟ فقال: الراعي، قالوا: نبني صومعتك من ذهب، قال: لا، الا من طين. وكانت امراة ترضع ابنا لها من بني اسرائيل فمر بها رجل راكب ذوشارة فقالت: اللهم اجعل ابني مثله فترك ثديها فأقبل على الراكب، فقال: اللهم لا تجعلني مثله، ثم أقبل على ثديها

یمصه". قال أبو هريرة: كأني أنظر الى النبي ﷺ يمص اصبعه. "ثم مُرّ بأمةٍ فقالت: اللهم لا تجعل ابني مثل هذه، فترك ثديها وقال: اللّهم اجعلني مثلها، فقالت: له ذلک؟ فقال: الراكب جبار من الجبابرة وهذه الأمة يقولون: سرقت، زنيت، ولم تفعل". [راجع: ۱۲۰۶]

تین بچوں کو مہد میں گویائی نصیب ہوئی

تین واقعے ہیں کہ تین بچے ایسے ہیں جو مہد میں بولے ہیں، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دوسرا جریج کا واقعہ ہے جو گزر چکا ہے اور تیسرا واقعہ یہ ہے۔

وكانت امراة ترضع ابنا لها من بنى اسرائيل، بنی اسرائیل میں سے ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی **فمرّبها رجل راكب ذوشارة،** ایک سوار گزرا جو اچھی ہیئت والا اور خوبصورت تھا، یعنی شکل وشباہت بھی اچھی تھی اور لباس بھی اچھا تھا۔ **فقالت:** اس عورت نے دعا کی **اللهم اجعل ابنى مثله** ، اے اللہ! میرا بیٹا ایسا ہی ہو جائے جیسا یہ سوار ہے **فترک ثديها،** بچے نے دودھ پیتے پیتے ثدی کو چھوڑ دیا **فقال: اللهم لاتجعلنى مثله، ثم اقبل علىٰ ثديها يمصه،** پھر دودھ پینا شروع کر دیا۔

قال ابو هريرة: كانى انظر الى النبى ﷺ يمصّ اصبعه، یعنی آپ ﷺ نے انگلی چوس کر بتایا۔

ثم مرّبأمة فقالت: اللهم لا تجعل ابنى مثل هذه، پھر اس کے پاس سے ایک باندی گزری، اس نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو ایسا نہ بنائیے گا۔ **فترک ثديها وقال: اللهم اجعلنى مثلها،** اے اللہ! اس جیسا بنائیے گا۔

فقالت: له ذالک؟ عورت نے کہا، یہ کیا بات ہوئی، کس وجہ سے کہہ رہا ہے کہ اس جیسا بنا دے؟

فقال: الراكب جبارمن الجبارة، اس نے کہا کہ وہ سوار بڑا ظالم قسم کا آدمی ہے **وهذه الامة يقولون: سرقت، زنيت، ولم تفعل،** اور اس باندی پر لوگ اتہام لگاتے تھے کہ تو نے چوری کی ہے، زنا کیا ہے، حالانکہ اس نے ایسا نہیں کیا تھا، نیک عورت تھی، اس لئے کہتا ہوں کہ اس جیسا نیک بن جاؤں اس جیسا ظالم نہ ہوں۔

۳۴۳۷ ـ حدثنى ابراهيم بن موسى: أخبرنا هشام عن معمر. ح وحدثنا محمود: حدثنا عبد الرزاق: أخبرنا معمر، عن الزهرى قال: أخبرنى سعيد بن المسيّب، عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم: "ليلة أسرى بى لقيت موسى ـ قال: فنعته ـ فاذا رجل ـ حسبته قالَ ـ: مضطرب، رجل الرأس كأنه من رجال شنوءة. قال: ولقيت عيسى ـ فنعته النبى صلى الله عليه وسلم فقال ـ: ربعة أحمر كأنما خرج من

دیماس یعنی الحمام. ورأیت ابراهیم وأنا أشبه ولده به، قال: واتیت باناء ین، أحدهما لبن والآخر فیه خمر، فقیل لی: خذ أیهما شئت، فاخذت اللبن فشربته، فقیل لی: هدیت الفطرة أو أصبت الفطرة. اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک". [راجع: ۳۳۹۴] ۹۳

۳۴۳۸ـ حدثنا محمد بن کثیر: اخبرنا إسرائیل: اخبرنا عثمان بن المغیرة، عن مجاهد، عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال: قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: "رأیت عیسی وموسی وابراهیم. فأما عیسی فاحمر جعد عریض الصدر. واما موسی فآدم جسیم سبط کانه من رجال الزط".

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم کو شب معراج میں دیکھا، عیسیٰ تو سُرخ رنگ، پیچیدہ بال اور چوڑ چکلے سینہ کے آدمی تھے، رہے موسیٰ تو گندم گوں اور موٹے تازے، سیدھے بالوں والے آدمی تھے، گویا وہ قبیلہ زط کے آدمی ہیں۔

۳۴۳۹ـــ حدثنا ابراهیم بن المنذر: حدثنا أبو ضمرة: حدثنا موسی، عن نافع، قال عبد اللّٰه: ذکر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یوما بین ظهرانی الناس المسیح الدجال فقال: "ان اللّٰه لیس باعور، ألا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کأن عینه عنبة طافیة". [راجع: ۳۰۵۷]

۳۴۴۰ـــ "وارانی اللیلة عند الکعبة فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما یری من أدم الرجال، تضرب لمته بین منکبیه، رجل الشعر یقطر رأسه ماء، واضعا یدیه علی منکبی رجلین وهو یطوف بالبیت فقلت: من هذا؟ فقالوا: هذا المسیح بن مریم، ثم رأیت رجلا وراءه جعدا قططا أعور العین الیمنی کاشبه من رایت بابن قطن، واضعا یدیه علی منکبی رجل یطوف بالبیت فقلت: من هذا؟ فقالوا: المسیح الدجال". تابعه عبید اللّٰه عن نافع. [أنظر: ۳۴۴۱، ۵۹۰۲، ۶۹۹۹، ۷۰۲۶، ۷۱۲۸] ۹۴

۹۳ اس کی تشریح رقم الحدیث ۳۳۹۴ میں گزر چکی ہے۔

۹۴ وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال، رقم: ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۰، وکتاب الفتن واشراط الساعة، باب ذکر الدجال وصفته وما معه، رقم: ۵۲۱۵، ۵۲۱۸. ومسند احمد، کتاب مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبد اللّٰه بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۵۱۳، ۴۵۷۳، ۴۷۳۶، ۵۲۹۴، ۵۷۶۰، ۵۸۲۶، ۵۹۰۹، ۶۰۳۰، ۶۰۷۵، ۶۰۷۶، ۶۱۳۷.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے مسیح دجال کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، دیکھو! مسیح دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح اُوپر کو نکلی ہوئی ہے۔

اور رات میں نے خواب میں اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا تو ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جیسے تم نے بہترین رنگ کے گندمی آدمی کو دیکھے ہوں گے، ان سے بھی اچھا تھا اس کے بال دونوں شانوں تک سیدھے لٹکتے تھے، اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ دو آدمیوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب دیا کہ مسیح بن مریم ہیں۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک آدمی کو دیکھا جو سخت پیچیدہ بالوں تھا، جو داہنی آنکھ سے کانا تھا جو ابن قطن (کافر) سے بہت زیادہ مشابہ تھا۔ ایک آدمی کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کے گرد گھوم رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

۳۴۴۱ — حدثنا أحمد بن محمد المكي قال: سمعت ابراهيم بن سعد قال: حدثني الزهري، عن سالم، عن ابيه قال: لا والله ما قال النبي صلى الله عليه وسلم لعيسى: احمر، ولكن قال: "بينما انا نائم اطوف بالكعبة فاذا رجل آدم، سبط الشعر يهادى بين رجلين ينطف راسه ماء، او يهراق راسه ماء، فقلت: من هذا؟ قالوا: ابن مريم، فذهبت التفت فاذا رجل احمر جسيم جعد الراس اعور عينه اليمنى، كأن عنبة طافية، قلت: من هذا؟ قالوا: هذا الدجال، واقرب الناس به شبها ابن قطن". قال الزهري: رجل من خزاعة هلك في الجاهلية. [راجع: ۳۴۴۰]

ترجمہ: سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ بخدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ کو سرخ رنگ کا نہیں کہا، لیکن آپ نے یہ فرمایا کہ ایک دن میں خواب میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا، تو دیکھا کہ ایک گندمی رنگ کا سیدھے بالوں والا آدمی دو آدمیوں کے درمیان چل رہا ہے، اپنے سر سے پانی نچوڑ رہا تھا یا اپنے سر سے پانی بہا رہا تھا، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابن مریم ہیں، میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تو دیکھتا ہوں کہ سرخ رنگ کا ایک فربہ آدمی پیچیدہ بالوں والا، داہنی آنکھ سے کانا، اس کی آنکھ پھولے انگور کی طرح تھی، موجود ہے، میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ دجال ہے، اور اس سے سب سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے۔

زہری نے کہا: ابن قطن قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی تھا، جو زمانۂ جاہلیت میں مر گیا تھا۔

۳۴۴۲ — حدثنا ابو اليمان: اخبرنا شعيب، عن الزهري قال: اخبرني ابو سلمة ابن عبد الرحمن: ان ابا هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه

وسلم يقول: "أنا اولى الناس بابن مريم والانبياء اولاد علات، ليس بيني وبينه نبي".
[انظر: ۳۴۴۳] ۹۵

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ابن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں اور تمام انبیاء آپس میں گویا علاتی بھائی ہیں، کہ باپ ایک ماں جدا۔ پس اسی طرح انبیاء دین کے اصول میں متحد اور فروع میں زمانہ کے لحاظ سے مختلف، میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۳۴۴۳ـــ حدثنا محمد بن سنان: حدثنا فليح بن سليمان: حدثنا هلال بن علي، عن عبد الرحمن بن ابي عمرة، عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "انا اولى الناس بعيسى بن مريم في الدنيا والآخرة، والانبياء اخوة لعلات، امهاتهم شتى ودينهم واحد". وقال ابراهيم بن طهمان، عن موسى بن عقبة، عن صفوان بن سليم، عن عطاء بن يسار، عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۳۴۴۲]

"انا اولى الناس بعيسى بن مريم في الدنيا والآخرة، والانبياء اخوة لعلات، امهاتهم شتى ودينهم واحد".

ترجمہ: میں ابن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں اور تمام انبیاء آپس میں گویا علاتی بھائی ہیں کہ باپ ایک ماں جدا، پس اسی طرح انبیاء دین کے اُصول میں متحد اور فروع میں زمانہ کے لحاظ سے مختلف میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۳۴۴۴ـــ وحدثني عبدالله بن محمد: حدثنا عبد الرزاق: أخبرنا معمر، عن همام، عن أبي هريرة رضي الله عنه النبي صلى الله عليه وسلم قال: "رأى عيسى رجلا يسرق فقال له: أسرقت؟ قال: كلا والذي لا اله الا الله، فقال عيسى: آمنت بالله، وكذبت عيني". ۹٦، ۹۷

۹۵ وفي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضائل عيسىٰ، رقم: ۴۳٦۰، ۴۳٦۱، ۴۳٦۲، وسنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في التخيير بين الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، رقم: ۴۰۵۵، ومسند أحمد، كتاب باقي مسند المكثرين، باب باقي المسند السابق، رقم: ۷۹۰۰، ۸۹۰۲، ۹۲۵۹، ۹۵۹۵، ۹۸٦۸، ۱۰۵۵۸.

۹٦ لا يوجد للحديث مكررات.

۹۷ وفي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضائل عيسىٰ، رقم: ۴۳٦٦، وسنن النسائي، كتاب آداب القضاة، باب كيف يستحلف الحاكم، رقم: ۵۳۳۲، وسنن ابن ماجة، كتاب الكفارات، باب من حلف له بالله فليرض، رقم: ۲۰۹۳، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۸۰۷۴، ۸٦۱۵.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے اس کو چوری کرتے ہوئے دیکھا اور پوچھا کہ کیا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا، **کلا والذی لا الٰہ الا ھو** قسم کھا گیا کہ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **آمنت باللّٰہ وکذبت عینی** میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھوں کو جھٹلاتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے نام کی قسم کا اتنا احترام فرمایا اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے کو جھٹلایا کہ کسی مسلمان سے یہ بعید ہے کہ وہ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھائے۔ لہٰذا یہ تأویل کر لی ہوگی کہ اس نے چوری نہیں کی، اپنا حق وصول کیا ہے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے کہ ان کے دل میں اللہ جل جلالہ کی کتنی عظمت تھی۔

۳۴۴۵ ـ حدثنا الحمیدی: حدثنا سفیان قال: سمعت الزھری یقول: اخبرنی عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ، عن ابن عباس: سمع عمر رضی اللّٰہ عنہ یقول علی المنبر: سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: "لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا: عبد اللّٰہ ورسولہ". [راجع: ۲۴۶۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اتنا نہ بڑھاؤ جتنا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا ہے، میں تو محض اللہ کا بندہ ہوں، تو تم بھی یہی کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

۳۴۴۶ ـ حدثنا محمد بن مقاتل: اخبرنا عبد اللّٰہ: اخبرنا صالح بن حی ان رجلا من اھل خراسان قال للشعبی، فقال الشعبی: اخبرنی ابو بردۃ، عن ابی موسی الاشعری رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "اذا ادب الرجل امتہ فاحسن تادیبھا، وعلمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا فتزوجھا کان لہ اجران. واذا آمن بعیسی، ثم آمن بی فلہ اجران. والعبد اذا اتقی ربہ واطاع موالیہ فلہ اجران". [راجع: ۹۷]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنی باندی کو ادب سکھائے اور اس کی تادیب وتعلیم بہتر طریق پر کرے پھر اسے آزاد کرکے اس سے نکاح کرے، تو اسے دہرا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص عیسیٰ پر ایمان لایا پھر میرے اُوپر ایمان لایا تو اسے دہرا ثواب ملے گا اور غلام جب اپنے رب سے ڈرے اور اپنے آقاؤں کی اطاعت کرے، تو اسے بھی دہرا ثواب ملے گا۔

۳۴۴۷ ـ حدثنا محمد بن یوسف: حدثنا سفیان، عن المغیرۃ بن النعمان، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:

"تحشرون حفاة عراة غرلا ثم قرأ ﴿كما بدأنا اول خلق نعيده وعدا علينا انا كنا فاعلين﴾ فاول من يكسى ابراهيم ثم يؤخذ برجال من اصحابى ذات اليمين وذات الشمال، فاقول: اصحابى، فيقال: انهم لم يزالوا مرتدين على اعقابهم منذ فارقتهم فاقول كما قال العبد الصالح عيسى بن مريم: ﴿وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شىء شهيد. ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم﴾" قال محمد بن يوسف الفربرى: ذكر عن ابى عبد اللّٰه، عن قبيصة قال: هم المرتدون الذين ارتدوا على عهد ابى بكر فقاتلهم ابوبكر رضى اللّٰه عنه. [راجع: ۳۳۴۹]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ برہنہ پا برہنہ بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: جس طرح ہم نے ابتداءً پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوسری دفعہ بھی کریں گے، یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے ہم اسے ضرور پورا کریں گے، تو سب سے پہلے جسے کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیم ہیں، پھر چند اصحاب کو داہنی طرف جنت میں اور بائیں طرف دوزخ میں لے جایا جائے گا، میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا کہ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے یہ تو مرتد رہے، پس میں کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ بن مریم کہتے ہیں اور میں ان پر گواہ تھا، جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اُٹھالیا تو تو ان کا نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

(۴۹) باب نزول عيسى بن مريم عليهما السلام

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اُترنے کا بیان

۳۴۴۸ ـــ حدثنا اسحاق: أخبرنا يعقوب بن ابراهيم: حدثنا أبي، عن صالح، عن ابن شهاب: أن سعيد بن المسيب، سمع أبا هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: "والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا، فيكسر الصليب ويقتل الخنزير، ويضع الجزية، ويفيض المال حتى لا يقبله أحد، حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا ومافيها" ثم يقول أبو هريرة: واقرؤا ان شئتم ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾. [النساء: ۱۵۹] [راجع: ۲۲۲۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم

جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کہ عنقریب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے، انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے، صلیب توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، کیونکہ اس وقت سب مسلمان ہوں گے اور مال بہتا پھرے گا حتی کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا، اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر اس کی تائید میں تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ:

﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾۔

''اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لائے، اور قیامت کے دن وہ ان لوگوں کے خلاف گواہ بنیں گے''۔

فیکسر الصلیب۔ ''صلیب'' اصل میں دو مثلث لکڑیوں کا نام ہے جو جمع کی شکل میں ہوتی ہیں اور یہ شکل ایسا ظاہر کرتی ہے جیسے کسی کو سولی پر لٹکا رکھا ہو۔ عیسائیوں کا عقیدہ چونکہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا اور پھر خدا نے ان کو زندہ کر کے اپنے پاس آسمان پر بلا لیا اس لئے انہوں نے سولی کی اس شکل کو اپنا مذہبی نشان بنا لیا ہے اور یہ مذہبی نشان ان کی ہر چیز میں نمایاں رہتا ہے اور جس طرح اہلِ ہنود اپنے گلے میں زنار ڈالتے ہیں اسی طرح عیسائی بھی سولی کا یہ نشان اپنے گلے میں لٹکاتے ہیں، بعض تو اس نشان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر تک بنوا لیتے ہیں تاکہ ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھائے جانے کی یادگار مکمل صورت میں رہے، لہٰذا ''وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے'' سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، نصرانیت (یعنی عیسائی مذہب) کو باطل اور کالعدم قرار دیں گے اور شریعت محمدی ہی کو جاری و نافذ قرار دیں گے کہ ان کا ہر حکم و فیصلہ ملت حنفیہ کے مطابق ہوگا۔ [ف]

ویقتل الخنزیر۔ سور کو مار ڈالیں گے، یعنی اس کو پالنا اور کھانا مطلق حرام و ممنوع اور اس کو مار ڈالنا مباح کر دیں گے۔

ویضع الجزیة۔ ''جزیہ کو اٹھا دیں گے'' کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی نظام حکومت اور اس کے شرعی دستور کی جو ایک شق یہ ہے کہ اس کی حدود مملکت میں اگر کوئی غیر مسلم رہنا چاہے تو وہ ایک مخصوص ٹیکس، جس کو جزیہ کہتے ہیں، ادا کر کے جان و مال کی حفاظت کے ساتھ رہ سکتا ہے، اور اس کو ''ذمی'' کہا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کی یہ شق ختم کر دیں گے اور یہ قانون نافذ کریں گے کہ ان کی مملکت اسلامی کا شہری صرف مسلمان ہو سکتا ہے، چنانچہ وہ حکم دیں گے کہ جتنے ذمی ہیں وہ سب مسلمان ہو جائیں، ان کی حکومت کسی سے بھی دین حق کے علاوہ اور کوئی چیز قبول نہیں کرے گی اور چونکہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے ہر شخص کا ذہن و فکر خیر کی طرف مائل ہوگا، اس لئے تمام غیر مسلم ایمان لے آئیں گے، پس اس جملہ کا حاصل بھی یہی ہے

[ف] راجع: انعام الباری، ج:۷، ص:۱۹۲، رقم: ۲۴۷۶۔

کہ وہ عیسائیت اور اس کے احکام وآثار کو بالکل مٹا دیں گے اور صرف اسلامی شریعت کو جاری ونافذ قرار دیں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ذمیوں سے جزیہ اس لئے اُٹھائیں گے کہ ان کے زمانہ میں مال ودولت کی فراوانی اور اہلِ حرص کی کمی کی وجہ سے ایسا کوئی محتاج وضرورت مند نہیں رہے گا جو ان سے جزیہ کا مال لینے والا ہو۔ ف۱

ویفیض المال حتی لا یقبله أحد۔ مطلب یہ ہے کہ دینِ اسلام اس طرح پھیل جائے گا اور اطاعت وعبادت کے ذریعہ آپس میں میل ومحبت اس طرح پیدا ہو جائے گی کہ ایک سجدہ دنیا کی تمام متاع سے بہتر اور قیمتی سمجھا جائے گا! یوں تو ہر زمانہ میں اور ہر وقت ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوتا ہے، یہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی خصوصیت نہیں ہے، لیکن یہ بات صرف اس لئے کہی گئی ہے کہ اس زمانہ میں عبادت واطاعت دراصل انسان کی طبیعت کا جز اور نفس کا تقاضا بن جائے گی اور لوگ طبعی طور پر بھی ایک سجدہ کو دنیا کی تمام متاع سے زیادہ پسندیدہ اور بہت سمجھنے لگیں گے!

تاہم یہ احتمال بھی ہے کہ دوسرا "**حتی**" بھی "**یفیض**" سے متعلق ہو، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اس وقت مال ودولت کی اس قدر فراوانی ہوگی اور ہر شخص اس طرح مستغنی وبے نیاز ہو جائے گا کہ کسی کو اس مال ودولت کی کوئی رغبت وخواہش ہی نہیں رہے گی، اور جب یہ صورت حال ہوگی تو مال خرچ کرنے کی فضیلت وپسندیدگی بھی جاتی رہے گی اور اصل ذوق ولگاؤ نماز سے باقی رہے گا کہ لوگ ایک سجدہ میں جو کیف وبھلائی محسوس کریں گے وہ دنیا کی کسی بھی چیز میں نہیں پائیں گے۔ ف۲

آیت کی تشریح:

یہودی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر ہی نہیں مانتے، اور عیسائی خدا کا بیٹا ماننے کے باوجود یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُن کو سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سارے اہلِ کتاب، چاہے یہودی ہوں، یا عیسائی، اپنے مرنے سے ذرا پہلے جب عالمِ برزخ کے مناظر دیکھیں گے تو اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اُن کے تمام غلط خیالات خود بخود ختم ہو جائیں گے، اور وہ ان کی اصل حقیقت پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ اس آیت کی ایک تفسیر ہے جسے بہت سے مستند مفسرین نے ترجیح دی ہے۔ حضرت حکیم الامۃ مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے "بیان القرآن" میں اُسی کو اختیار کیا ہے۔ ف۳

ف۱ راجع: انعام الباری، ج:۷، ص:۱۹۳، رقم:۲۴۷۶ وعمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۲۰۱۔

ف۲ وعمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۲۰۲۔

ف۳ بیان القرآن، سورۃ النساء، آیت:۱۵۹، ف:۱

البتہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی جو تفسیر منقول ہے، اُس کی رُو سے آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا: ''اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اُن پر ضرور بالضرور ایمان نہ لائے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت تو آسمان پر اُٹھالیا ہے، لیکن جیسا کہ صحیح احادیث میں مروی ہے، آخر زمانے میں وہ دوبارہ اس دُنیا میں آئیں گے، اور اُس وقت تمام اہلِ کتاب پر اُن کی اصل حقیقت واضح ہوجائے گی، اور وہ سب اُن پر ایمان لے آئیں گے۔ ﴿توضیح القرآن، آسان ترجمہ قرآن، نساء، ۱۵۹، حاشیہ: ۹۲، عمدۃ القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۰۲۔﴾

مرزا قادیانی کا گستاخانہ جملہ

مرزا قادیانی نے اس کو لے کر یہ کہا کہ میں چونکہ مسیح ہوں لہٰذا اس نے جہاد کو منسوخ کر دیا، حالانکہ وہ تو قتل خنزیر اور کسر صلیب کے بعد بند ہونا تھا اور اس نے اپنے آپ کو انگریزی حکومت کا گماشتہ بنا کر یہ کہا کہ میں نے جہاد منسوخ کر دیا۔

۳۴۴۹ ــــ حدثنا ابن بکیر: حدثنا اللیث، عن یونس، عن ابن شھاب، عن نافع مولی أبی قتادۃ الانصاری: ان ابا ھریرۃ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم؟ تابعہ عقیل والأوزاعی. [راجع: ۲۲۲۲]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے، اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔

کیف أنتم اذا نزل ابن مریم فیکم۔ ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا......الخ'' کا مطلب ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد بھی تمہاری نماز کا امام تم ہی میں سے ایک فرد ہوگا اور وہ امام مہدی ہیں اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء کریں گے۔ اور یہ بات اس امت محمدی کی تعظیم و تکریم کے پیشِ نظر ہوگی، لہٰذا اس زمانہ میں حاکم و خلیفہ اور خیر و بھلائی کی تعلیم و تلقین کرنے کے ذمہ دار تو حضرت عیسیٰ ہی ہوں گے، لیکن نماز کی امامت کا شرف حضرت امام مہدی کو حاصل رہے گا۔ ف

لیکن بعض روایتوں میں یہ منقول ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے، حضرت امام مہدی مسلمانوں کے ساتھ نماز کی حالت میں ہوں گے اور چاہیں گے کہ امامت کے مصلے سے پیچھے ہٹ جائیں تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کریں، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت کی نماز کی امامت نہیں کریں گے بلکہ خود حضرت امام مہدی ہی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، البتہ اس وقت کی نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ

ف عمدۃ القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۰۳۔

السلام ہی امامت کیا کریں گے، کیونکہ وہ بہرحال حضرت امام مہدی سے افضل ہوں گے۔

(۵۰) بابٌ: ما ذکر عن بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان

۳۴۵۰ ـ حدثنا موسی بن اسماعیل: حدثنا ابو عوانة: حدثنا عبد الملک، عن ربعی بن حراش قال: قال عقبة بن عمرو لحذیفة: الا تحدثنا ما سمعت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم؟ قال: انی سمعته یقول: "ان مع الدجال اذا خرج ماء ونارا، فاما التی یری الناس انها النار فماء بارد، واما الذی یری الناس انه ماء بارد فنار تحرق، فمن ادرک منکم فلیقع فی الذی یری انها نار فانه عذب بارد". [أنظر: ۷۱۳۰]

ترجمہ: حضرت حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم ہمیں وہ باتیں کیوں نہیں سُناتے جو تم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا، جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوں گے، پس جسے لوگ آگ سمجھ رہے ہوں گے وہ تو حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہوگا اور جسے لوگ پانی سمجھ رہے ہوں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی، جو شخص تم میں سے دجال کو پائے تو اسے اس میں گرنا چاہیے جسے وہ آگ سمجھ رہا ہو، اس لئے کہ وہ حقیقت میں ٹھنڈا اور شیریں پانی ہوگا۔

۳۴۵۱ ـ قال حذیفة: وسمعته یقول: "ان رجلا کان فیمن کان قبلکم اتاه الملک لیقبض روحه فقیل له: هل عملت من خیر؟ قال: ما اعلم، قیل له: انظر، قال: ما اعلم شیئا غیر انه کنت ابایع الناس فی الدنیا واجازیهم فانظر الموسر واتجاوز عن المعسر، فادخله اللّٰہ الجنة". [راجع: ۲۰۷۷]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا اگلے لوگوں میں سے ایک شخص کے پاس اس کی روح قبض کرنے کیلئے ملک الموت آیا، چنانچہ جب وہ مرگیا تو اس سے سوال ہوا کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں، اس سے کہا گیا: اچھی طرح سوچ، اس نے کہا اس کے سوا مجھے کوئی معلوم نہیں کہ میں دنیا میں لوگوں کے ہاتھ قرض بیچا کرتا، اور ان سے تقاضا کیا کرتا تھا، تو میں مالدار کو مہلت دے دیتا تھا، اور تنگدست کو معاف کردیتا تھا، تو اللہ نے اسے جنت میں داخل کرلیا۔

۳۴۵۲ ـ قال: وسمعته یقول: "ان رجلا حضره الموت فلما یئس من الحیاة أوصی أهله اذا أنا مت فاجمعوا لی حطبا کثیرا وأوقدوا فیه نارا حتی اذا أکلت لحمی

وخلصت الی عظمي فامتحشت فخذوها فاطحنوها، ثم انظروا یوما راحا فاذروه في الیم، ففعلوا فجمعه اللّٰه فقال له: لِمَ فعلت ذلک؟ قال: من خشیتک، فغفر اللّٰه له" قال عقبة بن عمرو: وأنا سمعته یقول ذٰک وکان نباشا. [انظر: ۳۴۷۹، ۶۴۸۰] ۹۸

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کا موت کا وقت قریب آیا اور اسے اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی، تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو بہت لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ لگا دینا اور مجھے اس میں ڈال دینا حتیٰ کہ جب آگ میرے گوشت کو ختم کر کے ہڈیوں تک پہنچے اور انہیں جلا کر کوئلہ کر دے تو وہ کوئلے لے کر پیس لینا، پھر جس دن تیز ہوا ہو، اس راکھ کو دریا میں ڈال دینا، اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرات کو جمع کر کے اور حالت جسم پر لا کر اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: تیرے خوف سے۔ سو اللہ نے اسے بخش دیا، عقبہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ وہ شخص کفن چور تھا۔

کفر یا جہنمی کا فتویٰ لگانے میں احتیاط

حضور اقدس ﷺ نے بتلایا کہ پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص تھا جب اس کی موت کا وقت آیا اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ **اذا أنا مت فاجمعوا لی حطباً کثیراً**، جب میں مرجاؤں تو میرے لیئے بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرنا اور آگ جلانا، یہاں تک کہ جب وہ آگ میرے گوشت کو کھالے اور ہڈی تک پہنچ جائے اور میں جل بھن کر راکھ ہو جاؤں تو **فامتحشت فخذوها**، جو راکھ ہو گی اس کو لے لینا **فاطحنوها** اس کو پیسنا، "**ثم انظروا یوماً راحاً فاذروه فی الیم**" پھر ایسے دن کا انتظار کرنا جس میں بہت ہوا چل رہی ہو اس دن اس راکھ کو سمندر کے اندر اڑا دینا۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر بس چل گیا تو وہ مجھے نہیں چھوڑے گا، اس لئے اس طرح کرنے کا کہہ رہا ہوں۔

ففعلوا، انہوں نے ایسا ہی کیا **فجمعه اللّٰه**، اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ ساری راکھ جمع کر دی، **فقال له**: اور اس کو زندہ کر کے اس سے پوچھا **لم فعلت ذالک؟ قال: من خشیتک**، اس نے کہا، آپ سے ڈر کر۔ **فغفر**

۹۸ ﴿وفی صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب فضل أنظار المعسر، رقم: ۲۹۱۷، وکتاب الفتن واشراط الساعة، باب ذکر الدجال وصفته وما معه، رقم: ۵۲۲۲، وسنن النسائی، کتاب الجنائز، باب أرواح المؤمنین، رقم: ۲۰۵۳، وسنن ابن ماجة، کتاب الأحکام، باب أنظار المعسر، رقم: ۲۴۱۱، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث حذیفة بن الیمان عن النبی، رقم: ۲۲۱۶۷، ۲۲۱۶۹، ۲۲۲۶۳، ۲۲۲۹۳، ۲۲۲۶۶، وسنن الدارمی، کتاب البیوع، باب فی السماحة، رقم: ۲۴۳۴.﴾

الله له، اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

اب بظاہر یہ جملہ کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ آگیا یا ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اگر اللہ تعالیٰ میرے اوپر قادر ہوگیا، بظاہر یہ صریح کفر ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی سے یہ استدلال فرمایا کہ کسی بھی شخص پر جہنمی ہونے کا حکم نہیں لگانا چاہئے، یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ آخر میں جا کر اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا معاملہ ہو، لہٰذا کفر کا یا جہنمی ہونے کا حکم لگانے میں بڑے احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

۳۴۵۳، ۳۴۵۴ — حدثنی بشر بن محمد: اخبرنا عبد الله: اخبرنی معمر ویونس، عن الزهری قال: اخبرنی عبید الله بن عبد الله ان عائشة وابن عباس رضی الله عنهم قالا: لما نزل برسول الله صلی الله علیه وسلم طفق یطرح خمیصة علی وجهه فاذا اغتم کشفها عن وجهه فقال، وهو کذٰلک: "لعنة الله علی الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد"، یحذر ما صنعوا. [راجع: ۴۳۵، ۴۳۶]

ترجمہ: حضرت ابن عباس وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ نزع شروع ہوئی تو آپ نے ایک چادر منہ پر ڈال لی، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرمی معلوم ہوتی تو اسے چہرہ مبارک سے ہٹادیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں فرمایا کہ یہود ونصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس فعل سے مسلمانوں کو بچانا چاہتے تھے۔

۳۴۵۵ — حدثني محمد بن بشار: حدثنا محمد بن جعفر: حدثنا شعبة، عن فرات القزاز، قال: سمعت أبا حازم، قال: قاعدت أباهريرة خمس سنين فسمعته يحدث عن النبي ﷺ قال: "كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء، كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي، وسيكون خلفاء فيكثرون، قالوا: فما تأمرنا؟ قال: فوا ببيعة الاول فالاول، أعطوهم حقهم، فان الله سائلهم عما استرعاهم". [۹۹، ۱۰۰]

تشریح

كانت بنوا سرائيل تسوسهم الانبياء، بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔

---

[۹۹] لا يوجد للحديث مكررات.

[۱۰۰] وفي صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأوّل فالأوّل، رقم: ۳۴۲۹، وسنن ابن ماجة، كتاب الجهاد، باب الوفاء بالبيعة، رقم: ۲۸۶۲، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۶۱۹.

ساس یسوس کے معنی ہیں گھوڑے کو چلانا، اسی لئے گھوڑے کو چلانے والے کو "**سائس**" کہتے ہیں۔ یہاں دنیوی امور کی قیادت مراد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء اپنی امتوں کے سیاسی قائد اور ولی الامر بھی ہوتے تھے۔ **کلما هلک نبی خلفه نبی**، ہر نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور وہ قیادت سنبھال لیتا تھا **وانه لانبیّ بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون**، میرے بعد نبی تو کوئی نہیں لیکن بہت سے خلفاء آئیں گے۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا **فوا ببیعة الاول فالاول** ہر ایک اول پر اول کی بیعت کا حق ادا کرتے رہو، پورا کرتے رہو۔ **فانّ اللّٰہ سائلھم عما استرعاھم** اللہ تعالیٰ ان سے اس چیز کے بارے میں پوچھے گا جس کی نگرانی ان کے سپرد کی گئی تھی۔ف

یہاں یہ اُصول بتادیا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنا فریضہ ادا کرے، تمہارا فریضہ یہ ہے کہ ان کی جو بیعت کی ہے اس کا حق ادا کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو اور ان کا فرض یہ ہے کہ وہ تمہارے حقوق ادا کریں، اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے باز پرس کرے گا اور وہ اس کے جوابدہ ہوں گے، ان کے جوابدہ تم نہیں ہو، تم اپنے فرائض کو ادا کرنے کی فکر کرو، اگر وہ کوتاہی کررہے ہیں تو اللہ تعالیٰ مؤاخذہ فرمائیں گے۔

پوری شریعت میں آپ کو یہی مزاج نظر آئے گا کہ ہر جگہ ہر شخص کو اپنے فرائض یاد کرنے اور ان کی ادائیگی کی تاکید کی جاتی ہے، یہ نہیں کہ حقوق کے حصول کیلئے جماعتیں اور انجمنیں بنانا کہ تحفظ حقوق مہاجرین اور فلاں اور فلاں، یہ شریعت کا مزاج نہیں ہے، جب ہر شخص دوسروں کے حقوق ادا کرے گا تو سب کے حقوق ادا ہوجائیں گا۔

زکوٰۃ کے معاملہ میں دیکھیں کہ ساعی سے کہا گیا ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ زیادتی نہ کرو اور لوگوں کو کہا گیا ہے تم ساعی کو راضی کرکے بھیجو تو ہر جگہ یہی مزاج ہے۔

آج معاملہ بالکل اُلٹا ہوگیا ہے کہ لوگوں نے دوسروں کے حقوق ادا کرنا چھوڑ دیئے اور اپنے حقوق کے پیچھے پڑ گئے کہ ہمارے حقوق ملنے چاہئیں۔

۳۴۵۶ — حدثنا سعيد بن أبي مريم: حدثنا أبو غسان قال: حدثني زيد بن أسلم عن عطاء بن يسار، عن أبي سعيد رضي الله عنه: أن النبي ﷺ قال: "لتتبعن سنن من قبلكم شبراً بشبر، وذراعا بذراع حتى لو سلكوا جحر ضب لسلكتموه" قلنا: يا رسول

ف ﴿تسوسهم الأنبياء..... الخ، أي: تتولى أمورهم. كما تفعل الأمراء والولاة بالرعية، والسياسة القيام على الشيء بما يصلحه وذلك لأنهم كانوا اذا أظهروا الفساد بعث الله نبيا يزيل الفساد عنهم ويقيم لهم أمرهم ويزيل ما غيروا من حكم التوراة..... اذا بويع لخليفة بعد خليفة فبيعة الأول صحيحة يجب الوفاء بها، وبيعة الثاني باطلة يحرم الوفاء بها سواء عقدوا للثاني عالمين بعقد الأول أو جاهلين، وسواء كانا في بلدين أو اكثر، وسواء كان أحدهما في بلد الامام المنفصل أم لا. عمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۲۰۸.﴾

اللّٰه، الیهود والنصاری؟ قال النبي ﷺ: "فمن؟". [انظر: ۷۳۲۰] [۱]

یعنی یہود ونصاریٰ جہاں جہاں وہ گئے تھے اور جو جو کام انہوں نے کئے تھے وہ تم بھی کروگے جن جن وادیوں میں وہ بھٹکے تھے تم بھی بھٹکو گے یہاں تک اگر وہ کسی گوہ کی بل میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی داخل ہوگے۔

۳۴۵۷ — حدثنا عمران بن میسرة: حدثنا عبد الوارث: حدثنا خالد، عن ابی قلابة، عن انس رضی اللّٰه عنه قال: ذکروا النار والناقوس فذکروا الیهود والنصاری، فامر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامة. [راجع: ۶۰۳]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جماعت کیلئے جمع ہونے کے بارے میں صحابہ نے آگ جلانے اور ناقوس بجانے کو کہا تو اور لوگوں نے یہود ونصاریٰ کا ذکر کیا، پس حضرت بلال کو حکم ہوا کہ اذان دو دو دفعہ اور اقامت ایک ایک دفعہ کہیں۔

۳۴۵۸ — حدثنا محمد بن یوسف: حدثنا سفیان، عن الاعمش، عن أبي الضحی، عن مسروق، عن عائشة رضي اللّٰه عنها: کانت تکره ان یجعل یده في خاصرته وتقول: ان الیهود تفعله. تابعه شعبة، عن الاعمش. [۲] ﴿لا یوجد للحدیث مکررات.﴾ [۳] ﴿وانفرد به البخاری.﴾

حضرت عائشہؓ اس بات کو مکروہ سمجھتی تھیں کہ کوئی شخص اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر رکھ کر کھڑا ہو، بعض لوگوں نے کہا کہ یہ نماز کے ساتھ مخصوص ہے اور بعض نے کہا کہ عام حالات میں بھی اس کو ناپسند کرتی تھیں اس لئے کہ یہود ایسا کرتے تھے۔

۳۴۵۹ — حدثنا قتیبة بن سعید: حدثنا لیث، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: "انما اجلکم فی اجل من خلا من الامم، ما بین صلاة العصر الی مغرب الشمس. وانما مثلکم ومثل الیهود والنصاری کرجل استعمل عمالا فقال: من یعمل لی الی نصف النهار علی قیراط قیراط؟ فعملت الیهود الی نصف النهار علی قیراط قیراط. ثم قال: من یعمل لی من نصف النهار الی صلاة العصر علی قیراط قیراط؟ فعملت النصاری من نصف النهار الی صلاة العصر علی قیراط قیراط. ثم قال: من یعمل لی من صلاة العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین؟ قال: الا فانتم الذین تعملون من صلاة العصر الی مغرب الشمس. الا لکم الاجر مرتین. فغضبت الیهود والنصاری فقالوا: نحن اکثر عملا، واقل عطاء، قال اللّٰه: وهل ظلمتکم من حقکم شیئا؟ قالوا: لا، قال: فانه فضلی اعطیه من شئت". [راجع: ۵۵۷]

[۱] وفی صحیح مسلم، کتاب العلم، باب اتباع سنن الیهود والنصاری، رقم: ۴۸۲۲، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی سعید الخدری، رقم: ۱۱۳۷۲، ۱۱۴۱۵، ۱۱۳۶۲.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا گزشتہ اُمتوں کے زمانہ کے مقابلہ میں زمانہ ایسا ہے، جیسے وہ وقت جو عصر اور مغرب کے درمیان ہے، اور تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے چند لوگوں کو کام پر لگایا اور اس نے کہا: کون ہے جو ایک قیراط کے بدلہ میں میرا کام دوپہر تک کرے؟ تو یہود نے دوپہر تک ایک قیراط کے عوض میں کام کیا، پھر اس نے کہا کون ہے جو میرا کام ایک قیراط کے بدلہ میں دوپہر سے نمازِ عصر تک کام کرے، تو نصاریٰ نے ایک قیراط کے بدلہ میں دوپہر سے نماز عصر تک کام کیا۔ پھر اس نے کہا: کون ہے جو میرا کام دو قیراط کے معاوضہ میں نماز عصر سے غروب آفتاب تک کرے، دیکھو تم ہی وہ لوگ ہو، جنہوں نے نمازِ عصر سے غروب آفتاب تک دو قیراط کے بدلہ میں کام کیا، دیکھو تمہیں دُگنا اجر ملا، تو یہود ونصاریٰ ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے کام تو زیادہ کیا اور عطیہ کم ملا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں تمہارے حق سے کچھ کم دیا ہے، انہوں نے کہا: نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو میرا انعام ہے جسے میں چاہتا ہوں، دیتا ہوں۔

۳۴۶۰ ـ حدثنا علی بن عبد اللہ: حدثنا سفیان، عن عمرو، عن طاوس، عن ابن عباس قال: سمعت عمر رضی اللہ عنہ یقول: قاتل اللہ فلانا، الم یعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "لعن اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوها فباعوها". تابعہ جابر وابو ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ۲۲۲۳]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی کہ اللہ فلاں (سمرہ بن جندب) کو غارت کرے، کیا اسے معلوم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے ان پر چربی حرام ہوئی، تو انہوں نے اس کو پگھلا کر بیچا۔

۳۴۶۱ ـــ حدثنا أبو عاصم الضحاک بن مخلد: أخبرنا الاوزاعي: حدثنا حسان ابن عطية، عن أبي كبشة السلولي عن عبداللہ بن عمرو أن النبيﷺ قال: "بلغوا عني ولو آية، وحدثوا عن بني اسرائيل ولا حرج. ومن كذب علي متعمدا فليتبوا مقعده من النار". ۱۰۴، ۱۰۵

حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ـ مطلب یہ ہے کہ ان کے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں

---

۱۰۴ لا يوجد للحديث مكررات.

۱۰۵ وفي سنن الترمذي، كتاب العلم، عن رسول الله، باب ما جاء في الحديث عن بني اسرائيل، رقم: ۲۵۹۳، ومسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، رقم: ۶۱۸۹، ۶۱۹۸، ۶۳۰۲، ۶۵۹۴، ۶۷۱۱، وسنن الدارمي، كتاب المقدمة، باب البلاغ عن رسول الله وتعليم السنن، رقم: ۵۴۱.

ہے، البتہ ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ ان کی تصدیق، تکذیب نہ کرو۔

۳۴۶۲ ـ حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال: حدثني ابراهيم بن سعد، عن صالح، عن ابن شهاب قال: قال ابوسلمة بن عبدالرحمن: ان ابا هريرة رضى الله عنه قال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ان اليهود والنصارى لا يصبغون فخالفوهم". [أنظر: ۵۸۹۹] ۱۰۲

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ (اپنے بالوں میں مہندی وغیرہ کا) رنگ نہیں دیتے تم (رنگ دے کر) ان کی مخالفت کرو۔

۳۴۶۳ ـ حدثنا محمد قال: حدثنا حجاج: حدثنا جرير، عن الحسن قال: حدثنا جندب بن عبد الله في هذا المسجد وما نسينا منذ حدثنا وما نخشى ان يكون جندب كذب على النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كان فيمن كان قبلكم رجل به جرح فجزع فاخذ سكينا فحز بها يده فما رقأ الدم حتى مات، قال الله عز وجل: بادرني عبدي بنفسه حرمت عليه الجنة". [راجع: ۱۳۶۴]

ترجمہ: حسن سے روایت ہے کہ حضرت جندب بن عبداللہؓ نے اس مسجد میں ہم سے بیان کیا، اور اس وقت نہ تو ہم کو بھول ہوئی اور نہ ہمیں یہ خیال آیا کہ جندب نے سید الکونین ﷺ پر جھوٹ بولا تو انہوں نے کہا کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر ایک شخص کے کچھ زخم آ گئے، جن کی تکلیف سے بے قرار ہو کر اس نے چھری ہاتھ میں لی، اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا، پھر اس کا خون بند نہ ہوا، حتی کہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے جان دینے میں مجھ سے سبقت کی، لہٰذا میں نے جنت اس پر حرام کر دی۔

خودکشی کی سزا

تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جس کے ہاتھ میں زخم لگ گیا، وہ گھبرا گیا اور چھری لیکر اپنا ہاتھ کاٹ دیا، **فما رقأ الدم حتى مات،** خون نہ رکا یہاں تک کہ وہ مر گیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے مجھ سے جلدی کی یعنی اپنے اوپر جلدی موت واقع کر لی، **حرمت عليه الجنة،** میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔

۱۰۲ ﴿وفي صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب في مخالفة اليهود في الصبغ، رقم: ۳۹۲۶، وسنن النسائي، كتاب الزينة، باب الاذن بالخضاب، رقم: ۴۹۸۳، وسنن أبي داؤد، كتاب الترجل، باب في الخضاب، رقم: ۳۶۷۱، وسنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب الخضاب بالحناء، رقم: ۳۶۱۱، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۶۹۸۵، ۷۲۲۷، ۷۷۳۷، ۸۸۴۲.﴾

اگر اس نے خودکشی کو جائز سمجھ کر ایسا کیا تب تو جنت اس لئے حرام کردی کہ وہ کافر ہوگیا اور اگر جائز سمجھ کر نہیں
بلکہ غلطی ہوئی تو پھر حرمت عليه الجنة، کے معنی ہیں دخول اولی کو حرام کردیا۔ ف

(۵۱) باب: حديث أبرص وأعمى واقرع في اسرائيل

بنی اسرائیل میں ابرص، نابینا اور ایک گنجے کا بیان

۳۴٦۴ـ حدثنا أحمد بن اسحاق: حدثنا عمرو بن عاصم: حدثنا همام: حدثنا اسحاق بن عبدالله قال: حدثني الرحمن بن أبي عمرة: أن أبا هريرة حدثه: انه سمع النبي ﷺ ح. وحدثني محمد: حدثنا عبدالله بن رجاء نا همام، عن اسحاق بن عبدالله قال: أخبرني عبدالرحمن بن أبي عمرة أن أبا هريرة رضي الله عنه حدثه: انه سمع رسول الله ﷺ يقول: "ان ثلاثه في بني اسرائيل: أبرص واقرع وأعمى، بدأ لله عز وجل أن يبتليهم فبعث اليهم ملكا فاتى الابرص فقال: اي شيء أحب اليک؟ قال: لون حسن وجلد حسن، قد قذرني الناس، قال: فمسحه فذهب عنه، فاعطي لونا حسنا وجلدا حسنا فقال: وأي المال أحب اليک؟ قال: الابل ـ أوقال: البقر، هو شک في ذلک: أن الابرص والاقرع قال أحدهما: الابل، وقال الاخر: البقر ـ فاعطي ناقة عشراء، فقال: يبارک لک فيها. وأتي الاقرع فقال: اي شيء أحب اليک؟ قال: شعر حسن، ويذهب هذا عني، قد قذرني الناس. قال: فمسحه فذهب، وأعطي شعرا حسنا، قال: فأي المال أحب اليک؟ قال: البقر. قال: فأعطاه بقرة حاملا، وقال: يبارک لک فيها. وأتى الاعمى فقال: أي شيء أحب اليک؟ قال: يرد الله الي بصري فأبصر به الناس، قال: فمسحه فرد الله اليه بصره. قال: فأي المال أحب اليک؟ قال: الغنم، فأعطاه شاةً والداً. فأنتج هذان وولّد هذا فكان لهٰذا واد من ابل، ولهٰذا واد من بقر، ولهٰذا واد من الغنم. ثم انه أتى الابرص في صورته وهيئته فقال: رجل مسكين تقطعت به الحبال في سفره فلا

في التغليظ، أو كان استحل فكفر، أو المراد جنة معينة كالفردوس مثلاً، أو المعنى: حرمت عليه الجنة ان شئت استمرار ذلک. عمدة القارى، ج: ١١، ص: ٢١٣. وان كان مستحلا فعقوبته مؤبدة، أو معناه: حرمت قبل دخول النار، أو المراد من الجنة: جنة خاصة لأن الجنان كثيرة، أو هو من باب التغليظ، أو هو مقدر بمشيئة الله تعالى، وقيل: يحتمل أن يكون هذا الوعيد لهٰذا الرجل المذكور فى الحديث، والضم الى هذا الرجل مشركه، وقال ابن التين: يحتمل أن يكون كافراً لقوله: فحرمت عليه الجنة. كذا ذكره العينى فى عمدة القارى، ج: ٦، ص: ٢٦٣.

بلاغ اليوم الا بالله ثم بک. اسالک بالذي اعطاک اللون الحسن و الجلد الحسن والمال بعيرا أتبلغ عليه في سفري. فقال له: ان الحقوق كثيرة. فقال: كاني أعرفک، الم تكن ابرص يقذرک الناس؟ فقيرا فأعطاک الله؟ فقال: لقد ورثت لكابر عن كابر، فقال: ان كنت كاذبا فصيّرک الله الى ما كنت. وأتى الاقرع في صورته وهيئته فقال له مثل ما قال لهذا فرد عليه مثل ما رد عليه هذا. فقال: ان كنت كاذبا فصيّرک الله الى ما كنت. وأتى الاعمى في صورته فقال: رجل مسكين وابن سبيل وتقطعت بي الحبال في سفره فلا بلاغ اليوم الا بالله ثم بک. أسالک بالذي رد عليک بصرک شاةً أتبلغ بها في سفري، وقال له: قد كنت أعمى فرد الله بصري، وفقيرا فقد أغناني. فخذ ما شئت فوالله لا أحمدک اليوم بشيء أخذته لله. فقال: أمسک مالک فانما ابتليتم فقد رضي عنک وسخط على صاحبيک". [انظر: ۳۴۶۴] [۱۰۷، ۱۰۸]

بنی اسرائیل کے تین افراد کا واقعہ

بنی اسرائیل کے تین آدمی تھے، ایک ابرص تھا جس کو برص کا مرض تھا، ایک اقرع تھا یعنی گنجا تھا اور ایک اعمیٰ یعنی نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانے کا ارادہ کیا، **بدا**، ارادہ کے معنی میں ہے۔ **بدالله** کے لفظی معنی ہیں کہ ظاہر ہوا، رائے پیدا ہوئی، یہ معنی تو اللہ تعالیٰ کیلئے محال ہے کہ کوئی ایسی رائے پیدا ہو جو پہلے نہیں تھی، تو اس سے ارادہ مراد ہے۔

فبعث اليهم ملكا، اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، **فاتى الابرص،** پہلے وہ ابرص کے پاس گیا، **فقال: أي شئى أحب اليک؟ قال: لون حسن وجلد حسن.** دنیا میں سب سے اچھی چیز اچھا رنگ ہے اور اچھی جلد ہے، بیچارہ اس سے محروم تھا۔ **قد قذرني الناس،** لوگ میرے اس برص کی وجہ سے مجھ سے گھن کرنے لگے ہیں۔

قال: فمسحه فذهب عنه – فرشتہ نے ہاتھ پھیرا جس سے وہ بیماری چلی گئی **فاعطى لونا حسنا وجلدا حسنا،** اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اچھا رنگ اور اچھی جلد دے دی۔ **فقال: وأى المال أحب اليک؟** تمہیں سب سے اچھا کون سا مال لگتا ہے؟ **قال: الابل اوقال البقر،** اس نے اونٹ کہا یا گائے کہا، **هو شک في ذالک،** یعنی اس معاملہ میں راوی کو شک ہے کہ اس نے اونٹ کہا یا بقر کہا تھا، **ان الابرص**

۱۰۷ لا يوجد للحديث مكررات.

۱۰۸ وفي صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، رقم: ۵۲۶۵.

والاقرع قال احدهما: الابل وقال الآخر: البقر - ابرص اور اقرع میں سے ایک نے ابل کو ترجیح دی تھی اور ایک نے بقر کو، اب راوی کو یاد نہیں کہ کس نے ابل کہا تھا اور کس نے بقر کہا تھا۔ **فاعطی ناقة عشراء،** تو اس کو ایک ایسی ناقہ دی گئی جو دس مہینے کی حاملہ تھی، **فقال: یبارک لک فیها.** فرشتہ نے کہا تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔

وأتی الاقرع فقال: پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور کہا **أي شئ احبّ الیک؟ قال: شعر حسن، ویذهب هذا عني، قد قذرني الناس، قال: فمسحه فذهب،** "ذھب" کے معنی ہیں بیماری چلی گئی، یعنی گنج چلا گیا۔ **واعطی شعرًا حسنا، قال: فأی المال احبّ الیک؟ قال: البقر، فاعطاه بقرة حاملا، وقال: یبارک لک فیها.**

وأتی الاعمیٰ فقال: أي شئ أحبّ الیک؟ قال: یرد اللّٰه اليّ بصری فابصر به الناس قال: فمسحه فرد اللّٰه الیه بصره، قال: فأي المال احبّ الیک؟ قال: الغنم، فاعطاه شاة والدا، یعنی بچے جننے والی بکری، **فانتج هذان وولّد هذا.** بقر کیلئے عام طور پر **انتج یا انتج** استعمال ہوتا ہے اور بکری کیلئے **ولد یا اولد** استعمال ہوتا ہے، اس لئے دونوں کو الگ الگ ذکر کیا۔ **فکان لهذا واد من ابل، ولهذا واد من بقر، ولهذا واد من الغنم،** پوری وادی مویشیوں سے بھر گئی۔

ثم انه اتی الابرص فی صورته وهیئته، پھر ابرص کے پاس وہی فرشتہ اسی کی صورت میں آیا، یعنی جس وقت وہ برص میں مبتلا تھا اس وقت اس کی جو حالت تھی فرشتہ وہی حالت بنا کر اس کے پاس آیا، **فقال:** اور کہا **رجل مسکین تقطعت به الجبال فی سفره،** میں ایک مسکین آدمی ہوں پہاڑوں نے سفر کے درمیان میرا راستہ کاٹ لیا ہے **فلا بلاغ الیوم الا باللّٰه ثم بک،** اب میں اپنی منزل تک سوائے اللہ کی مدد کے یا دوسرے لفظوں میں سوائے تمہاری مدد کے کسی طرح نہیں پہنچ سکتا، **اسألک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعیراً،** جس اللہ نے تمہیں لون حسن اور جلد حسن اور مال دیا ہے اس کا واسطہ دے کر تم سے ایک اُونٹ کا سوال کرتا ہوں، **اتبلغ علیه فی سفری،** جس پر سوار ہو کر میں اپنے سفر پر چلا جاؤں۔

فقال له: ان الحقوق کثیرة، اس نے کہا میرے اوپر بڑے حقوق ہیں، **فقال له کانیّ اعرفک، ألم تکن ابرص یقذرک الناس؟** اس نے کہا مجھے ایسے یاد پڑتا ہے کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں، کیا تم خود ابرص نہیں تھے کہ لوگ تم سے گھن کرتے تھے؟ **فقیرا فاعطاک اللّٰه؟** اور فقیر تھے پس تمہیں اللہ نے دیا۔

فقال: لقد ورثت لکابر عن کابر، اس نے کہا یہ مال تو مجھے اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔
فقال: اس نے کہا **ان کنت کا ذبا فصیّرک اللّٰه الی ما کنت.** اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اسی حالت پر لوٹا دے جس پر تو تھا۔

واتی الاقرع فی صورته وهیئته فقال له مثل ما قال لهذا فردّ علیه مثل ما رد علیه هذا، گنجے نے بھی وہی بات کی۔

فقال: ان کنت کاذبا فصیرک اللّٰہ الی ما کنت. اس کو بھی یہی بد دعا دی۔

واتی الاعمیٰ فی صورته، نابینا کے پاس اسی کی صورت میں آیا **فقال: رجل مسکین وابن سبیل وتقطعت بی الجبال فی سفره فلا بلاغ الیوم الاباللّٰہ ثم بک، اسالک بالذی ردّ علیک بصرک شاة أتبلغ بهافی سفری.**

وقال له: قد کنت أعمی فرد اللّٰہ بصری وفقیرًا فقد اغنانی، اس نے کہا، میں خود اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے میری بینائی لوٹا دی اور فقیر تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے غنی کیا، **فخذ ماشئت،** جو تمہارا جی چاہے لیجاؤ **فواللّٰہ لااحمدک الیوم بشئی اخذته للّٰہ،** میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آج کسی ایسی چیز کی وجہ سے تعریف نہیں کرونگا جو تم نے اللہ کیلئے لی ہو، یعنی اگر تم میرے لئے مال میں سے تھوڑا سا بھی چھوڑ جاؤ تو میں اس چھوڑ جانے پر تمہاری کوئی تعریف نہیں کرونگا کہ میرے لیئے فلاں چیز چھوڑ گئے بلکہ جو چاہو لیجاؤ، جتنا چاہو لیجاؤ **بشئی ای لترک شئی** کہ کسی چیز کے چھوڑنے کی وجہ سے جو میرے لئے چھوڑ جاؤ، **اخذته للّٰہ،** جو تم اللہ کیلئے لے جاؤ وہ میرے لئے بہتر ہے۔

فقال: امسک مالک اس نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھ، **فانما ابتلیتم،** یہ آزمائش کی گئی تھی، **فقد رضی عنک وسخط علی صاحبیک،** واقعہ مشکوٰۃ شریف میں بھی آیا ہے، بہشتی زیور میں بھی لکھا ہوا ہے۔

(۵۲) بابٌ:

﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ﴾ [الکھف: ۹]

ترجمہ: کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ غار اور رقیم والے لوگ ہماری نشانیوں میں سے کچھ (زیادہ) عجیب چیز تھے؟

فائدہ: ان حضرات کے واقعے کا خلاصہ قرآنِ کریم کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ یہ کچھ نوجوان تھے جو ایک مشرک بادشاہ کے عہدِ حکومت میں توحید کے قائل تھے۔ بادشاہ نے ان کو توحید پر ایمان رکھنے کی بنا پر پریشان کیا تو یہ حضرات شہر سے نکل کر ایک غار میں چھپ گئے تھے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر گہری نیند طاری فرمادی، اور یہ تین سو نو (۳۰۹) سال تک اُسی غار میں پڑے سوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نیند کے دوران اپنی قدرتِ کاملہ سے اُن کی زندگی کو بھی سلامت رکھا، اور اُن کے جسم بھی گلنے سڑنے سے محفوظ رہے۔ تین سو نو سال بعد ان کی آنکھ کھلی تو انہیں اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی لمبی مدت تک سوتے رہے ہیں۔ لہٰذا ان کو بھوک محسوس ہوئی تو اپنے میں سے ایک صاحب کو کچھ کھانا خرید کر لانے کے لئے شہر بھیجا، اور یہ ہدایت کی کہ احتیاط کے ساتھ شہر میں جائیں، تا کہ ظالم بادشاہ کو پتہ نہ

چل سکے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس تین سو سال کے عرصے میں وہ ظالم بادشاہ مرکھپ گیا تھا، اور ایک نیک اور صحیح العقیدہ شخص بادشاہ بن چکا تھا۔ یہ صاحب جب شہر میں پہنچے تو کھانا خریدنے کے لئے وہی پرانا سکہ پیش کیا جو تین سو سال پہلے اس ملک میں چلا کرتا تھا، دکان دار نے وہ پرانا سکہ دیکھا تو اس طرح یہ بات سامنے آئی کہ یہ حضرات صدیوں تک سوتے رہے تھے۔ بادشاہ کو پتہ چلا تو اُس نے ان لوگوں کو بڑی عزت اور اِکرام کے ساتھ اپنے پاس بلایا، اور بالآخر جب ان حضرات کی وفات ہوئی تو ان کی یادگار میں ایک مسجد تعمیر کی۔ عیسائیوں کے یہاں یہ واقعہ ''سات سونے والوں'' (Seven Sleepers) کے نام سے مشہور ہے۔ معروف مؤرخ ایڈورڈ گبن نے اپنی مشہور کتاب ''زوال وسقوطِ سلطنتِ روم'' میں بیان کیا ہے کہ وہ ظالم بادشاہ ڈیسیس تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیرووں پر ظلم ڈھانے میں بہت مشہور ہے۔ اور یہ واقعہ ترکی کے شہر افسس میں پیش آیا تھا۔ جس بادشاہ کے زمانے میں یہ حضرات بیدار ہوئے، گبن کے بیان کے مطابق وہ تھیوڈوسیس تھا۔ مسلمان مؤرخین اور مفسرین نے بھی اس سے ملتی جلتی تفصیلات بیان فرمائی ہیں، اور ظالم بادشاہ کا نام دقیانوس ذکر کیا ہے۔ ہمارے دور کے بعض محققین کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ اُردن کے شہر عمان کے قریب پیش آیا تھا جہاں ایک غار میں کچھ لاشیں اب تک موجود ہیں۔

یہ تحقیق میں نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب ''جہانِ دیدہ'' میں بیان کر دی ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی اتنی مستند نہیں ہے کہ اُس پر بھروسہ کیا جاسکے۔ قرآن کریم کا اُسلوب یہ ہے کہ وہ کسی واقعے کی اُتنی ہی تفصیل بیان فرماتا ہے جو فائدہ مند ہو۔ اس سے زیادہ تفصیلات میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ [ف۱]

ان حضرات کو ''اصحاب الکہف'' (غاروالے) کہنے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ انہوں نے غار میں پناہ لی تھی۔ لیکن ان کو ''رقیم والے'' کیوں کہتے ہیں؟ اس کے بارے میں مفسرین کی رائیں مختلف ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ ''رقیم'' اس غار کے نیچے والی وادی کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ''رقیم'' تختی پر لکھے ہوئے کتبے کو کہتے ہیں، اور ان حضرات کے انتقال کے بعد ان کے نام ایک تختی پر کتبے کی صورت میں لکھوا دیئے گئے تھے، اس لئے ان کو ''اصحاب الرقیم'' بھی کہا جاتا ہے۔ تیسرے بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ اُس پہاڑ کا نام ہے، جس پر وہ غار واقع تھا۔ واللہ سبحانہٗ اعلم۔ [ف۲]

﴿والرقيم﴾: الكتاب. ﴿مرقوم﴾: مكتوب من الرقم.

رقیم — کے معنی لکھا ہوا۔

﴿ربطنا على قلوبهم﴾: الهمناهم صبرا.

ربطنا علی قلوبهم — یعنی ان کے دلوں کو باندھ دیا، یعنی ان پر صبر نازل کیا۔

ف۱ جہانِ دیدہ، ص: ۲۱۵۔

ف۲ توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۂ کہف، آیت: ۹، حاشیہ: ۳۔

﴿شططا﴾: افراطا.
شططا ـ زیادتی۔

﴿الوصید﴾: الفناء وجمعه وصائد ووصد. ویقال: الوصید الباب.
الوصید ـ صحن، اس کی جمع وصائد اور وصد آتی ہے، کہا جاتا ہے وصید الباب۔

﴿مؤصدة﴾: مطبقة، آصد الباب واوصد.
مؤصدہ ـ کے معنی بند کیا ہوا بولا جاتا ہے اصد الباب واوصدا ان کو مبعوث کیا یعنی انہیں زندہ کیا۔

﴿بعثناهم﴾: احییناهم.
بعثنا ـ ان کو مبعوث کیا، یعنی ان کو زندہ کیا۔

﴿ازکی﴾: اکثر ریعا.
ازکی ـ عمدہ کھانا۔

﴿فضربنا علی آذانهم﴾ فناموا.
چنانچہ ہم نے اُن کے کانوں کو تھپکی دے کر کئی سال تک اُن کو غار میں سُلائے رکھا۔

فائدہ: کانوں پر تھپکی دینا عربی کا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ گہری نیند طاری کردی۔ وجہ یہ ہے کہ نیند کے شروع میں کان آوازیں سنتے رہتے ہیں، اور ان کا سننا اُسی وقت بند ہوتا ہے، جب نیند گہری ہوگئی ہے۔

﴿رجما بالغیب﴾: لم یستبن.
رجما بالغیب ـ اٹکل پچو۔

وقال مجاهد: ﴿تقرضهم﴾: تترکهم.
مجاہد کہتے ہیں "تقرضهم" کے معنی ہیں انہیں چھوڑ دیتا ہے۔

(۵۳) بابٌ: حدیث الغار

غار والوں کا قصہ

۳۴۶۵ ـ حدثنا اسماعیل بن خلیل: اخبرنا علی بن مسهر، عن عبید اللہ بن عمر، عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنهما: ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: "بینما ثلاثة نفر ممن کان قبلکم یمشون اذ اصابهم مطر فاووا الی غار فانطبق علیهم، فقال بعضهم لبعض: انه واللہ یا هؤلاء لا ینجیکم الا الصدق، فلیدع کل رجل منکم بما یعلم انه قد صدق فیه. فقال: اللهم ان کنت تعلم انه کان لی اجیر عمل لی علی فرق من

ارز فذهب وتركه واني عمدت الى ذلک الفرق فزرعته فصار من امره انى اشتريت منه بقرا، وانه اتاني يطلب اجره فقلت له: اعمد الى تلک البقر فسقها، فقال لي: انما لي عندک فرق من ارز، فقلت له: اعمد الى تلک البقر فانها من ذلک الفرق، فساقها. فان كنت تعلم اني فعلت ذلک من خشيتک ففرج عنا، فانساخت عنهم الصخرة. فقال الآخر: اللهم ان كنت تعلم انه كان لي ابوان شيخان كبيران وكنت آتيهما كل ليلة بلبن غنم لي، فابطأت عنهما ليلة فجئت وقد رقدا واهلي وعيالي يتضاغون من الجوع، وكنت لا اسقيهم حتى يشرب ابواي فكرهت ان اوقظهما وكرهت ان ادعهما فيستكنا لشربتهما. فلم ازل انتظر حتى طلع الفجر. فان كنت تعلم اني فعلت ذٰلک من خشيتک ففرج عنا، فانساخت عنهم الصخرة حتى نظروا الى السماء. فقال الآخر: اللهم ان كنت تعلم انه كان لي ابنة عم من احب الناس الي واني راودتها عن نفسها فابت الّا ان آتيها بمائة دينار. فطلبتها حتى قدرت فاتيتها بها فدفعتها اليها فامكنتني من نفسها، فلما قعدت بين رجليها، قالت: اتق اللّٰه ولا تفض الخاتم الا بحقه، فقمت وتركت المائة دينار. فان كنت تعلم اني فعلت ذٰلک من خشيتک ففرج عنا، ففرج اللّٰه عنهم فخرجوا". [راجع: ۲۲۱۵]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی چلے جارہے تھے، یکا یک ان پر بارش ہونے لگی، تو وہ سب ایک غار میں پناہ گیر ہوئے اور اس غار کا منہ ان پر بند ہو گیا، پس ایک نے دوسرے سے کہا: صاحبو! بخدا بجز سچائی کے کوئی چیز تم کو نجات نہ دے گی، لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس چیز کے وسیلہ سے دعا مانگے، جس کی نسبت وہ جانتا ہو کہ اس نے اس عمل میں سچائی کی ہے، اتنے میں ایک نے کہا: اے خدا! تو خوب جانتا ہے کہ میرا ایک مزدور تھا، جس نے فرق چاول کے بدلے میرا کام کر دیا تھا وہ چلا گیا اور مزدوری چھوڑ گیا تھا، میں نے اس فرق کو لے کر زراعت کی پھر اس کی پیداوار سے ایک گائے خرید لی (چند دن کے بعد) وہ مزدور میرے پاس اپنی مزدوری لینے آیا، میں نے اس سے کہا کہ اس گائے کو ہانک لے جا، اس نے کہا (مذاق نہ کرو) میرا تو تمہارے ذمہ صرف ایک فرق چاول تھا (یہ گائے کیسی) میں نے کہا: اس گائے کو ہانک لے جا، کیونکہ یہ گائے اس فرق چاول کی پیداوار ہے، میں نے خریدی ہے، بس وہ اس کو ہانک لے گیا، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیرے خوف سے کیا ہے، تو اب ہم سے (اس پتھر کو) ہٹا دے، چنانچہ وہ پتھر کچھ ہٹ گیا، پھر دوسرے نے (خلوص کے ساتھ) دعا کی کہ اے خدا! تو خوب جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بہت سن رسیدہ تھے، میں روزانہ رات کو ان کے لئے اپنی بکریوں کا دودھ لے جاتا تھا، ایک رات اتفاق سے ان کے پاس اتنی دیر سے پہنچا کہ وہ سو چکے تھے۔ اور میرے بال بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے۔ (مگر) میں اپنے تڑپتے ہوئے بال بچوں کو

ماں باپ سے پہلے اس لئے دودھ نہ پلاتا تھا کہ وہ سور ہے تھے، اور ان کو جگانا مناسب نہیں سمجھا اور نہ ان کو چھوڑنا گوارا ہوا کہ وہ اس (دودھ) کے نہ پینے کی وجہ سے کمزور ہوجائیں، لہٰذا میں رات بھر برابر انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ سویرا ہوگیا، اے خدا! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیرے خوف سے کیا ہے، تو اب ہم سے اس پتھر کو ہٹادے، چنانچہ وہ پتھر ان پر سے (تھوڑا سا) اور ہٹ گیا اور اتنا ہٹ گیا کہ انہوں نے آسمان کو دیکھا، اس کے بعد تیسرے نے دعا کی، اے خدا! تو خوب جانتا ہے کہ میرے چچا کی بیٹی تھی، جو مجھ کو سب آدمیوں سے زیادہ محبوب تھی، میں نے اس سے ہم بستر ہونے کی خواہش کی، مگر وہ بغیر سو اشرفیاں لینے کے رضامند نہ ہوئی، اس لئے میں نے مطلوبہ اشرفیاں حاصل کرنے کیلئے دوڑ دھوپ کی، جب وہ مجھے مل گئیں تو میں نے وہ اشرفیاں اس کو دے دیں اور اس نے مجھے اپنے اُوپر قابو دے دیا، جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اللہ سے خوف کر اور مہر بکارت کو ناحق نہ توڑ، پس میں اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ سو اشرفیاں بھی چھوڑ دیں، اے خدا! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے تجھ سے ڈر کر یہ کام چھوڑ دیا تو اب (اس پتھر کو) ہم سے ہٹادے، چنانچہ خدا تعالیٰ نے وہ پتھر پوری طرح ان پر سے ہٹادیا اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔ ف

(۵۴) باب

۳۴۶۶ــــ حدثنا أبو الیمان: أخبرنا شعیب: حدثنا أبوالزناد، عن عبدالرحمٰن: حدثه أنه سمع أبا هریرة رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله ﷺ یقول: بینا امرأة ترضع ابنها اذ مر بها راکب وهي ترضعه فقالت: اللهم لا تمت ابني حتی یکون مثل هذا، فقال: اللهم لا تجعلني مثله. ثم رجع في الثدي، ومر بامرأة تجرر ویلعب بها فقالت: اللهم لا تجعل ابني مثلها، فقال: اللهم اجعلني مثلها. فقال: أما الراکب فانه کافر وأما المرأة فانهم یقولون لها: تزني، وتقول: حسبي الله ویقولون. تسرق، وتقول: حسبي الله".
[راجع: ۱۲۰۶]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی۔ اتفاقاً اس طرف سے ایک سوار گزرا اور وہ اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی، تو اس نے کہا: اے خدا! میرے بیٹے کو مرنے سے پہلے اس سوار کی طرح کردے۔ اس بچہ نے کہا: اے خدا! مجھے اس طرح نہ کرنا، اس کے بعد وہ پھر پستان کی طرف جھک پڑا، پھر کچھ دیر بعد ادھر سے ایک عورت کو کچھ لوگ کھینچتے ہوئے لے جارہے تھے اور کچھ لوگ اس پر ہنس رہے تھے۔ بچہ کی ماں نے کہا: اے خدا! میرے بیٹے کو اس عورت کی مثل نہ

ف اس حدیث کی تشریح کیلئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، کتاب البیوع، باب باب إذا اشتری شیئاً لغیره بغیر إذنه فرضی، رقم الحدیث: ۲۲۱۵۔

کرنا۔ بچے نے کہا: اے خدا! مجھے اس جیسا کردے۔ اور اس نے (اپنے اس کہنے کی وجہ یہ) بیان کی کہ یہ سوار تو کافر ہے، لیکن یہ عورت ایسی ہے کہ لوگ اس کی نسبت کہتے ہیں کہ زنا کرتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ خدا تعالیٰ میری حمایت کیلئے کافی ہے اور لوگ اس کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ چوری کرتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری حمایت کیلئے کافی ہے۔

یہ حدیث پہلے گزری ہے صرف ایک لفظ نیا ہے **ومرّ بامرأة تجرّر ويلعب بها،** یعنی لوگ اس کو کھینچ رہے تھے اور اس کے ساتھ مذاق کر رہے تھے یعنی گویا اس کو بہت ہی ذلیل سمجھ کر کھینچ رہے تھے، اس واسطے اس ماں نے کہا کہ میرا بچہ ایسا نہ ہو، بچے نے کہا نہیں، ایسا ہی ہو جاؤں۔

۳۴۶۷ ـ حدثنا سعيد بن تليد: حدثنا ابن وهب قال: اخبرني جرير بن حازم، عن ايوب، عن محمد بن سيرين، عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "بينما كلب يطيف بركية كاد يقتله العطش اذ راته بغي من بغايا بني اسرائيل فنزعت موقها فسقته فغفر لها به". [راجع: ۳۳۲۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کتا ایک کنویں کے گرد گھوم رہا تھا، معلوم ہوتا تھا کہ پیاس سے مرجائے گا، اتفاق سے کسی بدکار اسرائیلی عورت نے اس کتے کو دیکھ لیا اور اس زانیہ نے اپنا جوتا اُتار کر کنویں سے پانی نکال کر اس کتے کو پلا دیا، جس سے خدا تعالیٰ نے اس کو اسی بات پر بخش دیا۔

۳۴۶۸ ـ حدثنا عبدالله بن مسلمة: عن مالك، عن ابن شهاب، عن حميد بن عبدالرحمن: انه سمع معاوية بن أبي سفيان عام حج على المنبر، فتناول قصة من شعر كانت في يدي حرسي فقال: يا اهل المدينة، أين علماؤكم؟ سمعت النبي ﷺ ينهى عن مثل هذه ويقول: "انما هلكت بنو اسرائيل حين اتخذها نساؤهم". [انظر ۳۴۸۸، ۵۹۳۲، ۵۹۳۸] [۱۰۸]

ترجمہ: حضرت حضرت حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو

[۱۰۸] وفي صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة، والمستوشمة والنامصة والمتنمصة والمتفلجات والمغيرات خلق الله، رقم: ۳۹۶۸، وسنن الترمذي، كتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء في كراهية اتخاذ القصة، رقم: ۲۷۰۵، وسنن النسائي، كتاب الزينة، باب الوصل في الشعر، رقم: ۵۱۵۰، وسنن ابي داؤد، كتاب الترجل، باب في صلة الشعر، رقم: ۳۶۳۶، ومسند أحمد، مسند الشاميين، باب حديث معاوية بن ابي سفيان، رقم: ۱۶۲۲۲، ۱۶۲۴۰، ۱۶۲۶۲، ۱۶۲۸۷، ۱۶۳۱۹، وموطا مالك، كتاب الجامع، باب السنة في الشعر، رقم: ۱۴۸۹.

جس سال انہوں نے حج کیا ممبر پر یہ بیان کرتے ہوئے سنا اور آپ نے بالوں کا ایک گچھا ایک پاسبان کے ہاتھ میں سے لے کر فرمایا کہ اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (مصنوعی) بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ چھوڑنے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوگئے جب ان کی عورتوں نے اس کو بنایا۔

فتناول قصة من شعر — بالوں کا گچھا ہاتھ میں تھا، مراد یہ ہے کہ وہ لوگ وصل کرنے لگے تھے۔

۳۴۶۹ — حدثنا عبد العزيز بن عبدالله: حدثنا ابراهيم بن سعد، عن أبيه، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: "انه قد كان فيما مضى قبلكم من الامم محدثون، وانه ان كان في أمتي هذه منهم فانه عمر بن الخطاب". [انظر: ۳۶۸۹] [۱۰۹]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے کی اُمتوں میں کچھ لوگ محدَّث ہوتے تھے، میری اُمت میں اگر کوئی ایسا ہے تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہے۔

اُمت محمدیہ کا محدث

آپ سے پہلے جو امتیں گزری ہیں ان میں محدَّثین ہوتے تھے، **محدث** (بفتح الدال) اس کے لفظی معنی ہیں جس سے بات کی جائے، مراد یہ ہے کہ جس سے فرشتے بات کریں یا اللہ تعالیٰ بات کریں. **ملهم من الله** ۔ تو پچھلی امتوں میں محدَّثین گزرے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور وہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسرے لوگ ہوا کرتے تھے۔

اگر اس امت میں کوئی محدَّث ہے تو وہ عمر بن الخطاب ؓ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلب پر ایسی باتیں القاء فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رضا کی باتیں ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ بہت سے معاملات میں انہوں نے جو رائے پیش کی اسی کے موافق اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا۔

انبیائے کرام علیہم السلام کو جو الہام ہوتا ہے وہ وحی ہوتی ہے اور حجت شرعیہ ہوتا ہے لیکن دوسرے لوگوں کا الہام حجت شرعیہ نہیں ہوتا، البتہ اس سے استیناس اور بشارت کا کام ضرور لیا جا سکتا ہے، اور جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ کشف الہام اور خواب کا درجہ صرف مبشرات کا ہے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حالت بیداری کے احکامات کو نظر انداز کر کے الہام اور کشف پر اپنا سارا قلعہ تعمیر کر لے، جیسا کہ بہت سے لوگ اس راستہ سے گمراہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ

[۱۰۹] وفي مسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب باقي المسند السابق، رقم: ۸۱۱۴.

حفاظت فرمائیں۔ف

مرزا غلام احمد قادیانی کی گمراہی کی وجہ

مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسی راستہ سے گمراہ ہوا کہ اس نے پہلے محدَّث ہونے کا دعویٰ کیا کہ مجھ پر الہام ہوتا ہے اور پھر کرتے کرتے اللہ بچائے کہاں تک پہنچ گیا، اسی حدیث کی بنا پر اس نے محدَّث ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

محدث کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے الہام کو دوسرے پر لازم نہیں کرے گا، اس کو حجت شرعیہ نہیں سمجھے گا، اس کی وجہ سے کسی کام کے فیصلے کرنے کے جو معروف طریقے ہیں ان کو نظر انداز نہیں کرے گا۔

لمحۂ فکریہ

ہمارے بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ حل کرنے کیلئے پیش کیا جائے تو کہتے ہیں ہم اس کے بارے میں استخارہ کریں گے، رجوع کریں گے، جو کچھ سامنے آئے گا اس کے مطابق فیصلہ کریں گے، کسی کے بارے میں یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس کی رسول اللہ ﷺ سے باتیں ہوتی ہیں اور فلاں اور فلاں۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے ہمارے ہاں سے ایک فتویٰ جاری ہوا، ایک بڑے معروف اور نیک آدمی ہیں ان کو وہ فتویٰ پہنچا، انہیں اس سے اختلاف تھا، انہوں نے مجھے خط لکھا اور وہ فتویٰ واپس بھیج دیا کہ آپ کے ہاں سے یہ فتویٰ جاری ہوا ہے جو مجھے صحیح نہیں لگ رہا ہے۔

خیر! میں نے غور کیا تو وہ فتویٰ صحیح تھا، میں نے ان کو لکھ دیا کہ فتویٰ صحیح ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مجھ سے صاحب سرّ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا ہے کہ یہ فتویٰ صحیح نہیں۔

میں نے کہا بھائی یہ صاحب سرّ رسول اللہ ﷺ کون ہیں؟ انہوں نے ایک صاحب کا نام لیا کہ وہ فلاں صاحب ہیں جو ہر وقت رسول اللہ ﷺ سے رابطہ میں رہتے ہیں اور جب بھی کوئی معاملہ ہوتا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا حل پوچھتے ہیں، آپ ﷺ اس کو جواب دیتے ہیں۔

اب اس شخص کا نام بھی تجویز کر دیا کہ صاحب سرّ رسول اللہ ﷺ، میں نے کہا اللہ کے بندے یہ تو حضرت حذیفہ بن یمانؓ کا لقب تھا، آج آپ نے ایک عام آدمی کو صاحب السرّ کہہ دیا اور اس کے کشف اور الہام کو حجت شرعیہ قرار دے دیا اور اس پر مطمئن ہیں کہ یہ حجت شرعیہ ہے۔

یہ عالم تو نہیں مگر اچھے خاصے معروف آدمی ہیں اور علماء دیوبند سے وابستہ ہیں، علم میں رسوخ نہ ہونے کی وجہ

ف وفیہ: منقبة عظیمة لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه. وفیه: کرامة الأولیاء وأنها لا تنقطع الی یوم الدین.

عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۲۴.

سے یہ سب کچھ ہوتا ہے کہ دین کے کام میں لگ گئے جس کی وجہ سے دماغ میں یہ آ گیا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں، چنانچہ اس کے نتیجے میں گمراہیاں پھیلتی ہیں۔

۳۴۷۰ — حدثنا محمد بن بشار: حدثنا محمد بن أبي عدي، عن شعبة، عن قتادة، عن أبي الصديق الناجي، عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ''كان في بني اسرائيل رجل قتل تسعة وتسعين انسانا. ثم خرج يسال، فأتى راهبا فساله فقال له: توبة؟ قال: لا، فقتله، فجعل يسال. فقال له رجل: ائت قرية كذا وكذا، فأدركه الموت فناء بصدره نحوها فاختصمت فيه ملائكة الرحمة وملائكة العذاب، فأوحى الله الى هذه أن تقربي، وأوحىٰ الى هذه أن تباعدي، وقال: قيسوا ما بينهما. فوجد الى هذه أقربْ بشبر فغفر له''. [۱۱۰، ۱۱۱]

ننانوے قتل کا واقعہ

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کر دیا تھا۔ پھر اس کی بابت مسئلہ دریافت کرنے کو نکلا، پہلے ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہے؟ درویش نے کہا: نہیں، اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا، اس کے بعد پھر وہ یہ مسئلہ پوچھنے کی جستجو میں لگا رہا۔ کسی نے کہا فلاں بستی میں (ایک عالم ہے ان کے پاس) جا کر پوچھ لو، چنانچہ وہ چل پڑا: لیکن راستہ ہی میں اس کو موت آ گئی، مرتے وقت اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف بڑھا دیا جہاں جا کر وہ مسئلہ دریافت کرنا چاہتا تھا، رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اس کے بارہ میں باہم تکرار ہوئی رحمت کے فرشتے کہتے کہ اس کی روح کو ہم لے جائیں گے، کیونکہ یہ توبہ کا پختہ ارادہ رکھتا تھا، عذاب کے فرشتے کہتے کہ اس کی روح کو ہم لے جائیں گے، کیونکہ یہ سخت گناہ گار تھا، اسی اثناء میں خدا نے اس بستی کو جہاں جا کر وہ توبہ کرنا چاہتا تھا یہ حکم دیا کہ اے بستی اس سے نزدیک ہو جا اور اس بستی کو جہاں اس نے گناہ کا ارتکاب کیا تھا یہ حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ دونوں بستیوں کی مسافت ناپو دیکھو یہ مردہ کس بستی کے قریب ہے، چنانچہ وہ مردہ اس بستی سے جہاں وہ توبہ کرنے جا رہا تھا بالشت بھر نزدیک تھی، خدا نے اسے بخش دیا۔ فوا

[۱۱۰] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۱۱۱] وفی صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وان کثر قتله، رقم: ۴۹۶۷، وسنن ابن ماجة، کتاب الدیات، باب هل لقاتل مؤمن توبة، رقم: ۲۶۱۲، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی سعید الخدری، رقم: ۱۰۷۲۷، ۱۱۲۶۲.

حقوق العباد کی تلافی کی صورت

اس حدیث سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ نے یہ استدلال فرمایا ہے کہ حقوق العباد کے بارے میں عام قاعدہ یہ ہے کہ وہ محض توبہ سے معاف نہیں ہوتے، جب تک صاحب حق معاف نہ کرے اور حقوق العباد کا معاملہ حقوق اللہ سے زیادہ سنگین ہے، لیکن ساتھ ہی حضرت نے یہ فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی وقت متنبہ ہوا اور تائب ہونے کے بعد سچے دل سے یہ چاہتا ہو کہ میں اصحابِ حقوق کے حقوق ادا کروں اور اس کی فکر اور کوشش بھی شروع کر دی ہو، اگر اسی کوشش کے دوران اس کا انتقال ہو گیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان اصحاب حقوق کو اس کی طرف سے راضی کر دیں گے جس کے نتیجے میں اس کی معافی کی گنجائش نکل آئے گی۔ ورنہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ حقوق العباد کی معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فـ[۳]

اب یہاں ایک شخص ننانوے قتل کر کے آیا اور دوسری روایت میں ہے کہ سو کا عدد بھی پورا کر گیا، اب سو قتل کرنے کے بعد بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اس کی معافی کیسے ہوگی، لیکن اپنی طرف سے تائب ہو گیا اور چل پڑا، درمیان میں اس کا انتقال ہو گیا، اس واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اصحابِ حقوق کو راضی فرما دیں گے۔

سوال: اس کی یہ کوشش کس درجہ کی ہے؟ یعنی کتنی کوشش کر پایا ہے؟ فاصلہ ناپنے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کر لی تھی کہ میں اس جگہ پر پہنچ جاؤں، اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ اس زمین کو قریب کر دیا تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کی یہ کوشش اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے۔ فـ[۴]

۳۴۷۱ - حدثنا علی بن عبد اللہ: حدثنا سفیان: حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی سلمة، عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال: صلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صلاة الصبح ثم اقبل علی الناس فقال: "بینا رجل یسوق بقرة اذ رکبها فضربها، فقالت: انا لم

فـ[۳] فان قیل: حقوق الآدمیین لا تسقط بالتوبة بل لا بد من الاسترضاء. واجیب: بان اللہ تعالیٰ اذا قبل توبة عبده یرضی خصمه. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۲۵.

وفی الحدیث: مشروعیة التوبة من جمیع الکبائر حتی من قتل النفس، وقال القاضی: مذهب اهل السنة أن التوبة تکفر القتل کسائر الذنوب، وما روی عن بعضهم من تشدید فی الزجر وتقنیط عن التوبة، فانما روی ذلک لئلا تجتریء الناس علی الدماء، قال اللہ تعالیٰ: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ". [النساء: ۴۸ و ۱۱۶] فکل ما دون الشرک یجوز أن یغفر له. واما قوله تعالیٰ: "وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ". [النساء: ۹۳] فمعناه: جزاؤه أن جازاه وقد لا یجازی بل یعفو عنه، واذا استحل قتله بغیر حق ولا تاویل فهو کافر یخلد فی النار اجماعا. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۲۵.

نخلق لهذا انما خلقنا للحرث"، فقال الناس: سبحان الله بقرة تكلم! فقال: "فانی اومن بهذا انا وابوبكر وعمر" وما هما ثم. "وبينما رجل فی غنمه اذ عدا الذئب فذهب منها بشاة فطلب حتى كانه استنقذها منه، فقال له الذئب: هذا استنقذتها منى، فمن لها يوم السبع؟ يوم لا راعى لها غيرى؟" فقال الناس: سبحان الله، ذئب يتكلم! قال: "فانی اومن بهذا انا وابو بكر وعمر" وما هما ثم. [راجع: ۲۳۲۴]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن حضور اقدس ﷺ نمازِ فجر پڑھ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا کہ ایک شخص بیل ہانک رہا تھا، ہانکتے ہانکتے اس پر سوار ہو کر اس کو مارنے لگا، بیل نے کہا کہ ہم سواری کیلئے پیدا نہیں کئے گئے، ہم کو تو کھیتی کیلئے پیدا کیا گیا ہے، لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بیل بول رہا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں اور ابوبکر وعمر اس واقعہ پر ایمان لاتے ہیں، حالانکہ ابوبکر وعمر وہاں موجود نہ تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے ان پر پورا اعتماد رکھنے کی وجہ سے ان کی طرف سے شہادت دی۔

ایک مرتبہ ایک شخص کی بکریوں پر ایک بھیڑیئے نے جست لگائی، اور ایک بکری اُٹھالے گیا، رکھوالے نے بھیڑیئے کا پیچھا کر کے بکری چھڑالی، تو اس بھیڑیئے نے کہا: اس بکری کو تو نے مجھ سے چھڑالیا، لیکن درندہ والے دن بکری کا محافظ کون ہوگا؟ جس روز میرے سوا اس کا چرواہا نہ ہوگا۔ لوگوں نے تعجب سے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیئے بھی باتیں کرتا ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مگر میں اور ابوبکر وعمر اس پر ایمان رکھتے ہیں، حالانکہ یہ دونوں حضرات اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔

حدثنا على: حدثنا سفيان، عن مسعر، عن سعد بن ابراهيم، عن ابى سلمة، عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم بمثله.

ترجمہ: نیز ایک دوسری سند کے ذریعہ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسالت مآب ﷺ سے اسی طرح کی ایک اور حدیث روایت کی ہے۔

۳۴۷۲ ـ حدثنا اسحاق بن نصر: أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن همام، عن ابي هريرة رضي الله عنه قال النبي ﷺ: " اشترى رجل من رجل عقارا له فوجد الرجل الذي اشترى العقار في عقاره جرة فيها ذهب. فقال له الذي اشتري العقار: خذ ذهبك مني، انما اشتريت منك الارض، ولم أبتع منك الذهب. وقال الذي له الارض: انما بعتك الارض وما فيها. فتحا كما الى رجل، فقال الذي تحاكما اليه: ا لكما ولد؟ قال أحدهما: لي غلام، وقال الاخر: لي جارية. قال: انكحوا الغلام الجارية. وأنفقوا على أنفسهما منه وتصدقا". [راجع: ۲۳۶۵]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے کسی آدمی سے کچھ زمین خریدی اور اس خریدی ہوئی زمین میں خریدار نے سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا پایا، پھر بائع زمین سے کہا کہ تم اپنا سونا مجھ سے لے لو، کیونکہ میں نے تجھ سے صرف زمین خریدی تھی سونا مول نہیں لیا تھا۔ بائع نے کہا کہ میں نے تو زمین اور جو کچھ اس زمین میں تھا، سب فروخت کر دیا تھا، پھر ان دونوں نے کسی شخص کو پنچ بنایا، اس پنچ نے مقدمہ کی روئیداد سن کر دریافت کیا کہ کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ایک نے کہا: میرے ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے، پنچ نے کہا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ کر دو اور اس روپیہ کو ان کے کارِ خیر میں صَرف کرو۔

دیانت کی برکت

خذ ذهبک مني ۔ ایسا جھگڑا بھی کبھی دنیا میں ہوا ہے کہ وہ کہتا ہے لے جاؤ یہ کہتا نہیں لیتا۔

نبی کریم ﷺ کا اس کو بیان کرنے کا منشاء یہ ہے کہ ان لوگوں کی دیانت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے گھرانے کو دنیاوی ترقی دی۔

مسئلہ کے اعتبار سے فی نفسہ مشتری کی بات صحیح تھی، کیونکہ مٹکا زمین کی بیع میں شامل نہیں ہوتا، جب تک الگ سے اس کی صراحت نہ کی جائے، اس لئے وہ بائع کا ہی تھا، لیکن بائع نے شاید بیچتے وقت نیت کر لی ہو کہ جو کچھ بھی ہو وہ تمہارا ہے۔

اگر اس مٹکے میں خزانہ ہو تو اس کا حکم گزر چکا ہے کہ اگر جاہلیت کے زمانہ کا ہے تو فئی ہے اور اگر اسلام کے زمانہ کا ہے تو لقطہ ہے۔ فے

۳۴۷۳ ـ حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال: حدثني مالک، عن محمد بن المنكدر، وعن أبي النضر مولى عمر بن عبيد الله، عن عامر بن سعد بن أبي وقاص، عن أبيه: أنه سمعه يسأل أسامة بن زيد: ماذا سمعت من رسول الله ﷺ في الطاعون؟ فقال أسامة: قال رسول الله ﷺ: "الطاعون رجس أرسل على طائفة من بني اسرائيل أو على من كان قبلكم فاذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه. واذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه". قال ابو النضر: ولا يخرجكم الا فرارا منه". [انظر: ۵۷۲۸،

فے وان كان كالذهب والفضة فان كان من دفين الجاهلية فهو ركاز، وان كان من دفين المسلمين فهو لقطة، وان جهل ذلک كان مالا ضائعا، فان كان هناک بيت مال يحفظ فيه والا صرف الى الفقراء والمساكين وفيما يستعان به على أمور الدين، وفيما أمكن من مصالح المسلمين. وقال ابن التين: فان كان من دفائن الاسلام فهو لقطة، وان كان من دفائن الجاهلية. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۲۷.

۶۹۷۴] [۱۱۲]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں کچھ سُنا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے، نازل کیا گیا تھا، جب تم سنو کہ کسی مقام پر طاعون ہے تو تم وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ طاعون پھیل جائے، جہاں تم رہتے ہو، تو وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ نہ جاؤ۔ ابو النضر فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہیکہ خاص بھاگنے کی نیت سے دوسری جگہ نہ جاؤ، اگر کوئی دوسری ضرورت پیش آجائے، تو وہاں سے دوسری جگہ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

طاعون سے بھاگنے کا حکم

لایخرجکم الا فرارا منه۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر طاعون سے بھاگنے کی غرض سے جانا چاہو تو جاسکتے ہو جبکہ حدیث کے اول الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بھاگنا جائز نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ بھاگنے کی ممانعت کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں کہ بھاگنے کی ممانعت اس وقت ہے جب نکلنے کا مقصد سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ ہو، اگر کسی اور مقصد سے جارہا ہے تو پھر نکلنا جائز ہے۔[ف]

۳۴۷۴ــ حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا داود بن ابى الفرات: حدثنا عبد الله ابن بريدة، عن يحيى بن يعمر، عن عائشة زوج النبى صلى الله عليه وسلم قالت: سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الطاعون فاخبرنى انه عذاب يبعثه الله على من يشاء، وان الله جعله رحمة للمؤمنين، ليس من احد يقع الطاعون فيمكث فى بلده صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر شهيد". [أنظر: ۵۷۳۴، ۶۶۱۹] [۱۱۳]

---

[۱۱۲] وفى صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، رقم: ۴۱۰۸، وسنن الترمذى، كتاب الجنائز عن رسول الله، باب ماجاء فى كراهية الفرار من الطاعون، رقم: ۹۸۵، ومسند احمد، مسند الأنصار، باب حديث اسامة بن زيد حب رسول الله، رقم: ۲۰۷۵۶، ۲۰۷۶۸، ۲۰۷۹۹، ۲۰۸۰۶، ۲۰۸۱۰، ۲۰۸۱۷، ۲۰۸۲۶، ۲۰۸۵۷، موطا مالک، كتاب الجامع، باب ما جاء فى الطاعون، رقم: ۱۳۹۲.

[ف] لاتخرجوا اذا لم يكن خروجكم الا فرارا منه، فأباح الخروج لغرض آخر كالتجارة ونحوها. عمدة القارى، ج: ۱۱، ص: ۲۲۹.

[۱۱۳] وفى مسند احمد، باقى مسند الأنصار، باب حديث السيدة عائشة، رقم: ۲۳۲۲۲، ۲۴۰۵۶، ۲۴۹۴۳.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ سید الکونین ﷺ سے طاعون کی حقیقت دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، اور خدا تعالیٰ اس کو مؤمنوں کے لئے رحمت قرار دیتا ہے، اور جس جگہ طاعون ہو اور وہاں کوئی خدا کا مؤمن بندہ ٹھہرا رہے یعنی آبادی اور شہر کو چھوڑ کر نہ بھاگ جائے اور صابر اور خدا تعالیٰ سے ثواب کا طالب رہے، اور یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی، مگر صرف وہی جو خدا تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کردی ہے، تو اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

۳۴۷۵ — حدثنا قتیبة بن سعید: حدثنا لیث، عن ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة رضی الله عنها: ان قریشا اهمهم شان المرأة المخزومیة التی سرقت فقالوا: ومن یکلم فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ فقالوا: ومن یجتریٔ علیه الا اسامة بن زید حب رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ فکلمه اسامة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "اتشفع فی حد من حدود الله؟" ثم قام فاختطب ثم قال: "انما اهلک الذین قبلکم انهم کانوا اذا سرق فیهم الشریف ترکوه، واذا سرق فیهم الضعیف اقاموا علیه الحد. وایم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدها". [راجع: ۲۶۴۸]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ امرائے قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت ہی فکر مند تھے، جس نے چوری کی تھی، اور آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا، وہ لوگ کہنے لگے کہ اس سارقہ کے واقعہ کے متعلق کون شخص رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کرے، بعض لوگوں نے کہا کہ اسامہ بن زید جو رسول اللہ ﷺ کے چہیتے ہیں، اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں، ان لوگوں نے مشورہ کرکے اُسامہ بن زید کو اس بات پر مجبور کیا، چنانچہ اسامہ نے جرأت کرکے اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، جس پر آپ ﷺ نے اپنے چہیتے اُسامہ سے کہا کہ تم خدا کی قائم کردہ سزاؤں میں سے ایک حد کے قیام کے سفارشی ہو، یہ کہہ کر آپ ﷺ کھڑے ہوگئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ فرمایا کہ تم سے پہلی اُمتیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا، تو اسے چھوڑ دیتے اور سزا نہ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے، قسم ہے خدا کی! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں۔

۳۴۷۶ — حدثنا آدم: حدثنا شعبة: حدثنا عبدالملک بن میسرة قال: سمعت النزال ابن سبرة الهلالی، عن ابن مسعود رضی الله عنه قال: سمعت رجلا قرأ آیة وسمعت النبی ﷺ یقرأ خلافها، فجئت به النبی ﷺ فاخبرته فعرفت فی وجهه الکراهیة وقال: کلاهما محسن فلا تختلفوا فان من کان قبلکم اختلفوا فهلکوا. [راجع: ۲۴۱۰]

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو نبی کریم ﷺ کی قراءت کے خلاف ایک آیت پڑھتے سنی تو میں اس شخص کو حضور اقدس ﷺ کے پاس لے آیا اور میں آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا تو میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناگواری کا اثر محسوس کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں صحیح پڑھتے ہو، اختلاف نہ کرو، جو لوگ تم سے پہلے تھے، انہوں نے اختلاف کیا تھا، اسی وجہ سے وہ ہلاک ہوگئے۔

۳۴۷۷ ــ حدثنا عمر بن حفص: حدثنا أبي: حدثنا الأعمش قال: حدثني شقيق: قال عبداللّٰه: كأني أنظر الى النبي ﷺ يحكي نبيا من الأنبياء ضربه قومه فأدموه وهو يمسح الدم عن وجهه ويقول: اللهم اغفر لقومي فانهم لا يعلمون. [انظر: ۶۹۲۹] [۱۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے، اس وقت بھی سید الکونین ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جو انبیاء سابقین کے ایک نبی کی کیفیت بیان فرما رہے ہیں کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور خون آلود کر دیا، وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے جاتے اور کہتے جاتے اے خدا! میری قوم کو بخش دے، کیونکہ وہ میری قدر و منزلت سے واقف نہیں ہیں۔

۳۴۷۸ ــ حدثنا أبو الوليد: حدثنا أبو عوانة، عن قتادة، عن عقبة بن عبدالغافر، عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي ﷺ: أن رجلا كان قبلكم رغسه الله مالا فقال لبنيه لما حضر: أي أب كنت لكم؟ قالوا: خير أب، قال: فاني لم أعمل خيرا قط فاذا مت فأحرقوني ثم اسحقوني ثم ذرّوني في يوم عاصف. ففعلوا. فجمعه الله عز وجل فقال: ما حملك؟ قال: مخافتك، فتلقاه رحمته. وقال معاذ: حدثنا شعبة، عن قتادة قال: سمعت عقبة بن عبدالغافر: سمعت أبا سعيد الخدري عن النبي ﷺ. [انظر: ۶۴۸۱، ۷۵۰۸] [۱۵]

أن رجلا كان قبلكم رغسه الله .... قالوا: خير أب ــ ایک شخص تم سے پہلے تھا، جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال عطا کیا تھا، جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے دریافت کیا، میں تمہارا کس قسم کا باپ تھا، انہوں نے کہا تو ہمارا اچھا باپ تھا۔

۳۴۷۹ ــ حدثنا مسدد: حدثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ربعي بن حراش قال: قال عقبة لحذيفة: ألا تحدثنا ما سمعت من النبي ﷺ؟ قال: سمعته يقول:

---

[۱۴] وفي صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، رقم: ۳۳۴۷، وسنن ابن ماجة، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم: ۴۰۱۵. ومسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن مسعود، رقم: ۳۴۲۹، ۳۸۵۱، ۳۸۹۸، ۳۹۸۶، ۴۱۰۳، ۴۱۳۶.

[۱۵] وفي صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالىٰ وانها سبقت غضبه، رقم: ۴۹۵۲، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي سعيد الخدري، رقم: ۱۰۶۷۴، ۱۰۷۰۴، ۱۱۲۳۷، ۱۱۳۱۲.

ان رجلا حضره الموت لما أیس من الحیاة أوصی أهله: اذا مت فاجمعوا لی حطباً کثیراً، ثم أوروا نارا، حتی اذا أکلت لحمی وخلصت الی عظمی فخذوها فاطحنوها فذرونی فی الیم فی یوم حار أو راح. فجمعه الله فقال: لم فعلتَ؟ قال: خشیتک، فغفر له.

قال عقبة: وأنا سمعته یقول. [۳۴۵۲]

حدثنا موسی: حدثنا أبو عوانة: حدثنا عبد الملک وقال: فی یوم راح.

ثم أوروا نارا — آگ روشن کیا جائے۔

فذرونی فی الیم فی یوم حار أو راح — پھر مجھے کسی گرم یا کسی تیز ہوا چلنے والے دن دریا میں ڈال دینا۔

۳۴۸۰ — حدثنا عبدالعزیز بن عبدالله: حدثنا ابراهیم بن سعد، عن ابن شهاب، عن عبیدالله بن عبدالله بن عتبة، عن أبی هریرة: أن رسول الله ﷺ قال: کان الرجل یداین الناس فکان یقول لفتاه: اذا أتیت معسرا فتجاوز عنه لعل الله أن یتجاوز عنا، قال: فلقی الله فتجاوز عنه. [راجع: ۲۰۷۸]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کو قرض دے دیا کرتا تھا اور اپنے غلام سے کہہ دیا کرتا تھا کہ جب تو تقاضا کیلئے کسی تنگ دست کے پاس جائے، تو اس سے درگزر کرنا، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگذر کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ مرنے کے بعد خدا تعالیٰ سے ملا، تو خدا نے اس سے درگذر فرمایا۔

۳۴۸۱ — حدثنی عبد الله بن محمد: حدثنا هشام: أخبرنا معمر، عن الزهری، عن حمید بن عبد الرحمن، عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: کان رجل یسرف علی نفسه فلما حضره الموت قال لبنیه: اذا أنا مت فأحرقونی ثم اطحنونی ثم ذرونی فی الریح، فو الله لئن قدر الله علی لیعذبنی عذابا ما عذبه أحدا. فلما مات فعل به ذلک فأمر الله تعالیٰ الأرض فقال: اجمعی ما فیک منه، ففعلت. فاذا هو قائم فقال: ما حملک علی ما صنعت؟ قال: یا رب خشیتک حملتنی، فغفر له، وقال غیره: مخافتک یا رب. [انظر: ۷۵۰۶] [۱۱۶]

[۱۱۶] وفی صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ وأنها سبقت غضبه، رقم: ۴۹۴۹، وسنن النسائی، کتاب الجنائز، باب أرواح المؤمنین، رقم: ۲۰۵۲، وسنن ابن ماجة، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة، رقم: ۴۲۴۵، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی هریرة، رقم: ۷۳۲۷، ۷۶۹۷، وموطا مالک، کتاب الجنائز، باب أن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ما من نبی حتی یخیر، رقم: ۵۰۶.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا، جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر پیس ڈالنا، اس کے بعد مجھے (یعنی میری راکھ) ہوا میں اُڑا دینا، کیونکہ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قابو پالے گا، تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو اس نے کسی کو نہ دیا ہوگا۔ چنانچہ جب وہ مر گیا، تو اس کے ساتھ (اس کی وصیت کے موافق) ایسا ہی کیا گیا، پس خدا تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اس شخص کے جس قدر ذرات تجھ میں ہیں جمع کر۔ زمین نے جمع کر دیئے، یکدم وہ شخص صحیح سالم کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے اس (حرکت) پر جو تو نے کی، کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ اس نے عرض کیا: پروردگار! تیرے خوف نے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

کان رجل یسرف علی نفسہ ۔ ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا۔

۳۴۸۲ ـــ حدثنی عبد اللہ بن محمد بن أسماء: حدثنا جویریة بن أسماء، عن نافع، عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنهما: أن رسول اللہ ﷺ قال: عذبت امرأة فی هرة ربطتها حتی ماتت فدخلت فیها النار، لا هی أطعمتها و لا سقتها اذ حبستها، ولا هی ترکتها تأکل من خشاش الأرض. [۱۷]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا اور کھانا پانی نہ دیتی تھی، یہاں تک کہ وہ مر گئی، پس اسی وجہ سے وہ عورت دوزخ میں گئی، نہ اس نے بلی کو کھلایا اور نہ ہی اس کو پانی دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ حشرات الارض (یعنی چوہے، چڑیاں وغیرہ) کھالے۔

۳۴۸۳ ـــ حدثنا أحمد بن یونس، عن زهیر: حدثنا منصور، عن ربعی بن حراش: حدثنا أبو مسعود عقبة قال: قال النبی ﷺ ان مما أدرک الناس من کلام النبوة: اذا لم تستح فافعل ما شئت. [انظر: ۳۴۸۴، ۶۱۲۰] [۱۸]

---

[۱۷] وفی صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم قتل الهرة، رقم: ۴۱۶۰، وکتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم تعذیب الهرة ونحوها من الحیوان الذی لا یؤذی، رقم: ۴۷۴۹، وسنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب دخلت امرأة النار فی هرة، رقم: ۲۶۹۳.

[۱۸] وفی سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الحیاء، رقم: ۴۱۶۴، وسنن ابن ماجة، کتاب الزهد، باب الحیاء، رقم: ۴۱۷۳، ومسند أحمد، مسند الشامیین، باب بقیة حدیث أبی مسعود البدری الأنصاری، رقم: ۱۶۴۷۰، ۱۶۴۸۵، وباقی مسند الأنصار، باب حدیث أبی مسعود عقبة بن عمرو الأنصاری، رقم: ۲۱۳۱۳، وموطا مالک، کتاب النداء للصلاة، باب وضع الیدین احداهما علی الأخری فی الصلاة، رقم: ۳۳۹.

ترجمہ: حضرت ابومسعودؓ سے (جن کو عقبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) مروی ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کلماتِ نبوت میں سے جو لوگوں نے پایا ہے، یہ جملہ بھی ہے: **"اذا لم تستح فافعل ما شئت"** یعنی جب تم کو حیا نہ رہے، تو جو چاہے کر ڈال۔

۳۴۸۵ــ حدثنا بشر بن محمد: أخبرنا عبد اللّٰہ: أخبرنا یونس، عن الزهری: أخبرنی سالم: أن ابن عمر حدثه أن النبی ﷺ قال: بینما رجل یجر ازاره من الخیلاء خسف به فهو یتجلجل فی الأرض الی یوم القیامة.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدالکونین ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی ازار تکبر سے لٹکائے ہوئے جارہا تھا کہ زمین میں دھنس گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

تابعه عبد الرحمن بن خالد، عن الزهری. [انظر: ۵۷۹۰] [۹۱]

۳۴۸۶ــ حدثنا موسٰی بن اسماعیل: حدثنا وهیب قال: حدثنی ابن طاوس، عن أبیه، عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ قال: "نحن الاخرون السابقون یوم القیامة، بید کل أمة أوتوا الکتاب من قبلنا وأوتینا من بعد هم، فهذا الیوم الذی اختلفوا فیه، فغدا للیهود وبعد غد للنصاری". [راجع: ۲۳۸]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم ظہور کے اعتبار سے سب سے پچھلے ہیں، لیکن قیامت کے روز مرتبہ میں سب سے سبقت لے جانے والے ہیں، بجز اس کے کوئی بات نہیں کہ اور اُمتوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ہمیں اس کے بعد دی گئی پھر یہ دن جمعہ کا وہ دن ہے جس میں لوگوں نے اختلاف کیا، اس سے کل والا دن یعنی سنیچر یہود کیلئے مقرر ہوا، اور پرسوں والا دن یعنی اتوار نصاریٰ کیلئے۔

یہ حدیث پہلے کتاب الجمعہ میں گزری ہے کہ **فهذا الیوم الذی اختلفوا فیه، فغداً للیهود**، یعنی ہمارا دن جمعہ ہے اگلا دن یعنی سبت یہودیوں کا ہے اور **بعد غد** - یعنی اتوار کا دن نصاریٰ کا ہے۔

۳۴۸۷ــ "علی کل مسلم فی کل سبعة أیام یوم یغسل راسه وجسده". [راجع: ۸۹۷]

ترجمہ: ہر مسلمان پر سات دنوں میں ایک دن مقرر کیا گیا ہے، جس میں وہ اپنا سر اور بدن دھو لے۔

۳۴۸۸ــ حدثنا آدم: حدثنا شعبة: حدثنا عمرو بن مرة: سمعت سعید بن

---

[۹۱] وفی سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللّٰه، باب منه، رقم: ۲۴۱۵، وسنن النسائی، کتاب الزینة، باب التغلیظ فی جر الدرار، رقم: ۵۲۳۱، ومسند احمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبداللّٰه بن عمر بن الخطاب، رقم: ۵۰۸۸.

المسیب قال: قدم معاویة بن ابی سفیان المدینة آخر قدمة قدمها فخطبنا فاخرج کبة من شعر فقال: ما کنت اری ان احدا یفعل هذا غیر الیهود؟ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سماہ الزور، یعنی الوصال فی الشعر. تابعه غندر عن شعبة. [راجع: ۳۴۶۸]

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان جب آخری مرتبہ مدینہ منورہ آئے، تو ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور ایک مصنوعی بالوں کا گچھا نکالا اور یہ کہا میں نہ سمجھتا تھا کہ بجز یہود کے کوئی ایسا کرتا ہوگا اور یقیناً رسالت مآب ﷺ نے اس کا نام زور رکھا ہے، یعنی بالوں میں جوڑ ملانے کو زور (جھوٹ) فرمایا ہے۔

كتاب المناقب

رقم الحديث :

٣٤٨٩ ـ ٣٦٤٨

۶۱ ۔ کتاب المناقب

بزرگی کی باتوں کے بیان میں

"مناقب" لفظ "منقب" کی جمع ہے جس کے معنی شرف اور فضیلت کے ہیں۔

(۱) باب قول اللہ تعالی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ﴾ الآیۃ [الحجرات: ۱۳]

ترجمہ: اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ نے مساوات کا یہ عظیم اُصول بیان فرمایا ہے کہ کسی کی عزت اور شرافت کا معیار اُس کی قوم، اُس کا قبیلہ یا وطن نہیں ہے، بلکہ تقویٰ ہے۔ سب لوگ ایک مرد و عورت یعنی حضرت آدم وحواء (علیہما السلام) سے پیدا ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مختلف قبیلے خاندان یا قومیں اس لئے نہیں بنائیں کہ وہ ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتائیں، بلکہ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ بے شمار انسانوں میں باہمی پہچان کے لئے کچھ تقسیم قائم ہو جائے۔ف

وقوله: ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: ۱]

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

آیت کا مطلب

جب دنیا میں لوگ ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں تو بکثرت یہ کہتے ہیں کہ ''خدا کے واسطے مجھے میرا حق دے دو'' آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے حقوق کے لئے اللہ کا واسطہ دیتے ہو تو دوسروں کا حق ادا کرنے میں بھی اللہ سے ڈرو، اور لوگوں کے حقوق پورے پورے ادا کرو۔

وما ينهى عن دعوى الجاهلية.

ف توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الحجرات، حاشیہ: ۹۔

ترجمہ: اور جاہلیت کے دعووں سے کیا چیز منع ہے۔

الشعوب: النسب البعيد.

اس کے معنی دور کا نسب ہیں۔

والقبائل: دون ذلک.

"**قبائل**" لفظ "**قبيلة**" کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: ایک باپ کی اولاد۔

دون ذلک۔ اس کے معنی اس سے نزدیک کا نسب ہے۔

۳۴۸۹ ۔ حدثنا خالد بن يزيد الكاهلي: حدثنا ابوبكر، عن ابى حصين، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضى الله عنهما ﴿وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا﴾ قال: الشعوب: القبائل العظام، والقبائل: البطون. [۱]

وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ۔ اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کرسکو۔

نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم وحواء کی اولاد ہیں۔ تمام انسانوں کا سلسلہ آدم وحواء پر منتہی ہوتا ہے۔ یہ ذاتیں اور خاندان اللہ تعالیٰ نے محض تعارف اور شناخت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ [ف]

۳۴۹۰ ۔ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا يحيى بن سعيد، عن عبيد الله قال: حدثنى سعيد بن ابى سعيد، عن ابيه، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قيل: يا رسول الله، من اكرم الناس؟ قال: "اتقاهم". قالوا: ليس عن هذا نسالک، قال: "فيوسف نبى الله". [راجع: ۳۳۵۳]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ فرمایا: جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو، صحابہ نے عرض کیا: ہم یہ دریافت نہیں کرتے، فرمایا: تو یوسف اللہ کے نبی (سب سے زیادہ بزرگ ہیں)۔

۳۴۹۱ ۔ حدثنا قيس بن حفص: حدثنا عبد الواحد: حدثنا كليب بن وائل قال: حدثتنى ربيبة النبى صلى الله عليه وسلم زينب ابنة ابى سلمة قال: قلت لها ارايت النبى صلى الله عليه وسلم اكان من مضر؟ قالت: ممن كان الا من مضر؟ من بنى النضر بن كنانة.

[انظر: ۳۴۹۲] [۲]

---

[۱] لا يوجد للحديث مكررات، والفرد به البخارى.

[ف] تفسیر عثمانی، ص: ۶۸۶.

[۲] والفرد به البخارى.

ترجمہ: کلیب بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ ربیبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا تھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مضر کے قبیلہ میں سے تھے، یا کسی اور قبیلہ میں سے؟ انہوں نے کہا ہاں! قبیلہ مضر میں سے تھے جو نضر بن کنانہ کی اولاد ہے۔

۳۴۹۲ـ حدثنا موسى: حدثنا عبد الواحد: حدثنا كليب: حدثتني ربيبة النبي صلى الله عليه وسلم واظنها زينب قالت: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدباء والحنتم والمقير والمزفت. وقلت لها: اخبريني النبي صلى الله عليه وسلم ممن كان؟ من مضر كان؟ قالت: فممن كان الا من مضر؟ كان من ولد النضر بن كنانة. [۲]

كان من ولد النضر بن كنانة ـ یہ نضر بن کنانہ یا فہر ابن مالک ابن نضر کا لقب تھا، جن کی اولاد مختلف شاخ درشاخ خاندانوں میں پھیلی اور ان سب خاندانوں پر مشتمل قبیلہ مورثِ اعلیٰ کے لقب کی مناسبت سے ''قریش'' کہلایا، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۳۴۹۳ــ حدثني اسحاق بن ابراهيم: اخبرنا جرير، عن عمارة، عن ابى زرعة، عن ابى هريرة رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "تجدون الناس معادن، خيارهم فى الجاهلية خيارهم فى الاسلام اذا فقهوا. وتجدون خير الناس فى هذا الشان اشدهم له كراهية". [أنظر: ۳۴۹۶، ۳۵۸۸] [۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آدمیوں کو کان کی مانند (مختلف الطبائع) پاؤ گے، ان میں سے جو جاہلیت کے زمانہ میں اچھے تھے، وہ اسلام کے زمانہ میں بھی اچھے ہیں، بشرطیکہ وہ دین کا علم حاصل کریں اور تم سب سے زیادہ اچھا اسلام میں اس کو پاؤ گے جو سب سے زیادہ اس کا دشمن تھا۔

۳۴۹۴ــ "وتجدون شر الناس ذا الوجهين: الذى ياتى هؤلاء بوجه وياتى هؤلاء بوجه". [أنظر: ۶۰۵۸، ۷۱۷۹] [۵]

ترجمہ: اور تم سب سے برا اسی دوزخی (منافق) کو پاؤ گے جو ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتا ہو اور ان کے پاس دوسرے منہ سے جاتا ہو۔

۳۴۹۵ــ حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا المغيرة، عن ابى الزناد، عن الاعرج، عن ابى هريرة رضى الله عنه: ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: "الناس تبع لقريش فى هذا الشان،

---

[۲] انفرد به البخاری.

مسلمهم تبع لمسلمهم، وكافرهم تبع لكافرهم". ٦٥

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: اس کام میں لوگ قریش کے تابع ہیں، ان کا مسلمان ان کے مسلمان کے تابع ہے اور ان کا کافر ان کے کافر کے تابع ہے۔

الناس تبع لقريش في هذا الشان .... وكافرهم تبع لكافرهم۔

حدیث کے ظاہری سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "اس بات" سے مراد دین وشریعت ہے خواہ اس کے وجود کا اعتبار ہو یا اس کے عدم کا۔ مطلب یہ کہ دین کے قبول یا عدم قبول یعنی ایمان وکفر کے معاملہ میں تمام لوگ قریش کے پیچھے ہیں اور قریش اقدامی وپیشوائی حیثیت رکھتے ہیں، بایں طور کہ ایک طرف تو دین کا ظہور سب سے پہلے قریش میں ہوا اور سب سے پہلے قریش کے لوگ ایمان لائے اور پھر ان کی اتباع میں دوسرے لوگوں نے بھی ایمان لانا شروع کیا، دوسری طرف وہ یعنی قریش ہی کے لوگ تھے جنہوں نے دین کی سب سے پہلے مخالفت کی اور مسلمانوں کی راہ روکنے کے لئے سب سے پہلے آگے آئے، اس طرح اگر قریش کے کافروں کے تابعدار ہوئے، چنانچہ فتح مکہ سے پہلے تمام اہلِ عرب، قریش مکہ کے اسلام لانے کا انتظار کرتے تھے، جب اہلِ اسلام کے ہاتھوں مکہ فتح ہوگیا اور قریشِ مکہ مسلمان ہوگئے تو تمام عرب کے لوگ بھی جماعت در جماعت اسلام میں داخل ہوگئے جیسا کہ سورۃ النصر سے واضح ہوتا ہے۔ ٦٦

۳۴۹۷ ـ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن شعبة: حدثني عبد الملك، عن طاؤس، عن

٦٥ وفي صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب الناس تبع لقريش والخلافة في قريش، رقم: ۳۳۸۹، وكتاب فضائل الصحابة، باب خيار الناس، رقم: ۴۵۸۸، وكتاب البر والصلة والأداب، باب ذم ذي الوجهين وتحريم فعله، رقم: ۴۷۱۴، وسنن الترمذي، كتاب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء في ذي الوجهين، رقم: ۱۹۴۸، وكتاب الفتن عن رسول الله، باب ماجاء في قتال الترك، رقم: ۲۱۴۱، وسنن ابي داؤد، كتاب الأدب، باب في ذي الوجهين، رقم: ۴۲۲۹، وسنن ابن ماجة، كتاب الفتن، باب الترك، رقم: ۴۰۸۶، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند ابي هريرة، رقم: ۶۹۶۵، ۷۰۳۹، ۷۱۸۳، ۷۲۲۸، ۷۳۵۱، ۷۵۵۱، ۷۷۲۴، ۷۸۹۲، ۸۰۸۴، ۸۸۰۶، ۹۲۰۱، ۹۲۷۶، وموطا مالك، كتاب الجامع، باب ما جاء في اضاعة المال وذي الوجهين، رقم: ۱۵۷۳.

٦٦ الناس تبع لقريش، قال الخطابي: يريد بقوله: تبع لقريش، تفضيلهم على سائر العرب وتقديمهم في الامارة. وبقوله: مسلمهم تبع لمسلمهم، الأمر بطاعتهم اي: من كان مسلمان فليتبعهم ولا يخرج عليهم، واما معنى كافرهم تبع لكافرهم، فهو اخبار عن حالهم في متقدم الزمان، يعني: أنهم لم يزالوا متبوعين في زمان الكفر، وكانت العرب تقدم قريشاً وتعظمهم وكانت دارهم موسما، ولهم السدانة والسقاية والرفادة يسقون الحجيج ويطعمونهم فحازوا به الشرف والرياسة عليهم. عمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۲۴۵.

ابن عباس رضی اللہ عنہما: ﴿الا المودة فی القربی﴾ [الشوری: ۲۳]، قال: فقال سعید بن جبیر: قربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن بطن من قریش الا ولہ فیہ قرابة، فنزلت علیہ: الا ان تصلوا قرابة بینی وبینکم. [أنظر: ۴۸۱۸] [۷]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **"الا المودة فی القربی"** کی تفسیر میں منقول ہے، وہ فرماتے تھے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ قربیٰ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مراد ہے، انہوں نے بیان کیا کہ قریش میں کوئی بطن ایسا نہ تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت نہ ہو۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ: ''میرے اور اپنے درمیان میں قرابت کا لحاظ رکھو''۔

الا ان تصلوا قرابة بینی وبینکم۔ قریشِ مکہ سے رسالت مآب ﷺ کی جو رشتہ داریاں تھیں، اُن کے حوالے سے فرمایا جا رہا ہے کہ میں تم سے تبلیغ کی کوئی اُجرت تو نہیں مانگتا، لیکن کم از کم اتنا تو کرو کہ تم پر میری رشتہ داری کے جو حقوق ہیں، ان کا لحاظ کرتے ہوئے مجھے تکلیف نہ دو، اور میرے راستے میں رُکاوٹیں پیدا نہ کرو۔

۳۴۹۸ ــ حدثنا علی بن عبد اللہ: حدثنا سفیان، عن اسماعیل، عن قیس، عن ابی مسعود یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "من ھا ھنا جاء ت الفتن نحو المشرق، والجفاء وغلظ القلوب فی الفدادین اھل الوبر عند اصول اذناب الابل والبقر فی ربیعة ومضر". [راجع: ۳۳۰۲]

من ھا ھنا جاء ت الفتن نحو المشرق، والجفاء ...... الخ۔ اسی طرف یعنی مشرق کی طرف سے فتنے اُٹھیں گے، ظلم اور سنگدلی شتربانوں میں ہے، یعنی اونی خیموں والوں کے ہاں اُونٹ اور گائے کی دُموں کے پاس، یعنی ربیعہ اور مضر کے قبیلہ میں ہے۔

۳۴۹۹ ــ حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب، عن الزھری قال: اخبرنی ابو سلمة ابن عبد الرحمن: ان ابا ھریرة رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول. "الفخر والخیلاء فی الفدادین اھل الوبر، والسکینة فی اھل الغنم، والایمان یمان، والحکمة یمانیة".

الفخر والخیلاء فی الفدادین اھل الوبر۔ فخر وتکبر شتربانوں یعنی اونی خیموں میں رہنے والوں میں ہے۔

والسکینة فی اھل الغنم۔ اور سکون بکری والوں میں ہے۔

---

[۷] وسنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة حم عسق، رقم: ۳۱۷۴، ومسند أحمد، ومن مسند بنی ھاشم، باب بدایة مسند عبداللہ بن العباس، رقم: ۱۹۲۰، ۲۴۶۸.

قال أبو عبد الله: سميت اليمن لأنها عن يمين الكعبة، والشام لأنها عن يسار الكعبة. والمشأمة: الميسرة، واليد اليسرى: الشؤمى، والجانب الأيسر: الأشأم. [راجع: ۳۳۰۱]

یمن کا نام اس وجہ سے یمن رکھا گیا کہ وہ کعبہ مکرمہ سے داہنی جانب ہے اور شام کا نام اس وجہ سے شام رکھا گیا کہ وہ کعبہ مکرمہ سے بائیں جانب ہے۔ "مشأمة" (جس سے شام ماخوذ ہے) بائیں جانب کو کہتے ہیں اور بائیں ہاتھ کو "الید الشؤمی" کہتے ہیں اور بائیں جانب کو "الأشأم" کہا جاتا ہے۔

(۲) بابُ مناقبِ قریش

قریش کی فضیلت

۳۵۰۰ - حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب، عن الزهری قال: کان محمد بن جبیر بن مطعم یحدث انه بلغ معاویة وهو عنده فی وفد من قریش ان عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص یحدث انه سیکون ملک من قحطان فغضب معاویة. فقام فاثنی علی اللّٰه بما هو اهله. ثم قال: اما بعد! فانه بلغنی ان رجالا منکم یحدثون احادیث لیست فی کتاب اللّٰه ولا تؤثر عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فاولئک جهالکم فایاکم والامانی التی تضل اهلها. فانی سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: "ان هذا الامر فی قریش، لا یعادیهم احد الا کبه اللّٰه علی وجهه ما اقاموا الدین". [أنظر: ۷۱۳۹] نے

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی اور اس وقت محمد بن جبیر قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت معاویہ کے پاس تھے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ قحطان کے قبیلہ میں سے کوئی بادشاہ ہوگا کہ حضرت معاویہ غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے، پھر خدا تعالیٰ کی تعریف کی جیسی کہ اس کے لائق ہے، اس کے بعد فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں، جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں اور نہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، یہی لوگ تمہارے جہال ہیں۔ خبردار! تم گمراہ کن خیال پیدا نہ کرو، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خلافت قریش میں رہے گی، جب تک وہ دین کو درست رکھیں گے، جو شخص بھی ان سے دشمنی کرے گا، خدا اس کو اوندھے منہ گرا دے گا۔

ان هذا الامر فی قریش، لا یعادیهم احد الا کبه اللّٰه علی وجهه ما اقاموا الدین ۔ مطلب یہ کہ خلافت کا اصل مقصد چونکہ دین کو قائم کرنا اور اسلام کے جھنڈے کو سر بلند رکھنا ہے، اس لئے قریش جب تک دین

نے وفی مسند أحمد، مسند الشامیین، باب حدیث معاویة بن أبی سفیان، رقم: ۱۶۲۴۹، وسنن الدارمی، کتاب السیر، باب الأحکام، باب انظار المعسر، رقم: ۲۴۰۹.

شریعت کی ترویج واشاعت میں لگے رہیں گے اور اسلام کے جھنڈے کو سربلند رکھنے کی سعی وکوشش کرتے رہیں گے، وہ منصب خلافت کا استحقاق رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی سرداری وقیادت کو قائم رکھے گا، لیکن جب وہ اپنے اصل فرض یعنی اقامت دین واسلام سے غافل ہو جائیں گے اور خلافت کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرنا چھوڑ دیں گے، تو مستوجب عزل ہوں گے اور خلافت وامارت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ سے چھن جائے گی۔ [۱]

۳۵۰۱ — حدثنا ابو الولید: حدثنا عاصم بن محمد قال: سمعت ابی، عن ابن عمر رضی اللہ عنهما عن النبی ﷺ قال: "لایزال هذا الامر فی قریش ما بقی منهم اثنان". [أنظر: ۷۱۴۰] [۲]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، جب تک قریش میں دو آدمی بھی دیندار باقی رہیں گے، اس وقت تک یہ امر یعنی خلافت بھی قریش میں رہے گی۔

خلافت کا استحقاق

اس حدیث میں خلافت کا استحقاق قریش کے لئے ذکر کیا گیا ہے، اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ خلافت کا منصب قریش کے لئے مخصوص ہے، غیر قریشی کو خلیفہ بنانا جائز نہیں ہے، چنانچہ اسی نکتہ پر نہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بلکہ صحابہ کے بعد بھی امت کا اجماع رہا ہے۔ اہلِ بدعت یعنی اہلِ سنت والجماعت کے متفقہ مسلک سے انحراف کرنے والوں میں سے جن لوگوں نے اس مسئلہ میں اختلاف وانکار کی راہ اختیار کی، ان کی بات کو نہ صرف یہ امت کے سوادِ اعظم نے تسلیم نہیں کیا، بلکہ ان کی تردید وتغلیط کے لئے یہی دلیل پیش کی گئی کہ قریش کے استحقاق خلافت پر صحابہ کا اجماع تھا۔ البتہ اس مسئلے کی تفصیل بندہ نے "تکملہ فتح الملہم" اور "اسلام اور سیاسی نظریات" میں لکھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اجماع کے ثبوت میں کلام ہے۔ [۳]

[۱] عمدۃ القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۵۱، برقم: ۳۵۰۰، و ج: ۱۶، ص: ۳۸۸، رقم: ۷۱۳۹.

[۲] فی صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش، رقم: ۳۳۹۲، ومسند احمد، مسند المکثرین من الصحابۃ، باب مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۶۰۰، ۵۴۱۹، ۵۸۴۷.

[۳] الناس تبع لقریش فی هذا الشأن، به استدل العلماء علی اشتراط القرشیۃ للامام، حتی ادعی بعضهم الاجماع علی ذلک، فقال النووی رحمہ اللہ: هذه الأحادیث واشباهها دلیل ظاهر أن الخلافۃ مختصۃ بقریش لا یجوز عقدها لاحد من غیرهم، وعلی هذا انعقد الاجماع فی زمن الصحابۃ، فکذلک بعدهم ومن خالف فیه من اهل البدع، او عرض بخلاف من غیرهم فهو محجوج باجماع الصحابۃ والتابعین فمن بعدهم بالأحادیث الصحیحۃ. تکملۃ فتح الملهم، ج: ۳، ص: ۲۷۸، رقم: ۴۴۶۵. - اسلام اور سیاسی نظریات، صفحہ: ۲۱۵

۳۵۰۲ــ حدثنا یحیی بن بکیر: حدثنا اللیث، عن عقیل، عن ابن شهاب، عن ابن المسیب، عن جبیر بن مطعم قال: مشیت انا وعثمان بن عفان فقال: یا رسول اللّٰه، اعطیت بنی المطلب وترکتنا وانما نحن وهم منک بمنزلة واحدة؟ فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: "انما بنو هاشم وبنو المطلب شیء واحد". [راجع: ۳۱۴۰]

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں اور حضرت عثمان بن عفانؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے بنی مطلب کو مال عطا کیا اور ہمیں نہ دیا، حالانکہ آپ ﷺ کے نزدیک ہم اور وہ ایک درجہ میں ہیں۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ صرف بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک ہیں۔

۳۵۰۳ــ وقال اللیث: حدثنی ابو الاسود محمد: عن عروة بن الزبیر قال: ذهب عبد اللّٰه بن الزبیر مع اناس من بنی زهرة الی عائشة وکانت ارق شیء لقرابتهم من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. [أنظر: ۳۵۰۵، ۶۰۷۳] ^۸^

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ قبیلہ زہرہ کے چند آدمیوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتی تھیں، اس لئے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے قرابت دار تھے۔

۳۵۰۴ــ حدثنا ابو نعیم: حدثنا سفیان، عن سعد ح. قال یعقوب بن ابراهیم: حدثنا ابی عن ابیه قال: حدثنی عبد الرحمن بن هرمز الاعرج، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "قریش والانصار وجهینة ومزینة واسلم واشجع وغفار موالی، لیس لهم مولی دون اللّٰه ورسوله". [أنظر: ۳۵۱۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش، انصار قبائلِ جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع، وغفار کا بجز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کوئی دوست نہیں ہے۔

۳۵۰۵ــ حدثنا عبداللّٰه بن یوسف: حدثنا اللیث قال: حدثني أبو الاسود، عن عروة بن الزبیر قال: کان عبد اللّٰه بن الزبیر أحب البشر الی عائشة بعد النبي ﷺ وأبي بکر، وکان أبر الناس بها. وکانت لا تمسک شیئا مما جاء ها من رزق اللّٰه تصدقت، فقال ابن الزبیر ینبغي

---

۸ وسنن النسائی، کتاب قسم الفیء، رقم: ۴۰۶۷، وسنن أبی داؤد، کتاب الخراج والامارة والفیء، باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القربی، رقم: ۲۵۸۵، وسنن ابن ماجة، کتاب الجهاد، باب قسمة الخمس، رقم: ۲۸۷۲، ومسند أحمد، أوّل مسند المدنیین أجمعین، باب حدیث جبیر بن مطعم، رقم: ۱۶۱۴۱، ۱۶۱۶۷، ۱۶۱۷۹.

أن یؤخذ علی یدیها، فقالت: أیؤخذ علی یدي؟ علي نذر ان کلمته. فاستشفع الیها برجال من قریش وبأخوال رسول اللہ ﷺ خاصة فامتنعت. فقال له الزهریون اخوال النبي ﷺ منهم عبد الرحمن بن الاسود بن عبد یغوث، والمسور بن مخرمة: اذا استأذنا فاقتحم الحجاب ففعل، فأرسل الیها بعشر رقاب فأعتقتهم ثم لم تزل تعتقهم حتی بلغت أربعین. وقالت: وددت أني جعلت حین حلفت عملا أعمله فأفرغ منه. [راجع: ۳۵۰۳]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا مقام

حضرت عروۃ بن زبیر کہتے ہیں کہ **کان عبد اللہ بن الزبیر أحب البشر الی عائشة بعد النبيّ ﷺ وأبی بکر،** حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے اور ان کو بہت محبوب تھے۔ **وکان ابرّ الناس بها،** اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے، **وکانت لاتمسک شیئا مما جاء ها من رزق اللہ تصدّ قت،** حضرت عائشہؓ کے پاس جو کچھ بھی آتا تھا اس کو صدقہ کردیتی تھیں۔

فقال ابن الزبیر: ینبغي أن یؤخذ علیٰ یدیها، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے منہ سے ایک دن بات نکل گئی کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے ہاتھ پکڑ لئے جائیں، مطلب یہ ہے کہ یہ بہت لٹاتی ہیں اس لئے ان پر کچھ پابندی عائد کی جائے تاکہ اتنا زیادہ نہ لٹائیں۔

فقالت: حضرت عائشہؓ نے کہا **أیؤخذ علی یديّ؟** کیا میرے ہاتھ پکڑے جائیں گے، **علی نذر ان کلمته،** میرے اوپر نذر ہے اگر آئندہ میں ان سے بات کروں۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسی بات کی ہے کہ میں آئندہ اس سے بات نہیں کروں گی، اگر میں نے کوئی بات کی تو مجھ پر نذر رواجب ہے، **فاستشفع الیها برجال من قریش،** عبداللہ بن زبیرؓ نے قریش کے کچھ لوگوں کو کہا کہ سفارش کریں، کیونکہ وہ مجھ سے ناراض ہیں تاکہ راضی ہوجائیں **وبأخوال رسول اللہ ﷺ خاصة،** خاص طور سے نبی کریم ﷺ سفارشی بنایا کہ آپ حضرت عائشہؓ سے میری کے ننیال کے لوگوں کو شفیع بنایا، **فامتنعت،** حضرت عائشہؓ نہیں مانیں اور کہا میں نے قسم کھالی ہے کہ بات نہیں کروں گی۔

فقال له الزهریون اخوال النبی ﷺ الخ.

زهری — بنوزہرہ کے لوگ تھے جو نبی کریم ﷺ ننیال سے تعلق رکھتے تھے، حضور ﷺ کا ننیال ہونے کی وجہ سے حضرت عائشہؓ ان کا بڑا احترام کرتی تھیں، ان میں عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوثؓ اور مسور بن مخرمہؓ، دونوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا **اذا استأذنا،** ہم جا کر حضرت عائشہؓ سے آنے کی اجازت

طلب کریں گے جب وہ اجازت دے دیں تو **فاقتحم الحجاب**، تو تم پردے کے اندر گھس جانا، ہمارے اور ان کے درمیان پردہ ہوگا اس لئے ان کو پتہ نہیں چلے گا کہ کون آرہا ہے اور کون نہیں آرہا ہے اور ان کا پردہ بھی نہیں تھا اس لئے کہ یہ بھانجے تھے۔

ففعل، انہوں نے ایسا ہی کیا کہ انہوں نے اجازت طلب کی اور یہ اندر گھس گئے۔ **فارسل الیها بعشر رقاب فاعتقتهم**، جب یہ اندر گھس گئے تو ان کو بات کرنا پڑی جس کے نتیجے میں ان پر قسم کا کفارہ واجب ہوگیا۔

اب حضرت عائشہؓ نے صرف یہ کہا تھا **علیّ نذر** ،تعین نہیں تھا کہ فلاں چیز صدقہ کروں گی یا فلاں کام کروں گی۔ اس لئے اس صورت میں فقہاء کے درمیان بھی بڑا کلام ہوا ہے کہ جب صرف **علیّ نذر** کہا جائے تو کیا واجب ہوتا ہے؟

بعد میں یہ بات طے ہوگئی کہ ایسا کہنے پر کفارہ یمین آتا ہے لیکن اس وقت حضرت عائشہؓ کے ذہن میں یہ بات صاف نہیں تھی جس کی وجہ سے انہوں نے سوچا کہ جتنا بھی میرے بس میں ہے کفارہ میں وہ دیدوں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کے پاس دس غلام بھیجے، حالانکہ کفارے میں ایک غلام آزاد ہوتا ہے لیکن انہوں نے دس کے دس آزاد کردیئے۔ ف

ثم لم تزل تعتقهم حتی بلغت اربعین، پھر وہ آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد کردیئے اور پھر بھی اطمینان نہیں ہوا کہ پتہ نہیں اب بھی کفارہ پورا ہوا یا نہیں، **وقالت: وددت انی جعلت حین حلفت عملا اعمله فافرغ منه**، میری خواہش ہے کہ کاش میں قسم کھاتے وقت اپنے اوپر کوئی عمل متعین کرلیتی جس کے کرنے کے بعد فارغ ہوجاتی، لیکن چونکہ مطلق **علیّ نذر** کہہ دیا تھا اس لئے چالیس غلام آزاد کرنے کے باوجود دل مطمئن نہیں ہورہا ہے کہ پتہ نہیں کفارہ پورا ہوا ہے یا نہیں۔

(۳) باب نزل القرآن بلسان قریش

قریش کی زبان میں قرآن مجید کے نزول کا بیان

۳۵۰۶ـ حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ: حدثنا ابراهیم بن سعد، عن ابن شهاب، عن انس: ان عثمان دعا زید بن ثابت، وعبد اللہ بن الزبیر، وسعید بن العاص، وعبد الرحمن بن

ف واختلف العلماء فی النذر المبهم المجهول، فذهب مالک الی أنه: ینعقد ویلزم به کفارة یمین، وقال الشافعی مرة: یلزمه اقل ما یقع علیه الاسم، وقال مرة: لا ینعقد هذا الیمین، وصحح فی مسلم: کفارة النذر کفارة یمین، وفی لفظ له: من نذر نذراً ولم یسمه فعلیه کفارة یمین، ولعل عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها لم تبلغها هذا الحدیث. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۵۵.﴾

الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف. وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة: اذا اختلفتم انتم وزيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم، ففعلوا ذلك. [أنظر: ۴۹۸۴، ۴۹۸۷] ۹

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو بلایا، پھر ان لوگوں نے قرآن مصحفوں میں لکھا اور حضرت عثمان نے قریش کے تین آدمیوں سے کہہ دیا تھا کہ جب تم لوگوں سے اور زید بن ثابت سے قرآن کے کسی مقام پر اختلاف واقع ہو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا اس لئے کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے، چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

(۴) بابُ نسبةِ اليمن الى اسماعيل

منهم اسلم بن افصى بن حارثة بن عمرو بن عامر من خزاعة.

اہلِ یمن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی رشتہ داری کا بیان

قبائل یمن میں سے اسلم بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر ہیں، جو قبیلۂ خزاعہ کے نام سے مشہور ہیں۔

۳۵۰۷ـ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن يزيد بن ابى عبيد، حدثنا سلمة رضى الله عنه قال: "خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم على قوم من اسلم يتناضلون بالسوق. فقال: "ارموا بني اسماعيل فان اباكم كان راميا، وانا مع بني فلان، لاحد الفريقين". فامسكوا بايديهم. فقال: "ما لهم؟" قالوا: وكيف نرمي وانت مع بني فلان؟ قال: "ارموا وانا معكم كلكم". [راجع: ۲۸۹۹]

ترجمہ: حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں کی طرف تشریف لے گئے، وہ بازار میں تیراندازی کر رہے تھے، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اولاد اسماعیل! تیراندازی کرو، اس لئے کہ تمہارے باپ (اسماعیل) تیرانداز تھے، اور میں فلاں شخصوں کے ساتھ ہوں، کسی ایک فریق کے بارہ میں آپ نے ایسا فرمایا۔ پس دوسرے فریق کے لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ان کو کیا ہو گیا؟ لوگوں نے کہا ہم کیسے تیراندازی کریں، آپ تو فلاں کے ساتھ ہیں۔ فرمایا: تیراندازی کرو، میں سب کے ساتھ ہوں۔

۹ وفى سنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة التوبة، رقم: ۳۰۲۸، ومسند احمد، مسند الأنصار، باب حديث زيد بن ثابت عن النبى، رقم: ۲۰۶۵۷.

(۵) بابٌ:

۳۵۰۸ـ حدثنا ابو معمر: حدثنا عبد الوارث، عن الحسین، عن عبد اللہ بن بریدۃ: حدثنی یحیی بن یعمر ان ابا الاسود الدیلی حدثہ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ: انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "لیس من رجل ادعی لغیر ابیہ وھو یعلمہ الا کفر باللہ، ومن ادعی قوما لیس لہ فیھم نسب فلیتبوا مقعدہ من النار". [أنظر: ۶۰۴۵] [۱۰]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ اس بات کو جانتا بھی ہو تو وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی ایسی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کرے، جس میں اس کا کوئی قرابت دار نہ ہو تو اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔

۳۵۰۹ـ حدثنا علی بن عیاش: حدثنا حریز قال: حدثنی عبد الواحد بن عبد اللہ النصری قال: سمعت واثلۃ بن الاسقع یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان من اعظم الفرا أن یدعی الرجل الی غیر ابیہ، او یری عینہ ما لم تر، او یقول علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لم یقل". [۱۱، ۱۲]

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع بیان کرتے ہیں کہ سید الکونین علیہ السلام نے فرمایا: حقیقتاً سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو کسی اور شخص کی طرف منسوب کرے یا اپنی آنکھ کی طرف کسی ایسی بات کے دیکھنے کو منسوب کرے، جس کو اس نے دیکھا نہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ایسی بات منسوب کرے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہی۔

۳۵۱۰ـ حدثنا مسدد: حدثنا حماد، عن ابی جمرۃ قال: سمعت ابن عباس رضی اللہ عنھما یقول: قدم وفد عبد القیس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا: یا رسول اللہ انا ھذا الحی من ربیعۃ، قد حالت بیننا وبینک کفار مضر فلسنا نخلص الیک الا فی کل شھر

---

[۱۰] ﴿وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن أبیہ وھو یعلم، رقم: ۹۳، وسنن ابن ماجۃ، کتاب الأحکام، باب من ادعی ما لیس لہ وخاصم فیہ، رقم: ۲۳۱۰، ومسند احمد، مسند الأنصار، باب حدیث أبی ذر الغفاریؓ، رقم: ۲۰۴۹۲.﴾

[۱۱] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۱۲] وفی مسند أحمد، مسند المکیین، باب حدیث واثلۃ بن الاسقع من الشامیین، رقم: ۱۵۴۳۴، ۱۵۴۴۱، ۱۶۳۶۶، ۱۶۳۶۹.

حرام. فلو امرتنا بامر ناخذه عنک و نبلغه من ورا نا، قال صلی اللہ علیہ وسلم: "آمرکم باربعة وانهاكم عن اربعة: الايمان بالله شهادة ان لا اله الا الله، واقام الصلاة، وايتاء الزكوة، وان تؤدوا الى الله خمس ما غنمتم. وانهاكم عن الدباء والحنتم، والنقير، والمزفت". [راجع: ۵۳]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلۂ عبد القیس کے کچھ لوگوں نے رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ربیعہ کے قبیلہ میں سے ہیں، اس لئے ہم اشہرِ حرم کے علاوہ کسی دوسرے زمانہ میں آپ کی خدمت میں نہیں آسکتے، لہٰذا آپ ہمیں ایسی بات کا حکم دیں، جس کو ہم لوگ یاد کر کے پیچھے والوں کو آگاہ کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں چار باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے روکتا ہوں:

خدا پر ایمان لانے اور اس امر کی شہادت دینے کا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینے کا حکم دیتا ہوں۔

اور تم کو چار چیزوں سے باز رہنے کو کہتا ہوں: دباء (کدو کے برتنوں) اور حنتم (مرتبان یا ٹھلیوں) نقیر (درختوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے بنائے ہوئے برتنوں) اور مزفت (رال کئے ہوئے برتنوں) کے استعمال سے۔ نے

۳۵۱۱ - حدثنا ابو اليمان، اخبرنا شعيب، عن الزهري، عن سالم ان عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو على المنبر: "الا ان الفتنة ها هنا"، يشير الى المشرق. من حيث يطلع قرن الشيطان". [راجع: ۳۱۰۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسالت مآب ﷺ سے برسرِ منبر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آگاہ رہو، فتنہ یہاں سے اُٹھے گا، آپ ﷺ مشرق کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور یہیں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) باب ذكر اسلم وغفار ومزينة وجهينة واشجع

اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ اور اشجع کے تذکروں کا بیان

۳۵۱۲ - حدثنا ابو نعيم: حدثنا سفيان، عن سعد بن ابراهيم، عن عبدالرحمن ابن هرمز، عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "قريش والانصار وجهينة

نے ﴿اس کی تفصیل وتشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں، کتاب الایمان، باب اداء الخمس من الایمان، رقم: ۵۳، انعام الباری، جلد: ۱، صفحہ: ۵۶۲﴾

ومزينة واسلم وغفار واشجع موالي، ليس لهم مولى دون الله ورسوله". [راجع: ۳۵۰۴]

قریش۔ قریش کے مسلمانوں یعنی اہلِ مکہ۔

انصار۔ انصار یعنی اہلِ مدینہ۔

اسلم۔ اسلم بھی ایک قبیلہ کا نام ہے، اس قبیلہ کے لوگوں نے چونکہ لڑائی کے بغیر اسلام قبول کرلیا تھا، اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

غفار۔ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے، ممتاز صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

اسلم غفار اور جہینہ سب قبیلہ بنوتمیم سے، اور دونوں حلیف قبیلوں یعنی بنواسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

موالیّ۔ لفظ "موالیّ" متکلم کی طرف مضاف ہے اور "مولی" کی جمع ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ ان قبائل کے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے معین، مددگار اور دوست ہیں۔

۳۵۱۳۔ حدثني محمد بن غرير الزهري: حدثنا يعقوب بن ابراهيم، عن ابيه، عن صالح: حدثنا نافع: ان عبد الله اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال على المنبر: "غفار غفر الله لها، واسلم سالمها الله، وعصية عصت الله ورسوله". [۱۳، ۱۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: حضور اکرم ﷺ نے بر سر منبر فرمایا: غفار قبیلہ کو اللہ بخشے اور اسلم قبیلہ کو خدا سلامت رکھے، عصیہ قبیلہ نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کر کے نافرمانی کا چھدا اپنے سر رکھ لیا ہے۔

غفار غفر الله لها۔ آنحضرت ﷺ نے اس قبیلہ کے حق میں مغفرت وبخشش کی دعا فرمائی، کیونکہ اسی قبیلہ کے لوگ خوشی خوشی اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ذریعہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ کی جاہلیت کی زندگی کے واقعات کو کالعدم قرار دے دیا ہے اور اب اہلِ قبیلہ کو ان کے ایمان واسلام کی بدولت مغفرت وبخشش سے نواز دیا ہے۔

واسلم سالمها الله۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی، کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اُٹھانے کو پسند نہیں کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ کے لوگوں کو قتل وتباہی سے سلامت ومحفوظ رکھا۔

وعصية عصت الله ورسوله۔ اس بدنصیب قبیلہ کا نام ہے جس نے مسلمان قاریوں کو بیر معونہ پر مکر

---

[۱۳] لا يوجد للحديث مكررات.

[۱۴] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب دعاء النبي لغفار وأسلم، رقم: ۴۵۷۶، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب في غفار وأسلم وجهينة ومزينة، رقم: ۳۸۷۶، ۳۸۸۳، ومسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۳۴۲، ۴۸۶۲، ۵۰۱۰، ۵۵۹۳، ۵۶۹۸، ۵۷۰۹، ۵۷۶۲، ۵۸۱۹، ۵۸۶۳، ۵۹۲۲، ۶۱۲۱، وسنن الدارمي، كتاب السير، باب في فضل أسلم وغفار، رقم: ۲۴۱۳.

وفریب کے ذریعہ بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کردیا تھا۔ سید الکونین ﷺ کو اس پر بڑا رنج ہوا تھا اور آپ ﷺ قنوت میں اس قبیلہ کے لوگوں پر لعنت اور بددعا فرمایا کرتے تھے۔ یہ بددعا اس مفہوم میں ہے کہ قبیلے والوں نے جس عظیم معصیت اور سرکشی کا ارتکاب کیا، اس پر ان کو دنیا و آخرت میں ذلت وخواری نصیب ہو۔

۳۵۱۵ - حدثنا قبيصة: حدثنا سفيان: وحدثني محمد بن بشار: حدثنا ابن مهدي، عن سفيان، عن عبد الملك بن عمير، عن عبد الرحمن بن ابي بكرة عن ابيه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "ارايتم ان كان جهينة ومزينة واسلم وغفار خيرا من بني تميم وبني اسد ومن بني عبد الله بن غطفان ومن بني عامر بن صعصعة". فقال رجل: خابوا وخسروا. فقال: هم خير من بني تميم، ومن بني اسد، ومن بني عبد الله بن غطفان، ومن بني عامر بن صعصعة. [أنظر: ۳۵۱۶، ۶۶۳۵] ؎

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جانتے ہو، جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے قبیلے، بنی تمیم، بنی اسد، بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ سے بہت اچھے ہیں۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ بنی تمیم وغیرہ نامراد اور ناکام ہوگئے؟ ارشاد فرمایا: ہاں اجہینہ وغیرہ کے قبائل بنی تمیم، بنی اسد، بنی عبداللہ بن غطفان بنی عامر بن صعصعہ سے بہت اچھے ہیں۔

حدیث میں مذکورہ قبیلوں کو اس لئے بہتر فرمایا کہ ان قبائل کے لوگوں نے قبول اسلام میں سبقت کا شرف حاصل کیا اور اپنے اچھے احوال ومعاملات کا قابل تحسین مظاہرہ کیا۔

۳۵۱۶ - حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن محمد بن ابي يعقوب قال: سمعت عبد الرحمن بن ابي بكرة، عن ابيه: ان الاقرع بن حابس قال للنبي صلى الله عليه وسلم: انما بايعك سراق الحجيج من اسلم وغفار ومزينة - واحسبه: وجهينة، ابن ابي يعقوب شك - قال النبي صلى الله عليه وسلم: "ارايت ان كان اسلم وغفار ومزينة - واحسبه وجهينة - خيرا من بني تميم ومن بني عامر واسد وغطفان، خابوا وخسروا". قال: نعم، قال: "والذي نفسي بيده انهم لأخير منهم". [راجع: ۳۵۱۵]

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس نے رسالت مآب ﷺ سے عرض کیا کہ "سراق الحجیج" یعنی حاجیوں پر ڈاکے ڈالنے والے جو اسلم کے قبیلہ سے ہے اور غفار مزینہ، جہینہ نے آپ ﷺ سے بیعت کی ہے تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اسلم، مزینہ اور جہینہ یہ سب بنی تمیم، بنی عامر اور غطفان ناکام اور نامراد سے بہتر ہیں؟ حضرت اقرع بن حابس ؓ نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اسلم وغفار وغیرہ بنی تمیم وغیرہ سے بہت اچھے ہیں۔

۳۵۱۶م ۔ حدثنا سلیمان بن حرب، عن حماد، عن ایوب، عن محمد، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال: "اسلم وغفار وشیء من مزینة وجهینة. او قال: شیء من جهینة او مزینة خیر عند اللّٰه. او قال: یوم القیامة، من اسد وتمیم وهوازن وغطفان". [۱۶]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلم اور غفار کے لوگ اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا یہ فرمایا: جہینہ اور مزینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا فرمایا: قیامت کے دن اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہت اچھے ہوں گے۔

(۷) باب ذکر قحطان

قحطانیوں کا ذکر

۳۵۱۷ ۔ حدثنا عبد العزیز بن عبد اللّٰه قال: حدثنی سلیمان بن بلال، عن ثور بن زید، عن ابی الغیث، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: "لا تقوم الساعة حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاه". [أنظر: ۷۱۱۷] [۱۷]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت ہونے سے پہلے قحطان کے قبیلہ سے ایک شخص ظاہر ہوگا، جو اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا (یعنی جبر واستبداد کے ساتھ لوگوں پر حکومت کرے گا۔)

(۸) باب ما ینهی من دعوة الجاهلیة

جاہلیت کی طرح گفتگو کرنے کی ممانعت

۳۵۱۸ ۔ حدثنا محمد: اخبرنا مخلد بن یزید: اخبرنا ابن جریج قال: اخبرنی عمرو

[۱۵]، [۱۶] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل غفار واسلم وجهینة واشجع ومزینة وتمیم، رقم: ۴۵۸۲، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰه، باب فی ثقیف وبنی حنیفة، رقم: ۳۸۸۷، ومسند احمد، اوّل مسند البصریین، باب حدیث أبی بکرة نفیع بن الحارث بن کلدة، رقم: ۱۹۴۹۰، ۱۹۵۱۵، ۱۹۵۲۷، ۱۹۵۸۴، ۱۹۶۰۵، ۱۹۶۰۸، وسنن الدارمی، کتاب السیر، باب فی فضل قریش، رقم: ۲۴۱۱.

[۱۷] وفی صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی، رقم: ۵۱۸۲.

بن دینار انه سمع جابرا رضی الله عنه یقول: غزونا مع النبی صلی الله علیه وسلم وقد ثاب معه ناس من المهاجرین حتی کثروا، وکان من المهاجرین رجل لعاب فکسع انصاریا. فغضب الانصاری غضبا شدیدا حتی تداعوا. وقال الانصاری: یا للانصار. وقال المهاجری: یا للمهاجرین. فخرج النبی ﷺ فقال: "ما بال دعوی اهل الجاهلیة؟" ثم قال: "ما شانهم؟" فاخبر بکسعة المهاجری الانصاری. قال: فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "دعوها فانها خبیثة". وقال عبد الله بن ابی بن سلول: أقد تداعوا علینا، لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الذل. فقال عمر: الا نقتل یا نبی الله هذا الخبیث؟ لعبد الله. فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "لا یتحدث الناس انه کان یقتل اصحابه". [أنظر: ۴۹۰۵، ۴۹۰۷] [۱۸]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں تھے، اتفاق سے مہاجرین میں سے کچھ لوگ برافروختہ ہوگئے جس کی یہ وجہ ہوئی کہ مہاجرین میں سے ایک شخص ظریف الطبع تھے۔ ایک انصاری کی پیٹھ پر انہوں نے مذاق سے ایک تھپڑ کھینچ مارا، جس سے انصاری کو غصہ آ گیا، یہاں تک کہ لوگوں نے باہم اپنے اپنے لوگوں کو بلایا۔ انصاری نے کہا: اے انصار! مدد کو پہنچو۔ اور مہاجر نے کہا: اے مہاجرین! مدد کو پہنچو۔ (یہ سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاہلیت کی طرح کیوں پکار ہوئی؟ پھر فرمایا: ان لوگوں کی یہ حالت کیوں ہوئی؟ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہاجر کے انصاری کو تھپڑ مارنے کی کیفیت بیان کی گئی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح کی پکار چھوڑ دو، یہ بُری بات ہے۔ اور عبداللہ بن ابی بن سلول منافق نے کہا، ان مہاجرین نے ہم سے فریادرسی چاہی تھی، اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو جو ہم میں زیادہ عزت والا ہوگا وہ کمزور کو نکال باہر کرے گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اس خبیث کو قتل کیوں نہ کر دیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایسا نہ کرو، ورنہ یہ لوگ چرچا کریں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

۳۵۱۹ ـ حدثنا ثابت بن محمد: حدثنا سفیان، عن الاعمش، عن عبد الله بن مرة، عن مسروق، عن عبد الله رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم. وعن سفیان، عن زبید، عن ابراهیم، عن مسروق، عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: "لیس منا من ضرب

[۱۸] وفی صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب نصر الأخ ظالماً او مظلوماً، رقم: ۴۶۸۱، وسنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة المنافقین، رقم: ۳۲۳۷، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند جابر بن عبد الله، رقم: ۱۳۹۴۳، ۱۴۱۰۵، ۱۴۵۹۷، ۱۴۶۸۸.

الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية". [راجع: ۱۲۹۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص غمی و ماتم میں اپنے رُخساروں کو پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے لوگوں کی طرح گفتگو کرے، تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۹) بابُ قصة خزاعة

قبیلۂ خزاعہ کا بیان

۳۵۲۰ـــ حدثنا اسحاق بن ابراهيم: حدثنا يحيى بن آدم: أخبرنا اسرائيل، عن ابى حصين، عن ابى صالح، عن ابى هريرة رضى الله عنه: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "عمرو بن لحى بن قمعة بن خندف ابو خزاعة". [۱۹]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسالتِ مآب ﷺ نے فرمایا کہ عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف، خزاعہ قبیلہ کا باپ تھا۔

۳۵۲۱ـــ حدثنا ابو اليمان: اخبرنا شعيب، عن الزهرى قال: سمعت سعيد بن المسيب قال: البحيرة التى يمنع درها للطواغيت ولا يحلبها احد من الناس. والسائبة التى كانوا يسيبونها لآلهتهم فلا يحمل عليها شىء". قال: وقال ابوهريرة: قال النبى صلى الله عليه وسلم: رأيت عمرو بن عامر بن لحى الخزاعى يجر قصبه فى النار، وكان اول من سيب السوائب". [أنظر: ۴۶۲۳] [۲۰]

البحيرة التى ـــ زہریؒ سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے سعید بن میسبؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ بحیرہ وہ جانور ہے، جس کا دودھ بتوں کیلئے (نذر میں مخصوص کرکے آدمیوں کو استعمال کرنے سے) روک دیا جائے اور آدمیوں میں سے کوئی شخص نہ دوھے۔

والسائبة التى ـــ اور سائبہ وہ جانور ہے جس کو کفار اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے، پھر اس پر کوئی چیز نہ لادی جاتی۔ (نیز) سعید بن میسبؒ بیان کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عمرو بن عامر بن لحی کو دیکھا کہ وہ آگ میں آنتیں کھینچ رہا ہے اور یہی سب سے پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی ایجاد کی۔

[۱۹، ۲۰] وفى صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، رقم: ۵۰۹۶، ۵۰۹۷.

(۱۰) باب قصة اسلام ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ

۳۵۲۲ـ حدثنی عمرو بن عباس: حدثنا عبد الرحمن بن مهدی: حدثنا المثنی، عن ابی جمرة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لما بلغ ابا ذر مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاخیه: ارکب الی هذا الوادی فاعلم لی علم هذا الرجل الذی یزعم انه نبی یاتیه الخبر من السماء، واسمع من قوله ثم ائتنی. فانطلق الاخ حتی قدمه وسمع من قوله ثم رجع الی ابی ذر فقال له: رایته یامر بمکارم الاخلاق وکلاما ما هو بالشعر فقال: ما شفیتنی مما اردت، فتزود وحمل شنة له فیها ماء حتی قدم مکة فاتی المسجد فالتمس النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعرفه وکره ان یسال عنه حتی ادرکه بعض اللیل، فرآه علی فعرف انه غریب فلما رآه تبعه فلم یسال واحد منهما صاحبه عن شیء حتی اصبح. ثم احتمل قربته وزاده الی المسجد وظل ذلک الیوم ولا یراه النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی امسی فعاد الی مضجعه. فمر به علی فقال: اما نال للرجل ان یعلم منزله؟ فاقامه فذهب به معه لا یسال واحد منهما صاحبه عن شیء حتی اذا کان یوم الثالث فعاد علی علی مثل ذلک فاقام معه ثم قال: الا تحدثنی ما الذی اقدمک؟ قال: ان اعطیتنی عهدا میثاقا لترشدننی فعلت، ففعل. فاخبره قال: فانه حق وهو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اصبحت فاتبعنی فانی ان رایت شیئا اخاف علیک قمت کانی اریق الماء، فان مضیت فاتبعنی حتی تدخل مدخلی. ففعل فانطلق یقفوه حتی دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودخل معه فسمع من قوله واسلم مکانه. فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "ارجع الی قومک فاخبرهم حتی یاتیک امری". قال: والذی نفسی بیده لاصرخن بها بین ظهرانیهم. فخرج حتی اتی المسجد فنادی باعلی صوته: اشهد ان لا اله الا اللہ، وان محمدا رسول اللہ. ثم قام القوم فضربوه حتی اضجعوه واتی العباس فاکب علیه، قال: ویلکم، الستم تعلمون انه من غفار وان طریق تجارکم الی الشام؟ فانقذه منهم ثم عاد من الغد لمثلها فضربوه وثاروا الیه فاکب العباس علیه.

(۱۱) باب قصة زمزم

زمزم کے قصے کا بیان

۳۵۲۲م ـ حدثنا زید هو ابن أخزم: قال أبو قتیبة سالم بن قتیبة: حدثني مثنى بن سعيد

القصير قال: حدثني أبو حمرة قال: قال لنا ابن عباس: الا أخبركم باسلام أبي ذر؟ قال: قلنا: بلى، قال: قال أبو ذر: كنت رجلا من غفار، فبلغنا أن رجلا قد خرج بمكة يزعم أنه نبي فقلت لأخي انطلق الى هذا الرجل كلّمه وائتني بخبره، فانطلق فلقيه ثم رجع فقلت: ما عندك؟ فقال: والله لقد رأيت رجلا يأمر بالخير وينهى عن الشر. فقلت له: لم تشفني من الخبر. فأخذت جرابا وعصا، ثم أقبلت الى مكة فجعلت لا أعرفه واكره أن أسال عنه وأشرب من ماء زمزم وأكون في المسجد قال: فمر بي عليّ فقال: كان الرجل غريب؟ قال: قلت: نعم، قال: فانطلق الى المنزل، قال: فانطلقت معه لا يسالني عن شيء ولا أخبره. فلما أصبحت غدوت الى المسجد لا سال عنه وليس أحد يخبرني عنه بشيء. قال: فمر بي علي فقال: أما نال للرجل يعرف منزله بعد؟ قلت: لا، قال: انطلق معي قال: فقال: ما أمرك؟ وما أقدمك هذه البلدة؟ قال: قلت له: ان كتمت علي أخبرتك، قال: فاني أفعل. قال: قلت له: بلغنا أنه قد خرج هاهنا رجل يزعم أنه نبي فارسلت أخي ليكلمه رجع ولم يشفني من الخبر فأردت أن القاه. فقال له: أما انك قد رشدت، هذا وجهي اليه فاتبعني ادخل حيث ادخل فاني ان رأيت أحدا أخافه عليك قمت الى الحائط كاني أصلح نعلي وامض انت فمضى ومضيت معه حتى دخل ودخلت معه على النبي ﷺ فقلت له: اعرض عليّ الاسلام فعرضه فأسلمت مكاني. فقال لي: "يا أبا ذر، اكتم هذا الامر، وارجع الى بلدك. فاذا بلغك ظهورنا فأقبل" فقلت: والذي بعثك بالحق لاصرخن بها بين أظهرهم، فجاء الى المسجد وقريش فيه فقال: يا معشر قريش اني أشهد أن لا اله الا الله، وأشهد ان محمدا عبده ورسوله: فقالوا: قوموا الى هذا الصابي، فقاموا فضربت لاموت فادركني العباس فاكب علي ثم أقبل عليهم، فقال: ويلكم، تقتلون رجلا من غفار ومتجركم وممركم على غفار؟ فاقلعوا عني. فلما أن أصبحت الغد رجعت فقلت مثل ما قلت بالامس فقالوا: قوموا الى هذا الصابي، فصنع مثل ما صنع بالامس وأدركني العباس فاكب علي وقال مثل مقالته بالامس. قال: فكان هذا أول اسلام أبي ذر رحمه الله [انظر: ۳۸۶۱] [۲]

حضرت ابوذرؓ کا واقعہ قبول اسلام

ابو جمرة کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں حضرت ابو ذر غفاری رضی

[۲] وفي صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي ذر، رقم: ۴۵۲۱، ومسند أحمد، مسند الأنصار، باب حديث أبي ذر الغفاري، رقم: ۲۰۵۳۶.

اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ نہ بتلاؤں؟ **قال: قلنا: بلی، قال: قال أبو ذر:** خود ابوذرؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ **کنت رجلا من غفار**، میں قبیلہ غفار کا ایک فرد تھا، **فبلغنا ان رجلا قد خرج بمكة يزعم انه نبيّ فقلت لاخي: انطلق الى هذا الرجل**، میں نے اپنے بھائی سے کہا ان کے پاس جاؤ **كلمه وائتني بخبره، فانطلق فلقيه ثم رجع فقلت: ماعندك؟ فقال: والله لقد رأيت رجلا يأمر بالخير وينهى عن الشرّ، فقلت له: لم تشفني من الخبر**، میں نے کہا تم نے مجھے شفا بخش خبر نہیں دی، جس سے مجھے تسلی اور اطمیناں حاصل ہو جائے۔ **فاخذت جرابا وعصا**، میں نے اپنا جراب اور زنبیل اٹھائی **ثم اقبلت الى مكة فجعلت لا اعرفه**، میں جانتا نہیں تھا کہ حضور اقدس ﷺ کون ہیں؟ **واكره أن اسأل عنه**، اور کسی سے پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا کہ یہاں حضور ﷺ کے دشمن ہوں گے۔ پتہ نہیں وہ میرے ساتھ کیا برتاؤ کریں۔ **واشرب من ماء زمزم** اور میں زمزم کا پانی پی پی کر گزارہ کرتا رہا۔ **واكون في المسجد**، اور حرم میں، مسجد میں رہتا۔

قال: فمرّبي عليّ، حضرت علیؓ میرے پاس سے گزرے۔ **فقال: كانّ الرجل غريب؟** اور کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسافر ہیں؟ **قال: قلت: نعم، قال: فانطلق الى المنزل**۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے ساتھ گھر چلیں۔ **قال: فانطلقت معه لا يسألني عن شيء ولا أخبره**، راستہ میں نہ انہوں نے کچھ پوچھا اور نہ میں نے کچھ بتایا۔ **فلما اصبحت غدوت الى المسجد، لأسال عنه**، صبح کو میں پھر مسجد میں آ گیا تاکہ کہیں سے حضور اقدس ﷺ کا پتہ لگاؤں۔ **وليس احد يخبرني عنه بشيء**، کوئی خود بتا بھی نہیں رہا تھا۔ قال: **فمرّ بي عليّ**، حضرت علیؓ پھر دوبارہ میرے پاس سے گزرے۔ **فقال: أما نال للرجل يعرف منزله بعد؟** اور کہا کیا ہمارے آدمی کو ابھی تک ایسا موقع نہیں ملا کہ وہ منزل کو پہچان لے؟ **قال: قلت: لا**، میں نے کہا، نہیں ابھی تک مجھے منزل نہیں ملی۔ **قال: انطلق معي قال: فقال: ما امرك؟ وما اقدمك هذه البلدة؟** اب پوچھا کہ کیوں آئے ہو؟

آنے کا مقصد کیا ہے؟ **قال: قلت له: ان كتمت عليّ اخبرتك**، کہا کہ اگر تم میری بات چھپاؤ تو میں تمہیں بتاؤں کہ میں کیوں آیا ہوں؟ **قال: فاني افعل**، انہوں نے کہا ٹھیک ہے نہیں بتاؤں گا۔ **قال: قلت له: بلغنا انه قد خرج ههنا رجل يزعم انه نبيّ فارسلت أخي ليكلمه فرجع ولم يشفني من الخبر فاردت أن ألقاه**، اب میں خود ملنے آیا ہوں۔

فقال له: اما انك قد رشدت، حضرت علیؓ نے کہا سن لو، تم ہدایت پا گئے ہو، "**رشدت**" یعنی صحیح راستہ پر آ گئے ہو **هذا وجهي اليه**، میرا رخ اب انہی کی طرف ہے یعنی میں اب حضور اقدس ﷺ پاس جا رہا ہوں **فاتبعني**، میرے پیچھے چلو **ادخل حيث ادخل**، جہاں میں داخل ہو جاؤں وہاں تم بھی داخل

ہو جاتا۔

فانی ان رأیت احدا اخافہ علیک قمت الی الحائط کانی اصلح نعلی وامض انت، اگر راستہ میں مجھے کسی شخص کے بارے میں اندیشہ ہوا کہ میرے ساتھ دیکھ کر تمہیں نقصان پہنچائے گا، کیونکہ میرے بارے میں سب جانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں تو ایسی صورت میں میں دیوار کی طرف رُخ کر کے اپنے جوتے ٹھیک کرنے لگوں گا، تم آگے نکل جانا، تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ تم میرے ساتھ ہو، بلکہ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہو۔

فمضی ومضیت معہ، اس طرح وہ چلے اور میں بھی ساتھ چلا، **حتی دخل ودخلت معہ علی النبی ﷺ فقلت لہ: اعرض علی الاسلام،** یعنی مجھ پر اسلام پیش کریں کہ آپ کی اسلام کی دعوت کیا ہے، **فعرضہ،** نبی کریم ﷺ نے وہ پیش فرمائی **فاسلمت مکانی،** میں اسی جگہ پر کھڑے کھڑے مسلمان ہوگیا۔

فقال لی: یا اباذر، اکتم ھذا الامر، اے ابوذر! اپنے مسلمان ہونے کو چھپانا **وارجع الی بلدک،** اور اپنے شہر کو لوٹ جاؤ۔ **فاذا بلغک ظھورنا،** جب تمہیں اطلاع ملے کہ ہمارا غلبہ ہوگیا ہے۔ **فاقبل،** اس وقت آنا۔ **فقلت: والذی بعثک بالحق لاصرخن بھا بین اظھرھم،** میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے کہ میں چیخ چیخ کر حق بیان کروں گا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں، **فجاء الی المسجد وقریش فیہ فقال: یا معشر قریش، انی اشھد أن لاالہ الا اللہ، وأشھد أن محمدًا عبدہ ورسولہ.**

فقالوا: قوموا الی ھذا الصابی، ان کا تو ایک ہی دھندا تھا کہا اس صابی کو پکڑو، **فقاموا فضربت لاموت،** لوگ کھڑے ہوگئے اور مجھے اتنا مارا کہ میں مرنے کے قریب ہوگیا، **فادرکنی العباس،** حضرت عباسؓ نے مجھے پکڑا **فاکب علیّ** اور میرے اوپر جھک گئے، **ثم أقبل علیھم، فقال:** اور ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا **ویلکم، تقتلون رجلا من غفار ومتجرکم وممرّکم علی غفار؟** غفار کے ایک آدمی کو قتل کر رہے ہو، حالانکہ تمہاری تجارت اور تمہارا سارا راستہ غفار کے پاس سے گزرتا ہے۔

حضرت عباسؓ اس وقت تک مسلمان تو نہیں ہوئے تھے لیکن حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تھوڑی بہت ہمدردی تھی، اس لئے انہوں نے ان کو چھڑانے کیلئے یہ حیلہ اختیار کیا کہ یہ غفار کے قبیلہ کا آدمی ہے اور ان سے تمہارے اچھے تعلقات ہیں تمہاری تجارت کا راستہ وہاں سے گزرتا ہے۔ اگر تم اس طرح ان کے آدمی کو تکلیف پہنچاؤ گے تو وہ تمہارے دشمن ہوجائیں گے۔ **فاقلعوا عنی،** لوگ باز آگئے، **فلما ان اصبحت الغد رجعت فقلت مثل ماقلت بالامس،** جو کل کہا تھا آج بھی اس کا اعلان کیا، **فقالوا: قوموا الی ھذا**

العباس فصنع مثل ماصنع بالامس وادركني العباس فاكبّ علي وقال مثل مقالته بالامس، قال: فكان هذا اول اسلام ابي ذرّ رحمه الله. یہاں سے اسلام کی زندگی شروع کی تھی اور ربذہ میں جاکر اسی حالت میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

(۱۲) باب قصة زمزم وجهل العرب

زمزم اور عرب کی جہالت کا بیان

۳۵۲۴۔ حدثنا أبو النعمان: حدثنا أبو عوانة، عن أبي بشر، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: اذا سرک ان تعلم ما جهل العرب فاقرأ ما فوق الثلاثين ومائة في سورة الانعام ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ الى قوله: ﴿قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾". [الانعام: ۱۴۰] ۲۲، ۲۳

فرمایا کہ اگر تم یہ چاہو کہ تمہیں عربوں کی جہالت معلوم ہو کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری سے قبل کس حالت میں تھے تو سورہ انعام کی ایک سو تیسویں سے اوپر کی آیتوں کو پڑھ لو، جن میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قتل کیا کرتے تھے۔

قد خسر الذين قتلوا اولادهم ...... الخ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں، جنہوں نے اپنی اولاد کو کسی علمی وجہ کے بغیر محض حماقت سے قتل کیا ہے، اور اللہ نے جو رزق ان کو دیا تھا اُسے اللہ پر بہتان باندھ کر حرام کرلیا ہے۔ وہ بری طرح گمراہ ہوگئے ہیں، اور کبھی ہدایت پر آئے ہی نہیں۔

(۱۳) باب من انتسب الى آبائه في الاسلام والجاهلية

اسلام یا زمانۂ جاہلیت میں خود کو اپنے باپ دادا کی طرف منسوب کرنے کا بیان

وقال ابن عمر وابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: "ان الكريم ابن الكريم ابن الكريم ابن الكريم: يوسف بن يعقوب بن اسحاق بن ابراهيم خليل الله". وقال البراء عن النبي صلى الله عليه وسلم: "انا ابن عبد المطلب".

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم

---

۲۲ لا يوجد للحديث مكررات.

۲۳ انفرد به البخاري.

ابن کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور حضرت براء رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے بیان کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں (اس طرح کا انتساب اگر فخر کے طور پر نہ ہو تو جائز ہے)۔

۳۵۲۵ ـ حدثنا عمر بن حفص: حدثنا ابی: حدثنا الاعمش سليمان قال: حدثنا عمرو بن مرة، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: لما نزلت ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ جعل النبى صلى الله عليه وسلم ينادى: "يا بنى فهر، يا بنى عدى"، ببطون قريش. [راجع: ۱۳۹۴]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی: "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" (یعنی اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے) تو رسالت مآب ﷺ نے آواز دی، کہ اے بنی فہر، اے بنی عدی!

۳۵۲۶ ـ وقال لنا قبيصة: اخبرنا سفيان، عن حبيب بن ابى ثابت، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال: لما نزلت ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ۲۱۴] جعل النبى صلى الله عليه وسلم يدعوهم قبائل قبائل. [راجع: ۱۳۹۴]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اہلِ عرب کے تمام قبائل کو آواز دی۔

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ـ یہ وہ آیت ہے جس کے ذریعے آنحضرت ﷺ کو سب سے پہلی بار تبلیغ کا حکم ہوا، اور یہ ہدایت دی گئی کہ تبلیغ کا آغاز اپنے قریبی خاندان کے لوگوں سے فرمائیں، چنانچہ اسی آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے خاندان کے قریبی لوگوں کو جمع کر کے اُن کو دینِ حق کی دعوت دی۔ اس میں یہ سبق بھی دیا گیا ہے کہ اصلاح کا کام کرنے والے کو سب سے پہلے اپنے گھر اور اپنے خاندان سے شروع کرنا چاہیے۔ [ف]

۳۵۲۷ ـ حدثنا ابو اليمان: اخبرنا شعيب: اخبرنا ابو الزناد، عن الاعرج، عن ابى هريرة رضى الله عنه: ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: "يابنى عبد مناف اشتروا انفسكم من الله، يا بنى عبد المطلب اشتروا انفسكم من الله، يا ام الزبير بن العوام عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم، يا فاطمة بنت محمد اشتريا انفسكما من الله، لا املك لكما من الله شيئا. سلانى من مالى ما شئتما". [راجع: ۲۷۵۳]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبد مناف! تم اپنی جانوں کو اللہ

[ف] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الشعراء، آیت: ۲۱۴، ص: ۷۹۵۔

کے عذاب سے بچاؤ اور اے بنی عبد المطلب! تم اپنی جانوں کو خدا کے عذاب سے بچاؤ اور اے زبیر ابن العوام کی والدہ! رسول اللہ کی پھوپھی! اور اے فاطمہ بنت محمد! تم دونوں اپنے نفوس کو خدا کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے لئے اللہ کے عذاب سے بچانے کا اگرچہ کوئی اختیار نہیں رکھتا، لیکن میں جو کہہ رہا ہوں اس کو سنو، اور اس پر عمل کرو، اور یہ دوسری بات کہ تم مجھ سے میرا مال جس قدر چاہو، لے سکتی ہو۔

(۱۴) باب ابن أخت القوم منهم، ومولى القوم منهم

قوم کے بھانجہ اور غلام کو اسی قوم میں شمار کرنے کا بیان

۳۵۲۸ـ حدثنا سليمان بن حرب: حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أنس رضي الله عنه قال: دعا النبي ﷺ الانصار فقال: "هل فيكم أحد من غيركم؟ قالوا: لا، الا ابن أخت لنا. فقال رسول الله ﷺ: "ابن أخت القوم منهم" [راجع: ۳۱۴۶]

آپ ﷺ نے صرف انصار کو بلایا تھا اور انہی سے بات کرنا مقصود تھی، اسی لئے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر کوئی دوسرا تو نہیں یعنی انصار کے علاوہ؟ انہوں نے کہا اور تو کوئی نہیں ہے لیکن ہمارا ایک بھانجا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قوم کا بھانجا بھی انہی میں سے ہوتا ہے، یعنی وہ کوئی غیر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اسی میں داخل ہے۔

(۱۵) بابُ قصةِ الحبش وقول النبي صلى الله عليه وسلم: "يا بني ارفدة"

حبشیوں کا قصہ اور نبی ﷺ کے فرمان کہ "اے بنی ارفدہ" کا بیان

۳۵۲۹ـ حدثنا يحيى بن بكير: حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة: ان ابا بكر رضي الله عنه دخل عليها وعندها جاريتان في ايام منى تدففان وتضربان والنبي صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه، فانتهرهما ابوبكر فكشف النبي صلى الله عليه وسلم عن وجهه فقال: "دعهما يا ابا بكر فانها ايام عيد" وتلك الايام ايام منى. [راجع: ۴۵۴]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ منیٰ یعنی زمانۂ حج میں میرے پاس دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں اور حضور اقدس ﷺ چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ نے آکر دونوں کو ڈانٹا، نبی کریم ﷺ نے اپنا چہرہ کھول دیا اور فرمایا: ابوبکر! ان کو چھوڑ دو، کیونکہ یہ عید کا زمانہ ہے اور منیٰ کے دن ہیں۔

۳۵۳۰ـ وقالت عائشة: رأيت النبي ﷺ يسترني وأنا أنظر الى الحبشة وهم يلعبون في المسجد فزجرهم عمر، فقال النبي ﷺ: "دعهم، أمنا بني أرفدة"، يعني من الامن [راجع: ۹۴۹]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مجھے چھپائے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ لوگ مسجد میں کرتب دکھا رہے تھے، جہاں حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہیں رہنے دو اور اے بنی ارفدہ! تم نہایت اطمینان سے فن سپہ گری میں مشغول رہو۔

یعنی ان کو اطمینان سے کرنے دو، امن سے چھوڑ دو، ان پر کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو، کیونکہ عید کا دن ہے۔[۱]

(۱۶) باب من أحب أن لا يسب نسبه

اپنے نسب کو سَب وشتم سے بچانے کو پسند کرنے کا بیان

۳۵۳۱ - حدثني عثمان بن أبي شيبة: حدثنا عبدة، عن هشام عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها قالت: استأذن حسان بن ثابت النبي ﷺ في هجاء المشركين. قال: "كيف بنسبي فيهم؟" فقال حسان: لأسلنك منهم كما تسل الشعرة من العجين وعن أبيه، قال: ذهبت أسب حسان عند عائشة فقالت: لا تسبه فإنه كان ينافح عن النبي ﷺ. [أنظر: ۴۱۴۵، ۶۱۵۰] [۲]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا **كيف بنسبي فيهم؟** جب مشرکین کی ہجو کرو گے تو ان کے نسب پر بھی طعن کرو گے اور میں بھی انہی میں سے ہوں پھر کام کیسے چلے گا؟

عام طور سے ہجو میں نسب کا ذکر ضرور آجاتا ہے، کیونکہ اہل عرب کے ہاں نسب کی بڑی اہمیت ہوتی ہے

فقال حسان: لأسلنك منهم كما تسل الشعرة من العجين. میں آپ کو ان میں سے ایسے نکال لوں گا جس طرح آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے، یعنی اگر ان کے نسب پر اگر کوئی بات کروں گا تو ان میں سے آپ کو نکال لوں گا۔

وعن أبيه، قال: ذهبت أسبّ حسّان عند عائشة فقالت: حضرت عروۃ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس حضرت حسانؓ کی برائی کرنے لگا، کیونکہ حضرت عائشہؓ کی تہمت میں حضرت حسانؓ بھی

---

[۱] تفصیل وتخریج کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۳، ص:۲۰۴، باب اصحاب الحرب في المسجد، رقم:۴۵۴، وانعام الباری، ج:۴، ص:۱۳۶، باب الحراب والدرق يوم العيد، رقم:۹۴۹

[۲] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، رقم: ۴۵۴۴، وسنن الترمذي، كتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء في انشاد الشعر، رقم: ۲۷۷۳، وسنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب ما جاء في الشعر، رقم: ۴۳۶۱.

ملوث ہو گئے تھے۔

فقالت: لا تسبه، حضرت عائشہؓ نے فرمایا ان کو برانہ کہو۔ **فانه کان ینافح عن النبی ﷺ** کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

آگے امام بخاریؒ نے **ینافح** کی تفسیر کی ہے **نفحة الدابة اذا رمت بها الخ.** عام طور سے **نفح دابة** کہتے ہیں جب وہ کسی کو لات مارے، **نفح بالسیف......... نفح السیف** کہتے ہیں دور سے تلوار مارنا یعنی تلوار یالات مارنا کہ دوسرا قریب نہ آئے تو یہاں مراد ہے مدافعت کرنا۔

استأذن حسان بن ثابت النبی ﷺ فی هجاء المشرکین۔ اس زمانہ میں پروپیگنڈہ کا ذریعہ شعر ہوا کرتا تھا، اس لئے انہوں نے اجازت طلب کی کہ مشرکین کی ہجو کریں۔

(۱۷) باب ما جاء في أسماء رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی کا بیان

وقوله عزوجل: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح: ۲۹]

وقوله: ﴿مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗۤ أَحْمَدُ﴾ [الصف: ٦].

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کافروں نے صلح نامہ لکھواتے وقت آنحضرت ﷺ کا نام مبارک **"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"** لکھوانے سے انکار کیا تھا، اور صرف **"محمد بن عبداللّٰه"** لکھوایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کو **"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"** فرما کر یہ اشارہ دیا ہے کہ کافر لوگ اس حقیقت سے چاہے کتنا انکار کریں، اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک قرآن کریم میں ثبت فرما دیا ہے۔[۲۵]

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، یعنی کافروں کے مقابلہ میں سخت مضبوط اور قوی، جس سے کافروں پر رُعب پڑتا ہے اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ کسی کافر کے ساتھ احسان اور حُسنِ سلوک سے پیش آنا اگر مصلحت شرعی ہو، کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں وہ تم کو ڈھیلا نہ سمجھے۔[۲۶]

مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗۤ أَحْمَدُ۔ "احمد" حضور اقدس ﷺ کا نام ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی نام سے آپ کی بشارت دی تھی۔ اس قسم کی ایک بشارت آج بھی انجیل یوحنا میں تحریف شدہ حالت میں موجود ہے۔ انجیل یوحنا کی عبارت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: "اور میں باپ سے درخواست کروں گا

[۲۵] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الفتح: ۲۹، حاشیہ: ۳۱۔

[۲۶] تفسیر عثمانی، سورۃ الفتح، آیت: ۲۹، ص: ۶۸۳۔

تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"۔ (یوحنا،۱۴: ۱۶) یہاں جس لفظ کا ترجمہ مددگار کیا گیا ہے، وہ اصل یونانی میں "فارقلیط" (Periclytos) تھا، جس کے معنی ہیں "قابلِ تعریف شخص" اور یہ "احمد" کا لفظی ترجمہ ہے، لیکن اس لفظ کو "Paracletus" سے بدل دیا گیا ہے، جس کا ترجمہ "مددگار" اور بعض تراجم میں "وکیل" یا "شفیع" کیا گیا ہے۔ اگر "فارقلیط" کا لفظ مدنظر رکھا جائے تو صحیح ترجمہ یہ ہوگا کہ: "وہ تمہارے پاس اُس قابلِ تعریف شخص (احمد) کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔" اس میں یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ کسی خاص علاقے یا کسی خاص زمانے کے لئے نہیں ہوں گے، بلکہ آپ کی نبوت قیامت کے آنے والے ہر زمانے کے لئے ہوگی۔ نیز برناباس کی انجیل میں کئی مقامات پر حضورِ اقدس ﷺ کا نام لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں موجود ہیں۔ اگر چہ عیسائی مذہب والے اس انجیل کو معتبر نہیں مانتے، لیکن ہمارے نزدیک وہ اُن چاروں انجیلوں سے زیادہ مستند ہے جنہیں عیسائی مذہب میں معتبر مانا گیا ہے۔[۲۷]، [۲۸]

۳۵۳۲ــ حدثنا ابراهيم بن المنذر قال: حدثني معن، عن مالک، عن ابن شهاب، عن محمد بن جبير بن مطعم، عن أبيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "لي خمسة أسماء: أنا محمد، وأحمد، وأنا الماحي الذي يمحو الله بي الكفر. وأنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي، وأنا العاقب". [انظر: ۴۸۹۶] [۲۹]

آپ ﷺ نے اپنے اسماءِ گرامی شمار کرائے ہیں، ان میں ایک نام **حاشر** بھی ہے، **حاشر** کے معنی ہیں جمع کرنے والا، لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے یعنی حشر میری اُمت کے زمانہ کے انتہا ہونے پر کیا جائے گا کیونکہ آپ ﷺ ہی نبی آخر الزمان ہیں تو جب اُمت کی انتہا ہوگی اس کے بعد حشر ہوگا۔

وأنا العاقب، عاقب کے معنی پیچھے آنے والا، تو مراد ہے **خاتم النبیینؐ**، کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے۔

---

[۲۷] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الصف، آیت: ۶، حاشیہ: ۵۔

[۲۸] اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے علمائے اسلام نے بحمد اللہ بشارات پر مفصل دلائل اور مستقل کتابیں لکھی ہیں، مثلاً عیسائیت کیا ہے؟ مؤلف شیخ الاسلام القاضی مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ اور تفسیر عثمانی کے مؤلفِ فاضل نے "فارقلیط" والی بشارت اور تحریفِ بائبل پر "الصف" کی تشریح میں نہایت مفصل بحث کی ہے۔

[۲۹] وفي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب في اسمائه ﷺ، رقم: ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، وسنن الترمذي، كتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء في اسماء النبي، رقم: ۲۷۶۶، ومسند احمد، أوّل مسند المدنيين أجمعين، باب حديث جبير بن مطعم، رقم: ۱۶۱۶۴، ۱۶۱۴۸، ۱۶۱۶۹، ۱۶۱۷۰، وموطا مالک، كتاب الجامع، باب اسماء النبي، رقم: ۱۵۹۴، وسنن الدارمي، كتاب الرقاق، باب في اسماء النبي، رقم: ۲۶۵۶۔

۳۵۳۳ - حدثنا علی بن عبد الله: حدثنا سفیان، عن أبی الزناد، عن الاعرج، عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: " الا تعجبون کیف یصرف الله عنی شتم قریش ولعنهم؟ یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وأنا محمد".

ترجمہ: تمہیں پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیاں اور لعنتیں مجھ سے کس طرح دور فرماتے ہیں کہ وہ لوگ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم کو لعنت کرتے ہیں، (یعنی انہوں نے گستاخی میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی الٹ کر مذمم رکھ دیا تھا العیاذ باللہ العظیم۔) آپ کو مذمم کہتے تھے کہ مذمم برا ہے تو ساری گالیاں مذمم کو دیتے تھے جبکہ میں تو محمد ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ مجھ سے ان کی گالیاں دور فرما رہے ہیں، کیونکہ وہ لوگ مذمم نام رکھ کر گالیاں دیتے ہیں اور میں مذمم نہیں بلکہ محمد ہوں۔

(۱۸) باب خاتم النبیین صلی الله علیه وسلم

نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا بیان

۳۵۳۴ - حدثنا محمد بن سنان: حدثنا سلیم: حدثنا سعید بن میناء، عن جابر ابن عبد الله رضی الله عنهما قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: "مثلی ومثل الانبیاء، کرجل بنی دارا فاکملها واحسنها الا موضع لبنة، فجعل الناس یدخلونها ویتعجبون ویقولون: لولا موضع اللبنة". [۳۰، ۳۱]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور عمدہ بنایا، لیکن صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس مکان میں جاتے اور اس کی عمدگی پر تعجب کرتے اور کہتے کاش! اس ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رکھی ہوتی۔

۳۵۳۵ - حدثنا قتیبة بن سعید: حدثنا اسماعیل بن جعفر، عن عبد الله بن دینار، عن ابی صالح، عن ابی هریرة رضی الله عنه: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس

[۳۰] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۳۱] وفی صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونه خاتم النبیین، رقم: ۴۲۴۰، وسنن الترمذی، کتاب الأمثال عن رسول الله، باب ماجاء فی مثل النبی والأنبیاء قبله، رقم: ۲۷۸۹، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند جابر بن عبدالله، رقم: ۱۴۳۵۸.

يطوفون به ويعجبون له ويقولون: هلا وضعت هذه اللبنة؟ قال: فانا اللبنة، وانا خاتم النبيين". [۳۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور ان پیغمبروں کی مثال جو مجھ سے پہلے گزر گئے، ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور خوشنما بنایا، اس کے ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ جب اس مکان میں جاتے تو تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

فانا اللبنة، وانا خاتم النبيين ـ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے دنیا میں اپنے رسول اور نبی بھیجنے کا جو سلسلہ انسانِ اول حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا تھا وہ محمد عربی ﷺ پر آ کر ختم ہو گیا، آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی اور رسول اس دنیا میں آیا ہے اور نہ آئندہ کبھی آئے گا۔

(۱۹) بابُ وفاةِ النبي صلى الله عليه وسلم

سید البشر ﷺ کی وفات کا بیان

۳۵۳۶ ـــ حدثنا عبد الله بن يوسف: حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبير، عن عائشة رضي الله عنها: ان النبي صلى الله عليه وسلم توفي وهو ابن ثلاث وستين. وقال ابن شهاب: واخبرني سعيد بن المسيب مثله. [أنظر: ۴۴۶۶] [۳۳]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

---

[۳۲] لا يوجد للحديث مكررات.

[۳۳] وفي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب ذكر كونه خاتم النبيين، رقم: ۴۲۳۷، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۰۲۰، ۷۱۴۳، ۷۷۶۸، ۸۸۰۲.

[۳۴] ﴿وفي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كم سن النبي يوم قبض، رقم: ۴۳۳۲، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب في مبعث النبي وابن كم كان حين بعث، رقم: ۳۵۵۴، وباب في سن النبي وابن كم كان حين مات، رقم: ۳۵۵۷.﴾

(۲۰) باب كنية النبي ﷺ

سید البشر ﷺ کی کنیت کا بیان

۳۵۳۷ - حدثنا حفص بن عمر: حدثنا شعبة، عن حميد، عن أنس رضي الله عنه قال: كان النبي ﷺ في السوق. فقال رجل: يا أبا القاسم فالتفت النبي ﷺ فقال: " سموا باسمي ولا تكتنوا بكنيتي". [راجع: ۲۱۲۰]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ بازار میں تھے کہ ایک شخص نے کہا: ابو القاسم! پس نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف چہرۂ انور پھیرا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی اور کو پکارتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا نام تو رکھ لو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

اس نے ابوالقاسم کہہ کر کسی اور کو پکارا تھا لیکن چونکہ حضور اقدس ﷺ کی کنیت بھی ابوالقاسم تھی، اس لئے آپ ﷺ متوجہ ہوئے۔ جب متوجہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس نے کسی اور کو پکارا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ نام لے لیا کرو لیکن کنیت نہ لو تا کہ اشتباہ نہ ہو۔

آپ ﷺ کو نام سے یا محمد کہہ کر کوئی نہیں پکارتا تھا، مسلمان "یا رسول اللہ" کہتے تھے اور اہل کتاب۔ یا **"با القاسم"** کہتے تھے۔ **ف**

(۲۱) باب

۳۵۴۰ - حدثنا اسحاق بن ابراهيم، أخبرنا الفضل بن موسى، عن الجعيد بن عبد الرحمن: رأيت السائب بن يزيد ابن أربع وتسعين جلدا معتدلا، فقال: قد علمت ما متعت به سمعي وبصري الا بدعاء رسول الله ﷺ: ان خالتي ذهبت بي اليه، فقالت: يا رسول الله، ان ابن أختي شاكٍ فادع الله له، قال فدعا لي ﷺ [راجع: ۱۹۰]

جعید بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب بن یزید کو دیکھا کہ وہ چورانوے سال کے تھے **جلدا معتدلاً**، **جلد** کے معنی ہیں قوی اور معتدل یعنی اپنے جسمانی اعتبار سے ان کی صحت پورے اعتدال کی حالت میں تھی۔

فقال: انہوں نے فرمایا کہ **قد علمت ما متعت به سمعي وبصري الا بدعاء رسول الله**

ف من أراد التفصيل فليراجع: انعام الباری، ج:۲، ص:۱۷۷، رقم: ۱۱۰، وانعام الباری، ج:۶، ص:۲۳۲، رقم: ۲۱۲۰

ﷺ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو یہ انعام فرمایا ہے کہ میری بینائی اور سماعت صحیح اور سالم ہے، یہ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے ہے کہ میری خالہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے گئیں تھیں اور کہا یا رسول اللہ یہ میری بہن کا بیٹا ہے اور مریض ہے بیمار ہے **فادع اللہ له**، اس کیلئے دعا فرمائیں۔ **قال: فدعا بی ﷺ**، آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی تھی جس کے نتیجے میں چورانوے سال کی عمر میں بھی اتنا تندرست ہوں۔

ما معت به۔ "ما" نافیہ ہے کہ مجھے نفع نہیں پہنچایا گیا اس چیز سے یعنی میری سماعت اور بصارت سے مگر نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے۔

(۲۲) باب خاتم النبوة

مہر نبوت کے باب کا بیان

۳۵۴۱۔ حدثنا محمد بن عبداللہ: حدثنا حاتم عن الجعید بن عبد الرحمن قال: سمعت السائب بن یزید قال: ذھبت بي خالتي الی رسول اللہ ﷺ فقالت: یا رسول اللہ ان ابن اختي وقع فمسح رأسي ودعا لي بالبرکة. وتوضأ فشربت من وضوئه ثم قمت خلف ظھره فنظرت الی خاتم النبوة بین کتفیه، قال ابن عبیداللہ الحجلة من حجل الفرس بین عینیه وقال ابراھیم بن حمزة: مثل زر الحجلة. [راجع: ۱۹۰]

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا بھانجہ بیمار ہے تو آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی اور حضور اقدس ﷺ نے وضو کیا، پھر میں نے آپ ﷺ کے بچے ہوئے وضو کا پانی پیا اس کے بعد میں آپ ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مہر مثل پردے کی گھنڈی کے دیکھی۔

خاتم النبوة

پالکی پر جب پردہ ڈالتے ہیں تو اس پر موٹے موٹے بٹن لگاتے ہیں، ان بٹنوں کو "**زرّ الحجلة**" کہتے ہیں، خاتم النبوۃ ایسی تھی جیسے وہ بٹن ہوتے ہیں۔

دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ "زر" کے معنی انڈے کے ہیں اور "**حجلة**" کے معنی فاختہ کے ہیں، معنی ہوئے فاختہ کا انڈا، یعنی جس طرح فاختہ کا انڈا ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کی خاتم النبوۃ تھی۔

(۲۳) باب صفة النبي ﷺ

رسالت مآب ﷺ کے اوصاف کا بیان

۳۵۴۲ ـ حدثنا ابو عاصم، عن عمر عن سعید بن ابی حسین، عن ابن ابی ملیکة، عن عقبة بن الحارث قال: صلی ابو بکر رضي الله عنه العصر ثم خرج یمشي فرأی الحسن یلعب مع الصبیان فحمله علی عاتقه وقال: بابي شبیه بالنبي لا شبیه بعلي وعلي یضحک. [انظر: ۳۷۵۰] [۳۵]

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عصر کی نماز پڑھی پھر چلنے لگے تو دیکھا کہ حضرت حسنؓ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں **فحمله علی عاتقه**، ان کو اپنے کندھے پر سوار کرلیا اور فرمایا **بابی، شبیه بالنبیؐ**، میرے والد کی قسم، یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں **لاشبیه بعلیؓ**، حضرت علیؓ کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتے **وعلیؓ یضحک**، اور حضرت علیؓ ہنس رہے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

بابي شبیة ـ اصل میں بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ محض الفاظ یمین ہوتے تھے یمین مقصود نہیں ہوتی تھی، الفاظ محض تاکید کلام کیلئے بولے جاتے تھے جیسے اہل عرب کے ہاں **لعمری لعمرک** کہنے کی عام عادت ہے۔ خود حضور اقدس ﷺ سے اس طرح کے الفاظ ثابت ہیں، تو یہ محض تاکید کلام کے طور پر بولے جاتے تھے یمین مقصود نہیں ہوتی تھی۔

ہمارے ہاں چونکہ اس تکیۂ کلام کا عرف نہیں ہے اس لئے کہنا بھی درست نہیں، البتہ جہاں محاورہ ہو کہ الفاظ قسم سے قسم کے معنی نہ سمجھے جاتے ہوں تو وہاں درست ہے۔

یہاں **بابی** میں جو باء ہے وہ تفدیہ کی بھی ہوسکتی ہے اس معنی میں کہ میرے ماں باپ قربان ہوں۔

۳۵۴۳ ـ حدثنا احمد بن یونس: حدثنا زهیر: حدثنا اسماعیل عن ابی جحیفة رضی الله عنه قال: رأیت النبی صلی الله علیه وسلم وکان الحسن یشبهه. [أنظر: ۳۵۴۴] [۳۶]

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

[۳۵] وفی مسند احمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب مسند ابی بکر الصدیق، رقم: ۳۹.

[۳۶] وفی صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شیبة، رقم: ۴۳۲۴، وسنن الترمذی، کتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء فی العدة، رقم: ۲۷۵۳، وکتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب الحسن والحسین، ومسند احمد، أوّل مسند الکوفیین، باب حدیث ابی جحیفة، رقم: ۱۷۹۹۶.

۳۵۴۴ ـ حدثنا عمرو بن علي: حدثنا ابن فضيل: حدثنا اسماعيل بن ابي خالد قال: سمعت أبا جحيفة رضي الله عنه قال: رأيت النبي ﷺ وكان الحسن بن علي عليهما السلام يشبهه. قلت لابي جحيفة: صفه لي، قال: كان ابيض قد شمط وأمر لنا النبي ﷺ بثلاث عشرة قلوصا، قال فقبض النبي ﷺ قبل أن نقبضها [راجع: ۳۵۴۳]

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسالت مآب ﷺ کو دیکھا ہے، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے مشابہ تھے۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آنحضرت ﷺ کی مجھ سے صفت بیان کیجئے تو انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ سفید رنگ کے تھے، آپ کے بال ادھ پکے ہوگئے تھے، اور نبی کریم ﷺ نے ہم کو تیرہ اُونٹیاں دینے کا حکم دیا، مگر ہم آپ ﷺ کی وفات ہونے سے پہلے ان پر قبضہ نہ کر سکے۔

شمط ـ کے معنی ہیں بالوں کا کھچڑی ہو جانا یعنی کچھ بال سفید ہیں اور کچھ سیاہ ہیں۔

۳۵۴۵ ـ حدثنا عبداللہ بن رجاء: حدثنا اسرائيل، عن أبی اسحاق عن وهب ابي جحيفة السوائي قال: رأيت النبي ﷺ ورأيت بياضا من تحت شفته لسفلى العنفقة.

العنفقة ـ اس کے معنی ہیں ریش بچہ، یعنی ہونٹ کے نیچے کے بال، حضور ﷺ کے یہ بال تھوڑے سے سفید ہوگئے تھے۔

۳۵۴۶ ـ حدثنا عصام بن خالد: حدثنا حريز بن عثمان انه سال عبد الله بن بسر صاحب النبی صلی الله عليه وسلم قال: ارايت النبی صلی الله عليه وسلم كان شيخا؟ قال: كان فی عنفقته شعرات بيض. [۳۷، ۳۸]

ترجمہ: حضرت حریز بن عثمان بیان کرتے ہیں، انہوں نے صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، بتلایئے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں، صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوڑی کے کچھ بال سفید ہوگئے تھے۔

۳۵۴۷ ـ حدثنا ابن بكير قال: حدثنا الليث، عن خالد، عن سعيد بن أبی هلال، عن ربيعة بن أبی عبد الرحمٰن قال: سمعت أنس بن مالک يصف النبی ﷺ قال: كان ربعة من القوم، ليس بالطويل ولا بالقصير، أزهر اللون، ليس بأبيض أمهق ولا آدم، ليس بجعد قطط ولا

[۳۷] لا يوجد للحديث مكررات.

[۳۸] وفی مسند أحمد، مسند الشاميين، باب حديث عبد الله بن بسر المازنی، رقم: ۱۷۰۱۲، ۱۷۰۲۱، ۱۷۰۳۸.

سبط رجل، أنزل عليه وهو ابن أربعين فلبث بمكة عشر سنين يُنزل عليه، وبالمدينة عشر سنين فقُبض، وليس في رأسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء. قال ربيعة: فرأيت شعراً من شعره فإذا هو أحمر. فسألتُ، فقيل: احمرّ من الطيب. [انظر: ۳۵۴۸، ۵۹۰۰] ۳۹

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ **ربعة من القوم** تھے، "**ربعة**" کے معنی ہیں معتدل قد وقامت والے یعنی نہ بہت لمبے اور نہ پست قد۔ **ليس بالطويل ولا بالقصير**، یہ اس کی تفسیر ہے۔

أزهر اللون، چمکتے ہوئے رنگ والے۔

ليس بأبيض أمهق ولا آدم، نہ بہت زیادہ سفید تھے "**أمهق**" یہ صفت مبالغہ ہے جیسے چونے کی طرح سفید ہوں، یہ صورت بھی نہیں تھی اور نہ آپ بالکل سانولے رنگ والے تھے۔

ليس بجعد قطط، نہ آپ ﷺ گھنگریالے بالوں والے تھے، **قطط جعد** کی صفت مبالغہ ہے، جیسے حبشیوں کے بال ہوتے ہیں۔

ولا سبط رجل، اور نہ بالکل سیدھے بالوں والے تھے "**رجل**" صفت مبالغہ ہے، **قطط** اور **سبط رَجل** دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔

موئے مبارک

أنزل عليه وهو ابن أربعين. ...... عشرون شعرة بيضاء. بیس بال بھی نبی کریم ﷺ کے سفید نہیں ہوئے۔

قال ربيعة: فرأيت شعرة من شعره، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن جو حضرت انسؓ سے روایت کرنے والے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کا موئے مبارک دیکھا اس میں سرخی تھی، میں نے ان سے پوچھا کہ

---

۳۹ وفي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شيبة، رقم: ۴۳۱۸، ۴۳۲۰، ۴۳۳۰، وسنن الترمذي، كتاب اللباس عن رسول الله، باب ما جاء في الجمة واتخاذ الشعر، رقم: ۱۶۷۱، وكتاب المناقب عن رسول الله، باب في مبعث النبي وابن كم كان حين بعث، رقم: ۳۵۵۶، وسنن النسائي، كتاب الزينة، باب الأخذ من الشارب، رقم: ۴۹۶۷، ۴۹۹۹، ۵۰۰۰، ۵۱۳۹، ۵۱۴۰، وسنن أبي داؤد، كتاب الترجل، باب ما جاء في الشعر، رقم: ۳۶۵۳، ۳۶۵۴، وسنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب من ترك الخضاب، رقم: ۳۶۱۹، ۳۶۲۴، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أنس بن مالك، رقم: ۱۱۵۲۷، ۱۱۵۵، ۱۱۶۱۲، ۱۱۸۱۷، ۱۱۸۷۷، ۱۱۹۳۴، ۱۲۰۱۷، ۱۲۰۴۳، ۱۲۱۷۴، ۱۲۲۲۹، ۱۲۳۶۲، ۱۲۳۶۳، ۱۲۴۵۳، ۱۲۴۸۸، ۱۲۵۲۵، ۱۲۵۷۸، وموطأ مالك، كتاب الجامع، باب ما جاء في صفة النبي، رقم: ۱۴۳۴، وسنن الدارمي، كتاب المقدمة، باب في حسن النبي، رقم: ۶۱، ۶۲.

آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا پھر کیسے سرخ ہو گئے؟ کہا گیا کہ **احمرّ من الطیب،** وہ خوشبو لگانے کی وجہ سے سرخ ہو گئے تھے، یعنی حضور اقدس ﷺ اپنے موئے مبارک پر خوشبو لگایا کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ سرخ ہو گئے تھے، میں نے بھی اس موئے مبارک کی زیارت کی ہے وہ سرخی مائل ہیں۔

مستند موئے مبارک

اس وقت دنیا میں جتنے موئے مبارک موجود ہیں ان میں سب سے زیادہ مستند یعنی جس کے بارے میں یہ گمان سب سے زیادہ کیا جا سکتا ہے کہ شاید وہ صحیح ہو وہ ترکی میں ہے۔ اگر چہ وہ بھی بہت زیادہ مستند نہیں ہے کہ سند سے ثابت ہو۔ ترکی کا توپ کاپی سرائے جو عجائب خانہ ہے اس میں تبرکات کا ایک کمرہ ہے جس میں موئے مبارک اور دندان مبارک ہیں، تو ان موئے مبارک میں بھی سرخی ہے، یہاں کہہ رہے ہیں کہ وہ طیب سے سرخ ہوا۔ [ف]

دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کبھی حنا اور "**کتم**" بطور خضاب استعمال فرمایا ہے۔

۳۵۴۸ ــ حدثنا عبد اللّٰہ بن یوسف: أخبرنا مالک بن انس، عن ربیعة بن أبی عبد الرحمن، عن انس رضی اللّٰہ عنه: انه سمعه یقول: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لیس بالطویل البائن، ولا بالقصیر، ولا بالابیض الامهق، ولآدم، ولیس بالجعد القطط. ولا بالسبط: بعثه اللّٰہ علی رأس أربعین سنة فاقام بمکة عشر سنین وبالمدینة عشر سنین، فتوفاه اللّٰہ ولیس فی رأسه ولحیته عشرون شعرة بیضاء". [راجع: ۳۵۴۷]

بعثه اللّٰہ علی رأس أربعین سنة...... عشرون شعرة بیضاء ــ نبوت ملنے کے بعد دس سال مکہ میں مقیم رہے اور دس سال مدینہ میں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی، تو آپ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

۳۵۴۹ ــ حدثنا أحمد بن سعید أبو عبد اللّٰہ: حدثنا اسحاق بن منصور: حدثنا ابراهیم بن یوسف، عن ابیه، عن ابی اسحاق قال: سمعت البراء یقول: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم احسن الناس وجها، واحسنه خلقا. لیس بالطویل البائن، ولا بالقصیر.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید الانبیا ﷺ سب آدمیوں سے زیادہ خوب صورت اور سب سے زیادہ خلیق تھے، نہ تو آپ ﷺ بہت لمبے قد کے تھے اور نہ پست قد کے۔

[ف] تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج۳، ص: ۲۶۳، باب المساجد التی علی طرق المدینة، والمواضع التی صلی فیها النبی ﷺ، رقم: ۴۸۳.

۳۵۵۰ ـ حدثنا أبو نعيم: حدثنا همام، عن قتادة قال: سألتُ أنساً: هل خضب النبي ﷺ؟ قال: لا، انما كان شيء في صدغيه. [انظر: ۵۸۹۴، ۵۸۹۵] ۴۰

یہاں کہا کہ خضاب استعمال ہی نہیں فرمایا، اس لئے کہ صدغين یعنی کنپٹی پر چند سفید بال تھے اور پیچھے عنفقة کا بھی ذکر آیا ہے کہ چند بال سفید تھے، لہٰذا خضاب لگانے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی۔ لیکن دوسری روایات سے حنا اور کتم کا استعمال ثابت ہے۔

۳۵۵۱ ـ حدثنا حفص بن عمر: حدثنا شعبة، عن أبي اسحاق، عن البراء رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي ﷺ مربوعاً بعيد ما بين المنكبين، له شعر يبلغ شحمة أذنه، رأيته في حلة حمراء لم أر شيئاً قط أحسن منه. وقال يوسف بن أبي اسحاق، عن أبيه: الى منكبيه. [انظر: ۵۸۴۸، ۵۹۰۱] ۴۱

رأيته في حلة حمراء ـ میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑے میں دیکھا۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ بالکل سرخ کپڑے کا استعمال مرد کے لئے مکروہ ہے، مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے، البتہ دھاری دار ہو تو جائز ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا جوڑا دھاری دار تھا۔

۳۵۵۲ ـ حدثنا أبو نعيم: حدثنا زهير، عن أبي اسحاق قال: سئل البراء: أكان وجه النبي ﷺ مثل السيف؟ قال: لا، بل مثل القمر.

مثل السيف؟ قال: لا، بل مثل القمر ـ انہوں نے تلوار کی چمک سے تشبیہ دی، کہا، تلوار نہیں، چاند جیسا تھا۔

۳۵۵۳ ـ حدثنا الحسن بن منصور أبو علي: حدثنا حجاج بن محمد الاعور بالمصيصة: حدثنا شعبة، عن الحكم قال: سمعتُ أبا جحيفة قال: خرج رسول الله ﷺ بالهاجرة الى البطحاء فتوضأ ثم صلى الظهر ركعتين. والعصر ركعتين وبين يديه عنزةٌ. وزاد فيه عون، عن أبيه أبي جحيفة قال: كان يمرّ من ورائها المارّة. وقام الناس فجعلوا يأخذون يديه فيمسحون بهما وجوههم، قال: فأخذتُ بيده فوضعتها على وجهي فاذا هي أبرد من الثلج، واطيب رائحة من المسك. [راجع: ۱۸۷]

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک روز نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت بطحاء کی جانب تشریف لے گئے، پھر آپ ﷺ نے وضو کر کے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں ادا کیں اور آپ ﷺ کے سامنے چھوٹا نیزہ گاڑ دیا گیا، اس نیزے کے آگے سے عورتیں گزر رہی تھیں (نماز کے بعد) لوگ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے

۴۰، ۴۱ انظر حاشية: ۳۹.

دونوں ہاتھ کو لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے، میں نے بھی آپ ﷺ کا ہاتھ لیا اور اس کو اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۳۵۵۴ـ حدثنا عبدان: اخبرنا عبد اللّٰه: اخبرنا یونس، عن الزهری، قال: حدثنی عبید اللّٰه بن عبد اللّٰه، عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال: کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اجود الناس، واجود ما یکون فی رمضان حین یلقاه جبریل، وکان جبریل علیه السلام یلقاه فی کل لیلة من رمضان فیدارسه القرآن، فلرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلة. [راجع: ۶]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام دنوں سے زیادہ رمضان المبارک میں سخی ہو جاتے تھے، جبکہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے برابر ملتے اور رمضان المبارک میں ہر رات کو آپ ﷺ سے جبریل علیہ السلام ملا کرتے تھے اور آپ ﷺ سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے، پس رسول اللہ ﷺ فائدہ رسانی میں بادِ نسیم سے زیادہ بڑھے ہوئے ہوتے تھے۔

۳۵۵۵ـ حدثنا یحییٰ: حدثنا عبد الرزاق: حدثنا ابن جریج قال: أخبرني ابن شهاب: عن عروة، عن عائشة رضی اللّٰه عنها: أن رسول اللّٰه ﷺ دخل علیها مسروراً تبرق أساریر وجهه، فقال: "ألم تسمعی ماقال المدلجی لزید وأسامة ورأی أقدامهما؟ ان بعض هذه الأقدام من بعض". [انظر: ۳۷۳۱، ۶۷۷۰، ۶۷۷۱] [۴۲]

قیافہ شناسی کا حکم

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، خوش تھے، **تبرق أساریر وجهه**، آپ ﷺ کے چہرے کے خدوخال خوشی سے چمک رہے تھے، **اساریر** جمع ہے اور جمع ہی استعمال ہوتا ہے، مفرد استعمال نہیں ہوتا۔

اور فرمایا کہ کیا تم نے وہ بات نہیں سنی جو مدلجی نے کہی ہے؟ مدلجی ایک قیافہ شناس شخص تھا، اس نے حضرت زیدؓ اور اسامہؓ کے قدم دیکھ کر جو بات کہی کیا وہ تم نے نہیں سنی؟

---

[۴۲] وفی صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب العمل بالحاق القائف الولد، رقم: ۲۶۴۷، وسنن الترمذی، کتاب الولاء والهبة عن رسول اللّٰه، باب ما جاء فی القافة، رقم: ۲۰۵۵، وسنن النسائی، کتاب الطلاق، باب القافة، رقم: ۳۴۳۶، وسنن أبی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی القافة، رقم: ۱۹۳۱، وسنن ابن ماجة، کتاب الأحکام، باب القافة، رقم: ۲۳۴۰، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدة عائشة، رقم: ۲۲۹۷۰، ۲۳۳۸۵، ۲۴۷۰۸.

اس نے کہا کہ **ان بعض هذه الأقدام من بعض**، ان دونوں کے قدم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

آپ ﷺ نے اس پر اس لئے خوشی کا اظہار فرمایا کہ لوگ حضرت اسامہؓ پر طعن کرتے تھے کہ یہ زید بن حارثہؓ کے بیٹے نہیں ہیں اور وجہ اس کی تھی کہ حضرت اسامہؓ کا رنگ سیاہی مائل تھا اور زید کا رنگ سفید تھا، قیافہ شناس نے دونوں کے قدموں کو ایک جیسا قرار دیا، اس پر آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا اس سے لوگوں کا طعن ختم ہو جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قیافہ کی فی الجملہ ایک حقیقت ہے لیکن محض قیافہ کی بنیاد پر نہ نسب کا ثبوت ہوتا ہے اور نہ نسب منتفی ہوتا ہے، نسب کا اصل مدار فراش پر ہے۔ ۴۲

۳۵۵۶ ــ حدثنا يحيى بن بكير: حدثنا الليث، عن عقيل عن ابن شهاب، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن كعب: ان عبد الله بن كعب قال: سمعت كعب بن مالك يحدث حين تخلف عن تبوک، قال: فلما سلمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبرق وجهه من السرور، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سر استنار وجهه حتى كانه قطعة قمر وكنا نعرف ذلک منه. [راجع: ۲۷۵۷]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے سنا: غزوۂ تبوک کے موقعہ پر جب کہ میں پیچھے رہ گیا تھا (ایک وقت) میں نے رسول اکرم ﷺ کو سلام کیا (اس وقت) آپ ﷺ کے چہرہ انور خوشی کے مارے چمک رہا تھا، اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تھے، تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگتا تھا، گویا وہ ایک چاند کا ٹکڑا سا معلوم ہوتا اور یہ بات ہم آپ ﷺ کے روشن چہرہ سے معلوم کر لیتے تھے۔

۳۵۵۷ ــ حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا يعقوب بن عبد الرحمن، عن عمرو، عن سعيد المقبري، عن ابي هريرة: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "بعثت من خير قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتى كنت من القرن الذى كنت فيه". ۴۳، ۴۴

---

۴۲ واختلفوا في العمل بقول القائف، فاثبته الشافعي واستدل بهذا الحديث، والمشهور عن مالک اثباته في الاماء ونفيه في الحرائر، ونفاه أبو حنيفة مطلقاً لقوله تعالى: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ. [الاسراء: ۳۶] وليس في حديث المدلجي دليل على وجوب الحكم بقول القافة لأن أسامة كان نسبه ثابتاً من زيد قبل ذلک، ولم يحتج النبي ﷺ في ذلک الى قول أحد، وانما تعجب النبي ﷺ من اصابة مجزز كما يتعجب من ظن الرجل الذى يصيب ظنه حقيقة الشيء الذى ظنه، ولا يثبت الحكم بذلک، وترک رسول الله ﷺ الانكار عليه لأنه لم يتعاط في ذلک اثبات ما لم يكن ثابتاً. عمدة القارى، ج: ۱۱، ص: ۳۰۰.

۴۳ لا يوجد للحديث مكررات.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو بنی آدم کے بہترین طبقوں میں قرن کے بعد قرن (یعنی ہر قرن میں) پیدا کیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں اس قرن کے پیدا ہوا جس میں کہ میں ہوں۔

۳۵۵۸ — حدثنا یحییٰ بن بکیر: حدثنا اللیث، عن یونس، عن ابن شهاب قال: أخبرني عبید الله بن عبد الله بن عتبة، عن ابن عباس رضی الله عنهما: أن رسول الله ﷺ کان یسدل شعره، وکان المشرکون یفرقون رؤسهم. فکان أهل الکتاب یسدلون رؤسهم، وکان رسول الله ﷺ یحب موافقة أهل الکتاب. فیما لم یؤمر فیه بشیء، ثم فرق رسول الله ﷺ رأسه. [انظر: ۳۹۴۴، ۵۹۱۷] ؎۴۵

کیا مانگ نکالنا مسنون ہے؟

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے یعنی مانگ نہیں نکالتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ اور اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے یعنی لٹکاتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان چیزوں میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے جن کے بارے میں آپ ﷺ کو کوئی حکم نہیں دیا گیا ہو۔ کیونکہ اہل کتاب کے پاس کتاب تھی، ظاہر ہے ان کا طریقہ مشرکین کے مقابلے میں بہتر ہے۔

بعد میں آپ ﷺ نے مانگ نکالنی شروع کر دی تھی۔

اور شمائل ترمذی میں ہے **ان انفرقت عقیقته فرقها، والا فلا**" جب خود مانگ نکل آتی تو نکال لیتے اور اگر خود نہ نکلتی تو چھوڑ دیتے، یعنی بالوں کو درست کرتے ہوئے بعض اوقات خود بخود مانگ بن جاتی ہے، تو اگر تھوڑی بہت مانگ بن گئی تو آپ ﷺ نے اس کو مانگ بنالیا اور اگر نہیں بنی تو ویسے چھوڑ دیا، مطلب یہ ہے کہ نکلنے یا چھوڑنے کا اہتمام نہیں تھا۔ ؎۴۶

اصل سنت یہ ہے کہ اہتمام نہ کیا جائے اگر اہتمام کے بغیر نکل آئے تو صحیح ہے اور اہتمام کے بغیر نہ نکلے تو وہ بھی صحیح ہے۔

شروع میں تو مشرکین کی مخالفت میں اہلِ کتاب کی موافقت کی، بعد میں گویا یہود کی مخالفت میں ایسا

؎۴۵ وفي صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب في سدل النبي شعره وفرقه، رقم: ۴۳۰۷، وسنن النسائي، کتاب الزینة، باب فرق الشعر، رقم: ۵۱۴۳، وسنن أبي داؤد، کتاب الترجل، باب ما جاء في الفرق، رقم: ۳۶۵۶، وسنن ابن ماجة، کتاب اللباس، باب اتخاذ الجمة والذوائب، رقم: ۳۶۲۲، ومسند أحمد، ومن مسند بني هاشم، باب بدایة مسند عبد الله بن العباس، رقم: ۲۰۹۹، ۲۲۴۶، ۲۴۷۴، ۲۷۹۰.

؎۴۶ وأخرجه الترمذي، في الشمائل، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، رقم: ۷، وعمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۳۰۲

کیا۔ ترمذی کی روایت میں محدثین نے جو تطبیق دی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں باتوں میں سے کسی ایک کا بھی اہتمام نہیں تھا۔

سوال: حضور ﷺ مانگ کے بارے میں اہلِ کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے جبکہ روایات میں آتا ہے **"خالفوا الیهود"** یہود کی مخالفت کرو، تو تطبیق کیسے ہوگی؟

جواب: دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جن معاملات میں مشرکین اور اہل کتاب میں فرق ہوتا اور دو ہی راستے ہوتے یا تو مشرکین کی موافقت یا اہلِ کتاب کی، کوئی تیسرا راستہ نہ ہوتا تو اس وقت آپ ﷺ اہلِ کتاب کی موافقت فرماتے کیونکہ ان کا دین کسی نہ کسی کتاب کی طرف منسوب تھا۔

اور جہاں کوئی ایسی بات ہوتی جو اہل کتاب کا شعار ہوتی یا اس کی مخالف کرنے سے مشرکین کی موافقت لازم نہ آتی بلکہ کوئی تیسرا طریقہ موجود ہوتا تو وہاں آپ ﷺ یہود کی مخالفت کا حکم دے دیتے۔ [۵]

۳۵۵۹ـــ حدثنا عبدان، عن أبی حمزة، عن الأعمش، عن أبی وائل عن مسروق، عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال: لم یکن النبی ﷺ فاحشاً ولا متفحشاً وکان یقول: " ان من خیارکم أحسنکم أخلاقاً". [انظر: ۳۷۵۹، ۶۰۲۹، ۶۰۳۵] [۶]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو فحش گو تھے، نہ بتکلّف فحش گو بننے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو تم سب میں زیادہ خلیق ہو۔

فاحش اور **متفحش** میں فرق ہے، فاحش وہ ہے جس کی طبیعت، مزاج اور سوچ فحش پر مبنی ہو اور **متفحش** وہ جو تکلّفاً فحش گوئی یا فحش کلامی اختیار کرے۔

۳۵۶۰ـــ حدثنا عبد الله بن یوسف: اخبرنا مالک، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبیر، عن عائشة رضی الله عنها انها قالت: ما خیر رسول الله صلی الله علیه وسلم بین امرین الا اخذ ایسرهما ما لم یکن اثما، فان کان اثما کان ابعد الناس منه، وما انتقم رسول الله صلی الله علیه وسلم لنفسه الا ان تنتهک حرمة الله فینتقم لله بها"، [أنظر: ۶۱۲۶، ۶۷۸۶،

---

[۵] لأنهم اقرب الی الحق من المشرکین عبدة الأوثان، وقیل: لأنه کان مامورا باتباع شریعتهم فیما لم یوح الیه فیه شیء. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۳۰۲.

[۶] وفی صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کثرة حیائه، رقم: ۴۲۸۵، وسنن الترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول الله، باب ما جاء فی الفحش والتفحش، رقم: ۱۸۹۸، ومسند أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، رقم: ۶۲۱۵، ۶۴۴۷، ۶۴۷۷، ۶۴۳۸.

۶۸۵۳] ۴۷

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے آسان کام کو اختیار فرما لیتے، اگر وہ گناہ نہ ہوتا، اگر وہ کام گناہ (کا سبب) ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کیلئے (کبھی کسی بات میں کسی سے) انتقام نہیں لیا، مگر اللہ تعالیٰ کی حُرمت کے خلاف کوئی کام کیا جاتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور خدا کے لئے اس کا انتقام لیتے تھے۔

۳۵۶۱ ـ حدثنا سليمان بن حرب: حدثنا حماد، عن ثابت، عن أنس رضى الله عنه قال: ما مسست حريراً ولا ديباجاً ألين من كف النبى ﷺ، ولا شممتُ ريحاً قطُّ أو عرفاً قطُّ أطيب من ريح أو عرف النبى ﷺ. [راجع: ۱۱۴۱]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے دیباج اور کسی ریشم کے کپڑے کو آپ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا، اور نہ میں نے کبھی کوئی خوشبو یا کوئی عطر رسول اللہ ﷺ کے پسینہ کی خوشبو سے عمدہ پائی۔

عرف ـ کے معنی بھی خوشبو کے ہوتے ہیں۔

۳۵۶۲ ـ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن شعبة، عن قتادة، عن عبد الله بن ابى عتبة عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم اشد حياء من العذراء فى خدرها. [أنظر: ۶۱۰۲، ۶۱۱۹] ۴۸

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم گین تھے۔

۳۵۶۳ ـ حدثنى على بن الجعد: اخبرنا شعبة، عن الاعمش، عن ابى حازم، عن ابى

---

۴۷ وفى صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب مباعدته للآثام واختياره من المباح أسهله، رقم: ۴۲۹۴، وسنن ابى داؤد، كتاب الأدب، باب فى التجاوز فى الأمر، رقم: ۴۱۵۳، ومسند أحمد، باقى مسند الأنصار، باب حديث السيدة عائشة، رقم: ۲۲۹۰۶، ۲۳۴۱۰، ۲۳۶۷۶، ۲۳۶۸۶، ۲۳۷۰۲، ۲۳۷۳۷، ۲۴۱۲۷، ۲۴۳۱۰، ۲۴۳۸۱، ۲۴۴۰۳، ۲۴۵۷۴، ۲۴۶۸۶، ۲۴۷۳۴، ۲۴۷۶۵، ۲۴۷۶۵، ۲۵۰۶۱، ۲۵۲۰۰، وموطا مالک، کتاب الجامع، باب ما جاء فى حسن الخلق، رقم: ۱۴۰۱.

۴۸ وفى صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كثرة حيائه، رقم: ۴۲۸۴، وسنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب الحياء، رقم: ۴۱۷۰، ومسند احمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى سعيد الخدرى، رقم: ۱۱۲۵۸، ۱۱۳۲۴، ۱۱۴۰۶، ۱۱۴۳۰، ۱۱۴۴۰.

هريرة رضى الله عنه قال: ما عاب النبى صلى الله عليه وسلم طعاما قط، ان اشتهاه اكله، والا تركه. [أنظر: ۵۴۰۹] [۴۹]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر اس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رغبت ہوتی تو تناول فرمالیتے، ورنہ اس کو چھوڑ دیتے۔

۳۵۶۴ـ حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا بكر بن مضر، عن جعفر بن ربيعة، عن الاعرج عن عبد الله بن مالك بن بحينة الاسدى قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا سجد فرج بين يديه حتى نرى ابطيه، قال: وقال ابن بكير: حدثنا بكر: بياض ابطيه. [راجع: ۳۹۰]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مالک اسدی رضی اللہ عنہ سے (جن کی والدہ بحینہ تھیں)، روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ رکھتے تھے کہ ہم آپ ﷺ کی دونوں بغلوں کو دیکھ لیتے تھے۔

۳۵۶۵ـ حدثنا عبد الأعلى بن حماد: حدثنا يزيد بن زريع: حدثنا سعيد، عن قتادة: أن أنسا رضى الله عنه حدثهم: أن رسول الله ﷺ كان لا يرفع يديه فى شئ من دعائه الا فى الاستسقاء فانه كان يرفع يديه حتى يرى بياض ابطيه. [راجع: ۱۰۳۱]

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو کسی دعا میں بجز نمازِ استسقاء کے نہیں اُٹھاتے تھے، نمازِ استسقاء میں آپ ﷺ دستِ مبارک اتنے بلند کرتے کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگتی، حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دعا کی اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے تو میں نے آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

كان لا يرفع الخ — مطلب یہ ہے کہ اتنے بلند ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنے استسقاء کے موقع پر اٹھاتے تھے کہ بیاض ابط ظاہر نہیں ہوتی تھی لیکن جب استسقاء کی دعاء کی تو ہاتھ بہت بلند اٹھائے، **لا يرفع يديه** سے یہ مراد ہے، کیونکہ دوسری روایات سے ثابت ہے کہ عام دعاؤں میں بھی نبی کریم ﷺ نے رفع یدین فرمایا ہے۔

تعزیت کے وقت دعا میں رفعِ یدین کا حکم

[۴۹] وفى صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب لا يعيب الطعام، رقم: ۳۸۴۴، وسنن الترمذى، كتاب البر والصلة عن رسول الله، باب ما جاء فى ترك العيب النعمة، رقم: ۱۹۵۴، وسنن أبى داؤد، كتاب الأطعمة، باب فى كراهية ذم الطعام، رقم: ۳۲۷۱، وسنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة، باب النهى أن يعاب الطعام، رقم: ۳۲۵۰، ومسند أحمد، باقى مسند المكثرين، باب باقى المسند السابق، رقم: ۹۱۴۲، ۹۷۵۷، ۹۸۲۲، ۹۸۵۲، ۱۰۰۱۸.

سوال: تعزیت کے وقت جو دعا کرتے ہیں اس میں رفع یدین جائز ہے یا نہیں؟
جواب: خلاصہ یہ ہے کہ رفع یدین ہر اس موقع پر جائز ہے جہاں کوئی دعا متعین نہیں، جو ادعیہ متعین ہیں ان کو ادعیۂ متواردہ کہتے ہیں جیسے مسجد سے نکلتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت، بیت الخلاء میں جاتے وقت، بیت الخلاء سے نکلتے وقت، ان میں تو رفع یدین مسنون نہیں، باقی جگہوں میں رفع یدین مشروع ہے۔
البتہ جس طرح لوگوں نے اس کو تعزیت میں لازم کر دیا ہے کہ جب کوئی آتا ہے کہتا ہے ہاتھ اٹھا کر دعا کرو، تو یہ طریقہ درست نہیں۔ ؎

۳۵۶۶ ـ حدثنا الحسن بن الصباح: حدثنا محمد بن سابق: حدثنا مالک بن مغول قال: سمعت عون بن ابی جحیفة ذکر عن ابیه قال: دفعت الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهو بالابطح فی قبة کان بالهاجرة خرج بلال، فنادی بالصلاة، ثم دخل فاخرج فضل وضوء رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فوقع الناس علیه یاخذون منه، ثم دخل فاخرج العنزة وخرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کانی انظر الی وبیص ساقیه ورکز العنزة، ثم صلی الظهر رکعتین، والعصر رکعتین، یمر بین یدیه الحمار والمرأة. [راجع: ۱۸۷]

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں اتفاق سے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا، دوپہر کا وقت تھا، اس وقت آپ ابطح میں خیمہ کے اندر تھے، بلال باہر نکلے، اذان کہی۔ پھر انہوں نے رسالت مآب ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا، لوگ اس پر ٹوٹ پڑے، اس کے بعد بلال اندر جا کر نیزہ نکال لائے اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، گویا میں اب بھی آپ ﷺ کی پنڈلی کی چمک دیکھ رہا ہوں، پھر بلال نے نیزہ گاڑ دیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں، آپ ﷺ کے سامنے سے گدھے اور عورتیں گزر رہی تھیں۔

۳۵۶۷ ـ حدثنا الحسن بن صباح البزار: حدثنا سفیان، عن الزهری، عن عروة، عن عائشة رضی اللّٰه عنها: أن النبی ﷺ کان یحدث حدیثاً لو عده العادُّ لأحصاه. [انظر: ۳۵۶۸] ؎

یعنی جب آپ ﷺ بات کرتے تو اس طرح کرتے تھے کہ اگر گننے والا گننا چاہے تو گن لے کہ کتنے کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے گفتگو فرماتے تھے، گفتگو کے اندر تیز رفتاری نہیں تھی۔

؎ ظاهره انه لم یرفع الا فی الاستسقاء، ولیس کذلک، بل ثبت الرفع فی الدعاء فی مواطن فیؤول علی انه لم یرفع الرفع البلیغ فی شیء من دعائه الا فی الاستسقاء، فانه کان یرفع الرفع البلیغ حتی یُری بیاض ابطیه. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۳۰۶.

؎ لا یوجد للحدیث مکررات.

۳۵۶۸ـ وقال الليث: حدثني يونس، عن ابن شهاب أنه قال: اخبرني عروة بن الزبير، عن عائشة أنها قالت: ألا يعجبک أبو فلان جاء فجلس الى جانب حجرتي يحدث عن رسول الله ﷺ يسمعني ذلک، وکنتُ أسبح، فقام قبل أن أقضي سبحتي، ولو أدرکته لرددت عليه، ان رسول الله ﷺ لم يکن يسرد الحديث کسردکم. [راجع: ۳۵۶۷] [۱۵]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں **ألا يعجبک أبا فلان** (یہاں **ابو فلان** ہے غالباً دوسرے نسخے میں **ابا فلان** ہے اور اسی کے مطابق تقریر ہے) **ابا فلان** تو منادی ہے لیکن ظاہر ہے یہاں **يعجبک** کا فاعل بنانا مراد ہے۔ اصل میں **ابو فلان** ہونا چاہئے تھا لیکن **ابا فلان** کہا، بعض اوقات گفتگو میں مرفوع کو منصوب کر دیتے ہیں برسبیل الاختصار۔ تو **الا يعجبک ابا فلان،** کیا تمہیں فلاں آدمی پسند نہیں آتا کہ **جاء فجلس الى جانب حجرتي يحدث عن رسول الله ﷺ،** وہ صاحب آئے اور میرے حجرہ کے پاس بیٹھ کر حضور ﷺ کی طرف سے حدیث سنانے لگے، **يسمعني ذلک،** مجھے بھی سنا رہے تھے یعنی مجھے بھی آواز آ رہی تھی، **وکنت أسبح،** اور میں نفلیں پڑھ رہی تھی، **فقام قبل أن أقضي سُبحتي،** میں ابھی نماز پوری نہیں کر پائی تھی کہ وہ اٹھ کر چلے گئے، **ولو أدرکته لرددت عليه،** اگر میں ان کو پاتی تو ان پر رد کرتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ اتنی روانی سے باتیں نہیں کیا کرتے جیسے تم کر رہے ہو کہ تیزی میں پڑھا اور چلے گئے۔

(۲۴) باب کان النبي ﷺ تنام عينه ولا ينام قلبه

نیند کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی آنکھیں سو جاتی اور دل بیدار رہتا تھا

رواه سعيد بن ميناء، عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۳۵۶۹ـ حدثنا عبد الله بن مسلمة، عن مالک، عن سعيد المقبري، عن ابي سلمة بن عبد الرحمن: انه سال عائشة رضي الله عنها: کيف کانت صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان؟ قالت: ما کان يزيد في رمضان، ولا في غيره على احدى عشرة رکعة، يصلي اربع رکعات، فلا تسال عن حسنهن وطولهن. ثم يصلي اربعا فلا تسال عن حسنهن وطولهن، ثم يصلي ثلاثا فقلت: يا رسول الله تنام قبل ان توتر؟ قال: "تنام عيني ولا ينام قلبي". [راجع: ۱۱۴۷]

[۱۵] وفي صحيح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي هريرة الدوسي، رقم: ۴۵۴۸، وکتاب الزهد والرقائق، باب التثبت في الحديث وحکم کتابة العلم، رقم: ۵۳۲۵، وسنن الترمذي، کتاب المناقب عن رسول الله، باب في کلام النبي، رقم: ۳۵۷۲، وسنن ابي داود، کتاب العلم، باب في سرد الحديث، رقم: ۳۱۶۹، ومسند احمد، باقي مسند الأنصار، باب حديث السيدة عائشة، رقم: ۲۳۲۷۰، ۲۳۹۲۶، ۲۴۰۸۱، ۲۵۰۱۲.

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور اقدس ﷺ رمضان المبارک میں کتنی رکعت نماز پڑھتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، نہ رمضان میں نہ غیر رمضان میں، آپ ﷺ چار رکعت پڑھتے تھے، اس کی خوبی اور درازی کی کیفیت نہ پوچھو، پھر چار رکعت نماز پڑھتے تھے، تم ان کی خوبی اور درازی کی کیفیت نہ پوچھو، اس کے بعد تین رکعت پڑھتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے آرام فرماتے ہیں۔ فرمایا: میری آنکھ سو جاتی ہے، لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔

۳۵۷۰ ــ حدثنا اسماعیل قال: أخي، عن سلیمان، عن شریک بن عبداللہ ابن ابي نمرة: سمعت انس بن مالک یحدثنا عن لیلة أسري بالنبي ﷺ من مسجد الکعبة، جاء ہ ثلاثة نفر قبل أن یوحی الیه وهو نائم في مسجد الحرام، فقال أوّلهم: أیهم هو؟ فقال أوسطهم: هو خیرهم؟ وقال آخرهم: خذوا خیرهم. فکانت تلک، فلم یَرَ هُمْ حتی جاؤا لیلة آخری فیما یری قلبه والنبي ﷺ نائمة عیناه ولا ینام قلبه، وکذلک الانبیاء تنام اعینهم، ولاتنام قلوبهم. فتولاہ جبریل ثم عرج به الی السماء [انظر: ۴۹۶۴، ۵۶۱۰، ۶۵۸۱، ۷۵۱۷] ۵۲

واقعۂ معراج

حضرت انسؓ معراج کے واقعہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو اسراء میں کعبہ کی مسجد یعنی مسجد حرام سے لے جایا گیا تھا۔ **جاء ہ ثلثة نفر قبل أن یوحیٰ الیه،** تین آدمی آپ کے پاس آئے قبل اس کے کہ آپ پر وحی نازل ہو۔ **وهو نائم فی مسجد الحرام** جبکہ آپ ﷺ مسجد حرام میں سو رہے تھے۔

فقال اولهم: ایهم هو؟ ان میں سے ایک نے کہا وہ کون صاحب ہیں؟ **فقال اوسطهم: هو خیرهم؟** درمیان میں جو شخص تھا اس نے کہا ان میں جو بہتر ہیں وہی، یعنی قریب میں اور بھی صحابہؓ تھے فرمایا ان میں جو تمہیں سب سے بہتر نظر آرہے ہیں وہی نبی کریم ﷺ ہیں۔ **وقال آخرهم: خذوا خیرهم،** تیسرے نے کہا جو ان میں سب سے بہتر ہیں ان کو لیلو، یعنی نبی کریم ﷺ کو۔ **فکانت تلک،** بس اتنی ہی بات ہوئی۔ یعنی اس روز اتنی ہی بات ہوئی، لیکن نہیں گئے بس پہچان کر چلے گئے۔ **فلم یر هم حتی جاء وا لیلة اخری،** پھر دوسری رات میں آئے **فیما یری قلبه والنبیّ ﷺ نائمة عیناه ولاینام قلبه،** اس حالت میں کہ آپ ﷺ کا قلب مبارک ان کو دیکھ رہا تھا، یعنی آپ ﷺ کی آنکھیں تو سوئی ہوئی تھیں، لیکن دل نہیں سوتا تھا اس

۵۲ وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ الی السموات وفرض الصلوات، رقم: ۲۳۴، وسنن النسائی، کتاب الصلاة، باب فرض الصلاة وذکر اختلاف الناقلین فی اسناد حدیث، رقم: ۴۴۵.

لئے آپ ﷺ ان کو دل کی آنکھ سے دیکھ رہے تھے۔ **وكذلك الانبياء تنام اعينهم ولا تنام قلوبهم،** تمام انبیاء کا یہی حال ہے کہ ان کی آنکھیں سو جاتی ہیں، اور ان کے قلب نہیں سوتے۔ **فتولاه جبريل** پھر جبرئیل علیہ السلام نے ان کو لے لیا۔ **ثم عرج به الى السماء** کہنا یہ چاہتے ہیں کہ پہلے ایک رات فرشتے آئے تھے لیکن اس رات لیکر نہیں گئے، بعد میں پھر لیلۃ الاسریٰ آئی تو اس میں لے گئے۔ یہ حدیث صحیح بخاری کی کمزور ترین حدیث ہے، اس کا مدار شریک راوی پر ہے، اس میں ان سے وہم ہوا ہے کہ معراج کو خواب کا واقعہ قرار دے دیا۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ معراج ایک مرتبہ خواب میں ہوئی اور ایک مرتبہ بیداری میں۔

(۲۵) باب علامات النبوة فى الاسلام

اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں وہ تمام واقعات جمع فرمائے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کا کوئی معجزہ مذکور ہے۔ اس حدیث میں بھی یہ معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی برکت سے پانی میں اضافہ ہو گیا۔ یہ حدیث اسی طرح تیمم کے باب میں گزر چکی ہے۔

۳۵۷۱ ـ حدثنا أبو الوليد حدثنا سلم بن زرير: سمعت أبا رجاء قال: حدثنا عمران بن حصين أنهم كانوا مع النبى ﷺ فى مسير فأدلجوا ليلتهم حتى اذا كان وجه الصبح عرسوا فغلبتهم أعينهم حتى ارتفعت الشمس. فكان اول من استيقظ من منامه أبو بكر. وكان لا يوقظ رسول الله ﷺ من منامه حتى يستيقظ. فاستيقظ عمر فقعد أبوبكر عند راسه فجعل يكبر ويرفع صوته حتى استيقظ النبى ﷺ فنزل و صلى بنا الغداةَ. فاعتزل رجل من القوم لم يصل معنا، فلما انصرف قال: "يا فلانُ، ما يمنعك أن تصلى معنا؟" قال: أصابتني جنابةٌ، فأمره أن يتيمم بالصعيد، ثم صلى وجعلني رسول الله ﷺ فى ركوب بين يديه، وقد عطشنا عطشاً شديداً فبينما نحن نسير اذا نحن بامرأة سادلة رجليها بين مزادتين، فقلنا لها: أين الماء؟ فقالت: ايه لا ماء، قلنا: كم بين أهلك وبين الماء؟ قالت: يوم وليلة، فقلنا: انطلقى الى رسول الله ﷺ، قالت: وما رسول الله؟ فلم نملكها من أمرها حتى استقبلنا بها النبى ﷺ فحدثته بمثل الذى حدثتنا غير أنها حدثته أنها مؤتمة، فأمر بمزادتيها، فمسح بالعزلاوين. فشربنا عطاشاً أربعون رجلاً حتى روينا، فملأنا كل قربة معنا واداوة غير أنه لم نسق بعيراً وهى تكاد تنض من الملء، ثم قال: "هاتوا ما عندكم"، فجمع لها من الكسر والتمر، حتى أتت أهلها. قالت: أتيت أسحر الناس، أو هو نبى كما زعموا، فهدى الله ذلك الصرم بتلك المرأة فأسلمت وأسلموا.

[راجع: ۳۴۴]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ کسی سفر میں ہم (صحابہ) حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تھے، رات بھر چلتے رہے، جب صبح نزدیک ہوئی، تو سب نے قیام کیا، پھر نیند ان پر اتنی غالب ہوئی کہ سورج بلند ہو گیا، سب سے پہلے جو شخص بیدار ہوا، وہ ابوبکر تھے اور نبی کریم ﷺ کو نیند سے بیدار نہ کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ خود بیدار ہوں، پھر عمر بیدار ہوئے، اس کے بعد ابوبکر آنحضرت ﷺ کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے، یہاں تک کہ نبی ﷺ بیدار ہوئے پھر آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ قوم میں سے ایک آدمی علیحدہ رہا، اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! تجھ کو ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے باز رکھا؟ اس نے عرض کیا مجھے جنابت پیش آ گئی۔

آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مٹی سے تیمم کرلو! اس کے بعد اس نے نماز ادا کی اور مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے چند سواروں کے ہمراہ آگے بھیج دیا، ہم لوگ سخت پیاسے تھے، لیکن چلے جا رہے تھے۔ اچانک ہم کو ایک عورت ملی جو اپنے دو پیر بڑی مشکوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھی۔ ہم نے اس عورت سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا پانی نہیں ہے۔ ہم نے دریافت کیا: تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ اس نے کہا ایک دن اور رات کا! پھر ہم نے کہا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس چل۔ اس نے کہا کون رسول اللہ؟ ہم اس کو مجبور کر کے آپ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ سے بھی اس نے ویسا کہا جیسا ہم سے کہا تھا اور آپ ﷺ سے اس نے یہ بھی بیان کیا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے، آپ ﷺ نے اس کی دونوں مشکوں کے کھولنے کا حکم دیا۔ اور ان کے دہانہ پر ہاتھ پھیرا، چنانچہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے خوب پانی پیا اور ہم سب سیراب ہو گئے، اور ہم نے جس قدر مشکیں اور برتن ہمارے پاس تھے، سب بھری ہونے کی وجہ سے پھٹنے والی تھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ پاس ہے، لے آؤ۔ چنانچہ اس کے لئے روٹی کے ٹکڑے اور چھوہارے جمع کر دیئے گئے۔ حتی کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس گئی اور اس نے کہا: میں نے ایک بڑے جادوگر کو دیکھا، لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ اللہ نے اس کے ذریعے اس گاؤں کے لوگوں کو ہدایت کی وہ بھی مسلمان ہو گئی اور وہ سب بھی مسلمان ہو گئے۔

۳۵۷۲ ۔ حدثنی محمد بن بشار: حدثنا ابن ابی عدی، عن سعید، عن قتادة، عن انس رضی اللہ عنه قال: اتی النبی صلی اللہ علیه وسلم باناء وهو بالزوراء فوضع یده فی الاناء فجعل الماء ینبع من بین اصابعه فتوضا القوم. قال قتادة: قلت لانس: کم کنتم؟ قال: ثلاثمائة او زهاء ثلاثمائة. [راجع: ۱۶۹]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پانی کا ایک برتن

لایا گیا (اس وقت) آپ ﷺ (مدینہ کے بازار کے نزدیک) مقام زوراء میں تشریف فرما تھے، اس برتن میں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے اُبلنے لگا، جس سے تمام لوگوں نے وضو کرلیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم لوگ کس قدر تھے؟ انہوں نے کہا: تین سو یا تین سو کے قریب۔

۳۵۷۳ـ حدثنا عبد اللہ بن مسلمة، عن مالک، عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحة، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انه قال: رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وحانت صلاة العصر، فالتمس الوضوء فلم یجدوه فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بوضوء فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یده فی ذٰلک الاناء فامر الناس ان یتوضؤا منه. فرایت الماء ینبع من تحت اصابعه فتوضا الناس حتی توضؤا من عند آخرهم. [راجع: ۱۶۹]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا، لوگوں نے وضو کے واسطے پانی تلاش کیا، مگر جب پانی نہ ملا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ تھوڑا سا پانی لایا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اسے وضو کریں، تو میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے اُبلتا تھا۔ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کرلیا۔

۳۵۷۴ـ حدثنا عبد الرحمن بن مبارک: حدثنا حزم قال: سمعت الحسن قال: حدثنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: خرج النبی صلی اللہ علیه وسلم فی بعض مخارجه ومعه ناس من اصحابه، فانطلقوا یسیرون فحضرت الصلاة، ولم یجدوا ماء یتوضؤن. فانطلق رجل من القوم فجاء بقدح من ماء یسیر فاخذه النبی صلی اللہ علیه وسلم فتوضا ثم مد اصابعه الاربع علی القدح. ثم قال: "قوموا فتوضؤا"، فتوضا القوم حتی بلغوا فیما یریدون من الوضوء، وکانوا سبعین او نحوه. [راجع: ۱۶۹]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ اپنے کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی ہمراہی میں کچھ اصحاب بھی تھے۔ چلتے چلتے نماز کا وقت آگیا تو ان کو وضو کرنے کے لئے پانی نہیں ملا۔ ان میں سے ایک شخص گیا اور ایک پیالہ جس میں تھوڑا سا پانی تھا لے آیا اس کو رسول اللہ ﷺ نے لیا اور وضو فرمایا، اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی چار انگلیاں پیالہ کے اُوپر رکھ دیں، اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، اور وضو کرو، چنانچہ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کرلیا اور وہ سب ستر یا ستر کے قریب آدمی تھے۔

۳۵۷۵ـ حدثنا عبد اللہ بن منیر: سمع یزید: اخبرنا حمید، عن انس رضی اللہ عنہ

قال: حضرت الصلاة فقام من كان قريب الدار من المسجد يتوضا وبقى قوم. فاتى النبى صلى الله عليه وسلم بمخضب من حجارة فيه ماء. فوضع كفه فصغر المخضب ان يبسط فيه كفه فضم اصابعه فوضعها فى المخضب فتوضا القوم كلهم جميعا. قلت: كم كانوا؟ قال: ثمانون رجلا. [راجع: ۱۶۹]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دفعہ نماز کا وقت آ گیا، تو پانی نہ تھا۔ جس شخص کا گھر مسجد کے قریب تھا، وہ وضو کرنے چلا گیا۔ اور کچھ آدمی باقی رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن پتھر کا لایا گیا، جس میں کچھ پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر پھیلانا چاہا، لیکن وہ برتن چھوٹا تھا۔ آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ نہ پھیلا سکے، تو آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں ملالیں۔ اور ان کو اس برتن کے اندر رکھ لیا۔ پس تمام آدمیوں نے وضو کرلیا۔ میں نے پوچھا وہ لوگ کتنے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَسّی آدمی تھے۔

۳۵۷۶ ـ حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا عبد العزيز بن مسلم: حدثنا حصين، عن سالم بن أبى الجعد، عن جابربن عبد الله رضى الله عنهما قال: عطش الناس يوم الحديبية والنبى ﷺ بين يديه ركوة فتوضأ جهش الناس نحوه. فقال: "مالكم؟" قالوا ليس عندنا ماء نتوضأ ولا نشرب الا ما بين يديك. فوضع يده فى الركوة فجعل الماء يثور بين أصابعى كأمثال العيون، فشربنا وتوضأنا. قلتُ: كم كنتم؟ قال: لو كنا مائة ألف لكفانا، كنا خمس عشرة مائة. [انظر: ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۸۴۰، ۵۶۳۹] ۵۳

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے واقعہ میں لوگ پیاسے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھاگل تھی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر چکے، تو لوگ اس کی طرف جھکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ صرف یہی پانی ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھاگل میں ہے۔ جو کافی نہیں ہوسکتا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ چھاگل پر رکھ دیا۔ پانی اس کے اندر سے اُبلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان میں سے گویا پانی کے چشمے جاری ہوگئے، چنانچہ ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ میں نے دریافت کیا: تم سب کتنے آدمی تھے؟ حضرت جابر نے کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے، تب بھی وہ پانی کافی ہوتا۔ اس

---

۵۳ وفى صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال، رقم. ۳۴۵۱، وسنن النسائى، كتاب الطهارة، باب الوضوء من الاناء، رقم. ۷۶، مسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن مسعود، رقم: ۳۶۱۶. وباقى مسند المكثرين، مسند جابر بن عبدالله، ۱۳۶۰۱، ۱۳۹۹۷، ۱۴۱۷۰، ۱۴۲۲۸، ۱۴۳۳۱، ۱۴۴۰۵. وسنن الدارمى، كتاب المقدمة، باب ما اكرم الله من تفجير الماء من بين أصابعه، رقم: ۲۷.

وقت ہم پندرہ سو تھے۔

جهش کے معنی ہیں لوگ اس کو لینے کے لئے لپکے۔

۳۵۷۷ ۔ حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا اسرائیل عن أبی اسحاق، عن البراء قال: کنا یوم الحدیبیة أربع عشرة مائة، والحدیبیة بئر، فنزحناها حتی لم نترک فیها قطرة فجلس النبی ﷺ علی شفیر البئر فدعا بماء فمضمض ومجّ فی البئر فمکثنا غیر بعید ثم استقینا حتی روینا وروت أو صدرت رکائبنا. [انظر: ۴۱۵۰، ۴۱۵۱] ۵۴

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیبیہ کے واقعہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ حدیبیہ ایک کنواں ہے۔ ہم نے اس کے اندر سے پانی کھینچا، یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ پانی نہ رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں پر تشریف لائے اور کنویں کے کنارے بیٹھ کر پانی (کا برتن) منگایا اور کلی کر کے کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر میں ہم نے کنویں کو پانی سے بھرا ہوا دیکھا۔ ہم نے پانی پیا اور سیراب ہو گئے اور ہمارے مویشی بھی سیراب ہو گئے۔

''**روت**'' کے معنی ہیں سیراب ہو گئے۔ ''**صدرت**'' کے معنی ہیں واپس آ گئے۔

۳۵۷۸ ۔ حدثنا عبد اللہ بن یوسف: اخبرنا مالک، عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحة: انه سمع انس بن مالک یقول: قال ابو طلحة لام سلیم: لقد سمعت صوت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ضعیفا اعرف فیه الجوع فهل عندک من شیء؟ قالت: نعم، فاخرجت اقراصا من شعیر ثم اخرجت خمارا لها فلفت الخبز ببعضه ثم دسته تحت یدی ولاثتنی ببعضه ثم ارسلتنی الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، قال: فذهبت به. فوجدت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی المسجد ومعه الناس. فقمت علیهم فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "آرسلک ابو طلحة؟" قلت: نعم، قال: "بطعام؟" قلت: نعم، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لمن معه: "قوموا"، فانطلق وانطلقت بین ایدیهم حتی جئت ابا طلحة فاخبرته فقال ابو طلحة: یا ام سلیم، قد جاء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بالناس ولیس عندنا ما نطعمهم؟ فقالت: اللہ ورسوله اعلم. فانطلق ابو طلحة حتی لقی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وابو طلحة معه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "هلمی یا ام سلیم ما عندک"، فاتت بذلک الخبز، فامر به رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ففت وعصرت ام سلیم عکة فادمته ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فیه ما شاء اللہ ان یقول ثم

---

۵۴ وفی مسند احمد، أوّل مسند الکوفیین، باب حدیث البراء بن عازب، رقم: ۱۷۸۲۸، ۱۷۹۲۳.

قال: "ائذن لعشرة"، فاذن لهم فاكلوا حتى شبعوا ثم خرجوا ثم قال: "ائذن لعشرة" فاذن لهم فاكلوا حتى شبعوا ثم خرجوا. ثم قال: "ائذن لعشرة" فاذن لهم فاكلوا حتى شبعوا ثم خرجوا ثم قال: "ائذن لعشرة" فاكل القوم كلهم وشبعوا، والقوم سبعون او ثمانون رجلا. [55]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کے دوسرے شوہر) نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) سے کہا: میں نے آج رسالت مآب ﷺ کی آواز کو کمزور اور سست پایا ہے۔ میرے خیال میں آپ ﷺ بھوکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں ہے۔ یہ کہہ کر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو کی چند روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنی اوڑھنی لی اور اس میں ان روٹیوں کو لپیٹا اور چھپا کر میرے ہاتھ میں دے دیں۔ اور کچھ اوڑھنی مجھے اڑھادی اس کے بعد مجھے حضور اقدس ﷺ کے پاس بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں گیا تو میں نے حضور اقدس ﷺ کو مسجد میں دیکھا۔ آپ ﷺ کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے۔ بس میں خاموش کھڑا ہوا تھا کہ سید الکونین ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر دریافت کیا کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے لوگوں سے جو آپ ﷺ کے پاس موجود تھے، فرمایا کہ اُٹھو چلو! آپ ﷺ (بمعہ لوگوں کے) چلے، میں بھی آپ ﷺ کے آگے آگے چلا اور ابوطلحہ کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ لوگ ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ اور اتنا سامان نہیں کہ ہم ان سب کو کھلاسکیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ استقبال کے لئے گھر سے باہر نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی، پھر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تشریف لائے، پھر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے، لے آؤ۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا وہی روٹیاں جو ان کے پاس تھیں لے آئیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کے ٹکڑے کریں۔ (چنانچہ ان کو ریزہ ریزہ کیا گیا) اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی میں سے گھی نچوڑا جو سالن ہو گیا۔ پھر رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے کچھ پڑھ کر دم کر دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دس دس آدمیوں کو بلاؤ، چنانچہ دس آدمیوں کو بلا کر کھانے کی اجازت دی گئی اور انہوں نے پیٹ بھر کر کھالیا، پھر جب یہ اُٹھ گئے تو دس کو اور بلایا گیا۔ یہاں تک کہ اس طرح تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر کھالیا

[55] وفي صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب جواز استتباعه غيره الى دار من يثق برضاه ذلك، رقم: ۳۸۰۱، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب في آيات اثبات نبوة النبي وما قد خصه الله عز وجل، رقم: ۳۵۶۳، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند انس بن مالك، رقم: ۱۲۰۳۴، ۱۲۸۰۶، ۱۲۹۴۶، ۱۳۰۵۸، وموطا مالك، كتاب الجامع، باب جامع ما جاء في الطعام والشراب، رقم: ۱۴۵۱، وسنن الدارمي، كتاب المقدمة، باب ما اكرم به النبي في بركة طعامه، رقم: ۴۳.

یہ سب ستر یا اسی آدمی تھے۔

۳۵۷۹ـ حدثنی محمد بن المثنی: حدثنا أبو أحمد الزبیری: حدثنا اسرائیل، عن منصور، عن ابراهیم، عن علقمة، عن عبد الله قال: کنا نعد الآیات برکة وأنتم تعدونها تخویفاً. کنا مع رسول الله ﷺ فی سفر فقلّ الماء فقال: "اطلبوا فضلة من ماء" فجاؤا باناء فیه ماء قلیل، فأدخل یده فی الاناء ثم قال: "حیّ علی الطهور المبارک والبرکة من الله"، فلقد رأیت الماء ینبع من بین أصابع رسول الله ﷺ، ولقد کنا نسمع تسبیح الطعام وهو یؤکل. [۵۶، ۵۷]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ آیاتِ قرآن یا معجزاتِ نبوی ﷺ کو باعثِ برکت قرار دیتے تھے، اور تم لوگ باعثِ خوف (یعنی کافروں کے ڈرانے کا سبب) سمجھتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ پانی کم ہوگیا۔ حضور اقدس ﷺ نے حکم دیا کہ کہیں سے تھوڑا سا بچا ہوا پانی لاؤ، چنانچہ صحابہ ایک برتن جس میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی تھا، لائے۔ آپ ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا اور فرمایا: پاک کرنے والے بابرکت پانی کی طرف آؤ۔ اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی اُبل رہا ہے اور ہم کھانے کی تسبیح بھی (بطورِ معجزہ کبھی کبھی) سنا کرتے تھے، جو کھایا جاتا تھا۔

ظہورِ معجزات کی وجہ

کنا نعد الآیات برکة وأنتم تعدونها تخویفاً۔ نبی کریم ﷺ کے جو معجزات ظاہر ہوتے تھے ہم ان کو اہلِ اسلام کے لئے برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ وہ صرف کافروں کو ڈرانے کے لئے ظاہر ہوتے تھے۔

ویسے بیشک بعض کافروں کو ڈرانے کے لئے بھی ظاہر ہوتے تھے لیکن مؤمنین کے لئے برکت کا سبب بھی ہوتے تھے۔

۳۵۸۰ـ حدثنا أبو نعیم: حدثنا زکریا، قال: حدثنی عامر، قال: حدثنی جابر رضی الله عنه ان اباه توفی وعلیه دین، فأتیت النبی صلی الله علیه وسلم، فقلت: ان ابی ترک علیه

---

۵۶ لا یوجد للحدیث مکررات.

۵۷ وفی سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول الله، باب فی آیات اثبات نبوة النبی وما قد خصه الله عز وجل، رقم: ۳۵۶۲، وسنن النسائی، کتاب الطهارة، باب الوضوء من الاناء، رقم: ۷۷، ومسند أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبد الله بن مسعود، رقم: ۳۵۷۳، ۳۶۱۲، ۴۱۶۱، وسنن الدارمی، کتاب المقدمة، باب ما أکرم به النبی فی برکة طعامه، رقم: ۲۹.

دینا، ولیس عندی الا ما یخرج نخله ولا یبلغ ما یخرج سنین ما علیه. فانطلق معی لکی لا یفحش علی الغرماء فمشی حول بیدر من بیادر التمر فدعا ثم آخر ثم جلس علیه فقال: "انزعوه" فاوفاهم الذی لهم وبقی مثل ما اعطاهم. [راجع: ۲۱۲۷]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوا اور ان پر کچھ قرض تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے والد نے اپنے اُوپر کچھ قرض چھوڑا ہے۔ اور میرے پاس بجز اس کے جو ان کے کھجور کے درختوں سے پیدا ہو، کچھ نہیں ہے۔ اور اس کی پیداوار کئی سال تک ان کے قرضہ کی ادائیگی کے لئے کافی نہ ہوگی، لہٰذا آپ ﷺ میرے ساتھ چلئے تاکہ قرض خواہ مجھ پر سختی نہ کریں۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ تشریف لے گئے اور ان کھجور کے ڈھیروں میں سے ایک کے گرد گھومے اور دعا کی، پھر دوسرے ڈھیر پر (ایسا ہی کیا) اس کے بعد ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ چھوہارے نکالو، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا قرض پورا کر دیا اور جتنا ان کو دیا اتنے چھوہارے بچ بھی رہے۔

۳۵۸۱۔ حدثنا موسیٰ بن اسماعیل: حدثنا معتمر عن ابیه: حدثنا ابو عثمان انه حدثه عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنهما: ان اصحاب الصفة کانوا اناسا فقراء وان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال مرة: "من کان عنده طعام اثنین فلیذهب بثالث. ومن کان عنده طعام اربعة فلیذهب بخامس بسادس" او کما قال. وان ابا بکر جاء بثلاثة وانطلق النبی صلی اللہ علیه وسلم بعشرة وابو بکر وثلاثة، قال: فهو انا وابی وامی ولا ادری هل قال امرأتی وخادمی بین بیتنا وبین بیت أبی بکر وان ابا بکر تعشی عند النبی ﷺ ثم لبث حتی صلی العشاء ثم رجع فلبث حتی تعشی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فجاء بعدما مضی من اللیل ماشاء اللہ قال له امرأته ما حبسک من أضیافک أو ضیفک؟ قال: أو عشیتهم؟ قالت: ابوا حتی تجیء، قد عرضوا علیهم فغلبوهم، قال: فذهبت فاختبات فقال: یا غنثر، فجدع وسب، وقال: کلوا، وقال: لا اطعمه ابدا. قال: وایم اللہ ما کنا ناخذ من اللقمة الا ربا من اسفلها، أو اکثر منها حتی شبعوا وصارت اکثر مما کانت قبل. فنظر ابوبکر فاذا شیء او اکثر، فقال لامرته: یا اخت بنی فراس، قالت: لا وقرة عینی، لهی الآن اکثر مما قبل بثلاث مرار. فأکل منها ابو بکر وقال: انما کان الشیطان، یعنی یمینه، ثم اکل منها لقمة. ثم حملها الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فاصبحت عنده وکان بیننا وبین قوم عهد. فمضی الاجل فتفرقنا اثنا عشر رجلا مع کل رجل منهم اناس، اللہ اعلم کم مع کل رجل، غیر انه بعث معهم قال: اکلوا منها اجمعون، او کما قال. وغیره یقول: فعرفنا. [راجع: ۶۰۲]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ مفلس اور فقیر لوگ تھے، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ ایک تیسرا آدمی ان میں سے لے جائے۔ اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو، تو وہ پانچویں اور اس سے زیادہ ہو تو چھٹے کو لے جائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لائے اور رسول خدا ﷺ دس آدمیوں کو لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں تین آدمی تھے، میرے والد اور میری والدہ اور ایک خادم جو ہمارا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھے (اس رات کو) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شب کا کھانا بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کھایا، پھر وہیں توقف کیا اور عشاء کی نماز بھی وہیں پڑھی۔ اور حضور ﷺ ہی کے پاس ٹھہرے رہے۔

اس کے بعد بہت رات گئے گھر لوٹے تو ان سے ان کی بیوی نے کہا: آپ کو اپنے مہمانوں کا خیال نہ آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا ہے؟ ان کی بیوی نے کہا انہوں نے اس وقت تک کھانا کھانے سے انکار کیا، جب تک تم نہ آجاؤ۔ لوگوں نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا، مگر انہوں نے نہ مانا۔ (حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں تو مارے خوف کے چھپ رہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ارے غنثر (یہ ایک سخت کلمہ ہے جو ڈانٹ ڈپٹ کے وقت بولا جاتا ہے) پھر انہوں نے مجھے بہت سخت کہا اور کہا کہ تم لوگ کھاؤ، میں اس کھانے کو ہرگز نہ کھاؤں گا۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم! ہم جو لقمہ اس کے نیچے سے اُٹھاتے اس سے زیادہ بڑھ جاتا ہے، (یعنی جس جگہ سے کھانا اُٹھاتے تھے، وہ خالی ہونے کی بجائے کھانے سے بھر جاتی اور کھانے میں زیادتی ہو جاتی تھی) یہاں تک کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے، اور وہ کھانا اس سے بھی تین گنا زیادہ ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا: اے بنی فراس کی بہن! یہ کھانا تو پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ انہوں نے کہا: اپنی ٹھنڈی آنکھ کی قسم ہے۔ بے شک وہ کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کھایا اور کہا: وہ قسم شیطان کی وجہ سے تھی اس کے بعد اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے صبح تک وہ کھانا حضرت کے ہاں رہا ہمارے اور کچھ لوگوں کے درمیان معاہدہ تھا، جب مدت معاہدہ گزر گئی تو ہم نے بارہ آدمی حکم اور جج بنائے، ان میں ہر شخص کے ساتھ کچھ لوگ تھے، خدا معلوم ہر شخص کے ہمراہ کتنے آدمی تھے۔ بہر حال پانچوں کے ساتھ ان لوگوں کو بھیجا گیا عبدالرحمن کہتے ہیں کہ اسی کھانے میں سے سب لوگوں نے کھایا۔

۳۵۸۲ ــ حدثنا مسدد: حدثنا حماد، عن عبد العزيز، عن انس، وعن يونس، عن ثابت، عن انس رضى الله عنه قال: اصاب اهل المدينة قحط على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبينا هو يخطب يوم جمعة اذ قام رجل فقال: يا رسول الله، هلكت الكراع، هلكت الشاء، فادع الله يسقينا. فمد يديه ودعا. قال انس: وان السماء كمثل الزجاجة فهاجت ريح

انشات سحابا ثم اجتمع ثم ارسلت السماء عزالیها. فخرجنا نخوض الماء حتی اتینا منازلنا فلم نزل نمطر الی الجمعة الاخری. فقام الیه ذٰلک الرجل او غیرہ فقال: یا رسول اللّٰہ، تهدمت البیوت فادع اللّٰہ یحبسه. فتبسم ثم قال: "حوالینا ولا علینا"، فنظرت الی السحاب تصدع حول المدینة کانه اکلیل. [راجع: ۹۳۲]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ ان ہی ایام میں نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے، کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ! گھوڑے مرگئے، بکریاں ہلاک ہوگئیں۔ خدا تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمایئے کہ وہ آب رحمت برسائے۔ آپ ﷺ نے دعا کے لئے دونوں ہاتھ اُٹھا دیئے اور دعا کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس وقت آسمان شیشے کی طرح بالکل صاف تھا، اس پر ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ ایک ہوا چلی بادل آئے اور آسمان نے اپنا منہ کھول دیا اتنی بارش ہوئی کہ ہم پانی میں اپنے گھر پہنچے اور دوسرے جمعہ تک برابر بارش ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ اسی شخص نے کھڑے ہوکر کہا: یا رسول اللہ! مکانات گر پڑے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ پانی کو روک دے۔ آپ ﷺ مسکرائے، اس کے بعد فرمایا: ہمارے آس پاس برس ہمارے اُوپر نہ برس۔ بس! میں نے اَبر کی طرف دیکھا کہ وہ مدینہ کے اس پاس ہٹ گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ بادلوں کے درمیان تاج کی طرح نظر آرہا ہے۔

۳۵۸۳ - حدثنا محمد بن المثنی: حدثنا یحیی بن کثیر ابو غسان: حدثنا ابو حفص اسمه عمر بن العلاء اخو ابی عمرو بن العلاء قال: سمعت نافعا عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما: کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یخطب الی جذع فلما اتخذ المنبر تحول الیه فحن الجذع فاتاہ فمسح یدہ علیه. وقال عبد الحمید: اخبرنا عثمان بن عمر: اخبرنا معاذ بن العلاء عن نافع بهذا ورواہ ابو عاصم عن ابن ابی رواد، عن نافع، عن ابن عمر عن النبی ﷺ. [۵۸] [۵۹]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ کھجور کی لکڑی سے ٹیک لگا کے خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، تو یہ ستون زار وقطار رونے لگا۔ آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اپنا دست مبارک اس پر پھیرا۔

۳۵۸۴ - حدثنا ابو نعیم: حدثنا عبد الواحد بن ایمن قال: سمعت ابی، عن جابر بن

---

۵۸ لا یوجد للحدیث مکررات.

۵۹ وفی سنن الترمذی، کتاب الجمعة عن رسول اللّٰہ، باب ماجاء فی الخطبة علی المنبر، رقم: ۴۶۳، ومسند احمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۵۲۵، ۵۶۲۰، وسنن الدارمی، کتاب المقدمة، باب ما أکرم النبی بحنین المنبر، رقم: ۳۱.

عبد اللہ رضی اللہ عنہما: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقوم یوم الجمعة الی شجرة او نخلة فقالت امرأة من الانصار او رجل: یا رسول اللہ! الا نجعل لک منبرا؟ قال: "ان شئتم". فجعلوا لہ منبرا فلما کان یوم الجمعة دفع الی المنبر، فصاحت النخلة صیاح الصبی ثم نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضمہ الیہ، یئن انین الصبی الذی یسکن. قال: "کانت تبکی علی ماکانت تسمع من الذکر عندھا". [راجع: ۴۴۹]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت ایک کھجور کے درخت کے تنا سے کمر لگا لیتے تھے، تو ایک انصاری عورت یا کسی مرد نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ ﷺ کے لئے منبر کیوں نہ بنا دیں۔ فرمایا: اگر چاہو تو بنا دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے آپ کے لئے منبر بنا دیا، جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے۔ کھجور کی لکڑی کا وہ ٹکڑا بچوں کی طرح رونے اور چلانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر سے اُتر کر اس لکڑی کو سینہ سے لگا لیا وہ ایسی آواز سے رونے لگا، جس طرح وہ بچہ روئے جو چپ کرایا جاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ اس ذکر کی یاد میں رونے لگا جو اس کے پاس ہوا کرتا تھا۔

۳۵۸۵۔ حدثنا اسماعیل قال: حدثنی اخی، عن سلیمان بن بلال، عن یحیی بن سعید قال: اخبرنی حفص بن عبید اللہ بن انس بن مالک: انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول: کان المسجد مسقوفا علی جذوع من نخل فکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقوم الی جذع منہا فلما صنع لہ المنبر فکان علیہ فسمعنا لذلک الجذع صوتا کصوت العشار، حتی جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ علیہا فسکنت. [راجع: ۴۴۹]

فسمعنا لذلک الجذع صوتا کصوت العشار۔ ہم نے اس کھجور کے ستون سے ایک آواز سنی مثل گابھن اونٹنی کی آواز کے۔

۳۵۸۶۔ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا ابن ابی عدی عن شعبة: وحدثنا بشر بن خالد: حدثنا محمد، عن شعبة، عن سلیمان: سمعت ابا وائل یحدث عن حذیفة: ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: ایکم یحفظ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنة؟ فقال حذیفة: انا احفظ کما قال. قال: ھات انک لجریء. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "فتنة الرجل فی اھلہ ومالہ وجارہ تکفرھا الصلاة والصدقة والامر بالمعروف والنھی عن المنکر". قال: لیست ھذہ، ولکن التی تموج کموج البحر. قال: یا امیر المؤمنین، لا باس علیک منہا، ان بینک وبینہا بابا مغلقا. قال: یفتح الباب او یکسر؟ قال: لا بل یکسر، قال: ذاک أحری ان لا یغلق، قلنا: علم عمر الباب؟ قال: نعم کما ان دون غد اللیلة، انی حدثتہ حدیثا لیس بالاغالیط،

فهبنا ان نساله، وامرنا مسروقا فساله فقال: من الباب؟ قال: عمر. [راجع: ۵۲۵]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک دن کہا کہ فتنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا قول تم سب میں کس کو زیادہ یاد ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: مجھے اسی طرح یاد ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا بیان کرو۔ بے شک تم بڑے جری ہو۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا فتنہ اس کے اہل خانہ اور مال، اور اس کے پڑوسی میں ہے، جو نماز صدقہ خیرات اور اچھے کام کرنے اور بُری بات کے منع کرنے سے رفع ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں یہ نہیں پوچھتا، بلکہ وہ فتنہ جو دریا کی طرح موجیں مارے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ امیر المؤمنین! آپ کو اس فتنہ کا کچھ خوف نہیں، بے شک آپ کے اور فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا: جی ہاں! توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: پھر وہ اس قابل ہوگا کہ کبھی بند نہ کیا جائے۔ ہم لوگوں نے (حذیفہؓ سے) پوچھا: کیا حضرت عمرؓ اس دروازہ کو جانتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! وہ اسی طرح جانتے تھے، جس طرح تم کل کے بعد رات کا یقین رکھتے ہو۔ میں نے ان سے ایک ایسی حدیث بیان کی تھی جس میں شک نہ تھا، پھر ہمیں ان سے زیادہ پوچھتے ہوئے خوف معلوم ہوا۔ اور ہم نے مسروق سے کہا: انہوں نے دریافت کیا وہ دروازہ کون تھا، حضرت حذیفہؓ نے کہا: وہ حضرت عمرؓ کی ذات ہے۔

۳۵۸۷ــــ حدثنا ابو اليمان: اخبرنا شعيب: حدثنا ابو الزناد، عن الاعرج، عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "لا تقوم الساعة حتى تقاتلوا قوما نعالهم الشعر وحتى تقاتلوا الترك صغار الاعين حمر الوجوه ذلف الانوف كان وجوههم المجان المطرقة". [راجع: ۲۹۲۸]

۳۵۸۸ــــ "وتجدون من خير الناس اشدهم كراهية لهذا الامر حتى يقع فيه. والناس معادن: خيارهم فى الجاهلية خيارهم فى الاسلام". [راجع: ۳۴۹۳]

۳۵۸۹ــ "وليأتينّ على أحدكم زمان لأن يراني أحب اليه من أن يكون له مثل أهله وماله.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہ کرو، جن کی جوتیاں بال کی ہوں گی اور جب تک تم ترکوں سے قتال نہ کرو گے، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، چہرے سُرخ ہوں گے ناکیں چپٹی ہوں گی، گویا ان کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ اور تم ان میں سے اچھے اشخاص کو بھی پاؤ گے کہ وہ سب سے زیادہ اس خلافت سے نفرت کرنے والا ہوگا، یہاں تک کہ اس کو مجبور کیا جائے گا، لوگوں کی مثال معدن اور کان کی طرح ہے ان میں جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں اچھے تھے، وہی اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ اور تم میں سے کسی پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کو میرا دیکھنا اس کے گھر والوں اور مال سے زیادہ

پسند مرغوب ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھنا یا پھر آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا۔

۳۵۹۰ ۔ حدثنا یحیی: حدثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن همام، عن ابی هریرة رضی الله عنه، ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: "لا تقوم الساعة حتی تقاتلوا خوزا و کرمان من الاعاجم، حمر الوجوه، فطس الانوف، صغار الاعین، كان وجوههم المجان المطرقة، نعالهم الشعر". تابعه غیره عن عبد الرزاق. [راجع: ۲۹۲۸]

ان النبی صلی الله علیه وسلم قال.....المجان المطرقة، نعالهم الشعر ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت نہ آئے گی، جب تک خوز اور کرمان سے تم جنگ نہ کرلو گے، یہ عجمی ہیں، ان کے چہرے سرخ، ناکیں چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی گویا ان کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

۳۵۹۱ ۔ حدثنا علی بن عبد الله: حدثنا سفیان قال: قال اسماعیل: أخبرنی قیس قال: أتینا أبا هریرة رضی الله عنه فقال: صحبتُ رسول الله ﷺ ثلاث سنین لم أکن فی سنی أحرص علی أن أعی الحدیث منی فیهن. سمعته یقول وقال هكذا بیده: " بین یدی الساعة تقاتلون قوماً نعالهم الشعر " وهو هذا البارز. وقال سفیان مرة: وهم اهل البازر. [راجع: ۲۹۲۸]

لم أکن فی سنی أحرص ...... الخ ۔ یعنی میری عمر میں نبی کریم ﷺ کی احادیث سننے کا کوئی آدمی اتنا حریص نہیں تھا جتنا کہ میں تھا۔

وهو هذا البارز ۔ یعنی جن لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی کہ تم ایسے لوگوں سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہونگے ۔ فرمایا کہ **بارز**، یعنی صحراء کے رہنے والے، مراد اہل فارس ہیں ۔ یہ اسی پیشین گوئی کا حصہ ہے، کیونکہ ان کے جوتے بھی بالوں سے بنے ہوتے ہیں ۔

۳۵۹۳ ۔ حدثنا الحکم بن نافع: اخبرنا شعیب، عن الزهری قال: اخبرنی سالم ابن عبد الله: ان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: "تقاتلکم الیهود، فتسلطون علیهم، حتی یقول الحجر: یا مسلم، هذا یهودی ورائی فاقتله". [راجع ۲۹۲۵]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید الکونین ﷺ سے سنا کہ یہودی تم سے جنگ کریں گے، پھر تم ان پہ غالب آجاؤ گے، یہاں تک کہ (یہودی پتھر کے پیچھے چھپتا پھرے گا) پتھر تم سے کہیں گے کہ اے مسلمان! ادھر آ، میرے پیچھے یہ یہودی چھپا بیٹھا ہے، اس کو موت کے گھاٹ اتار دے۔

۳۵۹۴ ۔ حدثنا قتیبة بن سعید: حدثنا وسفیان، عن عمرو، عن جابر، عن ابی سعید

رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "یأتی علی الناس زمان یغزون فیقال: فیکم من صحب الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فیقولون: نعم، فیفتح علیهم، ثم یغزون فیقال لهم: هل فیکم من صحب من صحب الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فیقولون: نعم، فیفتح لهم".
[راجع: ۲۸۹۷]

ترجمہ: رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ جہاد کریں گے، تو ان سے دریافت کیا جائے گا کیا تم میں سے ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اُٹھائی ہو؟ وہ کہیں گے ہاں، تو ان کو فتح دی جائے گی۔ پھر وہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہے؟ وہ کہیں گے ہاں موجود ہیں۔ تو ان کو بھی فتح دے دی جائے گی۔

۳۵۹۵ ـــ حدثنی محمد بن الحکم: أخبرنا النضر: أخبرنا اسرائیل: أخبرنا سعد الطائی: أخبرنا محل بن خلیفة، عن عدی بن حاتم قال: بینا أنا عند النبی ﷺ اذ أتاه رجل فشکا الیه الفاقة، ثم أتاه آخر فشکا الیه قطع السبیل، فقال: " یا عدی، هل رأیت الحیرة؟" قلتُ: لم أرها، وقد أنبئت عنها. قال: " فان طالت بک حیاة لترین الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف أحداً الا اللّٰہ ". قلت فیما بینی و بین نفسی: فأین دعار طیء الذین قد سعروا البلاد. "ولئن طالت بک حیاة لتفتحن کنوز کسری "، قلت: کسری بن هرمز؟ قال: " کسری بن هر مز. ولئن طالت بک حیاة لترین الرجل یخرج ملء کفه من ذهب أو فضة یطلب من یقبله منه فلا یجد احدا یقبله منه. ولیلقین اللّٰہ أحدکم یوم یلقاه، ولیس بینه وبینه ترجمان یترجم له فیقولن: ألم أبعث الیک رسولاً فیبلغک؟ فیقول: بلی، فیقول: ألم أعطک مالاً وأفضل علیک؟ فیقول: بلی، فینظر عن یمینه فلا یری الا جهنم، وینظر عن یساره فلا یری الا جهنم ". قال عدی: سمعت النبی ﷺ یقول: " اتقوا النار ولو بشق تمرة. فمن لم یجد شق تمرة فبکلمة طیبة ". قال عدی: فرأیت الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف الا اللّٰہ، وکنت فیمن افتتح کنوز کسری بن هرمز، ولئن طالت بک حیاة لترون ما قال النبی أبو القاسم ﷺ: " یخرج ملء کفه". [راجع: ۱۴۱۳]

حدثنی عبد اللّٰہ بن محمد حدثنا أبو عاصم: حدثنا سعدان بن بشر: حدثنا أبو مجاهد: حدثنا محل بن خلیفة: سمعت عدیاً: کنتُ عند النبی ﷺ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم نے کہا کہ ہم حضور اقدس ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص نے آکر آپ ﷺ سے فاقہ کی شکایت کی [illegible] آپ کے پاس آکر ڈاکہ زنی کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: عدی کیا تم

نے حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے وہ جگہ نہیں دیکھی، لیکن اس کا محل وقوع مجھے معلوم ہے۔ فرمایا: اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی، تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک بڑھیا عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرے گی۔ خدا کے علاوہ اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا، میں نے اپنے جی میں کہا قبیلہ طے کے ڈاکو کدھر جائیں گے۔ جنہوں نے تمام شہروں میں آگ لگا رکھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً کسریٰ کے خزانوں کو فتح کروگے۔ میں نے دریافت کیا: کسریٰ بن ہرمز؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (کسریٰ بن ہرمز) اور اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اور ایسے آدمی کو تلاش کرے گا، جو اسے لے لے، لیکن اس کو کوئی نہ ملے گا (اس وقت) اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ جو اس کی گفتگو کا ترجمہ کرے، خدا تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس رسول نہ بھیجا تھا، جو تجھے تبلیغ کرتا؟ وہ عرض کرے گا ہاں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھ کو مال وزر اور فرزند سے نہیں نوازا تھا؟ وہ عرض کرے گا ہاں، پھر وہ اپنی داہنی جانب دیکھے گا دوزخ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔

حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے سید البشر ﷺ سے سنا کہ آگ سے بچو، اگرچہ چھوارے کا ایک ٹکڑا ہی سہی۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو کوئی عمدہ بات کہہ کر ہی سہی۔

حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے بڑھیا کو دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر شروع کرتی ہے اور کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہیں تھا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے تھے، اگر تم لوگوں کی زندگی زیادہ ہوئی تو جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا لے کر نکلے تو تم یہ بھی دیکھ لوگے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانے میں یہ واقعہ پیش آیا کہ لوگ زکوۃ لے کر جاتے تھے مگر وصول کرنے والا نہیں ہوتا تھا۔

۳۵۹۶ـــ حدثنی سعید بن شرحبیل: حدثنا لیث، عن یزید، عن أبی الخیر، عن عقبة بن عامر عن النبی ﷺ: خرج یوماً فصلی علی أهل أحد صلاته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال: "انی فرطکم وأنا شهید علیکم، انی واللہ لأنظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت خزائن مفاتیح الأرض وانی واللہ ما أخاف بعدی أن تشرکوا ولکن أخاف أن تنافسوا فیها". [راجع ۱۳۴۴]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے منقول ہے کہ رسالت مآب ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے شہداءِ اُحد پر اس طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی ہے، اس کے بعد منبر پر تشریف لاکر فرمایا: میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور گواہ ہوں اور خدا کی قسم میں اس وقت حوضِ کوثر کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھ کو تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ خدا کی قسم میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہو جانے کا خوف نہیں کرتا،

بلکہ اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ تم صرف دنیا میں لگ جاؤ۔

کتاب الجنائز میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے شہداء پر نماز پڑھی تھی۔

شافعیہ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ مراد نماز پڑھنا نہیں بلکہ دعا کرنا ہے۔

اس حدیث کے الفاظ **صلی علی أهل أحد صلاته علی المیت** اس کی تردید کر رہے ہیں، پتہ چلا کہ وہ باقاعدہ نماز جنازہ تھی جو آپ ﷺ نے اپنے وفات سے ایک سال پہلے شہداء احد پر پڑھی تھی۔ ۵۶

۳۵۹۷ـ حدثنا ابو نعيم: حدثنا ابن عيينة، عن الزهري عن عروة، عن اسامة رضی الله عنه قال: اشرف النبی صلی الله عليه وسلم علی اطم من الآطام فقال: "هل ترون ما اری؟ انی اری الفتن تقع خلال بيوتكم مواقع القطر". [راجع: ۱۸۷۸]

ترجمہ: حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن مدینہ کے بلند ٹیلہ پر چڑھ کر (صحابہ کو مخاطب کرکے) فرمایا: کیا تم اس چیز کو دیکھتے ہو جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں وہ فتنے دیکھ رہا ہوں، جو تمہارے گھروں پر اس طرح برس رہے ہیں، جس طرح مینہ برستا ہے۔

اُطُم ـ پہاڑ کی چوٹی قلعہ اور بلند مکان کو کہتے ہیں اور **"آطام"** اس کی جمع ہے۔ یہاں **"اطام"** سے مراد مدینہ کے گرد واقع وہ فلک بوس مکانات اور قلعے ہیں جن میں وہاں کے یہودی رہا کرتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ ایک دن انہی قلعوں میں سے ایک قلعہ کی چھت پر تشریف لے گئے اور پھر مذکورہ بالا حدیث ارشاد فرمائی۔

انی اری الفتن .....الخ ـ "میں ان فتنوں کو دیکھ رہا ہوں .... الخ" کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گویا اپنے نبی ﷺ کو اس وقت جب کہ وہ قلعہ کی چھت پر چڑھے، فتنوں کا قریب ہونا دکھایا، تاکہ وہ ان فتنوں کے بارے میں آگاہ کردیں اور لوگ یہ جان کر کہ ان فتنوں کا نازل ہونا مقدر ہو چکا ہے، ان سے بچنے کے طریقے اختیار کرلیں۔ اور اس بات کو آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے شمار کریں کہ آپ نے جو پیشنگوئی فرمائی تھی وہ بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

۳۵۹۸ـ حدثنا ابو اليمان: اخبرنا شعيب، عن الزهري قال: حدثني عروة بن الزبير: ان زينب ابنة ابی سلمة حدثته: ان ام حبيبة بنت ابی سفيان حدثتها عن زينب بنت جحش: ان النبی صلی الله عليه وسلم دخل عليها فزعا يقول: لا اله الا الله، ويل للعرب من شر قد اقترب، فتح اليوم من ردم ياجوج وماجوج مثل هذا" وحلق باصبعه وبالتی تليها. فقالت زينب: فقلت: يا رسول الله، انهلك وفينا الصالحون؟ قال: "نعم، اذا كثر الخبث" [راجع: ۳۳۴۶]

۵۶ وممن قال به ابن حبان والبيهقی والنووی، حتی قال النووی: المراد من الصلاة هنا الدعاء، واما كونه مثل الذی علی الميت فمعناه أنه دعا لهم بمثل الدعاء الذی كانت عادته أن يدعو به للموتیٰ. عمدة القاری، ج: ۶، ص: ۲۱۵، رقم: ۱۳۴۴.

۳۵۹۹ـ وعن الزهری: حدثتنی هند بنت الحارث: ان ام سلمة قالت: استیقظ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، فقال: "سبحان اللّٰه، ماذا انزل من الخزائن وماذا انزل من الفتن؟". [راجع: ۱۱۵]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بیدار ہوکر فرمایا کہ سبحان اللہ! کس قدر خزانے نازل کئے گئے ہیں اور کس قدر فتنے لائے گئے ہیں۔

۳۶۰۰ـ حدثنا أبو نعیم: حدثنا عبد العزیز بن أبی سلمة بن الماجشون، عن عبد الرحمٰن بن أبی صعصعة، عن أبیه، عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰه عنه قال: قال لی: انی أراک تحب الغنم وتتخذها فأصلحها وأصلح رعاتها، فانی سمعت النبی ﷺ یقول: "یأتی علی الناس زمان تکون الغنم فیه خیر مال المسلم، یتبع بها شعف الجبال أو سعف الجبال فی مواقع القطر، یفر بدینه من الفتن". [راجع: ۱۹]

عبد الرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں سے بڑی محبت کرتے ہو **وتتخذها** اور ان کو پالتے ہو **فأصلحها**، ان کی خوب دیکھ بھال کرنا **وأصلح رعاتها**، ان کی ناک کی ریزش ٹھیک کرتے رہنا، بکریوں کے ناک سے جو ریزش گرتی ہے اس کو **رعاة** کہتے ہیں۔

فانی سمعت الخ۔ کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا ہے کہ **یقول: یأتی علی الناس زمان الخ.**

یفر بدینه من الفتن۔ اس حدیث میں یہ تلقین کرنا ہے کہ جب ایسے فتنے رونما ہوں جن سے مسلمانوں میں باہمی افتراق وانتشار اور جنگ وجدل کی وبا پھیل جائے اور ایسا ماحول پیدا ہو جائے جس میں دین کو بچانا مشکل ہو تو اس وقت نجات کی راہ یہی ہوگی کہ گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا جائے اور جس قدر ممکن ہو سکے اپنے آپ کو دنیا والوں سے الگ تھلگ کرلے، چنانچہ فرمایا کہ ایسے میں سب سے بہتر صورت یہ ہوگی کہ ایک مسلمان بس چند بکریوں کا مالک ہو اور وہ ان بکریوں کو لے کر کہیں دور جنگل میں یا پہاڑ پر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں کوئی چراگاہ اور پانی ملنے کا ذریعہ ہو، اور وہاں ان بکریوں کو چرا کر ان کے دودھ کی صورت میں بقدر بقاء حیات غذائی ضرورت پر قناعت کر کے اپنی زندگی کے دن گزارتا رہے، تا کہ نہ دنیا والوں کے ساتھ رہے اور نہ دین کو نقصان پہنچانے والے فتنوں میں مبتلا ہو۔[فی]

۳۶۰۱ـ حدثنا عبد العزیز الاویسی: حدثنا ابراهیم، عن صالح بن کیسان، عن ابن شهاب، عن ابن المسیب، وابی سلمة بن عبد الرحمن: ان ابا هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "ستکون فتن القاعد فیها خیر من القائم، والقائم فیها خیر من

فی عمدة القاری، ج ۱، ص: ۲۴۸، رقم: ۱۹.

الماشي، والماشي فيها خير من الساعي. ومن تشرف لها تستشرفه، ومن وجد ملجأ او معاذا فليعذ به". [أنظر: ۷۰۸۱، ۷۰۸۲] ۵۹

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنوں کا ظہور ہوگا، ان فتنوں کے زمانہ میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے، جو شخص ان فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا (اس زمانہ میں) اگر کوئی پناہ کی جگہ پائے تو وہاں جا کر پناہ حاصل کر لے۔

ستكون فتن القاعد فيها خير من القائم ...... الخ ۔ فتنہ میں بیٹھنے والا، کھڑے ہونے والا سے اس لئے بہتر ہوگا کہ کسی چیز کے پاس کھڑے (رہنے والا شخص اس چیز سے زیادہ قربت اور مناسبت رکھتا ہے، کہ وہ اس چیز کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔ جبکہ اِدھر اُدھر بیٹھا رہنے والا شخص اس چیز کو نہ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے لہٰذا فتنوں میں کھڑا رہنے والا شخص ان کو دیکھنے اور سننے کی وجہ سے کہ جن کو بیٹھا ہوا شخص نہیں دیکھے، سنے گا عذاب سے زیادہ قریب ہوگا! ہوسکتا ہے کہ اس جملہ میں ''بیٹھنے والے شخص'' سے مراد وہ شخص ہو جو اس زمانہ میں ظاہر ہونے والا فتنہ کا محرک نہ ہو بلکہ اس سے دور رہ کر اپنے مکان میں بیٹھا رہے اور باہر نہ نکلے'' اور کھڑے رہنے والے'' سے مراد وہ شخص ہو جس کے اندر اس فتنہ کے تعلق سے کوئی داعیہ اور تحریک تو ہو مگر فتنہ انگیزی میں متردد ہو۔

ومن تشرف لها تستشرفه ..... الخ ۔ ''جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا......الخ'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان فتنوں کی طرف متوجہ ہوگا اور ان کے نزدیک جائے گا تو اس کی وہ توجہ اور نزدیکی اس کے ان فتنوں میں مبتلا ہو جانے کا باعث ہوگی، لہٰذا ان فتنوں کی برائیوں سے بچنے اور ان کے جال سے خلاصی پانے کی صورت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگی کہ ان فتنوں سے جتنا زیادہ دور رہنا ممکن ہو اتنا ہی زیادہ دور رہا جائے۔

۳۶۰۲ ۔ وعن ابن شهاب: حدثني ابو بكر بن عبد الرحمن بن الحارث، عن عبد الرحمن بن مطيع بن الاسود، عن نوفل بن معاوية مثل حديث ابي هريرة هذا، الا ان ابا بكر يزيد: "من الصلاة صلاة من فاتته فكانما وتر اهله وماله". ۵۹، ۶۰

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں: نماز میں سے ایک نماز ایسی ہے کہ جس شخص سے وہ فوت ہو جائے تو گویا اس کا گھر بار اور مال و متاع اس سے چھین لیا گیا۔

۳۶۰۳ ۔ حدثنا محمد بن كثير: اخبرنا سفيان، عن الاعمش، عن زيد بن وهب، عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ستكون اثرة وامور تنكرونها"، قالوا: يا رسول

۵۹، ۶۰ وفي صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب نزول الفتن كمواقع القطر، رقم: ۵۱۳۶، ۵۱۳۷، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند ابي هريرة، رقم: ۷۴۶۴.

اللّٰه، فما تامرنا؟ قال: "تؤدون الحق الذی علیکم وتسألون اللّٰه الذی لکم". [أنظر: ۷۰۵۲] [۱۱]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اور چند باتیں ایسی ہوں گی، جن کو تم بُرا سمجھو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ میں ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: تم پر جو حق ان کا ہو وہ ادا کرو اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

۳۶۰۴ ـ حدثنا محمد بن عبد الرحیم: حدثنا أبو معمر اسماعیل بن ابراهیم: حدثنا أبو أسامة: حدثنا شعبة، عن أبی التیاح، عن أبی زرعة، عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: "یهلک الناس هذا الحی من قریش" قالوا: فما تأمرنا؟ قال: "لو أن الناس اعتزلوهم". قال محمد: حدثنا أبو داؤد: أخبرنا شعبة، عن أبی التیاح: سمعت أبا زرعة. [انظر: ۳۶۰۵، ۷۰۵۸] [۱۲]

قریش کا قبیلہ لوگوں کو ہلاک کر دے گا یعنی اس کے بعض لوگ ایسے فتنے مچائیں گے کہ اس کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو جائیں گے، پوچھا کہ ہم کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ ان سے الگ ہو کر رہیں۔

عام طور سے محدثین نے کہا ہے کہ بنوامیہ کے لوگ مراد ہیں، بعض کہتے ہیں کہ مروان اور عبید اللہ بن زیاد مراد ہیں۔ واللہ اعلم۔

۳۶۰۵ ـ حدثنا احمد بن محمد المکی: حدثنا عمرو بن یحیی بن سعید الاموی، عن جده قال: کنت مع مروان وابی هریرة فسمعت ابا هریرة یقول: سمعت الصادق المصدوق یقول: "هلاک امتی علی یدی غلمة من قریش"، فقال مروان: غلمة؟ قال ابو هریرة: ان شئت ان اسمیهم: بنی فلان، وبنی فلان. [راجع: ۳۶۰۴]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے صادق ومصدوق نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کی ہلاکت قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھ ہے۔ مروان نے کہا چند نوجوانوں کے ہاتھ میں؟ حضرت

---

[۱۱] وفی صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب الوفاء ببیعة الخلفاء الأوّل فالأوّل، رقم: ۳۴۳۰، وسنن الترمذی، کتاب الفتن عن رسول اللّٰه، باب فی الأثرة، رقم: ۲۱۱۶، ومسند أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبد اللّٰه بن مسعود، رقم: ۳۴۵۸، ۳۴۸۱، ۳۸۶۰، ۳۹۱۷.

[۱۲] وفی صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی، رقم: ۵۱۹۵، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أبی هریرة، رقم: ۷۲۶۳.

ابو ہریرہؓ نے کہا: اگر تو چاہے تو میں ان کے نام بھی تجھ کو بتلا دوں۔

تشریح: اس حدیث میں اُمت سے مراد صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ نبی ﷺ ہیں، جو اُمت کے سب سے بہتر وافضل افراد تھے۔ اور لفظ "غلمة" غلام کی جمع ہے، جس کے معنی نو جوان کے ہیں۔ اور لغت میں لکھا ہے کہ غلام کے معنی لڑکے کے ہیں۔ نیز واضح رہے کہ غلام کا لفظ اصل میں "غلم" اور "اغتلام" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں شہوت کا جوش وغلبہ۔ یہاں "غلمة" (نو جوانوں) سے مراد وہ چھوٹی عمر کے نو جوان ہیں، جو غیر سنجیدہ اور بیباک ہوتے ہیں۔ جو بڑوں، بزرگوں کا اداب واحترام نہیں کرتے اور اہلِ علم ودانش اور باوقار لوگوں کی عظمت کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ پس آنحضرت ﷺ نے اس ارشاد گرامی میں قریش کے جن نو جوانوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے ان سے قریش سے نسلی تعلق رکھنے والے دین وملت کے بدخواہ لوگ مراد ہیں، جنہوں نے جاہ وسلطنت اور ذاتی اغراض ومقاصد حاصل کرنے کے لئے حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کو شہید کیا اور ان کی ہلاکت کا باعث بنے یا جنہوں نے اس وقت ملت میں افتراق وانتشار اور ظلم وبغاوت کا فتنہ پیدا کیا۔

۳۶۰۶ ـ حدثنا يحيى بن موسى: حدثنا الوليد قال: حدثني ابن جابر قال: حدثني بسر بن عبيد الله الحضرمي قال: حدثني ابو ادريس الخولاني: انه سمع حذيفة بن اليمان يقول: كان الناس يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير. وكنت اساله عن الشر مخافة ان يدركني، فقلت: يا رسول الله، انا كنا في جاهلية وشر فجاء نا الله بهذا الخير. فهل بعد هذا الخير من شر؟ قال: "نعم"، قلت: وهل بعد هذا الشر من خير؟ قال: "نعم، وفيه دخن". قلت: وما دخنه؟ قال: "قوم يهدون بغير هديي تعرف منهم وتنكر". قلت: فهل بعد ذلك الخير من شر؟ قال: "نعم، دعاة الى ابواب جهنم، من اجابهم اليها قذفوه فيها". قلت: يا رسول الله، صفهم لنا؟ فقال: "هم من جلدتنا، ويتكلمون بالسنتنا". قلت: فما تامرني ان ادركني ذلك؟ قال: "تلزم جماعة المسلمين وامامهم". قلت: فان لم يكن لهم جماعة ولا امام؟ قال: "فاعتزل تلك الفرق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى يدركك الموت وانت على ذلك". [أنظر: ۳۶۰۷، ۷۰۸۴] [۶۳]

۳۶۰۷ ـ حدثني محمد بن المثنى: حدثني يحيى بن سعيد، عن اسماعيل: حدثني

---

[۶۳] وفي صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن وفي كل حال وتحريم الخروج على الطاعة ومفارقة الجماعة، رقم: ۳۴۳۴، وسنن أبي داؤد، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، رقم: ۳۷۰۶، وسنن ابن ماجة، كتاب الفتن، باب العزلة، رقم: ۳۹۶۹، ومسند احمد، باقي مسند الأنصار، باب حديث حذيفة بن اليمان عن النبي، رقم: ۲۲۱۹۵، ۲۲۲۳۹، ۲۲۳۰۰، ۲۲۳۳۳، ۲۲۳۳۵، ۲۲۳۵۲.

ادریس عن حذیفة رضی اللہ عنه قال: تعلم اصحابی الخیر وتعلمت الشر. [راجع: ۳۶۰۶]

ترجمہ: ابوادریس بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا: لوگ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی بابت دریافت کرتے رہتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شر اور فتنوں کی بابت پوچھا کرتا تھا اس خیال سے کہ کہیں میں کسی شر و فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ ایک روز میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم جاہلیت میں گرفتار اور شر میں مبتلا تھے، پھر خداوند تعالیٰ نے ہم کو اس بھلائی (یعنی اسلام) سے سرفراز کیا، کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی بُرائی پیش آنے والی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا اس بدی و بُرائی کے بعد بھی بھلائی ہوگی؟ فرمایا: ہاں، لیکن اس میں کدورتیں ہوں گی۔ میں نے عرض کیا وہ کدورت کیا ہوگی؟ فرمایا: کدورت سے مراد وہ لوگ ہیں، جو میرے طریقہ کے خلاف طریقہ اختیار کر کے اور لوگوں کو میری راہ کے خلاف راہ بتائیں گے، تو ان میں دین بھی دیکھے اور دین کے خلاف اُمور بھی ہیں۔ عرض کیا، کیا اس بھلائی کے بعد بھی بُرائی ہوگی؟ فرمایا: ہاں۔ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بُلائیں گے جو ان کی بات مان لیں گے وہ ان کو دوزخ میں دھکیل دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا حال مجھ سے بیان فرمائیے؟ فرمایا: وہ ہماری قوم سے ہوں گے اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو اور ان کے امام کی اطاعت کرو، میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور امام بھی نہ ہو (تو کیا کروں) فرمایا: تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جاؤ، اگرچہ تجھے کسی درخت کی جڑ میں پناہ لینی پڑے، یہاں تک کہ اسی حالت میں تجھ کو موت آ جائے۔

۳۶۰۸ ـ حدثنا الحکم بن نافع: حدثنا شعیب، عن الزهری قال: اخبرنی ابو سلمة بن عبد الرحمن ان ابا هریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "لا تقوم الساعة حتی یقتتل فئتان دعواهما واحدة". [راجع: ۸۵]

علامتِ قیامت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ دو گروہوں میں جنگ ہوگی اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

۳۶۰۹ ـ حدثنی عبد اللہ بن محمد: حدثنا عبد الرزاق: اخبرنا معمر، عن همام، عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: "لا تقوم الساعة حتی تقتتل فئتان فیکون بینهما مقتلة عظیمة، دعواهما واحدة. ولا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین، کلهم یزعم انه رسول اللہ". [راجع: ۸۵]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ دو گروہ آپس میں لڑیں گے، ان کے درمیان جنگ عظیم ہوگی اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔ اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس جھوٹ بولنے والے دجال پیدا نہ ہوں گے، اور وہ سب یہی دعویٰ کریں گے کہ ہم اللہ کے رسول اور پیغمبر ہیں۔

۳۶۱۰ — حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب، عن الزہری قال: اخبرنی ابو سلمة ابن عبد الرحمن ان ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقسم قسما اذ اتاہ ذو الخویصرة وھو رجل من بنی تمیم، فقال: یا رسول اللہ اعدل، فقال: "ویلک، ومن یعدل اذا لم اعدل؟ قد خِبت وخسرت ان لم اکن اعدل"، فقال عمر: یا رسول اللہ، ائذن لی فیہ فاضرب عنقہ، فقال: "دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلاتہ مع صلاتھم، وصیامہ مع صیامھم، یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم، یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة. ینظر الی نصلہ فلا یوجد فیہ شیء، ثم ینظر الی رصافہ فما یوجد فیہ شیء، ثم ینظر الی نضیہ وھو قدحہ فلا یوجد فیہ شیء ثم ینظر الی قذذہ فلا یوجد فیہ شیء. قد سبق الفرث والدم. آیتھم رجل اسود احدی عضدیہ مثل ثدی المرأة او مثل البضعة تدردر، ویخرجون علی حین فرقة من الناس" قال ابو سعید: فاشھد انی سمعت ھذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، واشھد ان علی بن ابی طالب قاتلھم وانا معہ. فامر بذلک الرجل فالتمس فاتی بہ حتی نظرت الیہ علی نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی نعتہ. [راجع: ۳۳۴۴]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ کچھ مال تقسیم کر رہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم کا ایک شخص تھا، حاضر ہوا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو، اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون ہے جو انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو بہت ناکام ونامراد ہوں گا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ فرمایا: اس کو رہنے دو، اس کے چند ساتھی ایسے ہیں جن کی نمازوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے۔ اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزے کو کمتر۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ اس کے پکڑنے کی جگہ دیکھی جائے تو اس میں کوئی چیز معلوم نہ ہوگی۔ اس کے پر دیکھے جائیں تو ان میں کوئی چیز معلوم نہ ہوگی۔ اس کے پر اور پکڑنے کی جگہ کے درمیانی مقام کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز دکھائی نہ دے گی، حالانکہ وہ گندگی اور خون سے ہوکر گزرا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ آدمی ہوگا اس کا ایک مونڈھا عورت کے

پستان یا پھڑ کتے ہوئے گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا۔ جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا، تو یہ ظاہر ہوں گے۔
حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور یہ کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے۔ میں ان کے ساتھ تھا، انہوں نے حکم دیا وہ شخص تلاش کر کے لایا گیا، میں نے اس میں وہی خصوصیات پائیں جن کو نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں بیان فرمایا تھا۔

۳۶۱۱ ـ حدثنا محمد بن کثیر: اخبرنا سفیان، عن الاعمش، عن خیثمة، عن سوید بن غفلة قال: قال علی رضی اللہ عنه: اذا حدثتکم عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلان اخر من السماء احب الی من ان اکذب علیه. واذا حدثتکم فیما بینی وبینکم، فان الحرب خدعة، سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: "یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفهاء الاحلام یقولون من خیر قول البریة، یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة. لا یجاوز ایمانهم حناجرهم فاینما لقیتموهم فاقتلوهم فان قتلهم اجر لمن قتلهم یوم القیامة".
[أنظر: ۵۰۵۷، ۶۹۳۰] [۲۴]

ترجمہ: حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں تو بے شک یہ بات کہ میں آسمان سے گر پڑوں مجھ کو زیادہ پسند ہے، بہ نسبت اس کے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا بہتان باندھوں، اور جب تم سے میں وہ باتیں بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہیں، تو بے شک لڑائی ایک فریب ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ نوعمر بے وقوف ہوں گے جو تمام مخلوق سے بہترین باتیں کریں گے، وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے، ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا، جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کر دینا قیامت کے روز اس شخص کے لئے بڑا اجر ہے جو ان کو قتل کر دے گا۔

۳۶۱۲ ـ حدثنی محمد بن المثنی: حدثنی یحیی عن اسماعیل: حدثنا قیس، عن خباب بن الارت قال: شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وهو متوسد بردة له فی ظل الکعبة، قلنا له: الا تستنصر لنا؟ الا تدعو اللہ لنا؟ قال: "کان الرجل فیمن قبلکم یحفر له فی الارض فیجعل فیه، فیجاء بالمیشار فیوضع علی راسه فیشق باثنتین وما یصده ذلک عن دینه.

[۲۴] وفی صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، رقم: ۱۷۷۱، وسنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب من شهر سیفه ثم وضعه فی الناس، رقم: ۴۰۳۳، وسنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب فی قتال الخوارج، رقم: ۴۱۳۸، ومسند احمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب ومن مسند علی بن ابی طالب، رقم: ۵۸۲، ۶۳۵، ۶۶۸، ۸۰۷، ۸۶۱، ۱۰۳۲، ۱۰۶۷، ۱۱۹۰، ۱۲۳۵، ۱۲۷۵، ۱۳۰۷.

ویمشط بامشاط الحدید ما دون لحمه من عظم او عصب وما یصده ذلک عن دینه، واللہ لیتمن ھذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا اللہ او الذئب علی غنمه، ولکنکم تستعجلون". [أنظر: ۳۸۵۲، ۶۹۴۳] [۶۵]

ترجمہ: حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت بطور شکایت کے عرض کیا جب کہ آپ ﷺ اپنی چادر اوڑھے ہوئے کعبہ کے سایہ میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے مدد کیوں نہیں مانگتے، ہمارے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: تم سے پہلے بعض لوگ ایسے ہوتے تھے کہ ان کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا وہ اس میں کھڑے کردیئے جاتے، پھر آرہ چلایا جاتا اوران کے سر پر رکھ کر دو ٹکڑے کردیئے جاتے اور یہ عمل ان کو ان کے دین سے نہ روکتا تھا، نیز لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت کے نیچے اور پٹھوں پر کی جاتی تھیں اور یہ بات ان کو ان کے دین سے نہ روکتی تھی، خدا کی قسم! یہ دین (اسلام) کامل نہ ہوگا حتی کہ اگر ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک چلا جائے گا تو اس کو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ کوئی شخص اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کا خوف کرے گا لیکن اس معاملہ میں تم عجلت چاہتے ہو۔

۳۶۱۳ ـ حدثنا علی بن عبد اللہ: حدثنا ازھر بن سعد: حدثنا ابن عون قال: انبانی موسی بن انس، عن انس بن مالک رضی اللہ عنه: ان النبی صلی اللہ علیه وسلم افتقد ثابت بن قیس فقال رجل: یا رسول اللہ انا اعلم لک علمه، فاتاہ فوجدہ جالسا فی بیته منکسا راسه فقال: ما شانک؟ فقال: شر، کان یرفع صوته فوق صوت النبی صلی اللہ علیه وسلم فقد حبط عمله وھو من اھل النار. فاتی الرجل فاخبرہ انه قال کذا وکذا، فقال موسی بن انس: فرجع المرۃ الآخرۃ ببشارۃ عظیمة، فقال: "اذھب الیه، فقل له: انک لست من اھل النار ولکن من اھل الجنة". [أنظر: ۴۸۴۶] [۶۶]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو (ایک روز) نہ دیکھ کر فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو ثابت کی خبر لائے؟ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس کی خبر لاتا ہوں، چنانچہ وہ جوانمرد ثابت بن قیس کے پاس گیا اور ان کو ان کے گھر میں سرنگوں بیٹھا ہوا پایا۔ اس نے دریافت کیا: تمہارا کیا حال ہے؟ ثابت نے کہا بُرا حال ہے، یہ اپنی آواز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بُلند کرتا تھا۔

[۶۵] وفی سنن أبی داؤد، کتاب الجھاد، باب فی الأسیر یکرہ علی الکفر، رقم: ۲۲۷۸، ومسند أحمد، أول مسند البصریین، باب حدیث خباب بن الأرت عن النبی، رقم: ۲۰۱۴۸، ۲۰۱۶۱، ومن مسند القبائل، باب من حدیث خباب بن الأرت، رقم: ۲۵۹۵۹.

[۶۶] وفی صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب مخافة المؤمن أن یحبط عمله، رقم: ۱۷۰.

اس لئے اس کا نیک عمل برباد ہوگیا اور دوزخی ہوگیا، چنانچہ اس شخص نے واپس آکر آنحضرت ﷺ کو خبر دی کہ ثابت نے ایسا ایسا کہا ہے۔ موسیٰ بن انس کہتے ہیں پھر وہ شخص دوبارہ ایک بڑی بشارت لے کر ثابت کے پاس آیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ثابت کے پاس جا اور ان سے کہو تم دوزخیوں میں سے نہیں بلکہ جنتی ہو۔

۳۶۱۴ـ حدثني محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن أبي اسحاق: سمعت البراء بن عازب رضي الله عنهما يقول: قرأ رجل الكهف وفي الدار الدابة فجعلت تنفر فسلم الرجل فاذا ضبابة او سحابة غشيته فذكره للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: "اقرأ فلان فانها السكينة نزلت للقرآن او تنزلت للقرآن". [أنظر: ۴۸۳۹، ۵۰۱۱] ۷۷

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نماز میں) سورہ کہف پڑھی، جس کے گھر میں ایک گھوڑا بندھا تھا، وہ بدکنے لگا، جب اس نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا اس پر سایہ فگن ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! پڑھے جا، اس لئے کہ یہ سکینہ قرآن پاک کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔

۳۶۱۵ـ حدثنا محمد بن يوسف: حدثنا أحمد بن يزيد بن ابراهيم أبو الحسن الحراني: حدثنا زهير بن معاوية: حدثنا أبو اسحاق: سمعت البراء بن عازب يقول: جاء أبو بكر رضي الله عنه الى أبي في منزله فاشترى منه رحلاً فقال لعازب: ابعث ابنك يحمله معي. قال: فحملته معه وخرج أبي ينتقد ثمنه فقال له أبي: يا أبا بكر، حدثني كيف صنعتما حين سريت مع رسول الله ﷺ؟ قال: نعم، أسرينا ليلتنا ومن الغد حتى قام قائم الظهيرة وخلا الطريق لا يمر فيه احد، فرفعت لنا صخرة طويلة لها ظل لم تأت عليها الشمس فنزلنا عنده وسويت للنبي ﷺ مكاناً بيدي ينام عليه، و بسطت عليه فروة وقلت: نم يا رسول الله وأنا أنفض لك ما حولك، فنام وخرجت أنفض ما حوله فاذا أنا براع مقبل بغنمه الى الصخرة يريد منها مثل الذي أردنا، فقلت: لمن أنت يا غلام؟ فقال: لرجل من أهل المدينة أو مكة. قلت: أفي غنمك لبن؟ قال: نعم، قلت: أفتحلب؟ قال: نعم، فأخذ شاة فقلت: انفض الضرع من التراب و الشعر والقذى، قال: فرأيت البراء يضرب احدى يديه على الاخرى ينفض فحلب في قعب كثبة من لبن ومعي اداوة حملتها للنبي ﷺ يرتوي منها، يشرب ويتوضأ. فأتيت النبي ﷺ فكرهت أن أوقظه

---

۷۷ وفي صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب نزول السكينة لقراءة القرآن، رقم: ۱۳۲۵، وسنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن عن رسول الله، باب ما جاء في فضل سورة الكهف، رقم: ۲۸۱۰، ومسند احمد، اوّل مسند الكوفيين، باب حديث البراء بن عازب، رقم: ۱۷۷۴۴، ۱۷۷۷۶، ۱۷۸۵۱، ۱۷۸۹۳.

فوافقته حين استيقظ فصببت من الماء على اللبن حتى برد أسفله، فقلت: اشرب يا رسول الله، قال: فشرب حتى رضيت ثم قال: " ألم يأن للرحيل؟ " قلت: بلى، قال: فارتحلنا بعدما مالت الشمس واتبعنا سراقة بن مالك فقلت: أتينا يا رسول الله، فقال: " لا تحزن ان الله معنا "، فدعا عليه النبي ﷺ فارطمت به فرسه الى بطنها، أرى في جلد من الأرض، شك زهير فقال: انى أركما قد دعوتما على، فادعوا لى فالله لكما أن أرد عنكما الطلب. فدعا له النبي ﷺ فنجا فجعل لا يلقى أحداً الا قال: كفيتكم ما هنا فلا يلقى أحداً الا رده، قال: ووفى لنا. [راجع: ۲۴۳۹]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس تشریف لائے اور ان سے ایک کجاوا خریدا، پھر فرمایا: اپنے بیٹے سے کہہ دو کہ وہ اس کو میرے ساتھ لے چلے، پھر ان سے میرے والد نے کہا: مجھ کو بتلایئے جب آپ ﷺ کے ہمراہ ہجرت کو چلے تھے تو اس وقت آپ دونوں پر کیا گزری؟ حضرت ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ (غار سے نکل کر) ہم ساری رات چلے اور دوسرے دن بھی آدھے دن تک سفر کرتے رہے، جب دوپہر ہوگئی اور راستہ بالکل سناٹا ہوگیا اس پر کوئی شخص چلنے والا نہ رہا تو ہم کو ایک بڑا پتھر نظر آیا جس کے نیچے سایہ تھا دھوپ نہ تھی، ہم اس کے پاس اُتر پڑے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھو سے صاف وہموار کردی تا کہ آپ ﷺ اس پر سو رہیں۔ پھر اس پر ایک پوستین بچھا کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تھوڑی دیر کے لئے آرام فرمایئے اور میں ڈھونڈ کر اِدھر اُدھر سے دودھ لاتا ہوں۔ آپ ﷺ سو رہے اور میں دودھ لینے کے لئے اِدھر اُدھر چلا، ناگہاں میں نے ایک چرواہے کو دیکھا جو اپنی بکریاں لئے ہوئے، اسی پتھر کی طرف آرہا تھا وہ بھی اس پتھر سے وہی بات چاہتا تھا جو ہم نے چاہی تھی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو کس کا غلام ہے؟ اس نے مدینہ یا مکہ والوں میں سے کسی شخص کا بتلایا، میں نے پوچھا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا تو دودھ دوہے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ یہ کہہ کر اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا میں نے کہا: اس کے تھن سے مٹی ونجاست اور بال صاف کرلو۔

اسحٰق کہتے ہیں میں نے براء کو دیکھا وہ اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر جھاڑتے کہ اس طرح اس نے تھن جھاڑ کر صاف کیا اور ایک پیالہ میں دودھ دوھ دیا۔ میرے پاس ایک چھاگل تھی، میں اس کو نبی ﷺ کی خاطر اپنے ہمراہ رکھتا تھا، تا کہ آپ ﷺ اس سے پانی پی سکیں اور وضو کرسکیں۔ میں آپ ﷺ کے پاس واپس آیا اور مجھے آپ کو بیدار کرنا اچھا نہ معلوم ہوا، لیکن میں نے آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے، پھر میں نے دودھ میں تھوڑا سا پانی ڈالا حتی کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا، اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ: پی لیجئے۔ آپ ﷺ نے پی لیا میں بہت خوش ہوا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا: ہاں! وقت آ گیا۔ چنانچہ آفتاب ڈھل جانے کے بعد ہم

نے کوچ کیا اور سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے پیچھے چلا جس کو مکہ کے کافروں نے آپ ﷺ کی تلاش میں بھیجا تھا اور سو اُونٹ مقرر کیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا کوئی تعاقب کر رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم فکر نہ کرو، خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے سراقہ پر بددعا کی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک مع اس کے زمین میں دھنس گیا۔

زمین کے سخت اور پتھریلے ہونے کا زبیر نے شک کیا ہے۔

سراقہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے تم میرے لئے دعا کرو، تاکہ میں زمین سے نکل آؤں بخدا میں تمہاری تلاش کرنے والوں کو واپس کردوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی اور اس نے نجات پائی پھر سراقہ جب کسی سے ملتا تو کہتا میں تلاش کر چکا ہوں، غرض جس سے ملتا اس کو واپس کر دیتا۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

۳۶۱۶ ـ حدثنا معلی بن أسد، حدثنا عبد العزیز بن مختار: حدثنا خالد، عن عکرمة، عن ابن عباس رضی الله عنهما: أن النبی ﷺ دخل علی أعرابی یعوده فقال: وکان النبی ﷺ اذا دخل علی مریض یعوده قال: " لا بأس طهور ان شاء الله ". فقال له: " لا بأس طهور ان شاء الله"، قال: قلت: طهور؟ کلا: بل هی حمی تفور ـ أو تثور ـ علی شیخ کبیر، تزیره القبور. فقال النبی ﷺ: " فنعم اذاً ". [انظر: ۵۶۵۶، ۵۶۶۲، ۷۴۷۰] [۶۸]

نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے گئے، جب آپ کسی کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو کہتے تھے **لاباس طهور ان شاء الله**. کوئی حرج نہیں، یہ بیماری جو آئی ہے تمہارے گناہوں کی پاکی کے لئے ہوگی۔ اعرابی نے کہا کہ **قلت: طهور؟** یہ پاک کرنے والی ہے؟ **کلا، بل هی حمی تفور أو تثور،** یہ تو جوش مارنے والا بخار ہے۔ **علی شیخ کبیر،** اور وہ بھی بوڑھے آدمی پر، **تزیره القبور،** جو اس کو قبر میں لے جا کر چھوڑے گا۔

فقال النبی ﷺ: فنعم اذاً، یہی چاہتے ہو تو یہی سہی، یعنی جو میں کہہ رہا ہوں وہ نہیں مانتے تو پھر یہی سہی۔

۳۶۱۷ ـ حدثنا أبو معمر: حدثنا عبد الوارث: حدثنا عبد العزیز، عن أنس رضی الله عنه أنه قال: کان رجل نصرانیا فأسلم وقرأ البقرة وآل عمران. فکان یکتب للنبی ﷺ فعاد نصرانیاً. فکان یقول: ما یدری محمد الا ما کتبت له، فأماته الله فدفنوه فأصبح وقد لفظته الأرض فقالوا هذا فعل محمد وأصحابه، لما هرب منهم نبشوا عن صاحبنا فألقوه. فحفروا له فأعمقوا فأصبح وقد لفظته الأرض فقالوا: هذا فعل محمد و أصحابه، نبشوا عن صاحبنا لما

---

۶۸ انفرد به البخاری۔

هرب منهم فألقوه خارج القبر. فحفروا له، فأعمقوا له في الأرض مااستطاعوا فأصبح قد لفظته الأرض فعلموا أنه ليس من الناس فألقوه. ۶۹، ۷۰

ایک نصرانی شخص نے جس نے اسلام قبول کرلیا تھا اور سورۃ البقرۃ اور سورۂ آل عمران پڑھ چکا تھا اور نبی اکرم ﷺ کے لئے کتابت کیا کرتا تھا، **فعاد نصرانیاً العیاذ باللہ** مرتد ہوگیا، دوبارہ نصرانی ہوگیا۔

فکان یقول: مایدری محمد الا ماکتبت له، نبی کریم ﷺ کو سوائے اس کے اور کچھ پتہ نہیں ہے جو میں نے لکھا تھا، العیاذ باللہ اسی سے علم حاصل کیا۔

فأماته اللہ فدفنوه فأصبح وقد لفظته الأرض، دفن کردیا تھا، زمین نے اس کو باہر پھینک دیا۔

فقالوا: اس کے جو نصرانی ساتھی تھے وہ کہنے لگے **هذا فعل محمد وأصحابه،** یہ جو ہمیں باہر نظر آرہا ہے، یہ محمد اور اس ساتھیوں کا فعل ہے۔ **لما هرب منهم نبشوا عن صاحبنا فألقوه.** انہوں نے ہمارے آدمی کی قبر کھودی اور اس کو باہر ڈال دیا۔ **فحفروا له،** پھر دوبارہ قبر کھودی **فأعمقوا،** اور زمین میں بہت گہری کھودی **فأصبح وقد لفظته الارض،** صبح پھر زمین نے پھینک دیا۔ **فقالوا: هذا فعل محمد وأصحابه، نبشوا عن صاحبنا لما هرب منهم فألقوه خارج القبر، فحفروا له،** پھر تیسری مرتبہ کھودی **فأعمقوا له في الارض مااستطاعوا فأصبح قد لفظته الارض. فعلموا أنه ليس من الناس فألقوه۔** تب پتا چلا کہ یہ لوگوں کا کام نہیں ہے، چنانچہ مجبوراً چھوڑ کر چلے گئے۔

۳۶۱۸ ــ حدثنا يحيى بن بكير: حدثنا الليث، عن يونس، عن ابن شهاب قال: وأخبرني ابن المسيب عن أبي هريرة أنه قال: قال رسول ﷺ: "اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده، واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده. والذي نفس محمد بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله". [راجع: ۳۰۲۷]

یہ جو فرمایا ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ محققین کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ کسریٰ اور قیصر کی شوکت ختم ہوجائے گی۔

حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جو کسریٰ تھا اگرچہ اس کے ہلاک ہونے کے بعد دوسرے کسریٰ بھی حضرت عمرؓ کے زمانے تک آتے رہے، لیکن ان کی شان وشوکت ختم ہوگئی تھی، آپس میں خانہ جنگیاں شروع ہوگئی تھیں، اسی طرح قیصر بھی بہت عرصہ تک قسطنطنیہ کی فتح تک باقی رہا لیکن اس کی شوکت ختم ہوگئی تھی۔ کیونکہ شام

---

۶۹ لا يوجد للحديث مكررات.

۷۰ وفي صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، رقم: ۴۹۸۷، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أنس بن مالك، رقم: ۱۱۷۶۹، ۱۲۸۴۶، ۱۳۰۸۴.

کے علاقے مسلمانوں نے فتح کر لئے تھے، یہ بھاگ کر روم چلا گیا اور قسطنطنیہ کو اپنا مرکز بنایا جہاں اس کی شوکت تھی، عرب کے آس پاس اس کی شوکت ختم ہوگئی تھی۔ف

۳۶۱۹ـ حدثنا قبيصة: حدثنا سفيان، عن عبد الملك بن عمير، عن جابر بن سمرة رفعه قال: "اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده، واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده وذكر: وقال: "لتنفقن كنوزهما في سبيل الله". [راجع: ۳۱۲۱]

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے، فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ (عنقریب) تم ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرو گے۔

۳۶۲۰ـ حدثنا ابو اليمان: حدثنا شعيب، عن عبد الله بن ابى حسين: حدثنا نافع بن جبير، عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: قدم مسيلمة الكذاب على عهد النبى صلى الله عليه وسلم فجعل يقول: ان جعل لى محمد الامر من بعده تبعته، وقدمها بى بشر كثير من قومه. فاقبل اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه ثابت بن قيس بن شماس وفى يد رسول الله صلى الله عليه وسلم قطعة جريد حتى وقف على مسيلمة فى اصحابه فقال: "لو سالتنى هذه القطعة ما اعطيتكها ولن تعدو امر الله فيك. ولئن ادبرت ليعقرنك الله، وانى لاراك الذى اريت فيك ما رأيت". [أنظر: ۴۳۷۳، ۴۳۷۸، ۷۰۳۳، ۷۴۶۱] اے

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مسیلمہ کذاب نے آکر عرض کیا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بعد مجھے خلافت عطا کریں تو میں ان کا تابع ہو جاتا ہوں، اور وہ اپنی قوم کے بہت لوگوں کو اپنے ساتھ لایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف چلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک لکڑی کا ٹکڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کے پاس مع اصحاب جا کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اگر تو مجھ سے بقدر اس لکڑی کے ٹکڑے کے طلب کرے تو میں تجھ کو نہ دوں گا اور خدا تعالیٰ کا جو حکم تیرے بارہ میں ہو چکا ہے تو اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اور اگر تو کچھ روز زندہ رہا تو خدا تجھ کو ہلاک کر دے اور یقیناً میں تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں، جس کی نسبت میں نے خواب میں دیکھا ہے۔

۳۶۲۱ـ فاخبرنى ابو هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "بينما انا نائم رايت فى يدى سوارين من ذهب فاهمنى شانهما فوحى الى فى المنام ان انفخهما، فنفختهما

ف تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: جہانِ دیدہ، ص ۵۸، ۳۲۸۔

فطارا، فاولتهما كذابين يخرجان بعدى فكان احدهما العنسى والآخر مسيلمة الكذاب صاحب اليمامة". [أنظر: ۴۳۷۴، ۴۳۷۵، ۴۳۷۹، ۷۰۳۴، ۷۰۳۷] ۲ے

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں سو رہا تھا تو میں نے اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے، تو مجھے فکر ہوئی اور خواب میں وحی آئی کہ آپ ان کو پھونک دیجئے، میں نے ان کو پھونک دیا تو وہ اُڑ گئے، میں نے اس کی تعبیر ان دو کذابوں سے لی جو میرے بعد ظاہر ہوں گے پس ان میں سے ایک عنسی اور دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ کذاب تھا۔

۳۶۲۲ ـ حدثنا محمد بن العلاء: حدثنا حماد بن اسامة، عن بريد بن عبد الله ابن ابى بردة، عن جده، عن ابى بردة، عن ابى موسى أراه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "رايت فى المنام انى أهاجر من مكة الى ارض بها نخل فذهب وهلى الى انها اليمامة او هجر، فاذا هى المدينة يثرب. ورايت فى رؤياى هذه انى هززت سيفا فانقطع صدره فاذا هو ما اصيب من المؤمنين يوم احد. ثم هززته اخرى فعاد احسن ما كان فاذا هو ما جاء الله به من الفتح واجتماع المؤمنين. ورأيت فيها بقرا، والله خير، فاذا هم المؤمنون يوم أحد، واذا الخير ما جاء الله به من الخير وثواب الصدق الذى آتانا الله بعد يوم بدر". [أنظر: ۳۹۸۷، ۴۰۸۱، ۷۰۳۵، ۷۰۴۱] ۳ے

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے ایک ایسی جگہ کی طرف جا رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں، تو میرا خیال ہوا وہ مقام یمامہ ہے یا ہجر، لیکن حقیقت وہ مدینہ تھا اور یثرب، نیز میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار ہلائی تو اس کی دھار ٹوٹ گئی، پس یہ وہی مصیبت تھی جو اُحد کے دن مسلمانوں کو پہنچی، پھر اس تلوار کو دوبارہ ہلایا تو پہلے سے زیادہ عمدہ ہوگئی اور وہ یہی تھا جو خدا تعالیٰ نے فتح دی اور مسلمان کو جمعیت عنایت فرمائی۔ نیز میں نے خواب

۱ے، ۲ے وفى صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، باب رؤيا النبى، رقم: ۴۲۱۸، وسنن الترمذى، كتاب الرؤيا عن رسول الله، باب ما جاء فى رؤيا النبى الميزان والدلو، رقم: ۲۲۱۶، وسنن ابن ماجة، كتاب تعبير الرؤيا، باب تعبير الرؤيا، رقم: ۳۹۱۲، ومسند احمد، ومن مسند بنى هاشم، باب بداية مسند عبد الله بن العباس، رقم: ۲۲۵۳، وباقى مسند المكثرين، باب باقى المسند السابق، رقم: ۷۹۰۱۔

۳ے وفى صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، باب رؤيا النبى، رقم: ۴۲۱۷، وسنن ابن ماجة، كتاب تعبير الرؤيا، باب تعبير الرؤيا، رقم: ۳۹۱۱، وسنن الدارمى، كتاب الرؤيا، باب فى القمص والبئر واللبن والعسل والسمن والتمر وغيره، رقم: ۲۰۶۴.

میں ایک گائے دیکھی ہے۔ تو یہ گائے اُحد کے دن مسلمان تھے اور خیر وہ تھا جو خدا تعالیٰ نے بھلائی اور سچائی کا ثواب ہم کو بدر کے بعد سے عنایت و مرحمت فرمایا ہے۔

۳۶۲۳ـ حدثنا أبو نعیم: حدثنا زکریا، عن فراس، عن عامر الشعبی، عن مسروق، عن عائشة رضی الله انها قالت: أقبلت فاطمة تمشی کان مشیتها مشی النبی ﷺ فقال النبی ﷺ: مرحبا یا ابنتی"، ثم أجلسها عن یمینه أو عن شماله، ثم أسر الیها حدیثا فبکت فقلت لها: لم تبکین؟ ثم أسر الیها حدیثا فضحکت، فقلت: ما رأیت کالیوم فرحاً أقرب من حزن. فسألتها عما قال فقالت: ما کنت لأفشی سرّ رسول الله ﷺ، حتی قبض النبی ﷺ فسألتها. [انظر: ۳۶۲۵، ۳۷۱۵، ۴۴۳۳، ۶۲۸۵] ۴۷

۳۶۲۴ــ فقالت: أسر الی "أن جبریل کان یعارضنی القرآن کل سنةٍ مرةً، وأنه عارضنی العام مرتین ولا أراه الا حضر أجلی، وانک أول أهل بیتی لحاقاً بی". فبکیت فقال: أما ترضین أن تکونی سیدة نساء أهل الجنة أو نساء المومنین،؟ فضحکت لذٰلک". [انظر: ۳۶۲۶، ۳۷۱۶، ۴۴۳۴، ۶۲۸۶] ۵۷

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (ایک روز) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور ان کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی طرح تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی خوش آمدید۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی داہنی طرف یا اپنی بائیں جانب بٹھلالیا، پھر آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں، میں نے ان سے پوچھا تم روتی کیوں ہو؟ پھر ایک بات ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا آج کی طرح میں نے خوشی کو رنج سے اس قدر قریب نہیں دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشاء کرنا پسند نہیں کرتی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔

انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال میں ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار دور کیا ہے، اس سے میرا خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا اور تم میرے تمام گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملوگی، تو یہ (سن کر) میں رونے لگی پھر

۴۷، ۵۷ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة بنت النبی، رقم: ۴۴۸۶، ۴۴۸۸، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول الله، باب ما جاء فی فضل فاطمة بنت محمد، رقم: ۳۸۰۷، وسنن ابن ماجة، کتاب ما جاء فی الجنائز، باب ما جاء فی ذکر مرض رسول الله، رقم: ۱۶۱۰، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدة عائشة، رقم: ۲۳۳۴۳، ۲۴۸۳۹، ۲۵۲۱۰.

(دوسری مرتبہ) فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمام جنتی عورتوں کی یا سارے مؤمنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی، اس وجہ سے مجھے ہنسی آگئی۔

۳۶۲۵ ـ حدثنا يحيى بن قزعة: حدثنا ابراهيم بن سعد، عن عروة، عن عائشة رضى الله عنها أنها قالت: دعا النبى ﷺ فاطمة ابنته فى شكواه التى قبض فيه فسارها بشىء فبكت ثم دعاها فسرها فضحكت، قالت فسألتها عن ذلك. [راجع: ۳۶۲۳]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور ان سے کچھ آہستہ سے فرمایا تو وہ رونے لگیں پھر ان کو بلایا اور آہستہ سے ایک بات کہی تو ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے آہستہ سے یہ خبر بیان کی تھی کہ وہ اس مرض میں جس میں رحلت فرمائی وفات پائیں گے، تو میں رونے لگی اس کے بعد مجھ سے آہستہ سے بیان کیا کہ اہلِ بیت میں سب سے پہلے میں ان سے ملوں گی تو میں ہنسنے لگی۔

۳۶۲۶ ـ فقالت: سارنى النبى ﷺ فاخبرنى أنه يقبض فى وجعه الذى توفى فيه فبكيت ثم سارنى فأخبرنى أنى أول أهل بيته أتبعه، فضحكت. [راجع: ۳۶۲۴]

پہلی روایت میں کہا گیا کہ وہ اس بات پر خوش ہوئیں یا ہنسی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم **سيدة نساء اهل الجنة** ہوگی۔

دوسری روایت میں کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے آکے ملوگی، اس پر ہنسیں۔

دونوں میں تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ دونوں مسرت کی باتیں تھیں، ایک روایت میں ایک کو بیان کردیا اور دوسری روایت میں دوسری کو بیان کردیا۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنی خوشی کا اظہار دونوں باتوں میں کیا تھا لیکن راوی نے روایت میں بیچ کا حصہ چھوڑ کر کہہ دیا۔ یعنی جب حضرت فاطمہؓ نے بیان کیا تھا اس وقت یہ بتایا تھا کہ حضور ﷺ نے مجھے دو باتیں بتائی تھیں، ایک یہ کہ تم مجھ سے پہلے آکر ملوگی، ایک روایت کے اندر راوی نے دونوں کو ملا کر ذکر کرنے کے بعد کہا کہ اس پر وہ روئیں یعنی ہنسنے کے تذکرے کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔

۳۶۲۷ ـ حدثنا محمد بن عرعرة: حدثنا شعبة، عن ابى بشر، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال: كان عمر بن الخطاب رضى الله عنه يدنى ابن عباس. فقال له عبد الرحمن بن عوف: ان لنا ابناء مثله، فقال: انه من حيث تعلم. فسأل عمر ابن عباس عن هذه الآية ﴿اذا جاء نصر الله والفتح﴾ فقال: اجل رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلمه اياه، قال: ما اعلم منها الا

ما تعلم. [أنظر: ۴۲۹۴، ۴۴۳۰، ۴۹۶۹، ۴۹۷۰][۷۶]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے اپنے پاس بٹھلایا کرتے تھے، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمارے لڑکے ان کے برابر ہیں اور آپ ان کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا: یہ صاحب علم وفضل ہیں، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آیت کا مطلب پوچھا **"اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح"** تو انہوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات سے اس میں مطلع کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو تم جانتے ہو میں بھی اس کا مطلب یہی سمجھتا ہوں۔

۳۶۲۸ـ حدثنا ابو نعیم: حدثنا عبد الرحمن بن سلیمان بن حنظلة بن الغسیل: حدثنا عکرمة، عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مرضه الذی مات فیه بملحفة قد عصب بعصابة دسماء حتی جلس علی المنبر فحمد اللّٰہ تعالیٰ واثنی علیه. ثم قال: "اما بعد، فان الناس یکثرون ویقل الانصار حتی یکونوا فی الناس بمنزلة الملح فی الطعام، فمن ولی منکم شیئا یضر فیه قوما وینفع فیه آخرین فلیقبل من محسنهم ویتجاوز عن مسیئهم". فکان ذٰلک آخر مجلس جلس فیه النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم. [راجع: ۹۲۷]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض میں جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی ایک چادر اوڑھے ہوئے باہر نکلے اور آپ ﷺ نے اپنا سر ایک چکنی پٹی سے باندھ لیا تھا۔ آپ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کر کے فرمایا: لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے، یہاں تک کہ اور لوگوں میں وہ کھانے میں نمک کی طرح ہو جائیں گے، لہٰذا جو شخص تم میں ایسا صاحب اختیار ہو جو لوگوں کو کچھ نفع پہنچا سکے اور کچھ لوگوں کو ضرر تو اس کو چاہیئے کہ انصار میں سے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرے اور خطا کاروں کی خطا سے درگزر کرے۔ یہی آخری مجلس تھی جس میں رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے۔

۳۶۲۹ـ حدثنا عبد اللّٰہ بن محمد: حدثنا یحیی بن آدم: حدثنا حسین الجعفی، عن ابی موسی، عن الحسن، عن ابی بکرة رضی اللّٰہ عنه قال: اخرج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذات یوم الحسن فصعد به المنبر فقال: "ابنی هذا سید ولعل اللّٰہ ان یصلح به بین فئتین من المسلمین". [راجع: ۲۷۰۴]

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ایک روز

---

۷۶ وفی سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللّٰہ، باب ومن سورة النصر، رقم: ۳۲۸۵، ومسند احمد، ومن مسند بنی هاشم، باب باقی المسند السابق، رقم: ۲۹۶۱، ۳۱۸۲.

باہر لے کر نکلے اور ان کو منبر پر چڑھا کر ارشاد فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

۳۶۳۰ ـ حدثنا سليمان بن حرب: حدثنا حماد بن زيد، عن ايوب، عن حميد ابن هلال، عن انس بن مالک رضی الله عنه: ان النبی صلی الله عليه وسلم نعى جعفرا وزيدا قبل ان يجيء خبرهم وعيناه تذرفان. [راجع: ۱۲۴۶]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے جعفر اور زید کے مارے جانے کی خبر بیان کی، اس سے پہلے کہ ان (کے مارے جانے) کی خبر آئے اور آپ کی دو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

۳۶۳۱ ـ حدثنا عمرو بن عباس: حدثنا ابن مهدیؒ: حدثنا سفيان، عن محمد بن المنكدر، عن جابر رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: "هل لكم من أنماط؟" قلت: وأنى يكون لنا الأنماط؟ قال: "أما وانها ستكون لكم الأنماط". فانا اقول لها يعنى امرأته أخرى عنا أنماطک فتقول: ألم يقل النبی ﷺ "انها ستكون لكم الأنماط؟" فادعها. [انظر: ۵۱۶۱] ۷۷

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز فرمایا: کیا تم لوگوں کے پاس فرش ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہمارے پاس فرش کہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو! عنقریب تمہارے پاس فرش ہوں گے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں اب میں جو اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنا فرش میرے پاس سے ہٹا لو تو وہ کہتی ہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ عنقریب تمہارے پاس فرش ہوں گے، اس لئے میں نے ان کو رہنے دیا ہے۔

۳۶۳۲ ـ حدثنی أحمد بن اسحاق: حدثنا عبدالله بن موسیٰ: حدثنا اسرائيل، عن أبی اسحاق، عن عمرو بن ميمون، عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: انطلق سعد بن معاذ معتمرا، قال: فنزل على أمية بن خلف أبي صفوان، وكان أمية اذا انطلق الى الشام فمر بالمدينة فنزل على سعد، فقال أمية لسعد: ألا انتظر حتى اذا انتصف النهار وغفل الناس انطلقت، فطفت فبينا سعد يطوف اذا أبو جهل فقال: مَن هذا الذي يطوف بالكعبة؟ فقال سعد: أنا سعد، فقال أبو جهل: تطوف بالكعبة آمنا وقد آويتم محمدا وأصحابه؟ فقال: نعم فتلاحيا بينهما، فقال أمية لسعد: لا ترفع صوتک على أبي الحكم فانه سيد أهل الوادي. ثم قال سعد: والله لئن منعتني

۷۷ وفی صحیح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب جواز اتخاذ الانماط، رقم: ۳۸۸۴، وسنن الترمذی، كتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء فی الرخصة فی اتخاذ الانماط، رقم: ۲۶۹۸، وسنن النسائی، كتاب النكاح، باب الانماط، رقم: ۳۳۳۳، وسنن أبی داؤد، كتاب اللباس، باب فی الفرش، رقم: ۳۶۱۶، ومسند أحمد، باقی مسند المكثرين، باب مسند جابر بن عبدالله، رقم: ۱۳۶۱۸، ۱۳۷۰۹.

أن أطوف بالبيت لاقطعن متجرك بالشام، قال: فجعل أمية يقول لسعد: لا ترفع صوتك، وجعل يمسكه، فغضب سعد فقال: دعنا عنك فاني سمعت محمدا ﷺ يزعم أنه قاتلك، قال: اياي؟ قال: نعم، قال: واللہ ما يكذب محمد اذا حدث، فرجع الى امراته فقال: أما تعلمين ما قال لی أخي اليثربي؟ قالت: وماقال؟ قال: زعم أنه سمع محمدا يزعم أنه قاتلي، قالت: فواللہ ما يكذب محمد، قال: فلما خرجوا الى بدر وجاء الصريخ، قالت له امرأته: أما ذكرت ما قال لک أخوک اليثربي؟ قال: فاراد أن لا يخرج، فقال له أبو جهل: انک من اشراف الوادي فسر يوما أو يومين فسار معهم فقتله اللہ. [انظر: ۳۹۵۰] ۸۷

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا سعد بن معاذ عمرہ کرنے کی نیت سے چلے اور امیہ بن خلف ابی صفوان کے پاس ٹھہرے، اور جب اُمیہ شام جاتا اور اس کا مدینہ سے گزر ہوتا تو وہ سعد کے پاس ٹھہرتا، امیہ نے سعد سے کہا: ذرا توقف کرو، تا کہ دوپہر ہوجائے اور لوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہوکر غافل ہوجائیں تو چلیں گے اور طواف کریں گے، جس وقت سعد طواف کررہے تھے، تو اچانک ابوجہل آ گیا اور کہا: کعبہ کا طواف کون کررہا ہے؟ سعد نے کہا: میں سعد ہوں۔ ابوجہل نے کہا تم کعبہ کا طواف اس اطمینان سے کر رہے ہو، حالانکہ تم نے محمد اور ان کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں رہائش کے لئے جگہ دی ہے؟ سعد نے کہا ہاں! پس ان دونوں نے باہم چیخنا شروع کردیا۔ امیہ نے سعد سے کہا ابوالحکم (ابوجہل) پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو، اس لئے کہ وادی (یعنی مکہ) کے تمام لوگوں کا سردار ہے۔ سعد نے کہا اگر تو مجھ کو طواف کرنے سے روکے گا، تو خدا کی قسم میں تیری شام کی تجارت بند کردوں گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سعد سے امیہ یہی کہتا رہا اور ان کو روکتا رہا۔ سعد کو غصہ آ گیا اور کہا تو میرے سامنے سے ہٹ جا اس لئے کہ میں نے محمد (ﷺ) کو فرماتے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے۔ امیہ نے کہا مجھ کو؟ سعد نے کہا: ہاں تجھے۔ امیہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کی قسم محمد (ﷺ) جب کوئی بات کہتے ہیں تو جھوٹ نہیں کہتے ہیں۔ امیہ اپنی بیوی کے پاس لوٹ گیا اور اس سے کہا تم کو معلوم ہے کہ میرے یثربی بھائی نے مجھ سے کیا کہا؟ اس نے پوچھا کیا کہا؟ امیہ نے کہا وہ کہتے ہیں میں نے محمد (ﷺ) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ اس کی بیوی نے کہا بخدا وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جب کفار میدانِ بدر کی طرف جانے لگے اور اس کا اعلان ہوگیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا کیا تمہیں یاد نہیں رہا تمہارے یثربی بھائی نے تم سے کیا کہا تھا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں امیہ نے نہ جانے کا مصمم ارادہ کرلیا تھا، لیکن ابوجہل نے اس سے کہا تو مکہ کے سردار اور شرفاء میں سے ہے ایک دو دن ہمارے ہمراہ چل، چنانچہ وہ ان کے ساتھ ہولیا، خدا تعالیٰ نے اس کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

۳۶۳۳ـ حدثنا عباس بن الولید النرسي: حدثنا معتمر قال: سمعت أبي: حدثنا ابو

۸۷ وفی مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبداللہ بن مسعود، رقم: ۳۶۰۵.

عثمان قال: أنبئت أن جبريل عليه السلام أتى النبي ﷺ وعنده أم سلمة فجعل يحدث ثم قام، فقال النبي ﷺ لام سلمة: من هذا؟ أو كما قال: قال: قالت هذا دحية، قالت أم سلمة: ايم الله ما حسبته الا اياه حتى سمعت خطبة نبي الله ﷺ يخبر عن جبريل أو كما قال: قال: فقلت لابي عثمان: ممن سمعت هذا؟ قال: من أسامة ابن زيد. [انظر: ۴۹۸۰] ۷۹

ترجمہ: حضرت ابوعثمان کو خبر ملی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ ﷺ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد اُٹھ کر چلے گئے تو حضور اقدس ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یہ کون تھے؟ انہوں نے کہا: دحیہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان کو بس دحیہ سمجھی۔ جب میں نے سید الکونین ﷺ کو خطبہ دیتے وقت جبرئیل کی اطلاع پائی تب سمجھی کہ دحیہ یہی جبرئیل ہیں۔

۳۶۳۴ ـــ حدثنا عبد الرحمن بن شيبة: اخبرنا عبد الرحمن بن مغيرة، عن ابيه عن موسى بن عقبة، عن سالم بن عبد الله، عن عبد الله رضى الله عنه: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "رايت الناس مجتمعين فى صعيد، فقام ابوبكر فنزع ذنوبا او ذنوبين وفى بعض نزعه ضعف والله يغفر له، ثم اخذها عمر فاستحالت بيده غربا، فلم ار عبقريا فى الناس يفرى فريه حتى ضرب الناس بعطن". وقال همام: سمعت ابا هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "فنزع ابو بكر ذنوبا او ذنوبين". [أنظر: ۳۶۷۶، ۳۶۸۲، ۷۰۱۹، ۷۰۲۰] ۸۰

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سوتے میں لوگوں کو ایک ٹیلہ پر دیکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور ایک یا دو ڈول پانی کھینچا، ان کے ڈول کھینچنے میں سستی اور کمزوری پائی جاتی تھی۔ خدا تعالیٰ (ان کی سستی اور کمزوری) معاف فرمائے، پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا، تو ان کے ہاتھ میں وہ ڈول چرس بن گیا میں نے لوگوں میں کسی ایسے مضبوط اور طاقتور شخص کو نہیں دیکھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح زور کے ساتھ پانی کھینچتا ہو، انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے۔

۷۹ وفى صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أم سلمة أم المؤمنين، رقم: ۴۴۸۹.

۸۰ وفى صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر، رقم: ۴۴۰۷، وسنن الترمذى، كتاب الرؤيا عن رسول الله، باب ما جاء فى رؤيا النبى الميزان والدلو، رقم: ۲۲۱۳، ومسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۵۸۳، ۴۷۳۱، ۵۳۷۱، ۵۵۵۴، ۵۵۹۴.

(۲۶) بابُ قولِ اللہ تعالیٰ:

﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ وَإِنَّ فَرِيْقاً مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: ۱۴۶]

ترجمہ: یہ اہلِ کتاب (محمد ﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، لیکن جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔

۳۶۳۵ــ حدثنا عبد اللہ بن یوسف: اخبرنا مالک بن انس، عن نافع، عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: ان الیھود جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکروا لہ ان رجلا منھم وامراۃ زنیا فقال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ما تجدون فی التوراۃ فی شان الرجم؟" فقالوا: نفضحھم ویجلدون، فقال عبد اللہ بن سلام: کذبتم، ان فیھا الرجم، فاتوا بالتوراۃ فنشروھا، فوضع احدھم یدہ علی آیۃ الرجم فقرا ما قبلھا وما بعدھا. فقال لہ عبد اللہ ابن سلام: ارفع یدک، فرفع یدہ فاذا فیھا آیۃ الرجم، فقالوا: صدق یا محمد، فیھا آیۃ الرجم. فامر بھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجما. قال عبد اللہ: فرایت الرجل یجنأ علی المرأۃ یقیھا الحجارۃ. [راجع: ۱۳۲۹]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کی ایک جماعت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دن حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان کی قوم میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا: تورات میں رجم کی بابت تم کیا (حکم) پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم زنا کرنے والے کو ذلیل ورُسوا کرتے ہیں اور ان کے دُرے لگائے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا تم جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم ہے۔ تورات لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے تورات کو کھولا ان میں سے ایک شخص نے تورات کی آیت رجم پر ہاتھ رکھ کر اس کو چھپالیا اور آگے پیچھے کا مضمون پڑھتا رہا۔ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا: ذرا اپنا ہاتھ ہٹا۔ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو وہاں رجم کی آیت موجود تھی۔ رسالت مآب ﷺ نے ان دونوں زانیوں کو رجم کا حکم دیا وہ دونوں سنگسار کردیئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے مرد کو دیکھا وہ عورت پر جھکا پڑتا تھا اور اس کو پتھروں سے بچانا چاہتا تھا۔

(۲۷) بابُ سؤال المشرکین ان یریھم النبی ﷺ آیۃ فاراھم انشقاق القمر

۳۶۳۶ ـ حدثنا صدقة بن الفضل: اخبرنا ابن عيينة، عن ابن ابی نجيح، عن مجاهد، عن ابی معمر، عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: انشق القمر علی عهد النبی صلی اللہ عليه وسلم شقتين، فقال النبی صلی اللہ عليه وسلم: "اشهدوا". [أنظر: ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ۴۸۶۴، ۴۸۶۵] [81]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں چاند شق ہوا یعنی درمیان سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے، تو آنحضرت ﷺ نے (کافروں سے) فرمایا کہ گواہ رہو۔

۳۶۳۷ ـ حدثنا عبد اللہ بن محمد: حدثنا يونس: حدثنا شيبان، عن قتادة، عن انس رضی اللہ عنه ح وقال لی خليفة: حدثنا يزيد بن زريع: حدثنا سعيد، عن قتادة، عن انس انه حدثهم ان اهل مكة سألوا رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم ان يريهم آية فأراهم انشقاق القمر. [أنظر: ۳۸۶۸، ۴۸۶۷، ۴۸۶۸] [82]

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے منقول ہے کہ مکہ کے کافروں نے رسالت مآب ﷺ سے کہا (اگر تم نبی ہو تو) کوئی معجزہ دکھاؤ، تو سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھلائے۔

۳۶۳۸ ـ حدثنا خلف بن خالد القرشی: حدثنا بكر بن مضر، عن جعفر بن ربيعة، عن عراک بن مالک، عن عبيد اللہ بن عبد اللہ بن مسعود، عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان القمر انشق فی زمان النبی صلی اللہ عليه وسلم. [أنظر: ۳۸۷۰، ۴۸۶۶] [83]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

(۲۸) بابٌ

[81] وفی صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب انشقاق القمر، رقم: ۵۰۱۰، وسنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة القمر، رقم: ۳۲۰۷، ومسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبداللہ بن مسعود، رقم: ۳۴۰۲، ۳۷۲۹، ۴۰۴۹، ۴۱۳۰.

[82] وفی صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب انشقاق القمر، رقم: ۵۰۱۳، وسنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورة القمر، رقم: ۳۲۰۸، ومسند احمد، باقی مسند المكثرين، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۲۲۲۷، ۱۲۶۷۸، ۱۲۸۲۵، ۱۳۴۰۹، ۱۳۴۴۸.

[83] وفی صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب انشقاق القمر، رقم: ۵۰۱۵.

۳۶۳۹ــ حدثنا محمد بن المثنی: حدثنا معاذ قال: حدثنی ابی عن قتادۃ، عن انس رضی اللہ عنہ: ان رجلین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرجا من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ مظلمۃ ومعھما مثل المصباحین یضیئآن بین ایدیھما، فلما افترقا صار مع کل واحد منھما واحد حتی اتی اھلہ. [راجع: ۴۶۵]

صحابہ کی کرامت

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ سرورکونین ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص اندھیری رات میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے چلے۔ ان کے ساتھ دو چیزیں تھیں، جو چراغوں کے مانند تھیں جو ان کے سامنے روشن تھیں پھر جب وہ علیحدہ ہوئے تو وہ چراغ ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ہو گیا، یہاں تک کہ ہر ایک شخص اپنے گھر پہنچ گیا۔

۳۶۴۰ــ حدثنا عبد اللہ بن ابی الاسود: حدثنا یحیی عن اسماعیل: حدثنا قیس: سمعت المغیرۃ بن شعبۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "لا یزال ناس من امتی ظاھرین حتی یأتیھم أمر اللہ وھم ظاھرون". [أنظر: ۷۳۱۱، ۷۴۵۹] [۸۴]

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ لوگ غالب ہی رہیں گے۔

۳۶۴۱ــ حدثنا الحمیدي: حدثنا الولید قال: حدثني ابن جابر قال: حدثني عمیر ابن ھاني: انہ سمع معاویۃ یقول: سمعت النبي ﷺ یقول: لا تزال من أمتي أمۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتیھم امر اللہ وھم علی ذلک. قال عمیر: فقال مالک بن یخامر: قال معاذ: وھم بالشام، فقال معاویۃ: ھذا مالک یزعم أنہ سمع معاذا یقول: وھم بالشام. [راجع: ۷۱]

یہ جو حدیث ہے **لاتزال من امتی الخ** : کہ ایک امت اللہ تعالیٰ کے (معاملات) ماٰمورات اور حکم پر قائم رہے گی، مخالفت کرنے والے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت معاذؓ نے اس میں **وھم بالشام** کا اضافہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کے احکامات پر قائم رہیں گے وہ

۸۴ ﴿وفی صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ لاتزال طائفۃ من أمتی ظاھر بن علی الحق لا یضرھم من خالفھم، رقم: ۳۵۴۵، ومسند احمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث المغیرۃ بن شعبۃ، رقم: ۱۷۴۳۳، ۱۷۴۶۲، ۱۷۴۹۳، وسنن الدارمی، کتاب الجھاد، باب لاتزال طائفۃ من ھذہ الأمۃ یقاتلون علی الحق، رقم: ۲۳۲۵﴾

شام میں ہوں گے۔

حضرت معاویہؓ چونکہ شام میں تھے اور شام ہی کے حاکم تھے، اس لئے انہوں نے خاص طور سے اہتمام کر کے ذکر کیا اور کہا **هذا مالک الخ،** ہاں **مالک بن یخامر** دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نے معاذؓ سے یہ سنا ہے کہ حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے **وهم بالشام** بھی فرمایا تھا۔ اس سے اہل شام کی فضلیت معلوم ہوتی ہے کہ یہ آخر تک اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہیں گے۔

لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ شام کے حکمران آخر تک اللہ کے حکم پر قائم رہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ شام کے اندر ایک ایسی جماعت موجود رہے گی جو اللہ کے حکم پر قائم رہنے والی ہوگی۔

۳۶۴۲ - حدثنا علي بن عبدالله: حدثنا سفيان: حدثنا شبيب بن غرقده قال: سمعت الحي يتحد ثون عن عروة أن النبي ﷺ اعطاه ديناراً يشتري له به شاة فاشتري له به شاتين فباع احداهما بدينار وشاة، فدعا له بالبركة في بيعه، وكان لو اشترى التراب لربح فيه قال سفيان: كان الحسن بن عمارة جاء نا بهذا الحديث عنه قال: سمعه شبيب من عروة فاتيته فقال شبيب اني لم أسمعه من عروة، قال: سمعت الحي يخبرونه عنه.

سفیان نے کہا کہ حسن بن عمارہ ہمارے پاس یہ حدیث لے کر آئے **شبیب بن عرقدة** سے۔

حسن بن عمارہ مشہور راوی ہیں، مسلم شریف کے مقدمہ میں بھی ان کا تذکرہ ہے، بعض نے کہا یہ مرجئہ میں سے ہیں، بعض کچھ کہتے ہیں، بعض کہتے ہیں یہ تدلیس کرتے ہیں۔ف

قال: سمعه شبيب من عروة، انہوں نے بتایا کہ یہ حدیث شبیب نے عروۃ سے سنی ہے، **فاتيته،** چونکہ حسن بن عمارہ کی روایت پر اعتماد نہیں تھا اس لئے کہتے ہیں کہ میں خود شبیب کے پاس گیا۔

فقال شبيب: شبیب نے کہا **اني لم اسمعه من عروة،** میں نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سنی۔

قال: سمعت الحيّ يخبرونه عنه، لیکن میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ وہ عروۃ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔ آگے دوسری حدیث سنادی۔

اشکال: اب یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عروہؓ کی حدیث شبیب بن غرقدہ کی تصریح کے بعد ضعیف ہونی چاہئے، کیونکہ قبیلے کے جن لوگوں سے شبیب نے روایت کی وہ مجہول ہیں۔ بعض شراح بخاری نے اس کا یہ جواب دیا کہ امام بخاریؒ کا مقصود وہ حدیث لانا نہیں جو مجہولین سے مروی ہے، بلکہ **الخيل معقود فی نواصيها الخير** والی حدیث مقصود ہے جس کے بارے میں شبیب بن غرقدہ نے صراحت کی ہے کہ انہوں نے وہ عروہؓ سے سنی ہے، اور بکری والا قصہ اس کی تمہید کے طور پر روایت کیا ہے، اس کو نکال کر اس کی تصحیح مقصود نہیں،

ف وقال بعضهم: الحسن بن عمارة أحد الفقهاء المتفق علىٰ ضعف حديثهم. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۳۷۵.

اسی لئے یہ حدیث انہوں نے کتاب البیوع یا اضاحی وغیرہ میں نہیں نکالی، لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہے کہ کوئی راوی صرف ثقات سے روایت کرتا ہے تو اس کی روایت مقبول ہو سکتی ہے۔ شبیب چونکہ صرف ثقات سے روایت کرتے ہیں، اس لئے جہالت مضر نہیں۔ نے

۳۶۴۳ــ ولكن سمعته يقول: سمعت النبي ﷺ يقول: الخير معقود بنواصي الخيل الى يوم القيامة قال: وقد رأيت في داره سبعين فرسا. قال سفيان: يشتري له شاة كأنها أضحية. [راجع: ۲۸۵۰]

ترجمہ: سفیان فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو بکری خریدنے کا ذکر ہے شاید وہ بکری قربانی کے لئے ہوگی۔

۳۶۴۴ــ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن عبيد الله قال: أخبرني نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "الخيل معقود فى نواصيها الخير الى يوم القيامة". [راجع: ۲۸۴۹]

۳۶۴۵ــ حدثنا قيس بن حفص: حدثنا خالد بن الحارث: حدثنا شعبة، عن ابى التياح قال: سمعت انس بن مالک عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "الخيل معقود فى نواصيها الخير". [راجع: ۲۸۵۱]

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔

۳۶۴۶ــ حدثنا عبد الله بن مسلمة، عن مالک، عن زيد بن اسلم، عن ابى صالح السمان، عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "الخيل لثلاثة: لرجل اجر، ولرجل ستر، وعلى رجل وزر. فاما الذى له اجر فرجل ربطها فى سبيل الله فاطال لها فى مرج او روضة، فما أصابت فى طيلها من المرج او الروضة كانت له حسنات. ولو انها قطعت طيلها فاستنت شرفا او شرفين كانت أرواثها حسنات له، ولو انها مرت بنهر فشربت ولم يرد ان يسقيها كان ذٰلک له حسنات. ورجل ربطها تغنياً وتستراً وتعففاً ولم ينس حق الله فى رقابها وظهورها فهى له كذٰلک ستر. ورجل ربطها فخراً ورياءً ونواءً لاهل الاسلام فهى وزر". وسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحمر فقال: "ما انزل على فيها الا هذه الاية الجامعة الفاذة ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَراً يَرَهُ﴾ [الزلزلة: ۷-۸]". [راجع: ۲۳۷۱]

نے عمدة القارى، ج: ۱۱، ص: ۳۷۵، ۳۷۶.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی تین قسمیں ہیں، بعض لوگوں کے لئے موجبِ ثواب ہیں، بعض کے لئے باعثِ ستر اور بعض کے لئے موجب گناہ۔

لیکن وہ شخص جس کے لئے یہ باعث ثواب ہیں وہ ہے جس نے گھوڑے کو خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے واسطے باندھا اور کسی چراگاہ یا کسی باغ میں چرنے کے لئے ایک بڑی رسی میں باندھ دیا تو جس قدر زمین اس چراگاہ یا باغ کی اس رسی میں آجائے گی اتنی ہی نیکیاں اس شخص کو ملیں گی اور اگر وہ اپنی رسی توڑ کر ایک دو ٹیلے پھاند جائے تو اس کی لید (پیشاب وغیرہ سب کچھ) مالک کے لئے موجبِ ثواب ہوگی اور اگر کسی نہر پر جا کر پانی پی لے۔ اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ بھی نہ کیا ہو، تب بھی اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور جو کوئی مالداری ظاہر کرنے و پردہ پوشی کے لئے اور خیرات وغیرہ سے بچنے کے لئے اور اللہ کا حق ادا کرنے کے لئے جو اس کی گردن پر ہے گھوڑا پالے تو ایسا گھوڑا مالک کے لئے باعثِ ستر ہوگا اور اس کو بطورِ فخر دکھانے کی نیت سے مسلمانوں کی دشمنی کے لئے باندھے، تو یہ گھوڑا اس کے لئے موجبِ گناہ ہوگا۔ نبی ﷺ سے گدھوں کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن جامع اور بے مثل یہ آیت: ''جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا''۔

۳۶۴۷ـ حدثنا علي بن عبدالله: حدثنا سفيان: حدثنا أيوب، عن محمد: سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه يقول: صبح رسول الله ﷺ خيبر بكرة وقد خرجوا بالمساحي. فلما رأوه قالوا: محمد والخميس، فاجالوا الى الحصن يسعون فرفع النبي ﷺ يديه وقال: الله أكبر خربت خيبر، انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين [راجع: ۳۷۱]

یہ تشریح جس عبارت کی ہے وہ اس نسخہ میں نہیں ہے، کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے جس میں ہے کہ **فرفع النبي ﷺ يديه**، آپ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا **الله اكبر**.

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ **فرفع** کے جملے کو چھوڑ دیں، اس لئے کہ میرا خیال ہے یہ محفوظ نہیں ہے اور اگر اس میں یہ ہے تو بہت ہی غریب ہے، کیونکہ دوسری تمام روایت میں صرف **الله اكبر خربت خيبر** آیا ہے، ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں آیا، اس لئے یہ جملہ محفوظ معلوم نہیں ہوتا۔ [ف]

۳۶۴۸ـ حدثنا ابراهيم بن المنذر: حدثنا ابن ابي الفديك، عن ابن أبي ذئب، عن المقبري، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قلت: يا رسول الله، اني سمعت منك حديثا كثيرا فانساه، قال صلى الله عليه وسلم: "ابسط رداءك"، فبسطته فغرف بيديه فيه. ثم قال:

ف قال الكرماني: قال البخاري: لفظ "فرفع النبي ﷺ يديه" غريب اخشى أن يكون محفوظاً. عمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۳۷۵.

"ضمه" فضممته فما نسيت حديثا بعد. [راجع: ۱۱۸]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے بہت سی حدیثیں سنی ہیں، لیکن میں ان کو بھول گیا۔ فرمایا: تم اپنی چادر پھیلاؤ میں نے چادر پھیلائی تو آپ نے دونوں ہاتھ اس میں ڈال دیئے اور فرمایا کہ اس کو اپنے سینہ سے مل لو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پھر اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

كتاب فضائل

أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

رقم الحديث :

٣٦٤٩ _ ٣٧٧٥

۶۲ ــــ کتاب فضائل أصحاب النبیّ ﷺ

(۱) باب فضائل اصحاب النبی ﷺ ومن صاحب النبی ﷺ أو رَآه من المسلمین فھو من أصحابه

صحابہ کے فضائل کا بیان جس مسلمان نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اُٹھائی آپ ﷺ کو دیکھا وہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ہے۔

صحابی کی تعریف

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابی کی تعریف کے بارے میں اپنا موقف بیان کیا ہے۔

اس میں علماء کرام کا شروع میں خاصا اختلاف رہا ہے کہ صحابی کس کو کہیں؟ آیا نبی کریم ﷺ کی محض رؤیت صحابی بننے کیلئے کافی ہے یا کچھ دیر صحبت اٹھانا بھی ضروری ہے۔

بعض علماء کا مؤقف یہ ہے کہ صحابی بننے کیلئے محض رؤیت کافی نہیں ہے بلکہ جس نے ایک معتد بہ عرصہ تک آپ ﷺ کی صحبت پائی ہو، اس کو صحابی کہیں گے اور اس کو صحابیت کی فضیلت حاصل ہوگی۔

یہ حضرات اس سے استدلال کرتے ہیں کہ بہت سے اعرابی قبائل حضور ﷺ کے پاس آئے، دور سے ایک ذرا سی جھلک دیکھی اور چلے گئے محض اس بنیاد پر صحابیت کے سارے فضائل ان پر لاگو نہیں کئے جا سکتے۔

امام بخاری رحمہ اللہ ان کی تردید کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جس نے حضور اقدس ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو یا دیکھا ہو وہ آپ ﷺ کے اصحاب میں داخل ہے، شرط یہ ہے کہ ایمان کی حالت میں دیکھا ہو، اور پھر ایمان کی حالت میں انتقال ہوا ہو، اگرچہ درمیان میں ردّت آگئی ہو، بعض ایسے ہیں جو ارتداد کی طرف گئے لیکن

اللہ تعالیٰ نے پھر ایمان کی توفیق دی، لہٰذا وہ بھی صحابی کہلائیں گے۔

بعض حضرات نے بین بین کا راستہ اختیار کیا ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ صحابی تو ہر اس شخص کو کہیں گے جس نے نبی کریم ﷺ کی ایمان کی حالت میں زیارت کی ہو لیکن جو صحابہؓ کے فضائل وارد ہیں وہ ان لوگوں سے متعلق ہیں جنہوں نے معتد بہ عرصہ تک صحبت اٹھائی ہو۔

بہرحال! جو حضرات محض رؤیت کو کافی قرار دیتے ہیں جیسے امام بخاری رحمہ اللہ ان کا کہنا یہ ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت کا ہو جانا چاہے ایک لمحہ کیلئے ہو، یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ کوئی دوسرا ان کی ہمسری کر ہی نہیں سکتا، لہٰذا جس کو رؤیت حاصل ہوگئی اس کو صحابی کہیں گے۔ ف

۳۶۴۹ ـ حدثنا علی بن عبد اللّٰہ: حدثنا سفیان، عن عمرو قال: سمعت جابر بن عبد اللّٰہ یقول: حدثنا ابو سعید الخدری قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "یأتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقولون: فیکم من صاحب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فیقولون لھم: نعم، فیفتح لھم. ثم یأتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقال: ھل فیکم من صاحب اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فیقولون: نعم، فیفتح لھم. ثم یأتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقال: ھل فیکم من صاحب من صاحب اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فیقولون: نعم، فیفتح لھم". [راجع: ۲۸۹۷]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد کی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہا ہو؟ وہ کہیں گے ہاں ہے! تو ان کو فتح دے دی جائے گی۔

پھر لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ اس وقت بھی کثیر تعداد میں جہاد کریں گے۔ تو دریافت کیا جائے گا کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو سرکار دوعالم ﷺ کے صحابہ کی صحبت میں رہا ہو؟ وہ کہیں گے ہاں ہے تو ان کو بھی فتح دے دی جائے گی۔

پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی کثیر تعداد جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں وہ بھی ہے جو صحابۂ رسول ﷺ کے صحبت یافتہ حضرات کے ساتھ رہا ہو؟ کہیں گے ہاں! تو انہیں فتح دے دی جائے گی۔

۳۶۵۰ ـ حدثنا اسحاق: حدثنا النضر: اخبرنا شعبۃ، عن ابی جمرۃ: سمعت زھدم ابن مضرب قال: سمعت عمران بن حصین رضی اللّٰہ عنھما یقول: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم". قال عمران: فلا ادری أ ذکرَ بعد

ف عمدۃ القاری، ج: ۱۱، ص: ۳۸۰ ـ ۳۸۲.

قرنه قرنين او ثلاثة. "ثم ان بعدكم قوما يشهدون ولا يستشهدون، ويخونون ولا يؤتمنون، وينذرون ولا يفون، ويظهر فيهم السمن". [راجع: ۲۶۵۱]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھران لوگوں کا، جوان کے بعد متصل ہوں گے۔ پھران لوگوں کا جوان کے بعد متصل ہوں گے، عمران بیان کرتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے قرن کے بعد دو مرتبہ قرن فرمایا تھا یا تین مرتبہ۔ پھر ارشاد فرمایا: تمہارے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر طلب وخواہش کے گواہی دیں گے۔ وہ خیانت کریں گے اور امین نہ بنائے جائیں گے۔ وہ نذر مانیں گے اور اپنی نذر کو پورا نہ کریں گے اور یہ لوگ بہت فربہ ہوں گے۔

۳۶۵۱ـ حدثنا محمد بن كثير: اخبرنا سفيان، عن منصور، عن ابراهيم، عن عبيدة، عن عبد الله رضي الله عنه: ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: "خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم. ثم يجيء قوم تسبق شهادة احدهم يمينه ويمينه شهادته". قال قال ابراهيم: وكانوا يضربوننا على الشهادة والعهد ونحن صغار. [راجع: ۲۶۵۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھران لوگوں کا جوان کے بعد متصل ہوں گے۔ پھران لوگوں کا جوان کے بعد متصل ہوں گے۔ اس کے بعد کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں ہمارے بزرگ قسم کھانے اور وعدہ کرنے پر مارا کرتے تھے (اس زمانہ میں) ہم بچے تھے۔

(۲) بابُ مناقب المهاجرين وفضلهم

مہاجروں کے مناقب اور فضیلتوں کا بیان

منهم ابو بكر عبد الله بن ابي قحافة التيمي رضي الله عنه.

وقول الله عز وجل: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ﴾ [الحشر: ۸]

ترجمہ: (نیز یہ مالِ فئی) اُن حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے فضل اور اُس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں، اور اللہ اور اُس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں۔

وقال الله تعالىٰ: ﴿إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ﴾ الآية [التوبة: ۴۰]

ترجمہ: اگر تم اِن کی (یعنی نبی کریم ﷺ کی) مدد نہیں کرو گے، تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، کیونکہ) اللہ ان کی مدد اُس وقت کر چکا ہے۔

واقعۂ ہجرت

یہ ہجرت کے واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ آنحضرت ﷺ صرف اپنے ایک رفیق حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکلے تھے، اور تین دن تک غارِ ثور میں روپوش رہے تھے۔ مکہ مکرمہ کے کافر سرداروں نے آپ ﷺ کی تلاش کے لئے چاروں طرف لوگ دوڑائے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ کو گرفتار کرنے کے لئے سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کو تلاش کرنے والے کھوجی غارِ ثور کے منہ تک پہنچ گئے، اور اُن کے پاؤں حضرت صدیق اکبرؓ کو نظر آنے لگے جس کی وجہ سے اُن پر گھبراہٹ کے آثار ظاہر ہوئے۔ لیکن حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے اس موقع پر اُن سے فرمایا تھا کہ: "غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غار کے دہانے پر مکڑی سے جالا تنوا دیا، اور وہ لوگ اُسے دیکھ کر واپس چلے گئے۔ اس واقعے کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کافی ہے، لیکن خوش نصیبی اُن لوگوں کی ہے جو آپ کی نصرت کی سعادت حاصل کریں۔ نے

وقالت عائشة وأبو سعيد وابن عباس رضى الله عنهم: كان أبوبكر مع النبى صلى الله عليه وسلم فى الغار.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابوسعید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ غارِ ثور میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔

۳۶۵۲ ـ حدثنا عبد الله بن رجاء: حدثنا اسرائيل، عن ابى اسحاق، عن البراء قال: اشترى ابو بكر رضى الله عنه من عازب رحلا بثلاثة عشر درهما. فقال ابو بكر لعازب: مر البراء فليحمل الىّ رحلى، فقال عازب: لا، حتى تحدثنا كيف صنعت أنت ورسول الله صلى الله عليه وسلم حين خرجتما من مكة والمشركون يطلبونكم؟ قال: ارتحلنا من مكة، فاحيينا او سرينا ليلتنا ويومنا حتى اظهرنا وقام قائم الظهيرة فرميت ببصرى هل ارى من ظل فآوى اليه؟ فاذا صخرة اتيتها، فنظرت بقية ظل لها فسويته ثم فرشت للنبى صلى الله عليه وسلم فيه ثم قلت له: اضطجع يا نبى الله، فاضطجع النبى صلى الله عليه وسلم، ثم انطلقت انظر ما حولى

نے فان الله ناصره ومؤيده وحافظه وكالئه. عمدة القارى، ج: ١١، ص: ٣٨٦ وتوضيح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، التوبة: آيت: ۴۰، حاشيه: ۳۷.

هل اری من الطلب احدا؟ فاذا انا براعی غنم یسوق غنمه الی الصخرة، یرید منها الذی اردنا فسألته فقلت له: لمن انت یا غلام؟ فقال: لرجل من قریش، سماه فعرفته فقلت: هل فی غنمک من لبن؟ قال: نعم، قلت: فهل انت حالب لنا؟ قال: نعم، فامرته فاعقل شاة من غنمه، ثم امرته ان ینفض ضرعها من الغبار، ثم امرته ان ینفض کفیه فقال هکذا ضرب احدی کفیه بالاخری فحلب لی کثبة من لبن وقد جعلت لرسول الله صلی الله علیه وسلم اداوة علی فمها خرقة فصببت علی اللبن حتی برد اسفله، فانطلقت به الی النبی صلی الله علیه وسلم فوافقته قد استیقظ، فقلت له: اشرب یا رسول الله، فشرب حتی رضیت، ثم قلت: قد آن الرحیل یا رسول الله؟ قال: "بلی"، فارتحلنا والقوم یطلبوننا فلم یدرکنا احد منهم غیر سراقة بن مالک بن جعشم علی فرس له، فقلت: هذا الطلب قد لحقنا یا رسول الله، فقال: "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا".

﴿تریحون﴾ بالعشی ﴿تسرحون﴾ [النحل: ٦] بالغداة. [راجع: ۲۴۳۹]

ترجمہ: حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (ان کے والد) عازب سے ایک کجاوہ تیرہ درہم میں خرید کر کہا کہ براء کو حکم دو تو وہ اس کجاوے کو میرے ہاں اُٹھالے چلیں۔ حضرت عازبؓ نے جواب دیا یہ نہیں ہوسکتا۔ مگر مجھ سے وہ واقعہ بیان کیجئے، تمہارا اور رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا تھا، جب تم دونوں مکہ سے نکلے اور مشرک تمہاری تلاش کر رہے تھے۔ فرمایا: جب ہم نے مکہ سے کوچ کیا تو ایک رات دن سفر کرتے رہے اور جب ٹھیک دوپہر ہوگئی تو میں نے اپنی نظر دوڑائی کہ کہیں سایہ دیکھوں ٹھہر جانے کو میں نے ایک پتھر کے پاس پہنچ کر جہاں اس کا کچھ سایہ دیکھا میں نے اس کو صاف وہموار کردیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے لئے وہیں فرش بچھا کر آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ آرام فرمایئے، چنانچہ نبی کریم ﷺ لیٹ گئے۔ پھر میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا چلا کہ کوئی مجھے دکھائی دے، اتفاق سے بکریوں کا ایک چرواہا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کو اسی پتھر کے پاس ہانکے آرہا تھا وہ بھی اس پتھر سے وہی چاہتا تھا۔ جو ہم نے چاہا تھا میں نے اس سے دریافت کیا تو کس کا غلام ہے؟ اس نے کہا فلاں قریشی کا اس نے اس کا نام بتلایا میں نے اس کو پہچان لیا پھر میں نے اس سے دریافت کیا کیا تیری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے کہا کیا تو دودھ دوہے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر میں نے اس سے کہا تو اس نے اپنی ایک بکری کے پیر باندھے پھر میں نے اس سے کہا کہ اس کے تھن سے غبار صاف کر اور اپنے ہاتھ صاف کر۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں اس نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا جس طرح گرد صاف کیا کرتے ہیں پھر اس نے میرے لئے ایک برتن میں دودھ دوھ دیا، میں نے نبی کریم ﷺ کے واسطے ایک چمڑے کا برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، جس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ میں نے (اس سے پانی لے کر) دودھ میں ڈالا جس سے وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا۔ پھر اس کو رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں لے چلا تو میں نے آپ ﷺ کو بیدار پایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دودھ نوش

فرمایئے۔ آپ ﷺ نے پی لیا جس سے میں خوش ہوگیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! چلنے کا وقت آگیا ہے۔ فرمایا: ہاں۔ پس ہم چل دیئے کفار ہم کو تلاش کر رہے تھے۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی ہم کو نہ پایا۔ سراقہ بن مالک کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تلاش کرنے والوں نے ہم کو پالیا آپ ﷺ نے فرمایا غمگین نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۳۶۵۳ - حدثنا محمد بن سنان: حدثنا همام، عن ثابت البناني، عن أنس، عن ابي بكر رضي الله عنه قال: قلت للنبي ﷺ وأنا في الغار: لو ان أحدهم نظر تحت قدميه لابصرنا فقال: ما ظنك يا أبا بكر باثنين الله ثالثهما؟ [انظر: ۳۹۲۲، ۴۶۶۳] [1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے غار کے قیام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر کوئی شخص ان (تلاش کرنے والوں) میں سے اپنے قدموں کے نیچے نظر کرے۔ تو بے شک ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا خدا تعالیٰ ہے۔

غارِ ثور کا محل وقوع

غار ثور اصل میں ایک چٹان میں ہے اور وہ چاروں طرف سے بند ہے اس کے ایک سرے پر نیچے چھوٹا سا سوراخ ہے، جس میں سے آدمی لیٹ کر اندر جا سکتا ہے۔

یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ قدم نظر آرہے تھے تو اس لئے کہ اندر سے باہر دیکھنے کا راستہ ہی نیچے کا تھا، اس لئے قدم نظر آرہے تھے اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہاں کچھ ایسا سامان فرمایا ہے کہ وہاں جا کر دیکھیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ غار بنایا ہی اس لئے ہے کہ دو آدمی وہاں آرام سے رہ سکیں اور دو آدمی بھی فرق مراتب کے ساتھ، وہ اس طرح کہ غار کے اندر دو سلیں ہیں ایک اوپر اور دوسری کچھ نیچے، ایک آدمی اوپر والی سل پر لیٹ سکتا ہے دوسرا نیچے والی سل پر، تو اللہ تعالیٰ نے فرقِ مراتب کے ساتھ دو بستر بنائے ہیں۔

ہم جب گئے تھے اس وقت راستہ خاصا مشکل تھا، اب آسان ہوگیا ہے جب آدمی نیچے سے جاتا ہے تو پہاڑ کی چوٹی اتنی اونچی معلوم نہیں ہوتی، آدمی چڑھ جاتا ہے تو دوسرا پہاڑ نظر آتا ہے جب اس پر چڑھ جاتا ہے تو آگے تیسرا پہاڑ نظر آتا ہے اس کی چوٹی پر یہ غار واقع ہے، ہمیں پہاڑ پر چڑھنے اور غار تک پہنچنے میں تقریباً دو ڈھائی گھنٹے لگے تھے۔

---

[1] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابي بكر الصديق، رقم: ۴۳۸۹، وسنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة التوبة، رقم: ۳۰۲۱، ومسند احمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، باب مسند ابي بكر الصديق، رقم: ۱۱.

اس غار کے نیچے چٹان ہے وہ ایسی ہے جیسے کوئی پہرہ دار، حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رات کو آکر وہاں سویا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کی چوکیداری کرتے تھے۔

جب ہم واپس آئے تو چڑھتے ہوئے جو راستہ دو ڈھائی گھنٹے میں طے کیا تھا اترنے میں صرف پون گھنٹہ لگا، ہم تقریباً بارہ آدمی تھے اور اس وقت ہماری جوانی کا زمانہ تھا، سب قوی آدمی تھے، مگر واپس آنے کے بعد کسی کو بخار آ گیا، کسی کے پاؤں پھٹ گئے، کوئی تھکن کی وجہ سے سوتا رہا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ روزانہ عشاء کی نماز پڑھ کر سارے مکہ کے حالات اور خبریں لے کر روانہ ہوتے اور غارِ ثور میں حضور ﷺ اور صدیق اکبرؓ کو بتاتے اور رات کے وقت پہرہ دیتے، فجر سے پہلے واپس مکہ آجاتے، تینوں دن ان کا یہ معمول رہا۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ بکریوں کا غلہ اور کھانا لے کر روزانہ جایا کرتیں اور کھانا پہنچاتیں، ہم بارہ کے بارہ نوجوان تین دن تک غارِ ثور پر چڑھنے کی تھکن نہیں اُتار سکے اور ان حضرات کا یہ روزانہ کا معمول تھا۔

(۳) باب قول النبي ﷺ: سدّوا الأبواب الا باب أبي بكر

حضور اقدس ﷺ کا فرمان ابوبکر کے دروازہ کے علاوہ مسجد میں سب کے دروازے بند کردو

قاله ابن عباس عن النبي ﷺ.

اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

۳۶۵۴ - حدثنا عبدالله بن محمد: حدثنا أبو عامر: حدثنا فليح قال: حدثني سالم أبو النضر، عن بسر بن سعيد عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: خطب رسول الله ﷺ الناس وقال: ان الله خيّر عبدا بين الدنيا وبين ما عنده فاختار ذلك العبد ما عند الله. قال: فبكى أبو بكر فعجبنا لبكائه أن يخبر رسول الله ﷺ عن عبد خيّر، فكان رسول الله ﷺ هو المخيّر وكان أبو بكر أعلمنا، فقال رسول الله ﷺ: ان أمن الناس علي في صحبته وماله أبو بكر، ولو كنت متخذا خليلا غير ربي لا تخذت أبا بكر خليلا، ولكن أخوة الاسلام ومودته لا يبقين في المسجد باب الا سُد الا باب أبي بكر، [راجع: ۴۶۶]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: بے شک خدا تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا اور اس چیز کے درمیان جو خدا کے پاس ہے اختیار دیا تو بندہ نے اس چیز کو پسند کیا جو خدا کے پاس ہے۔ (راوی) فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے ہم نے ان کے رونے پر تعجب کر کے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو ایک بندہ کا حال بیان فرمارہے ہیں کہ اس کو اختیار دیا گیا اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ مگر بعد میں معلوم ہوا

وہ اختیار دیا ہوا بندہ خود نبی اکرم ﷺ ہی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ہم سب میں زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ پھر سید الکونین ﷺ نے فرمایا: سب لوگوں سے زیادہ اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکر ہیں۔ اگر میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا خلیل بناتا تو بے شک ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اخوت اسلامی اور مودت (مساوی درجہ کی برقرار) ہے آئندہ مسجد میں ابوبکر کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ ایسا نہ رہے جو بند نہ کیا جائے۔

"خلیل" اس دوست کو کہتے ہیں جو انسان کو دوسری چیزوں سے بالکل غافل کر دے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا میں ایسا خلیل کسی کو نہیں بنایا، اگر بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔

(۴) باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ کے بعد سب پر ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت کا بیان

۳۶۵۵ ـ حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ: حدثنا سلیمان، عن یحیی بن سعید، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنهم. [أنظر: ۳۶۹۸] ۲ .

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں (صحابہ) کے درمیان ترجیح دیا کرتے تھے، تو ہم ابوبکر کو ترجیح دیتے۔ پھر عمر کو، پھر عثمان بن عفان کو۔

(۵) باب قول النبی ﷺ: "لو کنت متخذا خلیلا"

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد اگر میں کسی کو خلیل بناتا

قاله ابو سعید.

۳۶۵۶ ـ حدثنا مسلم بن ابراهیم: حدثنا وهیب: حدثنا ایوب، عن عکرمة، عن ابن عباس رضی اللہ عنهما عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: "لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخی وصاحبی". [راجع: ۴۶۷]

۳۶۵۷ ـ حدثنا معلی بن أسد وموسی بن اسماعیل التبوذکی قالا: حدثنا وهیب، عن

۲ وفی سنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب فی التفضیل، رقم: ۴۰۱۲، ومسند احمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۳۹۸.

ایوب، وقال: "لو کنت متخذا خلیلا لاتخذته خلیلا، ولکن اخوة الاسلام افضل".

[راجع: ۴۶۷]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی اُمت میں کسی کو اپنا خلیل (خالص دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو بے شک ان ہی (ابوبکر) کو بناتا، لیکن اُخوتِ اسلام افضل ہے۔

۳۶۵۸ - حدثنا سلیمان بن حرب: أخبرنا حماد بن زید، عن أیوب عن عبد اللہ بن أبی ملیکة قال: کتب أهل الکوفة الی ابن الزبیر فی الجد فقال: أما الذی قال رسول اللہ ﷺ: "لو کنتُ متخذاً من هذه الأمة خلیلاً لاتخذته" أنزله أباً، یعنی أبا. ۳، ۴

اہل کوفہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی طرف جد کے بارے میں خط لکھا کہ دادا وارث ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ یہ ایک مشہور مسئلہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے فرمایا أما الذی قال رسول اللہ ﷺ. .... جہاں تک ان صاحب کا تعلق ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے لو کنتُ متخذاً من هذه الأمة خلیلاً لاتخذته، انہوں نے دادا کو باپ قرار دیا ہے أنزله أبا یعنی أنزل جداً منزلة الأب، انہوں نے دادا کو باپ کے مرتبہ میں رکھا ہے، جس طرح باپ وارث ہوتا ہے اسی طرح دادا بھی وارث ہوتا ہے۔

۳۶۵۹ - حدثنا الحمیدی ومحمد بن عبد اللہ قالا: حدثنا ابراهیم بن سعد، عن ابیه، عن محمد بن جبیر بن مطعم، عن ابیه قال: اتت امراة النبی صلی اللہ علیه وسلم فامرها ان ترجع الیه قالت: ارایت ان جئت ولم اجدک؟ کانها تقول: الموت، قال صلی اللہ علیه وسلم: "ان لم تجدینی فاتی ابا بکر". [أنظر: ۷۲۲۰، ۷۳۶۰] ۵

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک

---

۳ لا یوجد للحدیث مکررات.

۴ وفی مسند احمد، أوّل مسند المدنیین أجمعین، باب حدیث عبداللہ بن الزبیر بن العوام، رقم: ۱۵۵۲۵، ۱۵۵۳۶.

۵ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبی بکر الصدیق، رقم: ۴۳۹۸، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب أبی بکر وعمر کلیهما، رقم: ۳۶۰۹، ومسند أحمد، أوّل مسند المدنیین اجمعین، باب حدیث جبیر بن مطعم، رقم: ۱۶۱۵۴، ۱۶۱۶۶.

عورت حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا پھر کسی وقت آنا۔ اس عورت نے عرض کیا: اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی انتقال فرمائیں تو کیا کروں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔

۳۶۶۰ـ حدثنی احمد بن ابی الطیب: حدثنا اسماعیل بن مجالد: حدثنا بیان بن بشر، عن وبرۃ بن عبد الرحمن، عن ھمام قال: سمعت عمارا یقول: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما معہ الا خمسۃ اعبد وامراتان وابو بکر۔ [أنظر: ۳۸۵۷] [۶]

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پانچ غلاموں اور دو عورتوں اور ابوبکر کے سوا کوئی نہ تھا۔

۳۶۶۱ـ حدثنا ھشام بن عمار: حدثنا صدقۃ بن خالد: حدثنا زید بن واقد، عن بسر بن عبید اللہ، عن عائذ اللہ أبی ادریس، عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: کنتُ جالساً عند النبی ﷺ، اذ أقبل أبوبکر آخذاً بطرف ثوبہ حتی أبدی عن رکبتہ، فقال النبی ﷺ: "أما صاحبکم فقد غامر"، فسلم وقال یا رسول اللہ: انہ کان بینی وبین ابن الخطاب شیء، فأسرعتُ الیہ ثم ندمتُ فسألتہ أن یغفرلی فأبی علیّ فأقبلتُ الیک، فقال: "یغفر اللہ لک یا أبا بکر"، ثلاثاً، ثم ان عمر ندم فأتی منزل أبی بکر فسأل: أثم أبو بکر؟ فقالوا: لا، فأتی الی النبی ﷺ فسلم علیہ فجعل وجہ النبی ﷺ یتمعر حتی أشفق أبو بکر فجثا علی رکبتیہ فقال: یا رسول اللہ واللہ أنا کنتُ أظلم، مرتین، فقال النبی ﷺ: "ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم: کذبت، وقال أبوبکر: صدق، وواسانی بنفسہ ومالہ فھل أنتم تارکوا لی صاحبی؟" مرتین، فما أوذی بعدھا [انظر: ۴۶۴۰] [۷]

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی چادر کا کنارہ اٹھائے ہوئے آئے، ان کا گھٹنا کھل گیا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تمہارے یہ دوست لڑ کر آرہے ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا میں نے بے ساختہ انہیں کچھ کہہ دیا، اس کے بعد میں شرمندہ ہوا اور میں نے ان سے معاف کر دینے کی درخواست کی، لیکن انہوں نے معافی دینے سے انکار کر دیا، لہٰذا میں آپ کے پاس التجا لایا ہوں آپ نے تین مرتبہ فرمایا اے ابوبکر! خدا تمہیں معاف کر دے، پھر عمر شرمندہ ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر گئے اور دریافت کیا ابوبکر یہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں۔

---

[۶] انفرد بہ البخاری.

[۷] انفرد بہ البخاری.

وہ حضور اقدس ﷺ کے پاس گئے آپ کو سلام کیا آنحضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہونے لگا حتی کہ ابو بکر ڈر گئے اور دونوں گھٹنوں کے بل ہو کر عرض کیا کہ میں نے ہی ظلم کیا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم لوگوں نے کہا جھوٹا ہے، اور ابو بکر نے کہا سچ کہتے ہیں، اور انہوں نے اپنے مال و جان سے میری خدمت کی، پس کیا تم میرے لئے میرے دوست کو چھوڑ دو گے یا نہیں دو مرتبہ (یہی فرمایا) اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کسی نے نہیں ستایا۔

أما صاحبكم فقد غامر، کے معنی ہیں یہ جھگڑے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

۳۶۶۲ ـ حدثنا معلى بن اسد: حدثنا عبد العزيز بن المختار قال: خالد الحذاء حدثنا عن ابى عثمان قال: حدثنا عمرو بن العاص رضى الله عنه: ان النبى صلى الله عليه وسلم بعثه على جيش ذات السلاسل، فاتيته فقلت: اى الناس احب اليک؟ قال: "عائشة"، فقلت: من الرجال؟ فقال: "ابوها"، فقلت: ثم من؟ قال: "ثم عمر بن الخطاب"، فعد رجالا. [أنظر: ۴۳۵۸] [۸]

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات السلاسل میں ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا (وہ فرماتے ہیں) جب میں اس غزوہ سے لوٹ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے دریافت کیا، آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ فرمایا: عائشہ سے۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں کس سے زیادہ محبت ہے؟ فرمایا عائشہ کے باپ سے۔ میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: عمر سے۔ پھر آپ نے چند آدمیوں کا نام لیا۔

۳۶۶۳ ـ حدثنا أبو اليمان: أخبرنا شعيب، عن الزهري: أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف: أن أبا هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: بينما راع في غنمه عدا عليه الذئب فاخذ منها شاة فطلبه الراعي فالتفت اليه الذئب فقال: من لها يوم السبع يوم ليس لها راع غيري؟ وبينما رجل يسوق بقرة قد حمل عليها فالتفت اليه فكلمته فقالت: اني لم أخلق لهذا لكني خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله فقال النبي ﷺ فاني اومن بذلك وأبو بكر وعمر رضي الله عنهما. [راجع: ۲۳۲۴]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

---

[۸] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق، رقم: ۴۳۹۶، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب من فضائل عائشة، رقم: ۳۸۲۰، ومسند أحمد، مسند الشاميين، باب بقية حديث عمرو بن العاص عن النبي، رقم: ۱۷۱۴۳.

ہوئے سنا کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اس پر حملہ کیا اور ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا۔ چرواہے نے اس بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا، تو بھیڑیئے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا سبع کے دن (پھاڑنے والے دن) بکری کا کون محافظ ہوگا؟ جس دن کہ میرے سوا بکری چرانے والا کوئی نظر نہ آئے گا۔ اور ایک شخص بیل کو ہانکے جا رہا تھا کہ اس پر سوار ہو گیا تو بیل نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: مجھے اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ تم مجھ پر سواری کرو، بلکہ میں کاشت کاری کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں، لوگوں نے یہ واقعہ سن کر سبحان اللہ کہا تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابو بکر اور عمر بن خطاب اس پر ایمان لائے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کو صدیق اکبرؓ پر اتنا اعتماد تھا کہ وہ موجود نہیں ہیں مگر کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں اور ابو بکرؓ و عمرؓ ایمان لاتے ہیں۔

۳۶۶۴ ــ حدثنا عبدان: اخبرنا عبد اللّٰہ، عن یونس، عن الزھری قال: اخبرنی ابن المسیب: سمع ابا ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ یقول: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: "بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیھا دلو فنزعت منھا ما شاء اللّٰہ، ثم اخذھا ابن ابی قحافۃ فنزع بھا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللّٰہ یغفر لہ ضعفہ. ثم استحالت غربا فاخذھا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن". [أنظر: ۷۰۲۱، ۷۰۲۲، ۷۴۷۵] ۹

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ میں سو رہا تھا، تو میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول پڑا ہوا تھا، میں نے اس ڈول سے جس قدر اللہ نے چاہا پانی کے ڈول نکالے، پھر ابن ابی قحافہ (ابو بکر) نے ڈول لے لیا انہوں نے ایک دو ڈول پانی کے نکالے، خدا تعالیٰ ان کی کمزوری کو معاف کرے اس کے بعد وہ ڈول چرس بن گیا اور عمر بن خطاب نے اس کو لے لیا تو میں نے لوگوں میں کسی قوی و مضبوط شخص کو ایسا نہ پایا جو عمر کی طرح چرس کھینچتا، اس نے بڑی قوت سے اس قدر ڈول نکالے کہ سب لوگوں کو سیراب کر دیا۔

۳۶۶۵ ــ حدثنا محمد بن مقاتل: اخبرنا عبد اللّٰہ: اخبرنا موسی بن عقبۃ، عن سالم بن عبد اللّٰہ، عن عبد اللّٰہ بن عمر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللّٰہ الیہ یوم القیامۃ". فقال ابو بکر: ان احد شقی ثوبی یسترخی الا ان اتعاھد ذلک منہ. فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "انک لست تصنع ذلک خیلاء". قال موسی: فقلت

---

۹ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر، رقم: ۴۴۰۵، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق، رقم: ۷۸۹۱، ۸۴۵۲، ۹۴۴۴.

لسالم: أ ذكر عبد الله "من جر ازاره" قال: لم اسمعه ذكر الا "ثوبه" [أنظر: ۵۷۸۳، ۵۷۹۱، ۶۰۶۲] [۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے کو لٹکائے گا قیامت کے دن خداوند تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر سے نہ دیکھے گا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے کپڑے کا ایک کونہ لٹک جاتا ہے، ہاں میں اس کی نگہداشت رکھوں تو خیر، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم تکبر نہیں کرتے۔ موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے سالم سے دریافت کیا کیا حضرت عبداللہ نے **"من جر ازاره"** کے لفظ کہے ہیں؟ انہوں نے کہ میں نے تو **"ثوبه"** کے لفظ سنے ہیں۔

۳۶۶۶ــ حدثنا ابو اليمان: اخبرنا شعيب، عن الزهرى قال: اخبرنى حميد بن عبد الرحمن بن عوف ان ابا هريرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من انفق زوجين من شىء من الاشياء فى سبيل الله دعى من ابواب ــ يعنى: الجنة ــ: يا عبد الله هذا خير، فمن كان من اهل الصلاة دعى من باب الصلاة، ومن كان من اهل الجهاد دعى من باب الجهاد، ومن كان من اهل الصدقة دعى من باب الصدقة. ومن كان من اهل الصيام دعى من باب الصيام وباب الريان". فقال ابو بكر: ما على هذا الذى يدعى من تلك الابواب من ضرورة، وقال: هل يدعى منها كلها احد يا رسول الله؟ فقال: "نعم، وارجو ان تكون منهم يا ابا بكر". [راجع: ۱۸۹۷]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے سید الکونین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک قسم کی دو چیزیں دے، اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا، خدا کے بندے خیر یہاں ہے، پس جو شخص نمازیوں میں سے ہوگا وہ نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا، اور جو جہاد کرنے والوں سے ہوگا، وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا سا کو صدقہ کے دروازہ سے بلایا

---

[۱] وفى صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء وبيان حد ما يجوز ارخاؤه اليه وما يستحب، رقم: ۳۸۸۷، وسنن الترمذى، كتاب اللباس عن رسول الله، باب ما جاء فى كراهية جر الازار، رقم: ۱۶۵۲، وسنن النسائى، كتاب الزينة، باب التغليظ فى جر الازار، رقم: ۵۲۳۲، وسنن ابى داؤد، كتاب اللباس، باب ما جاء فى اسبال الازار، رقم: ۳۵۶۲، وسنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، رقم: ۳۵۵۹، ومسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۲۵۹، ۴۳۳۹، ۴۴۵۴، ۴۵۴۳، ۴۶۵۲، ۴۷۷۲، ۴۷۹۵، ۴۸۰۶، ۴۸۱۱، ۴۹۲۶، ۴۹۴۱، ۴۹۹۷، ۵۰۷۵، ۵۰۸۸، ۵۰۹۸، ۵۱۲۲، ۵۲۰۳، ۵۲۷۶، ۵۳۷۹، ۵۵۱۵، ۵۵۴۱، ۵۵۵۴، ۵۹۴۹، ۵۸۷۵، ۵۹۲۷، ۵۹۸۱، ۶۰۵۶، ۶۱۵۴، وموطا مالک، كتاب الجامع، باب ما جاء فى اسبال الرجل ثوبه، رقم: ۱۴۲۳.

جائے گا اور جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو روزے کے دروازہ باب الریان سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: اور جو شخص ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا اس کو پھر کوئی اندیشہ نہ ہوگا اور دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ان سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ نے فرمایا اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اے ابوبکر! تم ان ہی میں سے ہو۔

۳۶۶۷- حدثنا اسماعيل بن عبدالله: حدثنا سليمان بن بلال، عن هشام بن عروة قال: أخبرني عروة بن الزبير، عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ أن رسول الله ﷺ مات وأبو بكر بالسنح، قال اسماعيل: تعني بالعالية، فقام عمر يقول: والله ما مات رسول الله ﷺ قالت: وقال عمر: والله ما كان يقع في نفسي الا ذاک وليبعثه الله فليقطعن أيدي رجال وأرجلهم. فجاء أبو بكر فكشف عن رسول الله ﷺ فقبله فقال: بابي أنت وأمي، طبت حيا وميتا، والله الذي نفسي بيده لا يذيقک الله المؤتتين أبدآ، ثم خرج فقال: أيها الحالف على رسلک، فلما تكلم أبو بكر جلس عمر. [راجع: ۱۲۴۱]

ترجمہ: حضرت عائشہ زوجہ محترمہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ نے وفات پائی تو حضرت ابوبکرؓ مقام سنح میں تھے (اسماعیل کہتے ہیں کہ سنح مدینہ کے بالائی حصہ میں ایک مقام ہے) حضرت عمرؓ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے، بخدا نبی کریم ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے بخدا میرے دل میں بھی یہی تھا کہ یقیناً خدا تعالیٰ آپ ﷺ کو اُٹھائے گا۔ اور آپ ﷺ چند لوگوں کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالیں گے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آ گئے اور انہوں نے سید الکونین ﷺ کا چہرۂ انور کھولا، آپ ﷺ کا بوسہ لیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، آپ ﷺ حیات و ممات میں پاکیزہ ہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ آپ کو دو موتوں کا مزہ کبھی نہیں چکھائے گا، (یہ کہہ کر) پھر اس کے بعد باہر آ گئے اور حضرت عمرؓ سے کہا: اے قسم کھانے والے! صبر کر، جب حضرت ابوبکرؓ باتیں کرنے لگے تو حضرت عمرؓ بیٹھ گئے۔

حضور ﷺ نے جب ارشاد فرمایا **خيرّ عبد الخ** اس وقت تو رونے لگے اور جب یہ واقعہ پیش آ گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے استقامت کا پہاڑ بنا دیا۔

۳۶۶۸- فحمد الله ابو بكر واثنى عليه وقال: الا من كان يعبد محمدا فان محمدا صلى الله عليه وسلم قد مات، ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت. وقال: ﴿انک ميت وانهم ميتون﴾ وقال: ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزى الله الشاكرين﴾ قال: فنشج

الناس یکون، قال: واجتمعت الانصار الی سعد بن عبادة فی سقیفة بنی ساعدة فقالوا: منا امیر ومنکم امیر، فذهب الیهم ابو بکر وعمر بن الخطاب وابو عبیدة بن الجراح. فذهب عمر یتکلم فاسکته ابو بکر وکان عمر یقول: واللہ ما اردت بذٰلک الا انی قد هیّات کلاما قد اعجبنی خشیت ان لا یبلغه ابو بکر ثم تکلم ابو بکر فتکلم ابلغ الناس فقال فی کلامه: نحن الامراء وانتم الوزراء. فقال حباب بن المنذر: لا واللہ لا نفعل منا امیر، ومنکم امیر. فقال ابو بکر: لا، ولکنا الامراء، وانتم الوزراء، هم اوسط العرب دارا، واعربهم احسابا. فبایعوا عمر ابن الخطاب او ابا عبیدة بن الجراح. فقال عمر: بل نبایعک انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم. فاخذ عمر بیده فبایعه وبایعه الناس. فقال قائل: قتلتم سعد بن عبادة، فقال عمر: قتله اللہ. [راجع: ۱۲۴۲]

ترجمہ: پھر حضرت ابوبکرؓ نے خدا کی حمد وثناء بیان کی اور کہا خبردار ہو جاؤ، جو لوگ محمد (ﷺ) کی عبادت کرتے تھے تو ان کو معلوم ہو کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہ مطمئن رہیں کہ ان کا خدا زندہ ہے، جس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ اور خدا کا ارشاد ہے کہ ”آپ ﷺ یقیناً مر جائیں گے اور یہ لوگ بھی مر جائیں گے اور محمد (ﷺ) تو ایک رسول ہیں۔ آپ ﷺ سے پیشتر بھی بہت سے رسول گزر چکے“۔ اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم مرتد ہو جاؤ گے؟ اور جو شخص مرتد ہو جائے گا وہ خدا تعالیٰ کو ہرگز کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا، اور اللہ تعالیٰ شکر گزار لوگوں کو اچھا بدلہ دے گا۔ سب لوگ یہ سن کر بے اختیار رونے لگے۔

(راوی کا بیان ہے) کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار، حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاں جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو، اور ایک تم میں سے ہو۔ پھر حضرت ابوبکرؓ و عمر بن خطاب اور حضرت عبیدہ بن جراح، حضرت سعد کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے گفتگو کرنی چاہی، لیکن حضرت ابوبکرؓ نے ان کو روک دیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ بخدا! میں نے یہ ارادہ اس لئے کیا تھا کہ میں ایک ایسا کلام سوچا تھا جو میرے نزدیک بہت اچھا تھا، مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ وہاں تک حضرت ابوبکرؓ نہیں پہنچیں گے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے ایسا کلام کیا جیسے بہت بڑا فصیح و بلیغ آدمی گفتگو کرتا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ ہم لوگ امیر بنیں گے تم وزیر رہو۔ اس پر حباب بن منذر نے کہا کہ نہیں، بخدا! ہم یہ نہ کریں گے بلکہ ایک امیر ہم میں سے بناؤ، ایک امیر تم میں سے مقرر کیا جائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نہیں، بلکہ ہم امیر و صدر بنیں گے اور تم وزیر، اس لئے کہ قریش باعتبار مکان کے تمام عرب میں عمدہ برتر اور فضائل کے لحاظ سے بڑے اور بزرگ تر ہیں، لہٰذا تم عمر یا ابوعبیدہ بن جراح سے بیعت کر لو، تو حضرت عمرؓ بولے: جی نہیں، ہم سب میں بہتر اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں، پس حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا، اور ان سے بیعت کر لی، اور لوگوں نے آپ سے بیعت کی، جس پر ایک کہنے والے نے کہا کہ تم

نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے ہی اسے قتل کر دیا ہے۔

۳۶۶۹ ۔ وقال عبداللّٰہ بن سالم عن الزبیدی، قال عبد الرحمن بن القاسم: أخبرني أبي القاسم: أن عائشة رضي اللّٰہ عنها قالت: شخص بصر النبي ﷺ ثم قال: " في الرفيق الأعلى " ثلاثاً وقص الحديث، قالت عائشة: فما كانت من خطبتهما من خطبة الا نفع الله بها، لقد خوف عمر الناس وان فيهم لنفاقاً فردهم الله بذٰلك.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سید البشر ﷺ کی رحلت کے وقت آنکھیں اوپر اٹھ گئیں اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: **"في الرفيق الاعلى"** یعنی رفیق اعلیٰ خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہوں، اور پوری حدیث بیان کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی جو تقریر ہوئی اس سے اللہ تعالیٰ نے بہت نفع پہنچایا۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے ڈرایا۔ ان میں جو نفاق تھا خدا تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی وجہ سے دور کیا۔

من خطبتهما ۔ حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں کہ دونوں کے خطبے اپنی اپنی جگہ نافع ثابت ہوئے۔

حضرت عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ خبردار جو کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہوا ہے، موت نہیں آئی۔ نبی کریم ﷺ واپس آئیں گے اور سب منافقین کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ حضرت عمرؓ کے اس خطبہ سے یہ فائدہ پہنچا کہ منافقین جو خوشی سے بغلیں بجا رہے تھے ان کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ یہ اتنے جم کر جو کہہ رہے ہیں کہ واپس آئیں گے کہ شاید واقعی واپس آ جائیں، تو ان کو اس سے ڈر پیدا ہوا۔ تو فرماتی ہیں کہ **فما كانت من خطبتهما من خطبة الا نفع الله بها، لقد خوف عمر الناس وان فيهم لنفاقاً فردهم الله بذٰلك.**

حضرت صدیق اکبرؓ نے بعد میں جو خطبہ دیا وہ مؤمنین کے لئے تسلی کا باعث ہوا۔

۳۶۷۰ ۔ ثم لقد بصر أبوبكر الناس الهدى وعرفهم الحق الذى عليهم وخرجوا به يتلون ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ الى ﴿الشاكرين﴾. [راجع: ۱۲۴۲] [۱۰]

ترجمہ: پھر حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو ہدایت دکھائی۔ اور جو حق ان پر تھا وہ ان کو بتلایا پھر لوگ اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے: **"وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ..... الشاكرين"** تک۔

ثم لقد بصر الخ پھر صدیق اکبرؓ نے گویا ہدایت کی بصیرت عطا فرمائی **وعرفهم الحق الخ.**

[۱۰] وفي صحيح مسلم، كتاب السلام، باب كراهية التداوي باللدود، رقم: ۴۱۰۱، وسنن النسائي، كتاب الجنائز، باب تقبيل الميت، رقم: ۱۸۱۶، ۱۸۱۸، وسنن ابن ماجة، كتاب ما جاء في الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه، رقم: ۱۶۱۶، ومسند أحمد، باقي مسند الأنصار، باب حديث السيدة عائشة، رقم: ۲۳۷۱۸، ۲۴۶۵۸.

۳۶۷۱ ۔ حدثنا محمد بن كثير: أخبرنا سفيان: حدثنا جامع بن أبي راشد: حدثنا أبو يعلى، عن محمد بن الحنفية قال: قلت لأبي: اي الناس خير بعد رسول الله ﷺ؟ قال: أبوبكر، قالت: ثم من؟ قال: ثم عمر. خشيت أن يقول: عثمان، قلت: ثم أنت؟ قال: ماأنا الا رجل من المسلمين. [۱۱]

یہ روایت حضرت علیؓ کا ارشاد ہے، محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے پوچھا پھر کون ہے؟ فرمایا: عمر۔

یہ روایت کرنے والے حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں اس سے زیادہ اور مستند روایت اور کون سی ہوسکتی ہے؟

۳۶۷۲ ۔ حدثنا قتيبة بن سعيد، عن مالك، عن عبد الرحمن بن القاسم، عن ابيه، عن عائشة رضي الله عنها انها قالت: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره، حتى اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش انقطع عقد لي فاقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه واقام الناس معه وليسوا على ماء وليس معهم ماء فاتى الناس ابا بكر، فقالوا: الا ترى ما صنعت عائشة؟ اقامت برسول الله صلى الله عليه وسلم وبالناس معه. وليسوا على ماء، وليس معهم ماء، فجاء ابو بكر ورسول الله صلى الله عليه وسلم واضع راسه على فخذي قد نام فقال: حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس، وليسوا على ماء، وليس معهم ماء؟ قالت: فعاتبني وقال ما شاء الله ان يقول وجعل يطعنني بيده في خاصرتي فلا يمنعني من التحرك الا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على فخذي. فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اصبح على غير ماء فانزل الله آية التيمم فتيمموا. فقال اسيد بن الحضير: ما هي باول بركتكم يا آل ابي بكر، فقالت عائشة: فبعثنا البعير الذي كنت عليه فوجدنا العقد تحته. [راجع: ۳۳۴]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ گئے جب ہم بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے، تو میرا ایک ہار گر گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے تلاش کرنے کے لئے وہاں قیام فرمایا، لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہر گئے، ہم جس مقام پر ٹھہرے تھے اس جگہ پانی نہ تھا، نیز ہم لوگوں میں سے کسی کے پاس پانی نہ تھا، تو لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آکر کہا کیا آپ نہیں دیکھتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرالیا، حالانکہ وہ لوگ نہ پانی پر ٹھہرے نہ ان کے پاس پانی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ ہمارے پاس آئے، اس وقت نبی کریم ﷺ اپنا سر مبارک میرے زانو پر رکھے ہوئے خواب

---

[۱۱] لا يوجد للحديث مكررات.

[۱۲] وفی سنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب فی التفضیل، رقم: ۴۰۱۳۔

استراحت فرما رہے تھے، تو انہوں نے فرمایا: تم نے نبی کریم ﷺ اور سب لوگوں کو روک لیا ہے وہ نہ پانی پر (ٹھہرے) ہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، پھر انہوں نے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہلوانا چاہا وہ کہا اور اپنے ہاتھ سے وہ میرے کوکھ میں کچوکے دینے لگے، مجھ کو حرکت کرنے سے صرف اس بات نے روک لیا کہ حضور اقدس ﷺ میرے زانو پر (سو رہے) تھے، سید الرسل ﷺ سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور پانی نہ تھا، اس لئے خدا تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی، اور لوگوں نے تیمم کیا تو اسید بن حضیر نے کہا کہ اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس اُونٹ کو جس پر میں سوار تھی اُٹھایا، تو وہ ہار اس کے نیچے پڑا مل گیا۔

۳۶۷۳ــ حدثنا آدم بن ابی ایاس: حدثنا شعبة، عن الاعمش: سمعت ذكوان يحدث عن ابی سعید قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "لا تسبوا اصحابی فلو ان احدكم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه". [۱۳، ۱۴]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو، اس لئے کہ اگر کوئی تم میں سے اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے، تو میرے اصحاب کے ایک مد (سیر بھر وزن) یا آدھے (کے ثواب) کے برابر بھی (ثواب کو) نہیں پہنچ سکتا۔

تابعه جریر، وعبد الله بن داؤد، وابو معاوية، ومحاضر عن الاعمش.

۳۶۷۴ــ حدثنا محمد بن مسكين ابو الحسن: حدثنا يحيى بن حسان: حدثنا سليمان، عن شريك بن ابی نمر، عن سعید بن المسيب قال: اخبرنی ابو موسى الاشعری انه توضا فی بیته. ثم خرج فقلت: لالزمن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولاكونن معه يومى هذا، قال: فجاء المسجد فسأل عن النبی صلى الله عليه وسلم فقالوا: خرج ووجه هاهنا، فخرجت على اثره اسال عنه حتى دخل بئر اريس فجلست عند الباب وبابها من جريد حتى قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجته فتوضا فقمت اليه، فاذا هو جالس على بئر اريس وتوسط قفها وكشفت عن ساقيه ودلاهما فی البئر فسلمت عليه ثم انصرفت فجلست عند الباب فقلت:

---

[۱۳] ﴿لا یوجد للحدیث مکررات.﴾

[۱۴] ﴿وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب تحریم سب الصحابة، رقم: ۴۶۱۱، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول الله، باب فیمن سب اصحاب النبی، رقم: ۳۷۸۶، وسنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی النهی عن سب اصحاب رسول الله، رقم: ۴۰۳۹، وسنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فضل اهل بدر، رقم: ۱۵۷، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند ابی سعید الخدری، رقم: ۱۰۶۵۷، ۱۱۰۹۲، ۱۱۱۸۰.﴾

لاكونن بوابا للنبى صلى الله عليه وسلم اليوم. فجاء ابو بكر فدفع الباب فقلت: من هذا؟ فقال: ابو بكر، فقلت: على رسلك ثم ذهبت، فقلت: يا رسول الله، هذا ابو بكر يستاذن، فقال: "ائذن له وبشره بالجنة"، فاقبلت حتى قلت لابى بكر: ادخل ورسول الله صلى الله عليه وسلم يبشرك بالجنة، فدخل فدخل ابو بكر فجلس عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم معه فى القف ودلى رجليه فى البئر كما صنع النبى صلى الله عليه وسلم وكشف عن ساقيه. ثم رجعت فجلست وقد تركت اخى يتوضا ويلحقنى، فقلت ان يرد الله بفلان خيرا، يريد اخاه، يأت به، فاذا انسان يحرك الباب فقلت: من هذا؟ فقال: عمر بن الخطاب، فقلت: على رسلك. ثم جئت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسلمت عليه، فقلت: هذا عمر بن الخطاب يستاذن فقال: "ائذن له وبشره بالجنة" فجئت فقلت له: ادخل وبشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة، فدخل فجلس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى القف عن يساره ودلى رجليه فى البئر. ثم رجعت فجلست فقلت: ان يرد الله بفلان خيرا يات به، فجاء انسان يحرك الباب، فقلت: من هذا؟ فقال: عثمان بن عفان. فقلت: على رسلك، فجئت الى النبى صلى الله عليه وسلم فاخبرته فقال: "ائذن له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه"، فجئته فقلت له: ادخل وبشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة على بلوى تصيبك، فدخل فوجد القف قد ملىء فجلس وجاهه من الشق الآخر.

قال شريك: قال سعيد بن المسيب: فاولتها قبورهم. [أنظر: ۳۶۹۳، ۳۶۹۵، ۶۲۱۶، ۷۰۹۷، ۷۲۶۲] [۱۵]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے گھر میں وضو کر کے باہر نکلے اور میں نے کہا کہ میں آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا رہوں گا اور آپ ہی کے ہمراہ رہوں گا، وہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے مسجد میں جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم مبارک پر چلا، یہاں تک کہ چاہ اریس پر جا پہنچا اور دروازہ پر بیٹھ گیا اور ایک دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا، یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضاءِ حاجت سے فارغ ہوئے اور آپ نے وضو کیا، پھر میں آپ کے پاس گیا، تو آپ بیر اریس پر تشریف فرما تھے، آپ اس کے

[۱۵] ﴿وفى صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان، رقم: ۴۴۱۶، ۴۴۱۷، وسنن الترمذى، كتاب المناقب عن رسول الله، باب فى مناقب عثمان بن عفان، رقم: ۳۶۴۳، ومسند أحمد، أول مسند الكوفيين، باب حديث ابى موسىٰ الأشعرى، رقم: ۱۸۶۸۸، ۱۸۸۱۴، ۱۸۸۲۳.﴾

چبوترے کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنویں میں لٹکا یا تھا، میں نے سلام کیا اس کے بعد میں لوٹ آیا اور دروازہ پر بیٹھ گیا اور اپنے جی میں کہا کہ آج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون؟ انہوں نے کہا ابوبکر! میں نے کہا ٹھہریئے، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر اجازت مانگتے ہیں، فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے آگے بڑھ کر ابوبکر سے کہا اندر آجایئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں، چنانچہ ابوبکر اندر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف چبوترے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے اور اپنی پنڈلیاں کھول لیں، پھر میں لوٹ گیا اور اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

میں نے اپنے بھائی کو گھر میں وضو کرتا ہوا چھوڑا تھا، وہ میرے ساتھ آنے والا تھا، میں نے اپنے جی میں کہا: کاش! اللہ فلاں شخص (یعنی میرے بھائی) کے ساتھ بھلائی کرے اور اسے بھی یہاں لے آئے، یکا یک ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا کون؟ اس نے کہا عمر، میں نے کہا ٹھہریئے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام کر کے عرض کیا، عمر بن خطاب آئے ہیں اجازت مانگتے ہیں، فرمایا ان کو اجازت دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے حضرت عمرؓ کے پاس جا کر کہا اندر آجایئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے، وہ اندر آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چبوترہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے، اس کے بعد میں لوٹا اور اپنی جگہ جا بیٹھا۔

پھر میں نے کہا کہ کاش! اللہ تعالیٰ فلاں شخص (یعنی میرے بھائی) کے ساتھ بھلائی کرتا اور اسے بھی یہاں لے آتا، چنانچہ ایک شخص آیا دروازہ پر دستک دینے لگا، میں نے پوچھا کون؟ اس نے کہا عثمان بن عفان! میں نے کہا ٹھہریئے اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آکر اطلاع دی، فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دو، نیز انہیں جنت کی بشارت دو، ایک مصیبت پر جو ان کو پہنچے گی، میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا اندر آجایئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے، ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی، پھر وہ اندر آئے اور انہوں نے چبوترہ کو بھرا ہوا دیکھا تو اس کے سامنے دوسری طرف بیٹھ گئے (شریک راوی حدیث) فرماتے ہیں کہ سعید بن مسیّب کہتے تھے میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی ہے۔

۳۶۷۵ ـ حدثني محمد بن بشار: حدثنا يحيى، عن سعيد، عن قتادة: ان انس ابن مالک رضی اللہ عنہ حدثهم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد احدا وابو بکر وعمر وعثمان فرجف بهم فقال: "اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشهیدان". [أنظر: ۳۶۸۶، ۳۶۹۷] [۱۶]

[۱۶] وفی سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب عثمان بن عفان، رقم: ۳۶۳۰، وسنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی الخلفاء، رقم: ۴۰۳۲، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند انس بن مالک، رقم: ۱۱۶۶۳.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ حضرات ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کوہِ اُحد پر چڑھے، اچانک پہاڑ (اُحد) ان کے ساتھ (جوشِ مسرت سے) جھومنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُحد! ٹھہر جا تیرے اُوپر ایک نبی ہے ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

۳۶۷۶ ـ حدثنی احمد بن سعید ابو عبد اللّٰہ: حدثنا وھب بن جریر: حدثنا صخر، عن نافع: ان عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنھما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "بینا انا علی بئر انزع منھا جاء نی ابو بکر وعمر، فاخذ ابو بکر الدلو، فنزع ذنوبا او ذنوبین، وفی نزعہ ضعف واللّٰہ یغفر لہ، ثم اخذھا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا، فلم ار عبقریا من الناس یفری فریہ، فنزع حتی ضرب الناس بعطن". قال وھب: العطن مبرک الابل، یقول: حتی رویت الابل فاناخت. [راجع: ۳۶۳۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا (میں نے خواب میں دیکھا) کہ میں ایک کنویں کے اُوپر ہوں، اور اس سے پانی کھینچ رہا ہوں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے، حضرت ابوبکرؓ نے ڈول لیا تو انہوں نے ایک دو ڈول پانی کے نکالے اور ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری (پائی جاتی) تھی، خدا تعالیٰ معاف کریں، پھر حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے وہ ڈول لے لیا، جوان کے ہاتھ میں چرس بن گیا پس میں نے کسی جوان، قوی، مضبوط شخص کو نہیں دیکھا جو ایسی قوت کے ساتھ کام کرتا ہو، انہوں نے اس قدر پانی کھینچا کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے، پانی کافی ہونے کی وجہ سے اس جگہ کو لوگوں نے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ بنا لیا۔

۳۶۷۷ ـ حدثنا الولید بن صالح: حدثنا عیسی بن یونس: حدثنا عمر بن سعید ابن ابی الحسین المکی، عن ابن ابی ملیکۃ، عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال: انی لواقف فی قوم، یدعون اللّٰہ لعمر بن الخطاب، وقد وضع علی سریرہ، اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول: یرحمک اللّٰہ ان کنت لارجو ان یجعلک اللّٰہ مع صاحبیک لانی کثیرا مما کنت اسمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: "کنت وابو بکر وعمر، وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابو بکر وعمر". فان کنت لارجو ان یجعلک اللّٰہ معھما، فالتفت فاذا ھو علی بن ابی طالب. [أنظر: ۳۶۸۵] [۱۷]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں کچھ لوگوں میں کھڑا تھا کہ انہوں

---

[۱۷] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر، رقم: ۴۴۰۲، وسنن ابن ماجۃ، کتاب المقدمۃ، باب فضل ابی بکر الصدیق، رقم: ۹۵، ومسند احمد، مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، باب ومن مسند علی بن ابی طالب، رقم: ۸۵۶.

نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کی اور ان کا جنازہ تابوت پر رکھا جا چکا تھا۔ اچانک ایک شخص میرے پیچھے سے آیا، اس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا (اے عمر!) اللہ تعالیٰ تم پر رحم کریں، میں اُمید کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ تم کو تمہارے ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا، اس لئے کہ میں اکثر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں ابوبکر اور عمر (فلاں جگہ) گئے، بے شک مجھ کو اُمید واثق تھی کہ خدا تعالیٰ تم کو ان دونوں حضرات کے ساتھ رکھے گا، میں نے جب پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب تھے، جنہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

۳۶۷۸ - حدثنا محمد بن يزيد الكوفي: حدثنا الوليد، عن الاوزاعي، عن يحيى ابن ابي كثير، عن محمد بن ابراهيم، عن عروة بن الزبير قال: سألت عبد الله بن عمرو عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: رأيت عقبة بن ابي معيط جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يصلي فوضع رداء في عنقه فخنقه بها خنقا شديدا فجاءه ابو بكر حتى دفعه عنه صلى الله عليه وسلم فقال: ﴿اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاء كم بالبينات من ربكم﴾. [أنظر: ۳۸۵۶، ۴۸۱۵] [۱۸]

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ سے مروی ہے، عروہ کہتے ہیں، میں نے عبداللہ بن عمرو سے دریافت کیا وہ سخت ترین بات کون سی تھی جو مشرکین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی؟ انہوں نے فرمایا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس نے اپنی چادر آپ ﷺ کی گردن مبارک میں ڈال کر آپ ﷺ کا گلا بہت زور سے گھونٹا شروع کیا، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آگئے اور آکر اس کو آپ سے ہٹایا اور کہا، کیا تم ایسے شخص کو مارے ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزے بھی لا چکا ہے۔

(۶) بابُ مناقب عمر بن الخطاب ابي حفص القرشي العدوي رضي الله عنه

قرشی عدوی ابو حفص حضرت عمر بن خطابؓ کے فضائل

۳۶۷۹ - حدثنا حجاج بن منهال: حدثنا عبد العزيز بن الماجشون: حدثنا محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "رأيتني دخلت الجنة فاذا انا بالرميصاء امرأة ابي طلحة، وسمعت خشفة فقلت: من هذا؟ فقال: هذا بلال، ورأيت قصرا بفنائه جارية، فقلت: لمن هذا؟ فقال: لعمر، فاردت ان ادخله فانظر اليه،

[۱۸] وفي مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، رقم: ۶۶۱۳، ۶۷۳۹.

فذكرت غيرتك"، فقال عمر: بابي وامي يا رسول الله أ عليك أغار؟. [أنظر: ۵۲۲۶، ۷۰۲۳] [۱۹]

۳۶۸۰ــ حدثنا سعيد بن ابي مريم: اخبرنا الليث قال: حدثنى عقيل، عن ابن شهاب قال: اخبرني سعيد بن المسيب ان ابا هريرة رضي الله عنه قال: بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ قال: "بينا انا نائم رايتنى فى الجنة فاذا امراة تتوضا الى جانب قصر فقلت: لمن هذا القصر؟ قالوا: لعمر، فذكرت غيرته فوليت مدبرا". فبكى عمر وقال: اعليك اغار يا رسول الله؟ [راجع: ۳۲۴۲]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (خواب میں) میں نے اپنے آپ کو جنت میں جاتے ہوئے دیکھا تو اچانک ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی چاپ سنی، میں نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ تو اس نے کہا یہ حضرت بلال ہیں، وہاں میں نے ایک محل بھی دیکھا جس کے صحن میں ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی، میں نے دریافت کیا یہ کس کا محل ہے؟ ایک شخص نے کہا عمر بن خطاب کا۔ میں نے چاہا اندر جا کر محل دیکھوں، لیکن پھر تمہاری غیرت مجھے یاد آ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے داخل ہونے پر غیرت کروں گا۔

۳۶۸۱ــ حدثنا محمد بن الصلت ابو جعفر الكوفي: حدثنا ابن المبارك، عن يونس، عن الزهري، اخبرني حمزة عن ابيه: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "بينا انا نائم شربت يعني اللبن حتى انظر الى الري يجري في ظفري او في اظفاري، ثم ناولت عمر"، قالوا: فما اولته يا رسول الله؟ قال: "العلم". [راجع: ۸۲]

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دودھ پیا، پھر میں نے دودھ کی سیرابی کی حالت کو دیکھا کہ اس کا اثر میرے ناخنوں سے ظاہر ہو رہا ہے، پھر میں نے (پیالہ کا بچا ہوا دودھ) عمر کو دے دیا، لوگوں نے دریافت کیا اس خواب کی تعبیر آپ نے کیا دی، فرمایا: علم۔

۳۶۸۲ــ حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير: حدثنا محمد بن بشر: حدثنا عبيد الله قال: حدثني أبوبكر بن سالم، عن سالم، عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: أن النبي ﷺ قال: "أريت في المنام أني أنزع بدلو بكرة على قليب، فجاء أبوبكر فنزع ذنوباً أو ذنوبين نزعا ضعيفا و الله يغفر له، ثم جاء عمر بن الخطاب فاستحالت غرباً فلم أر عبقرياً يفري فريه حتى

---

[۱۹] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر، رقم: ۴۴۰۸، ومسند احمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند جابر بن عبدالله، رقم: ۱۳۸۰۱، ۱۴۴۷۲، ۱۴۶۵۶.

روی الناس وضربوا بعطن ". قال ابن جبیر: العبقری: عتاق الزرابی. وقال یحیی: الزرابی: الطنافس لها خمل رقیق. ﴿مبثوثة﴾: کثیرة. [راجع: ۳۶۳۴]

بدلو بکرة۔ بکرة نوجوان اونٹنی کو کہتے ہیں، ''دلو'' اس ڈول کو کہتے ہیں جس میں اونٹنی کو پانی دیا جاتا ہے، کھیتوں کو پانی دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، یعنی بڑا ڈول۔ عبقری کی مناسبت سے قرآن کریم میں جو عبقری حسان آیا ہے اس کی تفسیر کردی یعنی اعلی درجے کی نفیس قالین۔

۳۶۸۳ـ حدثنا علی بن عبد الله: حدثنا یعقوب بن ابراهیم قال: حدثنی أبی، عن صالح، عن ابن شهاب، أخبرنی عبد الحمید أن محمد بن سعد أخبره أن أباه قال: حدثنا عبد العزیز بن عبد الله: حدثنا ابراهیم بن سعد، عن صالح، عن ابن شهاب، عن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید، عن محمد بن سعد بن أبی وقاص، عن أبیه قال: استأذن عمر علی رسول الله ﷺ وعنده نسوة من قریش یکلمنه ویستکثرنه، عالیة أصواتهن علی صوته، فلما استأذن عمر قمن فبادرن الحجاب فأذن له رسول الله ﷺ فدخل عمر ورسول الله ﷺ یضحک فقال عمر: أضحک الله سنک یارسول الله، فقال النبی ﷺ: " عجبتُ من هؤلاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب " قال عمر: فأنت أحق أن یهبن یا رسول الله، ثم قال عمر: یا عدوات أنفسهن، أتهبننی ولا تهبن رسول الله ﷺ؟ فقلن: نعم، أنت أفظ وأغلظ من رسول الله ﷺ. فقال رسول الله ﷺ: " إیهاً یا ابن الخطاب، والذی نفسی بیده ما لقیک الشیطان سالکاً فجاً قط الا سلک فجاً غیر فجک ". [راجع: ۳۲۹۴]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی، اس وقت کچھ عورتیں قریش کی (یعنی ازواجِ مطہرات) رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں، اور باتیں کرنے میں ان کی آوازیں آپ سے بلند ہو رہی تھیں۔ جب حضرت عمرؓ نے (آپ سے) اجازت طلب کی، اور ان عورتوں نے ان کی آواز سنی تو وہ اُٹھ کھڑی ہوئیں اور پردہ میں ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی، چنانچہ وہ اندر آئے اور نبی کریم ﷺ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! خدا تعالیٰ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنسائے، آپ ﷺ اس وقت کیوں مسکرا رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ان عورتوں کی حالت پر مجھ کو تعجب ہے (میرے پاس بیٹھی ہوئی شور مچا رہی تھیں) تمہاری آواز سنتے ہی پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپ اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ وہ آپ سے ڈریں، پھر حضرت عمرؓ نے ان عورتوں کو مخاطب کر کے کہا، اے اپنی جان کی دشمن عورتوں! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، تم سے اس لئے ڈرتی ہیں کہ تم سید الکونین ﷺ کی بہ نسبت عادت کے سخت اور

سخت گو ہو، رسالت مآب ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! کوئی اور بات کرو، ان کو چھوڑ دو، مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب تم سے شیطان کسی راستہ میں چلتے ہوئے ملتا ہے، تو وہ تمہارے راستہ کو چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلنے لگتا ہے۔

ایھا یا ابن الخطاب، اگر اس کو **ھاء** کے سکون سے پڑھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رک جاؤ، جو تم کہہ رہے ہو اس کو چھوڑ دو۔ اور اگر **ایھاً** بالتنوین پڑھیں، تو پھر اس کے معنی ہیں جو کچھ کہہ رہے ہو ٹھیک ہے، غلط نہیں کہہ رہے ہو۔

۳۶۸۴ - حدثنا محمد بن المثنی: حدثنا یحیی، عن اسماعیل: حدثنا قیس قال: قال عبد اللہ: ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر. [أنظر: ۳۸۶۳] [۲۰]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں، اس وقت سے ہم برابر کامیاب اور غالب رہے ہیں۔

۳۶۸۵ - حدثنا عبدان: أخبرنا عبد اللہ: أخبرنا عمر بن سعید، عن ابن أبی ملیکۃ: أنہ سمع بن عباس یقول: وُضع عمر علی سریرہ فتکنّفہ الناس یدعون ویصلون قبل أن یرفع وأنا فیھم، فلم یرعنی الا رجل آخذ منکبی فاذا علی بن أبی طالب فترحّم علی عمر وقال: ما خلّفت أحداً أحب الی أن ألقی اللہ بمثل عملہ منک، وایم اللہ ان کنت لاظن ان یجعلک اللہ مع صاحبیک وحسبت أنی کنت کثیرا أسمع النبی ﷺ یقول: ذھبت أنا وأبو بکر وعمر. ودخلت أنا وأبو بکر وعمر وخرجت أنا وأبو بکر وعمر". [راجع: ۳۶۷۷]

یہ حضرت علیؓ کے الفاظ ہیں حضرت عمرؓ کے بارے میں کہ **ماخلفت احدا حبّ الیّ الخ**- آپ ﷺ نے کوئی شخص اپنے پیچھے نہیں چھوڑا جس کے بارے میں مجھے یہ زیادہ محبوب ہو کہ میں اس جیسے عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملوں یعنی آپ میرے لئے باعث رشک تھے۔

۳۶۸۶ - حدثنا مسدد: حدثنا یزید بن زریع: حدثنا سعید قال وقال لی خلیفۃ: حدثنا محمد بن سواء وکھمس بن المنھال قالا: حدثنا سعید، عن قتادۃ، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: صعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی احد ومعہ ابو بکر وعمر وعثمان فرجف بھم فضربہ برجلہ وقال: "اثبت احد فما علیک الا نبی او صدیق او شھیدان". [راجع: ۳۶۷۵]

فرجف بھم فضربہ برجلہ - جس پر آپ ﷺ نے اس پر ایک ٹھوکر لگائی۔

۳۶۸۷ - حدثنا یحی بن سلیمان قال: حدثنی ابن وھب قال: حدثنی عمر ھو ابن

[۲۰] انفرد بہ البخاری.

محمد، ان زيد بن أسلم حدثه عن أبيه قال: سألني ابن عمر عن بعض شانه يعني عمر فأخبرته فقال: ما رأيت أحدا قط بعد رسول الله ﷺ من حين قبض كان أجد وأجود حتى انتهى من عمر بن الخطاب. [۲۱، ۲۲]

ترجمہ: حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے حضرت عمرؓ کے بعض حالات دریافت کئے تو میں نے ان سے کہا، نبی کریم ﷺ کے بعد جب سے آپ کی وفات ہوئی ہے، میں نے کبھی کسی کو حضرت عمرؓ سے زیادہ صالح اور سخی تر نہیں دیکھا، اور یہ تمام خوبیاں حضرت عمر بن خطابؓ پر ختم ہوگئیں۔

حتى انتهى کے معنی یہاں تک کہ وفات ہوگئی۔ یعنی حضرت عمرؓ کے مقابلے میں میں نے کسی شخص کو زیادہ سخی اور کوشش کرنے والا نہیں پایا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔

۳۶۸۸ـ حدثنا سليمان بن حرب: حدثنا حماد بن زيد، عن ثابت، عن انس رضى الله عنه: ان رجلا سال النبى صلى الله عليه وسلم عن الساعة، فقال: متى الساعة؟ قال: "وماذا اعددت لها؟" قال: لا شىء، الا انى احب الله ورسوله صلى الله عليه وسلم، فقال: "انت مع من احببت". قال انس: فما فرحنا بشىء فرحنا بقول النبى صلى الله عليه وسلم: "انت مع من احببت". قال أنس: فانا احب النبى صلى الله عليه وسلم وابا بكر وعمر وارجو ان اكون معهم بحبى اياهم وان لم اعمل بمثل اعمالهم. [أنظر: ۶۱۶۷، ۶۱۷۱، ۷۱۵۳] [۲۳]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی بابت دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: تم نے اس کیلئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے بجز اس کے کوئی تیاری نہیں کی کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہوگے جس کو تم دوست رکھتے ہو۔

---

[۲۱] لا يوجد للحديث مكررات.

[۲۲] انفرد به البخاری.

[۲۳] وفي صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب، رقم: ۴۷۷۵، ۴۷۷۶، وسنن الترمذی، كتاب الزهد عن رسول الله، باب ما جاء أن المرء مع من أحب، رقم: ۲۳۰۷، وسنن ابی داؤد، كتاب الأدب، باب اخبار الرجل الرجل بمحبته اياه، رقم: ۴۴۶۲، ومسند أحمد، باقی مسند المكثرين، باب مسند انس بن مالک، رقم: ۱۱۵۷۵، ۱۲۱۳۲، ۱۲۱۶۳، ۱۲۲۳۱، ۱۲۲۴۲، ۱۲۲۵۳، ۱۲۳۰۱، ۱۲۳۰۷، ۱۲۳۵۸، ۱۲۵۲۳، ۱۲۵۷۴، ۱۲۵۹۵، ۱۲۶۱۹، ۱۲۶۸۱، ۱۲۶۹۰، ۱۲۷۴۷، ۱۲۸۳۸، ۱۲۸۸۳، ۱۲۸۹۲، ۱۲۹۰۸، ۱۳۱۸۹، ۱۳۳۲۶، ۱۳۴۱۵، ۱۳۵۰۱، ۱۳۵۵۹.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کسی بات پر اتنے خوش نہیں ہوئے، جس قدر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر کہ تم اسی کے ساتھ ہو گے جس کو تم دوست رکھو گے، مسرور ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتا ہوں اور مجھے اُمید واثق ہے کہ چونکہ مجھے ان حضرات سے محبت ہے لہٰذا میں ان کے ہمراہ ہوں گا، اگر چہ میں نے ان حضرات جیسے اعمال نہیں کئے۔

۳۶۸۹ — حدثنا یحي بن قزعة: حدثنا ابراهيم بن سعد، عن أبيه، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال رسول الله ﷺ: لقد كان فيما قبلكم من الامم محدثون، فان يكن في أمتي أحد فانه عمر زاد زكريا بن أبي زائدة، عن سعد، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة قال: قال النبي ﷺ لقد كان فيمن كان قبلكم من بني اسرائيل رجال يكلمون من غير ان يكونوا أنبياء، فان يكن في أمتي منهم أحد فعمر" قال ابن عباس رضي الله عنهما: " من نبي ولا محدث " [راجع: ۳۴۶۹]

ترجمہ: سید الرسل ﷺ نے فرمایا: کہ تم سے پہلی اُمتوں میں کچھ لوگ محدث ہوا کرتے تھے اگر میری اُمت میں کوئی محدث (ملہم من اللہ) ہوا تو وہ عمرؓ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا تم سے بیشتر بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے باتیں کی جاتی تھیں، بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، پس اگر میری اُمت میں ایسا کوئی ہوگا تو عمر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک قراءت بتائی ہے کہ ایک قرأۃ میں **"ولا محدث"** کا ذکر بھی آیا ہے۔

۳۶۹۰ — حدثنا عبدالله بن یوسف: حدثنا الليث: حدثنا عقيل، عن ابن شهاب، عن سعيد بن المسيب وأبي سلمة بن عبدالرحمن قالا: سمعنا أبا هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله ﷺ بينما راع في غنمه عدا الذئب فاخذ منها شاة فطلبها حتى استنقذها فالتفت اليه الذئب فقال له: من لها يوم السبع؟ ليس لها راع غيري" فقال الناس: سبحان الله" فقال النبي ﷺ فاني أومن به وأبوبكر وعمر" وما ثم أبو بكر وعمر. [راجع: ۲۳۲۴]

یہ دو واقعے ہیں، ایک واقعہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ گائے بولی، لوگوں نے تعجب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایمان لاتا ہوں اور ابو بکرؓ و عمرؓ ایمان لاتے ہیں دوسرا واقعہ بھیڑیئے کا ہے کہ بھیڑیا بکری لے گیا تھا، راعی نے اس سے بکری چھڑالی تو بھیڑیا بولا۔ اس میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا میں ایمان لاتا ہوں اور ابو بکرؓ و عمرؓ ایمان لاتے ہیں۔

دونوں حدیثوں میں حضرت ابو بکرؓ کی بھی منقبت ہے اور حضرت عمرؓ کی بھی، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے گائے کا واقعہ حضرت صدیق اکبرؓ کے مناقب میں ذکر کیا ہے اور بھیڑیئے کا واقعہ حضرت عمرؓ کے مناقب میں ذکر فرمایا ہے، حالانکہ یہ دو حدیثیں ایسی ہیں جو امام بخاری رحمہ اللہ مختلف ابواب میں بار بار لا رہے ہیں لیکن صدیق اکبرؓ کے

مناقب میں بھیڑیے والی حدیث نہیں لائے اور حضرت عمرؓ کے مناقب میں گائے والی حدیث نہیں لائے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ بقرہ پر جب آدمی سوار ہوا تو اگر چہ اس نے شکایت کی کہ **"ماخلقت لهٰذا"** لیکن مان گئی، یہ نہیں کیا کہ اس شخص کو نیچے اتار دیا ہو۔

اور بھیڑیا جو بکری کو لے گیا تھا تو بکری کے راعی نے اس سے بکری چھڑالی۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے مزاج میں بھی نرمی، حلم اور بردباری تھی، اس لئے اس کی مناسبت سے بقرہ والی حدیث ان کے مناقب میں ذکر کی۔ اور حق دار سے حق وصول کرنا، ظالم کا ہاتھ پکڑنا یہ حضرت عمرؓ کا مزاج تھا، اس لئے ان کے مناقب میں اس کو ذکر کیا۔

۳۶۹۱ـ حدثنا یحیی بن بکیر: حدثنا اللیث، عن عقیل، عن ابن شهاب قال: اخبرنی ابو امامة بن سهل بن حنیف، عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: "بینا انا نائم رأیت الناس عرضوا علی وعلیهم قمص فمنها ما یبلغ الثدی، ومنها ما یبلغ دون ذلک. وعرض علیّ عمر وعلیه قمیص اجتره"، قالوا: فما اولته یا رسول الله؟ قال: "الدین". [راجع: ۲۳]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ سیدالرسل ﷺ نے فرمایا کہ میں سورہا تھا دیکھتا کیا ہوں کہ لوگوں کو میرے سامنے لایا جارہا ہے (اور مجھے دکھایا جارہا ہے) یہ سب لوگ کرتے پہنے ہوئے تھے، جن میں بعض کرتے تو سینے تک پہنچتے تھے اور بعض کے اس سے نیچے، پھر میرے سامنے عمر بن خطاب کو لایا گیا جو اتنا لمبا کرتے پہنے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتے تھے، لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی ہے؟ فرمایا: دین (اسلام)۔[۲۳]

۳۶۹۲ـ حدثنا الصلت بن محمد: حدثنا اسماعیل بن ابراهیم: حدثنا أیوب، عن ابن أبي ملیکة، عن المسور بن مخرمة قال: لما طعن عمر جعل یألم، فقال له ابن عباس، وکأنه یجزعه: یا أمیر المومنین ولئن کان ذک لقد صحبت رسوال الله ﷺ فأحسنت صحبته ثم فارقت وهو عنک راضٍ. ثم صحبت أبا بکر فأحسنت صحبته، ثم فارقت وهو عنک راضٍ، ثم صحبت صحبتهم فأحسنت صحبتهم. ولئن فارقتهم لتفارقنهم وهم عنک راضون. قال: أما ما ذکرت من صحبة رسول الله ﷺ ورضاه فان ذلک منٌّ من الله جل ذکره منّ به علي وأما ما تری من جزعی فهو من اجلک، ومن أجل أصحابک، والله لو أن لی طلاع الارض ذهبا،

[۲۳] تشریح ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج: ۱، کتاب الایمان، باب تفاضل أهل الایمان فی الأعمال، رقم: ۲۳.

لافتدیت به من عذاب الله عز وجل قبل أن أراه. قال حماد بن زید: حدثنا أیوب، عن ابن أبی ملیكة، عن ابن عباس: دخلت علی عمر. بهذا. ۲۵، ۲۶

حضرت مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں **لما طعن عمر جعل یألم،** جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو وہ تکلیف کا اظہار کر رہے تھے **فقال له ابن عباس:** حضرت عبداللہ بن عباسؓ وہاں موجود تھے **وکأنه یجزّعه،** گویا کہ وہ ان کو تسلی دے رہے تھے، "**جزع**" گھبراہٹ دور کرنے کو کہتے ہیں یعنی تسلی دینا۔ **یا امیر المؤمنین الخ** جو تکلیف آپ کو ہو رہی ہے اگر ہو بھی تو آپ کے فضائل اتنے بلند ہیں کہ **لقد صحبت رسول الله الخ**. پھر ان کے صحابہؓ سے آپ کی محبت ہو رہی ہے۔

قال: اما ماذکرت الخ واما ماتری من جزعی الخ اور یہ جو تم گھبراہٹ دیکھ رہے ہو تو یہ گھبراہٹ تکلیف یا موت کے اندیشہ سے نہیں ہے بلکہ یہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے کہ بعد میں زمام خلافت کون سنبھالتا ہے اور لوگوں کے حقوق کیسے ادا کرتا ہے اور لوگوں کی نگرانی کیسے کرتا ہے۔

طلاع الارض، ای ملا الارض، اللہ کی قسم اگر مجھے ساری زمین بھر کر بھی سونا مل جائے تو **لا فتدیت به من عذاب الله عزوجل قبل ان أراه،** میں اس کو فدیہ دے کر اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے چھڑانے کی کوشش کروں قبل اس کے کہ وہ عذاب دیکھوں۔ یعنی اس وقت بھی خشیت کا یہ عالم ہے جبکہ نبی کریم ﷺ سے جنت کی خوشخبری سن چکے ہیں۔

۳۶۹۳ــ حدثنا یوسف بن موسی: حدثنا ابو اسامة قال: حدثنی عثمان بن غیاث: حدثنا ابو عثمان النهدی، عن ابی موسی رضی الله عنه قال: کنت مع النبی صلی الله علیه وسلم فی حائط من حیطان المدینة فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "افتح له وبشره بالجنة" ففتحت له، فاذا هو ابوبکر فبشرته بما قال النبی صلی الله علیه وسلم فحمد الله. ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "افتح له وبشره بالجنة" ففتحت له، فاذا هو عمر فاخبرته بما قال النبی صلی الله علیه وسلم فحمد الله. ثم استفتح رجل فقال لی: "افتح له وبشره بالجنة علی بلوی تصیبه"، فاذا عثمان فاخبرته بما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فحمد الله ثم قال: الله المستعان. [راجع: ۳۶۷۴]

۳۶۹۴ــ حدثنا یحیی بن سلیمان قال: حدثنی ابن وهب قال: أخبرنی حیوة قال: حدثنی أبو عقیل زهرة بن معبد أنه سمع جده، عبدالله بن هشام قال: کنا مع النبی ﷺ

---

۲۵ لا یوجد للحدیث مکررات.

۲۶ انفرد به البخاری.

وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب. [انظر: ۶۲۶۴، ۶۶۳۲] ؎

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت ہے کہ ہم رسالت مآب ﷺ کے ساتھ تھے اور آنحضرت ﷺ حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔

ہاتھ پکڑنا یہ خصوصی تعلق کی علامت ہے۔

(۷) باب مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی رضی اللہ عنہ

ابو عمرو قرشی حضرت عثمان بن عفان کے مناقب کا بیان

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "من یحفر بئر رومة فله الجنة"، فحفرها عثمان. وقال: "من جهز جیش العسرة فله الجنة"، فجهزه عثمان.

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے چاہِ رومہ کھدوایا اس کے لئے جنت ہے اور اس کو حضرت عثمانؓ نے کھدوایا۔ اور جس نے جیشِ عسرت کا سامان درست کردیا، وہ بھی جنت کا مستحب ہے، اور اس کا حضرت عثمانؓ نے تمام سامان تیار کیا تھا۔

۳۶۹۵ ـ حدثنا سلیمان بن حرب: حدثنا حماد بن زید، عن ایوب، عن ابی عثمان، عن ابی موسی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطا وامرنی بحفظ باب الحائط فجاء رجل یستاذن فقال: 'ائذن له وبشره بالجنة"، فاذا ابو بکر. ثم جاء آخر یستاذن فقال: "ائذن له وبشره بالجنة"، فاذا عمر. ثم جاء آخر یستاذن فسکت هنیهة ثم قال: "ائذن له وبشره بالجنة علی بلوی ستصیبه"، فاذا عثمان بن عفان. [راجع: ۳۶۷۴]

قال حماد: وحدثنا عاصم الأحول وعلی بن الحکم: سمعا أبا عثمان یحدث عن أبی موسیٰ بنحوه. وزاد فیه عاصم أن النبی ﷺ کان قاعدا فی مکان فیه ماء قد کشف عن رکبتیه أو رکبته فلما دخل عثمان غطاها.

ترجمہ: عاصم نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں پانی تھا، آپ نے اپنے دونوں گھٹنے یا ایک کھول دیئے تھے پھر جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپ نے ان کو چھپالیا۔

۳۶۹۶ ـ حدثنی أحمد بن شبیب بن سعید: حدثنی أبی عن یونس: قال ابن شهاب:

؎ وفی مسند أحمد، مسند الشامیین، باب حدیث عبد اللہ بن هشام جد زهرة بن معبد، رقم: ۱۷۳۵۵، وأول مسند الکوفیین، باب حدیث جد زهرة بن معبد، رقم: ۱۸۱۹۳، وباقی مسند الأنصار، باب حدیث عبد اللہ بن هشام، رقم: ۲۱۳۶۵.

اخبرني عروة أن عبيد اللّٰه بن عدي بن الخيار أخبره: أن المسور بن مخرمة وعبدالرحمن بن الاسود بن عبد يغوث قالا: ما يمنعک أن تكلم عثمان لاخيه الوليد فقد أكثر الناس فيه؟ فقصدت لعثمان حتى خرج الى الصلاة. قلت: ان لي اليک حاجة وهي نصيحة لک. قال: يا أيها المرء منک ــ قال معمر: أراه قال: أعوذ بالله منک ــ فانصرفت فرجعت اليهما اذ جاء رسول عثمان فاتيته. فقال: ما نصيحتک؟ فقلت: ان الله سبحانه بعث محمدا ﷺ بالحق وأنزل عليه الكتاب وكنت ممن استجاب الله ولرسوله ﷺ فهاجرت الهجرتين، وصحبت رسول اللّٰه ﷺ ورأيت هديه وقد أكثر الناس في شأن الوليد، قال: أدركت رسول اللّٰه ﷺ؟ قلت: لا، ولكن خلص اليّ من علمه ما يخلص الى العذراء في سترها. قال: أما بعد فان الله بعث محمدا ﷺ، بالحق، فكنت ممن استجاب لله ولرسوله ﷺ وآمنت بما بعث به وهاجرت الهجرتين كما قلت. وصحبت رسول الله ﷺ وبايعته فوالله ما عصيته ولا غششته حتى توفاه الله ثم أبو بكر مثله ثم عمر مثله ثم استخلفت، أ فليس لي من الحق مثل الذي لهم؟ قلت: بلى، قال: فما هذه الاحاديث التي تبلغني عنكم؟ أما ما ذكرت من شأن الوليد فسنأخذ فيه بالحق ان شاء اللّٰه تعالى. ثم دعا عليًا فأمره أن يجلد فجلده ثمانين. [انظر: ۳۸۷۲، ۳۹۲۷][۲۸]

حضرت مسور بن مخرمہؓ اور عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث دونوں نے حضرت عبیداللہ بن عدی بن الخیار سے کہا کہ **ما يمنعک أن تكلم عثمان لاخيه الوليد**، آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپ حضرت عثمانؓ سے ان کے ماں شریک بھائی ولید بن عقبہ کے بارے میں بات کریں۔ **فقد أكثر الناس فيه؟** کیونکہ لوگوں نے ان کے بارے میں بہت باتیں کی ہیں۔

فقصدت لعثمان، مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ولید بن عقبہ کو گورنر بنایا ہوا ہے اور لوگ ان کے بارے میں بہت باتیں کررہے ہیں کہ یہ شخص گورنر بننے کے لائق نہیں ہے تو آپ جا کر ان سے بات کریں۔ عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے پاس جانے کا اردارہ کیا۔

حتى خرج الى الصلاة، قلت: ان لي اليک حاجة وهي نصيحة لک، قال: يأيها المرء منک. قال معمر: أراه قال: أعوذ بالله منک. حضرت عثمانؓ نے پہلے فرمایا تم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، یعنی یہ خیال ہوا کہ جب وہ نصیحت کررہے ہیں تو پتہ نہیں کیا کہیں، کہیں ایسی بات نہ کہہ دیں جو میرے لئے مشکل ہو۔ **فانصرفت فرجعت اليهما إذجاء رسول عثمان**، میں خود واپس چلا گیا، حضرت عثمانؓ کا قاصد پیغام لے کر آیا۔

[۲۸] وفي مسند أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، باب مسند عثمان بن عفان، رقم: ۴۵۰، ۵۲۹

فأتيته، فقال: مانصيحتك؟ انہوں نے پوچھا کہ کیا نصیحت کرنا چاہتے ہو؟ **فقلت: ان الله سبحانه بعث محمداً ﷺ بالحق وأنزل عليه الكتاب. ..... في شأن الوليد،** پہلے حضرت عثمانؓ کے فضائل بیان کئے اور پھر کہا کہ لوگ ولید کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔

قال: أدركت رسول الله ﷺ؟ حضرت عثمانؓ نے عبید اللہ بن الخیار سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو پایا ہے؟ **قلت: لا، لكن خلص الي من علمه ما يخلص الى العذراء في سترها.** میں نے پایا تو نہیں لیکن میرے پاس وہ علم پہنچ گیا ہے جو ایک کنواری لڑکی کے پاس اس کے پردے میں پہنچ جاتا ہے۔ یعنی کنواری لڑکی اگر چہ خود کہیں نہیں جاتی لیکن دوسرے ذرائع سے اس تک علم پہنچ جاتا ہے، اسی طرح اگر چہ میں حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں حاضر نہیں تھا لیکن آپ کی باتوں کا علم مجھ کو پہنچ گیا ہے۔ **قال:** اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا، **اما بعد... ثم استخلفت،** پھر مجھے خلیفہ بنایا گیا، **افليس لي من الحق مثل الذي لهم؟** کیا مجھے وہ حق حاصل نہیں جو حضرات شیخینؓ کو حاصل تھا؟ **قلت: بلى، قال: فما هذه الأحاديث التي تبلغني عنكم؟** کیا باتیں ہیں جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی رہتی ہیں؟ یعنی لوگ بلا وجہ مجھ پر اعتراضات اور طعن کرتے رہتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ **اما ما ذكرت من شأن الوليد،** آپ نے ولید بن عقبہ کے بارے میں جو بات کی ہے **سنأخذ فيه بالحق ان شاء الله تعالى،** اس میں ان شاء اللہ ہم حق پر عمل کریں گے۔ **ثم دعا علياً الخ** پھر حضرت علیؓ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ ولید بن عقبہ کو کوڑے لگائیں، انہوں نے اسی کوڑے لگائے۔

ولید بن عقبہ کا تفصیلی واقعہ

یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مسلم شریف میں بھی ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ ؓ مشہور صحابی ہیں اور عقبہ بن ابی معیط کے بیٹے ہیں جو کافروں کا مشہور سردار تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو بہت زیادہ تکلیف دی اور پریشان کیا، حضور اکرم ﷺ نے اس کے حق میں بددعا بھی فرمائی اور یہ بدر میں ختم ہوا۔ [ف]

اس کے لڑکے حضرت ولیدؓ مسلمان ہوگئے تھے اور ان مسلمانوں میں سے ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "حسن اسلام"۔ حضرت عثمان ؓ سے پہلے ہی ان کو مختلف جگہوں کا عامل بنایا گیا، حضرت عثمانؓ نے ان کو کوفہ کا عامل بنادیا، کوفہ والوں کو کسی گورنر پر قرار نہیں آتا تھا، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ پر بھی اعتراضات کئے۔

ولید بن عقبہ پر انہوں نے اعتراض کیا جو صحیح روایات اور مسلم شریف میں ہے کہ انہوں نے شراب پی ہے اور دو گواہوں نے آکر گواہی دی، جس کی بنیاد پر ان کو اسی کوڑے لگائے گئے اور گورنری سے معزول کر دیا گیا۔

ف عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۴۲۷

چونکہ ان کوکوڑے لگانا صحیح روایات میں موجود ہے، بخاری اور مسلم میں زیادہ وضاحت کے ساتھ ہے کہ حمران اور ابو ساسان نے حضرت عثمانؓ کے سامنے گواہی دی تھی۔ اور مسلم کی دوسری روایت میں یہاں تک ہے کہ شراب پی کر فجر کی نماز پڑھانے کے لئے آگئے جب دو رکعتیں پڑھا چکے تو لوگوں سے کہا **ازیدکم؟** اور پڑھاؤں؟ اس کے نتیجے میں لوگوں نے گواہی دی کہ یہ شراب پیتے ہیں جس کی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے ان پر حد جاری کی۔

ان روایات کی وجہ سے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ واقعی اس جرم کے مرتکب ہوئے ہوں گے، لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے خلاف سازش تھی۔ طبری نے تاریخ الامم والملوک کے اندر روایت نقل کی ہے کہ اصل بات یہ ہوئی تھی کہ دو چار غنڈہ ٹائپ آدمی تھے جنہوں نے کسی کو قتل کر دیا تھا ان کا نام زینب اور مروّع تھا۔ حضرت ولید بن عقبہؓ نے ان سے قصاص لیا۔ زینب اور مروع کے باپ ان کے دشمن ہو گئے، ورنہ ان کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ بہترین سیرت کے مالک شخص تھے، لوگ ان سے بہت خوش تھے۔ ان کے گھر میں دربان تو کجا دروازہ تک نہیں لگا تھا جس شخص کی کوئی حاجت ہوتی تو وہ سیدھا اندر چلا آتا اور اپنی حاجت بیان کرتا۔ نے

ایک مرتبہ نماز پڑھا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا کہ نماز کے بعد پوچھا، اور پڑھاؤں ولیدؓ کا کہنا ہے کہ میں بھول گیا تھا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ایک رکعت پڑھائی ہو، چند لوگ پہلے سے مخالف تھے اس لئے یہ مشہور کر دیا کہ انہوں نے شراب پینے کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ اور پہلے سے بھی ایسی افواہیں مشہور ہو رہی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا پہلے بنو تغلب کے نصاریٰ کے ساتھ تعلق تھا، ان کا ایک آدمی ان کے پاس آ گیا اور ان کی تعلیم و تبلیغ کی وجہ سے مسلمان ہو گیا، اب وہ ان کے گھر آتا رہتا تھا۔ چونکہ پہلے وہ نصرانی تھا اس لئے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ اس کے ساتھ بیٹھ کر پینے پلانے میں مشغول ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ابو زینب اور ابو مروّع انہوں نے سب لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ ولید بن عقبہ کے گھر چھاپہ ماریں گے، گھر کا دروازہ نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ سیدھے گھر میں داخل ہو گئے، ولید بن عقبہؓ اور تغلبی ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ولید بن عقبہ نے لوگوں کو آتے دیکھا تو جلدی سے کسی چیز کو چھپا لیا، لوگوں کو اور شبہ گزرا کہ یہ شراب وغیرہ چھپائی ہوگی، جب تلاشی لی اور پوچھا کہ کیا چھپایا ہے؟ تو دیکھا کہ وہ ایک پلیٹ میں تھوڑے سے انگور تھے، اب وہ کیوں چھپائے تھے؟ ولید بن عقبہؓ کا کہنا ہے کہ میں نے سوچا کہ یہ اتنے سارے لوگ ہیں اور تھوڑے سے انگور ہیں، لوگ دیکھ کر پتہ نہیں کیا سمجھیں گے کہ گورنر کے گھر میں اتنے تھوڑے سے انگور ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اتنے سارے لوگوں کے سامنے پیش بھی نہیں کئے جا سکتے، کیونکہ یہ تھوڑے ہیں اور لوگ زیادہ ہیں۔

اب ان کو ناکامی ہوئی، گھر کا دروازہ تو نہیں تھا، لہٰذا کسی طرح ان لوگوں نے جا کر حضرت ولیدؓ کی انگوٹھی

نے وذکر الطبری: أن الولید ولی الکوفۃ خمس سنین، قالوا: وکان جوادا، فولّی عثمان بعدہ سعید بن العاص، فسار فیهم سیرۃ عادلۃ. عمدۃ القاری، ج: ۱۱، ص: ۴۲۹.

قبضہ میں لے لی اور جا کر حضرت عثمانؓ کے پاس گواہی دی کہ ہم نے ان کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے، ایک نے کہا قے کرتے ہوئے دیکھا ہے اور دلیل یہ ہے کہ وہ نشہ میں مدہوش پڑے ہوئے تھے، اس حالت میں ہم نے ان کی انگوٹھی اُتار لی، جو اب ہمارے پاس ہے۔

حضرت عثمانؓ شروع میں متردد تھے کہ ولید کو اچھی طرح جانتے تھے، ان کے ماں شریک بھائی تھے، ان کی تربیت حضرت عثمانؓ نے کی تھی اس واسطے ان کو تردد تھا کہ یہ الزام صحیح ہے یا غلط؟ لیکن ہر طرف سے دباؤ بڑھا کہ ولید پر حد جاری کرو، حد جاری کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں نے آکر گواہیاں بھی دیدیں۔

ولید بن عقبہؓ نے کہا کہ خدا جانتا ہے کہ یہ الزام میرے اوپر غلط ہے، لیکن آپ حاکم ہیں آپ جو فیصلہ چاہیں کریں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: میرے بھائی! بات یہ ہے کہ گواہیاں گزر چکی ہیں اس لئے میں ان کے مطابق فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر تم بے گناہ ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہیں جزا دے گا۔ چنانچہ ان پر حد جاری کی گئی۔

یہ سارے واقعات طبری نے اپنے تاریخ میں اور عمر بن شبہ نے تاریخ مدینہ میں نقل کئے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان واقعات کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ ف۱

اس بات کی موجودگی میں یہ کہنا تو صحیح ہے کہ ان پر حد لگی، لیکن یقین اور جزم کے ساتھ یہ کہنا کہ شراب نوشی کرتے تھے، درست نہیں۔ اگر کوئی شخص عالم اسلام میں شراب نوشی کرتا ہو تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے گھر کا دروازہ نہ لگائے، گھر کا دروازہ کھول کر شراب نوشی نہیں کر سکتا، آدمی خلوت چاہتا ہے۔

اس کی تفصیل اس لئے بتادی کہ روایات پڑھنے کے بعد خاص طور سے بخاری اور مسلم کی روایات پڑھنے کے بعد ذہن میں خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب مرحوم نے خلافت وملوکیت کے اندر رائی کا پہاڑ کھڑا کر دیا اور ولید بن عقبہؓ کی وجہ سے حضرت عثمانؓ پر اعتراض کیا کہ انہوں نے ایسے شخص کو گورنر مقرر کیا تھا العیاذ باللہ العظیم، میں نے آپ کو اس کی پوری حقیقت بتادی۔ البتہ ان کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ آیت کریمہ **یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا إِنْ جَاءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَیَّنُوْا الخ** ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ ف۲

۳۶۹۷ — حدثنا مسدد: حدثنا یحیی، عن سعید، عن قتادة: ان انسا رضی اللہ عنه حدثهم قال: صعد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم احدا ومعه ابو بکر وعمر وعثمان فرجفت

ف۱ ﴿فتح الباری، ج:۷، ص:۵۷﴾

ف۲ ﴿خلافت وملوکیت﴾

فقال: "اسكن احد. اظنه ضربه برجله. فليس عليك الا نبي وصديق وشهيدان".

[راجع: ۳۶۷۵]

۳۶۹۸ـ حدثني محمد بن حاتم بن بزيغ: حدثنا شاذان: حدثنا عبد العزيز بن ابي سلمة الماجشون، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابي بكر احدا، ثم عمر ثم عثمان، ثم نترك اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لا نفاضل بينهم. [راجع: ۳۶۵۵، ۳۱۳۰]

تابعه عبدالله بن صالح عن عبدالعزيز.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم رسالت مآب ﷺ کے عہدِ مبارک میں حضرت ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے، پھر حضرت عمرؓ کو اور پھر حضرت عثمانؓ کو۔ اس کے بعد ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیتے تھے، یعنی ان میں باہم کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہ دیتے تھے۔

۳۶۹۹ـ حدثنا موسى: حدثنا ابو عوانة: حدثنا عثمان هو ابن موهب قال: جاء رجل من أهل مصر وحج البيت فرأى قوماً جلوساً فقال: من هؤلاء القوم؟ قال: هؤلاء قريش، قال: فمن الشيخ فيهم؟ قالوا: عبد الله بن عمر. قال: يا ابن عمر، انى سائلك عن شئ فحدثني عنه هل تعلم أن عثمان فرّ يوم أُحد؟ قال: نعم، فقال: تعلم أنه تغيب عن بدر ولم يشهد؟ قال: نعم، قال الرجل: هل تعلم أنه تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها؟ قال: نعم، قال: الله اكبر. قال ابن عمر: تعال أبين لك. أما فراره يوم أُحد، فأشهد أن الله عفا عنه وغفر له وأما تغيبه عن بدر فانه كان تحت بنت رسول الله ﷺ وكانت مريضة. فقال له رسول الله ﷺ " ان لك أجر رجل ممن شهد بدراً وسهمه " وأما تغيبه عن بيعه الرضوان فلو كان أحد أعز ببطن مكة من عثمان لبعثه مكانه. فبعث رسول ﷺ عثمان وكانت بيعه الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة، فقال رسول الله ﷺ بيده اليمنى " هذه يد عثمان " فضرب بها على يده فقال: " هذه لعثمان " فقال له ابن عمر: اذهب بها الآن معك.

حدثنا مسدد حدثنا يحيى عن سعيد عن قتادة أن أنساً رضي الله عنه حدثهم قال صعد رسول الله ﷺ احداً ومعه ابوبكر و عمر و عثمان فرجف فقال اسكن احد أظنه ضربه برجله فليس عليك الا نبي و صديق و شهيدان.

حدیث کا مفہوم

عثمان بن موہب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مصر والوں میں سے آیا، اور اس نے بیت اللہ کا حج کیا، تو ایک

جگہ چند لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر کہا، یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا یہ قریش ہیں، اس نے پوچھا ان کا شیخ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عبداللہ بن عمر، اس شخص نے ابن عمر کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے ابن عمر! میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، تم اس کا جواب دو، کیا تم کو معلوم ہے کہ عثمان جنگ اُحد میں بھاگ گئے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر اس نے پوچھا تم کو معلوم ہے کہ عثمان بدر کے معرکہ سے غائب تھے اور جنگ میں شریک نہ تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں، پھر اس نے کہا: تم کو معلوم ہے کہ عثمان بیعت رضوان میں بھی شریک نہ تھے اور غائب رہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں، اس پر اس شخص نے اللہ اکبر کہا، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا کہ ادھر آئیں تجھ سے حقیقت حال بیان کروں۔

اُحد کے دن حضرت عثمان کا بھاگ جانا تو اس کے متعلق یہ ہے کہ خدا نے ان کے اس قصور کو معاف فرمادیا اور ان کو بخش دیا اور بدر کے دن عثمان کا غائب ہونا اس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیاری صاحبزادی (حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا) ان کی بیوی تھیں، اور وہ (اس زمانہ میں) بیمار تھیں (آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی خبر گیری کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا) اور فرمایا: عثمان کو بدر میں حاضر ہونے والے شخص کا ثواب ملے گا، اور مال غنیمت میں سے بھی پورا حصہ ملے گا، رہا بیعت رضوان سے عثمان کا غائب رہنا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکہ میں عثمان سے زیادہ ہر دل عزیز اور باعزت کوئی شخص ہوتا تو سید الکونین ﷺ اسی کو مکہ روانہ فرماتے لیکن ایسا نہ تھا، اس لئے آپ ﷺ نے انہیں کو مکہ روانہ کیا اور ان کے جانے کے بعد بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا اور بیعت کے وقت آنحضرت ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اُٹھا کر کہا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے، اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو میرے اس بیان کو لے جا جو میں نے تیرے سامنے دیا ہے، یہی بیان تیرے سوالات کا مکمل جواب ہے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت عثمانؓ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع ہو چکا تھا، لوگ ہر وقت یہی اعتراضات کرتے تھے جو یہاں اس شخص نے کئے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان کا منہ توڑ جواب دیا اور کہا **"اذهب بها الآن معک"** جاؤ، جو بات میں نے بتائی ہے وہ ساتھ لے جاؤ، بعد میں یہ اعتراضات مت کرنا۔

(۸) باب قصة البيعة و الاتفاق على عثمان بن عفان رضي الله عنه

حضرت عثمان بن عفانؓ سے بیعت کرنے پر سب کے متفق ہونے کا بیان

وفيه مقتل عمر بن الخطاب رضي الله عنه

۳۷۰۔ حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا أبو عوانة، عن حصين، عن عمرو بن

ميمون قال: رأيت عمر بن الخطاب رضى الله عنه قبل أن يصاب بأيام بالمدينة ووقف على حذيفة بن اليمان وعثمان بن حنيف، قال: كيف فعلتما؟ أتخافان أن تكونا قد حملتما الأرض مالا تطيق؟ قالا: حملناها أمراً هى له مطيقة، ما فيها كبير فضل. قال: انظرا أن تكونا حملتما الأرض مالا تطيق، قال: قالا: لا، فقال عمر: لئن سلمنى الله تعالى لأدعن أرامل أهل العراق لايحتجن الى رجل بعدى أبداً، قال: فما أتت عليه الا رابعة حتى أصيب، قال: انى لقائم، ما بيني و بينه الا عبد الله بن عباس غداة أصيب وكان اذا مر بين الصفين قال: استووا، حتى اذا لم ير فيهن خللا تقدم فكبر، وربما قرأ بسورة يوسف أو النحل أو نحو ذلك فى الركعة الأولى حتى يجتمع الناس. فما هو الا أن كبر فسمعته يقول: قتلنى أو أكلنى الكلب، حين طعنه، فطار العلج بسكين ذات طرفين، لا يمر على أحد يمينا ولا شمالاً الا طعنه حتى طعن ثلاثة عشر رجلاً مات منهم سبعة. فلما رأى ذلك رجل من المسلين طرح عليه برنساً فلما ظن العلج أنه ماخوذ نحر نفسه. وتناول عمر يد عبد الرحمٰن بن عوف فقدمه، فمن يلى عمر فقد رأى الذى أرى. وأما نواحى المسجد فانهم لايدرون غير أنهم قد فقدوا صوت عمر وهم يقولون: سبحان الله سبحان الله. فصلى بهم عبد الرحمٰن صلاة خفيفة. فلما انصرفوا قال: يا ابن عباس، انظر من قتلنى فجال ساعة ثم جاء فقال: غلام المغيرة، قال: الصنع؟ قال: نعم، قال: قاتله الله، لقد أمرت به معروفاً، الحمد لله الذى لم يجعل ميتتى بيد رجلٍ يدعى الاسلام، قد كنت أنت وأبوك تحبان أن تكثر العلوج بالمدينة، وكان العباس أكثرهم رقيقاً، فقال: ان شئت فعلت، أى ان شئت قتلنا. فقال: كذبت، بعدما تكلم بلسانكم وصلوا قبلتكم وحجوا حجكم؟ فاحتمل الى بيته فانطلقنا معه وكأن الناس لم تصبهم مصيبةٌ قبل يومئذٍ، فقائلٌ يقول: لا بأس، وقائلٌ يقول: أخاف عليه. فأتى بنبيذٍ فشربه فخرج من جوفه. ثم أتى بلبنٍ فشرب فخرج من جوفه. فعرفوا أنه ميتٌ فدخلنا عليه، وجاء الناس يثنون عليه. وجاء رجلٌ شابٌ فقال: أبشر يا أمير المومنين ببشرى الله لك من صحبة رسول الله ﷺ وقدم فى الاسلام ما قد علمت، ثم وليت فعدلت، ثم شهادةٌ. قال: وددت أن ذلك كفافٌ لا علىّ ولا لى. فلما أدبر اذا ازاره يمس الارض. قال: ردوا علىّ الغلام، قال: ابن أخي، ارفع ثوبك. فانه أنقى لثوبك، وأتقى لربك. يا عبدالله بن عمر: انظر ما ذا على من الدين. فحسبوه فوجدوه ستةً وثمانين ألفا أو نحوه. قال: ان وفى له مال آل عمر فاده من أموالهم والا فسل فى بنى عدىّ بن كعبٍ فان لم تف أموالهم فسل فى قريشٍ ولا تعدهم الى غيرهم فاد عنى هذا المال. انطلق الى عائشة أم المومنين فقل: يقرأ

عليك عمر السلام، ولا تقل: أمير المومنين، فاني لست اليوم للمومنين أميرا، وقل. يستاذن عمر بن الخطاب أن يدفن مع صاحبيه، فسلم واستاذن ثم دخل عليها، فوجدها قاعدة تبكى فقال: يقرأ عليك عمر بن الخطاب السلامَ و يستأذن أن يدفن مع صاحبيه، فقالت: كنتُ أُريده لنفسي، ولأوثرنه به اليوم على نفسي، فلما أقبل قيل: هذا عبد الله بن عمر قد جاء، قال: ارفعوني، فأسنده رجل اليه. فقال: ما لديك؟ قال: الذى تحب يا أمير المؤمين، أذنت. قال: الحمد لله، ما كان شيء أهم اليّ من ذلك، فاذا أنا قضيت فاحملونى ثم سلم فقل: يستأذن عمر بن الخطاب، فان أذنت لى فأدخلوني، وان ردتني ردوني الى مقابر المسلمين. وجاء ت أم المؤمنين حفصة و النساء تسير معها فلما رأيناها قمنا. فولجت عليه فبكت عنده ساعة. واستأذن الرجال فولجت داخلاً لهم فسمعنا بكائها من الداخل. فقالوا: أوص يا أمير المؤمنين، استخلف. قال: ما أجد أحق بهذا الأمر من هؤلاء النفر أو الرهط الذين توفى رسول الله ﷺ وهو عنهم راض. فسمى علياً وعثمان الزبير و الطلحة وسعداً و عبد الرحمن. وقال: يشهدكم عبد الله بن عمر، وليس له من الأمر شيء كهيئة التعزية له. فان أصابت الامرأة سعداً فهو ذک، والا فليستعن به أيكم ما أمر فاني لم أعزله من عجز ولا خيانة. وقال: أوصى الخليفة من بعدى بالمهاجرين الأولين، أن يعرف لهم حقهم ويحفظ لهم حرمتهم، وأوصيه بالأنصار خيراً الذين تبوؤا الدار و الايمان من قبلهم أن يقبل من محسنهم، وأن يعفى عن مسيئهم، وأوصيه بأهل الأمصار خيراً، فانهم ردء الاسلام وجباة المال و غيظ العدو. وأن لايؤخذ منهم الا فضلهم عن رضاهم. وأوصيه بالأعراب خيراً، فانهم أصل العرب، ومادة الاسلام، أن يؤخذ من حواشى أموالهم وترد على فقرائهم. وأوصيه بذمة الله وذمة رسول الله ﷺ أن يوفى لهم بعهدهم. وأن يقاتل من ورائهم، ولا يكلفوا الا طاقتهم فلما قبض خرجنا به فانطلقنا نمشى فسلم عبد الله بن عمر، قال: يستأذن عمر بن الخطاب، قالت: أدخلوه، فأُدخل فوضع هنالک مع صاحبيه. فلما فرغ من دفنه اجتمع هؤلاء الرهط فقال عبد الرحمن: اجعلوا الى ثلاثة منكم فقال الزبير: قد جعلت أمرى الى عليّ، فقال طلحة: قد جعلت أمرى الى عثمان وقال سعد: قد جعلت أمرى الى عبد الرحمن بن عوف. فقال عبد الرحمن: أيكما تبرأ من هذا الأمر فنجعله اليه و الله عليه وكذا الاسلام لينظرن أفضلهم فى نفسه. فأُسكت الشيخان، فقال عبد الرحمن: أفتجعلونه اليّ و الله عليّ أن لا آلو عن أفضلكم؟ قالا: نعم. فأخذ بيد أحدهما فقال: لک قرابة من رسول الله ﷺ و القدم فى الاسلام ما قد علمت، فالله عليک لئن أمّرتک

لتعدلن ولئن أمّرت عثمان لتسمعن ولتطيعن؟ ثم خلا بالآخر فقال له مثل ذٰلک. فلما أخذ الميثاق قال: ارفع يدک يا عثمان، فبايعه وبايع له عليّ، وولج أهل الدار فبايعوه. [راجع: ۱۳۹۲][۲۹]

حضرت عمرؓ کی شہادت اور حضرت عثمانؓ کی بیعت کا واقعہ

حضرت عمر بن میمونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو شہید ہونے سے پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا **ووقف علی حذيفة بن اليمان وعثمان بن حنيف،** حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور عثمان بن حنیفؓ کے پاس کھڑے تھے، ان دونوں کو حضرت عمرؓ نے عراق کے علاقے میں زمینوں کا دیکھ بھال کرنے اور خراج و جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

قال: كيف فعلتما؟ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیسے کام کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تم نے لوگوں سے ان کی طاقت سے زیادہ ٹیکس وصول کئے ہوں، کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال دیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو۔ یعنی جن علاقوں میں بھیجا تھا وہاں کے لوگوں پر ان کی طاقت سے زیادہ ٹیکس لگا دیا ہو۔

قالا: حملناها أمراً هي له مطيقة، انہوں نے کہا ہم نے اتنا ٹیکس لگا دیا ہے جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں۔ **مافيها كبير فضل،** خراج وصول کرنے میں ان پر کوئی زیادتی نہیں ہے۔

قال: انظرا..... مالا تطيق، کہا ذرا پھر غور کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نے طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا ہو، اگر ایسا ہے تو اپنے عمل پر نظر ثانی کرو اور لوگوں پر تحقیق کرو۔

قال: قالا: لا، انہوں نے کہا ہم نے زیادہ ٹیکس نہیں لگایا۔ **فقال عمر: لئن سلّمني الله تعالىٰ لأدعن أرامل اهل العراق لا يحتجن الى رجل بعدى أبداً،** اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں ان شاء اللہ اہل عراق کی بیواؤں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ ان کو میرے بعد کسی کی بھی مدد کی حاجت نہیں ہوگی، یعنی میں ان کیلئے ایسا انتظام کرنا چاہتا ہوں کہ عراق کی جتنی بیوائیں ہیں وہ خود کفیل ہو جائیں اور میرے بعد ان کو کسی کی مدد یا کفالت کی حاجت نہ ہو۔

قال: فما أتت عليه الا رابعة حتى أصيب، یہ فرمانے کے بعد چوتھا دن نہیں گزرا تھا کہ آپ کی شہادت ہوگئی۔

---

[۲۹] انفرد به البخاری.

قال: اب عمرو بن میمون شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ **انی لقائم، مابینی وبینه الا عبداللہ بن عباس،** میں اس حالت میں کھڑا تھا کہ میرے اور حضرت عمرؓ کے درمیان صرف عبداللہ بن عباسؓ حائل تھے اور وہ بالکل میرے سامنے تھے **غداة أصيب،** جس دن ان کو شہید کیا گیا، **وکان اذا مرّ بين الصفين قال: استووا،** جب دوصفوں کے درمیان گزرتے تھے تو فرماتے تھے صفیں سیدھی کرلو۔ **حتی اذالم یر فیهن خللا تقدم فکبّر .....فی الرکعة الأولیٰ،** پہلی رکعت میں سورہ یوسف یا سورۃ النحل میں سے تلاوت کیا کرتے تھے **حتی یجتمع الناس،** تاکہ لوگ فجر کی نماز میں آجائیں۔ **فما هو الا أن كبّر،** ابھی صرف اللہ اکبر ہی کہا تھا **فسمعته يقول: قتلني أو أكلني الكلب،** میں نے ان کی آواز سنی وہ فرمارہے تھے کہ مجھے قتل کردیا یا کتے نے کھالیا، **حين طعنه،** جب اس بدبخت نے حضرت عمرؓ کو چھری ماری۔

فطار العلج بسكين ذات طرفين، علج، عجمی کو کہتے ہیں ابولؤلؤ دودھار والی چھری لے کر اڑا، **لا یمرّ علی احد یمینا ولا شمالا الا طعنه،** دائیں بائیں جس پر گزرتا گیا اس کو چھری مارتا گزر گیا۔ **حتی طعن ثلاثة عشر رجلا مات منهم سبعة،** یہاں تک کہ تیرہ آدمیوں کو چھری ماری جن میں سے بعد میں سات کا انتقال ہوا۔

فلما رأی ذالک رجل من المسلمين طرح عليه برنسا، جب مسلمانوں میں سے ایک شخص نے یہ صورت حال دیکھی تو اس پر ایک برنس ڈال دیا، برنس ایک کپڑا ہوتا ہے جس کا ہمارے ہاں تو رواج نہیں ہے لیکن مغربی لوگ استعمال کرتے ہیں اس سے سر، کمر اور شانے ڈھک جاتے ہیں، اس کی قبا بھی بناتے ہیں تو اس نے وہ برنس اس پر پھینکا اور وہ اس میں لپٹ گیا، ایک طرف سے برنس پکڑ لیا تاکہ وہ جانہ سکے۔

فلما ظنّ العلج انه ماخوذ نحر نفسه، جب اس نے دیکھا کہ اس کو پکڑ لیا گیا ہے تو اس نے خود اپنے آپ کو ذبح کرلیا، خودکشی کرلی۔

وتناول عمر يد عبدالرحمن بن عوف فقدّمه، چونکہ حضرت عمرؓ نماز شروع کرچکے تھے اس لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو پیچھے کھڑے تھے ان کو ہاتھ لگایا اور آگے کردیا، یعنی استخلاف کیا کہ وہ نماز پڑھائیں۔

فمن یلي عمر فقد رأی الذی أری، جو لوگ حضرت عمرؓ کے قریب تھے انہوں نے وہ واقعہ دیکھ لیا جو میں دیکھ رہا تھا یعنی اس شخص کا حضرت عمرؓ پر حملہ کرنا۔

واما نواحي المسجد فانهم لا يدرون، لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے ان کو پتہ نہیں چلا کہ کیا ہو رہا ہے۔ **غيرأ نهم قد فقدوا صوت عمر،** صرف اتنا ہوا کہ حضرت عمرؓ کی آواز اچانک بند ہوگئی۔ **وهم يقولون: سبحان الله سبحان الله -** چونکہ اللہ اکبر کہہ دیا تھا اب آگے قراءت شروع نہیں ہوئی تو انہوں نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کردیا۔

فصلّی بهم عبدالرحمن صلاة خفيفة: حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مختصر نماز پڑھائی، اس حالت

میں بھی نماز نہیں چھوڑی۔

فلما انصرفوا قال: یا ابن عباس، انظر من قتلنی، جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا: اے ابن عباس دیکھو مجھے کس نے مارا ہے؟ **فجال ساعة ثم جاء فقال: غلام المغیرة،** تھوڑی دیر گھوم کر تشریف لائے اور کہا کہ مغیرہ کے غلام نے مارا ہے۔

قال: الصنع؟ کہا اس کاریگر نے؟ **قال: نعم،** یہ شخص کاریگری کیا کرتا تھا اور چکی وغیرہ بناتا تھا، ایک آدھ دن پہلے حضرت عمرؓ سے ملا اور کہا کہ میرے آقا نے مجھ پر جو خراج عائد کیا ہے وہ زیادہ ہے ان سے کہو کہ کم کردیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کتنا خراج مقرر کیا ہے روزانہ کتنی آمدنی مانگتا ہے اس نے کہا ایک دینار، حضرت عمرؓ نے فرمایا تم کاریگر آدمی ہو آسانی سے ایک دینار کما سکتے ہو، اس لئے یہ خراج زیادہ معلوم نہیں ہوتا۔

یہ اس وقت خاموش ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہمارے لئے چکی بنادو تو کہنے لگا ٹھیک ہے، آپ کیلئے ایسی چکی بناؤں گا کہ مشرق اور مغرب کے لوگ اس پر باتیں کیا کریں گے۔ یہ کہہ کر چلا گیا اور پھر اس کم بخت نے یہ حرکت کی۔

قال: قاتله الله، لقد امرت به معروفا. اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے میں نے تو اس کے ساتھ نیکی کا حکم دیا تھا، **الحمد لله الذی لم یجعل میتتی بید رجل یدّعی الاسلام،** اللہ کا شکر ہے کہ میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو اسلام کا دعوی کرتا ہو۔ **قد کنت انت وابوک تحبان ان تکثر العلوج بالمدینة،** پھر حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ تم اور تمہارے والد حضرت عباسؓ اس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں علوج یعنی باہر کے لوگ، عجمی زیادہ ہو جائیں۔ **وکان العباس اکثرهم رقیقا** حضرت عباسؓ کے پاس سب سے زیادہ غلام تھے۔ **فقال: ان شئت فعلت ای ان شئت قتلنا،** اگر آپ چاہیں تو یہاں اس وقت جتنے علوج ہیں سب کو قتل کردوں، **فقال: کذبت،** حضرت عمرؓ نے کہا نہیں، تم غلط کہہ رہے ہو۔ **کذب، اخطأ** کے معنی میں ہے، **بعد ما تکلموا بلسانکم وصلّوا قبلتکم وحجوا حجکم؟** جب انہوں نے تمہاری زبان بولنا شروع کردی ہے اور تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور تمہارا حج کرتے ہیں تو اب ان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

فاحتمل الی بیته، اس کے بعد حضرت عمرؓ کو اٹھا کر گھر لے جایا گیا، **فانطلقنا معه ...... فقائل یقول: لاباس،** کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ کوئی حرج نہیں، زخم لگے ہیں یہ ٹھیک ہو جائیں گے، ان شاء اللہ کوئی حادثہ نہیں پیش آئے گا، **وقائل یقول: أخاف علیه** اور کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ حملہ جان لیوا ثابت ہوگا، **فاتی بنبیذ،** حضرت عمرؓ کے پاس کھجور کی نبیذ لائی گئی **فشربه،** آپ نے وہ پی **فخرج من جوفه،** وہ آپ کے پیٹ سے نکل گئی، **ثم اتی بلبن فشرب فخرج من جوفه،** دودھ بھی نکل گیا، **فعرفوا انه میت،** اس سے لوگوں نے پہچان لیا کہ اب زندہ رہنا مشکل ہے، **فدخلنا علیه، وجاء الناس یثنون علیه،** لوگ آنے شروع ہوئے اور

حضرت عمرؓ کی تعریف کرنے لگے، **وجاء رجل شابّ فقال: أبشر یا امیر المؤمنین .... ثم شهادة۔** یعنی آپ کے سارے فضائل تو ہیں ہی اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت بھی عطا فرمائی ہے، **قال: وددت .... ولا لی،** میں یہ چاہتا ہوں کہ برابر سرابر چھوٹ جاؤں نہ میرے اوپر کوئی گناہ ہو نہ مجھے انعام ملے۔ **فلما ادبر اذا ازاره یمسّ الارض.** جب وہ نوجوان چلنے لگا تو دیکھا کہ اس کا ازار زمین کو چھو رہا ہے، **قال: ردّوا علیّ الغلام، قال: ابن اخی، ارفع ثوبک، فانه أنقی لثوبک، واتقی لربّک ۔** مرتے وقت بھی نہی عن المنکر نہیں چھوڑی اور اس سے کہا کہ اپنا ازار اُٹھاؤ۔

لوگ کہتے ہیں سدل ازار اس وقت منع ہے جب تکبر ہو، ویسے کرنے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ حضرت عمرؓ موت کے وقت بھی اس پر نکیر فرما رہے ہیں فرمایا کہ اس کو اوپر اٹھا لو اس سے تمہارے کپڑے بھی صاف رہیں گے اور پروردگار کیلئے تقویٰ کا سبب بھی ہوگا۔

پھر فرمایا **یاعبداللّٰہ بن عمر: انظر ماذا علی من الدّین.** حساب لگاؤ میرے اوپر کتنا قرضہ ہے۔ **فحسبوه فوجدوه ستة وثما نین الفا أو نحوه،** چھیاسی ہزار کے قریب قرضہ نکلا، **قال: ان وفی له الخ** اگر میرے اموال کافی نہ ہوں تو بنی عدی بن کعب سے مانگنا، یہ حضرت عمرؓ کا قبیلہ تھا، **فان لم تف أموالهم فسل فی قریش ولا تعدهم الی غیرهم،** قریش سے آگے مت بڑھنا، جتنے اس قبیلے کے اندر خوشی سے دینا چاہیں تو ادا کر دیں، **فاد عنی هذا المال.**

انطلق الی عائشة أم المؤمنین. ....ولا تقل أمیر المؤمنین، حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور جا کر یہ مت کہنا کہ امیر المؤمنین سلام کہتے ہیں بلکہ نام لے کر کہنا کہ عمر سلام کہتا ہے، کیونکہ میں اب امیر المؤمنین نہیں رہا۔ **وقل: یستأذن عمر. ...الیوم علی نفسی،** پہلے میرا اپنا ارادہ تھا لیکن اب میں حضرت عمرؓ کو ترجیح دوں گی۔ **فلما أقبل،** جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ واپس آئے **قیل: هذا عبد الله بن عمر قد جاء،** حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عمرؓ واپس آ گئے ہیں، **قال: ارفعونی،** ذرا مجھے اٹھاؤ۔ **فأسنده رجل الیه،** ایک شخص نے آپ کو سہارا دیا **فقال: مالدیک؟** حضرت عبداللہؓ سے پوچھا کہ کیا خبر لے کر آئے ہو؟ **قال: الذی تحب یا أمیر المؤمنین، أذنت،** وہ خبر لے کر آیا ہوں جو آپ کو پسند ہے، یعنی حضرت عائشہؓ نے اجازت دیدی، **قال: الحمد لله، ما کان شیء.......یستأذن عمر بن الخطاب،** جب مر جاؤں تو جنازہ لے کر جاؤ پھر دوبارہ پوچھنا کہ عمر اجازت چاہتا ہے، **فان أذنت. ....إلی مقابر المسلمین،** یہ اسلئے کیا کہ کہیں حالات کے دباؤ کی وجہ سے اجازت دی ہو اور ایسا چاہتی نہ ہوں اس لئے جنازہ کے وقت باقاعدہ دوبارہ اجازت طلب کرنا۔

وجاءت أم المؤمنین حفصة، ام المؤمنین حضرت حفصہؓ جو صاحبزادی تھیں وہ تشریف لائیں **والنساء تسیر معها فلما رأیناها قمنا،** جب دیکھا کہ صاحبزادی تشریف لا رہی ہیں تو ہم اٹھ کر چلے گئے،

فولجت علیه فبکت عنده ساعة، حضرت حفصہؓ آئیں اور کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر روتی رہیں۔

واستاذن الرجال، اس کے بعد کچھ مردوں نے آنے کی اجازت طلب کی، **فولجت داخلاً لهم،** ان مردوں کے آنے کی وجہ سے وہ اندر چلی گئیں، **فسمعنا بکائها من الداخل،** اندر سے ہم ان کے رونے کی آواز سنتے رہے۔ **فقالوا: اوص یا امیر المؤمنین، استخلف،** اے امیر المؤمنین وصیت کیجئے اور کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ **قال: ما أجد أحق.** .... **یشهدکم عبد الله بن عمر،** چھ آدمیوں کی ایک ٹولی بناتا ہوں جو فیصلہ کریں اور مشورہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی تمہارے ساتھ موجود رہیں گے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو باقاعدہ رکن نہیں بنایا لیکن تالیف قلب کی خاطر فرمایا کہ مشورے میں یہ موجود رہیں گے۔ **ولیس له من الأمر شیء،** لیکن عبد اللہ بن عمر کو اختیار کچھ بھی نہیں ہوگا، اختیار انہی چھ افراد کو حاصل ہوگا۔ **کهیئة التعزیة له،** حضرت عمرؓ نے یہ بات تسلی کے انداز میں فرمائی، چونکہ اب انتقال ہو رہا ہے اس لئے حضرت عبد اللہ کی تسلی اور دلداری کی خاطر فرمایا کہ یہ بھی ساتھ مشورہ میں موجود رہیں گے۔

فان أصابت الامرأة سعداً فهو ذاک، پس بالآخر امارت سعد کے پاس چلی جائے یعنی باہمی مشورے سے سعد کو خلیفہ بنا دیا جائے تو یہ ٹھیک ہے بہت اچھی بات ہے، وہ اس کے اہل ہیں، **والا فلیستعن به أیکم ما أمر،** اور اگر سعد امیر نہ بنیں تو تم میں سے جو بھی امیر بنے ان سے مدد لیتا رہے یعنی امور خلافت میں حضرت سعدؓ سے مدد لیتے رہنے کی خاص وصیت فرمائی، **فانی لم أعزله عن عجز ولا خیانة،** اس واسطے کہ میں نے جو ان کو کوفے کی گورنری سے معزول کیا تھا وہ اس وجہ سے نہیں کہ میں ان کو عاجز یا خدانخواستہ خائن سمجھتا تھا بلکہ اس کے اور اسباب تھے، لہٰذا کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں نے ان کو اس لئے معزول کیا تھا کہ میں ان کو غلط یا نااہل سمجھتا ہوں۔

پھر فرمایا **أوصی الخلیفة من بعدی بالمهاجرین الأولین.** .... **بأهل الأنصار خیراً،** مہاجرین و انصار کا خاص طور سے ذکر فرمایا کہ جتنے شہر والے ہیں ان سب کے ساتھ تمہیں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ **فانهم ردء الاسلام،** کیونکہ یہ سب لوگ اسلام کے مدافع ہیں، **وجباة المال** اور مال کو لانے والے ہیں کہ خراج وغیرہ ادا کرتے ہیں، **وغیظ العدو،** اور دشمنوں کے لئے غضب کا سبب ہیں، جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور وہ قوت والے ہوتے ہیں تو دشمن غیظ کرتا ہے، **وأن لا یؤخذ منهم الا فضلهم عن رضاهم،** اور میں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ ان سے خراج نہ لیا جائے مگر جو بچ جائے، مطلب یہ ہے کہ زیادہ خراج نہ عائد کیا جائے اور جو لیا جائے وہ بھی رضامندی سے ہو، **وأوصیه بالأعراب خیراً،** اور اعراب کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں کہ خیر کا معاملہ کریں، **فانهم أصل العرب.... وترد علی فقرائهم،** کہ ان کے زائد مال سے زکوٰۃ لی جائے اور ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے، **وأوصیه بذمة الله وذمة رسول الله،** اور اہل ذمہ کی حفاظت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، **وأن یوفی لهم بعهدهم** کہ ان سے ان کی جان و مال کی حفاظت کا جو عہد کیا ہے اس کو پورا کیا جائے،

وأن یقاتل من ورائھم اوران کے دفاع میں لڑائی لڑی جائے، **ولا یکلفوا الا طاقتھم،** اوران کو تکلیف نہ دی جائے مگران کی طاقت کے مطابق۔

یہاں تک حضرت عمرؓ نے دین کی، دنیا کی امور خلافت کی اور جتنے اہم معاملات تھے سب کی وصیتیں فرمائیں۔**فلما قبض،** جب وفات ہوگئی **خرجنا بہ فانطلقنا نمشی فسلم عبد اللہ بن عمر، قال: یستأذن عمر بن الخطاب،** وصیت کے مطابق دوبارہ حضرت عائشہؓ کے پاس جاکر استیذان کیا **قالت: ادخلوہ فأدخل فوضع ھنالک مع صاحبیہ، فلما فرغ من دفنہ اجتمع ھؤلاء الرھط،** یہ چھ حضرات جمع ہوئے**فقال عبد الرحمٰن: اجعلوا الی ثلاثۃ منکم فقال الزبیر قد جعلت أمری الی علی، فقال طلحۃ: قد جعلت أمری الی عثمان، وقال سعید: قد جعلت أمری الی عبد الرحمٰن بن عوف،** تینوں نے اپنے اپنے اختیار دوسروں کے سپرد کردئے۔

فقال عبد الرحمٰن: أیکما تبرأ من ھذا الأمر، جب حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ تین باقی رہ گئے تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم دونوں میں سے کون بری ہوتا ہے؟ کہ اپنے آپ کو اس معاملے سے دست بردار کردے **فنجعلہ الیہ،** کہ پھر ہم معاملہ اس کے سپرد کردیں۔**واللہ علیہ** اور اللہ تعالیٰ اس پر کفیل ہوگا، **وکذا الاسلام،** اور اسلام اس کا کفیل ہوگا،**لینظرن أفضلھم فی نفسہ،** وہ جوان میں سے افضل ہو اس کو دیکھے گا۔**فاسکت الشیخان،** حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں خاموش ہوگئے۔

فقال عبد الرحمٰن: أفتجعلونہ الی، کیا آپ یہ معاملہ میرے حوالے کرتے ہیں کہ میں فیصلہ کردوں،**واللہ علی،** اور اللہ تعالیٰ میرے اوپر کفیل ہے،**أن لا آلو عن أفضلکم؟** میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ کوتاہی نہیں کروں گا تم میں سے جو افضل ترین ہے اس کو خلیفہ بناؤں گا،**قالا: نعم، فأخذ بید أحدھما فقال:** ان میں سے ایک کا یعنی حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا **لک قرابۃ من رسول اللہ ﷺ و القدم فی الاسلام ما قد علمت، فاللہ علیک لئن أمرتک لتعدلن ولئن أمرت عثمان لتسمعن ولتطیعن؟** قسم کھا کر کہو کہ اگر میں نے آپ کو امیر بنادیا تو عدل سے کام لوگے اور اگر حضرت عثمانؓ کو امیر بنادیا تو سمع وطاعت سے کام لوگے؟

ثم خلا بالآخر، پھر دوسرے صاحب کے ساتھ خلوت اختیار کی یعنی حضرت عثمانؓ کے ساتھ **فقال لہ مثل ذلک. فلما أخذ المیثاق قال: ارفع یدک یا عثمان، فبایعہ وبایع لہ علی، وولج أھل الدار فبایعوہ۔** اس کے بعد حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بھی ایسا ہی کہا، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عہد لے لیا پھر کہا: عثمان اپنا ہاتھ اُٹھاؤ، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اور ان کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کی، پھر تمام مدینہ والوں نے حاضر ہوکر حضرت عثمانؓ سے بیعت کی۔

(۹) بابُ مناقب علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی ابی الحسن رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالحسن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلیّ: "أنت منی وانا منک".

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

وقال عمر: توفی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو عنہ راضٍ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بوقتِ وفات ان سے راضی تھے۔

۳۷۰۱ ــــ حدثنا قتیبة بن سعید: حدثنا عبد العزیز، عن ابی حازم، عن سهل بن سعد رضی اللّٰہ عنہ: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "لاعطین الرایة غدا رجلا یفتح اللّٰہ علی یدیه"، قال: فبات الناس یدوکون لیلتهم ایهم یعطاها، فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کلهم یرجون ان یعطاها، فقال: "أین علی بن ابی طالب؟" فقالوا: یشتکی عینیه یا رسول اللّٰہ. قال: "فارسلوا الیه فأتونی به". فلما جاء بصق فی عینیه فدعا له، فبرا حتی کان لم یکن به وجع، فاعطاه الرایة. فقال علی: یا رسول اللّٰہ، اقاتلهم حتی یکونوا مثلنا؟ فقال: "انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام، وأخبرهم بما یجب علیهم من حق اللّٰہ فیه. فو اللّٰہ لان یهدی اللّٰہ بک رجلا واحدا خیر لک من أن یکون لک حمر النعم". [راجع: ۲۹۴۲]

دعوت و تبلیغ

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے (خیبر کے) دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں سے خداوند تعالیٰ (قلعہ خیبر کو) فتح کرائے گا، رات کو تمام لوگ سوچتے رہے، دیکھئے جھنڈا کس کو ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو تمام لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ اُمید لے کر حاضر ہوئے کہ جھنڈا انہیں کو ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی جا کر ان کو بلا لائے، چنانچہ انہیں بلا کر لایا گیا، جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں پر لعاب دہن لگا دیا، اور ان کے لئے دعا کی۔ وہ اچھی ہوگئیں، گویا دکھتی ہی نہ تھیں، پھر آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا اعطا فرمایا: حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان لوگوں (یعنی دشمنوں) سے اس وقت تک

لڑوں گا جب تک وہ ہماری مانند مسلمان نہ ہوجائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو، جب تم میدانِ جنگ میں پہنچ جاؤ تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا (یعنی دینِ اسلام کی طرف بلانا) پھر خدا کا حق جو ان پر واجب ہے اس سے ان کو مطلع کرنا اس لئے کہ بخدا! اگر تمہاری تحریک وتبلیغ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی، تو تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔

۳۷۰۲ـ حدثنا قتيبة: حدثنا حاتم، عن يزيد بن ابى عبيد، عن سلمة قال: كان على قد تخلف عن النبى ﷺ فى خيبر وكان به رمد فقال: أنا أتخلف عن رسول الله ﷺ؟ فرج علىّ فلحق بالنبى صلى الله عليه وسلم فلما كان مساء الليلة التى فتحها الله فى صباحها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لاعطين الراية او لياخذن الراية غدا رجل يحبه الله ورسوله ـ او قال: يحب الله ورسوله ـ يفتح الله على يديه". فاذا نحن بعلىّ وما نرجوه فقالوا: هذا على فاعطاه رسول الله صلى الله عليه وسلم الراية ففتح الله عليه. [راجع: ۲۹۷۵]

ترجمہ: حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ خیبر میں نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے، جس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، انہوں نے اپنے جی میں کہا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ سے پیچھے رہ جانا کچھ زیب نہیں دیتا، چنانچہ حضرت علیؓ تیزی سے چل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، جب شام ہوئی جس کے دوسرے دن صبح کو خدا تعالیٰ نے فتح دی ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کل جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا، یا فرمایا: جھنڈا وہ شخص لے گا جس کو خدا اور رسول محبوب رکھتے ہیں، یا فرمایا: وہ جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے، خدا تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر فتح نصیب کرے گا، اچانک ہماری ملاقات حضرت علیؓ سے ہوگئی، ہم کو ان کے آنے کی اُمید نہ تھی لوگوں نے کہا یہ علی ہیں، پس رسالت مآب ﷺ نے جھنڈا ان کو مرحمت فرمایا، اور خدا نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

۳۷۰۳ـ حدثنا عبد الله بن مسلمة: حدثنا عبد العزيز بن أبى حازم، عن ابيه: ان رجلا جاء الى سهل بن سعد فقال: هذا فلان، لامير المدينة، يدعو عليا عند المنبر قال: فيقول ماذا؟ قال: يقول له: ابو تراب، فضحک وقال: والله ما سماه الا النبى صلى الله عليه وسلم وما كان له اسم احب اليه منه. فاستطعمت الحديث سهلا. وقلت: يا ابا عباس كيف ذلک؟ قال: دخل علىّ على فاطمة ثم خرج فاضطجع فى المسجد فقال النبى صلى الله عليه وسلم: "اين ابن عمک؟" قالت: فى المسجد. فخرج اليه، فوجد رداءه قد سقط عن ظهره وخلص التراب الى ظهره فجعل يمسح التراب عن ظهره فيقول: "اجلس يا ابا تراب" مرتين. [راجع: ۴۴۱]

ترجمہ: حضرت ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سہل بن سعدؓ کے پاس آکر کہا فلاں شخص امیر مدینہ حضرت علیؓ کو برسرِ منبر بُرا کہتا ہے، حضرت سہلؓ نے پوچھا وہ کیا استعمال کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ ان

کو ابوتراب کہتا ہے تو حضرت سہلؓ ہنسے اور کہا خدا کی قسم ان کا یہ نام تو حضور اقدس ﷺ نے رکھا ہے، اور جس قدر یہ نام ان کو پسند تھا اور کوئی نام پسند نہیں تھا، پھر میں نے پوری حدیث سہلؓ سے دریافت کی، میں نے عرض کیا: اے ابوالعباس! یہ واقعہ کیسے ہوا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت علیؓ تھوڑی دیر کو گئے اور پھر باہر نکل کر مسجد میں آ کر لیٹ گئے، تو سید الکونین ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: مسجد میں، پس آپ ﷺ ان کے پاس مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ان کی چادر پیٹھ سے سرک گئی ہے اور ان کی پیٹھ پر مٹی ہی مٹی تھی، آپ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے ابوتراب! اُٹھ بیٹھو، دومرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔

۳۷۰۴ - حدثنا محمد بن رافع: حدثنا حسين، عن زائدة، عن أبي حصين، عن سعد بن عبيدة قال: جاء رجل الى ابن عمر فسأله عن عثمان فذكر عن محاسن عمله، قال: لعل ذاك يسوءك، قال: نعم، قال: فأرغم الله بأنفك. ثم سأله عن علي فذكر عن محاسن عمله، قال: هو ذاك، بيته أوسط بيوت النبي ﷺ ثم قال: لعل ذاك يسوءك؟ قال: أجل، قال: فأرغم الله بأنفك، انطلق فاجهد على جهدك. [راجع: ۳۱۳۰]

جاء رجل الى ابن عمر فسأله عن عثمان - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص آیا تھا خوارج میں سے تھا، نہ اس کو حضرت عثمانؓ کے محاسن معلوم تھے، اور نہ حضرت علیؓ کے محاسن معلوم تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آ کر حضرت عثمانؓ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اس کو حضرت عثمانؓ کے مناقب بتائے پھر کہا، **لعل ذاك يسوءك؟** میرا یہ مناقب بیان کرنا شاید تمہیں ناگوار گزرے گا، اس نے کہا: ہاں **قال: فأرغم الله بأنفك**، اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کرے، اگر تمہیں حضرت عثمانؓ کے مناقب برے لگتے ہیں۔

ثم سأله عن علي - پھر اس نے حضرت علیؓ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علیؓ کے محاسن بیان کئے **قال: هو ذاك، بيته أوسط بيوت النبي ﷺ**، دیکھو ان کا گھر نظر آ رہا ہے جو حضور اقدس ﷺ کے گھروں کے درمیان ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا مقام بخشا تھا کہ ان کا گھر حضور اقدس ﷺ کے گھروں کے درمیان تھا۔

ثم قال: لعل ذاك يسوءك؟ پھر پوچھا تمہیں یہ بات بری لگتی ہے؟ **قال: أجل، قال: فأرغم الله بأنفك**، پھر وہی بات فرمائی اور فرمایا، **انطلق فاجهد على جهدك**، جاؤ میرے خلاف جو کوشش تمہیں کرنی ہے کرو۔ منشأ یہ ہے کہ جب میں نے دونوں باتیں تمہاری منشأ کے خلاف بتائی ہیں تو اگر اب تم میرے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہو تو جاؤ کرلو۔

۳۷۰۵ - حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن الحكم قال: سمعت

ابن ابی لیلی قال: حدثنا علی:ان فاطمة علیها السلام شکت ما تلقی من أثر الرحی، فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبی فانطلقت فلم تجدہ فوجدت عائشة فاخبرتها. فلما جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ عائشة بمجیء فاطمة فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الینا وقد اخذنا مضاجعنا فذهبت لاقوم، فقال: علی مکانکما. فقعد بیننا، حتی وجدت برد قدمیه علی صدری، وقال: "الا اعلمکما خیرا مما سالتمانی؟ اذا اخذتما مضاجعکما تکبران ثلاثا وثلاثین، وتسبحان ثلاثا وثلاثین، وتحمدان ثلاثا وثلاثین، فهو خیر لکما من خادم". [راجع: ۳۱۱۳]

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پینے کی وجہ سے جو تکلیف پہنچتی تھی اس کی حضور اقدس ﷺ سے شکایت کی اور جب رسالت مآب ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس گئیں، تو انہوں نے آپ ﷺ کو نہ پایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا اور ان سے اپنے آنے کی وجہ بیان کی، جب آپ تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے آنے کی وجہ بیان کی، حضور اقدس ﷺ ہمارے ہاں تشریف لے جب کہ ہم اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے، میں نے اُٹھنا چاہا تو آپ نے فرمایا: تم دونوں اپنی جگہ رہو اور آپ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے میں نے آپ کے پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ پر محسوس کی، آپ نے فرمایا: میں تم کو ایک بات سکھاتا ہوں جو تمہاری طلب کردہ چیز سے بدرجہا بہتر ہے، جب تم سونے کے لئے اپنے بستر پر جایا کرو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

۳۷۰۶ ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة: عن سعد قال: سمعت ابراهیم بن سعد عن أبیه قال: قال النبی ﷺ لعلی: "أما ترضی أن تکون منی بمنزلة هارون من موسی؟". [انظر: ۴۴۱۶] ۳۰

ترجمہ: سید الکونین ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم میرے ساتھ اس درجہ پر ہو، جس درجہ پر حضرت ہارون، حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے۔

بعض روایات میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا **غیر أن لا نبی بعدی**، تا کہ کل کوئی شخص اس سے نبوت پر استدلال نہ کر سکے۔

---

۳۰ ﴿وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب، رقم: ۴۴۱۸، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب علی بن أبی طالب، رقم: ۳۶۵۸، ۳۶۶۴، وسنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فضل علی بن أبی طالب، رقم: ۱۱۲، ۱۱۸، ومسند احمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب مسند أبی اسحاق سعد بن أبی وقاص، رقم: ۱۳۸۴، ۱۴۰۸، ۱۴۲۳، ۱۴۲۷، ۱۴۵۰، ۱۴۶۵، ۱۴۹۸، ۱۵۱۴، ۱۵۲۲.﴾

روافض کا غلط استدلال

شیعوں اور رافضیوں نے اس سے حضرت علیؓ کی خلافت پر استدلال کیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا ہے جب آپ ﷺ خود تشریف لے جارہے تھے اور حضرت علیؓ کو وہاں چھوڑا تھا۔

حضرت ہارونؑ کو مثال میں اس لئے پیش کیا کہ جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو وہ حضرت ہارونؑ کو قوم کے پاس چھوڑ کر گئے۔ تو اس کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ غزوۂ تبوک ۹ھ میں ہوا اور آپ ﷺ کا وصال اس سے تقریباً دو سال بعد ۱۱ھ میں ہوا۔ ف

۳۷۰۷ ــ حدثنا علی بن الجعد قال: أخبرنا شعبة، عن أیوب، عن ابن سیرین، عن عبیدة، عن علی رضی اللہ عنہ قال: اقضوا کما کنتم تقضون فانی أکرہ الاختلاف حتی یکون الناس جماعة، أو أموت کما أمات أصحابی. فکان ابن سیرین یری أن عامة ما یروی عن علی الکذب. [۳۱، ۳۲]

حضرت علیؓ نے فرمایا تم جیسے فیصلہ کیا کرتے ہو ویسا فیصلہ کرو اس واسطے کہ میں اختلاف سے ڈرتا ہوں **حتی یکون الناس جماعة**، یہاں تک کہ یا تو لوگ جمع ہو جائیں یا مر جاؤں جیسا کہ میرے ساتھی مر گئے۔

فکان ابن سیرین یری أن عامة ما یروی عن علی الکذب ـ ابن سیرینؒ کی رائے ہے کہ اکثر روایتیں جو حضرت علیؓ سے منقول ہیں جھوٹ پر مبنی ہیں۔

ام ولد کی بیع میں اختلاف

قال: اقضوا کما کنتم تقضون ـ درحقیقت حضرت علیؓ نے یہ ارشاد اس موقع پر فرمایا تھا جب یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ ام ولد کی بیع جائز ہے یا نہیں؟

شروع میں حضرت علیؓ کی رائے یہ تھی کہ ام ولد کی بیع جائز نہیں ہے، بعد میں انہوں نے رجوع فرمالیا تھا، حضرت عبیدہ سلمانیؒ نے ان سے کہا کہ اگر آپ کی رائے حضرت عمرؓ کی رائے سے متفق ہو جاتی ہے تو پھر میں اسے قوی

ف قال الخطابی: هذا انما قاله لعلی حین خرج الی تبوک ولم یستصحبه، فقال: أتخلفنی مع الذریة؟ فقال: أما ترضی..... الی آخره، فضرب له المثل باستخلاف موسیٰ هارون علی بنی اسرائیل حین خرج الی الطور، ولم یرد به الخلافة بعد الموت، فان المشبه به وهو: هارون کانت وفاته قبل وفاة موسیٰ علیه الصلوٰة والسلام وانما کان خلیفته فی حیاته فی وقت خاص، فلیکن کذلک الأمر فیمن ضرب المثل به. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۴۴۷.

[۳۱] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۳۲] انفرد به البخاری.

سمجھتا ہوں اور جب حضرت عمرؓ کی رائے سے الگ ہو جاتی ہے تو پھر مجھے اس پر اتنا بھروسہ نہیں ہوتا، حضرت عمرؓ کی رائے پہلے یہی تھی کہ ام ولد کی بیع نہیں ہو سکتی، حضرت علیؓ کی رائے بھی یہی تھی، بعد میں جب حضرت علیؓ نے رجوع کرلیا تو اس وقت حضرت عبیدہؒ نے کہا کہ جب آپ کی رائے حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق تھی اس پر ہمیں زیادہ اعتماد تھا اب آپ کی رائے الگ ہوگئی ہے اس پر اب ہمیں اتنا اعتماد نہیں ہے اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر میری رائے بدل گئی ہے تو اس سے تمہارے اجتہاد پر فرق نہیں پڑنا چاہئے اقضوا کما کنتم تقضون، تم جو فیصلہ کیا کرتے تھے وہی کرتے رہو، اگر میں اپنا فیصلہ تم پر تھوپ دوں تو اس سے اختلاف ہوگا اور مجھے اختلاف کا ڈر ہے۔

فکان ابن سیرین الخ یہ محمد بن سیرین جو اس حدیث کے راوی ہیں ان کا ایک مقولہ الگ سے نقل کیا ہے ابن سیرین یہ سمجھتے تھے کہ اکثر و بیشتر جو چیزیں حضرت علیؓ سے مروی ہیں وہ جھوٹ ہیں، یعنی شیعوں اور سبائیوں نے حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کے بارے میں بہت سی روایات گھڑ رکھی ہیں، جو جھوٹی ہیں۔ ف

امام بخاری رحمہ اللہ اس جملہ کو حضرت علیؓ کے مناقب کے خاتمہ میں لاکر اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ صحیح روایات سے جو مناقب ثابت ہیں وہ ہم نے بیان کردیئے ہیں، اگر کہیں اور بھی صحیح سند سے آجائیں تو ٹھیک ہے، لیکن شیعوں نے زیادہ تر جو فضائل و مناقب پھیلا رکھے ہیں وہ جھوٹ پر مشتمل ہیں۔

(۱۰) باب مناقب جعفر بن أبي طالب الهاشمي رضي الله عنه

حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمیؓ کے فضائل کا بیان

وقال له النبي ﷺ: "أشبهت خلقي وخلقي".

نبی کریم ﷺ کا ارشاد تھا: (اے جعفر!) تم صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہو۔

۳۷۰۸ — حدثنا أحمد بن أبي بكر: حدثنا محمد بن ابراهيم بن دينار أبو عبد الله الجهني، عن ابن أبي ذئب، عن سعيد المقبري، عن ابي هريرة رضي الله عنه: أن الناس كانوا يقولون: أكثر أبوهريرة، واني كنت ألزم رسول الله ﷺ بشبع بطني حتى لا آكل الخمير، ولا ألبس الحبير ولا يخدمني فلانٌ ولا فلانةٌ. وكنت ألصق بطني بالحصباء من الجوع وان كنت لأستقرئ الرجل الآية هي معي كي ينقلب بي فيطعمني. وكان أخير الناس للمساكين جعفر بن أبي طالب، كان ينقلب بنا فيطعمنا ما كان في بيته حتى ان كان ليخرج الينا العُكة التي ليس فيها

ف "الكذب" وانما قال ذلك لأن كثيراً من أهل الكوفة الذين يروون عنه ليس لهم ذلك، ولا سيما الرافضة منهم، فان عامة ما يروون عنه كذب واختلاق. عمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۳۴۷.

شيءٌ فيشقها فنلعق ما فيها. [انظر: ۵۴۳۲] ۳۳

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنی شروع کردی ہیں اور میں اس لئے زیادہ روایتیں بیان کرتا ہوں کہ **انی کنت الزم رسول الله ﷺ بشبع بطنی،** میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا اپنے بھرے پیٹ کے اوپر یعنی باوجود کی میرا پیٹ بھرا ہوا نہیں ہوتا تھا۔ **بشبع بطنی** کا مطلب یہ ہے کہ میرا کوئی کام یا مشغلہ ایسا نہیں تھا جس کی وجہ سے میں تجارت یا زراعت وغیرہ میں مشغول رہوں بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ صرف پیٹ بھر جائے یہ کافی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا، بسا اوقات یہ ہوتا تھا کہ **لا آکل الخمیر ولا ألبس الحبیر** .نہ خمیری روٹی کھاتا تھا اور نہ نقش ونگار والے کپڑے پہنتا تھا، **حبیر** نقش ونگار والے کپڑے کو کہتے ہیں۔

ولا یخدمنی فلان ولا فلانة، اور کوئی مرد یا عورت میری خدمت کیلئے نہیں تھا۔ **وکنت الصق بطنی بالحصباء** .اور میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو سنگریزوں والی زمین پر لٹادیا کرتا تھا تاکہ بھوک کی گرمی کیلئے کچھ زمین کی ٹھنڈک حاصل ہو۔

وان کنت لاستقرئی الرجل الآیة هی معی کی ینقلب بی فیطعمنی، اور بعض اوقات میں کسی شخص کو آیات کی تلاوت یا قراءت چاہتا تھا کہ فلاں آیت مجھے یاد ہوتی تھی اور میں اسے پڑھنا بھی جانتا تھا، لیکن اس سے اس لئے پڑھواتا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جائے گا اور اس بہانے کھانا کھلادے۔

وکان أخیر الناس للمساکین جعفر بن ابی طالب اور مساکین کے لئے سب سے زیادہ مخیّر آدمی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ تھے۔ **کان ینقلب بنا فیطعمنا،** ہمیں اپنے گھر لیجاتے تھے اور کھانا کھلاتے تھے۔ **ما کان فی بیته حتی ان کان لیخرج الینا العکة التی لیس فیها شیء**، یہاں تک کہ بعض اوقات وہ ہمارے لئے ایک **عکة** نکالتے تھے جس میں کچھ نہیں ہوتا تھا، **عکة** کے معنی ہیں مرتبان جو چمڑے کا ہوتا ہے۔

فشقها فنلعق ما فیها اس میں جو کچھ ہوتا ہے چاٹ لیتے تھے، **عکة** کے اندر عام طور پر شہد یا گھی وغیرہ رکھا جاتا تھا، جب وہ خالی ہوجاتا تھا تو کہتے دیکھو اس میں کچھ ہے تو لے لو، بعض اوقات ہم اسے جھاڑتے اور جو گھی یا شہد ہوتا تو اس کو چاٹ لیتے۔

سوال: حضرت ابو ہریرہؓ کا جو عمل حدیث میں گزرا، کیا وہ اشراف النفس میں داخل نہیں ہے؟

جواب: وہ حالتِ مخمصہ میں تھے، اس حالت میں حرام چیزیں بھی حلال ہوجاتی ہیں، سوال کرنا بھی انسان کیلئے جائز ہوجاتا ہے اور وہ تو صرف اس امید پر ساتھ ہوجاتے تھے کہ بغیر سوال کے کھانا مل جائے، تو ان کی حالت مخمصہ کی تھی، خود بتاتے ہیں کہ بعض دفعہ بے ہوش ہوجاتا تھا، کیا اس وقت بھی کوئی اشراف النفس کا حکم جاری کرے گا۔

۳۳ انفرد به البخاري.

۳۷۰۹ـ حدثنا عمرو بن علی: حدثنا یزید بن هارون: اخبرنا اسماعیل بن ابی خالد، عن الشعبی: ان ابن عمر رضی اللہ عنہما کان اذا سلم علی ابن جعفر قال: السلام علیک یا ابن ذی الجناحین. [۴۴]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حضرت جعفر کے بیٹے (عبداللہ) کو سلام کرتے تو کہتے: ''السلام علیک یا ابن ذی الجناحین''۔ (یہ حضرت جعفرؓ کا لقب تھا)۔

قال ابو عبد اللہ: الجناحان: کل ناحیتین. [أنظر: ۴۲۶۴]

(۱۱) باب ذکر العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

حضرت عباس ابن عبد المطلبؓ کے فضائل کا بیان

۳۷۱۰ـ حدثنا الحسن بن محمد: حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری: حدثنی ابی عبد اللہ بن المثنی، عن ثمامة بن عبد اللہ بن انس، عن انس رضی اللہ عنه: ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال: اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فسقنا. قال: فیسقون. [راجع: ۱۰۱۰]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا، تو حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے تھے کہ اے خدا! ہم تجھے تیرے رسول کا واسطہ دیا کرتے تھے، اور تو پانی برساتا تھا اور اب ہم تجھے حضور (ﷺ) کے چچا کا واسطہ دیتے ہیں، لہٰذا تو پانی برسا، چنانچہ خوب بارش ہوتی تھی۔ [۴۵]

(۱۲) باب مناقب قرابة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم.

ومنقبة فاطمة رضی اللہ عنہا بنت النبی صلی اللہ علیه وسلم

نبی کریم ﷺ کے رشتہ داروں خصوصاً آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم: "فاطمة سیدة نساء اهل الجنة".

[۴۴] انفرد به البخاری.

[۴۵] تشریح ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج: ۴، ص: ، کتاب الاستسقاء، باب: سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، رقم: ۱۰۱۰

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔

۳۷۱۱ - حدثنا ابو الیمان: اخبرنا شعیب، عن الزهری قال: حدثنی عروة بن الزبیر، عن عائشة رضی اللہ عنها: ان فاطمة رضی اللہ عنها ارسلت الی ابی بکر تسأله میراثها من النبی صلی اللہ علیه وسلم مما افاء اللہ علی رسوله صلی اللہ علیه وسلم، تطلب صدقة النبی صلی اللہ علیه وسلم التی بالمدینة وفدک وما بقی من خمس خیبر. [راجع: ۳۰۹۲]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آدمی بھیج کر ان سے اپنی میراث طلب کی، یعنی وہ چیزیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو فئے کے طور پر دی تھیں اور حضور اقدس ﷺ کا مصرف خیر جو مدینہ منورہ فدک میں تھا اور خیبر کی متروکہ آمدنی کا پانچواں حصہ۔

۳۷۱۲ - فقال ابو بکر: ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: "لا نورث ما ترکنا فهو صدقة، انما یاکل آل محمد من هذا المال - یعنی مال اللہ - لیس لهم ان یزیدوا علی الماکل"، وانی واللہ لا أغیّر شیئا من صدقات رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم التی کانت علیها فی عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم ولأعملن فیها بما عمل فیها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم. فتشهد علیّ، ثم قال: انا قد عرفنا یا ابا بکر فضیلتک، وذکر قرابتهم من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وحقهم. فتکلم أبوبکر فقال: والذی نفسی بیده لقرابة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم احب الی ان أصل من قرابتی. [راجع: ۳۰۹۳]

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، آل محمد ﷺ اس مال یعنی خداداد مال میں سے کھا سکتے ہیں، ان کو یہ اختیار نہیں کہ کھانے سے زیادہ لے لیں، خدا کی قسم! نبی کریم ﷺ کے صدقات کی جو حالت آپ کے زمانہ میں تھی اس میں کوئی تبدیلی نہ کروں گا، بلکہ وہی عمل کروں گا جو سید الرسل ﷺ کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے تشہد پڑھا پھر کہا اے ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت و بزرگی سے خوب واقف ہیں۔ اس کے بعد آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قرابت اور حق کو واضح کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے نبی کریم ﷺ کی قرابت سے سلوک کرنا اپنی قرابت کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ ف

۳۷۱۳ - أخبرنی عبد اللہ بن عبد الوهاب: حدثنا خالد: حدثنا شعبة، عن واقد قال: سمعت أبی یحدث عن ابن عمر، عن ابی بکر رضی اللہ عنهم قال: ارقبوا محمداً ﷺ فی أهل

ف تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۷، ص: ۵۴۵، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، رقم: ۳۰۹۲، ۳۰۹۳.

بیته". [انظر ۳۷۵۱] ۳۵

محمد ﷺ کا لحاظ رکھوان کے اہل بیت کے سلسلے میں، نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد یہ تو ممکن نہیں ہے کہ آدمی براہ راست حضور ﷺ کی خدمت کرے، اس لئے اہل بیت کی خدمت کرو، تا کہ نبی کریم ﷺ کو اس کی خوشی حاصل ہو۔

۳۷۱۴۔ حدثنا ابو الولید: حدثنا ابن عیینة، عن عمرو بن دینار، عن ابن ابی ملیکة، عن المسور بن مخرمة: ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: "فاطمة بضعة منی، فمن اغضبها اغضبنی". ۳۶

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہ میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جس نے اس کو غضب ناک کیا اس نے مجھ کو غضب ناک کیا۔

۳۷۱۵۔ حدثنا یحیی بن قزعة: حدثنا ابراھیم بن سعد، عن أبیه، عن عروة، عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: "دعا النبی صلی اللہ علیه وسلم فاطمة ابنته فی شکواہ الذی قبض فیها فسارّها بشیء فبکت، ثم دعاها فسارّها فضحکت. قالت: فسالتها عن ذلک. [راجع: ۳۶۲۳]

۳۷۱۶۔ "فقالت: سارنی النبی صلی اللہ علیه وسلم فاخبرنی انه یقبض فی وجعه الذی توفی فیه فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اهل بیته اتبعه فضحکت". [راجع: ۳۶۲۴]

انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آہستہ سے اس بات سے خبردار کیا تھا کہ آپ ﷺ اسی مرض میں وفات پائیں گے، تو میں رونے لگی جب دوبارہ آپ ﷺ نے آہستہ سے کہا کہ میں ان کے اہل میں سب سے پہلے ان سے ملوں گی، تو میں ہنسنے لگی۔

(۱۳) باب مناقب الزبیر بن العوام رضی اللہ عنه

حضرت زبیر بن عوامؓ کے فضائل کا بیان

۳۵ انفرد به البخاری.

۳۶ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة بنت النبی، رقم: ۴۴۸۲، وسنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب ما یکرہ أن یجمع بینهم من النساء، رقم: ۱۷۷۳، وسنن ابن ماجة، کتاب النکاح، باب الغیرة، رقم: ۱۹۸۸، ومسند احمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث المسور بن مخرمة الزهری ومروان بن الحکم، رقم: ۱۸۱۴۹، ۱۸۱۵۳، ۱۸۱۶۴، ۱۸۱۶۷.

وقال ابن عباس: "هو حواري النبي ﷺ، وسمي، الحواريون لبياض ثيابهم.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ سرورکونین ﷺ کے حواری تھے اور سفید پوش کو حواری کہتے ہیں۔

۳۷۱۷- حدثنا خالد بن مخلد: حدثنا علي بن مسهر، عن هشام بن عروة، عن أبيه قال: أخبرني مروان بن الحكم قال: "أصاب عثمان بن نفان رضي الله عنه رعاف شديد سنة الرعاف حتى حبسه عن الحج وأوصى فدخل عليه رجل من قريش، قال: استخلف، قال: وقالوه؟ قال: نعم. قال: ومن؟ فسكت فدخل عليه رجل آخر أحسبه الحارث فقال: استخلف، فقال عثمان: وقالو؟ فقال: نعم، قال: ومن هو؟ فسكت، قال: فلعلهم قالوا: انه الزبير، قال: نعم، قال: أما والذي نفسي بيده انه لخيرهم ما علمت، وان كان لأحبهم الى رسول الله ﷺ. [أنظر: ۳۷۱۸] ۳۷

مفہوم

مروان بن الحکم کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کو شدید نکسیر لاحق ہوگئی **سنة الرعاف،** جس سال نکسیر بہت زیادہ پھوٹ رہی تھی یعنی اس کی وبا پھیلی ہوئی تھی، **حتى حبسه عن الحج،** یہاں تک کہ نکسیر کی شدت کی وجہ سے حضرت عثمانؓ حج کو نہ جاسکے۔ یعنی نکسیر نے ان کو حج سے روک دیا۔

وأوصى، اور حضرت عثمانؓ نے وصیت بھی لکھوادی یعنی یہ سوچ کر کہ کہیں یہ نکسیر ان کی وفات کا سبب نہ بن جائے، مختلف قسم کی جو نصیحتیں کرنی تھیں وہ بھی کردیں۔

بعض روایت میں آتا ہے کہ ان وصیتوں میں انہوں نے اپنے بعد خلافت کیلئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام لکھا لیکن بعد میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی وفات ہوگئی، اس لئے اس پر عمل نہ ہوسکا، **والله أعلم.**

فدخل عليه رجل من قريش، اس حالت میں قریش کے ایک صاحب ان کے پاس آئے۔ **قال: استخلف،** حضرت عثمانؓ سے کہا کہ کسی کو خلیفہ بنادیجئے۔ **فقال عثمان: وقالو؟** حضرت عثمانؓ نے کہا کہ کیا آپ کو لوگ کہہ رہے ہیں کہ میں کسی کو خلیفہ بنادوں؟ **قال: نعم، قال: ومن؟** کس کو خلیفہ بناؤں؟ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ **فسكت،** وہ شخص خاموش ہوگیا، کسی کا نام نہیں لیا، **فدخل عليه رجل آخر،** ایک اور صاحب حضرت عثمانؓ کے پاس آئے، **أحسبها الحارث،** مروان بن الحکم کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ حارث مروان بن حکم کے بھائی کا نام تھا۔ **فقال: استخلف،** انہوں نے آکر کہا کہ کسی کو خلیفہ بنادیجئے، حضرت عثمانؓ نے کہا **وقالوا؟** کیا

۳۷ وفي مسند أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، باب مسند عثمان بن عفان، رقم: ۴۲۶.

لوگ کہتے ہیں؟ **فقال: نعم،** ہاں لوگ کہتے ہیں، **قال: ومن ھو ؟** لوگ کس کو خلیفہ بنانے کا کہتے ہیں؟ **فسکت،** وہ خاموش ہوگیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔

قال: فلعلهم قالوا: انه الزبیر. حضرت عثمانؓ نے کہا شاید لوگ حضرت زبیر بن العوامؓ کے بارے میں کہتے ہیں، **قال: اما والذی نفسی بیده انه لخیرھم ما علمت،** جہاں تک مجھے علم ہے وہ سب سے بہتر آدمی ہیں، **وان کان لا حبھم الیٰ رسول اللہ ﷺ** اگرچہ اس وقت حضرت علیؓ بھی موجود تھے پھر بھی حضرت عثمانؓ نے جو یہ بات فرمائی ہے، بظاہر **خیرھم** اور **احبھم** مطلق نہیں ہے بلکہ **خیر بنی أمیة** ہے۔

۳۷۱۸ــــ حدثنا عبید بن اسماعیل: حدثنا ابو اسامة، عن ھشام: اخبرنی ابی: سمعت مروان بن الحکم: "کنت عند عثمان اتاہ رجل فقال: استخلف قال: وقیل ذاک؟ قال: نعم، الزبیر قال: ام واللہ انکم لتعلمون انه خیرکم، ثلاثا". [راجع: ۳۷۱۷]

ترجمہ: حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ میں نے مروان سے سنا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر کہا اب آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے دریافت کیا، کیا لوگ خلیفہ بنانے کو کہتے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! حضرت زبیر کو، حضرت عثمانؓ نے تین مرتبہ کہا آگاہ ہوجاؤ کہ زبیر سب سے بہتر ہے۔

۳۷۱۹ــــ حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا عبد العزیز ھو ابن ابی سلمة، عن محمد بن المنکدر، عن جابر رضی اللہ عنه قال: قال النبی صلی اللہ علیه وسلم: "ان لکل نبی حواری وان حواری الزبیر بن العوام". [راجع: ۲۸۴۶]

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے حواری ہوا کرتے ہیں اور یقیناً میرے حواری زبیر بن عوام ہیں۔

۳۷۲۰ــــ حدثنا احمد بن محمد: أنبانا عبد اللہ أخبرنا ھشام بن عروة، عن أبیه، عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنهما قال: کنت یوم الاحزاب جعلت انا وعمر بن ابی سلمة فی النساء، فنظرت فاذا انا بالزبیر علی فرسه یختلف الی بنی قریظة مرتین او ثلاثا، فلما رجعت قلت: یا ابت، رایتک تختلف؟ قال: او ھل رایتنی یا بنی؟ قلت: نعم، قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: "من یات بنی قریظة فیاتینی بخبرھم؟" فانطلقت فلما رجعت جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بین أبویه فقال: "فداک ابی وامی". [۳۸، ۳۹]

---

[۳۸] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۳۹] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبیر، رقم: ۴۴۳۷، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب الزبیر بن العوام، رقم: ۳۶۷۲، وسنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فضل الزبیر، رقم: ۱۲۰، ومسند أحمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب مسند الزبیر بن العوام، رقم: ۱۳۳۴، ۱۳۴۹.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جنگ احزاب کے ایام میں، میں نے اور عمر بن ابی سلمہ نے عورتوں کی حفاظت کی۔ میں نے حضرت زبیر کو دیکھا کہ وہ دو تین مرتبہ بنی قریظہ کی طرف آمد ورفت کرتے رہے، جب میں (جنگِ مذکور) سے واپس آیا تو میں نے کہا اے میرے باپ! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ آمد ورفت کررہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: بیٹے تو نے مجھے دیکھا؟ میں نے عرض کیا: ہاں، انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کوئی ہے جو بنی قریظہ کی طرف جا کر ان کی خبر میرے پاس لائے، چنانچہ میں گیا پھر جب میں واپس آیا تو آپ نے اپنے ماں باپ جمع کرکے فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

۳۷۲۱ــ حدثنا علي بن حفص: حدثنا ابن المبارك: أخبرنا هشام بن عروة، عن أبيه: ان أصحاب النبي ﷺ قالوا للزبير يوم وقعة اليرموك: ألا تشد فنشد معك؟ فحمل عليهم فضربوه ضربتين على عاتقه بينهما ضربةٌ ضربها يوم بدرٍ، قال عروة: فكنت أدخل أصابعي في تلك الضربات ألعب وأنا صغيرٌ. [انظر: ۳۹۷۳، ۳۹۷۵] ۳۰

حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ نے جنگ یرموک کے موقع پر حضرت زبیرؓ سے کہا۔ جنگ یرموک حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہوئی ہے حضرت عمرؓ کے زمانے کے دو فیصلہ کن معرکے ہیں، ایک یرموک اور دوسرا قادسیہ، یرموک کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے روم فتح کروایا اور قادسیہ کے نتیجے میں تہران فتح کروایا۔

تو یرموک کی جنگ بہت زبردست جنگ تھی، اس جنگ میں صحابۂ کرامؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا، **الا تشد فنشد معک؟** کیا آپ حملہ نہیں کرتے کہ ہم آپ کے ساتھ حملہ کریں؟ **فحمل علیھم،** حضرت زبیرؓ نے کفار کے اوپر حملہ کیا، **فضربوہ ضربتین علی عاتقہ،** انہوں نے حضرت زبیرؓ کے کندھے پر دو ضربیں لگائیں۔ **بینھما ضربۃ ضربھا یوم بدر،** جن کے درمیان وہ ضرب بھی تھی جو ان کو بدر میں لگی تھی۔ **قال عروۃ:** عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ **فکنت ادخل اصابعی فی تلک الضربات العب وأنا صغیر،** کہ بچپن میں اپنی انگلیاں ان میں داخل کرکے کھیلتا تھا۔

(۱۴) باب ذکر طلحة بن عبید اللہ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے فضائل کا بیان

وقال عمر: توفي النبي ﷺ وهو عنه راضٍ.

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ اپنی وفات کے وقت طلحہؓ سے راضی تھے۔

۳۰ وفي سنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب الزبير بن العوام، رقم: ۳۶۷۹.

۳۷۲۲، ۳۷۲۳۔ حدثنی محمد بن أبی بکر المقدمی: حدثنا معتمر، عن أبیه، عن أبی عثمان قال: لم یبق مع النبی ﷺ فی بعض تلک الأیام التی قاتل فیهن رسول الله ﷺ غیر طلحة وسعد عن حدیثهما. [انظر: ۴۰۶۰، ۴۰۶۱] [۱]

ترجمہ: حضرت ابوعثمانؒ سے روایت ہے کہ ایک زمانہ میں جب حضور اکرم ﷺ نے خود میدانِ جنگ میں شرکت کی تھی، تو بجز طلحہ وسعد کے اس زمانہ میں آپ کے ساتھ کوئی ہمرکاب باقی نہ رہا تھا۔

عن حدیثهما۔ مطلب یہ ہے کہ یہ بات میں نے خود ان سے سنی ہے۔ **أحدثکم عن حدیثهما،** ان ہی کی حدیث سے بات کر رہا ہوں۔

۳۷۲۴۔ حدثنا مسدد: حدثنا خالد: حدثنا ابن ابی خالد، عن قیس بن ابی حازم قال: رأیت ید طلحة التی وقی بها النبی صلی الله علیه وسلم قد شلّت. [أنظر: ۴۰۶۳] [۲]

ترجمہ: حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طلحہؓ کے ہاتھ کو بے کار وشل دیکھا، انہوں نے اس ہاتھ سے (اُحد کے دن) آنحضرت ﷺ کو کفار کے حملوں سے بچایا تھا۔

(۱۵) باب مناقب سعد بن أبی وقاص الزهری

حضرت سعد بن ابی وقاص کے فضائل کا بیان

وبنو زهرة أخوال النبی ﷺ وهو سعد بن مالک.

بنو زہرہ نبی کریم ﷺ کے ننہالی عزیز ہیں، اور حضرت سعد بن مالک آپ کے ماموں تھے۔

۳۷۲۵۔ حدثنی محمد بن المثنی: حدثنا عبد الوهاب قال: سمعت یحیی قال: سمعت سعید بن المسیب قال: سمعت سعداً یقول: جمع لی النبی ﷺ أبویه یوم اُحد. [انظر: ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷] [۳]

---

[۱] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبیر، رقم: ۴۴۳۵.

[۲] وفی سنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فضل طلحة بن عبید الله، رقم: ۱۲۵، ومسند احمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب مسند أبی محمد طلحة بن عبید الله، رقم: ۱۳۱۳.

[۳] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، رقم: ۴۴۳۰، وسنن الترمذی، کتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء فی فداک أبی وأمی، رقم: ۲۷۵۶، وسنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فضل سعد بن أبی وقاص، رقم: ۱۲۷، ومسند احمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب مسند أبی اسحاق سعد بن أبی وقاص، رقم: ۱۳۱۳، ۱۴۷۹، ۱۵۳۰.

آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ کو کمان دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا **ارم یا سعد فداک أبی و أمی.**

اس کمان کی میں نے بھی زیارت کی ہے، ایک زمانے تک مدینہ منورہ میں محفوظ تھی اور اس کے اوپر لکھا ہوا تھا **ارم یا سعد فداک ابی و امی.**

حضرت عثمانؓ کے گھر کے اندر یہ تبرکات رکھے ہوئے تھے، ان کی کوئی سند تو نہیں ہے لیکن مشہور یہی ہے کہ یہ وہی کمان ہے جو نبی کریم ﷺ نے حضرت سعدؓ کو دی تھی۔

۳۷۲۶ ـــ حدثنا مکیّ بن ابراهیم: حدثنا هشام بن هاشم، عن عامر بن سعد، عن أبیه قال: لقد رأیتنی وأنا ثلث الاسلام. [انظر: ۳۷۲۷، ۳۸۵۸] [۴۴]

وأنا ثلث الاسلام کا مطلب یہ ہے کہ مردوں میں تیسرا مسلمان میں ہی ہوں، حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت علیؓ اور تیسرے نمبر پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، ورنہ خواتین میں سے حضرت خدیجہؓ بھی اسلام قبول کر چکی تھیں، وہ سابقۃ الاسلام ہیں۔

زید بن حارثہؓ کے بارے میں تحقیق سے متعین نہیں ہے کہ وہ پہلے ایمان لائے تھے یا سعد بن ابی وقاصؓ پہلے ایمان لائے تھے۔

۳۷۲۷ ـــ حدثنی ابراهیم بن موسی: اخبرنا ابن ابی زائدة: حدثنا هاشم بن هاشم ابن عتبة بن ابی وقاص قال: سمعت سعید بن المسیب یقول: سمعت سعد بن ابی وقاص یقول: ما أسلم احد الا فی الیوم الذی أسلمت فیه، ولقد مکثت سبعة أیام وانی لثلث الاسلام. تابعه ابو اسامة: حدثنا هاشم. [راجع: ۳۷۲۶]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جس دن میں اسلام لایا ہوں، اس دن اور لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے، اور بے شک سات دن تک میں اسی حالت میں رہا کہ میں اسلام کا تیسرا شخص تھا (یعنی حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد تیسرا مسلمان میں ہوں)۔

۳۷۲۸ ـــ حدثنا عمر بن عون: حدثنا خالد بن عبد الله، عن اسماعیل، عن قیس قال: سمعت سعداً رضی الله عنه یقول: انی لأول العرب رمی بسهم فی سبیل الله، وکنا نغزو مع النبی ﷺ وما لنا طعام الا ورق الشجر حتی ان أحدنا لیضع کما یضع البعیر أو الشاة ماله خلط. ثم أصبحت بنو أسد تعزرنی علی الاسلام. لقد خبت اذاً وضل عملی، وکانوا وشوا به الی عمر، قالوا: لا یحسن یصلی. [۴۵]

---

[۴۴]، [۴۵] وفی سنن ابن ماجة، کتاب المقدمة، باب فضل سعد بن أبی وقاص، رقم: ۱۲۹، وفی صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم: ۵۲۶۷، وسنن الترمذی، کتاب الزهد عن رسول الله، باب ما جاء فی معیشة أصحاب النبی، رقم: ۲۲۸۸، وسنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب الرکود فی الرکعتین الأولیین، رقم: ۹۹۲، وسنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب

حضرت سعدؓ کو جب حضرت عمرؓ نے ان پر گورنر بنایا تو یہ ان کی شکایتیں کرتے تھے کہ سعدؓ نماز ٹھیک نہیں پڑھاتے، وہ فرمارہے ہیں کہ میں اسلام لانے والا تیسرا آدمی تھا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں سب سے پہلا تیر میں نے چلایا اور درخت کے پتے کھا کر گزارا کیا یہاں تک کہ جو فضلہ خارج ہوتا تھا وہ ایسا ہوتا تھا جیسا کہ اونٹ یا بکری کا ہوتا ہے **ما له خلط**، بالکل خشک ہوتا تھا اس میں کوئی آمیزش نہیں ہوتی تھی۔

ثم أصبحت بنو أسد تعزرني على الاسلام، اب یہ بنو اسد کے نومسلم مجھے ملامت کرتے ہیں کہ تمہارا اسلام صحیح نہیں ہے۔

لقد خبت اذاً وضل عملي وكانوا وشوا بي الى عمر، قالوا: لا يحسن يصلي.

(۱۶) باب ذكر اصهار النبي ﷺ منهم أبو العاص بن الربيع

سید الکونین ﷺ کے سسرالی رشتہ داروں کا بیان، جن میں حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ بھی ہیں

۳۷۲۹ــ حدثنا ابو اليمان: اخبرني شعيب، عن الزهري قال: حدثني علي بن حسين ان المسور بن مخرمة قال: ان عليا خطب بنت ابي جهل فسمعت بذلك فاطمة فاتت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: يزعم قومك انك لا تغضب لبناتك وهذا علي ناكح بنت ابي جهل، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته حين تشهد يقول: "أما بعد فاني انكحت ابا العاص بن الربيع فحدثني وصدقني. وان فاطمة بضعة مني واني اكره ان يسوء ها، والله لا تجتمع بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبنت عدو الله عند رجل واحد"، فترك علي الخطبة.

وزاد محمد بن عمرو بن حلحلة، عن ابن شهاب، عن علي، عن مسور: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم وذكر صهرا له من بني عبد شمس، فاثنى عليه في مصاهرته اياه فاحسن، قال: "حدثني فصدقني ووعدني فوفى لي". [۴۶]

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی

بقیہ: تخفيف الاخريين، رقم: ۶۸۰، وسنن ابن ماجة، كتاب المقدمة، باب فضل سعد بن أبي وقاص، رقم: ۱۲۸، ومسند أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، باب مسند أبي اسحاق سعد بن أبي وقاص، رقم: ۱۴۲۸، ۱۴۶۶، ۱۴۷۵.

[۴۶] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة بنت النبي، رقم: ۴۴۸۲، وسنن أبي داؤد، كتاب النكاح باب ما يكره أن يجمع بينهن من النساء، رقم: ۱۷۷۲، وسنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب الغيرة، رقم: ۱۹۸۸، ومسند احمد اوّل مسند الكوفيين، باب حديث المسور بن مخرمة الزهري ومروان بن الحكم، رقم: ۱۸۱۴۹، ۱۸۱۵۳، ۱۸۱۶۷.

سے منگنی کر لی، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کی حمایت میں خفا نہیں ہوتے، اسی لئے تو علی نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کی بات چیت مکمل کر لی ہے، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پہلے تشہد پڑھا اور پھر فرمایا کہ میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (اپنی لڑکی کا) نکاح کر دیا، تو ابوالعاص نے جو بات مجھ سے کہی، سچ کہی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یقیناً میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور میں اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ اس کو کوئی صدمہ یا تکلیف پہنچے، اللہ کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ منگنی چھوڑ دی۔

ایک دوسری روایت میں علی بن حسین (حضرت زین العابدین) سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت سعد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے قبیلہ عبد شمس والے اپنے داماد کا ذکر کیا اور ان کی تعریف و توصیف بیان کر کے فرمایا انہوں نے جو بات مجھ سے کہی سچی کہی اور مجھ سے جو وعدہ کیا، اس کو پورا کیا۔ [۵۶]

(۱۷) باب مناقب زید بن حارثة مولی النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے فضائل کا بیان

وقال البراء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "انت اخونا ومولانا".

حضرت براءؓ نے رسالت مآب ﷺ سے روایت کیا (آپ ﷺ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا) تم ہمارے بھائی اور آزاد کردہ غلام ہو۔

۳۷۳۰ — حدثنا خالد بن مخلد: حدثنا سلیمان قال: حدثنی عبد اللہ بن دینار، عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثا، وامّر علیہم اسامة ابن زید فطعن بعض الناس فی امارته فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "ان تطعنوا فی امارته فقد کنتم تطعنون فی امارة أبیه من قبل، وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارة، وان کان لمن احب الناس الیّ. وان هذا لمن احب الناس الیّ بعده" [أنظر: ۴۲۵۰، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۶۶۲۷، ۷۱۸۷] [۵۷]

---

[۵۶] راجع: کتاب الخمس، رقم: ۳۰۹۱.

[۵۷] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل زید بن حارثة وأسامة بن زید، رقم: ۴۴۵۲ وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب زید بن حارثة، رقم: ۳۷۵۲، ومسند احمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، رقم: ۴۴۲۱، ۴۷۱۲، ۵۳۷۲، ۵۴۴۹، ۵۵۸۴، ۵۶۲۲.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر جمع کیا اور اس کا سردار حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو بنایا بعض لوگوں نے ان کی سرداری پر طنز کیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ان کی سرداری پر طعن وتشنیع کرتے ہو، تو کوئی تعجب نہیں، اس لئے کہ تم بے شک پہلے ان کے باپ کی سرداری پر طعنہ زنی کیا کرتے تھے، حالانکہ بخدا وہ سرداری کے لے بہت موزوں تھے، وہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب تھے اور ان کے بعد یہ (اُسامہ) تمام لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہے۔

۳۷۳۱ـ حدثنا یحیی بن قزعة: حدثنا ابراهیم بن سعد، عن الزهری، عن عروة، عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: دخل علیّ قائف والنبی صلی اللّٰه علیه وسلم شاهد وأسامة ابن زید وزید بن حارثة مضطجعان فقال: ان هذه الاقدام بعضها من بعض، قال فسُرّ بذلک النبی صلی اللّٰه علیه وسلم واعجبه فاخبر به عائشة. [راجع: ۳۵۵۵]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الانبیا ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے اور اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ دونوں لیٹے ہوئے تھے، ایک قیافہ شناس آیا اور کہا کہ یہ دونوں پاؤں باہم ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں رسول اللہ ﷺ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ کو یہ بات بہت اچھی معلوم ہوئی اور آپ نے مجھ سے اس واقعہ کو بیان کیا۔

(۱۸) بابُ ذِکر أسامة بن زید

حضرت اُسامہ بن زیدؓ کے فضائل کا بیان

۳۷۳۲ـ حدثنا قتیبة بن سعید: حدثنا لیث، عن الزهری، عن عروة، عن عائشة رضی اللّٰه عنها: ان قریشا اهمهم شأن المخزومیة، فقالوا: من یجتریٔ علیه الا أسامة بن زید حِب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم؟ [راجع: ۲۶۴۸]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت نے قریش کو بہت فکر میں ڈال دیا، انہوں نے کہا کہ بجز اُسامہ محبوب رسول اللہ ﷺ کے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو آپ ﷺ سے سفارش کی جرأت کر سکے۔

۳۷۳۳ـــ وحدثنا علی: حدثنا سفیان قال: ذهبت أسأل الزهری عن حدیث المخزومیة فصاح بی قلت لسفیان: فلم تحتمله عن أحد؟ قال: وجدته فی کتاب کان کتبه أیوب بن موسٰی، عن الزهری، عن عروة عن عائشة رضی الله عنها أن امرأة من بنی مخزوم

سرقت، فقالوا: من يكلم فيها النبی ﷺ؟ فلم يجترىء أحد أن يكلمه: فكلمه أسامة بن زيد، فقال: "ان بنی اسرائيل كان اذا سرق فيهم الشريف تركوه، واذا سرق فيهم الضعيف قطعوه. لو كانت فاطمة لقطعت يدها". [راجع: ۲۶۴۸]

تشریح

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں زہری سے مخزومیہ کی حدیث پوچھنے گیا، وہ مخزومیہ جس نے چوری کی تھی اور آپ ﷺ نے اس پر حد جاری کی تھی، انہوں نے حضرت اسامہؓ کو سفارشی بنا کر پیش کرنا چاہا تھا، تو میں زہری سے وہ حدیث پوچھنے گیا **فصاح بی،** وہ مجھ پر چیخنے لگے، مطلب یہ ہے کہ کسی وجہ سے زہری نے ناراضگی کا اظہار کیا، مصروف ہونگے یا کوئی اور بات ہوگی، جس کی وجہ سے انہوں نے مجھے وہ حدیث نہیں سنائی بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کر کے واپس بھیج دیا۔

قلت لسفیان: حدیث باب میں جو سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں علی بن مدینی وہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے کہا کہ جب زہری نے انکار کر دیا اور حدیث نہیں سنائی تو آپ نے کسی اور سے بھی اس حدیث کا تحمل نہیں کیا، کسی اور سے بھی نہیں سنی؟

قال: وجدته فی کتاب کان کتبه ایوب بن موسی عن الزهری، میں نے اس کو ایک کتاب میں پایا جو ایوب بن موسیٰ نے زہری سے لکھی تھی۔

عن عروة عن عائشة، اور پھر وہ حدیث بیان کی، یہ بتا دیا کہ میں نے یہ حدیث براہِ راست زہری سے نہیں سنی بلکہ یہ مجھے اس کتاب کے ذریعے ملی ہے۔

سوال: سفیان نے جو یہ روایت کی ہے یہ وجادہ ہوا، اور محدثین کے ہاں وجادہ اس وقت مقبول ہوتا ہے جب اجازت کے ساتھ ہو، ورنہ کسی کے خط یا کتابت میں کوئی حدیث مل جائے تو اس کو روایت کرنا جائز نہیں اور اگر روایت کرے۔ **وجدته فی خط فلان،** محدثین کے ہاں اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہوتی، جب محدثین کے ہاں مقبول نہیں ہوتی تو امام بخاری رحمہ اللہ اس کو یہاں کیسے لے کر آگئے۔

جواب: **وجدته فی کتاب،** محدثین کے قاعدے کے مطابق اس طرح کی حدیث درست نہیں لیکن چونکہ امام بخاری رحمہ اللہ پہلے یہی حدیث **لیث بن سعد عن الزهری، عن عروة عن عائشة،** کے طریق سے لا چکے ہیں۔ اور اس سے پہلے متعدد مقامات پر یہ حدیث **سفیان بن عینیه من الخ** کے طریق سے روایت کی ہے۔ اس لئے یہ حدیث صحیح ہے اور دوسرے ذرائع سے اس کی صحت ثابت ہو چکی ہے۔[1]

---

[1] قوله: "قال: وجدته" أی: قال سفیان: وجدت هذا الحدیث فی کتاب کتبه أیوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن العاص الأموی عن محمد بن مسلم الزهری. الوجادة: أن یوقف علی کتاب بخط شیخ فیه أحادیث لیس له روایة ما فیها، فله أن یقول: وجدت، أو قرأت بخط فلان، أو فی کتاب فلان بخطه: حدثنا فلان، ویسوق باقی الاسناد والمتن، وقد استمر العمل علیه قدیماً وحدیثاً وهو من باب المرسل وفیه شوب من الاتصال. عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۶۶.

"وجادة" کی قبولیت کی شرط

"وجادة" اس وقت غیر معتبر ہوتا ہے جب دوسرے ذرائع سے اس کی تصدیق نہ ہو، لیکن جب دوسرے بیشمار ذرائع سے اس کی تصدیق ہو جائے تو پھر اس کو پیش کیا جا سکتا ہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ حدیث ضعیف کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ ہمیشہ غلط ہی ہوگی، بلکہ ضعیف ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا راوی ضعیف ہے اور ضعیف راوی بھی کبھی صحیح حدیث روایت کر سکتا ہے۔

اگر دوسرے ذرائع سے اس کی تصدیق ہو جائے، تو ضعیف روایت بھی قابل اعتماد بن جاتی ہے۔ اسی طرح یہ وجادہ اگر تنہا وجادہ ہوتا تو قابلِ قبول نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ دوسرے راویوں نے اس کی تصدیق کر دی ہے کہ واقعی زہری نے یہ روایت کی ہے اس لئے اس کو ذکر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ف

۳۷۳۴ــــ حدثنا الحسن بن محمد: حدثنا أبو عباد یحیی بن عباد: حدثنا الماجشون: أخبرنا عبد الله بن دینار قال: نظر ابن عمر یوماً وهو فی المسجد الی رجل یسحب ثیابه فی ناحیة من المسجد، فقال: أنظر من هذا؟ لیت هذا عندی. قال له انسان: أما تعرف هذا یا أبا عبد الرحمٰن؟ هذا محمد بن أبی أسامة: قال: فطأطأ ابن عمر رأسه، ونقر بیدیه فی الأرض، ثم قال: لو رآه رسول الله ﷺ لأحبه. [۴۸، ۴۹]

تشریح

حضرت عبداللہ بن دینارؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مسجد کے گوشے میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے کھنچے جا رہے ہیں، **فقال: انظر من هذا؟** عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ سے کہا کہ ذرا دیکھو یہ کون ہے؟ **لیت هذا عندی،** کاش کہ یہ میرے پاس ہوتا۔

بعض لوگوں نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ ان صاحب کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ میرے پاس آجائیں تو میں ان کو نصیحت کر دوں۔

ف "وجادة" کی تعریف اور تفصیل ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۲، ص:۹۰، کتاب العلم، باب ما یذکر فی المناولة وکتاب أهل العلم بالعلم إلی البلدان، رقم: ۶۵.

[۴۸] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۴۹] وانفرد به البخاری.

بعض حضرات نے کہا کہ **یسحب ثیابه** کے یہ معنی نہیں ہے کہ کپڑے نیچے لٹک رہے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے کپڑے کسی کام سے گھسیٹ کر لے جا رہے تھے، اور چونکہ وہ سیاہ فام تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان کو اپنا خادم رکھنا چاہتے تھے۔

بعض نسخوں میں **لیت هذا عندی** کے بجائے **لیت هذا عبدی** آیا ہے، یعنی کاش یہ میرے غلام ہوتے یعنی کاش یہ میرے غلام ہوتے۔

قال له انسان: کسی شخص نے ان سے کہا! **اما تعرف هذا یا أبا عبد الرحمن؟** کیا آپ انہیں پہچانتے کہ یہ کون ہیں؟ **هذا محمد بن أسامه،** یہ اسامہ بن زید کے بیٹے محمد ہیں، **قال: فطأطأ ابن عمر رأسه،** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنا سر جھکا لیا **ونقر بيديه في الأرض،** اور اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارنے لگے۔ **ثم قال:** پھر فرمایا **لو رآه رسول الله ﷺ لأحبه،** اگر آپ ﷺ اسے دیکھتے تو محبت کرتے، کیونکہ یہ اسامہ کے بیٹے ہیں اور اسامہ حضور ﷺ کے محبوب تھے۔

۳۷۳۵ ـ حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا معتمر: قال: سمعت ابى: حدثنا أبو عثمان، عن اسامة بن زيد رضى الله عنهما: حدث عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان يأخذه والحسن فيقول: "اللهم احبهما فاني احبهما". [أنظر: ۳۷۴۷، ۶۰۰۳] ۵۰

ترجمہ: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کو (یعنی اُسامہ) اور حسن کو گود میں لیتے اور فرماتے اے خدا! میں دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

۳۷۳۶ ـ وقال نعيم، عن ابن المبارك: اخبرنا معمر، عن الزهري: أخبرني مولى لاسامة بن زيد: أن الحجاج بن ايمن بن ام أيمن وكان أيمن بن ام أيمن أخا أسامة ابن زيد لامه وهو رجل من الانصار، فرآه ابن عمر لم يتم ركوعه ولا سجوده، فقال: أعد. [انظر: ۳۷۳۷] ۵۱

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زیدؓ کے مولی سے مروی ہے کہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن جو اُسامہ کے اخیافی بھائی تھے اور ایک انصاری تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتے تھے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ تم اپنی نماز کا اعادہ کرو۔

۳۷۳۷ ـ قال أبو عبدالله وحدثني سليمان بن عبدالرحمن: حدثنا الوليد بن مسلم: حدثنا عبدالرحمن بن نمر، عن الزهري: حدثنا حرملة مولى أسامة بن زيد: أنه بينما هو مع عبدالله بن عمر اذ دخل الحجاج بن أيمن فلم يتم ركوعه ولا سجوده، فقال: أعد. فلما ولى،

---

۵۰ ، ۵۱ وفى سنن الترمذى، كتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب الحسن والحسين، رقم: ۳۷۰۲، ومسند احمد، مسند الأنصار، باب حديث أسامة بن زيد حب رسول الله، رقم: ۲۰۷۸۸، ۲۰۸۲۷.

قال لي ابن عمر: من هذا؟ قلت: الحجاج بن أيمن بن أم أيمن. فقال ابن عمر: لو رأى هذا رسول الله ﷺ لاحبه فذكر حبه وما ولدته أم أيمن. قال: وزادني بعض أصحابي عن سليمان: وكانت حاضنة النبي ﷺ [راجع: ۳۷۳۶]

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن حارثہؓ کو جاہلیت میں لوگ پکڑ کر لے گئے تھے اور غلام بنالیا تھا، پھر ان کو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے خریدا اور حضور ﷺ کو دیدیا، آپ ﷺ نے ان کو آزاد کرادیا، آزاد کرنے کے بعد ان کے باپ آئے، آپ ﷺ نے ان کو اختیار دے دیا کہ چاہو تو میرے ساتھ رہو، چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ، انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، آپ ﷺ نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا اور ان کا نکاح اُمّ ایمن سے کردیا، امّ ایمن حضور ﷺ کی حاضنہ تھیں اور پہلے شوہر سے ان کا بیٹا تھا جس کا نام ایمن تھا، حجاج اس ایمن کے بیٹے تھے، یعنی حجاج بن ایمن، ام ایمن کے پوتے ہوئے، لہٰذا ایمن حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ماں شریک بھائی ہوئے، کیونکہ اسامہ بن زیدؓ بھی ام ایمن کے بیٹے تھے۔

کہتے ہیں کہ حجاج بن ایمن ابن ام ایمن، آگے جملہ معترضہ کے طور پر کہا کہ ایمن اسامہؓ کے ماں شریک بھائی تھے، تو حجاج ماں شریک بھائی کے بیٹے ہوئے۔

وھو رجل من الانصار، اور ایمن انصار میں سے تھے **فرآہ ابن عمر لم یتمّ رکوعہ ولا سجودہ،** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ حجاج بن ایمن نماز پڑھ رہے ہیں اور رکوع سجدہ پورا نہیں کررہے ہیں۔
فقال: أعد. حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نماز دُہراؤ۔

اس روایت میں یہ اضافہ ہے **فقال ابن عمر: لورأی ھذا رسول اللہ ﷺ لاحبہ،** اگر حضور ﷺ ان کو دیکھتے تو ان سے محبت کرتے۔ **فذکر حبہ وماولدتہ امّ ایمن،** انہوں نے ذکر کیا کہ حضور ﷺ حضرت اسامہؓ سے محبت فرماتے تھے جو اُمّ ایمن کی اولاد تھی، جب سب سے محبت کرتے تھے تو ایمن سے بھی محبت کریں گے اور ان کے بیٹے حجاج سے بھی محبت کریں گے۔

(۱۹) باب مناقب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

۳۷۳۸۔ حدثنا محمد: حدثنا اسحاق بن نصر: حدثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن الزھری، عن سالم، عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال: کان الرجل فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ

وسلم اذا رای رؤیا قصها علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتمنیت أن أری رؤیا أقصها علی النبی ﷺ وکنت غلاما أعزب وکنت أنام فی المسجد علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم. فرأیت فی المنام کان ملکین أخذانی فذهبا بی الی النار فاذا هی مطویة کطی البئر، واذا لها قرنان کقرنی البئر، واذا فیها ناس قد عرفتهم، فجعلت أقول: أعوذ باللہ من النار، أعوذ باللہ من النار، فلقیهما ملک آخر فقال لی: لن تراع. فقصصتها علی حفصة. [راجع: ۴۴۰]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ کی حیات طیبہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تھا تو اس کو آنحضرت ﷺ سے بیان کرتا، میں ایک مجرد جوان تھا سید الانبیا ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد کے اندر سویا کرتا، میں نے خواب میں دیکھا دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور دوزخ کی طرف لے گئے، جو بل والے خانہ دار کنویں کی طرح پیچ در پیچ تھی، اور کنویں کی طرح دو کنارے تھے، جس میں کچھ لوگ موجود تھے جن کو پہچان کر میں کہنے لگا: "أعوذ باللہ من النار أعوذ باللہ من النار" میں دوزخ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے مجھ سے کہا تم مت ڈرو، پھر میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔

۳۷۳۹ - فقصتها حفصة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقا: "نعم الرجل عبد اللہ لو کان یصلی من اللیل". قال سالم: فکان عبد اللہ لا ینام من اللیل الا قلیلا. [راجع: ۱۱۲۲]

ترجمہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسالت مآب ﷺ سے بیان کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبد اللہ اچھے آدمی ہیں، کاش! وہ رات کی نماز پڑھا کرتے۔ سالم بیان کرتے ہیں پھر عبد اللہ رات کو بہت کم سونے لگے۔

۳۷۴۰، ۳۷۴۱ - حدثنا یحیی بن سلیمان: حدثنا ابن وهب، عن یونس، عن الزهری، عن سالم، عن ابن عمر، عن اخته حفصة: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لها: "ان عبد اللہ رجل صالح". [راجع: ۴۴۰، ۱۱۲۲]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ سے بیان کیا کہ ان سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبد اللہ اچھے آدمی ہیں۔

(۲۰) بابُ مناقب عمار وحذیفة رضی اللہ عنهما

حضرت عمار وحضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

۳۷۴۲ - حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا اسرائیل، عن المغیرة، عن ابراهیم، عن

علقمة قال: قدمت الشام فصليت ركعتين. ثم قلت: اللهم يسرلي جليسا صالحا. فاتيت قوما فجلست اليهم، فاذا شيخ قد جاء حتى جلس الى جنبي، قلت: من هذا؟ قالوا: ابو الدرداء. فقلت: انى دعوت الله ان يسر لى جليسا صالحا فيسرك لى. قال: ممن أنت؟ قلت: من أهل الكوفة، قال: اوليس عندكم ابن ام عبد صاحب النعلين والوساد والمطهرة؟ أ فيكم الذى أجاره الله من الشيطان يعنى على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم؟ أو ليس فيكم صاحب سر النبى صلى الله عليه وسلم الذى لا يعلم أحد غيره؟ ثم قال: كيف يقرأ عبد الله ﴿والليل اذا يغشى﴾ فقرأت عليه ﴿والليل اذا يغشى والنهار اذا تجلى والذكر والانثى﴾ قال: والله لقد اقرأنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم من فيه الى فيّ. [راجع: ۳۲۸۷]

ترجمہ: علقمہ سے روایت ہے کہ میں ملکِ شام میں گیا تو میں نے دورکعت نماز پڑھی، پھر میں نے یہ دعا کی اے اللہ! مجھ کو کوئی نیک بخت ہمنشین عطا فرما، پھر میں ایک جماعت میں پہنچا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا، اچانک ایک بوڑھا آیا اور میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا، یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا ابودرداء ہیں، میں نے ان سے کہا: میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مجھ کو ایک صالح ہمنشین عطا فرمائے۔ چنانچہ خدا نے آپ کو بھیج دیا، حضرت ابودرداءؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا: کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تم میں ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں وتکیہ اور چھاگل اپنے پاس رکھتے تھے؟ کیا تم میں وہ شخص نہیں جس کو اللہ نے نبی کی زبان پر شیطان سے پناہ دی ہے؟ اور کیا تم میں وہ شخص نہیں، جو رسول اللہ کے اسرار کے جاننے والا ہے، جن کا اس کے سوا کوئی دوسرا واقف نہیں؟ (یعنی حذیفہؓ) (میں نے کہا: ہاں! ہیں) پھر انہوں نے کہا: بتاؤ عبداللہ بن مسعود **"والليل اذا يغشى والنهار اذا تجلى وما خلق الذكر والانثى"** کس طرح پڑھتے ہیں؟ میں نے ان کو پڑھ کر سنائی۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو اسی طرح یہ سورت پڑھائی ہے۔ اسی طرح اپنے منہ سے میرے منہ میں ڈالا ہے۔

۳۷۴۳ـ حدثنا سليمان بن حرب: حدثنا شعبة، عن مغيرة، عن ابراهيم قال: ذهب علقمة الى الشام فلما دخل المسجد قال: اللهم يسرلي جليسا صالحا. فجلس الى ابى الدرداء فقال ابو الدرداء: ممن أنت؟ قال: من أهل الكوفة، قال: اليس فيكم او منكم صاحب السر الذى لا يعلمه غيره؟ يعنى حذيفةَ قال: قلت: بلى، قال: اليس فيكم او منكم الذى اجاره الله على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم؟ يعنى من الشيطان يعنى عمارا، قلت: بلى، قال: اليس فيكم او منكم صاحب السواك، والوساد او السرار؟ قال: بلى، قال: كيف كان عبد الله يقرا ﴿والليل اذا يغشى والنهار اذا تجلى﴾ قلت: ﴿والذكر والانثى﴾ قال: ما زال بى هؤلاء حتى

كادوا يستنزلونني عن شيء سمعته من النبي صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۳۲۸۷]

قال: ما زال بي هؤلاء حتى كادوا يستنزلونني..... الخ ۔ حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا: یہ لوگ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں اور میں نے جس طرح نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، اس سے مجھے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔

(۲۱) بابُ مناقب أبي عبيدة بن الجراح رضي الله عنه

حضرت عبیدہ بن جراحؓ کے فضائل کا بیان

۳۷۴۴ ۔ حدثنا عمرو بن علي: حدثنا عبد الاعلى: حدثنا خالد، عن ابي قلابة قال: حدثني انس بن مالک: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ان لكل أمة أمينا وان أميننا أيتها الامة ابو عبيدة بن الجراح". [أنظر: ۴۳۸۲، ۷۲۵۵] ۵۲

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر اُمت میں ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اُمت کے امین، ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

۳۷۴۵ ۔ حدثنا مسلم بن ابراهيم: حدثنا شعبة، عن أبي اسحاق، عن صلة عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم لاهل نجران: "لابعثن، حق أمين". فاشرف أصحابه فبعث أبا عبيدة رضي الله عنه. [أنظر: ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۷۲۵۴] ۵۳

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجران سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہاں ایسا شخص حاکم بنا کر بھیجوں گا جو امین ہوگا، یہ سن کر آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم امارت کا انتظار کرنے لگے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ کو حاکم بنا کر بھیجا۔

۵۲ وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أبي عبيدة بن الجراح، رقم: ۴۴۴۲، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب معاذ بن جبل وزيد بن ثابت وأبي بن كعب، رقم: ۳۷۲۳، وسنن ابن ماجة، كتاب المقدمة، باب فضائل جناب، رقم: ۱۵۱، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۱۸۱۳، ۱۱۹۰۷، ۱۲۰۲۴، ۱۲۳۲۷، ۱۲۴۳۷، ۱۲۴۲۸، ۱۲۷۴۰، ۱۳۰۷۴، ۱۳۴۷۹، ۱۳۵۳۷.

۵۳ وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أبي عبيدة بن الجراح، رقم: ۴۴۴۴، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب معاذ بن جبل وزيد بن ثابت وأبي بن كعب، رقم: ۳۷۲۹، وسنن ابن ماجة، كتاب المقدمة، باب فضائل أبي عبيدة بن الجراح، رقم: ۱۳۲، ومسند أحمد، باقي مسند الأنصار، باب حديث حذيفة بن اليمان عن النبي، رقم: ۲۲۱۸۵، ۲۲۲۸۸، ۲۲۳۰۷، ۲۲۳۱۷.

(۲۲) باب مناقب الحسن والحسين رضى الله عنهما

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

قال نافع بن جبير عن ابى هريرة: عانق النبى صلى الله عليه وسلم الحسن.

نافع بن جبیر حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سید البشر ﷺ نے حضرت حسن کو اپنے سینہ اور گلے سے لگالیا۔

۳۷۴۶ــ حدثنا صدقة: حدثنا ابن عيينة: حدثنا ابو موسى، عن الحسن: سمع ابابكرة: سمعت النبى صلى الله عليه وسلم على المنبر والحسن الى جنبه ينظر الى الناس مرة واليه مرة ويقول: "ابنى هذا سيد ولعل الله ان يصلح به بين فئتين من المسلمين". [راجع: ۲۷۰۴]

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں منبر پر دیکھا ہے کہ حضرت حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے، کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی حضرت حسنؓ کی جانب اور فرماتے جاتے تھے، میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دوفریقوں کے درمیان صلح کرادے۔

۳۷۴۷ــ حدثنا مسدد: حدثنا المعتمر قال: سمعت ابى قال: حدثنا ابو عثمان، عن اسامة بن زيد رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم: "انه كان ياخذه والحسن ويقول: "اللهم انى احبهما فاحبهما". [راجع: ۳۷۳۵]

۳۷۴۸ــ حدثنى محمد بن الحسين بن ابراهيم قال: حدثنى حسين بن محمد: حدثنا جرير، عن محمد، عن انس بن مالك رضى الله عنه: اتى عبيد الله بن زياد براس الحسين بن على فجعل فى طست فجعل ينكت، وقال فى حسنه شيئا. فقال انس: كان اشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم وكان مخضوبا والوسمة. [۵۴]، [۵۵]

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبید بن زیادؒ کے پاس حضرت حسینؓ کا سر مبارک لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا تو ابن زیاد (ان کی آنکھ اور ناک میں) مارنے لگا اور آپ کی خوبصورتی میں

[۵۴] لا يوجد للحديث مكررات.

[۵۵] وفى سنن الترمذى، كتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب الحسن والحسين، رقم: ۳۷۱۱، ومسند احمد، باقى مسند المكثرين، باب باقى المسند السابق، رقم: ۱۳۲۵۱.

اعتراض کیا تو حضرت انسؓ نے فرمایا: آپ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے اور اس وقت حضرت حسینؓ کے سر اور داڑھی میں وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔

۳۷۴۹ ـ حدثنا حجاج بن المنهال: حدثنا شعبة قال: اخبرنی عدی قال: سمعت البراء رضی اللہ عنه قال: رایت النبی صلی اللہ علیه وسلم والحسن بن علی علی عاتقه یقول: "اللّٰهم انی احبه فاحبه". ۵۶، ۵۷

۳۷۵۰ ـ حدثنا عبدان: اخبرنا عبد اللہ قال: اخبرنی عمر بن سعید بن ابی حسین، عن ابن ابی ملیکة، عن عقبة بن الحارث قال: رایت ابا بکر رضی اللہ عنه وحمل الحسن وهو یقول: بابی شبیه بالنبی، لیس شبیه بعلی، وعلی یضحک. [راجع: ۳۵۴۲]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن حارث سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ کو میں نے اس حال میں دیکھا کہ آپ نے حضرت حسنؓ کو گود میں اُٹھا لیا تھا اور کہہ رہے تھے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان! تم سید الرسل ﷺ کے مشابہ ہو، علی کے مشابہ نہیں ہو۔ اور حضرت علیؓ کھڑے ہوئے مسکرا رہے تھے۔

۳۷۵۱ ـ حدثنی یحیی بن معین صدقة قالا: اخبرنا محمد بن جعفر، عن شعبة، عن واقد بن محمد، عن ابیه، عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال: قال ابو بکر: ارقبوا محمدا صلی اللہ علیه وسلم فی اهل بیته. [راجع: ۳۷۱۳]

۳۷۵۲ ـ حدثنا ابراهیم بن موسی: اخبرنا هشام بن یوسف، عن معمر، عن الزهری، عن انس. وقال عبد الرزاق: اخبرنا معمر، عن الزهری: اخبرنی انس قال: لم یکن احد اشبه بالنبی صلی اللہ علیه وسلم من الحسن بن علی. ۵۸

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ مشابہ نبی کریم ﷺ کے اور کوئی شخص نہیں تھا۔

---

۵۶ لا یوجد للحدیث مکررات.

۵۷ وفی صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل الحسن والحسین، رقم: ۴۴۴۸، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب الحسن والحسین، رقم: ۳۷۱۵، ومسند أحمد، أوّل مسند الکوفیین، باب حدیث البراء بن عازب، رقم: ۱۷۷۷۰، ۱۷۸۳۹.

۵۸ لا یوجد للحدیث مکررات.

۵۹ وفی سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب الحسن والحسین، رقم: ۳۷۰۹، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۲۲۱۳، ۱۲۵۸۱.

۳۷۵۳ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن محمد بن ابی یعقوب: سمعت ابن ابی نعم: سمعت عبد اللّٰہ بن عمر وسأله عن المحرم: قال شعبة: أحسبه یقتل الذباب؟ فقال: اهل العراق یسألون عن الذباب وقد قتلوا ابن ابنة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: "هما ریحانتای من الدنیا". [أنظر: ۵۹۹۴] [۶۰]

میری دنیا کے دو پھول

حضرت ابن ابی نعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا، ان سے کسی نے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا، اگر کوئی محرم (یعنی وہ شخص جو احرام کی حالت میں ہو) کسی مکھی کو مار ڈالے (تو کیا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ عراقی مکھی کے قتل کا مسئلہ دریافت کرتے ہیں، انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بیٹے (حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں میری دنیا کے دو پھول ہیں۔

(۲۳) بابُ مناقب بلال بن رباح مولی ابی بکر رضی اللّٰہ عنهما

حضرت ابوبکرؓ کے مولیٰ حضرت بلال بن رباحؓ کے فضائل کا بیان

وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: "سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنة".

حضور اقدس ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا تھا: میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہاری جوتیوں کی آواز سنی ہے۔

۳۷۵۴ـ حدثنا ابو نعیم: حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمة، عن محمد بن المنکدر: اخبرنا جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنهما قال: کان عمر یقول: ابو بکر سیدنا، واعتق سیدنا، یعنی بلالا. [۶۱]، [۶۲]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں، اورانہوں نے ہمارے سردار (یعنی) بلال کو آزاد کیا ہے۔

---

[۶۰] وفی سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ، باب مناقب الحسن والحسین، رقم: ۳۷۰۳، ومسند أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، باب باقی المسند السابق، رقم: ۵۳۱۲، ۵۴۱۷، ۵۶۷۰، ۶۱۱۸.

[۶۱] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۶۲] وفی سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ، باب مناقب أبی بکر الصدیق، رقم: ۳۵۸۹.

۳۷۵۵- حدثنا ابن نمیر، عن محمد بن عبید: حدثنا اسماعیل، عن قیس: ان بلالا قال لابی بکر: ان کنت انما اشتریتنی لنفسک فامسکنی، وان کنت انما اشتریتنی للّٰہ فدعنی وعمل اللّٰہ. [۶۳، ۶۴]

ترجمہ: حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میرے پاس رہو اور اذان کہتے رہو، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے، تو مجھ کو اپنے پاس رکھ لیجئے اور اگر آپ نے خدا کے لئے خرید کیا ہے یعنی خدا کی خوشنودی کے لئے، تو مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیجئے اور خدا تعالیٰ کے لئے عمل کرنے دیجئے۔

(۲۴) بابُ ذکر ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

۳۷۵۶- حدثنا مسدد: حدثنا عبد الوارث، عن خالد، عن عکرمة، عن ابن عباس قال: ضمنی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم الی صدره وقال: "اللّٰھم علمه الحکمة".

حدثنا أبو معمر: حدثنا عبد الوارث وقال: "اللّٰھم علمه الکتاب".

حدثنا موسی: حدثنا وهیب، عن خالد مثله. والحکمة: الاصابة فی غیر النبوة.

[راجع: ۷۵]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھ کو اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو حکمت عطا فرما۔

اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اے اللہ! اس کو کتاب (قرآن) کا علم دے۔

(۲۵) باب مناقب خالد بن الولید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

---

۶۳ لا یوجد للحدیث مکررات.

۶۴ انفرد به البخاری.

۳۷۵۷ـــ حدثنا أحمد بن واقد: حدثنا حماد بن زيد، عن أيوب، عن حميد بن هلال، عن أنس رضي الله عنه: أن النبي ﷺ نعى زيدا وجعفرا وابن رواحة للناس قبل أن يأتيهم خبرهم، فقال: أخذ الراية زيد فأصيب، ثم أخذ جعفر فأصيب، ثم أخذ ابن رواحة فأصيب، وعيناه تذرفان حتى أخذها سيف من سيوف الله حتى فتح الله عليهم. [راجع: ۱۲۴۶]

سیف من سیوف اللہ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید، جعفر، ابن رواحہ کے مارے جانے کی خبر (اس سے پہلے کہ میدانِ جنگ سے ان کی شہادت کی خبر آئے) دے دی تھی، چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کیا گیا، پھر علم کو جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوا، پھر ابن رواحہ نے جھنڈے کو لے لیا اور وہ بھی مارا گیا، آپ نے یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر فرمایا: اس کے بعد علم کو اس شخص نے لیا جو اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے (یعنی خالد بن ولید نے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح عنایت فرمائی۔

(۲۶) بابُ مناقب سالم مولى أبي حذيفة رضی اللہ عنہ

حضرت ابوحذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام سالم کے فضائل کا بیان

۳۷۵۸ـــ حدثنا سليمان بن حرب: حدثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن ابراهيم، عن مسروق قال: ذكر عبد الله بن عمرو فقال: ذاك رجل لا ازال احبه بعدما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "استقرئوا القرآن من اربعة: من عبد الله بن مسعود ـ فبدأ به ـ وسالم مولى ابي حذيفة، وابي بن كعب، ومعاذ بن جبل"، قال: لا ادري بدا بابي او بمعاذ. [أنظر: ۳۷۶۰، ۳۸۰۶، ۳۸۰۸، ۴۹۹۹] [۲۵]

ترجمہ: مسروق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تذکرہ کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ ایسے شخص ہیں جن کو میں برابر دوست رکھتا ہوں، جب سے میں نے سید الکونین ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن چار شخصوں سے پڑھو: عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا نام لیا۔

[۲۵] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن مسعود وامه، رقم: ۴۵۰۵، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب عبد الله بن مسعود، رقم: ۳۷۴۶.

(۲۷) بابُ مناقب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے فضائل کا بیان

۳۷۵۹ ـ حدثنا حفص بن عمر: حدثنا شعبة، عن سليمان قال: سمعت ابا وائل قال: سمعت مسروقا قال: قال عبد الله بن عمرو: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن فاحشا ولا متفحشا، وقال: "ان من احبكم الى احسنكم اخلاقا". [راجع: ۳۵۵۹]

۳۷۶۰ ـ وقال: "استقرئوا القرآن من اربعة: من عبد الله بن مسعود، وسالم مولى ابى حذيفة، وابى بن كعب، ومعاذ بن جبل". [راجع: ۳۷۵۸]

۳۷۶۱ ـ حدثنا موسى، عن ابى عوانة، عن مغيرة، عن ابراهيم، عن علقمة: دخلت الشام فصليت ركعتين فقلت: اللّهم يسر لى جليسا فرايت شيخا مقبلا، فلما دنا قلت: ارجو ان يكون استجاب الله، قال: من اين انت؟ قلت: من اهل الكوفة، قال: افلم يكن فيكم صاحب النعلين والوساد والمطهرة؟ او لم يكن فيكم الذى اجير من الشيطان؟ او لم يكن فيكم صاحب السر الذى لا يعلمه غيره؟ كيف قرا ابن ام عبد ﴿والليل﴾ فقرأت ﴿والليل اذا يغشى والنهار اذا تجلى والذكر والانثى﴾ قال: اقرانيها النبى صلى الله عليه وسلم فاه الى فىّ فما زال هؤلاء حتى كادوا يردوننى۔ [۲۶]

۳۷۶۲ ـ حدثنا سليمان بن حرب: حدثنا شعبة، عن ابى اسحاق، عن عبد الرحمن بن يزيد قال: سالنا حذيفة عن رجل قريب السمت والهدى من النبى صلى الله عليه وسلم حتى ناخذ عنه، فقال: ما اعرف احدا اقرب سمتا وهديا ودلا بالنبى صلى الله عليه وسلم من ابن ام عبد. [انظر: ۶۰۹۷] [۲۷]

---

[۲۶] وفى صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب ما يتعلق بالقراءات، رقم ۱۳۶۳، وسنن الترمذى، كتاب القراءات عن رسول الله، باب ومن سورة الليل، رقم ۲۸۶۳، ومسند احمد، من مسند القبائل، باب بقية حديث ابى الدرداء، رقم: ۲۶۲۵۹، ۲۶۲۶۲، ۲۶۲۶۹، ۲۶۲۷۳

[۲۷] وفى سنن الترمذى، كتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب عبد الله بن مسعود، رقم ۳۷۴۳، ومسند احمد، باقى مسند الانصار، باب حديث حذيفة بن اليمان عن النبى، رقم ۲۲۲۱۹، ۲۲۲۵۱، ۲۲۲۶۰، ۲۲۳۱۸، ۲۲۳۲۳

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک ایسے شخص کو دریافت کیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت وسیرت میں نزدیک تر ہوتا کہ ہم اس سے کچھ حاصل کریں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کسی کو نہیں جانتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت وسیرت میں ام عبد (یعنی عبداللہ بن مسعود) سے قریب تر ہوتا۔

۳۷۶۳ـ حدثنی محمد بن العلاء: حدثنا ابراهیم بن یوسف بن ابی اسحاق قال: حدثنی ابی عن ابی اسحاق قال: حدثنی الاسود بن یزید قال: سمعت ابا موسی الاشعری یقول: قدمت انا واخی من الیمن فمکثنا حینا ما نری الا ان عبد اللہ بن مسعود رجل من اهل بیت النبی صلی اللہ علیه وسلم لما نری من دخوله ودخول امه علی النبی صلی اللہ علیه وسلم. [أنظر: ۴۳۸۴] [۶۸]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں اور میرا بھائی یمن سے (مدینہ میں) آئے اور ایک عرصہ تک (مدینہ میں) قیام کیا، ہم ہمیشہ یہ ہی خیال کرتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی ماں کو اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے دیکھتے ہیں۔

(۲۸) بابُ ذكر معاوية رضی اللہ عنه

حضرت معاویہؓ کے فضائل کا بیان

۳۷۶۴ـ حدثنا الحسن بن بشر: حدثنا المعافی، عن عثمان بن الاسود، عن ابن ابی ملیکة قال: اوتر معاوية بعد العشاء برکعة وعنده مولی لابن عباس فاتی ابن عباس، فقال: دعه فانه قد صحب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم. [أنظر: ۳۷۶۵] [۶۹]

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا، ان کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک آزاد کردہ غلام بیٹھا تھا، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آکر کہا، دیکھئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کو کچھ نہ کہو اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں۔

[۶۸] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد اللہ بن مسعود وامه، رقم: ۴۴۹۹، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب عبد اللہ بن مسعود، رقم: ۳۷۴۲، ومسند احمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث ابی موسیٰ الأشعری، رقم: ۱۸۷۶۶۔

[۶۹] انفرد به البخاری.

۳۷۶۵ - حدثنا ابن ابی مریم: حدثنا نافع بن عمر: حدثنا ابن ابی ملیکة: قیل لابن عباس: هل لک فی امیر المؤمنین معاویة فانی ما اوتر الا بواحدة؟ قال: انه فقیه. [راجع: ۳۷۶۴]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ امیر المؤمنین معاویہؓ کے متعلق آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟ وہ ایک ہی رکعت وتر پڑھتے ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ خود فقیہ ہیں۔

۳۷۶۶ - حدثنا عمرو بن عباس: حدثنا محمد بن جعفر: حدثنا شعبة، عن ابی التیاح قال: سمعت حمران بن ابان، عن معاویة رضی اللہ عنه قال: انکم لتصلون صلاة لقد صحبنا النبی صلی اللہ علیه وسلم فما رایناه یصلیها ولقد نهی عنهما، یعنی الرکعتین بعد العصر. [راجع: ۵۸۷]

ترجمہ: حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ میں نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم ایک نماز ایسی پڑھتے ہو جس کو ہم نے نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہنے کے باوجود آپ ﷺ سے ایسی نماز پڑھنے کے عمل کو نہیں دیکھا، نماز کی دونوں رکعتوں سے جو عصر کی نماز کے بعد یہ لوگ پڑھ رہے ہیں آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(۲۹) بابُ مناقب فاطمة رضی اللہ عنها

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم: "فاطمة سیدة نساء اهل الجنة".

رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۳۷۶۷ - حدثنا ابو الولید: حدثنا ابن عیینة، عن عمرو بن دینار، عن ابن ابی ملیکة عن المسور بن مخرمة: ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: "فاطمة بضعة منی، فمن اغضبها اغضبنی". ۷۰

ترجمہ: حضرت مسور ابن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ سید الانبیا ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو غضب ناک کیا اس نے مجھ کو غضب ناک کیا۔

۷۰ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة بنت النبی، رقم: ۴۴۸۳، وسنن أبی داؤد، کتاب النکاح، رقم: ۱۷۷۲، وسنن ابن ماجة، کتاب النکاح، باب مایکره أن یجمع بینهن من النساء، رقم: ۱۹۸۸، ومسند أحمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث المسور بن مخرمة الزهری ومروان بن الحکم، رقم: ۱۸۱۴۹، ۱۸۱۵۳، ۱۸۱۶۴، ۱۸۱۶۷

(۳۰) بابُ فضل عائشة رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

۳۷۶۸ـ حدثنا یحیی بن بکیر: حدثنا اللیث، عن یونس، عن ابن شهاب: قال ابو سلمة: ان عائشة رضی اللہ عنها قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوما: "یا عائشة، هذا جبریل یقرئک السلام"، فقلت: علیه السلام ورحمة اللہ وبرکاته، تری ما لا اری، ترید رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم. [راجع: ۳۲۱۷]

۳۷۶۹ـ حدثنا آدم: اخبرنا شعبة قال ح. وحدثنا عمرو: اخبرنا شعبة عن عمرو ابن مرة، عن مرة، عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "کمل من الرجال کثیر. ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران، وآسیة امراة فرعون. وفضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام". [راجع: ۳۴۱۱]

۳۷۷۰ـ حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال: حدثنی محمد بن جعفر، عن عبد اللہ بن عبد الرحمن: انه سمع انس بن مالک رضی اللہ عنه یقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: "فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام". [۱]

۳۷۷۱ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا عبد الوهاب بن عبدالمجید: حدثنا ابن عون، عن القاسم بن محمد: أن عائشة اشتکت فجاء ابن عباس فقال: یا أمّ المؤ مینن تقدمین علی فرط صدق، علی رسول اللہ ﷺ وعلی أبی بکر. [انظر: ۳۷۵۳، ۴۷۵۴]

حضرت عائشہؓ بیمار ہوئیں تو حضرت ابن عباسؓ آئے اور آ کر کہا، **یا أمّ المؤ مینن تقدمین علی فرط صدق**، آپ ایک ایسے رہبر کے پاس جائیں گی جو سب سے سچا ہے۔ "فرط" اس کو کہتے ہیں جو قافلہ میں سب سے آگے چلا جاتا ہے۔ مراد رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی آپ کے فرط آگے جا چکے ہیں آپ اس دنیا سے جائیں گی تو ان سے جا کر ملیں گی۔

۳۷۷۲ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن الحکم: سمعت ابا

---

[۱] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۴۴۷۸، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، رقم: ۳۸۲۲، وسنن ابن ماجة، کتاب الأطعمة، باب فضل الثرید علی الطعام، رقم: ۳۲۷۲، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق، رقم: ۱۲۱۳۷، ۱۳۲۸۵، وسنن الدارمی، کتاب الأطعمة، باب فی فضل الثرید، رقم: ۱۹۸۰.

وائل قال: لما بعث علیّ عمارا والحسن الی الکوفة لیستنفرهم خطب عمار فقال: انی لاعلم انها زوجته فی الدنیا والآخرة ولکن الله ابتلاکم لتتبعوه او ایاها. [أنظر: ۷۱۰۰، ۷۱۰۱] ۲؎

ترجمہ: حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ روانہ کیا، تاکہ وہاں کے لوگوں کو جہاد کے لئے آمادہ کریں، تو عمار نے خطبہ پڑھ کر بیان کیا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ یقیناً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا وآخرت میں بیوی ہیں، لیکن خدا نے تمہاری آزمائش کی ہے کہ تم علی کا اتباع کرتے ہو یا عائشہ کی پیروی۔

۳۷۷۳ـ حدثنا عبید بن اسماعیل: حدثنا ابو اسامة، عن هشام، عن ابیه، عن عائشة رضی الله عنها: استعارت من اسماء قلادة فهلکت، فارسل رسول الله صلی الله علیه وسلم ناسا من اصحابه فی طلبها فادرکتهم الصلاة فصلوا بغیر وضوء فلما اتوا رسول الله صلی الله علیه وسلم شکوا ذٰلک الیه فنزلت آیة التیمم، فقال اسید بن حضیر: جزاک الله خیرا فو الله ما نزل بک امر قط الا جعل الله لک منه مخرجا وجعل للمسلمین فیه برکة. [راجع: ۳۳۴]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک ہار اپنی بہن اسماء سے بطور عاریت لیا تھا، وہ گم ہوگیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے ڈھونڈنے کے لئے اپنے چند صحابہ کو بھیجا، اثنائے راہ میں نماز کا وقت آ گیا (پانی نہ ملنے پر) انہوں نے بلا وضو نماز پڑھ لی اور حضور اکرم ﷺ کے واپس آ کر آپ سے اس کی شکایت کی، جس پر تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

حضرت اُسید بن حضیر نے عرض کیا (اے عائشہ!) اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر عنایت فرمائے، اس لئے کہ بخدا جو بات تم کو پیش آئی، خدا تعالیٰ نے اس سے آپ کو بری کر دیا اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت عطا فرما دی۔

۳۷۷۴ـ حدثنا عبید بن اسماعیل: حدثنا ابو اسامة، عن هشام، عن ابیه: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما کان فی مرضه جعل یدور فی نسائه ویقول: "این انا غدا؟ این انا غدا؟" حرصا علی بیت عائشة. قالت عائشة: فلما کان یومی سکن. [راجع: ۸۹۰]

ترجمہ: حضرت عروہؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اپنی بیویوں سے روزانہ فرماتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی حرص میں: کل کو میں کہاں رہوں گا؟ کل کو میں کہاں رہوں گا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میرا دن آیا تو آپ ﷺ کو سکون ہو گیا۔

۳۷۷۵ـ حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب: حدثنا حماد: حدثنا هشام، عن ابیه قال:

۲؎ وفی مسند أحمد، اوّل مسند الکوفیین، باب بقیة حدیث عمار بن یاسر، رقم: ۱۷۶۱۰.

كان الناس يتحرون بهداياهم يوم عائشة، قالت عائشة: فاجتمع صواحبى الى ام سلمة فقلن: يا ام سلمة، والله ان الناس يتحرون بهداياهم يوم عائشة وانا نريد الخير كما تريده عائشة فمرى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يامر الناس ان يهدوا اليه حيثما كان او حيثما دار، قالت: فذكرت ذلك ام سلمة للنبى صلى الله عليه وسلم، قالت: فاعرض عنى فلما عاد الى ذكرت له ذلك فاعرض عنى، فلما كان فى الثالثة ذكرت له فقال: "يا ام سلمة لا تؤذينى فى عائشة فانه والله ما نزل علىّ الوحى وانا فى لحاف امراة منكن غيرها". [راجع: ۲۵۷۴]

ترجمہ: حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے ہدیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن پیش کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میری ساتھ والی بیویاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں، اور کہا کہ اے ام سلمہ! بخدا لوگ اپنے ہدیے قصداً عائشہ کی باری کے دن میں بھیجتے ہیں۔ حالانکہ جس طرح عائشہ کو مال کی خواہش ہے، اس طرح ہم کو بھی ہے، لہٰذا تم حضور اقدس ﷺ سے عرض کرو کہ آپ ﷺ لوگوں سے یہ فرمائیں کہ ہم جہاں ہوں وہیں اپنے ہدیے پیش کر دیا کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا ذکر آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا، میرے دو تین مرتبہ کہنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ! مجھے عائشہ کے بارے میں اذیت مت دو، بخدا میرے پاس کسی بیوی کے لحاف میں وحی نہیں آئی، مگر عائشہ کے لحاف میں جبریل وحی لے کر آتے ہیں۔

كتاب مناقب الأنصار

رقم الحديث :

٣٧٧٦ ـ ٣٩٤٨

۶۳ ــ کتاب مناقب الأنصار

(۱) باب مناقب الأنصار

انصار کے مناقب کا بیان

وقول اللہ عز وجل: ﴿وَالَّذِيْنَ آوَوْا وَّنَصَرُوْا﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا﴾ [الحشر: ۹]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور جو لوگ دارِ ہجرت اور دار السلام یعنی مدینہ منورہ میں مہاجرین (کے آنے) سے پہلے قیام کئے ہوئے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آتے ہیں، ان سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دیا جائے تو وہ اس سے اپنے دلوں میں خلش نہیں پاتے''۔

وَالَّذِيْنَ آوَوْا وَّنَصَرُوْا....... الخ ــــ اس سے مراد وہ انصاری صحابہ ہیں جو مدینہ منورہ کے اصل باشندے تھے، اور انہوں نے مہاجرین کی مدد کی۔

اگر چہ سارے ہی انصار کی یہی کیفیت تھی کہ وہ ایثار سے کام لیتے تھے، لیکن روایات میں ایک صحابی (حضرت ابو طلحہؓ) کا خاص طور پر ذکر آیا ہے جن کے گھر میں کھانا بہت تھوڑا سا تھا، پھر بھی جب آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ کچھ مہمانوں کو اپنے گھر لے جائیں، اور انہیں کھانا کھلائیں تو یہ کچھ مہمان اپنے ساتھ لے گئے، اور ان کی تواضع اس طرح کی کہ خود کچھ نہیں کھایا، اور چراغ بجھا کر مہمانوں کو بھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ کچھ نہیں کھا رہے۔ اس آیت میں اُن کے ایثار کی بھی تعریف فرمائی گئی ہے۔ [ف]

۳۷۷۶ ــ حدثنا موسی بن اسماعیل: حدثنا مهدي بن میمون: حدثنا غیلان بن جریر قال: قلت لأنس: أرأیت اسم الانصار کنتم تسمون به؟ أم سماکم اللّٰه؟ قال: بل سمانا اللّٰه

[ف] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الحشر، آیت: ۹، حاشیہ: ۹۔

عزوجل، كنا ندخل على أنس فيحدثنا بمناقب الانصار ومشاهدهم، ويقبل عليّ أو على رجل من الازد فيقول: فعل قومك يوم كذا وكذا كذا وكذا. [انظر: ۳۸۴۴][۱]

ترجمہ: غیلان بن جریر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کہ ذرا انصار نام کے متعلق تو فرمایئے کہ یہ نام آپ نے (انصار نے خود) رکھا تھا یا اللہ تعالیٰ نے یہ نام رکھا ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے۔ (غیلان) کہتے ہیں کہ ہم حضرت انسؓ کے پاس جایا کرتے تھے، تو وہ ہم سے انصار کے مناقب اوران کے کارنامے بیان کیا کرتے اور میرے یا قبیلہ ازد کے کسی آدمی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کرتے کہ فلاں فلاں دن تمہاری قوم (انصار) نے فلاں فلاں کام کیا۔

انصار کے لئے منجانب اللہ اعزاز

حضرت انسؓ سے پوچھا کہ انصار نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے یا پہلے سے تھے؟ قرآن کریم کی آیت میں ہے **والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار**، تو کہتے ہیں یہ نام پہلے سے نہیں تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی انصار نام رکھا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب ہم حضرت انسؓ کے پاس جاتے تو وہ انصار کے مناقب بیان کرتے تھے۔

۳۷۷۷ـ حدثنا عبيد بن اسماعيل قال: حدثنا أبو أسامة، عن هشام، عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان يوم بعاث يوما قدمه الله لرسوله ﷺ فقدم رسول الله ﷺ وقد افترق ملأهم وقتلت سرواتهم وجرحوا، فقدمه الله لرسوله ﷺ في دخولهم في الاسلام. [انظر: ۳۸۴۶، ۳۹۳۰][۲]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جنگِ بعاث کا دن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (کی کامیابی) کے لئے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب (مدینہ) نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ان کی جماعتیں پراگندہ ہوگئی تھیں، اوران کے کچھ سردار زخمی اور کچھ مارے گئے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے یہ دن پہلے سے ان جماعتوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے جو بعد میں انصار کے لقب سے نوازی گئیں، مقرر کر رکھا تھا۔

جنگِ بعاث اور تکوینی انتظام

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعاث کی جنگ ایک ایسی جنگ تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی تمہید

---

۱ انفرد به البخاري.

۲ وفي مسند أحمد، باقي مسند الأنصار، باب حديث السيدة عائشة، رقم: ۲۳۱۸۴.

کے طور پر رکھا تھا۔ بعاث کی جنگ اوس اور خزرج کے درمیان ہوئی تھی اور ایک سو بیس سال تک جاری رہی تھی، یہ حضور ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے زمانہ جاہلیت کی بات ہے، یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس جنگ کے ذریعہ تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کا راستہ ہموار فرمایا تھا، اس لئے کہ بعاث کی جنگ میں اوس اور خزرج کے بڑے بڑے سارے سردار یا تو مارے گئے تھے یا زخمی ہو گئے تھے، جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے اگر یہ سردار زندہ ہوتے تو اپنی سرداری کا خطرہ محسوس کر کے حضور ﷺ کی مخالفت کرتے۔

تو حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں کہ جنگ بعاث ایسی جنگ تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے مقدمہ کے لئے بنایا تھا۔ یوم سے مراد دن ہے۔ [۱]

فقدم رسول اللہ ﷺ، تو حضور ﷺ تشریف لائے، **وقد افترق ملأ ھم**، جبکہ ان کی جمعیت منتشر ہو چکی تھی۔ **وقتلت سرواتھم** اور ان کے سردار مارے گئے تھے۔ **سروات، سری** کی جمع ہے بمعنی سردار **وجرّحوا**، اور زخمی ہو گئے تھے۔

بعض نے کہا کہ یہ جرِ جوار ہے (دونوں جگہ جیم کے ساتھ ہے) یعنی ان کے معاملات میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ **فقدمہ اللہ لرسولہ ﷺ فی خولھم فی الاسلام.**

۳۷۷۸ ـــ حدثنا ابو الولید: حدثنا شعبۃ، عن ابی التیاح قال: سمعت انسا رضی اللہ عنہ یقول: قالت الانصار یوم فتح مکۃ: واعطی قریشا واللہ ان ھذا لھو العجب، ان سیوفنا لتقطر من دماء قریش، وغنائمنا ترد علیھم، فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا الانصار، قال: فقال: "ما الذی بلغنی عنکم؟" وکانوا لا یکذبون، فقالوا: ھو الذی بلغک، قال: "اولا ترضون ان یرجع الناس بالغنائم الی بیوتھم وترجعون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بیوتکم؟ لو سلکت الانصار وادیا او شعبا لسلکت وادی الانصار او شعبھم". [راجع: ۳۱۴۶]

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے قریش کو فتح مکہ کے دن کچھ عطیہ دیا تھا، تو انصار نے کہا: بخدا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہماری تلواروں سے تو قریش کا خون ٹپک رہا ہے، اور ہماری غنیمتیں انہیں کے حوالہ ہو رہی ہیں۔ یہ خبر حضور اقدس ﷺ کو پہنچی تو آپ نے انصار کو بلا کر فرمایا جو خبر تمہاری جانب سے مجھے پہنچی ہے وہ کیسی ہے؟ اور انصار جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے اور انہوں نے جواب دیا کہ یہ اطلاع جو آپ کو پہنچی ہے بالکل ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں کو مالِ غنیمت (جو بہت ہی حقیر چیز ہے) لے کر واپس آ جائیں، اور تم اپنے گھروں کو اللہ کے رسول کو لے کر واپس جاؤ، (جس سے بڑی نعمت دنیا میں نہیں ہو سکتی) جس میدان یا گھاٹی میں انصار چلیں گے تو میں بھی انہیں کے میدان یا گھاٹی پر چلوں گا۔

---

[۱] عمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۴۹۶۔

(۲) باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "لولا الهجرة لكنت امرءا من الانصار"

ارشادِ رسالت مآب ﷺ "اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا" کا بیان

قاله عبد الله بن زيد عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۳۷۷۹ - حدثني محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن محمد بن زياد، عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم - او: قال أبو القاسم صلى الله عليه وسلم -: "لو ان الانصار سلكوا واديا وشعبا لسلكت في وادي الانصار، ولولا الهجرة لكنت امرأ من الانصار". فقال ابو هريرة: ما ظلم بابي وامي، آووه ونصروه. او كلمة اخرى. [أنظر: ۷۲۴۴] ع

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار جس میدان یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی اسی میں چلوں گا۔ اور اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نے یہ بات خلاف حق نہیں کی (کیونکہ) انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کی جگہ دی اور آپ کی مدد کی یا کوئی دوسرا کلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

(۳) باب اخاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المهاجرین والانصار

سرکارِ دو عالم ﷺ کا مہاجرین وانصار کے درمیان اخوت قائم کرنا

۳۷۸۰ - حدثنا اسماعيل بن عبد الله قال: حدثني ابراهيم بن سعد، عن ابيه، عن جده قال: لما قدموا المدينة آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بين عبد الرحمن بن عوف وسعد ابن الربيع فقال لعبد الرحمن: اني اكثر الانصار مالا، فاقسم مالي نصفين، ولي امرأتان فانظر اعجبهما اليك فسمها لي اطلقها فاذا انقضت عدتها فتزوجها، قال: بارك الله لك في اهلك ومالك، اين سوقكم؟ فدلوه على سوق بني قينقاع فما انقلب الا ومعه فضل من اقط وسمن، ثم تابع الغدو ثم جاء يوما وبه اثر صفرة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "مهيم؟" قال: تزوجت قال: "كم سقت اليها؟" قال: نواة من ذهب او وزن نواة، شك ابراهيم. [راجع: ۲۰۴۸]

ع وفي مسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب باقي المسند السابق، رقم: ۷۸۲۲، ۸۹۴۱، ۸۹۹۶، ۹۰۶۵، ۹۰۶۵، ۹۲۸۳، ۱۰۱۰۵.

ترجمہ: ابراہیم بن سعد اپنے والد سے اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ آئے تو سید الکونین ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوت قائم کر دی۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا کہ میں انصار میں زیادہ دولت مند ہوں تو میں اپنے مال کے دو حصے کئے دیتا ہوں (ایک تم لے لو) نیز میری دو بیویاں ہیں، تم جا کر دیکھ لو جو تمہیں ان میں سے پسند آئے، مجھے اس کا نام بتا دو، میں اس کو طلاق دے دوں گا، اور جب عدت گزر جائے تو تم اس سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ خدا تمہارے مال اور تمہاری ازواج میں برکت عطا فرمائے (مجھے یہ بتا دو کہ) تمہارا بازار کہاں ہے؟ تو انہیں بنی قینقاع نامی بازار بتا دیا گیا، جب وہ بازار سے واپس آئے تو ان کے ہمراہ کچھ پنیر اور گھی تھا، اس کے بعد وہ برابر صبح کو بازار جانے لگے، پھر ایک دن وہ آئے تو ان کے اُوپر زردی کا کچھ اثر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے نکاح کر لیا ہے، آپ نے پوچھا تم نے اسے کتنا مہر دیا؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا سونے کی ایک گٹھلی یا یہ کہ ایک گٹھلی کے برابر سونا، ابراہیم راوی کو یہاں شک ہو گیا ہے۔

۳۷۸۱ - حدثنا قتيبة: حدثنا اسماعيل بن جعفر، عن حميد، عن انس رضي الله عنه انه قال: قدم علينا عبد الرحمن بن عوف وآخى النبي صلى الله عليه وسلم بينه وبين سعد بن الربيع وكان كثير المال فقال سعد: قد علمت الانصار اني من اكثرها مالا، سأقسم مالي بيني وبينك شطرين، ولي امرأتان فانظر اعجبهما اليك فاطلقها حتى اذا حلت تزوجتها. فقال عبد الرحمن: بارك الله لك في اهلك، فلم يرجع يومئذ حتى افضل شيئا من سمن واقط فلم يلبث الا يسيرا حتى جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه وضر من صفرة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مهيم؟" قال: تزوجت امرأة من الانصار، فقال: "ما سقت اليها؟" قال: وزن نواة من ذهب او نواة من ذهب، فقال: "اولم ولو بشاة". [راجع: ۲۰۴۹]

فلم يرجع يومئذ حتى افضل شيئا .... وعليه وضر من صفرة — وہ اس روز بازار سے لوٹے تو انہیں نفع میں کچھ گھی اور پنیر مل گیا، اس حال میں حضرت عبدالرحمٰن تھوڑے ہی دن رہے، حتی کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے لباس پر زردی کے کچھ دھبے لگے ہوئے تھے۔

فقال: "اولم ولو بشاة — تو اب ولیمہ کرو، اگرچہ ایک بکری ہی سہی۔

۳۷۸۲ - حدثنا الصلت بن محمد ابوهمام قال: سمعت المغيرة بن عبد الرحمن: حدثنا ابو الزناد عن الاعرج، عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قالت الانصار: اقسم بيننا وبينهم النخل، قال: "لا"، قال: "يكفوننا المؤنة ويشركوننا في الثمر"، قالوا: سمعنا واطعنا. [راجع: ۲۳۲۵]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے اور مہاجرین کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم فرما دیجئے، تو آپ نے فرمایا: نہیں، انصار نے کہا: تم محنت کیا کرو، اور کھجوروں میں تمہاری شرکت، مہاجرین نے کہا: ہم نے مانا۔

(۴) باب حُب الانصار من الایمان

انصار سے محبت کا بیان

۳۷۸۳ـ حدثنا حجاج بن منهال: حدثنا شعبة قال: حدثني عدي بن ثابت قال: سمعت البراء رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم ـ او قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم ـ: "الانصار لا يحبهم الا مؤمن ولا يبغضهم الا منافق، فمن احبهم احبه الله ومن ابغضهم ابغضه الله". ؏، ۵

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انصار سے تو مؤمن ہی محبت رکھے گا، اور ان سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا، جو انصار سے محبت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا اور جو انصار سے بغض رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

۳۷۸۴ـ حدثنا مسلم بن ابراهيم: حدثنا شعبة، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن جبر، عن انس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "آية الايمان حب الانصار، وآية النفاق بغض الانصار". [راجع: ۱۷]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ انصار سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے، اور انصار سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ لـ

(۵) باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للانصار: "انتم احب الناس اليّ"

انصار سے رسالت مآب ﷺ کا فرمان: ''تم مجھے سب سے زیادہ محبوب'' ہونے کا بیان

؏ لا يوجد للحديث مكررات.

۵ وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على أن الأنصار وعلى من الايمان، رقم: ۱۱۰، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب في فضل الأنصار وقريش، رقم: ۳۸۳۵، وسنن ابن ماجة، كتاب المقدمة، باب فضل الأنصار، رقم: ۱۵۹، ومسند أحمد، اوّل مسند الكوفيين، باب حديث البراء بن عازب، رقم: ۱۷۷۶۹، ۱۷۸۳۸.

لـ ﴿تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج: ۱، ص: ۳۹۰، کتاب الایمان، باب علامة الایمان حب الانصار، رقم: ۱۷﴾

۳۷۸۵ـ حدثنا ابو معمر: حدثنا عبد الوارث: حدثنا عبد العزیز، عن انس رضی الله عنه قال: رأی النبی صلی الله علیه وسلم النساء والصبيان مقبلين، قال: حسبت انه قال: من عرس فقام النبی صلی الله علیه وسلم ممثلا فقال: "اللّٰهم انتم من احب الناس الی"، قالها ثلاث مرات. [أنظر: ۵۱۸۰] ۶

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو غالباً کسی شادی سے آتے ہوئے دیکھا، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سرو قد کھڑے ہو کر تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ خدا شاہد ہے تم مجھے سب سے زیادہ پیارے اور محبوب ہو۔

۳۷۸۶ـ حدثنا یعقوب بن ابراهیم بن کثیر: حدثنا بهز بن اسد: حدثنا شعبة قال: اخبرنی هشام بن زید قال: سمعت انس بن مالک رضی الله عنه قال: جاء ت امرأة من الانصار الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ومعها صبی لها، فكلمها رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: "والذی نفسی بیده انكم احب الناس الی"، مرتين. [أنظر: ۵۲۳۴، ۶۶۴۵] ۷

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصار خاتون اپنے بچہ کو لئے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کی، تو دوران گفتگو میں آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تم مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔

(۶) باب أتباع الانصار

انصار کی اتباع کرنے کا بیان

۳۷۸۷ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن عمرو: سمعت أبا حمزة، عن زيد بن أرقم: قالت الانصار: يا رسول الله لكل نبي أتباع وانا قد اتبعناک فادع الله أن يجعل أتباعنا منا. فدعا به فنميت ذلک الی ابن ابی ليلی

۶ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الأنصار، رقم: ۴۵۶۳، ومسند أحمد، باقی مسند المكثرين، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۲۰۶۴، ۱۲۳۳۴.

۷ وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الأنصار، رقم: ۴۵۶۴، ومسند أحمد، باقی مسند المكثرين، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۱۸۵۷، ۱۲۰۶۴، ۱۲۳۳۴، ۱۳۲۱۵.

فقال: قد زعم ذلک زید. [انظر: ۳۷۸۸] ۸

أن یجعل اتباعنا منا، قاعدہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ **أن یجعل اتباعک منا،** کہ آپ کے اتباع ہم میں سے ہوں، لیکن بظاہر مراد یہ ہے **اتباعنا منک،** جو ہم یعنی انصار میں سے آپ کے اتباع ہیں وہ **منک** آپ کے طریقہ پر ہو جائیں۔

اور دوسرے یہ معنی ممکن ہیں کہ جو لوگ ہماری اتباع کریں وہ آپ کے طریقہ پر ہو جائیں۔ ایک نسخے میں **اتباعنا منا** ہے، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ جو ہماری اتباع کریں انہیں بھی وہی فضائل حاصل ہوں جو ہمیں حاصل ہیں اگلی روایت سے اس آخری معنی کی تائید ہوتی ہے۔

۳۷۸۸ـ حدثنا آدم: حدثنا شعبة: حدثنا عمرو بن مرة: سمعت ابا حمزة رجلا من الانصار: قالت الانصار: ان لکل قوم اتباعا وانا قد اتبعناک فادع اللہ ان یجعل اتباعنا منا، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "اللّٰهم اجعل اتباعهم منهم". قال عمرو: فذکرته لابن ابی لیلٰی، قال: قد زعم ذاک زید، قال شعبة: أظنه زید بن أرقم. [راجع: ۳۷۸۷]

ترجمہ: عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک انصاری آدمی ابوحمزہ کو کہتے ہوئے سنا کہ انصار نے (آنحضرت ﷺ سے) عرض کیا کہ ہر قوم کے کچھ پیروکار ہوتے ہیں اور ہم میں سے آپ کی پیروی کی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارے پیروکار ہم میں سے کر دے۔ سرور کونین ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کے پیروکار انہیں میں سے کر دے۔

(۷) باب فضل دور الأنصار

انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان

۳۷۸۹ـ حدثني محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة قال: سمعت قتادة عن انس بن مالک، عن أبي أسيد رضي الله عنه قال: النبيﷺ "خير دور الانصار بنو النجار، ثم عبد الاشهل، ثم بنو الحارث بن الخزرج، ثم بنو ساعدة، وفي كل دور الانصار خير، فقال سعد: ما أرى النبيﷺ الا قد فضّل علينا، فقيل: قد فضّلكم على كثير. وقال عبد الصمد: حدثنا شعبة: حدثنا قتادة: سمعت أنسا: قال أبو أسيد عن النبيﷺ بهذا وقال سعد بن عبادة. [انظر: ۳۷۹۰، ۳۸۰۷، ۶۰۵۳] ۹

۸ وفی مسند أحمد، أوّل مسند الكوفيين، باب حديث زيد بن ارقم، رقم: ۱۸۵۳۰.

۹ وفی صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فی خير دور الأنصار، رقم: ۴۵۲۶، وسنن الترمذی، كتاب

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ حضرت ابو سیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہترین انصاری گھرانہ بنی نجار کا ہے، پھر بنی عبدالاشہل پھر بنی حارث بن خزرج اور بنی ساعدہ کا ہے۔ اور (ویسے تو) ہر انصاری گھرانہ میں بہتری ہے، تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ نے (اوروں کو) ہم پر ترجیح دی ہے، تو انہیں جواب دیا کہ تمہیں تو آپ ﷺ نے بہتوں پر فضیلت دی ہے۔

سب سے بہترین خاندان

آنحضرت ﷺ نے انصار کے مختلف خاندانوں میں درجات بیان فرمائے کہ سب سے بہترین خاندان بنونجار کا ہے پھر بنوعبدالاشہل کا، پھر حارث بن خزرج کا، پھر بنی ساعدہ، لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تمام ہی خاندانوں میں خیر ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا **ماأری النبی ﷺ الا قد فضّل علینا**، ہمارا خیال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دوسروں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ بنوخزرج میں سے تھا اور بنوخزرج کو آخر میں رکھا بنوساعدہ سے پہلے، ان سے پہلے کئی خاندان بیان فرمائے، اس لئے انہوں نے یہ کہا۔

لوگوں نے جواب میں کہا **قد فضلکم علی کثیر**، ٹھیک ہے تم دو کے بعد ہو لیکن تمہارے بعد بھی بہت سارے ہیں اس لئے یہ کوئی رنجیدہ ہونے کی بات نہیں، آگے روایت میں آرہا ہے کہ انہوں نے خود نبی کریم ﷺ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **اولیس بحسبکم أن تکونوا من الخیار؟** کیا یہ کافی نہیں ہے کہ تم خیار میں سے ہو؟ اگر کوئی پہلے ہیں تو اس میں کوئی بات نہیں۔

۳۷۹۰ ــ حدثنا سعد بن حفص الطلحی: حدثنا شیبان، عن یحیی: قال أبو سلمة: اخبرنی ابو اسید انه سمع النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول: "خیر الانصار ــ او قال: خیر دُورِ الانصار ــ بنو النجار، وبنو عبد الاشهل، وبنو الحارث، وبنو ساعدة". [راجع: ۳۷۸۹]

خیر الانصار ــ او قال: خیر دور الانصار ــ ایک حدیث میں "**خیر الانصار**" اور دوسری میں "**خیر الانصار**" فرمایا۔

۳۷۹۱ ــ حدثنا خالد بن مخلد: حدثنا سلیمان قال: حدثنی عمرو بن یحیی، عن عباس بن سهل، عن ابی حمید عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: 'ان خیر دور الانصار دار بنی

بقیہ: المناقب عن رسول اللہ، باب ما جاء فی ای دور الأنصار فیه، رقم: ۳۸۴۶، ومسند احمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب أوّل مسند عمر بن الخطاب، رقم: ۳۶۹، وباقی مسند المکثرین، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۱۵۸۷، ۱۲۲۲۱، ومسند المکیین، باب حدیث أبی اسید الساعدی، رقم: ۱۵۴۷۰، ۱۵۴۷۳.

النجار، ثم بنی عبد الاشهل، ثم دار بنی الحارث، ثم بنی ساعدة وفی کل دور الانصار خیر" فلحقنا سعد بن عبادة فقال ابو اسید: الم تر ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الانصار فجعلنا اخیرا؟ فادرک سعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ، خیر دور الانصار فجعلنا آخرا، فقال: "اولیس بحسبکم ان تکونوا من الخیار؟". [راجع: ۱۴۸۱]

فقال أبو أسید: الم تر ان نبی اللہ ﷺ.........الخ۔ حضرت ابو اسیدؓ نے کہا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے انصار کی فضیلت بیان کی، تو ہمیں سب سے آخر میں رکھا۔ تو حضرت سعدؓ حضور اقدس ﷺ سے ملے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! انصاری گھرانوں کی فضیلت بیان کی گئی، تو ہم سب سے آخر میں رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ بات تمہیں کافی نہیں ہے کہ تم بہترین لوگوں میں سے رہے۔

(۸) بابُ قولِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار:

"اصبروا حتی تلقونی علی الحوض"

انصار سے ارشادِ نبوی ﷺ: "تم صبر کرنا حتی کہ مجھ سے حوضِ (کوثر) پر ملاقات ہو" کا بیان

قالہ عبد اللہ بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

۳۷۹۲۔ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة قال: سمعت قتادة، عن انس بن مالک، عن اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ: ان رجلا من الانصار قال: یا رسول اللہ، الا تستعملنی کما استعملت فلانا؟ قال: "ستلقون بعدی اثرة، فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض". [أنظر: ۷۰۵۷] [۱]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے فلاں شخص کی طرح عامل (گورنر) نہیں بنائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بعد اپنے اُوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہوئے پاؤ گے، تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملو۔

۳۷۹۳۔ حدثنی محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن هشام قال: سمعت

[۱] وفی صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الأمر بالصبر عند ظلم الولاة واستئثارهم، رقم: ۳۴۳۲، وسنن الترمذی، کتاب الفتن عن رسول اللہ، باب فی الاثرة، رقم: ۲۱۱۵، وسنن النسائی، کتاب آداب القضاة، باب ترک استعمال من یحرص علی القضاء، رقم: ۵۲۸۸، ومسند أحمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث اسید بن حضیر، رقم: ۱۸۳۰۵، ۱۸۳۰۷.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار: "انکم ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی وموعدکم الحوض". [راجع: ۳۱۴۷]

وموعدکم الحوض - یعنی ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے۔

۳۷۹۴ - حدثنا عبد اللہ بن محمد: حدثنا سفیان، عن یحیی بن سعید: سمع انس بن مالک رضی اللہ عنہ حین خرج معہ الی الولید قال: دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانصار الی ان یقطع لہم البحرین، فقالوا: لا الا ان تقطع لاخواننا من المہاجرین مثلہا قال: "اما لا فاصبروا حتی تلقونی، فانہ سیصیبکم بعدی اثرۃ". [راجع: ۲۳۷۶]

دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانصار...... المہاجرین مثلہا - نبی کریم ﷺ نے انصار کو بحرین کی جاگیریں ان کے نام لکھنے کے لئے بلایا تو انصار نے عرض کیا کہ ہمیں یہ اس طرح منظور ہے کہ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی ایسی ہی جاگیریں دیں۔

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے یہاں اتنی بات کا اضافہ ہے کہ میں نے یہ بات انس بن مالکؓ سے اس وقت سنی تھی جب وہ ان کو لے کر ولید کے پاس گئے تھے۔

(۹) باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "اصلح الانصار والمہاجرۃ"

حضور اقدس ﷺ کی دعا "(اے اللہ!) انصار اور مہاجرین کی حالت درست فرما" کا بیان

۳۷۹۵ - حدثنا آدم: حدثنا شعبۃ حدثنا ابو ایاس معاویۃ بن قرۃ، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لا عیش الا عیش الآخرۃ، فاصلح الانصار والمہاجرۃ". [راجع: ۲۸۳۴]

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! عیش تو صرف آخرت کا عیش ہے پس انصار اور مہاجرین کی حالت درست فرما۔

وعن قتادۃ، عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ وقال: "فاغفر للانصار".

فاغفر للانصار - انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

۳۷۹۶ - حدثنا آدم: حدثنا شعبۃ، عن حمید الطویل: سمعت انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: کانت الانصار یوم الخندق تقول:

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جنگِ خندق کے دن انصار یہ رجز پڑھ رہے تھے کہ:

نحن الذی بایعوا محمدا علی الجہاد ما بقینا أبدا

فاجابهم:

اللّٰهم لا عيش الا عيش الآخرة فاكرم الأنصار والمهاجرة

[راجع: ۲۸۳۴

اول تو سردی کا موسم پھر بھوک پیاس سے دوچار اور اُوپر سے سنگلاخ زمین کا کھودنا بڑا سخت مرحلہ تھا، مگر اس موقع پر بڑے صبر وضبط کے ساتھ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سرورِ دو عالم ﷺ کے ساتھ خندق کھودنے میں لگے ہوئے تھے، اس موقع پر ان کی محنت ومشقت اور بھوک کی حالت کو دیکھ کر حضور اقدس ﷺ یہ پڑھتے تھے:

اللّٰهم لا عيش الا عيش الآخرة فاغفر للأنصار والمهاجرة

اے اللہ! بلاشبہ زندگی بس آخرت ہی کی ہے، پس تو بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

اس شعر کے پڑھنے سے مقصود یہ تھا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چندروزہ تکلیف کی وجہ سے بددل نہ ہوں اور آخرت کی کامیابی کو سامنے رکھ کر کام کرتے رہیں اور اللہ پاک کی رحمت ومغفرت کے اُمیدوار ہیں، جب حضور اقدس ﷺ اُوپر والا شعر پڑھتے تو حضرات انصار ومہاجرین رضی اللہ عنہم اس کے جواب میں پڑھتے تھے ؎

نحن الذين بايعوا محمدا على الجهاد ما بقينا أبدا

ہم ہیں جنہوں نے بیعت کی ہے، محمد علیہ السلام سے کہ جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ جہاد کریں گے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ سے وہ شعر سن کر اس کے جواب میں بار بار اپنے مؤمن اور مجاہد ہونے کا اعلان کرتے تھے، اور ظاہر کرتے تھے کہ یہ بات نہیں ہے کہ صرف اسی وقت ہم دشمنوں کے دفاع اور ان سے جنگ کے لئے تیار ہیں، بلکہ عمر بھر ہمیشہ جہاد کریں گے، اسلام قبول کر کے ہم ہمیشہ اسلام کی بقاء اور احیاء کے لئے جہاد کرنے پر مضبوط ارادوں اور عزمِ محکم کے ساتھ تیار ہیں۔

یہ حضرت انس ؓ کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ پہلے مذکورہ بالا شعر پڑھتے تھے، پھر اُس کے جواب میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم "**نحن الذى بايعوا......... الخ**" پڑھتے تھے، لیکن اُن کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرات مہاجرین اور انصار مدینہ منورہ کے گرد خندق کھود رہے تھے اور اپنی کمروں پر مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے: ؎

نحن الذين بايعوا محمدا على الجهاد ما بقينا أبدا

اور حضور اقدس ﷺ اُن کے جواب میں یہ فرماتے تھے: ؎

اللّٰهم لا عيش الا عيش الآخرة فاكرم الأنصار والمهاجرة [ف]

ف ﴿انعام الباری فی شرح اشعار البخاری، ص:۶۵﴾

۳۷۹۷ ـ حدثني محمد بن عبيد الله: حدثنا ابن ابی حازم، عن ابيه، عن سهل قال: جاء نا رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن نحفر الخندق وننقل التراب على اكتادنا، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "اللهم لا عيش الا عيش الآخرة، فاغفر للمهاجرين والانصار". [۱۱]

ترجمہ: حضرت سہلؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ اس وقت ہمارے پاس تشریف لائے، جب ہم خندق کھودر ہے تھے۔ اور اپنے کاندھوں پر مٹی ڈھور ہے تھے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! عیش تو آخرت کا ہی ہے، پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

ونحن نحفر الخندق وننقل التراب على اكتادنا ۔ اور اس کو "غزوہ خندق" اس لئے کہتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ نے حضرات مہاجرین وانصار سے دفاع کے سلسلہ میں مشورہ کیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اہلِ فارس کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب دشمن کے گھراؤ میں آنے کا اندیشہ ہو تو ایک خندق کھود لیتے ہیں، تاکہ دشمن پار کر کے نہ آسکیں، رسالت مآب ﷺ کو یہ مشورہ پسند آیا اور خندق کھودنے کا حکم دیا، نوکر چاکر اور غلام تو تھے نہیں جن سے کام لیتے، حضرات مہاجرین وانصار سب ہی کھودنے میں مشغول تھے۔ خود سرور دوعالم ﷺ بھی بہ نفسِ نفیس خندق کھودنے میں شریک تھے۔

یہ سردی کا زمانہ تھا، اور کھانے پینے کا بھی خاص انتظام نہ تھا، تھوڑے سے جَو بدبو والی چربی میں پکا کر سامنے رکھ دیئے جاتے تھے، وہی کھا لیتے تھے جس کا حلق سے اُترنا دُشوار ہوتا تھا، ہر دس افراد کو چالیس ہاتھ خندق کھودنے کو دی گئی تھی۔ حضرت سلمان فارسیؓ قوی اور مضبوط آدمی تھے، اُن کے بارے میں انصار کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ مل کر کھودیں، اور مہاجرین کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ مل کر کھودیں، ہر فریق کہتا تھا کہ سلمان ہم میں سے ہیں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے گھر والوں میں سے ہیں۔ خندق کھودتے وقت ایک ایسی سخت جگہ آئی کہ کسی سے بھی وہاں کھدائی نہ ہو سکی، حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اندر اُترتا ہوں، آپ ﷺ نے اُتر کر جو کدال مارا تو وہ سخت حصہ ریت کا ڈھیر بن کر رہ گیا، اس وقت آپ ﷺ کے شکمِ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا، اور تین روز سے کسی نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔ [ف]

---

[۱۱] وفي صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة الأحزاب وهي الخندق، رقم: ۳۳۶۶، وسنن الترمذی، كتاب المناقب عن رسول الله، باب مناقب ابی موسیٰ الأشعری، رقم: ۳۷۹۱، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حديث ابی مالک سهل بن سعد الساعدی، رقم: ۲۱۷۴۹.

[ف] انعام الباری فی شرح اشعار البخاری، ص: ۶۱

(۱۰) بابُ قولِ اللّٰہ عز وجل: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر: ۹]

اللہ تعالیٰ کا فرمان: "اور اُن کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے اُن پر تنگ دستی کی حالت گذر رہی ہو"

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔ اگرچہ سارے ہی انصار کی یہی کیفیت تھی کہ وہ ایثار سے کام لیتے تھے، لیکن روایات میں صحابی (حضرت ابوطلحہؓ) کا خاص طور پر ذکر آیا ہے جن کے گھر میں کھانا بہت تھوڑا سا تھا، پھر بھی جب آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ کچھ مہمانوں کو اپنے گھر لے جائیں، اور انہیں کھانا کھلائیں تو یہ کچھ مہمان اپنے ساتھ لے گئے، اور ان کی تواضع اس طرح کی کہ خود کچھ نہیں کھایا، اور چراغ بجھا کر مہمانوں کو بھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ کچھ نہیں کھا رہے۔ اس آیت میں اُن کے ایثار کی بھی تعریف فرمائی گئی ہے۔ [نمبر]

۳۷۹۸ ـــ حدثنا مسدد: حدثنا عبد اللّٰہ بن داؤد، عن فضیل بن غزوان، عن ابی حازم، عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ: ان رجلا اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فبعث الی نسائہ فقلن: ما معنا الا الماء، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "من یضم او یضیف ھذا؟" فقال رجل من الانصار: أنا، فانطلق بہ الی امرأتہ فقال: اکرمی ضیف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، فقالت: ما عندنا الا قوت صبیانی، فقال: ھیئی طعامک، واصبحی سراجک، ونوّمی صبیانک اذا ارادوا عَشاء. فھیأت طعامھا واصبحت سراجھا، ونوّمت صبیانھا ثم قامت کانھا تصلح سراجھا فاطفأتہ، فجعلا یریانہ کانھما یاکلان فباتا طاویین، فلما اصبح غدا الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: "ضحک اللّٰہ اللیلۃ او عجب من فعالکما" فانزل اللّٰہ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾. [أنظر: ۴۸۸۹] [۱۲]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کے پاس اس کا کھانا منگانے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو اس مہمان کو اپنے ساتھ لے جائے یا یہ فرمایا کہ کون ہے جو اس کی میزبانی کرے۔ ایک انصاری نے عرض کیا کہ میں (یارسول اللہ!) پس

[نمبر] "فقال رجل من الأنصار" قیل. ھذا أبو طلحۃ بن زید بن سھل، وھو المفھوم من کلام الحمیدی، لأنہ لما ذکر حدیث أبی ھریرۃ قال فی روایۃ ابن فضیل: فقام رجل من الأنصار یقال لہ أبوطلحۃ زید بن سھل۔ عمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۵۱۰، وتوضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، الحشر:۹، حاشیہ:۸

[۱۲] وفی صحیح مسلم، کتاب الأشربۃ، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ، رقم: ۳۸۲۹، وسنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللّٰہ، باب ومن سورۃ الحشر، رقم: ۳۲۲۶.

وہ اسے اپنی زوجہ کے پاس لے گیا اور اس سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خوب خاطر کرنا۔ اس نے کہا ہمارے ہاں تو صرف بچوں کا کھانا ہے، تو اس انصاری نے کہا تم کھانا تو تیار کرو اور چراغ روشن کرو، بچے اگر کھانا مانگیں تو انہیں سُلا دینا، اس بی بی نے کھانا تیار کر کے چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر وہ گویا چراغ کو ٹھیک کرنے لئے کھڑی ہوئی۔ مگر اسے گل کر دیا اب وہ دونوں میاں بیوی مہمان کو یہ دکھاتے رہے کہ کھانا کھا رہے ہیں، حالانکہ (درحقیقت) انہوں نے بھوکے رہ کر رات گزار دی۔ جب وہ انصاری صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات تمہارے کام سے بڑا خوش ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اور دوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں، اگر چہ خود حاجت مند ہوں اور جو اپنے نفس کی حرص سے بچالیا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہوں گے''۔

(۱۱) باب قول النبي ﷺ "اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم"

۳۷۹۹ـ حدثني محمد بن يحيى أبو علي حدثنا شاذان أخو عبدان قال: حدثنا أبي أخبرنا شعبة بن الحجاج، عن هشام بن زيد قال: سمعت أنس بن مالك يقول: مر أبو بكر والعباس رضي الله عنهما بمجلس من مجالس الانصار وهم يبكون فقال: ما يبكيكم؟ قالوا: ذكرنا مجلس النبي ﷺ منا، فدخل على النبي ﷺ فأخبره بذلک، قال: فخرج النبي ﷺ وقد عصب على رأسه حاشية برد، قال: فصعد المنبر ولم يصعده بعد ذٰلک اليوم فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أوصيكم بالانصار فانهم كرشي وعيبتي وقد قضوا الذي عليهم وبقي الذي لهم، فاقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم. [انظر: ۳۸۰۱] [۱۳]

انصار کی فضیلت

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ **مرّ ابو بكر والعباس رضي الله عنهما بمجلس من مجالس الانصار**، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ انصار کی ایک مجلس میں سے گزرے۔ **وهم يبكون**، انصار رو رہے تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مرض الوفات میں تھے۔ [نـ]

[۱۳] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الأنصار، رقم: ۴۵۲۵، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب في فضل الأنصار وقريش، رقم: ۳۸۴۲، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند انس بن مالک، رقم: ۱۲۱۳۴، ۱۲۳۳۹، ۱۲۴۷۹، ۱۲۶۱۱، ۱۳۰۸۵، ۱۳۳۷۴.

[نـ] قوله: والعباس، هو ابن عبد المطلب عم النبي ﷺ، وكان مرورهما بمجلس من مجالس الأنصار في مرض النبي ﷺ، عمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۵۱۲.

فقال: ما یبکیکم؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ **قالوا: ذکرنا مجلس النبی ﷺ منا،** کہنے لگے ہمیں نبی کریم ﷺ کی مجلس یاد آگئی ہے کہ آپ ہمارے درمیان آکر بیٹھا کرتے تھے، اب آپ ﷺ علیل ہیں اس لئے ہم رو رہے ہیں۔ **فدخل علی النبی ﷺ فاخبرہ بذالک،** انہوں نے جاکر حضور ﷺ کو بتایا کہ انصار اس طرح مغموم ہیں۔

فخرج النبی ﷺ وقد عصب علی راسه حاشیة برد، آپ ﷺ ایک چادر کا حاشیہ اپنے سر پر باندھ کر تشریف لائے، ممبر پر چڑھے، اس کے بعد آپ ﷺ پھر کبھی ممبر پر نہیں چڑھے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی، پھر فرمایا **اوصیکم بالانصار،** میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ انصار کے ساتھ حسن سلوک کرو **فانهم کرشی وعیبتی،** اس لئے کہ یہ میرے کرش اور عیبہ ہیں۔ ''کرش'' جانوروں کے اندر کے معدہ کو کہتے ہیں اور عیبہ پوٹلی کو کہتے ہیں جس میں آدمی اپنا سامان رکھتا ہے تو یہ ایک محاورہ ہوتا ہے جس سے مراد ہے کہ یہ میرے خاص آدمی ہیں، میرے خاص الخاص لوگ ہیں، قرب سے کنایہ ہے۔

وقد قضوا الذی علیهم، انہوں نے اپنے اوپر جو فرائض تھے وہ ادا کردیئے یعنی نبی کریم ﷺ اور مہاجرین کی نصرت کے فرائض، **وبقی الذی لهم،** اور ان کے جو باقی حقوق ہیں وہ ہم پر ہیں جن کو ادا کرنا ہے۔ **فاقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسیئهم.** یعنی جب تم میں سے کوئی ایسے معاملہ کا والی ہے جس میں کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے، کوئی ذمہ داری یا منصب حاصل ہو تو ایسے شخص کو میں وصیت کرتا ہوں کہ انصار کے محاسن کو قبول کرے اور ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو درگزر کرے۔

۳۸۰۰ــــ حدثنا أحمد بن یعقوب: حدثنا ابن الغسیل: سمعت عکرمة یقول: سمعت ابن عباس رضی الله عنهما یقول: خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیه ملحفة متعطفا بها علی منکبیه وعلیه عصابة دسماء حتی جلس علی المنبر فحمد الله واثنی علیه ثم قال: "اما بعد، ایها الناس فان الناس یکثرون وتقل الانصار حتی یکونوا کالملح فی الطعام فمن ولی منکم أمراً یضرُّ فیه أحدا أو ینفعه فلیقبل من محسنهم، ویتجاوز عن مسیئهم". [راجع: ۹۲۷]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرضِ وفات میں اپنی چادر کو دونوں شانوں پر اوڑھے ہوئے اور ایک تیل لگی ہوئی پٹی باندھے ہوئے، باہر تشریف لائے، اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: اما بعد! اے لوگو! اور آدمیوں کی تعداد تو زیادہ ہوتی رہے گی، لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور کم ہوتے ہوتے کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے، لہٰذا تم میں سے جو شخص ایسے اقتدار پر آجائے کہ وہ کسی کو نفع یا ضرر پہنچا سکے، تو اسے انصار میں سے نیکوکاروں کی نیکی قبول کرنا اور خطا کاروں سے درگزر کرنا چاہیے۔

۳۸۰۱ — حدثني محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة قال: سمعت قتادة، عن انس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "الانصار كرشي وعيبتي، وان الناس سيكثرون ويقلون، فاقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم". [راجع: ۳۷۹۹]

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ انصار میرا معدہ اور میری زنبیل ہیں، اور لوگ زیادہ ہوتے رہے گے، اور یہ کم ہوتے جائیں گے، لہٰذا ان میں سے نیکوکاروں کی نیکی قبول کرو اور خطا کاروں سے درگزر کرو۔

(۱۲) باب مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذؓ کے مناقب کا بیان

۳۸۰۲ — حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن أبي اسحاق قال: سمعت البراء رضي الله عنه يقول: اهديت للنبي صلى الله عليه وسلم حلة حرير فجعل اصحابه يمسونها ويعجبون من لينها، فقال: "أتعجبون من لين هذه؟ لمناديل سعد بن معاذ خير منها أو ألين"، رواه قتادة والزهري: سمعا انس بن مالک عن النبي صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۳۲۴۹]

ترجمہ: حضرت براءؓ سے منقول ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس تحفہ میں ایک ریشمی حلہ آیا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے چھوکر اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو (حالانکہ) سعد بن معاذ کے رومال (جنت میں) اس سے بھی اچھے ہیں، یا یہ فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ نرم ہیں۔

۳۸۰۳ — حدثني محمد بن المثنى: حدثنا فضل بن مساور ختن أبي عوانة: حدثنا ابو عوانة، عن الاعمش، عن أبي سفيان، عن جابر رضي الله عنه: سمعت النبي ﷺ يقول: "اهتز العرش لموت سعد بن معاذ" وعن الاعمش: حدثنا أبو صالح، عن جابر عن النبي ﷺ مثله، فقال رجل لجابر: فان البراء يقول: اهتز السرير" فقال: انه كان بين هذين الحيين ضغائن، سمعت النبي ﷺ يقول: اهتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ". [۱۴]، [۱۵]

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

[۱۴] لا يوجد للحديث مكررات.

[۱۵] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل سعد بن معاذ، رقم: ۴۵۱۳، وسنن ابن ماجة، كتاب المقدمة، باب فضل سعد بن معاذ، رقم: ۱۵۴، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند جابر بن عبد الله، رقم: ۱۳۶۳۷، ۱۳۸۸۰، ۱۳۹۸۱، ۱۴۲۴۱.

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ **اهتز العرش لموت سعد بن معاذ،** حضرت سعد بن معاذؓ کی موت پر اللہ تعالیٰ کا عرش حرکت میں آ گیا، بعض حضرات نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش استقبال کیلئے خوشی سے جھوم اٹھا۔

بعض حضرات نے کہا اہلِ عرش مراد ہیں کہ اہل عرش نے خوشی کا اظہار کیا اور جھوم اٹھے کہ ایسا نیک انسان ملأ اعلیٰ میں پہنچ گیا ہے۔

آگے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بات روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت جابرؓ سے کہا کہ براء بن عازبؓ **اهتز العرش** کے بجائے **اهتز السرير** کہتے، یعنی وہ جو روایت کرتے ہیں اس میں **"اهتز السرير"** ہے، گویا جنازہ کی چارپائی حرکت میں آ گئی۔

حضرت جابرؓ نے فرمایا **انه كان بين هذين الحيين ضغائن،** ان دو قبیلوں کے درمیان دشمنی تھی، یعنی اوس اور خزرج کے درمیان، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے **اهتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ.**

بعض لوگوں نے اس کا یہ مطلب یہ سمجھا کہ حضرت جابرؓ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ براء بن عازبؓ قبیلۂ خزرج کے ہیں اور سعد بن معاذؓ قبیلۂ اوس سے تعلق رکھتے ہیں، حضرت براءؓ کو یہ پسند نہیں آیا کہ ان کی فضیلت بیان کی جائے، لہٰذا انہوں نے **"عرش"** کے بجائے **"سرير"** کا لفظ استعمال کر دیا۔ **ف۱**

اگرچہ روایت کے ظاہری الفاظ سے یہی لگتا ہے لیکن یہ معنی بالکل غلط ہیں اور غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کہنا کہ حضرت براء بن عازبؓ قبیلۂ خزرج سے تھے، درست نہیں۔ بلکہ حضرت براءؓ قبیلۂ اوس سے تھے جس قبیلہ سے حضرت سعد بن معاذؓ کا تعلق ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ان کے قبیلوں کے درمیان دشمنیاں تھیں، غلط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خود حضرت جابرؓ کا تعلق قبیلۂ خزرج سے ہے اور حضرت سعدؓ قبیلۂ اوس سے ہیں۔ تو **انه كان بين الخ،** اس جملہ کا تعلق حضرت براءؓ کی حدیث سے نہیں ہے بلکہ حضرت جابرؓ خود اپنے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ میں قبیلۂ خزرج کا ہوں اور اوس وخزرج کے درمیان دشمنیاں تھیں، اس کے باوجود میں ان کے بارے میں وہ حق بات بیان کر رہا ہوں جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور وہ **سرير** نہیں ہے **"اهتز العرش"** ہے۔ **ف۲**

۳۸۰۴ــ حدثنا محمد بن عرعرة: حدثنا شعبة، عن سعد بن ابراهيم، عن ابى امامة بن سهل بن حنيف، عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه: ان أناسا نزلوا على حكم سعد بن معاذ فارسل اليه فجاء على حمار فلما بلغ قريبا من المسجد قال النبى صلى الله عليه وسلم: "قوموا الى

ف۱، ۲ عمدة القارى، ج: ۱۱، ص: ۵۱۵.

خیرکم أو سیدکم"، فقال: "یا سعد، ان ھؤلاء نزلوا علی حکمک"، قال: فانی احکم فیھم ان تقتل مقاتلتھم وتسبی ذراریھم. قال: "حکمت بحکم اللّٰہ او بحکم الملک". [انظر: ۴۰۴۳] ١٢

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ (یعنی یہودی بنی قریظہ) سعد بن معاذؓ کی ثالثی تسلیم کرتے ہوئے (قلعہ سے باہر) نکل آئے، تو حضرت سعد بن معاذؓ کو بلائے گئے، وہ ایک گدھے پرسوار ہوکر آئے، جب وہ مسجد کے قریب پہنچے، تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اپنے میں سے بہترین شخص یا یہ فرمایا کہ اپنے سردار کے اعزاز میں کھڑے ہو جاؤ، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! یہ لوگ تمہاری ثالثی پر نکل آئے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا: میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں جولڑائی کے قابل ہیں، انہیں قتل کردیا جائے، اوران کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم نے اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ کیا ہے۔

(۱۳) بابُ منقبة اسید بن حضیر وعباد بن بشر رضی اللّٰہ عنھما

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کی منقبت کا بیان

۳۸۰۵ ــ حدثنا علی بن مسلم: حدثنا حبان: حدثنا ھمام: اخبرنا قتادة، عن انس رضی اللّٰہ عنہ: ان رجلین خرجا من عند النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی لیلة مظلمة واذا نور بین ایدیھما حتی تفرقا فتفرق النور معھما. وقال معمر، عن ثابت، عن انس: ان اسید ابن حضیر ورجلا من الانصار. وقال حماد: اخبرنا ثابت، عن انس: کان اسید بن حضیر وعباد بن بشر عند النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم. [راجع: ۴۶۵]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ دوآدمی ایک تاریک رات میں حضور اقدس ﷺ کے پاس سے نکلے، توان دونوں کے سامنے یکایک ایک نور ظاہر ہوا، حتی کہ جب وہ دونوں جدا ہوئے تو وہ نور بھی ان کے ساتھ الگ الگ ہوگیا۔ ١٣

(۱۴) بابُ مناقب معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنه

١٢ وفی صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب جواز قتال من نقض العھد وجواز انزال اھل الحصن، رقم: ۳۳۱۴، وسنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب ما جاء فی القیام، رقم: ۴۵۳۹، ومسند احمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند ابی سعید الخدری، رقم: ۱۱۲۵۲.

١٣ تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۳، ص:۲۲۸، کتاب الصلوٰۃ، رقم:۴۶۵۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کے مناقب کا بیان

۳۸۰۶ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن عمرو، عن ابراهيم، عن مسروق، عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما: سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول: "استقرئوا القرآن من اربعة: من بن مسعود، وسالم مولى ابى حذيفة، وابى، ومعاذ بن جبل". [راجع: ۳۷۵۸]

اس حدیث میں حضرت معاذ بن جبلؓ کا شمار بھی ہے۔

(۱۵) باب منقبة سعد بن عبادة رضى الله عنه

حضرت سعد بن عبادہؓ کی منقبت کا بیان

وقالت عائشة: وكان قبل ذلک رجلا صالحا

قبل ذالک ـــ یعنی افک کے واقعہ سے پہلے وہ رجل صالح تھے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بعد میں **رجل صالح** نہیں رہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ صالح اور ٹھیک ٹھاک آدمی تھے، اس وقت کسی پروپیگنڈہ سے متاثر ہو گئے تھے۔

۳۸۰۷ـ حدثنا اسحاق: حدثنا عبد الصمد: حدثنا شعبة: حدثنا قتادة قال: سمعت انس بن مالک رضى الله عنه، قال ابو اسيد: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خير دور الانصار بنو النجار، ثم بنو عبد الاشهل، ثم بنو الحارث بن الخزرج، ثم بنو ساعدة، وفى كل دور الانصار خير"، فقال سعد بن عبادة وكان ذا قدم فى الاسلام ارى رسول الله صلى الله عليه وسلم قد فضل علينا، فقيل له: قد فضلكم على ناس كثير. [راجع: ۳۷۸۹]

فقال سعد بن عبادة وكان ..... الخ ـ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ نے ہم پر دوسروں کو ترجیح دی، تو انہیں جواب ملا کہ تمہیں بھی تو بہت سے لوگوں پر آپ ﷺ نے فضیلت دی ہے۔

(۱۶) بابُ مناقب أبى بن كعب رضى الله عنه

حضرت ابی بن کعبؓ کے مناقب کا بیان

۳۸۰۸ـــ حدثنا ابو الوليد: حدثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن ابراهيم، عن مسروق قال: ذكر عبد الله بن مسعود عند عبد الله بن عمرو فقال: ذاک رجل لا ازال احبه، سمعت

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "خذوا القرآن من أربعة: من عبد اللہ بن مسعود ــ فبدأ بہ ــ وسالم مولی ابی حذیفة، ومعاذ بن جبل، وأبی بن کعب". [راجع: ۳۷۵۸]

ذٰک رجل لا أزال أحبہ ــ وہ ایسے آدمی ہیں کہ میں ان سے برابر محبت کرتا رہوں گا۔

۳۸۰۹ــــ حدثنی محمد بن بشار: حدثنا غندر قال: سمعت شعبة: سمعت قتادة، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لأبی: "ان اللہ امرنی ان اقرا علیک: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ "قال: وسمانی؟ قال: "نعم" قال، قال فبکی. [أنظر: ۴۹۵۹، ۴۹۶۰، ۴۹۶۱] [۱۷]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں "لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ" سناؤں تو انہوں نے عرض کیا کیا اللہ نے میرا نام لے کر یہ فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تو ابی بن کعب (بے اختیار) رونے لگے۔

(۱۷) باب مناقب زید بن ثابت

حضرت زید بن ثابتؓ کے مناقب کا بیان

۳۸۱۰ــ حدثنی محمد بن بشار: حدثنا یحیی: حدثنا شعبة. عن قتادة، عن انس رضی اللہ عنہ: جمع القرآن علی عهد رسول اللہ ﷺ أربعة کلهم من النصار: أبی ومعاذ بن جبل، وأبو زید، وزید بن ثابت. قلت لانس: مَن أبو زید؟ قال: أحد عمومتی. [انظر: ۳۹۹۶، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴] [۱۸]

---

[۱۷] وفی صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب استحباب قراءة القرآن، رقم: ۱۳۳۱، وکتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبی بن کعب وجماعة من الأنصار، رقم: ۴۵۰۹، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت وأبی کعب، رقم: ۳۷۲۵، ومسند أحمد، باقی مسند المکثرین، باب مسند أنس بن مالک، رقم: ۱۱۸۷۱، ۱۱۹۴۵، ۱۲۴۵۲، ۱۲۸۰۹، ۱۲۹۶۰، ۱۲۳۳۷۹، ۱۳۵۲۱.

[۱۸] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبی بن کعب وجماعة من الأنصار، رقم: ۴۵۰۷، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت وأبی بن کعب، رقم: ۳۷۲۷، ومسند أحمد، باقی مسند، باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق، رقم: ۱۲۹۵۹، ۱۳۴۳۲.

حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں ان چار حضرات نے قرآن کریم جمع کیا تھا اور یہ چاروں انصار میں سے تھے۔
بعض لوگوں نے کہا کہ یہاں جمع قرآن سے مراد حفظ قرآن ہے۔

اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ ان چار کے علاوہ اور بھی بہت سارے صحابۂ کرامؓ حافظ تھے، تو روایت کو سامنے رکھنے کے بعد یہ بات زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے کہ یہاں جمع قرآن سے حفظ قرآن مراد نہیں بلکہ پورا قرآن اپنے پاس لکھا ہوا ہونا مراد ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے یہ رائے بھی ظاہر کی ہے کہ شاید حضرت انسؓ انصار میں صرف اپنے قبیلے کے بارے میں یہ فرمارہے ہیں کہ ان میں سے صرف چار نے قرآن حفظ کیا تھا، یا لکھا تھا۔ واللہ اعلم۔ ف

(۱۸) باب مناقب أبي طلحة رضي الله عنه

حضرت ابوطلحہؓ کے مناقب کا بیان

۳۸۱۱- حدثنا أبو معمر: حدثنا عبدالوارث: حدثنا عبد العزيز، عن انس رضي الله عنه قال: لما كان يوم أحد انهزم الناس عن النبي ﷺ وابو طلحة بين يدي النبي ﷺ مجوّب به عليه بحجفة له وكان أبو طلحة رجلا راميا شديد القِد يكسر يومئذ قوسين أو ثلاثا وكان الرجل يمر معه الجعبة من النبل فيقول: انثرها لابي طلحة، فاشرف النبي ﷺ ينظر الى القوم فيقول أبو طلحة: يانبي الله بابي أنت وامي لا تشرف يصيبک سهم من سهام القوم، نحري دون نحرک، ولقد رأيت عائشة بنت أبي بكر وام سليم وانهما لمشمرتان، أرى خدم سوقهما، تنقزان القرب على متونهما تفرغانه في أفواه القوم، ثم ترجعان فتملآنها ثم تجيئآن فتفرغانها في أفواه القوم ولقد وقع السيف من يد أبي طلحة امّا مرّتين وامّا ثلاثا. [راجع: ۲۸۸۰]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اُحد کے دن جب لوگ سید الکونین ﷺ کو چھوڑ کر بھاگنے لگے، تو حضرت ابوطلحہؓ ہی سرکار دوعالم ﷺ کے آگے اپنے آپ کو ایک ڈھال سے چھپائے ہوئے موجود تھے، اور حضرت ابوطلحہؓ ایک اچھے تیرانداز تھے، جن کی کمان کی تانت بہت سخت ہوگئی تھی وہ اس دن دو یا تین کمانیں توڑ چکے تھے اور جب بھی کوئی آدمی ان کے پاس سے تیروں سے بھرا ہوا ترکش لے کر گزرتا تو اس سے کہتے کہ ان تیروں کو حضرت ابوطلحہؓ کے سامنے ڈال دو، پھر نبی کریم ﷺ سر مبارک اُٹھا کر کافروں کی طرف دیکھتے۔ تو حضرت ابوطلحہؓ عرض کرتے یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! سر اُوپر نہ اُٹھایئے (مبادا) کافروں کا کوئی تیر آپ کو لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے ہے۔

ف فلعله أراد انه لم يقع جمعه لأربعة من قبيلة واحدة الا لهذه القبيلة وهي الأنصار. فتح الباری، ج:۷، ص:۱۲۸، دارالمعرفة.

حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ دختر ابوبکر اور ام سلیم کو دیکھا یہ دونوں اپنے دامن اُٹھائے ہوئے تھیں، ان کے پاؤں کے زیور دیکھ رہا تھا یہ دونوں اپنی پیٹھ پر مشک لادلاد کر لاتیں اور (زخمی) لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتیں، پھر واپس جا کر اسے بھرتیں، آتیں اور لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں اور حضرت ابوطلحہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گر پڑی۔

مجوب اور **جحفة** ڈھال کو کہتے ہیں یعنی حضور اقدس ﷺ کے آگے ایک ڈھال رکھی ہوئی تھی۔ **وكان ابو طلحة رجلا راميا،** حضرت ابوطلحہ بہت تیر انداز تھے، اس روز انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑیں، اور جب کوئی شخص گزرتا جس کے پاس ترکش ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے: **انثرها لأبي طلحة،** اس کو ابوطلحہ کیلئے کھول دو تا کہ ان کے پاس تیروں کا کافی ذخیرہ موجود رہے "**جعبة**" کے معنی ہیں ترکش۔ **نحري دون نحرك،** میرا سینہ آپ ﷺ کے سینے کے آگے ہیں، آپ ﷺ اوپر سے جھانک کر مت دیکھیں تا کہ کوئی تیر نہ لگ جائے۔

(۱۹) باب مناقب عبدالله بن سلام رضي الله عنه

حضرت عبداللہ بن سلام کے مناقب کا بیان

۳۸۱۲ـ حدثنا عبدالله بن يوسف قال: سمعت مالكا يحدث عن أبي النضر مولى عمر بن عبيد الله، عن عامر بن سعد بن أبي وقاص، عن أبيه قال: ما سمعت النبي ﷺ يقول لاحد يمشي على الارض: انه من أهل الجنة، الا لعبد الله بن سلام، قال: وفيه نزلت هذه الاية ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى مِثْلِهِ﴾ [الاحقاف: ۱۰] الاية قال: لا أدري قال مالك الاية أو في الحديث. [۱۹، ۲۰]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سوائے عبداللہ بن سلام کے روئے زمین پر چلنے والوں میں سے کسی کے متعلق میں نے سید الرسل ﷺ سے یہ نہیں سنا کہ وہ اہلِ جنت سے ہے۔ فرمایا اور انہی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ "بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے گواہی دی" (الآیۃ) راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، لفظ الآیۃ مالک کا قول ہے یا حدیث میں ہے۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى مِثْلِهِ ۔ یہ پیشین گوئی کی جارہی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کچھ یہودی اور عیسائی لوگ قرآنِ کریم پر ایمان لانے والے ہیں، جیسا کہ بعد میں یہودیوں میں سے حضرت عبداللہ بن

---

[۱۹] لا يوجد للحديث مكررات.

[۲۰] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن سلام، رقم: ۴۵۳۵، ومسند أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، باب مسند أبي اسحاق سعد بن أبي وقاص، رقم: ۱۳۷۴، ۱۴۵۱، ۱۵۰۶.

سلامؓ اور عیسائیوں میں سے حضرت عدی بن حاتم اور نجاشی رضی اللہ عنہما ایمان لائے، اور انہوں نے گواہی دی کہ اسی جیسی کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، اور قرآنِ کریم بنیادی عقائد میں اُسی کتاب جیسا ہے۔ مکہ مکرمہ کے بُت پرستوں سے کہا جارہا ہے کہ جو لوگ پہلے سے آسمانی کتاب رکھتے تھے، وہ تو ایمان لانے میں تم سے آگے نکل جائیں، اور تم اپنے گھمنڈ میں بیٹھے رہو تو یہ کتنے ظلم کی بات ہوگی۔ ف۱

حضرت عبداللہ بن سلام کی فضیلت

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کے بارے میں جو زمین پر چلتا ہو حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ "یہ اہل جنت میں سے ہے" سوائے عبداللہ بن سلامؓ کے۔ اس پر اشکال ہوتا ہے حضور ﷺ نے بہت سے صحابۂ کرامؓ کو جنتی فرمایا، عشرہ مبشرہ جن میں حضرت سعدؓ بھی شامل ہیں، ان کو جنتی فرمایا؟

اس کی توجیہ یہ ہے کہ **یمشی علی الأرض** سے مراد یہ ہے کہ جو اس وقت زمین پر چل رہا ہو جس وقت یہ بات ارشاد فرمائی جارہی ہے۔ ف۲

۳۸۱۳ ــــ حدثني عبدالله بن محمد: حدثنا أزهر السمان، عن ابن عون، عن محمد، عن قيس بن عباد قال: كنت جالسا في مسجد المدينة فدخل رجل على وجهه أثر الخشوع فقالوا: هذا رجل من أهل الجنة فصلى ركعتين تجوز فيهما ثم خرج وتبعته فقلت: انك حين دخلت المسجد قالوا: هذا رجل من أهل الجنة، قال: والله ما ينبغي لأحد أن يقول ما لا يعلم. فساحدثك لم ذاك. رأيت رؤيا على عهد النبي ﷺ فقصصتها عليه ورأيت كأني في روضة، ذكر من سعتها وخضرتها، وسطها عمود من حديد أسفله في الأرض وأعلاه في السماء، في أعلاه عروة فقيل لي: ارق. فقلت: لا أستطيع، فأتاني منصف فرفع ثيابي من خلفي فرقيت حتى كنت في أعلاها، فأخذت بالعروة. فقيل لي: استمسك، فاستيقظت وانها لفي يدي، فقصصتها على النبي ﷺ فقال: تلك الروضة الاسلام، وذلك العمود عمود الاسلام، وتلك العروة الوثقى فأنت على الاسلام حتى تموت. وذلك الرجل عبدالله بن سلام. وقال لي خليفة:

ف۱ عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۵۲۵. وتوضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، الاحقاف: ۱۰، حاشیہ: ۵، ص: ۱۰۵۲.

ف۲ ﴿وقال الكرماني: التخصيص بالعدد لا يدل على نفي الزائد، أو المراد بالعشرة الذين جاء فيهم لفظ البشارة المبشرون بها في مجلس واحد، أو لم ينقل لأحد غيره حال مشيه على الأرض. عمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۵۲۵.﴾

حدثنا معاذ: حدثنا ابن عون، عن محمد: حدثنا قیس بن عباد، عن ابن سلام قال: وصیف، مکان: منصف. [انظر: ۷۰۱۰، ۷۰۱۴] [۲۱]

ترجمہ: حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی جن کے چہرہ پرخشوع وخضوع کے آثار پائے جاتے تھے، داخل ہوئے لوگوں نے انہیں دیکھ کر کہا کہ یہ آدمی اہل جنت سے ہے۔ انہوں نے مختصر طریقہ سے دو رکعتیں پڑھیں، پھر وہ (مسجد سے) نکل گئے اور میں ان کے پیچھے چلا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ جب مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا تھا کہ یہ آدمی جنت سے ہے۔ انہوں نے کہا بخدا! کسی کو ایسی بات کہنا جسے وہ جانتا نہ ہو، مناسب نہیں ہے، اور میں تم سے اس کی وجہ بیان کرتا ہوں میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا۔ میں نے دیکھا گویا میں ایک باغ میں ہوں جس کی وسعت اور سرسبزی وشادابی کو انہوں نے بیان کیا، اس باغ کے درمیان لوہے کا ایک ستون ہے، جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اُوپر والا حصہ آسمان میں ہے۔ اس کے اُوپر والے حصہ میں ایک کنڈا ہے، جس میں کنڈی لٹک رہی ہے ان سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا، تو میرے پاس ایک غلام آیا، اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اُٹھا دیئے تو میں چڑھ گیا حتی کہ میں اس کے اُوپر تھا تو میں نے دوسرا کنڈا پکڑ لیا تو ان سے کہا گیا کہ مضبوط پکڑ لو میں بیدار ہوا تو وہ میرے ہاتھ میں تھا، میں نے خواب آنحضرت ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے تعبیراً ارشاد فرمایا کہ وہ باغ تو اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ کنڈا عروہ وثقی ہے پس تم آخر دم تک اسلام پر قائم رہو گے اور یہ شخص عبداللہ بن سلام ہے۔

۳۸۱۴ ـــ حدثنا سلیمان بن حرب: حدثنا شعبة، عن سعید بن أبی بردة، عن أبیه قال: أتیت المدینة فلقیت عبداللّٰه بن سلام فقال: ألا تجیء فأطعمک سویقا وتمرا وتدخل فی بیت؟ ثم قال: انک بأرض الربا بها فاش، اذا کان لک علی رجل حق فأهدی الیک حمل تبن أو حمل شعیر أو حمل قت فلا تأخذه فانه ربا. ولم یذکر النضر وأبو داؤد ووهب عن شعبة البیت. [انظر: ۷۳۴۲] [۲۲]

ترجمہ: حضرت ابو بردہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ آیا۔ تو عبداللہ بن سلامؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا تم (ہمارے یہاں) کیوں نہیں آتے، کہ ہم تمہیں ستو اور کھجوریں کھلائیں، اور تم ایک باعزت گھر میں داخل ہو، لہٰذا اگر کسی پر تمہارا کچھ قرض ہو اور وہ تمہیں گھاس جو یا چارہ جیسی حقیر چیز کا ہدیہ تحفہ بھیجے تو اسے نہ لینا کیونکہ یہ بھی سود ہے۔

---

[۲۱] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد اللّٰه بن سلام، رقم: ۴۵۳۶، ۴۵۳۸، وسنن ابن ماجة، کتاب تعبیر الرؤیا، رقم: ۳۹۱۰، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث عبد اللّٰه بن سلام، رقم: ۲۲۶۷۱.

[۲۲] انفرد به البخاری.

(۲۰) باب تزويج النبی ﷺ خديجة وفضلها رضی الله تعالیٰ عنها

۳۸۱۵ — حدثنی محمد: حدثنا عبدة، عن هشام بن عروة، عن أبيه قال: سمعت عبدالله بن جعفر قال: سمعت عليا يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول.

وحدثنی صدقة: أخبرنا عبدة، عن هشام بن عروة عن أبيه قال: سمعت عبدالله ابن جعفر، عن علی بن أبی طالب رضی الله عنهم عن النبی ﷺ قال: خير نسائها مريم وخير نسائها خديجة. [راجع: ۳۴۳۲]

ترجمہ: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ (دنیا میں) تمام عورتوں سے بہتر مریم تھیں اور (دنیا میں موجودہ امت میں) سب سے افضل خدیجہ ہیں۔

۳۸۱۶ — حدثنا سعيد بن عفير: حدثنا الليث قال: كتب الی هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما غرت علی امرأة للنبی ﷺ ما غرت علی خديجة، هلكت قبل أن يتزوجنی، لما كنت أسمعه يذكرها وأمره الله أن يبشرها ببيت من قصب وان كان ليذبح الشاة فيهدی فی خلائلها منها ما يسعهن. [انظر: ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۵۲۲۹، ۶۰۰۴، ۷۴۸۴] [۲۳]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا، اتنا سید الکونین ﷺ کی کسی بی بی پر نہیں آتا۔ (حالانکہ) وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں۔ اس وجہ سے کہ میں اکثر آپ کو ان ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتی کے محل کی بشارت دیں اور آپ بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو اس میں سے بقدر کفایت بطور تحفہ بھیجتے تھے۔

۳۸۱۷ — حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا حميد بن عبدالرحمن، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما غرت علی امرأة ما غرت علی خديجة من كثرة ذكر رسول الله ﷺ اياها. قالت: وتزوجنی بعدها بثلاث سنين وأمره ربه عز وجل أو جبريل عليه

[۲۳] وفی صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل خديجة أم المؤمنين، رقم: ۴۴۶۳، وسنن الترمذی، كتاب البر والصلة عن رسول الله، باب ما جاء فی حسن العهد، رقم: ۱۹۴۰، و كتاب المناقب عن رسول الله، باب فضل خديجة، رقم: ۳۸۱۰، وسنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب الغيرة، رقم: ۱۹۸۷، ومسند أحمد، باقی مسند الأنصار، باب حديث السيدة عائشة، رقم: ۲۳۱۷۴، ۲۴۴۷۸، ۲۵۱۷۵.

السلام أن يبشرها ببيت في الجنة من قصب. [راجع: ۳۸۱۶]

وامره ربه عز وجل أو جبريل عليه السلام .... الخ ۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یا حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک موتی کے محل کی بشارت دے دیں۔

۳۸۱۸ ــ حدثني عمر بن محمد بن الحسن: حدثنا أبي: حدثنا حفص، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها قالت: ما غرت على أحد من نساء النبي ﷺ ما غرت على خديجة وما رأيتها، ولكن كان النبي ﷺ يكثر ذكرها. وربما ذبح الشاة ثم يقطعها أعضاء ثم يبعثها في صدائق خديجة. فربما قلت له: كأنه لم يكن في الدنيا الا خديجة، فيقول: انها كانت وكان لي منها ولد. [راجع: ۳۸۱۶]

وربما ذبح الشاة ثم يقطعها أعضاء .... الخ ۔ اکثر آپ ﷺ کوئی بکری ذبح فرماتے۔ پھر اس کے ایک ایک عضو کو جدا فرماتے پھر اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے جلنے والیوں میں بھیج دیتے اور کبھی میں آپ ﷺ سے کہہ دیتی کہ دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور عورت ہے ہی نہیں۔ تو آپ ﷺ فرماتے: ہاں! وہ ایسی ہی تھیں اور انہیں سے میرے اولاد ہوئی ہے۔

۳۸۱۹ ــ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن اسماعيل، قال: قلت لعبدالله بن أبي أوفى رضي الله عنهما: بشر النبي ﷺ خديجة؟ قال: نعم، ببيت من قصب لا صخب فيه ولا نصب. [راجع: ۱۷۹۲]

ترجمہ: اسماعیل نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے کہا کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بشارت دی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں! جنت میں ایسے موتی کے محل کی بشارت دی تھی جس میں نہ شور و شغب ہوگا، نہ تکلیف۔

۳۸۲۰ ــ حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا محمد بن فضيل عن عمارة، عن أبي زرعة، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أتى جبريل النبي ﷺ فقال: يا رسول الله، هذه خديجة قد أتت معها انا فيه ادام أو طعام أو شراب فاذا هي أتتک فاقرأ عليها السلام بن ربها ومني، وبشرها ببيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب" [انظر: ۷۴۹۷] [۲۳]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! یہ خدیجہ ایک برتن لئے آرہی ہے، جس میں سالن کھانا یا پینے کی کوئی چیز ہے، جب یہ آپ کے پاس آجائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی اور میری طرف سے انہیں سلام کہئے، اور جنت میں موتی کے محل کی بشارت دیجئے

جس میں نہ شور وشغب ہوگا نہ تکلیف۔

۳۸۲۱ــ وقال اسماعيل بن خليل: أخبرنا علي بن مسهر، عن هشام، عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: استأذنت هالة بنت خويلد أخت خديجة على رسول الله ﷺ فعرف استئذان خديجة فارتاع لذلك. فقال: اللّهم هالة" قالت: فغرت فقلت: ماتذكر من عجوز من عجائز قريش حمراء الشدقين هلكت في الدهر قد أبدلك الله خيراً منها. [۲۵]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہالہ بنت خویلد جو حضرت خدیجہؓ کی بہن تھی، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی، **فعرف استئذان خديجة:** نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے استئذ ان کو پہچان لیا، یعنی ان کی آواز حضرت خدیجہؓ کے مشابہ تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو حضرت خدیجہؓ کی یاد آ گئی، **فارتاع لذلک**، آپ ﷺ تھوڑا سا گھبرا گئے کہ اچانک یہ حضرت خدیجہؓ کی آواز کہاں سے آ گئی۔

بعض روایت میں **فارتاع** کی جگہ "ح" کے ساتھ ہے **فارتاح لذالک**، کہ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی آواز جیسی آواز سن کر راحت محسوس کی۔

فقال: اللّهم هالة، یہ ہالہ آئی ہیں۔

قالت: فغرت، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اس وقت غیرت آئی **فقلت: ما تذكر من عجوز من عجائز قريش، حمراء الشدقين، هلكت في الدهر قد أبدلك الله خيراً منها**، آپ ﷺ قریش کی ایک بوڑھی عورت کو بہت یاد کرتے ہیں جس کی باچھیں سرخ تھیں، باچھیں سرخ ہوجانا دانت گر جانے سے کنایہ ہے **هلكت في الدهر**، جس کا عرصہ ہوا انتقال ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر عطا فرما دیں۔

اس سے درحقیقت حضرت خدیجہؓ پر کوئی تنقید مقصود نہیں تھی بلکہ بے تکلفی میں جیسے کوئی بات کہہ دی جاتی ہے یا مذاق سے کہا جاتا ہے نہ کہ اہانت کے طور پر، ورنہ خود حضرت عائشہؓ سے حضرت خدیجہؓ کے فضائل مروی ہیں۔

(۲۱) باب ذكر جرير بن عبد الله البجلي رضى الله عنه

حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ کا بیان

۳۸۲۲ــ حدثنا اسحاق الواسطي: حدثنا خالد، عن بيان، عن قيس قال: سمعته يقول: قال جرير بن عبد الله رضى الله عنه: ما حجبني رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ أسلمت ولا رآني الا ضحک. [راجع: ۳۰۳۵]

[۲۴، ۲۵] وفي صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل خديجة أم المؤمنين، رقم: ۴۴۶۰، ۴۴۶۷، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۶۸۵۹

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں تو مجھے نبی کریم ﷺ نے کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ ﷺ نے مجھے دیکھا ہنس دیئے۔

۳۸۲۳ــــ وعن قيس، عن جرير بن عبد الله قال: كان في الجاهلية بيت يقال له: ذو الخلصة، وكان يقال له: الكعبة اليمانية او الكعبة الشامية. فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هل انت مريحي من ذى الخلصة؟" قال: فنفرت اليه في خمسين ومائة فارس من احمس، قال: فكسرناه وقتلنا من وجدنا عنده فاتيناه فاخبرناه فدعا لنا ولاحمس. [راجع: ۳۰۲۰]

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ سے بواسطہ قیس مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ایک مکان تھا جسے ذوالخلصہ کہتے تھے اور اسے کعبہ یمانیہ یا کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا، تو مجھ سے سید البشر ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے ذوالخلصہ کو ڈھا کر اس کی طرف مطمئن کردو گے؟ جریر کہتے ہیں کہ میں احمس قبیلہ کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر وہاں گیا اور ہم نے اسے ڈھا دیا اور جو ہمیں اس کے قریب ملا اسے قتل کر دیا پھر ہم نے آکر آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ تو آپ ﷺ نے ہمارے اور احمس کے لوگوں کے لئے دعا فرمائی۔

(۲۲) بابُ ذكر حذيفة بن اليمان العبسى رضى الله عنه

حضرت حذیفہ بن یمان عبسیؓ کا بیان

۳۸۲۴ــ حدثني اسماعيل بن خليل: حدثنا سلمة بن رجاء، عن هشام بن عروة، عن ابيه، عن عائشة رضى الله عنها، قالت: لما كان يوم احد هزم المشركون هزيمة بيّنة فصاح ابليس: اى عباد الله، اخراكم. فرجعت اولاهم على اخراهم فاجلدت مع اخراهم فنظر حذيفة فاذا هو بابيه فنادى: اى عباد الله، ابي ابي. فقالت: فو الله ما احتجزوا حتى قتلوه، فقال حذيفة: غفر الله لكم، قال ابي: فو الله ما زالت في حذيفة منها بقية خير حتى لقى الله عز وجل. [راجع: ۳۲۹۰]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب جنگ اُحد کے دن مشرکوں کو شکست ہونے لگی تو ابلیس نے چیخ کر کہا اے خدا کے بندو! اپنے پیچھے (والوں کو قتل کرو) تو آگے والے مسلمانوں نے اپنے پیچھے والے مسلمانوں پر پلٹ کر حملہ کر دیا اور سخت لڑائی ہونے لگی اتفاقاً (مقابل) کی صف میں حضرت حذیفہؓ نے اپنے باپ کو دیکھ پایا تو وہ پکارنے لگے کہ اے خدا کے بندو! میرے باپ ہیں، میرے باپ ہیں، انہیں قتل نہ کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بخدا وہ باز نہ آئے، حتی کہ انہیں قتل کر دیا تو حضرت حذیفہؓ نے کہا اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔ عروہ کے والد نے کہا کہ بخدا حضرت حذیفہؓ کو اپنے والد کے اس طرح قتل ہونے کا برابر رنج رہا حتی کہ وہ اللہ کو پیارے

ہو گئے۔

(۲۳) بابُ ذکر هند بنت عتبة بن ربيعة رضی الله عنها

حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا بیان

۳۸۲۵ـ وقال عبدان: أخبرنا عبد اللّٰه: اخبرنا يونس، عن الزهري: حدثني عروة ان عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: جاء ت هند بنت عتبة فقالت: يا رسول اللّٰه، ما كان على ظهر الارض من أهل خباء احب الى ان يذلوا من اهل خبائك، ثم ما أصح اليوم على ظهر الأرض أهل خباء أحب الىّ أن يعزوا من أهل خبائك، قال: "وايضا والذى نفسى بيده" قالت: يا رسول اللّٰه، ان ابا سفيان رجل مسيك فهل علىّ حرج ان اطعم من الذى له عيالنا؟ قال: "لا اراه الا بالمعروف". [راجع: ۲۲۱۱]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ! (اب سے پہلے) روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت مجھے آپ کے گھرانہ کی ذلت سے زیادہ پسند نہ تھی، مگر اب روئے زمین پر کسی گھرانے کی عزت آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ پسند نہیں، راوی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس نے یہ بھی کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں، اگر میں ان کے مال میں سے کچھ چھپا کر اپنے بال بچوں کو کھلا دوں تو مجھ پر کچھ گناہ تو نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں صرف دستور کے موافق جائز سمجھتا ہوں۔

(۲۴) باب حديث زيد بن عمرو بن نفيل

حضرت زید بن عمرو بن نفیلؓ کے قصہ کا بیان

۳۸۲۶ـ حدثني محمد بن أبي بكر: حدثنا فضيل بن سليمان: حدثنا موسى بن عقبة: حدثنا سالم بن عبد الله، عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: أن النبي ﷺ لقي زيد بن عمرو بن نفيل بأسفل بلدح قبل أن ينزل على النبي ﷺ الوحي، فقدمت الى النبي ﷺ سفرة فأبى أن يأكل منها، ثم قال زيد: انى لست آكل مما تذبحون على أنصابكم، ولا آكل الا ما ذكر اسم الله عليه، فان زيد بن عمرو كان يعيب على قريش ذبائحهم ويقول: الشاة خلقها الله وأنزل لها من السماء الماء وأنبت لها من الأرض ثم تذبحونها على غير اسم الله؟ انكاراً لذلك واعظاماً له. ۲۶

زید بن عمرو بن نفیل کا واقعہ

زید بن عمرو بن نفیل، حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی تھے اور حضرت سعید بن زیدؓ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرت عمرؓ کے بہنوئی ہیں وہ زید بن عمروؓ کے بیٹے تھے۔ یہ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے زمانۂ جاہلیت میں بھی بت پرستی نہیں کی اور توحید پر قائم رہے، یہاں ان کا واقعہ بیان کرنا مقصود ہے۔

حضور اقدس ﷺ کی ملاقات بلدح کے نچلے علاقے تنعیم کے راستے میں حضرت زید بن عمرو بن نفیل سے ہوئی۔ بلدح ایک جگہ ہے، **قبل أن ينزل على النبي ﷺ الوحي،** آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ **فقدمت الى النبي ﷺ سفرة،** آپ ﷺ کے سامنے ایک دسترخوان پیش کیا گیا۔ **فأبى أن يأكل منها،** آپ ﷺ نے اس میں سے کھانے سے انکار کر دیا۔

ثم قال زيد: پھر زید بن عمروؓ نے کہا، **انى لست آكل مما تذبحون على انصابكم، ولا آكل الا ما ذكر اسم الله عليه ،،** میں ان چیزوں میں سے نہیں کھاتا جو تم اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو اور نہ ان چیزوں کو کھاتا ہوں جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو، **فان زيد بن عمرو كان يعيب على قريش ذبائحهم ويقول: الشاة الخ.** اللہ تعالیٰ نے بکری پیدا کی اور اس کے لئے آسمان سے پانی اُتارا اور زمین سے گھاس نکالی پھر بھی تم اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کرتے ہو؟ **انكاراً لذلك واعظاماله،** اس بات پر نکیر کرتے ہوئے اور بات کو برا سمجھتے ہوئے یہ کہتے تھے۔

۳۸۲۷ - قال موسى: حدثني سالم بن عبد الله ولا أعلمه الا تحدث به عن ابن عمر: أن زيد بن عمرو بن نفيل خرج الى الشام يسأل عن الدين ويتبعه، فلقي عالماً من اليهود فسأله عن دينهم، فقال: انى لعلّى أن أدين دينكم فأخبرنى. فقال: لا تكون على ديننا، حتى تأخذ بنصيبك من غضب الله. قال زيد: ما أفر الا من غضب الله، ولا أحمل من غضب الله شيئاً أبداً، وأنا أستطيعه، فهل تدلنى على غيره؟ قال: ما أعلمه الا أن يكون حنيفاً. قال زيد: وما الحنيف؟ قال: دين ابراهيم، لم يكن يهوديا ولا نصرانيا ولا يعبد الا الله. فخرج زيد فلقي عالما من النصارى فذكر مثله فقال: لن تكون على ديننا حتى تأخذ بنصيبك من لعنة الله قال: وما أفر الا من لعنة الله ولا أحمل من لعنة الله ولا من غضبه شيئا أبدا وأنا أستطيع، فهل تدلنى على غيره؟ قال: ما أعلمه الا أن يكون حنيفا. قال: وما الحنيف؟ قال: دين ابراهيم، لم يكن يهوديا ولا نصرانيا ولا يعبد الا الله. فلما رأى زيد قولهم فى ابراهيم عليه السلام خرج فلما برز رفع يديه. فقال: اللّهم انى أشهدك أنى على دين ابراهيم. [۲۷]

---

۲۶ ، [۲۷] وفي مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، رقم: ۵۱۱۳، ۵۳۷۳، ۵۸۳۶.

دینِ حق کی تلاش میں سفر

زید بن عمرو بن نفیل دینِ حق کی تلاش میں شام چلے گئے تھے **یسأل عن الدین ویتبعه،** کہ کوئی دین حق ملے تو میں اس کی اتباع کروں، **فلقي عالماً من اليهود فسأله عن دينهم فقال: انی لعلی أن ادین دینکم فاخبرني،** یہودی سے کہا کہ تم مجھے اپنے دین کی تفصیلات بتاؤ شاید میں تمہارا دین قبول کرلوں **فقال: لا تکون علی دیننا حتی تأخذ بنصیبک من غضب الله،** اس نے کہا تم ہمارا دین اس وقت تک نہیں اختیار کر سکتے جب تک اللہ کے غضب کا تمہارا حصہ تمہیں نہ مل جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اب تک جو تم نے اس دین کو اختیار نہیں کیا اس کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی، **قال زید: ما أفر الا من غضب الله ولا احمل من غضب الله شيئا أبدا،** انہوں نے کہا میں اللہ کے غضب سے ہی تو بھاگ کر آنا چاہتا ہوں کیونکہ میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے غضب کے ذرا سے حصے کا بھی تحمل نہیں کر سکتا ہوں، **وانا استطيعه،** جب تک میری طاقت ہے میں اس کے غضب سے بچوں گا۔

فهل تدلني على غيره؟ کہا یہ تو تم نے مشکل بات بنائی ہے، کوئی اور راستہ بتاؤ؟ **قال: ما أعلمه الا أن يكون حنيفا،** اس نے کہا میرے علم میں سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ تم حنیف بن جاؤ یعنی ابراہیمؑ کے دین کو اختیار کرلو، **قال زيد: وماالحنيف؟ قال: دين ابراهيم، لم يكن يهوديا ولا نصرانيا ولا يعبد الا الله. فخرج زيد،** حضرت زید نکلے **فلقي عالما من النصارى،** ایک نصرانی عالم سے ملاقات ہوئی **فذكر مثله،** وہی بات ان سے بھی ذکر کی۔

فقال: لن تكون على ديننا حتى تأخذ بنصيبك من لعنة الله، قال: ما أفر الا من لعنة الله ولا احمل من لعنة الله ولا من غضبه شيئا أبدا وأنا أستطيع. اس نے کہا کہ تم ہمارے دین پر آؤ گے تو خدا کی لعنت سے اپنا حصہ تمہیں لینا پڑے گا۔ زید نے کہا میں تو اللہ کی لعنت سے بھاگتا ہوں، اور اللہ کی لعنت وغضب کو میں بالکل برداشت نہیں کر سکتا اور مجھ میں طاقت ہے۔

فهل تدلني على غيره؟ قال: ما أعلمه الا أن تكون حنيفا قال: وما الحنيف؟ قال: دين ابراهيم لم يكن يهوديا ولا نصرانيا ولا يعبد الا الله، فلما رأى زيد قولهم في ابراهيم عليه السلام خرج فلما برز، رفع يديه فقال: اللهم اني أشهدك أني على دين ابراهيم. کیا تم کوئی دوسرا مذہب بتا سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ تمہارے لئے میں حنیف کے سوا اور کوئی مذہب نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا: حنیف کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: دینِ ابراہیم علیہ السلام، وہ نہ یہود تھے اور نہ نصرانی اور بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ جب زید نے ان کی گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں سن لی، تو وہاں سے چل دیئے جب باہر آئے تو

اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیم علیہ السلام پر ہوں۔

۳۸۲۸ــ وقال الليث: كتب الى هشام، عن أبيه عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنهما، قالت: رأيت زيد بن عمر بن نفيل قائما مسندا ظهره الى الكعبة يقول: يا معشر قريش، والله ما منكم على دين ابراهيم غيري. وكان يحيي الموؤدة، يقول للرجل اذا أراد أن يقتل ابنته: لا تقتلها، أنا أكفيك مؤنتها، فيأخذها فاذا ترعرعت قال لأبيها: ان شئت دفعتها اليك وان شئت كفيتك مؤنتها.

وكان يحيي الموؤدة، جس لڑکی کو زندہ درگور کرتے یہ اس کو بچانے کی کوشش کرتے تھے، **يقول للرجل: اذا أراد أن يقتل ابنته: لا تقتلها، أنا أكفيك مؤنتها،** تم اس کو قتل نہ کرو میں اس کا خرچ برداشت کروں گا۔ **فيأخذها فاذا ترعرعت، ترعرع** کے معنی بڑھ جانا، جب وہ نشو ونما پا جاتی۔ **قال لأبيها:** اس کے باپ سے کہتے **ان شئت دفعتها اليك،** اگر تم چاہو تو میں تمہیں دیدوں، **وان شئت كفيت مؤنتها،** اگر چاہو تو اب بھی میں اس کا خرچہ برداشت کرتا ہوں۔

ایک سوال کا جواب

یہ ظاہر ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل مسلمان تھے، اور علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے کئی روایات ان کے مسلمان ہونے پر نقل کی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو **"امة واحدة"** قرار دیا۔[نے]

(۲۵) باب بُنيان الكعبة

کعبہ کی تعمیر کا بیان

۳۸۲۹ــ حدثنا محمود: حدثنا عبد الرزاق قال: اخبرني ابن جريج قال: اخبرني عمرو بن دينار: سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: لما بنيت الكعبة ذهب النبي صلى الله عليه وسلم وعباس ينقلان الحجارة. فقال عباس للنبي صلى الله عليه وسلم: اجعل ازارك على رقبتك يقك من الحجارة، فخر الى الارض وطمحت عيناه الى السماء، ثم افاق فقال: "ازاري ازاري"، فشد عليه ازاره. [راجع: ۳۶۴]

نے ذكره الذهبي في تجريد الصحابة وقال: قال النبي ﷺ: يبعث امة وحده، وعن جابرؓ قال: سئل رسول الله ﷺ، عن زيد بن عمرو بن نفيل انه كان يستقبل القبلة في الجاهلية، ويقول: الهي اله ابراهيم وديني دين ابراهيم ويسجد، فقال رسول الله ﷺ: يحشر ذاك امة وحده بيني وبين عيسى ابن مريم عليهما السلام. عمدة القاري، ج: ۱۱، ص: ۵۳۸.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب کعبہ کی تعمیر ہونے لگی تو نبی کریم ﷺ اور حضرت عباسؓ پتھر ڈھور ہے تھے، تو حضرت عباسؓ نے حضور اقدس ﷺ سے کہا کہ آپ اپنا تہہ بند (اُتار کر) کندھے پر رکھ لیجئے، تاکہ اس سے آپ پتھروں (کی رگڑ) سے محفوظ رہیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ مگر آپ ﷺ زمین پر گر پڑے اور آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان کو لگ گئیں پھر جب آپ ﷺ کو کچھ افاقہ ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا تہہ بند، میرا تہہ بند، تو وہ تہہ بند آپ ﷺ کے باندھ دیا گیا۔ نے

۳۸۳۰ — حدثنا ابو النعمان: حدثنا حماد بن زید، عن عمرو بن دینار وعبید اللہ ابن ابی یزید قالا: لم یکن علی عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم حول البیت حائط، کانوا یصلون حول البیت حتی کان عمر فبنی حوله حائطا. قال عبید اللہ: جدره قصیر، فبناه ابن الزبیر. [۲۸، ۲۹]

ترجمہ: عبیداللہ بن ابو یزید نے فرمایا کہ رسالت مآب ﷺ کے زمانہ میں کعبہ شریف کے اردگرد دیوار نہیں تھی لوگ بیت اللہ کے اردگرد نماز پڑھا کرتے تھے حتی کہ حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو آپ نے اس کے اردگرد دیوار تعمیر کرائی۔ عبیداللہ نے کہا کہ اس کی دیواریں چھوٹی تھیں، پھر اس کی تعمیر حضرت ابن زبیرؓ نے کرائی (اور دیواریں اُونچی کرادیں)۔

(۲۶) بابُ ایام الجاهلیة

زمانۂ جاہلیت کا بیان

اس باب میں زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی مختلف عادات اور واقعات بیان کئے ہیں۔

۳۸۳۱ — حدثنا مسدد: حدثنا یحیی: قال هشام: حدثنی ابی، عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: کان عاشوراء یوما تصومه قریش فی الجاهلیة، وکان النبی صلی اللہ علیه وسلم یصومه، فلما قدم المدینة صامه وامر بصیامه. فلما نزل رمضان کان من شاء صامه ومن شاء لا یصومه. [راجع: ۱۵۹۲]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ عاشورہ کے دن قریش بھی روزہ رکھتے تھے اور سید الکونین ﷺ بھی، پھر جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے عاشورہ کا خود بھی روزہ رکھا اور اس کے

[۲۸] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۲۹] انفرد به البخاری.

نے تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۳، ص:۸۱، کتاب الصلوٰۃ، باب کراهیة التعری فی الصلوٰۃ، رقم:۳۶۴۔

روزہ کا دوسرے مسلمانوں کو حکم بھی دیا۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہونے کے بعد جس کا دل چاہتا ہے عاشورہ کا روزہ رکھتا اور جس کا دل چاہے نہ رکھتا۔

۳۸۳۲ ۔ حدثنا مسلم: حدثنا وهيب: حدثنا ابن طاؤس، عن ابيه، عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: كانوا يرون ان العمرة فى اشهر الحج من الفجور فى الارض. وكانوا يسمون المحرم صفر ويقولون: اذا برأ الدبر، وعفا الأثر، حلت العمرة لمن اعتمر. قال: فقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه رابعة مهلين بالحج، وأمرهم النبى صلى الله عليه وسلم ان يجعلوها عمرة، قالوا: يا رسول الله، اى الحل؟ قال: "الحل كله". [راجع: ۱۰۸۵]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ اشہرِ حج میں عمرہ کرنا دنیا میں بڑا گناہ ہے، نیز وہ ماہِ محرم کو صفر کہتے تھے، اور کہا کرتے تھے کہ جب اُونٹ کا زخم اچھا ہو جائے اور نشان مٹ جائے تو عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ درست ہو جاتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب چوتھی تاریخ کو حج کا احرام باندھے ہوئے (مکہ) پہنچے، اور نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اس کو عمرہ بنالیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کس قدر احرام کھولیں؟ آپ نے فرمایا: پورا احرام کھول دو۔

۳۸۳۳ ۔ حدثنا على بن عبد الله: حدثنا سفيان قال: كان عمرو يقول: حدثنا سعيد بن المسيب، عن أبيه، عن جده قال: جاء سيلٌ فى الجاهلية فكسا ما بين الجبلين. قال: سفيان: ويقول: ان هذا الحديث له شأن. [۳۰، ۳۱]

جاہلیت میں ایک سیلاب آیا تھا جس نے دو پہاڑوں کے درمیان کے علاقے کو بھر دیا تھا، **کسا** کے معنی لباس پہنانے کے ہوتے ہیں، مراد یہ ہے کہ اتنا پانی آیا کہ پہاڑوں کا درمیانی علاقہ بھر گیا۔

قال سفیان: سفیان کہتے ہیں کہ اس حدیث کی شان ہے، لمبا چوڑا قصہ ہے لیکن اس وقت صرف اتنی بات بیان کی ہے۔

۳۸۳۴ ۔ حدثنا أبو النعمان: حدثنا أبو عوانة، عن بيان أبى بشر، عن قيس بن أبى حازم قال: دخل أبو بكرٍ على امرأةٍ أحمس يقال لها: زينب بنت المهاجر، فرآها لا تكلم، فقال: ما لها لا تكلم؟ قالوا: حجت مصمتةً، قال لها: تكلمى فان هذا لا يحل، هذا من عمل الجاهلية، فتكلمت فقالت: من أنت؟ قال: امرؤ من المهاجرين. قالت: أىّ المهاجرين؟ قال: من قريشٍ. قالت: من أى قريش أنت؟ قال: انك لسؤولٌ، أنا أبو بكرٍ، قالت: مابقاؤنا على هذا

[۳۰] لا يوجد للحديث مكررات.

[۳۱] انفرد به البخاري.

الأمر الصالح الذی جاء الله به بعد الجاهلية؟ قال: بقاؤكم عليه ما استقامت بكم أئمتكم، قالت: وما الأئمة؟ قال: أما كان لقومك رؤس وأشراف يامرونهم فيطيعونهم؟ قالت: بلى، قال: فهم أولئك على الناس. ۳۲، ۳۳

قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ ایک عورت کے پاس تشریف لے گئے جو احمس قبیلہ سے تھیں۔ اس کا نام زینب تھا۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے دیکھا کہ وہ بات نہیں کر رہی ہے **فقال: مالها لا تكلم؟** پوچھا بات کیوں نہیں کرتی ہو؟ **قالوا: حجت مصمتة،** کہا کہ اس نے خاموشی کا حج کیا ہے یعنی اس نے سوچا کہ حج میں بات چیت بری بات ہے، لہٰذا یہ طے کر لیا کہ میں حج میں نہیں بولوں گی جیسا کہ بعض لوگ چپ کا روزہ رکھتے ہیں۔

فقال لها: تكلمي، حضرت صدیق اکبرؓ نے کہا: بات کرو، **فان هذا لا يحل،** ایسا کرنا حلال نہیں ہے۔ **هذا من عمل الجاهلية، فتكلمت،** اس نے بات کرنی شروع کی تو کہا تم کون ہو؟ صدیق اکبرؓ نے فرمایا: میں مہاجرین میں سے ہوں **قالت: اى المهاجرين؟ قال: من قريش، قالت: من أى قريش انت؟ قال: انك لسؤول،** حضرت صدیق اکبرؓ نے کہا: تم تو بہت سوال کرنے والی ہو، **أنا ابو بكر،** میرا نام ابوبکر ہے، **قالت: ما بقاء نا على هذا الامر الصالح الذى جاء الله به بعد الجاهلية؟** ہم کب تک اس نیک کام پر قائم رہیں گے، جو اللہ تعالیٰ جاہلیت کے بعد ہمارے اوپر لایا ہے؟ یعنی اسلام کب تک قائم رہے گا؟ **قال: بقاء كم عليه ما استقامت بكم أئمتكم،** جب تک تمہارے رہنما ٹھیک رہیں گے تم بھی ٹھیک رہو گے۔ **قالت: وما الائمة؟** اس نے پوچھا ائمہ کیا ہوتے ہیں؟ **قال: أما كان لقومك رؤس واشراف** کیا ہے؟ تمہاری قوم کے اشراف و سردار نہیں تھے؟ **يامرونهم فيطيعونهم،** جو لوگوں کو حکم دیتے تھے۔ **قالت: بلى، قال:** حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا: **فهو اولئك على الناس،** تو یہی لوگ پیشوا ہیں۔

۳۸۳۵- حدثني فروة بن ابى المغراء: اخبرنا على بن مسهر، عن هشام، عن ابيه، عن عائشة رضى الله عنها قالت: اسلمت امرأة سوداء لبعض العرب وكان لها حفش فى المسجد، قالت: فكانت تاتينا فتحدث عندنا فاذا فرغت من حديثها قالت:

ويوم الوشاح من تعاجيب ربنا ألا انه من بلدة الكفر انجانى

فلما أكثرت قالت لها عائشة: وما يوم الوشاح؟ قالت: خرجت جويرية لبعض أهلى وعليها وشاح من ادم فسقط منها فانحطت عليه الحديا وهى تحسبه لحما فاخذت فاتهمونى به فعذبونى

۳۲ لا يوجد للحديث مكررات.

۳۳ انفرد به البخارى.

حتى بلغ من أمرهم انهم طلبوا في قبلي، فبيناهم حولي وأنا في كربي اذ اقبلت الحديا حتى وازت برؤسنا ثم ألقته فأخلوه، فقلت لهم: هذا الذي اتهمتموني به وانا منه بريئة. [راجع: ۴۳۹]

ایمان افروز واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک حبشی عورت جو کسی عرب کی لونڈی تھی، ایمان لائی اور مسجد (کے قریب) میں اس کی ایک جھونپڑی تھی جس میں وہ رہتی تھی، وہ فرماتی ہیں کہ وہ ہمارے پاس آکر ہم سے باتیں کرتی اور جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوتی تو یہ کہا کرتی کہ:

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا ألا انه من بلدة الكفر انجاني

''اور ہار والا دن پروردگار کی عجائبات قدرت میں سے ہے، ہاں اسی نے مجھے کفر کے شہر سے نجات عطا فرمائی۔''

جب اس نے بہت دفعہ یہ کہا تو اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ہار والا دن (کیسا کیا واقعہ ہے؟) اس نے کہا: میرے آقا کی ایک لڑکی باہر نکلی اس پر ایک چمڑے کا ہار تھا، وہ ہار اس کے پاس سے گر گیا تو ایک چیل گوشت سمجھ کر اس پر جھپٹی اور لے گئی۔ لوگوں نے مجھ پر تہمت لگائی اور مجھے سزا دی۔ حتی کہ میرا معاملہ بڑھا کہ انہوں نے میری شرم گاہ کی بھی تلاشی لی۔ لوگ میرے اردگرد تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی کہ دفعتاً وہ چیل آئی جب وہ ہمارے سروں پر آگئی، تو اس نے وہ ہار ڈال دیا۔ لوگوں نے اسے لے لیا تو میں نے کہا تم نے اسی کی تہمت مجھ پر لگائی تھی، حالانکہ میں اس سے بالکل بَری تھی۔

تشریح

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا ألا انه من بلدة الكفر انجاني

اور ہار والا دن ہمارے رب کی (پیدا کردہ) عجائبات میں سے ہے، مگر اس میں شک نہیں کہ اللہ نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی۔

یہ شعر امام بخاری رحمہ اللہ نے **"باب نوم المرءة في المسجد"** [۱] میں اور **"باب أيام الجاهلية"** میں ذکر کیا ہے، اور اس کا قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں نقل فرمایا ہے کہ عرب کے بعض قبائل کی ایک سیاہ فام لونڈی تھی، اس کو انہوں نے آزاد کر دیا، لیکن آزادی کے بعد بھی اُن کے ساتھ ہی رہی، ایک دن ایسا ہوا کہ ان لوگوں کی ایک نوعمر لڑکی نکلی، جس پر چمڑے کے تسموں کا سُرخ ہار تھا، جس میں موتی پروئے ہوئے تھے اُس لڑکی نے وہ ہار کسی جگہ

[۱] صحيح بخاري، كتاب الصلوة، باب نوم المرأة في المسجد، رقم: ۴۳۹، وانعام الباري، ج:۳، ص:۱۷۷.

رکھ دیا، یا بے خبری میں اس سے کہیں گر گیا، وہاں سے ایک چیل گذری، جس نے سُرخ سُرخ دیکھ کر اس کو گوشت سمجھ کر اُچک لیا، لوگوں نے تلاش کیا، مگر نہیں ملا، لہٰذا وہ مذکورہ باندی پر ہار کی چوری کی تہمت لگانے لگے۔

اس سلسلہ میں انہوں نے اسے تکلیف دی، اور اس کی تلاشی لی، اور تلاشی لینے میں بھی حد کردی یہاں تک کہ اس کی شرم کی جگہ بھی دیکھا، اس باندی کا بیان ہے کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے اس تہمت سے بَری کردے۔ میں اسی حال میں پریشان وحیران کھڑی تھی کہ اچانک وہ چیل اُوپر سے گذری، اور اس نے وہ ہار ڈال دیا جو اُن لوگوں کے درمیان گر پڑا، جسے انہوں نے اُٹھالیا، جیسے ہی وہ ہار گرا میں جھٹ پٹ بولی کہ لو یہ ہے وہ جس کی تم مجھے تہمت لگا رہے ہو، حالانکہ میں اس سے بَری ہوں۔ (اس واقعہ کو یاد کر کے وہ باندی مذکورہ بالا شعر پڑھا کرتی تھی)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس قصہ کے بعد وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ آگئی، اور مسلمان ہوگئی۔ اس کے لئے مسجد میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنادی گئی تھی، وہ اسی میں رہتی تھی، میرے پاس اکثر آیا کرتی تھی۔ اور باتیں کرتی رہتی تھی، اور جب کبھی آ کر بیٹھتی تو یہ ہار والا شعر ضرور پڑھتی تھی، میں نے اس سے ایک دن کہا کہ کیا قصہ ہے؟ جب کبھی تو میرے پاس آ کر بیٹھتی ہے یہ شعر ضرور پڑھتی ہے، اس پر اس نے سارا قصہ سنایا۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ ''ہار والے دن مجھے پریشانی تو بہت ہوئی، مگر میں اس کے سبب دل برداشتہ ہو کر وہاں کا ماحول چھوڑ کر مدینہ منورہ آئی اور اسلام قبول کرنے کی توفیق ہوئی، جس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں''۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

اول: یہ کہ جس کسی مسلمان کا گھر درنہ ہو، مسجد میں اُس کا رات کو یا دن کو سونا جائز ہے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ضرورت کے پیش نظر سایہ کے لئے خیمہ وغیرہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔

دوم: یہ معلوم ہوا کہ کسی جگہ اگر رہنے میں دُشواری اور پریشانی ہو تو اس کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے، ممکن ہے کہ دوسری جگہ اس کے لئے بہتر ہو، جیسا کہ اس عورت کا واقعہ ہے کہ وطن چھوڑ کر مدینہ آئی تو اسلام سے مشرف ہونا نصیب ہوگیا، اور صحابی ہونے کی دولت سے مالا مال ہوگئی۔

سوم: ہجرت کی فضیلت معلوم ہوئی۔

چہارم: یہ معلوم ہوا کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے، اگرچہ کافر ہی ہو، کیونکہ اس عورت نے جو دعا کی تھی کہ یا اللہ! مجھے ہار کی تہمت سے بَری فرمادے اس وقت مسلمان نہ تھی۔ [ف]

[ف] وفي الحديث اباحة المبيت والمقيل في المسجد لمن لا مسكن له من المسلمين رجلا كان أو امرأة عند أمن الفتنة، واباحة استظلاله فيه بالخيمة ونحوها، وفيه الخروج من البلد الذي يحصل للمرء فيه المحنة، ولعله يتحول الى ما هو خير له كما وقع لهذه المرأة. وفيه فضل الهجرة من دار الكفر، واجابة دعوة المظلوم ولو كان كافراً لأن في السياق أن اسلامها كان بعد قدومها المدينة ـ واللہ اعلم، فتح الباری، ج۱، ص۵۳۵، كتاب الصلوٰة، باب نوم المرأة في المسجد، رقم: ۴۳۹، و انعام الباری فی شرح اشعار البخاری، ص:۲۰۔

۳۸۳۶- حدثنا قتيبة: حدثنا اسماعيل بن جعفر، عن عبد الله بن دينار، عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: "ألا من كان حالفا فلا يحلف الا بالله، فكانت قريش تحلف بآبائها فقال: لا تحلفوا بآبائكم". [راجع: ۲۶۷۹]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو جو قسم کھانا چاہے، تو اسے اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھانا چاہیے اور قریش اپنے باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ۔

۳۸۳۷- حدثنا يحيى بن سليمان قال: حدثنى ابن وهب قال: اخبرنى عمرو: ان عبد الرحمن بن القاسم حدثه: ان القاسم كان يمشى بين يدى الجنازة ولا يقوم لها ويخبر عن عائشة قالت: كان اهل الجاهلية يقومون لها، يقولون اذا رأوها: كنت فى أهلك ما أنت! مرّتين. [۳۴، ۳۵]

ترجمہ: عبدالرحمن بن قاسم سے روایت ہے کہ قاسم جنازہ کے آگے آگے جاتے تھے اور اسے دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا: زمانۂ جاہلیت میں لوگ جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے، اور دو مرتبہ کہا کرتے تھے کہ تو اپنے عزیزوں کے پاس ہے جیسے پہلے تھا۔

جاہلیت میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی جنازہ کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور دو مرتبہ کہتے **کنت فی اهلک ما انت**، یعنی تم اپنے گھروں والوں میں بھی ایسی ہی تھی جیسی اب ہو، یعنی یہ فرض کر لیا کہ اب تم بہت اچھی حالت میں ہو، کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں آخرت کا عقیدہ نہیں تھا، البتہ یہ تھا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو بعض اوقات اس کی روح کسی اور بھیس میں آ جاتی ہے، اگر اچھی روح ہے تو کسی اچھے پرندے وغیرہ کے بھیس میں آ جائے گی۔

تو مطلب یہ ہے کہ جس حالت میں تو گئی ہے اسی حالت میں تو رہے گی اور بعض نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم جب اپنے گھر والوں میں تھے تو کیا چیز تھے؟ یعنی بڑے عظیم الشان تھے۔

۳۸۳۸- حدثنا عمرو بن العباس، حدثنا عبدالرحمن، حدثنا سفيان، عن أبى اسحاق، عن عمرو بن ميمون قال: قال عمر رضى الله عنه: ان المشركين كانوا لا يفيضون من جمع حتى تشرق الشمس على ثبير. فخالفهم النبى ﷺ فأفاض قبل أن تطلع الشمس. [راجع: ۱۶۸۴]

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مشرکین ثبیر نامی پہاڑ پر دھوپ آ جانے کے بعد مزدلفہ سے نکلا کرتے تھے تو حضور اقدس ﷺ نے طلوع آفتاب سے پہلے ہی وہاں سے نکل کر ان کی مخالفت کی۔

---

۳۴ لا یوجد للحدیث مکررات.

۳۵ انفرد به البخاری.

۳۸۳۹ ـــ حدثني اسحاق بن ابراهيم قال: قلت لابي اسامة: حدثكم يحيى بن المهلب: حدثنا حصين عن عكرمة ﴿وَكَأْسًا دِهَاقًا﴾ قال: ملأى متتابعة.

ترجمہ: حضرت عکرمہؒ نے فرمایا "وکاسا دھاقا" کے معنی ہیں مسلسل بھرا ہوا پیالہ۔

۳۸۴۰ ـ قال: وقال ابن عباس: سمعت ابی يقول فی الجاهلية: اسقنا كأسا دهاقا. [۳۶،۳۷]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ زمانۂ جاہلیت میں کہتے تھے ہمیں لبالب جام شراب پلادے۔

۳۸۴۱ ـــ حدثنا أبو نعيم: حدثنا سفيان، عن عبدالملك، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: "أصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد: ألا كل شيء ما خلا باطل وكاد أمية بن أبي الصلت أن يسلم" [انظر: ۶۱۴۷، ۶۴۸۹] [۳۸]

الا كل شيء ما خلاالله باطل، اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

حضور ﷺ نے اس کلمہ کو "**اصدق كلمة**" یعنی سب سے سچا کلمہ فرمایا ہے۔ اس سے وحدت الوجود ثابت ہوتا ہے، جس کی صحیح تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی وجود کامل اور مستقل نہیں، اس سے زیادہ اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں، تاہم کسی کو شوق ہو تو تکملہ فتح الملہم میں اس شعر کی شرح میں بندہ نے مسئلے کی کچھ تفصیل لکھ دی ہے۔

۳۸۴۲ ـ حدثنا اسماعيل: حدثني أخي، عن سليمان بلال، عن يحي بن سعيد، عن الرحمٰن بن القاسم، عن محمد، عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان لأبي بكر غلام يخرج له الخراج وكان أبو بكر يأكل من خراجه، فجاء يوماً بشيء فأكل منه أبو بكر فقال له الغلام: أتدرى ما هذا؟ فقال أبو بكر: وما هو؟ قال: كنت تكهنت لانسان في الجاهلية وما أحسن الكهانة، الا أني خدعته فأعطاني بذلك. فهذا الذي أكلت منه، فأدخل أبو بكر يده فقاء كل شيء في بطنه. [۳۹، ۴۰]

---

[۳۶] لا يوجد للحديث مكررات.

[۳۷] انفرد به البخاری.

[۳۸] وفي صحيح مسلم، كتاب الشعر، رقم: ۴۱۸۶، وسنن الترمذی، كتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء في انشاد الشعر، رقم: ۲۷۷۶، وسنن ابن ماجة، كتاب الأدب، باب الشعر، رقم: ۳۷۴۷، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي هريرة، رقم: ۷۰۴۹، ۸۷۲۲، ۸۷۴۷، ۹۰۳۶، ۹۳۶۰، ۹۵۲۵، ۹۶۹۴، ۹۸۴۰.

[۳۹] لا يوجد للحديث مكررات.

[۴۰] انفرد به البخاری.

کاہن کی اُجرت حلال نہیں ہے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس ایک غلام تھا **یخرج لہ الخراج**، جو حضرت صدیق اکبرؓ کو خراج دیا کرتا تھا یعنی پیسے کما کر لا کر دیا کرتا تھا **وکان ابوبکر یاکل من خراجه**، چونکہ اس کی آمدنی حلال تھی اس لئے صدیق اکبرؓ اس میں سے کھاتے بھی تھے۔

فجاء یوما بشئ، ایک دن وہ ایک چیز لے کر آیا **فا کل منه ابوبکر**، صدیق اکبرؓ نے کھالی، **فقال له الغلام**: غلام نے کہا **أتدری ما هذا؟** آپ نے جو چیز کھائی ہے جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ **فقال ابوبکر: وما هو؟** کیا ہے؟ **قال: کنت تکهنت لا نسان فی الجاهلیة**، میں نے جاہلیت میں ایک شخص سے کہانت کی تھی، جیسے فال نکالنا کہتے ہیں یعنی پیشین گوئی کی تھی **وما أحسن الکهانة**، اور مجھے کہانت آتی نہیں تھی **الا انی خدعته**، مگر میں نے اس کو دھوکہ دیا تھا یعنی ویسے ہی اپنی طرف سے بات بتادی اور کہا کہ میں کہانت کرتا ہوں **فاعطانی ذالک**، اب وہ مجھے ملا اور اس نے مجھے اس کہانت کی اجرت دے دی **فهٰذا الذی اکلت منه**، جو آپ نے کھایا یہ اس کہانت کی اجرت کا حصہ ہے۔ **فادخل ابوبکر یده فقاء کلّ شئ فی بطنه**، ابوبکرؓ نے جو کچھ کھایا تھا سب قے کر دیا کیونکہ یہ کہانت کی اجرت تھی جو ناجائز ہے۔

۳۸۴۳ ـــ حدثنا مسدد: حدثنا یحیی عن عبید الله قال: اخبرنی نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: کان اهل الجاهلیة یتبایعون لحوم الجزور الی حبل الحبلة. قال: وحبل الحبلة ان تنتج الناقة ما فی بطنها. ثم تحمل التی نتجت، فنهاهم النبی صلی الله علیه وسلم عن ذلک. [راجع: ۲۱۴۳]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ حبل الحبلۃ کے وعدے پر خرید وفروخت کیا کرتے تھے، اور حبل الحبلۃ یہ ہے کہ اُونٹنی کے بچہ پیدا ہو، پھر وہ بچہ حاملہ ہو جائے تو سرکار دو عالم ﷺ نے اس فعل سے ممانعت فرمادی ہے۔

(۲۷) باب القسامة في الجاهلية

دورِ جاہلیت میں قسامت کا بیان

۳۸۴۵ ـــ حدثنا أبو معمر: حدثنا عبد الوارث: حدثنا قطن أبو الهیثم: حدثنا أبو یزید المدني، عن عکرمة، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ان أول قسامة کانت في الجاهلیة لفینا بني هاشم. کان رجل من بني هاشم استاجره رجل من قریش من فخذ أخری، فانطلق معه

في ابله فمر به رجل من بني هاشم قد انقطعت عروة جوالقه، فقال: أغثني بعقال أشد به عروة جوالقي لا تنفر الابل. فاعطاه عقالا فشد به عروة جوالقه، فلما نزلوا عقلت الابل الا بعيرا واحدا. فقال الذي استاجره: ما شأن هذا البعير لم يعقل من بين الابل؟ قال: ليس له عقال، قال فأين عقاله؟ قال: فحذفه بعصا كان فيها أجله، فمر به رجل من أهل اليمن فقال: أتشهد الموسم؟ قال: ما أشهد وربما شهدته، قال: هل أنت مبلغ عني رسالة من الدهر؟ قال نعم، ذلك قال: فكتب، اذا أنت شهدت الموسم فناد: يا آل قريش، فاذا أجابوك فناد: يا آل بني هاشم، فان أجابوك فاسال عن أبي طالب فاخبره أن فلانا قتلني في عقال. ومات المستاجر. فلما قدم الذي استاجره أتاه أبو طالب فقال: ما فعل صاحبنا؟ قال: مرض فاحسنت القيام عليه فوليت دفنه. قال: قد كان أهل ذلك منك. فمكث حينا ثم ان الرجل الذي أوصى اليه أن يبلغ عنه وافى الموسم فقال: يا آل قريش، قالوا: هذه قريش، قال: يا بني هاش، قالوا: هذه بنوهاشم، قال: من أبو طالب؟ قالوا: هذا أبوطالب، قال: أمرني فلان أن أبلغك رسالة أن فلانا قتله في عقال. فاتاه أبو طالب فقال له: اختر منا احدى ثلاث: ان شئت ان تودي مائة من الابل، فانك قتلت صاحبنا، وان شئت حلف خمسون من قومك انك لم تقتله، فان أبيت قتلناك به فاتى قومه فقالوا: نحلف. امراة من بني هاشم كان تحت رجل منهم قد ولدت له، فقالت: ياأباطالب، أحب أن تجيز ابني هذا برجل من الخمسين ولا تصبر يمينه حيث تصبر الأيمان، ففعل. فأتاه رجل منهم فقال: يا أبا طالب، أردت خمسين رجلا أن يحلفوا مكان مائة من الابل، يصيب كل رجل بعيران هذان فاقبلهما عني ولا تصبر يميني حيث تصبر الأيمان، فقبلهما. وجاء ثمانية وأربعون فحلفوا. قال ابن عباس: فوالذي نفسي بيده ما حال الحول، ومن الثمانية وأربعين عين تطرف. [۴۰]، [۴۱]

زمانۂ جاہلیت میں قسامت

زمانۂ جاہلیت میں قسامت کس طرح شروع ہوئی یہاں اس کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

ان أول قسامة كانت في الجاهلية لفينا بني هاشم ـ سب سے پہلی قسامت ہمارے بنی ہاشم کے درمیان ہوئی، **كان رجل من بنى هاشم استاجره رجل من قريش من فخذ اخرى**، بنی ہاشم کے ایک شخص

---

[۴۰] لا يوجد للحديث مكررات.

[۴۱] وفي سنن النسائي، كتاب القسامة، باب ذكر القسامة التي كانت في الجاهلية، رقم: ۴۲۲۷.

کو دوسرے شخص نے جو قریش کی کسی دوسری فخذ سے تھا، کرایہ پر لے لیا تھا۔ **فانطلق معه فی ابله**، وہ اس کو اپنے اونٹوں کے ساتھ لے کر چلا، **فمرّ به رجل من بنی هاشم قد انقطعت عروة جوالقه**، راستہ میں بنو ہاشم کا ایک آدمی ملا جس کے جوالق کا کنڈا ٹوٹ گیا تھا۔

اونٹ کو جس رسی سے باندھتے ہیں اس رسی کے ساتھ ایک کونڈا ہوتا ہے جس کو کسی ۔ میں اٹکا دیتے ہیں۔ عام طور سے کجاوے کے ساتھ ایک برتن ہوتا ہے، اس میں اٹکا دیتے ہیں، اس کو جوالق کہتے ہیں۔ اور رسی کا دوسرا سرا اونٹ کے پاؤں میں ہوتا ہے، تاکہ اونٹ بھاگ نہ سکے، تو وہ کنڈا ٹوٹ گیا تھا۔

فقال: اغثنی بعقال اشدّ به عروة جوالقی، جس آدمی کا کنڈا ٹوٹ گیا تھا اس نے کہا، میری مدد کریں مجھے کوئی رسی دیدیں تاکہ میں جوالق کا عروہ باندھ لوں، اور یہ بات اس مزدور سے کہی۔ **لا تنفر الابل،** مجھے رسی دیدیں تاکہ یہ اونٹ نہ بھاگ سکے۔ **فاعطاه عقالا** مزدور نے اپنے مالک کی ایک رسی اس کو دیدی **فشدّ به عروة جوالقه**، اس نے اپنا کام پورا کرلیا۔

فلما نزلوا، جب یہ آیا اور مزدور کسی جگہ اترے **عقلت الابل الابعیرا واحدًا**، مالک نے دیکھا کہ سارے اونٹ باندھ دیئے گئے ہیں مگر ایک اونٹ خالی رہ گیا ہے، کیونکہ اس کو باندھنے کیلئے عقال نہیں تھی، عقال اس مزدور نے اس دوسرے آدمی کو دیدی تھی۔

فقال الذی استأ جره: مستأ جر نے خادم سے کہا **ماشأن هذا البعیر لم یعقل من بین الابل؟** اس کو کیا ہوا کہ یہ نہیں باندھ سکا؟ **قال: لیس له عقال،** اس نے کہا کہ اس کی عقال نہیں۔ پوچھا اس کی عقال کہاں گئی؟ **قال: فحذفه بعصا کان فیها اجله**، لاٹھی سے اس کو مارنے لگے جس میں اس کی موت آنی تھی آ گئی، اب مرنے سے ذرا پہلے جب ایک آدھ سانس باقی تھا **فمرّ به رجل من أهل الیمن**، یمن کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا، اس مزدور نے اس سے کہا **أتشهد المؤسم؟** کیا تم حج کو جاتے ہو؟ **قال: ماأشهد وربما شهدت،** جانے کی عادت نہیں ہے لیکن کبھی چلا جاتا ہوں۔

قال: هل انت مبلغ عنی رسالة من الدهر؟ کیا تم ساری عمر میں ایک بار میرا پیغام پہنچا دوگے؟ مطلب یہ ہے کہ میرا ایک کام کردو، **قال: فکتب، اذاأنت شهدت المؤسم فناد،** جب تم موسم حج میں پہنچو تو آواز دینا **یا آل قریش، فاذا أجابوک فناد، یا آل بنی هاشم، فان أجابوک فاسأل عن أبی طالب،** ابوطالب کے بارے میں پوچھنا، **فاخبره ان فلانا قتلنی فی عقال،** جب ابوطالب سے ملاقات ہوجائے تو ان کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میں فلاں ہوں اور جس نے مجھے کرایہ پر لیا تھا اس نے مجھے ایک عقال یعنی رسی کی خاطر قتل کرڈالا ہے، یہ چونکہ بنو ہاشم کا تھا اور ابوطالب بنو ہاشم کے سردار تھے، اس لئے کہا کہ میرے سردار کو یہ پیغام پہنچا دینا۔

ومات المستاجر، اس کے بعد وہ اجیر مرگیا **فلما قدم الذی استأجره،** وہ مستأ جر جب اپنا سفر پورا

کر کے مکہ مکرمہ واپس آیا تو **أتاه ابو طالب**، ابو طالب کے پاس آیا۔

فقال: مافعل صاحبنا؟ ہمارے بنو ہاشم کے ایک آدمی کو تم مزدور بنا کر لے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟ **قال: مرض**: اس نے کہا کہ وہ بیمار ہو گیا تھا، **فأحسنت القيام عليه فوليت دفنه**، میں نے اس کی خوب خاطر مدارات اور تیمارداری کی اور دفن کر دیا۔

قال: قد كان أهل ذالك منك، وہ تمہاری طرف سے اسی بات کا مستحق تھا کہ اس کی خاطر داری کرو اور دفن کر دو۔

مكث حينا، ایک وقت گزر گیا، **ثم ان الرجل الذى أوصى اليه ان يبلغ عنه و افى المؤسم**، پھر وہ شخص جس کو اس اجیر نے وصیت کی تھی، حج کے موسم کے موقع پر آیا۔ **فقال: يا آل قريش، قالوا: هذه قريش، قال: يا بنى هاشم، قالوا: هذه بنوهاشم، قال: من ابو طالب قالوا: هذا ابوطالب**، ابوطالب تک وہ پہنچ گیا۔ **قال: امرنى فلان ان ابلغك رسالة ان فلانا قتله فى عقال، فأتاه ابو طالب**، جب ابو طالب کو یہ پیغام ملا تو یہ اس شخص کے پاس گئے، **فقال: اختر منا احدى ثلاث**، تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کرلو، **ان شئت ان تؤدى مأة من الا بل فانك قتلت صاحبنا**، اگر چاہو تو سو اونٹ کی دیت ادا کرو کیونکہ تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے، **وان شئت حلف خمسون من قومك انك لم تقتله**، اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا ہے۔ **فان ابيت قتلناك به** اور اگر قسم کھانے سے انکار کرو گے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے، دیت ادا کرو، یا قسم کھاؤ، ورنہ قصاص کیلئے تیار ہو جاؤ۔

فاتى قومه فقالوا: نحلف، اس کی قوم نے کہا ہم قسم کھالیں گے، یہ آسان کام ہے بنسبت قصاص کے یا سو اونٹ دینے کے، **فاتته امرأة من بنى هاشم كانت تحت رجل منهم فلولدت له**، جب انہوں نے پچاس قسمیں کھانے کا ارادہ کرلیا تو ابوطالب کے پاس بنی ہاشم کی ایک عورت آئی جو ان کے قبیلے کے کسی شخص کے نکاح میں تھی اور اس سے اس کا بچہ بھی ہوا تھا، **فقالت: يا ابا طالب، أحب ان تجيز ابنى هذا برجل من الخمسين ولا تصبر يمينه حيث تصبرا لايمان**، اس نے آکر ابوطالب سے درخواست کی کہ میں چاہتی ہوں آپ میرے بیٹے کو اجازت دیں، پچاس آدمیوں میں سے ایک یہ بھی ہے اور جہاں لوگوں کو قسم کھانے کیلئے روکا جائے وہاں اس کو نہ روکا جائے، یہ ایک محاورہ ہوتا تھا۔ **تصبر الايمان**، کہ لوگوں کو اس غرض کیلئے روکا گیا تا کہ وہ قسم کھائیں۔

یہ کوئی خدا ترس ہوگی کہ پتہ نہیں اگر جھوٹی قسم کھالی تو کیا بنے گا۔ **ففعل**، ابوطالب نے اس کو اجازت دے دی کہ ٹھیک ہے اس کو معاف کرتے ہیں اور انچاس سے قسم لیتے ہیں۔

فأتاه رجل منهم فقال: ان میں سے ایک اور آدمی آیا اور اس نے آکر کہا **يا ابا طالب اردت خمسين رجلا أن يحلفوا مكان مائة من الابل**، اے ابوطالب! آپ نے کہا تھا کہ سو اونٹ کے بدلے

پچاس آدمی قسم کھائیں، اس طرح ہر آدمی کے حصے میں دو اونٹ آتے ہیں، لہٰذا میں دو اونٹ لے آیا ہوں آپ ان کو میری طرف سے قبول کرلیں اور مجھ سے قسم نہ لیں۔ اپنی یمین کے فدیہ میں دو اونٹ ادا کرتا ہوں۔ **ولا تصبر یمینی حیث تصبر الأیمان فقبلهما،** ابوطالب نے قبول کرلیا۔

وجاء ثمانية واربعون فحلفوا، اڑتالیس نے جھوٹی قسم کھالی کہ اس نے قتل نہیں کیا۔

قال ابن عباس: فوالذی نفسي بيده ماحال الحول ومن الثمانية وار بعين عين تطرف، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان اڑتالیس میں سے ایک آنکھ بھی ایسی نہیں تھی جو جھپک رہی ہو یعنی سب مر گئے۔

۳۸۴۶ ــــ حدثني عبيد بن اسماعيل: حدثنا ابو اسامة، عن هشام، عن ابيه، عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: كان يوم بعاث يوما قدمه اللّٰه لرسوله صلی اللّٰه عليه وسلم، فقدم رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم وقد افترق ملؤهم وقتلت سرواتهم وجرحوا. قدمه اللّٰه لرسوله صلی اللّٰه عليه وسلم في دخولهم في الاسلام. [راجع: ۳۷۷۷]

۳۸۴۷ ــــ وقال ابن وهب: اخبرنا عمرو، عن بكير بن الاشج: ان كريبا مولى ابن عباس حدثه: أن ابن عباس قال: ليس السعي ببطن الوادى بين الصفا والمروة سنة انما كان أهل الجاهلية يسعونها ويقولون: لانجيز البطحاء الا شداء.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: صفا و مروہ کے درمیان بطنِ وادی میں دوڑنا سنت نہیں، بلکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس میں دوڑا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم بطحا سے دوڑ کر ہی گزریں گے۔

۳۸۴۸ ــــ حدثنا عبداللّٰه بن محمد الجعفي: حدثنا سفيان: أخبرنا مطرف قال: سمعت أبا السفر يقول: سمعت ابن عباس عنهما يقول: يا أيها الناس اسمعوا مني ما أقول لكم، واسمعوني ما لا تذهبوا فتقولوا: قال ابن عباس، قال ابن عباس. من طاف بالبيت فليطف من وراء الحجر، ولا تقولوا: الحطيم، فان الرجل في الجاهلية كان يحلف فيلقي سوطه أو قوسه. [۴۲، ۴۳]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا **اسمعوا منی ما اقول لکم،** پہلے بھی یہ بتایا جاچکا ہے کہ حج کے سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی آراء بہت سے معاملات میں شاذ قسم کی ہے، مثلاً پیچھے حدیث گزری ہے کہ انہوں نے

۴۲ لا يوجد للحديث مكررات.

۴۳ انفرد به البخاري.

سعی بین الصفا والمروۃ کے بارے میں کہا کہ یہ سنت نہیں ہے، بلکہ جاہلیت کے زمانہ سے ایسا چلا آرہا ہے، حالانکہ جمہور کہتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

یہاں اس حدیث میں فرمایا کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس کو سن لو اور جو تم کہتے ہیں وہ مجھے سناؤ، ایسا نہ ہو مجھ سے حقیقت سمجھے بغیر لوگوں کے سامنے میری طرف باتیں منسوب کرنے لگو کہ **قال ابن عباس قال ابن عباس:** اس لئے پہلے اچھی طرح سن لو۔

آگے فرمایا **من طاف بالبیت فلیطف من وراء الحجر،** جو بیت اللہ کا طواف کرے تو حجر کے پیچھے سے کرے جس کو آج حطیم کہتے ہیں کیونکہ وہ بیت اللہ کا حصہ ہے۔

پھر فرمایا **ولا تقولوا: الحطیم،** اس حجر کو حطیم مت کہو کیونکہ یہ جاہلیت کا نام تھا اور جاہلیت میں جس کو قسم کھانی ہوتی تھی وہ قسم کھانے کیلئے اپنا کوڑا، جوتا یا کمان اس پتھر کے پاس لاکر پھینک دیتا تھا۔ تو حطم کے معنی ہیں دفع کرنا اور پھینکنا اور حطیم بھی ایسی جگہ ہے جہاں لوگ اشیاء پھینکا کرتے تھے اس لئے اس جہالت کے نام کے بجائے حجر کے نام سے پکارو۔

۳۸۴۹ ۔ حدثنا نعیم بن حماد: حدثنا هشيم، عن حصين، عن عمرو بن ميمون قال: رأيت في الجاهلية قردة اجتمع عليها قردة قد زنت فرجموها فرجمتها معهم. [۴۴، ۴۵]

ترجمہ: عمرو بن میمون سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک بندر کو جس نے زنا کیا تھا، دیکھا کہ بہت سے بندر اس کے پاس جمع ہو گئے، اور ان سب نے اسے سنگسار کر دیا، میں نے بھی ان کے ساتھ اسے سنگسار کیا۔

بندر کے رجم کا تفصیلی واقعہ

یہ عمرو بن میمون کی حدیث ہے اور بڑی عجیب وغریب قسم کی حدیث ہے۔

عمرو بن میمون الاودی مخضرمین سے ہیں، یہ یمن کے باشندے ہیں، حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہو چکے تھے، جاہلیت کا زمانہ بھی پایا ہے اور حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد بھی زندہ رہے لیکن سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی۔ یہ عمرو بن میمون کہتے کہ زمانۂ جاہلیت میں میں نے ایک بندریا کو دیکھا تھا جس نے زنا کیا تھا، اس پر بہت سارے بندر جمع ہو گئے تھے، سارے بندروں نے مل کر اس کو رجم کیا میں نے بھی ان کے ساتھ رجم کیا۔

اس قصہ کی تفصیل معجم اسماعیلی میں انہی عمرو بن میمون کے حوالے سے ہے، یہ کہتے ہیں کہ میں یمن کے ایک

---

[۴۴] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۴۵] انفرد به البخاری.

علاقے میں بکریاں چرانے کیلئے نکلا ہوا تھا، دوپہر کو ایک جگہ ستانے کیلئے بیٹھ گیا، اتنے میں دیکھا کہ ایک بندر ایک بندریا کو لے کر آیا اور دونوں لیٹ گئے، بندریا نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا، بندر اس کے ہاتھ کو تکیہ بنا کر سو گیا یعنی یہ دونوں میاں بیوی تھے، جب بندر اچھی طرح سو گیا اور خراٹے لینے لگا تو اتنے میں ایک دوسرا بندر آیا، جب وہ قریب آ گیا تو اس بندریا نے اپنا ہاتھ چپکے چپکے اس بندر کے سر کے نیچے سے کھینچنا شروع کیا، یہاں تک کہ اپنا ہاتھ نکال لیا اور اس دوسرے بندر کے ساتھ چلی گئی، اور جا کر دونوں نے جفتی کی۔

جب وہاں سے فارغ ہو کر یہ بندریا واپس آئی تو دیکھا کہ بندر اسی طرح سو رہا ہے، اس نے ہلکے ہلکے اپنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے دوبارہ رکھنا شروع کر دیا، تاکہ وہ دوبارہ اسی پوزیشن میں آ جائے جس میں بندر کے سوتے وقت تھی، اسی دوران بندر کی آنکھ کھل گئی، اس نے دیکھا کہ اس طرح ہاتھ رکھ رہی ہے تو اس کو کچھ شک ہوا، اس نے اس کو سونگھا تو اس کو پتہ چل گیا کہ یہ کچھ گڑبڑ کر کے آئی ہے، چنانچہ وہ بڑا ناراض ہوا اور اس نے شور مچانا شروع کر دیا اور سارے قبیلے کو جمع کر دیا، آس پاس کے سارے بندر جمع ہو گئے، اصل مجرم کی تلاش شروع ہوئی تو اس کی قوم اس کو پکڑ کر لے آئی، اس نے زور زور سے بولنا شروع کیا، اس کے نتیجے میں گویا یہ فیصلہ سنایا گیا کہ دونوں کو رجم کیا جائے، چنانچہ دونوں کو کھڑا کر دیا گیا اور جتنے بندر تھے سب نے آس پاس سے پتھر لا کر اس کو مارنا شروع کر دیا، سب نے مارا تو میں نے بھی مارا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

اب یہ ایک عجیب وغریب قصہ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرضی واقعہ ہے اس لئے کہ اول تو غیر مکلفین پر لفظ زنا کا اطلاق کرنا اور پھر یہ کہنا کہ اس کو رجم کیا گیا، یہ سب باتیں مجھے صحیح نہیں معلوم ہوتیں، لیکن چونکہ یہ روایت سند کے اعتبار سے بڑی پکی ہے، اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ اس کو لے کر آئے ہیں، اور عمرو بن میمون جو مخضرمین میں سے ہیں اور صحابہؓ کے درجے کے آدمی ہیں ان کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے غلط بات کہی، یہ بھی درست نہیں۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب کیا تھا، رجم کہاں سے آ گیا؟ اس کے اندر بڑا کلام ہوا ہے۔

بعض لوگوں نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ جن نسلوں کو مسخ کر دیا گیا ہے ان میں سے کوئی نسل تھی جن میں رجم ہوتا تھا، چنانچہ اس واقعہ کی وجہ سے انہوں رجم کیا لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور دوسرے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ جو قوم مسخ ہو جاتی ہے اس کی نسل نہیں چلتی، پھر یہ کہاں سے آ گئے؟

پھر آخر میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کسی ممسوخ نسل میں باوجود مسخ ہونے کے یہ رواج رہا ہو کہ وہ رجم کرتے ہوں، ان سے عام بندروں نے بھی سیکھ لیا ہو، اب وہ ممسوخ نسل تو ختم ہو گئی لیکن جنہوں نے ان سے سیکھا تھا ان میں بات باقی رہی اس لئے انہوں نے رجم کیا۔ ف

ف فتح الباری، ج: ۷، ص: ۱۰۷، رقم: ۳۸۴۹۔

اور بندر کے بارے میں یہ بات معروف ہے کہ اس میں بہت ساری باتیں انسانوں سے مشابہ ہیں، جس طرح مرد کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ اس کی بیوی کسی غیر مرد کے ساتھ چلی جائے اسی طرح بندر کے اندر بھی اور جانوروں کی نسبت اپنی مادہ کیلئے زیادہ غیرت ہوتی ہے اور وہ یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کی مادہ کسی دوسرے بندر کے ساتھ چلی جائے یعنی یہ غیرت میں انسان کے قریب قریب ہوتا ہے، اس واسطے ہوسکتا ہے کہ کسی ممسوخ نسل سے بندروں میں یہ بات آگئی ہو اور اسی کے نتیجے میں انہوں نے رجم بھی کیا ہو، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

۳۸۵۰ ـــ حدثنا علي بن عبد الله: حدثنا سفيان عن عبيد الله: سمع ابن عباس رضى الله عنهما قال: خلال من خلال الجاهلية: الطعن في الأنساب، والنياحة، ونسي الثالثة. قال سفيان: ويقولون: انها الاستسقاء بالانواء. [۴۶] [۴۷]

ترجمہ: عبید اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کے نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر نوحہ کرنا زمانۂ جاہلیت کی خصلت ہے، تیسری بات عبید اللہ بھول گئے۔ سفیان نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ وہ تیسری بات ستاروں کے سبب بارش کا برسنا ہے۔

(۲۸) بابُ مبعث النبي صلى الله عليه وسلم

سرکار دوعالم ﷺ کی بعثت کا بیان

محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤى بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان.

محمد (ﷺ) بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

۳۸۵۱ ـــ حدثنا احمد بن ابي رجاء: حدثنا النضر، عن هشام، عن عكرمة، عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: انزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن اربعين فمكث بمكة ثلاث عشرة سنة. ثم امر بالهجرة فهاجر الى المدينة فمكث بها عشر سنين، ثم توفي صلى الله عليه وسلم. [أنظر: ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ۴۴۶۵، ۴۹۷۹] [۴۸]

[۴۶] لا يوجد للحديث مكررات.

[۴۷] انفرد به البخاري.

[۴۸] ﴿وفي صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كم اقام النبي بمكة والمدينة، رقم: ۴۳۳۶، وسنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب في مبعث النبي وابن كم كان حين بعث، رقم: ۳۵۵۴.﴾

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں (بعد نبوت) تیرہ سال رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں دس سال رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

(۲۹) بابُ ما لقي النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه من المشركين بمكة

نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو مشرکین کے ہاتھوں تکالیف پہنچنے کا بیان

۳۸۵۲ ـــ حدثنا الحميدي: حدثنا سفيان: حدثنا بيان واسماعيل قالا: سمعنا قيسا يقول: سمعت خبابا يقول: اتيت النبي صلى الله عليه وسلم وهو متوسد بردة وهو في ظل الكعبة ولقد لقينا من المشركين شدة فقلت: الا تدعو الله لنا؟ فقعد وهو محمر وجهه فقال: لقد كان مَن قبلكم ليمشط بمشاط الحديد ما دون عظامه من لحم او عصب، ما يصرفه ذٰلک عن دينه. ويوضع الميشار على مفرق رأسه فيشق باثنين ما يصرفه ذٰلک عن دينه. وليتمّن الله هذا الأمر حتى يسير الراكب من صنعاء الى حضرموت ما يخاف الا الله".

زاد بيان: "والذئب على غنمه". [راجع: ۳۶۱۲]

۳۸۵۳ ـ حدثنا سليمان بن حرب: حدثنا شعبة، عن ابي اسحاق، عن الاسود، عن عبد الله رضي الله عنه. قال: قرأ النبي صلى الله عليه وسلم النجم فسجد فما بقي احد الا سجد الا رجل رأيته اخذ كفا من حصى فرفعه فسجد عليه، وقال: هذا يكفيني. فلقد رأيته بعد قتل كافرا بالله. [راجع: ۱۰۶۷]

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے سورۃ النجم پڑھی پھر آپ ﷺ نے سجدہ (تلاوت ادا) کیا تو آپ ﷺ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا، مگر ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ ہاتھ میں کنکریاں لے کر اُوپر اُٹھائیں اور ان پر سجدہ کرلیا اور کہا مجھے تو یہی کافی ہے، میں نے اس کے بعد دیکھا کہ وہ حالتِ کفر میں قتل ہوگیا۔

۳۸۵۴ ـــ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن أبي اسحاق، عن عمرو بن ميمون، عن عبدالله رضي الله عنه قال: بينا النبي ﷺ ساجد وحوله ناسٌ من قريش جاء عقبة بن أبي معيط بسلا جزور فقذفه على ظهر النبي ﷺ فلم يرفع رأسه، فجاء ت فاطمة

رضی اللہ عنہا فاخذته من ظهره ودعت على من صنع، فقال النبي ﷺ اللهم عليک الملأ من قريش أبا جهل بن هشام، وعتبة بن ربيعة، وشيبة بن ربيعة، وأمية بن خلف ــ أو: أبي بنخلف، شعبة الشاک ــ فرأيتهم قتلوا يوم بدر فالقوا في بئر غير أمية أو أبي تقطعت أوصاله فلم يلق في البئر. [راجع: ۲۴۰]

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ سجدہ میں تھے اور آپ کے اردگرد قریش کے کچھ لوگ بھی تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط ایک ذبح شدہ اونٹ کی الآئش اُٹھالایا اور اسے نبی کریم ﷺ کی پشت پر رکھ دیا تو آپ ﷺ نے (اس کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اُٹھایا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اس کو آپ ﷺ کی پشت سے ہٹایا اور یہ حرکت کرنے والے پر بددعا کرنے لگیں، پھر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اے خدا! جمعیتِ قریش کی گرفت فرما، یعنی ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف۔ شعبہ کو شک ہوا ہے۔ تو میں نے ان سب کو جنگ بدر میں مقتول پایا، انہیں ایک کنویں میں ڈال دیا گیا تھا، علاوہ امیہ یا ابی کے کہ اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ تھا، اس لئے اسے کنویں میں نہیں پھینکا گیا۔

یعنی اس میں شک ہے کہ امیہ بن خلف ہے یا ابی بن خلف ہے صحیح یہ ہے کہ یہ امیہ بن خلف تھا۔

۳۸۵۵ ــ حدثني عثمان بن أبي شيبة: حدثنا جرير، عن منصور: حدثنا سعيد بن جبير أو قال: حدثني الحكم، عن سعيد بن جبير قال: أمرني عبدالرحمٰن بن أبزى قال: سل ابن عباس عن هاتين الآيتين ما امرهما؟ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فسالت ابن عباس فقال: لما أنزلت التي في الفرقان قال مشركوا أهل مكة: فقد قتلنا النفس التي حرم الله، ودعونا مع الله الها آخر، وقد أتينا الفواحش فأنزل الله ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ الاية، فهذه لاولئک. وأما التي في النساء الرجل اذا عرف الاسلام وشرائعه، ثم قتل فجزاؤه جهنم خالدا فيها فذكرته لمجاهد فقال: الا من ندم. [۳۵۹۰، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳، ۴۷۶۴، ۴۷۶۵، ۴۷۶۶] ۴۹

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ان دو آیات کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان کا کیا معاملہ ہے ایک "**وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ**" اور دوسری "**وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا**"۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا کہنا یہ تھا کہ جب فرقان والی آیت نازل ہوئی اس وقت مشرکین اہل مکہ نے کہا کہ ہم نے بہت سی جانیں بھی قتل کی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا، اللہ کے ساتھ دوسروں کو معبود بھی بنایا ہے اور

۴۹ وفي صحيح مسلم، كتاب التفسير، رقم: ۵۳۴۸، وسنن النسائي، كتاب تحريم الدم، باب تعظيم الدم، رقم: ۳۹۳۷، وسنن أبي داؤد، كتاب الفتن والملاحم، باب في تعظيم قتل المؤمن، رقم: ۳۷۲۶.

فواحش کا ارتکاب بھی کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب کسی صورت میں بھی ہماری چھوٹ نہیں ہو سکتی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی **الا من تاب و آمن**، جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ **فھذہ لاولئک**، تو یہ آیت ان مشرکین کیلئے ہے جنہوں نے شرک کیا تھا پھر توبہ کر لی۔

بظاہر درست یہ معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کہ آیت "**ولا تقتلوا الخ**" کی وجہ سے جب مشرکین نے یہ کہا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہیں ہے تو اس وقت فرقان والی آیت **الا من تاب** نازل ہوئی۔ **الا من تاب الخ** فرقان میں ہے اور **ولاتقتلوا النفس** سورۃ انعام میں ہے **قل تعالوا اتل ماحرم الخ**.

واما التی فی النساء. لیکن سورہ نساء کی جو آیت ہے **ومن یقتل مؤمنا متعمداً**، وہاں توبہ کا ذکر نہیں ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں وہ اس صورت میں ہے کہ جب آدمی نے اسلام کو جان لیا ہو، اس کے شرائع واحکامات کو جانتا ہو پھر بھی قتل کا ارتکاب کرے تو **فجزاء ہ جھنم**، اس کی جزاء جہنم ہے **خالداً فیھا**.

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ وہ مشرکین کیلئے اگر انہوں نے حالت شرک میں قتل کیا ہو، توبہ کے قائل ہیں لیکن اگر مؤمن قتل کرے تو اس کی توبہ کے قائل نہیں ہیں، جبکہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مؤمن کیلئے بھی توبہ کے قائل ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں ان کی یہ رائے رہی ہوگی کہ مسلمان کی توبہ قبول نہیں ہوتی، بعد میں پھر اس سے رجوع فرمالیا۔ [۳]

چنانچہ عبدالرحمٰن کہتے ہیں **فذکرتہ لمجاھد**، میں نے مجاہد سے اس کا ذکر کیا **فقال: الا من ندم**، تو انہوں نے کہا مگر جو توبہ کرے تو معاف ہو جائے گا۔

اس سے پتہ چلا کہ بعد میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی رائے بدل گئی تھی اور یہی صحیح ہے۔

۳۸۵۶ - حدثنا عیاش بن الولید: حدثنا الولید بن مسلم: حدثنی الاوزاعی: حدثنی یحیی بن أبی کثیر، عن محمد بن ابراھیم التیمی: حدثنی عروۃ بن الزبیر قال: سالت ابن عمرو بن العاص قلت: أخبرنی باشد شیء صنعہ المشرکون بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی حجر الکعبۃ اذ أقبل عقبۃ بن أبی معیط فوضع ثوبہ فی عنقہ فخنقہ خنقا شدیدا. فاقبل ابو بکر حتی اخذ بمنکبہ ودفعہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: ﴿أتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ﴾ [غافر: ۲۸] الآیۃ.

تابعہ ابن اسحاق حدثنی یحیی بن عروۃ، عن عروۃ، قلت لعبد اللہ بن عمرو. وقال

---

[۳] ﴿تفصیل ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری، ج: ۱۱، ص: ۵۲۸.﴾

عبدة، عن هشام، عن أبيه: قيل لعمرو بن العاص. وقال محمد بن عمرو، عن ابی سلمة: حدثنی عمرو بن العاص. [راجع: ۳۶۷۸]

(۳۰) بابُ اسلام أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام لانے کا بیان

۳۸۵۷ـ حدثنی عبد اللہ قال: حدثنی یحیی بن معین: حدثنا اسماعیل بن مجالد، عن بیان، عن وبرة، عن همام بن الحارث قال: قال عمار بن یاسر: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما معه الا خمسة اعبد وامراتان وابو بکر. [راجع: ۳۶۶۰]

(۳۱) بابُ اسلام سعد رضی اللہ عنہ

حضرت حضرت سعدؓ کے اسلام لانے کا بیان

۳۸۵۸ـ حدثنی اسحاق: اخبرنا أبو أسامة: حدثنا هاشم قال: سمعت سعید بن المسیب قال: سمعت ابا اسحاق سعد بن أبی وقاص یقول: ما اسلم احد الا فی الیوم الذی اسلمت فیه، ولقد مکثت سبعة ایام وانی لثلث الاسلام. [راجع: ۳۷۲۶]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ کوئی اسلام نہیں لایا، مگر اسی دن جس دن میں اسلام لایا اور میں سات دن تک اسلام میں تیسرا شخص رہا۔

(۳۲) باب ذکر الجن

جنات کا بیان

وقول اللہ تعالی: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ [الجن: ۱]

۳۸۵۹ـ حدثني عبيد اللہ بن سعيد: حدثنا أبو أسامة بن أسامة: حدثنا مسعر، عن معن بن عبدالرحمٰن قال: سمعت أبي قال: سالت مسروقا: من آذن النبي ﷺ بالجن ليلة استمعوا القرآن؟ فقال: حدثني أبوك، يعني عبدالله أنه آذنت بهم شجرة۔ [۵۰، ۵۱]

[۵۰] لا یوجد للحدیث مکررات.

[۵۱] وفی صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الجهر بالقراءة فی الصبح والقراءة علی الجن، رقم: ۶۸۲، وسنن الترمذی، کتاب الطهارة عن رسول اللہ، باب ما جاء فی کراهیة ما یستنجی به، رقم: ۱۸، وکتاب تفسیر القرآن ....

میں نے مسروق سے پوچھا، **من آذن النبی ﷺ بالجنّ لیلة استمعوا القرآن؟** جس رات جنات نے نبی کریم ﷺ سے قرآن سنا تو اس رات کس نے نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ جن آ گئے ہیں؟

فقال: مسروق نے کہا: **حدثنی أبوک یعنی عبداللہ انه آذنت بهم شجرة،** تمہارے والد یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ بتایا کہ حضور اقدس ﷺ کو ایک درخت نے بتایا تھا، یا تو درخت بول پڑا ہوگا یا اس نے کسی ایسے طریقے سے بتایا ہوگا جو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ کو بتا دیا کہ یہاں جنات موجود ہیں۔

٣٨٦٠ ـــ حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا عمرو بن يحيى بن سعيد قال: أخبرني جدي عن أبي هريرة رضي الله عنه انه كان يحمل مع النبي ﷺ اداوة لوضوئه وحاجته، فبينما هو يتبعه بها فقال: "مَن هذا؟" فقال: أنا أبو هريرة فقال: أبغني أحجارا أستنفض بها ولا تأتني بعظم ولا بروثة. فأتيته بأحجار أحملها في طرف ثوبي حتى وضعت الىٰ جنبه ثم انصرفت حتى اذا فرغ مشيت معه فقلت: ما بال العظم والروثة؟ قال: "هما من طعام الجن، وأنه أتاني وفد جن نصيبين ونعم الجن فسألوني الزاد فدعوت الله لهم أن لا يمروا بعظم ولا روثة الا وجدوا عليها طعما" [راجع: ١٥٥]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ وہ سید الرسل ﷺ کے ہمراہ آپ کے وضو اور (دوسری) حاجت کے لئے ایک برتن کے ساتھ لئے آپ کے پیچھے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں ابو ہریرہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے پتھر تلاش کر کے لاؤ، کہ میں استنجا کروں (لیکن) ہڈی اور لید نہ لانا، میں اپنے کپڑے کے ایک گوشہ میں پتھر اُٹھائے ہوئے آپ ﷺ کے پاس لایا حتی کہ انہیں آپ ﷺ کے پہلو میں رکھ دیا، پھر میں وہاں سے ہٹ گیا، جب آپ فارغ ہو گئے تو میں آیا اور میں نے عرض کیا کہ ہڈی اور لید میں کیا بات ہے (جو آپ ﷺ نے انہیں لانے سے منع فرمایا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں جنات کی خوراک ہیں اور میرے پاس (شہر) نصیبین کے جنات کا وفد آیا تھا اور وہ کیا ہی اچھے جنات تھے، انہوں نے مجھ سے کھانے کی خواہش کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کی کہ جس ہڈی یا لید پر ان کا گزر ہو تو اس پر کھانا پائیں۔

جنات کی غذا

انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہمارے کھانے پینے کا کچھ انتظام ہو جائے، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

بقیہ: عن رسول الله، باب ومن سورة الأحقاف، رقم: ٣١٨١، وسنن أبي داؤد، كتاب الطهارة، باب الوضوء بالنبيذ، رقم ٧٧، وسنن ابن ماجة، كتاب الطهارة وسننها، باب الوضوء بالنبيذ، رقم: ٣٧٩، ومسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن مسعود، رقم: ٣٥٩٤، ٣٦١٩، ٤٠٦٧، ٤١٢٣، ٤١٤٤.

جب بھی یہ کسی ہڈی یا گوبر کے ٹکڑے کے پاس سے گزریں تو اس کے ساتھ طعام پائیں، اس کے بعد سے یہ ان کی غذا بنادی گئی۔

(۳۳) باب اسلام أبي ذر الغفاري رضي الله عنه

حضرت ابوذرؓ کے اسلام لانے کا بیان

۳۸۶۱ ـــ حدثني عمرو بن عباس: حدثنا عبدالرحمٰن بن مهدي: حدثنا المثنى، عن أبي جمرة، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لما بلغ أبا ذر مبعث النبي ﷺ قال لأخيه: اركب الى هذا الوادي فاعلم لي علم هذا الرجل الذي يزعم أنه نبي يأتيه الخبر من السماء، واسمع من قوله ثم ائتني. فانطلق الأخ حتى قدمه وسمع من قوله، ثم رجع الى أبي ذر فقال له: رأيته يأمر بمكارم الاخلاق، وكلاما ما هو بالشعر، فقال: ما شفيتني مما أردت فتزود وحمل شنة له فيها ماء حتى قدم مكة فأتى المسجد فالتمس النبي ﷺ ولا يعرفه، وكره أن يسأل عنه حتى أدركه بعض الليل فرآه عليٌّ فعرف أنه غريب. فلما رآه تبعه فلم يسأل واحد منهما صاحبه عن شيء، حتى أصبح ثم احتمل قربته وزاده الى المسجد وظل ذلك اليوم ولا يراه النبي ﷺ حتى أمسى فعاد الى مضجعه فمر به عليٌّ فقال: أما نال للرجل أن يعلم منزله؟ فأقامه فذهب به معه لا يسأل واحد منهما صاحبه عن شيء حتى اذا كان يوم الثالث فعاد عليٌّ على مثل ذلك فأقام معه ثم قال: ألا تحدثني ما الذي أقدمك؟ قال: ان أعطيتني عهدا وميثاقا لترشدنّني فعلت. ففعل فأخبره قال: فانه حق وهو رسول الله ﷺ فاذا أصبحت فاتبعني فاني ان رأيت شيئا أخاف عليك قمت كأني أريق الماء فان مضيت فاتبعني حتى تدخل مدخلي. ففعل فانطلق يقفوه حتى دخل على النبي ﷺ ودخل معه فسمع من قوله وأسلم مكانه، فقال له النبي ﷺ: "ارجع الى قومك فأخبرهم حتى يأتيك أمري"، قال: والذي نفس بيده، لأصرخن بها بين ظهرانيهم، فخرج حتى أتى المسجد فنادى بأعلى صوته: أشهد أن لا اله الا الله وأن محمدا رسول الله، ثم قام القوم فضربوه حتى أوجعوه وأتى العباس فأكبّ عليه، قال: ويلكم ألستم تعلمون أنه من غفار وأن طريق تجاركم الى الشام؟ فأنقذه منهم ثم عاد من الغد لمثلها فضربوه وثاروا اليه فأكب العباس عليه. [راجع: ۳۵۲۲]

حدیث پہلے گزری ہے، اس میں اور اس میں تھوڑا سا بعض تفصیلات میں فرق ہے، مثلاً وہاں یہ ہے کہ

حضرت علیؓ دوسرے ہی دن لے گئے اور یہاں تیسرے دن کا ذکر ہے، وہاں یہ ہے کہ اگر مجھے کوئی خوف ہوا تو میں کنارے ہو جاؤں گا اور ایسا کروں گا جیسے میں جوتا ٹھیک کر رہا ہوں اور یہاں ہے کہ میں کنارے ہو کر ایسے کروں گا جیسے پیشاب کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ، ان تفصیلات میں جو فرق ہے، یہ راویوں کا تصرّف ہے باقی مرکزی واقعہ وہی ہے۔

(۳۴) باب اسلام سعيد بن زيد رضي الله عنه

حضرت سعید بن زیدؓ کے اسلام لانے کا بیان

۳۸۶۲ ـ حدثنا قتيبة بن سعيد: حدثنا سفيان، عن اسماعيل، عن قيس قال: سمعت سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل في مسجد الكوفة يقول: والله لقد رأيتني وان عمر لموثقي على الاسلام قبل أن يسلم عمر، ولو أن أحدا ارفض للذي صنعتم بعثمان لكان محقوقا أن يرفض.

[انظر: ۳۸۶۷، ۶۹۴۲] ۵۲

حضرت سعید بن زیدؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرت عمرؓ کے بہنوئی ہیں وہ مسجد کوفہ میں یہ فرما رہے تھے کہ **والله لقد رأيتني** اللہ کی قسم میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا، **وان عمر لموثقي على الاسلام قبل ان يسلم عمر،** کہ عمرؓ نے مجھ کو اسلام کی وجہ سے باندھ رکھا تھا، چونکہ میں اسلام لے آیا تھا اور وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے، گویا وہ مجھے مرتد ہونے پر مجبور کر رہے تھے۔ میں نے یہ تکلیفیں بھی سہی ہیں۔ **ولو ان احداً ارفضّ للذى صنعتم بعثمان لكان محقوقا أن يرفضّ.**

اور اے اہل کوفہ! جو فعل تم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا ہے کہ ان پر حملہ کیا اور شہید کیا، اگر تمہارے اس فعل کی وجہ سے جبل احد پھٹ پڑے تو یہ عین مناسب ہوگا۔

اب یہاں دونوں جملوں میں ربط کیا ہے؟ تو بظاہر کوئی ربط نظر نہیں آتا، لوگوں نے مختلف ربط بیان کئے ہیں، مجھے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے اہل کوفہ! میں ایک ایسی بات کہنا چاہ رہا ہوں جو تمہیں ناگوار ہوگی اور تم سے یہ بعید نہیں کہ اس ناگوار بات کو سن کر کہنے والے کو کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش کرو، لیکن مجھے اس تکلیف کی کوئی پرواہ نہیں کیونکہ حق کی خاطر میں نے پہلے ہی بہت اذیتیں برداشت کی ہیں۔ حضرت عمرؓ مجھے باندھ کر رکھا کرتے تھے اور حق سے پھیرنے کی کوشش کرتے تھے، لیکن میں ڈٹا رہا اور حق بات سے نہیں پھرا۔ اس لئے جو حق بات کہہ رہا ہوں، اس سے مجھے تمہارا خوف مانع نہیں ہو سکتا۔ ف

---

۵۲ انفرد به البخاري.

ف عمدۃ القاری، ج:۱۱، ص:۵۷۶۔

(۳۵) باب اسلام عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ

حضرت عمر بن خطابؓ کے اسلام لانے کا بیان

۳۸۶۳ - حدثنی محمد بن کثیر: انبانا سفیان، عن اسماعیل بن ابی خالد، عن قیس بن ابی حازم، عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال: ما زلنا أعزة منذ أسلم عمر. [راجع: ۳۶۸۴]

۳۸۶۴ - حدثنا یحیی بن سلیمان قال: حدثني ابن وهب قال: حدثني عمر بن محمد قال: فأخبرني جدي زيد بن عبدالله بن عمر، عن أبيه قال: بينما هو في الدار خائفاً اذ جاءه العاص بن وائل السهمي أبوعمرو عليه حلةُ حبرٍ، وقميص مكفوف بحرير، وهو من بني سهم وهم حلفاؤنا في الجاهلية فقال له: ما بالک؟ قال: زعم قومک انهم سيقتلونني ان اسلمت، قال: لا سبيل اليک، بعد أن قالها أمنت فخرج العاص فلقي الناس قد سال بهم الوادي، فقال: أين تريدون؟ فقالوا: نريد هذا ابن الخطاب الذي صبا، قال: لا سبيل اليه، فكرّ الناس. [انظر: ۳۸۶۵] ۵۳

حضرت عمرؓ کا واقعہ قبول اسلام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ **بینما هو فی الدار خائفاً**، اس دوران کہ حضرت عمرؓ اپنے گھر میں خوف کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے، اسلام لے آئے تھے اور اب خدشہ تھا کہ قوم کے لوگ ستائیں گے، **اذجاءہ العاص بن وائل السهمی ابوعمرو**، اتنے میں ابوعمرو عاص بن وائل السہمی جو مشرکین کے سرداروں میں سے تھا آ گیا **علیه حلة حبر**، اس پر یمنی چادر کا ایک جوڑا تھا **وقمیص مکفوف بحریر**، اور ایسی قمیص پہنے ہوئے تھا جو ریشم سے سلی ہوئی تھی۔

وهو من بنی سهم وهم حلفاء نا فی الجاهلیة، اس کا تعلق بنوسہم سے تھا اور وہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔

فقال له: مابالک؟ عاص بن وائل نے آ کر حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ **قال: زعم قومک أنهم سیقتلو ننی ان اسلمت** تمہاری قوم کا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دے گی کیونکہ میں اسلام لے آیا ہوں۔

---

۵۳ انفرد به البخاری.

قال: لاسبیل الیک، اس نے کہا تمہارے پاس کوئی نہیں آ سکتا، جب تک میں موجود ہوں میں ہر شخص کی دست درازی کو روکوں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں **بعد ان قالها امنت،** اس نے جب یہ بات کہہ دی تو مجھے کچھ سکون ہوگیا کہ یہ شخص مدافعت کرے گا۔

بظاہر یوں لگتا ہے **لاسبیل الیک بعدان قالها، بعد ان قالها لاسبیل الیک** سے متعلق لگتا ہے۔

فخرج العاص، عاص بن وائل باہر نکلا **فلقی الناس قد سال بهم الوادی،** لوگوں سے ملا تو پتہ چلا کہ لوگوں کا ایک سیلاب چلا آ رہا ہے

عاص بن وائل نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ **فقالوا: نرید هذا ابن الخطاب الذی صبأ،** ابن خطاب کے پاس جا رہے جو صابی یعنی بے دین ہوگیا ہے۔ **قال: لاسبیل الیه،** عاص بن وائل نے کہا تم اس کے پاس نہیں جا سکتے، اس کو میں نے امان دی ہے **فکرّ الناس** لوگ واپس لوٹ گئے۔

۳۸۶۵ــ حدثنا علي بن عبدالله: حدثنا سفیان قال: عمرو بن دینار سمعته قال: قال عبدالله بن عمر رضي الله عنهما: لما أسلم عمر اجتمع الناس عند داره وقالوا: صبأ عمر، وأنا غلام فوق ظهر بیتي فجاء رجل علیه قباء من دیباج فقال: قد صبأ عمر، فما ذاک فأنا له جار. قال: فرأیت الناس تصدعوا عنه فقلت: من هذا الرجل؟ قالوا: العاص بن وائل. [راجع: ۳۸۶۴]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی یہ منظر دیکھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ عمر اگر صابی ہوگیا ہے تو کیا ہوا، کیوں اتنا شور کر رہے ہو، میں اس کو امان دینے والا ہوں۔

۳۸۶۶ــ حدثنا یحیی بن سلیمان قال: حدثني ابن وهب: حدثني عمر: أن سالما حدثه، عن عبد الله بن عمر قال: ما سمعت عمر لشيء قط یقول: اني لأظنه کذا، الا کان کما یظن. بینما عمر جالس اذ مر به رجل جمیل فقال عمر: لقد أخطأ ظني أو ان هذا علی دینه في الجاهلیة أو لقد کان کاهنهم، عليّ الرجلَ. فدُعي له فقال له ذلک فقال: ما رأیت کالیوم استقبل به رجل مسلم، قال: فاني أعزم علیک الاّ ما أخبرتني، قال: کنت کاهنهم في الجاهلیة، قال: فما أعجب ما جاءتک به جنّیتک؟ قال: بینما أنا یوما في السوق جاءتني أعرف فیها الفزع، فقالت: ألم تر الجن وابلاسها ویأسها من بعد انکاسها، ولحوقها بالقلاص وأحلاسها؟ قال عمر صدق، بینما أنا عند آلهتهم اذ جاء رجل بعجل فذبحه فصرخ به صارخ، لم أسمع صارخا قط أشد صوتا منه یقول: یا جلیح، أمر نجیح، رجل فصیح یقول: لا اله الاّ أنت، فوثب القوم، قلت: لا أبرح حتی أعلم ما وراء هذا ثم نادی: یا جلیح، أمر نجیح، رجل فصیح یقول: لا

الله الا أنت. فقمت فما نشبنا أن قيل هذا نبي. ۵۴

جنات پر پابندی حضور ﷺ کی بعثت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ **ماسمعت عمر لشئ قط يقول: انى لأ ظنه كذا، الا كان كما يظن**، میں نے اپنے والد حضرت عمرؓ کو کبھی کسی چیز کے بارے میں یہ کہتے نہیں سنا کہ میرا گمان یہ ہے مگر ویسا ہی ہو جاتا جیسا وہ گمان ظاہر کرتے تھے۔

آگے پھر واقعہ بیان کرتے ہیں کہ **بينما عمر جالس اذمرّ به رجل جميل**، ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس سے ایک خوبصورت جوان گزرا، **فقال عمر: لقد اخطأظني او انّ هذا على دينه في الجاهلية او لقد كان كاهنهم**. یعنی اس خوبصورت نوجوان کو دیکھ کر حضرت عمرؓ کو کچھ تردّد ہوا اور کہا کہ یا تو میرا گمان کچھ غلطی کر رہا ہے یا یہ شخص جاہلیت کے زمانہ میں جس دین پر تھا آج بھی اسی پر باقی ہے یا ان کا کاہن تھا، یعنی ان کو کچھ یاد آرہا تھا کہ اس آدمی کو پہلے کہیں دیکھا ہے یا تو یہ اپنے پرانے دین پر قائم ہے یا یہ کہانت کیا کرتا تھا یا ہوسکتا ہے میں غلطی کر رہا ہوں، یہ مختلف قسم کے خیالات تھے جو ان کے دل میں آئے۔

عليّ الرجل، اس آدمی کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ، **فدعى له فقال له ذالک**، حضرت عمرؓ نے وہی بات اس سے بھی کہی کہ مجھے کچھ شبہ ہو رہا ہے کہ میں نے تمہیں دیکھا ہے، تم کاہن تھے۔ **فقال: مارأيت كاليوم استقبل الخ**. اس نے کہا کہ میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی مسلمان شخص کا اس طرح استقبال کیا گیا ہو کہ اس کو پکڑ کر بلایا جائے اور کہا جائے تم کاہن تھے یا فلاں دین پر تھے، مطلب یہ ہے کہ جب میں مسلمان ہو گیا تو اب پچھلی باتیں سوچنے سے کیا حاصل، میں مسلمان ہوں اور مسلمان کا استقبال سلام وغیرہ کر کے کرو اور یہ جو آپ پوچھ رہے ہیں کہ تم کاہن تھے یا کیا تھے؟ اس کی ضرورت کیا ہے؟

قال: فانى اعزم عليك الاما اخبرتنى، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ مجھے ضرور بتاؤ تم پہلے زمانے میں کیا تھے اور میں نے تمہیں کہاں دیکھا تھا۔ اس شخص نے کہا **كنت كاهن في الجاهلية**، میں جاہلیت کے زمانہ میں واقعی کاہن تھا۔ **قال: فما اعجب ما جاء تک به جنيتک؟** حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ بتاؤ تمہاری جنیہ تمہیں جو خبریں دیتی تھی ان میں سب سے عجیب بات کون سی وہ لے کر آئی تھی۔

قال: اس شخص نے کہا، **بينما انا يوما في السوق**، ایک دن میں بازار میں گزر رہا تھا **اذجاء تنى**، اچانک وہ جنیہ میرے پاس آگئی **اعرف فيها الفزع**، مجھے یہ نظر آرہا تھا کہ یہ گھبرائی ہوئی ہے، اس کی گھبراہٹ کو میں پہچان رہا تھا۔ **فقالت**: اس نے کہا **الم تر الجن وابلاسها وياسها من بعد انكاسها، ولحوقها**

---

۵۴ انفرد به البخاری.

بـالقلاص واحلاسها؟ جنات کی عبارت ایسی ہی مقفع مسجع ہوتی تھی اور الفاظ ثقیل قسم کے ہوا کرتے تھے جو وہ کاہنوں پر ڈالتے تھے۔

تو اس نے کہا کیا تم نے جنات کو اور ان کی مایوسی کو نہیں دیکھا **ابلاسها** اور **یاسها** دونوں کے معنی مایوسی کے ہیں۔**من بعد انکاسها،** اگر **أنکاس** (بالفتح) ہو تو یہ **نکس** کی جمع ہے اور اگر **انکاس** (بالکسر) ہو تو پھر معنی مصدری ہیں اوندھے منہ گرا دینا۔

تو معنی ہوئے کیا تم نے جنات کی مایوسی کو نہیں دیکھا ان کے زمین سے مل کر ذلیل ہونے کے بعد،**انکاس** کے معنی پلٹ دینے کے بھی آئے ہیں تو پھر معنی ہوئے ان کے پلٹ دینے کے بعد جو مایوسی طاری ہوئی وہ نہیں دیکھی۔

ولحوقها بالقلاص واحلاسها؟ اور پھر ان کا اونٹنیوں اور ان کی ٹاٹوں سے جاملنا، **احلاس، حلس** کی جمع ہے اونٹنی پر جو ٹاٹ ڈالا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں، مطلب کہنے کا یہ تھا کہ آج جنات کے ساتھ عجیب معاملہ ہوا کہ جیسے وہ آسمانوں پر خبریں لانے جاتے تھے آج بھی گئے لیکن آج ان کو لوٹا دیا گیا، ان کو اُلٹا کر کے منہ نیچے کی طرف کر دیا گیا جس کی وجہ سے ان پر ایسی مایوسی طاری ہوئی کہ وہ جا کر اُونٹنیوں اور ٹاٹوں والوں کے ساتھ مل گئے، یعنی انہوں نے ایسے دیہات میں پناہ لی جہاں اونٹنیوں اور ٹاٹ والے تھے۔

قـال عـمـر: صدق، حضرت عمرؓ نے کہا: اس نے سچ کہا، واقعی جنیہ آئی ہوگی اور اس نے یہ بات کہی ہوگی کیونکہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد جنات کو اوپر جانے سے روک دیا گیا ہے۔

بعثت سے پہلے جنات کا تصدیق نبوت

پھر حضرت عمرؓ نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ **بینما انا عند آلهتهم،** ایک دن میں بتوں وغیرہ کے پاس سو رہا تھا، **اذجاء رجل بعجل،** تو کوئی شخص گائے کا بچھڑا لے کر آیا، **فذبحه،** اور اس کو اس بت پر ذبح کیا جیسے مشرکین کا طریقہ تھا، **فصرخ به صارخ،** اچانک ایک چیخنے والا چیخا، **لم اسمع صارخا قط اشد صوتا منه،** ایسی چیخنے کی آواز آئی کہ اس سے زیادہ شدید چیخ اس سے پہلے نہیں سنی تھی، **یقول،** وہ آواز یہ تھی، **یاجلیح، امر نجیح، رجل فصیح، یقول: لا اله الا انت.**

جس کی دشمنی واضح ہو اس کو **جلیح** کہتے ہیں، کہا اے **جلیح** ایک ایسا معاملہ پیش آیا ہے جو کامیاب ہو گیا ہے اور وہ معاملہ یہ ہے کہ ایک فصیح شخص پیدا ہوا ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ آواز لگائی۔

فوثب القوم، یہ آواز سن کر لوگ کود پڑے، **قلت لا أبرح حتى أعلم ما وراء هذا،** حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں اس وقت تک نہیں ہٹونگا جب تک مجھے یہ نہ پتہ چلے کہ اس کے پیچھے کیا ہے؟ کون آواز دے رہا ہے؟

آواز دی یا جليح، امر نجيح، رجل فصيح، يقول: لا اله الا انت.

فقمت: فما نشبنا ان قيل هذا نبی میں کھڑا ہو گیا ابھی زیادہ دیر نہیں تھی کہ لوگوں نے کہا یہ نبی ہیں یعنی نبی کریم ﷺ مبعوث ہو گئے ہیں۔ تو مجھے اس وقت تک حضور اقدس ﷺ کی بعثت کا پتہ چلا تھا، جن نے آ کر بتایا کہ ایک **رجل فصيح** ہوگا جو **لا اله الا الله** کی دعوت دے گا، بعد میں پتہ چلا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لے آئے ہیں، یہاں یہ بتلا دیا کہ مجھے بھی ایک جن کی آواز سنائی دی تھی۔

۳۸۶۷ـ حدثني محمد بن المثنى: حدثنا يحيى: حدثنا اسماعيل: حدثنا قيس: سمعت سعيد بن زيد يقول للقوم: لو رايتني موثقي عمر على الاسلام انا واخته وما اسلم، ولو ان احدا انقض لما صنعتم بعثمان لكان محقوقا ان ينقض. [راجع: ۳۸۶۲]

ترجمہ: قیس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن زید سے قوم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عمرؓ کے اسلام سے پہلے اپنے آپ کو اور ان کی بہن (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو دیکھا کہ عمر ہمیں باندھے ہوئے تھے اور جو حرکت تم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ کی ہے اگر اس وجہ سے اُحد پہاڑ پھٹ جائے تو بعید نہیں ہے۔

(۳۶) بابُ انشقاق القمر

شق القمر کا بیان

۳۸۶۸ـ حدثني عبد الله بن عبد الوهاب: حدثنا بشر بن المفضل: حدثنا سعيد ابن ابی عروبة، عن قتادة، عن انس بن مالك رضی الله عنه: ان اهل مكة سالوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يريهم آية فاراهم القمر شقتين حتى رأوا حراء بينهما. [راجع: ۳۶۳۷]

فاراهم القمر شقتين حتى رأوا حراء بينهما۔ انہوں نے حراء کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

۳۸۶۹ـ حدثنا عبدان، عن ابی حمزة، عن الاعمش، عن ابراهيم، عن ابی معمر، عن عبد الله رضی الله عنه قال: انشق القمر ونحن مع النبی صلى الله عليه وسلم بمنى فقال: "اشهدوا"، وذهبت فرقة نحو الجبل. وقال ابو الضحى، عن مسروق، عن عبد الله: انشق بمكة. وتابعه محمد بن مسلم، عن ابن ابی نجيح، عن مجاهد، عن ابی معمر، عن عبد الله. [راجع: ۳۶۳۶]

وذهبت فرقة نحو الجبل۔ چاند کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی جانب چلا گیا تھا۔

۳۸۷۰ـ حدثنا عثمان بن صالح: حدثنا بكر بن مضر: حدثني جعفر بن ربيعة، عن

عـراک بـن مـالک، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود، عن عبد الله بن عباس رضى الـلّـه عـنهـمـا: ان الـقمر انشق على زمان رسول الله صـلـى الـلّـه عليه وسلم. [راجع: ۳۶۳۶، ۳۶۳۸]

۳۸۷۱ـ حـدثـنا عمر بن حفص: حدثنا ابى: حدثنا الاعمش: حدثنا ابراهيم، عن ابى معمر، عن عبد الله رضى الله عنه قال: انشق القمر. ۵۵

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ وہ شق القمر ہو چکا ہے۔

(۳۷) بابُ هجرة الحبشة

مملکتِ حبشہ کی جانب ہجرت کا بیان

وقـالت عائشة: قال النبى صـلـى الـلّـه عليه وسلم: "أريت دار هجرتكم ذات نخل بين لابـتـين"، فهاجر من هاجر قبل المدينة ورجع عامة من كان هاجر بأرض الحبشة الى المدينة. فيه عن أبى موسىٰ وأسماء عن النبى صلى الله عليه وسلم.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری ہجرت کی جگہ خواب میں دیکھی ہے، وہاں کھجوروں کے درخت بکثرت ہیں، اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے، اس کے بعد جس نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور وہ لوگ بھی جو حبشہ ہجرت کر گئے تھے واپس آ گئے۔

۳۸۷۲ـ حـدثـنا عبدالله بن محمد الجعفي: حدثنا هشام: أخبرنا معمر، عن الزهري: حدثنا عروة بن الزبير: أن عبيد الله بن عدي الخيار أخبره أن المسور بن مخرمة وعبد الرحمٰن بـن الاسـود بـن عبد يغوث قالا له: ما يمنعک أن تكلم خالک عثمان في أخيه الوليد بن عقبة؟ وكـان أكثر الناس فيما فعل به، قال عبيدالله: فانتصبت لعثمان حين خرج الى الصلوٰة فقلت له: ان اليک حـاجة وهـى نـصيـحة. فـقـال: أيهـا الـمرء أعوذ بالله منک، فانصرفت فلما قضيت الـصلوٰة جلست الى المسور والى ابن عبد يغوث فحدثتهما بالذي قلت لعثمان وقال لي، فقالا: قـد قـضيـت الذي كان عليک. فبينما أنا جالس معهما، اذ جاء ني رسول عثمان، فقالا لي: لقد ابتلاک الله، فانطلقت حتى دخلت عليه، فقال: ما نصيحتک التي ذكرت آنفا؟ قال:

۵۵ وفـي صـحـيـح مـسـلـم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب انشقاق القمر، رقم: ۵۰۱۰، وسنن الترمذى، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة القمر، رقم: ۳۲۰۷، ومسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبد الله بن مسعود، رقم: ۳۳۰۲، ۳۷۲۹، ۴۰۴۹، ۴۱۳۰.

فتشهدت ثم قلت: ان الله بعث محمداً ﷺ وانزل عليه الكتاب وكنت ممن استجاب لله ورسوله ﷺ وآمنت به، وهاجرت الهجرتين الأولين، وصحبت رسول الله ﷺ ورأيت هديه وقد أكثر الناس في شأن الوليد بن عقبة فحق عليك أن تقيم عليه الحد فقال لي: يا ابن اخي، ادركت رسول الله ﷺ؟ قال: قلت: لا، ولكن خلص اليّ من علمه ما خلص الى العذراء في سترها. قال: فتشهد عثمان، فقال: ان الله قد بعث محمداً ﷺ بالحق وأنزل عليك الكتاب وكنت ممن استجاب لله ورسوله ﷺ وآمنت بما بعث به محمد ﷺ وهاجرت الهجرتين الأولين كما قلت، وصحبت رسول الله ﷺ وبايعته، والله ما عصيته ولا غششته حتى توفاه الله. ثم استخلف الله ابا بكر فوالله ما عصيته ولا غششته ثم استخلف عمر فوالله ما عصيته ولا غششته ثم استخلفت، أفليس لي عليكم مثل الذي كان لهم عليّ؟ قال: بلى، قال: فما هذه الأحاديث التي تبلغني عنكم؟ فأما ما ذكرت من شأن الوليد بن عقبة فسنأخذ فيه ان شاء الله بالحق. قال: فجلد الوليد أربعين جلدة وأمر عليا أن يجلده، وكان هو يجلده. وقال يونس وابن أخي الزهري، عن أفليس لي عليكم من الحق مثل الذي كان لهم؟ [راجع: ۳۶۹۶]

قال ابو عبد الله: ﴿بلاء من ربكم﴾ [البقرة: ۴۹] ما ابتليتم به من شدة، وفي موضع: البلاء الابتلاء والتمحيص من بلوته ومحصته اى استخرجت ما عنده. يبلو: يختبر. ﴿مبتليكم﴾ [البقرة: ۲۴۹]: مختبركم. واما قوله: ﴿بلاء عظيم﴾ النعم وهي من ابليته وتلك من ابتليته.

ترجمہ: عبیداللہ بن عدی بن خیار سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے کہا کہ تم اپنے ماموں (حضرت عثمان بن عفانؓ) سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ کے معاملہ میں گفتگو کیوں نہیں کرتے! اور اکثر لوگ اسی کی تائید میں تھے۔ عبیداللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نماز کے لئے نکلے، تو میں ان کے سامنے آ کھڑا ہوا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ ضروری بات (کرنا) ہے، جس میں آپ ہی کی بھلائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص! میں اللہ کے ذریعہ تیرے شبہ سے پناہ مانگتا ہوں، تو میں ہٹ گیا، نماز سے فارغ ہو کر مسور اور ابن عبد یغوث کے پاس آ بیٹھا اور ان سے اپنی اور حضرت عثمان کی گفتگو نقل کر دی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو نے اپنے حق کو پورا کر دیا۔

میں ان دونوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس حضرت عثمانؓ کا قاصد آیا تو میں ان کے پاس آیا، تو آپ نے فرمایا وہ کون سی نصیحت تھی جس کا تم نے ابھی ذکر کیا تھا؟ وہ کہتے ہیں پھر میں نے تشہد پڑھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر قرآن نازل فرمایا اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہی اور اس پر ایمان لائے، اور آپ نے پہلی دو ہجرتیں اول حبشہ اور دوسری مدینہ کی جانب بھی کیں، اور آپ نے سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ رہ کر آپ کی سیرت کو بھی دیکھا، اور اب لوگ ولید بن عقبہ کے بارے میں بہت کچھ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، لہٰذا آپ پر ضروری ہے کہ اس پر حد جاری کریں۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے بھتیجے! کیا تم نے سید الکونین ﷺ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں، لیکن آپ کے حالات اس طرح معلوم ہیں، جس طرح کنواری لڑکی کو اس کے پردہ میں معلوم ہوتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت عثمانؓ نے تشہد پڑھ کر فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہی اور میں محمد ﷺ کی لائی ہوئی چیزوں پر ایمان لایا، اور میں نے تمہارے قول کے مطابق پہلی دو ہجرتیں بھی کیں اور میں سید الکونین ﷺ کے ساتھ رہا، اور آپس میں بیعت بھی کی، بخدا نہ تو میں ان کی نافرمانی کی اور نہ ہی دھوکہ دیا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا تو بخدا میں نے ان کی بھی نافرمانی کی ہے اور نہ دھوکا دیا ہے۔ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ کا مجھ پر تھا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، تو آپ نے فرمایا پھر یہ کیسی باتیں ہیں جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچ رہی ہیں، اور تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں جو ذکر کیا ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے بارے میں حق پر عمل کریں گے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے ولید کے چالیس کوڑے مارنے کا فیصلہ کیا اور حضرت علیؓ کو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور حضرت علیؓ ہی کوڑے مارا کرتے تھے۔

یہاں اس روایت میں چالیس کوڑوں کا ذکر ہے جبکہ پہلے جو روایت گزری ہے اس میں اسّی کوڑے مذکور ہیں۔

تو بات وہی ہے کہ کوڑے کے دو طرف ہوتے ہیں، کہنے والے اس کو اسّی بھی کہتے ہیں اور چالیس بھی کہتے ہیں، لہٰذا کسی نے چالیس بیان کئے اور کسی نے اسّی کوڑے کہا۔

۳۸۷۳ ـ حدثنی محمد بن المثنی: حدثنا یحیی، عن هشام قال: حدثنی ابی عن عائشة رضی الله عنها: ان ام حبیبة و ام سلمة ذکرتا کنیسة رأینها بالحبشة فیها تصاویر، فذکرتا للنبی صلی الله علیه وسلم فقال: "ان اولئک اذا کان فیهم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبره مسجدا و صوروا فیه تیک الصور، اولئک شرار الخلق عند الله یوم القیامة". ۵۶

۵۶ وفی صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب النهی عن بناء المساجد علی القبور واتخاذ الصور، رقم: ۸۲۲، وسنن النسائی، کتاب المساجد، باب النهی عن اتخاذ القبور مساجد، رقم: ۶۹۷، ومسند احمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدة عائشة، رقم: ۲۳۱۱۸.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس گرجا کا تذکرہ کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، جس میں تصویریں ہی تصویریں تھیں۔ پھر انہوں نے اس گرجا کا تذکرہ سید الرسل ﷺ سے بھی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر یہ لوگ مسجد بناتے اور اس میں یہ تصویر نقش کرتے تھے، یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین مخلوقات میں سے ہیں۔

۳۸۷۴ـ حدثنا الحمیدی: حدثنا سفیان: حدثنا اسحاق بن سعید السعیدی، عن ابیه، عن ام خالد بنت خالد قالت: قدمت من أرض الحبشة وانا جویریة فکسانی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خمیصة لها اعلام، فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یمسح الاعلام بیده ویقول: "سناه سناه". قال الحمیدی: یعنی حسن حسن. [راجع: ۳۰۷۱]

ترجمہ: حضرت ام خالد بن خالد سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں چھوٹی بچی تھی جب حبشہ سے آئی، تو نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک چادر اوڑھنے کے لئے دی، جس میں درختوں وغیرہ کی تصویریں تھیں، تو آنحضرت ﷺ ان پر ہاتھ پھیر کر فرمارہے تھے، کیسے اچھے ہیں! کیسے اچھے ہیں!

۳۸۷۵ـ حدثنا یحیی بن حماد: حدثنا ابو عوانة، عن سلیمان، عن ابراهیم، عن علقمة، عن عبد اللہ رضی اللہ عنه قال: کنا نسلم علی النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو یصلی فیرد علینا، فلما رجعنا من عند النجاشی سلمنا علیه فلم یرد علینا، فقلنا: یا رسول اللہ، انا کنا نسلم علیک فترد علینا، قال: "ان فی الصلاة شغلا". فقلت لابراهیم: کیف تصنع أنت؟ قال: أرد فی نفسی. [راجع: ۱۱۹۹]

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کو جب آپ نماز پڑھ رہے ہوتے، تو سلام کرتے، آپ ہمیں (حالتِ نماز میں) جواب دیتے، پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے تو ہم نے آپ کو حالتِ نماز میں سلام کیا، مگر آپ نے جواب نہیں دیا۔ (بعدِ فراغ) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ جواب دیا کرتے تھے، مگر اب آپ نے جواب نہیں دیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں (خدا کے ساتھ) مشغولی ہوتی ہے۔

سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا آپ کا طریقہ کیا ہے؟ تو کہا میں اپنے دل میں جواب دے لیتا ہوں۔

۳۸۷۶ـ حدثنا محمد بن العلاء: حدثنا ابو اسامة: حدثنا برید بن عبد اللہ، عن ابی بردة، عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنه قال: بلغنا مخرج النبی صلی اللہ علیه وسلم ونحن بالیمن فرکبنا سفینة فالقتنا سفینتنا الی النجاشی بالحبشة، فوافقنا جعفر بن أبی طالب فأقمنا معه حتی قدمنا فوافقنا النبی صلی اللہ علیه وسلم حین افتتح خیبر فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم: "لکم

أنتم يا أهل السفينة هجرتان". [راجع: ۳۱۳۶]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سید الرسل ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی تو ہم یمن میں تھے، ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر مشرف باسلام ہوں، مگر ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ میں نجاشی کے پاس جا پھینکا، تو وہاں ہمیں جعفر بن ابی طالب مل گئے، ہم ان ہی کے ساتھ مقیم رہے، حتی کہ ہم (مدینہ) واپس آئے تو ہم سید الکونین ﷺ سے اس وقت ملے جب آپ نے خیبر فتح کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے اے کشتی والو! دو ہجرتیں باعتبار ثواب کے ہیں۔

(۳۸) باب موت النجاشی

نجاشی (شاہِ حبشہ) کی وفات کا بیان

۳۸۷۷ـ حدثنا ابو الربيع: حدثنا ابن عيينة، عن ابن جريج، عن عطاء، عن جابر رضي الله عنه: قال النبي صلى الله عليه وسلم حين مات النجاشي: "مات اليوم رجل صالح فقوموا فصلوا على اخيكم اصحمة". [راجع: ۱۳۱۷]

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس روز نجاشی کی وفات ہوئی تو سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ آج ایک صالح آدمی کا انتقال ہوگیا، لہٰذا اُٹھ کھڑے ہو، اپنے بھائی اصحمہ (نجاشی کے جنازہ) کی نماز پڑھو۔

۳۸۷۸ـ حدثنا عبد الاعلى بن حماد: حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد: حدثنا قتادة ان عطاء حدثهم عن جابر بن عبد الله الانصاري رضي الله عنهما: ان نبي الله صلى الله عليه وسلم صلى على النجاشي فصفنا وراء ه فكنت في الصف الثاني أو الثالث. [راجع: ۱۳۱۷]

فصفنا وراء ه فكنت في الصف الثاني او الثالث ـ آپ کے پیچھے ہم صف باندھ کر کھڑے ہوگئے، تو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

۳۸۷۹ـ حدثني عبد الله بن ابي شيبة: حدثنا يزيد بن هارون، عن سليم بن حيان: حدثنا سعيد بن ميناء، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى على اصحمة النجاشي فكبر عليه أربعا، تابعه عبد الصمد. [راجع: ۱۳۱۷]

۳۸۸۰ـ حدثنا زهير بن حرب: حدثنا يعقوب بن ابراهيم: حدثنا ابي، عن صالح، عن ابن شهاب قال: حدثني ابو سلمة بن عبد الرحمن وابن المسيب: ان ابا هريرة رضي الله عنه اخبرهما: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نعى لهم النجاشي صاحب الحبشة في اليوم الذي مات فيه، وقال: استغفروا لأخيكم. [راجع: ۱۲۴۵]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان (نجاشی) کی وفات کی خبر اسی دن دے دی، جس دن ان کا انتقال ہوا تھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ کے ذریعہ ان کے لئے استغفار کرو۔

۳۸۸۱۔ وعن صالح، عن ابن شهاب قال: حدثني سعيد: أن أبا هريرة رضي الله عنه اخبرهم: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صف بهم في المصلى فصلى عليه وكبر أربعا. [راجع: ۱۲۴۵]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عیدگاہ میں صحابہ کو صف بستہ کھڑا کیا، اور ان (یعنی نجاشی کے جنازہ) کی نماز پڑھی، تو آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

(۳۹) بابُ تقاسم المشركين على النبي صلى الله عليه وسلم

سرکارِ دو عالم ﷺ (کی مخالفت) پر مشرکین کا (آپس میں عہد و پیمان کرکے) قسمیں کھانے کا بیان

۳۸۸۲۔ حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال: حدثني ابراهيم بن سعد، عن ابن شهاب، عن ابي سلمة بن عبد الرحمن، عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين اراد حنينا: "منزلنا غدا ان شاء الله بخيف بني كنانة حيث تقاسموا على الكفر". [راجع: ۱۵۸۹]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب جنگِ حنین کا ارادہ فرمایا تو کہا کل ان شاء اللہ ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہوگا، جہاں مشرکوں نے کفر پر جمے رہنے (کی) قسم کھائی ہے۔

(۴۰) باب قصة أبي طالب

ابو طالب کے قصہ کا بیان

۳۸۸۳۔ حدثنا مسدد، عن يحيى، عن سفيان: حدثنا عبدالملك: حدثنا عبدالله بن الحارث قال: حدثنا العباس بن عبدالمطلب رضي الله عنه قال للنبي ﷺ: ما أغنيت عن عمك فوالله كان يحوطك ويغضب لك. قال: هو في ضحضاح من نار ولولا أنا لكان في الدرك الاسفل من النار" [انظر: ۶۲۰۸، ۶۵۷۲] [۵۷]

[۵۷] وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب شفاعة النبي لأبي طالب والتخفيف عنه بسببه، رقم: ۳۰۸، ومسند احمد، ومن مسند بني هاشم، باب حديث العباس بن عبد المطلب عن النبي، رقم: ۱۶۷۱، ۱۶۷۸، ۱۶۹۳.

حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ **ما أغنیت عن عمک** آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا؟ **فو اللہ کان یحوطک ویغضب لک،** کیونکہ وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کیلئے مشرکین سے غصہ ہوتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا **ھو فی ضحضاح من نار**، وہ آگ کے اتھلے پانی میں ہیں۔ "**ضحضاح**" اس پانی کو کہتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک ہو، جیسے حوض وغیرہ میں پانی کم ہو تو ہوتا ہے۔

تو آگ کو "**ضحضاح**" سے تشبیہ دی کہ وہ ایسی آگ میں ہوں گے جو صرف ان کے پاؤں تک پہنچی ہوئی ہوگی اس سے آگے نہیں ہوگی۔ **ولو لا أنا لکان فی الدرک الاسفل من النار.** اور اگر میں نہ ہوتا، تو وہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

۳۸۸۴ ــ حدثنا محمود: حدثنا عبد الرزاق: اخبرنا معمر، عن الزهری، عن ابن المسیب، عن ابیہ: ان ابا طالب لما حضرتہ الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابو جھل فقال: "ای عم، قل: لا الہ الا اللہ، کلمۃ أحاجّ لک بھا عند اللہ". فقال ابو جھل وعبد اللہ بن أبی أمیۃ: یا أبا طالب، ترغب عن ملۃ عبد المطلب؟ فلم یزالا یکلمانہ حتی قال آخر شیء کلمھم بہ: علی ملۃ عبد المطلب، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "لاستغفرن لک ما لم أنہ عنہ". فنزلت ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا أُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾ ونزلت ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾. [راجع: ۱۳۶۰]

ترجمہ: ابن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو سرکار دو عالم ﷺ ان کے پاس آئے، اس وقت ابوطالب کے پاس ابوجہل بھی تھا، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے میرے چچا! صرف ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے، تو میں اللہ کے ہاں اس کی وجہ سے (آپ کی بخشش کے لئے) عرض معروض کرنے کا مستحق ہو جاؤں گا۔ تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا: اے ابوطالب! تم عبدالمطلب کے دین سے پھرے جاتے ہو، پس یہ دونوں برابر ان سے یہی کہتے رہے حتی کہ ابوطالب نے ان سے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے لئے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا، جب تک مجھے روکا نہ جائے تو یہ آیت نازل ہوئی: "نبی اور ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے استغفار کریں، اگرچہ وہ ان کے قرابتدار ہوں، جبکہ انہیں یہ ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں"۔ اور یہ آیت نازل ہوئی: کہ "آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے"۔

۳۸۸۵ ــ حدثنا عبد اللہ بن یوسف: حدثنا اللیث: حدثنی ابن الھاد، عن عبد اللہ ابن خباب، عن ابی سعید الخدری: انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر عندہ عمّہ فقال:

"لعله تنفعه شفاعتي يوم القيامة فيجعل في ضحضاح من النار يبلغ كعبيه يغلي منه دماغه".
[أنظر: ۶۵۶۴] ۵۷

حدثنا ابراهيم بن حمزة: حدثنا ابن ابي حازم والدراوردي، عن يزيد بهذا، وقال: "تغلي منه ام دماغه".

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے چچا (ابوطالب) کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمید ہے قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کچھ نفع دے جائے گی کہ وہ آگ کے درمیانی درجہ میں کردیئے جائیں گے کہ آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی، جس سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔

تغلي منه ام دماغه ۔ دماغ کے بھیجے کھولنے لگے گا۔

(۴۱) باب حديث الاسراء

شبِ اسراء کی حدیث کا بیان

وقول الله تعالىٰ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلاً﴾ [الاسراء: ۱]

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے (محمد ﷺ) کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی۔

۳۸۸۶ ۔ حدثنا يحيى بن بكير: حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب حدثني أبو سلمة بن عبدالرحمٰن: سمعت جابر بن عبدالله رضي الله عنهما: أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: لما كذّبني قريش قمت في الحجر فجلى الله لي بيت المقدس فطفقت أخبرهم عن آياته وأنا أنظر اليه. [انظر: ۴۷۱۰] ۵۸

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ معراج کے سلسلہ میں جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر میں کھڑا ہو گیا، پس اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس

۵۷ وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب شفاعة النبي لأبي طالب والتخفيف عنه بسببه، رقم: ۳۱۰، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند أبي سعيد الخدري، رقم: ۱۰۳۶۱، ۱۱۰۴۴، ۱۱۰۹۴.

۵۸ وفي صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال، رقم: ۲۴۹، وسنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة بني اسرائيل، رقم: ۳۰۵۸، ومسند أحمد، باقي مسند المكثرين، باب مسند جابر بن عبد الله، رقم: ۱۴۵۰۳.

کو منکشف فرما دیا، سو میں قریش کو اس کی علامتیں بتانے لگا اور بیت المقدس میری نظروں کے سامنے تھا۔
وہ پوچھ رہے تھے بیت المقدس کے کتنے دروازے اور کھڑکیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی کریم ﷺ پر منکشف فرما دیا۔

(۴۲) باب المعراج

معراج کا بیان

۳۸۸۷ ـ حدثنا هدبة بن خالد: حدثنا همام بن يحيى: حدثنا قتادة، عن انس بن مالک، عن مالک بن صعصعة رضى الله عنهما: أن نبي الله ﷺ حدثه عن ليلة أسري قال: بينما أنا في الحطيم ـ وربما قال: في الحجر ـ مضطجعا اذ أتاني آت فقد ـ قال: وسمعته يقول ـ: فشق ما بين هذه الى هذه" فقلت للجارود وهو الى جنبي ما يعني به؟ قال: من ثغرة نحره الى شعرته. وسمعته يقول: من قصه الى شعرته، فاستخرج قلبي ثم أتيت بطست من ذهب مملوئة ايمانا. فغسل قلبي ثم حشي. ثم اعيد ثم أتيت بدابة دون البغل وفوق الحمار أبيض" فقال له الجارود: هو البراق يا أبا حمزه؟ قال أنس: نعم "يضع خطوه عند أقصى طرفه فحملت عليه فانطلق بي جبريل حتى أتى السماء الدنيا فاستفتح، فقيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل: ومن معک؟ قال: محمد، قيل وقد أرسل اليه؟ قال: نعم قيل مرحبا به فنعم المجئ جاء، ففتح. فلاما خلصت فاذا فيها آدم. فقال: هذا أبوک آدم فسلم عليه، فسلمت عليه فرد السلام ثم قال: مرحبا بالابن الصالح، والنبي الصالح ثم صعد بي حتى أتى السماء الثانية فاستفتح، قيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل: ومن معک؟ قال: محمد، قيل وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به فنعم المجيء جاء ففتح فلما خلصت اذا يحيى وعيسى وهما ابنا خالة، قال: هذا يحيى وعيسى فسلِّم عليهما، فسلمت فردا ثم قالا: مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح. ثم صعد بي الى السماء الثالثة فاسفتح، قيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل ومن معک؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم قيل مرحبا به، فنعم المجيء جاء ففتح فلما خلصت اذا يوسف، قال: هذا يوسف فسلم عليه. فسلمت عليه فرد ثم قال: مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح. ثم صعد بي حتى أتى السماء الرابعة فاستفتح، قيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل ومن معک؟ قال: محمد، قيل: أ وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به، فنعم المجيء جاء ففتح فلما خلصت فاذا ادريس، قال: هذا ادريس فسلم عليه، فسلمت عليه، فرد ثم قال: مرحبا بالاخ الصالح،

والنبي الصالح، ثم صعد بي حتى أتى السماء الخامسة فاستفتح، قيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل ومن معك؟ قال: محمد ﷺ قيل: وقد أرسل اليه؟ قال: نعم، قيل: مرحبا به، فنعم المجيء جاء فلما خلصت فاذا هارون، قال: هذا هارون فسلم عليه فسلمت عليه، فرد ثم قال: مرحبا بالاخ الصالح، والنبي الصالح ثم صعد بي حتى أتى السماء السادسة فاستفتح، قيل من هذا؟ قال: جبريل، قيل: من معك؟ قال: محمد، قيل: وقد أرسل اليه؟ قال:نعم، قال: مرحبا به فنعم المجيء جاء فلما خلصت فاذا موسٰی، قال: هذا موسٰی فسلم عليه، فسلمت عليه فرد ثم قال: مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح. فلما تجاوزت بكى، قيل له: ما يبكيك؟ قال: أبكي لان غلاما بعث بعدي يدخل الجنة من أمته أكثر ممن يدخلها من أمتي. ثم صعد بي الى السابعة فاستفتح جبريل،قيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل وقد بعث اليه؟ قال: نعم، قال: مرحبا به فنعم المجيء جاء فلما خلصت فاذا ابراهيم، قال: هذا أبوك فسلم عليه قال: فسلمت عليه فرد السلام، ثم قال: مرحبا بالابن الصالح والنبي الصالح، ثم رفعت الى سدرة المنتهى فاذا نبقها مثل قلال هجر، واذا ورقها مثل آذان الفيلة. قال: هذه سدرة المنتهى، واذا أربعة أنهار: نهران باطنان ونهران ظاهران، فقلت: ما هذان يا جبريل؟ قال: أما الباطنان فنهران في الجنة وأما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع لي البيت المعمور، ثم أتيت باناء من خمر واناء من لبن واناء من عسل. فاخذت اللبن فقال: هي الفطرة التي أنت عليها وامتك. ثم فرضت عليّ الصلاةُ خمسين صلاة كل يوم، فرجعت فمررت على موسٰی فقال: بما أمرت؟ قال: أمرت بخمسين صلاة كل يوم، قال: ان امتك لا تستطيع خمسين صلاة كل يوم واني واللّٰه قد جرّبت الناس قبلك وعالجت بني اسرائيل أشد المعالجة، فارجع الى ربك فاساله التخفيف لأمتك. فرجعت فوضع عني عشراً، فرجعت الى موسٰی فقال مثله. فرجعت فوضع عني عشراً، فرجعت الى موسٰی فقال مثله، فرجعت فوضع عني عشراً. فرجعت الى موسٰی فقال مثله فرجعت فامرت بعشر صلواتٍ كل يوم، فرجعت فقال مثله، فرجعت فامرت بخمس صلواتٍ كل يوم، فرجعت الى موسى فقال: بم أمرت؟ قلت: أمرت بخمس صلواتٍ كل يوم، قال:ان أمتك لا تسطيع خمس صلواتٍ كل يوم واني قد جربت الناس قبلك وعالجت بني اسرائيل أشد المعالجة، فارجع الى ربك فاساله التخفيف لأمتك. قال: سالت ربي حتى استحييت ولكن أرضى وأسلم. قال: فلما جاوزت ناداني منادٍ: أمضيت فريضتي وخففت عن عبادى" [راجع:۳۲۰۸]

نیل اور فرات جنت کی نہریں ہیں

واذا أربعة أنهار: نهران باطنان ونهران ظاهران، فقلت: ما هذان يا جبريل؟ قال: أما الباطنان فنهران في الجنة وأما الظاهران فالنيل والفرات ۔ نیل اور فرات کا جنت سے ہونا یہ حدیث سے ثابت ہے اور نیل کے بارے میں تو تحقیق کی رو سے یہ ثابت ہے کہ سب نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ اس کے منبع کا پتہ نہیں یہ کہاں سے نکل رہا ہے۔ دنیا کا سب سے طویل دریا ہے چار ہزار میل پر مشتمل ہے اور اس لحاظ سے دنیا کا سب سے عجیب دریا ہے کہ تمام شمال سے جنوب کی طرف چلتے ہیں اور یہ جنوب سے شمال کو بہتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کا منبع تلاش کرنے کے لئے پورا زور لگا چکے ہیں مگر یقینی طور پر اب تک کوئی پتہ نہیں لگا سکے کہ یہ کہاں سے نکل رہا ہے۔ افریقہ کا ایک ملک ہے یوگنڈا، آخر میں اس (وکٹوریہ) جھیل تک پہنچے ہیں کہ اس جھیل سے نکل رہا ہے، لیکن اس جھیل میں پانی کہاں سے آرہا ہے، اس کا اب تک کوئی پتہ نہیں ہے۔ [۵۸]

۳۸۸۸ ـــ حدثنا الحميدي: حدثنا سفيان: حدثنا عمرو، عن عكرمة، عن ابن عباس رضى الله عنهما في قوله تعالىٰ: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قال: هى رؤيا عين اريها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى به الى بيت المقدس، قال: ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ قال: هى شجرة الزقوم. [أنظر: ۴۷۱۶، ۶۶۱۳] [۵۹]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت قرآنی اور وہ خواب جو ہم نے آپ کو دکھایا، وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے تھا، کی تفسیر میں انکا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ آنکھ کی رویت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات جس میں آپ کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی، دکھائی گئی تھی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں شجرہ ملعونہ سے مراد تھوہر یعنی سینڈ کا درخت ہے۔

(۴۳) باب وفود الانصار الى النبى صلى الله عليه وسلم بمكة وبيعة العقبة

انصار کے وفود سید الکونین ﷺ کی خدمت میں مکہ اور بیعۃ العقبہ میں جانے کا بیان

[۵۸] تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج: ۸، ص ۶۳، بدء الخلق، رقم الحدیث ۳۲۰۸، وجهان دیده، ص: ۱۴۳ تا ۱۴۷.

[۵۹] وفي سنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة بني اسرائيل، رقم: ۳۰۵۹، ومسند احمد، ومن مسند بني هاشم، باب بداية مسند عبد الله بن العباس، رقم: ۱۸۱۶، ۳۳۲۰.

۳۸۸۹ـــ حدثنا یحیی بن بکیر: حدثنا اللیث، عن عقیل، عن ابن شهاب ح. وحدثنا احمد بن صالح: حدثنا عنبسة: حدثنا یونس، عن ابن شهاب قال: اخبرنی عبد الرحمن بن عبد اللّٰه بن کعب بن مالک: ان عبد اللّٰه بن کعب وکان قائد کعب حین عمی قال: سمعت کعب بن مالک یحدث حین تخلف عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی غزوة تبوک بطوله. قال ابن بکیر فی حدیثه: ولقد شهدت مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لیلة العقبة حین تواثقنا علی الاسلام وما احب ان لی بها مشهد بدر وان کانت بدر اذکر فی الناس منها. [راجع: ۲۷۵۷]

ترجمہ: حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنا وہ قصہ جب وہ غزوۂ تبوک میں حضور اقدس ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے، سنایا اور پورا واقعہ سنایا، ابن بکیر کہتے ہیں کہ ان کے قصے میں یہ بھی تھا کہ میں سب (بیعت) عقبہ میں رسالت مآب ﷺ کے ساتھ تھا، جبکہ ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا عہد و پیمان کیا تھا اور مجھے اس کے بدلہ میں بدر کی حضوری پسند نہیں، اگر چہ لوگوں میں بدر کا زیادہ تذکرہ ہے۔

۳۸۹۰ـــ حدثنا علی بن عبد اللّٰه: حدثنا سفیان قال: کان عمرو یقول: سمعت جابر بن عبد اللّٰه رضی اللّٰه عنهما یقول: شهد بی خالای العقبة. [۶۰]

قال ابو عبد اللّٰه: قال ابن عیینة: احدهما البراء بن معرور. [أنظر: ۳۸۹۱]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دونوں ماموں (بیعت) عقبہ میں لے گئے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عیینہؒ نے کہا ایک ان میں سے براء بن معرور تھے۔

۳۸۹۱ـــ حدثنی ابراهیم بن موسی: اخبرنا هشام: ان ابن جریج اخبرهم: قال عطاء: قال جابر: انا وابی وخالای من اصحاب العقبة. [راجع: ۳۸۹۰]

۳۸۹۲ـــ حدثنی اسحاق بن منصور: اخبرنا یعقوب بن ابراهیم: حدثنا ابن اخی ابن شهاب، عن عمه قال: اخبرنی ابو ادریس عائذ اللّٰه بن عبد اللّٰه ان عبادة بن الصامت من الذین شهدوا بدرا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ومن اصحابه لیلة العقبة اخبره ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه: "تعالوا بایعونی علی ان لا تشرکوا باللّٰه شیئا، ولا تسرقوا، ولا تزنوا، ولا تقتلوا اولادکم، ولا تاتوا ببهتان تفترونه بین ایدیکم وارجلکم، ولا تعصونی فی معروف. فمن وفی منکم فاجره علی اللّٰه، ومن اصاب من ذٰلک شیئا فعوقب به فی الدنیا فهو له کفارة. ومن اصاب من ذٰلک شیئا فستره اللّٰه فامره الی اللّٰه، ان

[۶۰] انفرد به البخاری.

شاء عاقبه، وان شاء عفا عنه". قال: فبايعته على ذٰلک. [راجع: ۱۸]

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ جو نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بدر میں شریک تھے اور آپ کے اصحاب لیلۃ العقبۃ میں سے تھے، روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کے ارد گرد صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ، اور میرے ہاتھ پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور نہ چوری کرنا، نہ زنا کرنا، نہ اپنی اولاد کو قتل کرنا، نہ کوئی ایسا بہتان باندھنا جو تم اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان افتراء کرو، اور نہ کسی اچھی بات میں میری نافرمانی کرنا، پس جو شخص اس (بیعت) کو پورا کرے گا تو اس کا ثواب اللہ کے پاس ہے، اور جو اس میں سے کسی بات کی خلاف ورزی کرے گا یا تو دنیا میں اسے کچھ سزا دی جائے گی تو وہ دنیوی سزا اس کے لئے کفارہ ہے (یا) خلاف ورزی کرتا ہے، اور اسے دنیا میں کچھ سزا نہیں ملتی، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے، تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو (آخرت میں) سزا دے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے۔ حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی آنحضرت ﷺ سے اس کی بیعت کی۔

۳۸۹۳ـــ حدثنا قتيبة: حدثنا الليث، عن يزيد بن ابى حبيب، عن ابى الخير، عن الصنابحي، عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه انه قال: انى من النقباء الذين بايعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: بايعناه على ان لا نشرک بالله شيئا، ولا نسرق، ولا نزنى، ولا نقتل النفس التى حرّم الله الا بالحق، ولا ننتهب، ولا نقضى بالجنة، ان فعلنا ذٰلک، فان غشينا من ذٰلک شيئا كان قضاء ذٰلک الى الله. [راجع: ۱۸]

ولا ننتهب، ولا نقضى .... الخ ـــ اور لوٹ مار نہ کریں گے اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گے، اگر ہم اس کی تعمیل کریں تو جنت ملے گی اور اگر خلاف ورزی کریں گے، تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہوگا۔

(۴۴) باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها

آنحضرت ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا بیان اور ان کا مدینہ میں آنے اور ان کی رخصتی کا بیان

۳۸۹۴ـــ حدثني فروة بن أبى المغراء: حدثنا على بن مسهر، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضى الله عنها قالت: تزوجنى النبي ﷺ وأنا بنت ست سنين، فقدمنا المدينة فنزلنا فى بني الحارث بن خزرج فَوُعِكْتُ فتمزق شعرى، فوفى جميمة فأتتنى أمى أم رومان وانى لفى أُرْجُوحَةٍ ومعى صواحب لى فصرخت بى فأتيتها لا أدرى ما تريد بى. فأخذت بيدى حتى أوقفتنى على باب الدار، وانى لأنهج حتى سكن بعض نفسى، ثم أخذت شيئاً من ماءٍ فمسحت به وجهى ورأسى. ثم أدخلتنى الدار، فاذا نسوةٌ من الأنصار فى البيت فقلن: على الخير

والبركة وعلى خير طائر. فأسلمتني اليهن فأصلحن من شأني فلم يرعني الا رسول الله ﷺ ضحى فأسلمتني اليه وأنا يومئذ بنت تسع سنين.[انظر: ۳۸۹۶، ۵۱۳۳، ۵۱۳۴، ۵۱۵۶، ۵۱۵۸، ۵۱۶۰] [۷۱]

نکاح عائشہؓ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ چھ سال کی عمر میں میرا نکاح کیا، **فقدمنا المدینة**، ہم مدینہ آئے تو بنوالحارث ابن خزرج کے ہاں ہم نے قیام کیا **فوعکت**، مجھے بخار آ گیا، **وعکت** یہ مجہول کے صیغے سے استعمال ہوتا ہے، **فتمزق شعری**، اس بخار نے میرے بالوں کو اکھاڑ پھینکا، جب بخار لمبا ہو جاتا ہے تو بعض اوقات اس سے بال گر جاتے ہیں۔

فوفی جمیمة، پھر وہ بھر گیا ناصیہ کی طرف سے، ناصیہ کے اوپر جو مجتمع الشعر ہوتا ہے اس کو **جمیمة** کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ بخار آیا تھا جس سے بال جھڑ گئے تھے بعد میں بال آ گئے یہاں تک کی جمیمہ کے اوپر بال برابر ہو گئے۔ **فأتتنی أمی ام رومان**، میری والدہ آئیں۔ **وانی لفی أرجوحة**، اور میں جھولے میں تھی، "**ارجوحة**" اس جھولے کو کہتے ہیں جس میں درمیان میں لوہا اور دونوں طرف لکڑی ہوتی ہے، دونوں طرف بچے بیٹھتے ہیں، ایک طرف نیچے جاتا ہے تو دوسرا اُوپر آ جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں "**ارجوحة**" میں تھیں، **ومعی صواحب لی**، اور میرے ساتھ میری کچھ سہیلیاں تھیں **فصرخت بی**، میری والدہ نے مجھے پکارا، **فأتیتها لا أدری ما ترید بی**، اور مجھے پتہ نہیں تھا کہ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہیں **فأخذت بیدی حتی أوقفتنی علی باب الدار وانی لانهج**، مجھے دروازے پر لا کر کھڑا کر دیا اس حالت میں کہ میرا سانس پھولا ہوا تھا، "**انهج**" یعنی سانس پھول رہا تھا **حتی سکن بعض نفسی**، یہاں تک کہ تھوڑی دیر بعد میرا سانس بحال ہوا۔

ثم أخذت شیئا من ماء فمسحت به وجهی ورأسی، ثم ادخلتنی الدار فاذا نسوة من الانصار فی البیت، پھر گھر میں داخل کیا تو دیکھا کہ وہاں انصار کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، **فقلن: علی الخیر والبرکة وعلی خیر طائر**۔ انہوں نے خیر و برکت کی دعا دی اور یہ کہ خوش نصیب ہو۔ **فأسلمتنی**

---

[۷۱] وفي صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تزويج الأب البكر الصغيرة، رقم: ۲۵۴۷، وسنن ابي داؤد، كتاب النكاح، باب في تزويج الصغار، رقم: ۱۸۱۱، وكتاب الأدب، باب في الارجوحة، رقم: ۴۲۸۵، وسنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب نكاح الصغار يزوجهن الآباء، رقم: ۱۸۶۶، ومسند احمد، باقي مسند الأنصار، باب حديث السيدة عائشة، رقم: ۲۳۰۲۳، ۲۴۵۸۷، ۲۵۱۹۳.

الیھن، میری والدہ نے مجھے ان عورتوں کے سپرد کردیا، **فاصلحن من شانی**، انہوں نے مجھے تیار کیا یعنی سنگھار وغیرہ کیا، **فلم یرعنی الا رسول اللہ ﷺ ضحی فاسلمتنی الیہ**، میرے سامنے کوئی نہیں آیا مگر اچانک رسول اللہ ﷺ ضحیٰ کے وقت، تو ان عورتوں نے مجھے آپ ﷺ کے حوالے کردیا، **وانا یومئذ بنت تسع سنین**، حالانکہ اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

۳۸۹۵ ـ حدثنا معلی: حدثنا وھیب، عن ھشام بن عروۃ، عن ابیہ، عن عائشۃ رضی اللہ عنھا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لھا: "اریتک فی المنام مرتین اری انک فی سرقۃ من حریر ویقول: ھذہ امراتک فاکشف، فاذا ھی انت فاقول: ان یک ھذا من عند اللہ یمضہ". [أنظر: ۵۰۷۸، ۵۱۲۵، ۷۰۱۱، ۷۰۱۲] [۶۲]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں نے تمہیں (نکاح سے پہلے) خواب میں دو مرتبہ ریشمی کپڑوں میں لپٹا ہوا دیکھا اور (مجھ سے) کہا گیا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ جب میں نے اس کپڑے کو ہٹایا، تو تم نظر آئیں، میں نے کہا اگر یہ منجانب اللہ ہے تو وہ اسے پورا کر کے رہے گا۔

۳۸۹۶ ـــ حدثنا عبید بن اسماعیل: حدثنا ابو اسامۃ، عن ھشام، عن ابیہ قال: توفیت خدیجۃ قبل مخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ بثلاث سنین، فلبث سنتین او قریبا من ذلک ونکح عائشۃ وھی بنت ست سنین، ثم بنی بھا وھی بنت تسع سنین. [راجع: ۳۸۹۴]

ترجمہ: ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے تین سال پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا تھا، تو آپ نے کم وبیش دو سال توقف کیا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جبکہ ان کی عمر چھ برس کی تھی، نکاح کرلیا۔ اور پھر نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔

بابُ ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ

حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان

وقال عبد اللہ بن زید وأبو ھریرۃ رضی اللہ عنھما عن النبی ﷺ: لولا الھجرۃ لکنت امرأ من الأنصار. وقال أبو موسی عن النبی ﷺ: رأیت فی المنام انی أھاجر من مکۃ الی أرض

[۶۲] وفی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل عائشۃ، رقم: ۴۴۶۸، وسنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب من فضل عائشۃ، رقم: ۳۸۱۵، ومسند احمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدۃ عائشۃ، رقم: ۲۳۰۱۲، ۲۳۸۲۳، ۲۴۱۲۴.

بها نخل فذهب وهلی الی انها اليمامة أو هجر، فاذا هی المدينة يثرب.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سرکار دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصار میں ایک فرد ہوتا۔ اور ابو موسیٰؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجور کے درخت (بکثرت) ہیں تو میرے خیال میں آیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے، لیکن وہ مدینہ یعنی یثرب تھا۔

۳۸۹۷ ـ حدثنا الحميدي: حدثنا سفيان: حدثنا الاعمش قال: سمعت أبا وائل يقول: عدنا خبابا فقال: هاجرنا مع النبي ﷺ نريد وجه الله فوقع أجرنا على الله، فمنا من مضى لم يأخذ من أجره شيئا، منهم: مصعب بن عمير قتل يوم أحد وترك نمرة فكنا اذا غطينا بها رأسه بدت رجلاه، واذا غطينا رجليه بدا راسه، فأمرنا رسول الله ﷺ أن نغطي رأسه على رجليه شيئا من الاذخر. ومنا من أينعت له ثمرته فهو يهديها. [راجع: ۱۲۷۶]

ترجمہ: ابو وائل سے روایت ہے کہ ہم حضرت خبابؓ کی عیادت کو گئے، تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے محض لوجہ اللہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، تو ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں ہو گیا، مگر ہم میں سے بعض حضرات (دنیا سے اس حال میں چلے گئے کہ انہوں نے (دنیا میں) اس کا کچھ بھی اجر نہ لیا، انہیں دنیا میں راحت نہ ملی، انہیں میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں، جو جنگِ اُحد میں شہید ہوئے اور صرف ایک کمبل انہوں نے چھوڑا، جب ہم کفن میں اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو پیر کھل جاتے اور جب پیر ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ہم ان کا سر (تو اس کمبل سے) ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس رکھ کر انہیں چھپا دیں، اور ہم میں بعض حضرات ایسے ہیں کہ ان کے لئے ان کا پھل پک گیا اور وہ اسے توڑ کر کھا رہے ہیں۔

فكنا اذا غطينا بها رأسه بدت رجلاه ـ جس کو دنیا کے اندر ہی ثمرات مل گئے تو وہ اپنے پھل کاٹ رہا ہے اور بہت سے وہ ہیں جن کو دنیا میں کچھ نہیں ملا جیسے حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے اور ان کو کفن بھی پورا میسر نہیں آیا۔

۳۸۹۸ ـ حدثنا مسدد: حدثنا حماد هو ابن زيد، عن يحيى، عن محمد بن ابراهيم، عن علقمة بن وقاص قال: سمعت عمر رضی الله عنه قال: سمعت النبی صلی الله عليه وسلم اراه يقول: "الاعمال بالنية، فمن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او امراة يتزوجها فهجرته الى ما هاجر اليه. ومن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله صلى الله عليه وسلم". [راجع: ۱]

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسالت مآب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کی یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہوگی، تو اس کی ہجرت اسی کام کے لئے لکھی جائے گی، تو اس کی ہجرت اسی کام کے لئے لکھی جائے گی اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہجرت کی ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے لکھی جائے گی۔

۳۸۹۹ ـ حدثني اسحاق بن يزيد الدمشقي: حدثنا يحيى بن حمزة قال: حدثني ابو عمرو الاوزاعي، عن عبدة بن ابى لبابة، عن مجاهد بن جبر المكي: ان عبد الله ابن عمر رضى الله عنهما كان يقول: لاهجرة بعد الفتح. [انظر: ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱] ۶۳

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ فتح (مکہ) کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔

۳۹۰۰ ـ قال يحيى بن همزه: وحدثني الاوزاعي، عن عطاء بن ابى رباح قال: زرت عائشة مع عبيد بن عمير الليثي فسالناها عن الهجرة فقالت: لا هجرة اليوم. كان المؤمنون يفر احدهم بدينه الى الله تعالى والى رسوله صلى الله عليه وسلم مخافة ان يفتن عليه. فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام، واليوم يعبد ربه حيث شاء، ولكن جهاد ونية. [راجع: ۳۰۸۰]

ترجمہ: عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ میں عبید بن عمیر لیثی کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے گیا تو ہم نے ان سے ہجرت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اب ہجرت نہیں ہے پچھلے زمانہ میں ہجرت کا منشاء یہ تھا کہ مسلمان اپنے دین کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ اور رسول کی طرف فتنہ میں پڑ جانے کے خوف سے بھاگ کر آئے تھے، لیکن اب اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا، لہٰذا اب کوئی جہاں جی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے، البتہ جہاد اور نیت کا ثواب ملتا ہے۔

۳۹۰۱ ـ حدثنا زكريا بن يحيى: حدثنا ابن نمير قال هشام: فأخبرني أبي، عن عائشة رضي الله عنها أن سعدا قال: اللهم انک، تعلم انه ليس أحد أحب الي أن أجاهدهم فيک من قوم كذّبوا رسولک ﷺ واخرجوه، اللهم فاني أظن أنک قد رضعت الحرب بيننا وبينهم وقال أبان بن يزيد: حدثنا هشام، عن أبيه: أخبرتني عائشة: من قوم كذّبوا نبيک وأخرجوه من قريش. [راجع: ۴۶۳]

حضرت سعد بن معاذؓ کی تمنا

عام طور سے جب سعد مطلق بولتے ہیں تو اس سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مراد ہوتے ہیں لیکن یہاں

۶۳ انفرد به البخاري.

حضرت سعد بن معاذؓ مراد ہیں۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا تھا: **اللهم انک تعلم انه ليس أحد احب الى ان أجا هدهم فيك من قوم كذبوا رسولك ﷺ واخرجوه،** اے اللہ! آپ جانتے ہیں مجھے کسی بھی قوم سے جہاد کرنا بنسبت اس قوم کے زیادہ پسند نہیں جس نے آپ کے رسول ﷺ کی تکذیب کی اور آپ ﷺ کو وطن سے نکالا یعنی قریش، مجھے سب سے زیادہ ان سے جہاد کرنا پسند ہے۔ **اللهم فانى أظن قد وضعت الحرب بيننا وبينهم.** اے اللہ! میرا گمان ہے کہ آپ نے ہمارے اوران کے درمیان جنگ اٹھادی ہے۔

یہ دعا اس وقت کرر ہے ہیں جب غزوۂ احزاب میں ان کے ہاتھ میں نیزہ لگ گیا تھا تو اس وقت کہا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں قریش سے جہاد کروں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہمارے اوران کے درمیان جنگ ختم ہوگئی ہے اوراب ان سے لڑنے کا مزید موقع نہیں ملے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اب مجھے اسی میں شہادت مل جائے۔

شروع میں میری تمنا تھی کہ زندہ رہوں اوران سے خوب بدلہ لوں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوران کے درمیان جنگ ختم فرمادی ہے تو اب چونکہ لڑنے کا موقع نہیں ہے، لہٰذا میرے لئے بہتر یہی ہے کہ اسی زخم میں شہادت کا مرتبہ حاصل کرلوں۔

۳۹۰۲ ـ حدثنى مطر بن الفضل: حدثنا روح بن عبادة: حدثنا هشام: حدثنا عكرمة، عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم لاربعين سنة فمكث بمكة ثلاث عشرة سنة يوحى اليه، ثم امر بالهجرة فهاجر عشر سنين، ومات وهو ابن ثلاث وستين. [راجع: ۳۸۵۱]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبوت کے بعد حضور اقدس ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی، آپ مکہ میں تیرہ سال اس حال میں کہ آپ پر وحی نازل ہوتی تھی، ٹھہرے رہے۔ پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ ﷺ نے ہجرت کی حالت میں دس سال مدینہ میں گزارے اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوگیا تھا۔

۳۹۰۳ ـ حدثنى مطر بن الفضل: حدثنا روح بن عبادة: حدثنا زكريا بن اسحاق: حدثنا عمرو بن دينار، عن ابن عباس قال: مكث رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة ثلاث عشرة وتوفى وهو ابن ثلاث وستين. [راجع: ۳۹۰۲]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبوت کے بعد سید الکونین ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے اور آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال کی تھی جب کہ آپ کی وفات ہوئی۔

۳۹۰۴ ـ حدثنا اسماعيل بن عبد الله قال: حدثنى مالك، عن ابى النضر مولى عمر بن

عبید اللّٰه، عن عبید یعنی ابن حنین، عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰه عنه: ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم جلس علی المنبر فقال: "ان عبدا خیره اللّٰه بین ان یؤتیه من زهرة الدنیا ما شاء وبین ما عنده فاختار ما عنده". فبکی ابو بکر وقال: فدیناک بآبائنا وامهاتنا، فعجبنا له وقال الناس: انظروا الی هذا الشیخ، یخبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن عبد خیره اللّٰه بین ان یؤتیه من زهرة الدنیا وبین ما عنده، وهو یقول: فدیناک بآبائنا وامهاتنا، فکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم هو المخیر وکان ابو بکر هو اعلمنا به. وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "ان من امن الناس علی فی صحبته وماله ابابکر، ولو کنت متخذا خلیلا من امتی لاتخذت ابا بکر، الا خلة الاسلام، لایبقین فی المسجد خوخة الا خوخة ابی بکر". [راجع: ۴۶۶]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ مرضِ وفات میں منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ وہ دنیا اور اس کی تروتازگی کو اختیار کرلے، یا اللہ کے پاس جونعمتیں ہیں انہیں اختیار کرلے، تو اس بندہ نے اللہ کے پاس والی نعمتوں کو اختیار کرلیا (یہ سن کر) حضرت ابوبکرؓ رو پڑے اور عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ پر اپنے ماں باپ کو قربان کرتے ہیں (راوی کہتا ہے) کہ ہمیں حضرت ابوبکرؓ پر تعجب ہوا اور لوگوں نے کہا اس بڈھے کو تو دیکھو کہ سرکار دو عالم ﷺ تو ایک بندہ کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ نے اس کو دنیا کی تروتازگی اور اپنے پاس کے انعامات کے درمیان اختیار دیا، اور یہ بڈھا کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کو آپ پر فدا کرتے ہیں، اور رو رہا ہے۔ لیکن چند روز کے بعد جب آپ ﷺ کا وصال ہوگیا، تو ہم یہ راز سمجھ گئے کہ حضرت ابوبکرؓ کیوں روئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو ہی اختیار دیا گیا تھا، گویا آپ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ تھا جسے حضرت ابوبکرؓ سمجھ گئے تھے، اور حضرت ابوبکرؓ ہم میں سب سے بڑے عالم تھے اور آپ نے فرمایا کہ اپنی رفاقت اور مال کے اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کے ہے، اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل (دوست حقیقی) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلامی دوستی (کافی) ہے۔ (دیکھو) مسجد میں سوائے ابوبکر کے دریچے کے اور کوئی دریچہ (کھلا ہوا) باقی نہ رہے۔

۳۹۰۵ - حدثنا یحیی بن بکیر قال: حدثنا اللیث، عن عقیل: قال ابن شهاب فأخبرني عروة بن الزبیر رضي اللّٰه عنه أن عائشة رضي اللّٰه عنها زوج النبي ﷺ قالت: لم أعقل أبوي قط الا وهما یدینان الدین، ولم یمر علینا یوم الا یأتینا فیه رسول اللّٰه ﷺ طرفي النهار بکرة وعشیة، فلما ابتي المسلمون خرج أبو بکر مهاجرا نحو أرض الحبشة حتی بلغ برک الغماد لقیه ابن الدغنة وهو سید القارة، فقال: أین ترید یا أبا بکر؟ فقال أبو بکر: أخرجني قومي فأرید ان أسیح في الارض وأعبد ربي. فقال ابن الدغنة: فان مثلک یا أبا بکر لا یخرج ولا یخرج،

انک تکسب المعدوم، وتصل الرحم، وتحمل الكل، وتقري الضيف، وتعين على نوائب الحق. فانا لک جار، ارجع واعبد ربک ببلدک. فرجع وارتحل معه ابن الدغنة فطاف ابن الدغنة عشية في أشراف قريش فقال لهم: ان أبا بكر لا يخرج مثله ولا يخرج، أتخرجون رجلا يكسب المعدوم، ويصل الرحم، ويحمل الكل، ويقري الضيف، ويعين على نوائب الحق؟ فلم تكذب قريش بجوار ابن الدغنة وقالوا لأبن الدغنة: مر أبابكر فليعبد ربه فی داره، فليصل فيها وليقرأ ماشاء ولا يؤذينا بذلک ولا يستعلن به، فانا نخشى أن يفتن نسائنا وأبنائنا. فقال ذلک ابن الدغنة لأبی بكر، فلبث ابو بكر بذلک يعبد ربه فی داره ولا يستعلن بصلاته ولا يقرأ فی غير داره. ثم بدا لأبی بكر فابتنى مسجدا بفناء داره وكان يصلی فيه ويقر القرآن فيتقذف عليه نساء المشركين وأبنائهم، وهم يعجبون منه وينظرون اليه. وكان أبوبكر رجلا بكاء لايملک عينيه اذا قرأ القرآن. فأفزع ذلک اشراف قريش من المشركين فأرسلوا الى ابن الدغنة فقدم عليهم فقالوا: انا كنا أجرنا أبابكر بجوارک على أن يعبد ربه فی داره، فقد جاوز ذلک، فابتنى مسجداً بفناء داره، فأعلن بالصلاة و القراء ة فيه. وانا قد خشينا أن يفتن نسائنا وأبنائنا فانهه فان أحب أن يقتصر على أن يعبد ربه فی داره فعل، وان أبی الا أن يعلن بذلک فأساله أن يرد اليک ذمتک. فانا قد كرهنا أن نخفرک ولسنا مقرين لأبی بكر الاستعلان، قالت عائشة: فأتى ابن الدغنة الى ابی بكر فقال: قد علمت الذی عاقدت لک عليه، فاما أن تقتصر على ذلک واما أن ترجع الیّ ذمتی، فانی لا أحب ان تسمع العرب أنی أخفرت فی رجل عقدت له. فقال ابوبكر: فانی أرد اليک جوارک، وأرضى بجوار الله عزوجل. و النبی ﷺ يومئذ بمكة، فقال النبی ﷺ للمسلمين: " انی أُريت دار هجرتكم ذات نخل بين لابتين وهما الحرتان" فهاجر من هاجر قبل المدينة. ورجع عامة من كان هاجر بأرض الحبشة الى المدينة، وتجهز ابوبكر قبل المدينة. فقاله رسول الله ﷺ: " على رسلک، فانی أرجو أن يؤذن لی "، فقال ابوبكر: وهل ترجو ذلک بأبی أنت؟ قال: " نعم "، فحبس أبوبكر نفسه على رسول الله ﷺ ليصحبه، وعلف راحلتين كانتا عنده ورق السمر ــ وهو الخبط ــ أربعة أشهر.

قال ابن شهاب: قال عروة: قالت عائشة: فبينما نحن يوما جلوس فی بيت أبی بكر فی نحر الظهيرة قال قائل لأبی بكر: هذا رسول الله ﷺ متقنعا فی ساعة لم يكن يأتينا فيها فقال ابوبكر: فدى له أبی وأمی، والله ما جاء به فی هذه الساعة الا أمر، قالت: فجاء رسول الله ﷺ فاستأذن، فأذن له فدخل فقال النبی ﷺ لأبی بكر: أخرج من عندک، فقال أبوبكر: انما هم

اهلک بأبی أنت یارسول الله، قال: " فانی قد أذن لی فی الخروج " فقال أبوبکر: الصحابة بأبی أنت یارسول الله، قال رسول الله ﷺ: " نعم " قال أبو بکر: فخذ بأبی أنت یارسول الله احدی راحلتین هاتین، قال رسول الله ﷺ: بالثمن، قالت عائشة: فجهزناهما أحث الجهاز وصنعنا لهما سفرة فی جراب فقطعت أسماء بنت أبی بکر قطعة من نطاقها فربطت به علی فم الجراب فبذلک سمیت ذات النطاق. قالت: ثم لحق رسول الله ﷺ وأبوبکر بغار فی جبل ثور فکمنا فیه ثلاث لیال، یبیت فی الغار عبد الله بن أبی بکر وهو غلام شاب ثقف لقن فیدلج من عندهما بسحر فیصبح مع قریش بمکة کبائت فلا یسمع أمرا یکتادان به الا وعاه حتی یأتیهما بخبر ذلک حین یختلط الظلام، ویرعی علیهما عامر ابن فهیرة مولی أبی بکر منحة من غنم فیریحها علیهما حین تذهب ساعة من العشاء فیبیتان فی رسل وهو لبن منحتهما ورضیفهما حتی ینعق بها عامر بن فهیرة بغلس. یفعل ذلک فی کل لیلة من تلک اللیالی الثلاث، واستأجر رسول الله ﷺ وأبوبکر رجلا من بنی الدیل وهو من بنی عبد بن عدی هادیا خریتا ــ والخریت: الماهر بالهدایة ــ قد غمس حلفا فی آل العاص بن وائل السهمی وهو علی دین کفار قریش فأمناه فدفعا الیه راحلتیهما وواعداه غار ثور بعد ثلاث لیال براحلتیهما صبح ثلاث. وانطلق معهما عامر بن فهیرة والدلیل فأخذ بهم طریق السواحل. [راجع: ۴۷۶]

حدیثِ ہجرت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں **لم أعقل أبوی قط الا وهما یدینان الدین،** میں نے اپنے والدین کو کبھی نہیں پایا مگر وہ دینِ اسلام پر کاربند تھے، یعنی جب سے مجھے ہوش آیا ہے میں نے اپنے والدین کو دینِ اسلام پر ہی پایا ہے۔

فلما ابتلی المسلمون، جب کافروں نے ایذادینی شروع کی تو حضرت صدیق اکبرؓ ارضِ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی غرض سے نکلے **حتی بلغ برک الغماد لقیه ابن الدغنة وهو سید القارة،** یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس علاقے کا سردار ابن الدغنہ ان سے ملا، **فقال: أین ترید یا أبابکر؟ فقال أبوبکر: أخرجنی قومی. ...أنک تکسب المعدوم، وتصل الرحم، وتحمل الکل، وتقری الضیف، وتعین علی نوائب الحق،** یہ بعینہ وہی الفاظ ہیں جو حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ کے لئے کہے تھے، جو بدء الوحی حدیث نمبر ۳ میں گزری ہے۔

فلم تکذب قریش بجوار ابن الدغنة: قریش نے ابن الدغنہ کے جوار یا امان کو جھوٹا نہیں قرار دیا،

مطلب یہ ہے کہ ان کے امان کو تسلیم کرلیا۔ **وقالوا لأبن الدغنه: مر أبابکر فلیعبد ربه فی داره، فلیصل فیها ولیقرأ ماشاء ولا یؤذینا بذٰلک ولا یستعلن به،** گھر میں چاہے جو کچھ بھی کریں لیکن علانیہ نہ کریں، **فانا نخشی أن یفتن نسائنا و أبنائنا،** ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں مبتلا نہ کریں۔

ثم بدا لأبی بکر فابتنی مسجدا بفناء داره، بعد میں حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں نماز کی جگہ، ایک مسجد سی بنالی۔ **وکان یصلی فیه ویقرأ القرآن فیتقذف علیه نساء المشرکین وأبنائهم،** مشرکین عورتیں اور بچے آکر ہجوم کردیتے، **یتقذف** کے معنی **یزدحم** کے ہیں، **وهم یعجبون منه،** جب صدیق اکبرؓ پڑھتے تھے تو ان کی قرأت پسند آتی تھی۔ **وینظرون الیه، وکان أبوبکر رجلا بکاء لایملک عینیه اذا قرأ القرآن،** گریہ طاری ہوجاتا تھا۔

فافزع ذٰلک أشراف قریش من المشرکین، اس واقعہ سے مشرکین کے اشراف گھبرا گئے کہ اس طرح تو سب لوگ ان کے گرویدہ ہوجائیں گے۔

وانا قد خشینا أن یفتن نسائنا وأبنائنا فانهه، آپ ان کو اس کام سے روکیں، **فان أحب أن یقتصر علی أن یعبد ربه فی داره فعل،** اگر وہ اپنے گھر میں تنہا عبادت کرنا چاہیں تو کریں، **وان أبی الا أن یعلن ذٰلک فاساله أن یرد الیک ذمتک،** اگر وہ انکار کردے اور علانیہ یہ کام نہ کرنا چاہے تو ان سے کہے کہ وہ آپ کی ذمہ داری آپ کی طرف لوٹادے۔ **فانا قد کرهنا أن نخفرک،** ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ ہم آپ کے ذمہ کی بے حرمتی کریں۔

اخفر یخفر کے معنی ہیں ذمہ داری کی بے حرمتی کرنا، یعنی آپ نے ان کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ اور ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ اس ذمہ داری کی بے حرمتی کرتے ہوئے ان پر حملہ کردیں، اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ ایک مرتبہ یہ معاملہ صاف کردیں۔

ولسنا مقرین لأبی بکر الاستعلان، اور یہ جو اعلانیہ کر رہے ہیں اس کو ہم کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے۔

قالت عائشة: .... فانی لاأحب ان تسمع العرب انی اخفرت فی رجل عقدت له، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب کے لوگ یہ خبر سنیں کہ ایک ایسے شخص کے بارے میں جس کے ساتھ میں نے عقد امان کرلیا تھا میری ذمہ داری کی بے حرمتی کی گئی ہے۔

فقال ابو بکر: فانی ارد الیک جوارک، وارضی بجوار الله عزوجل، میں اللہ کے جوار، امان پر راضی ہوں، تمہاری جوار واپس کرتا ہوں۔

والنبیﷺ یومئذ بمکة، فقال النبیﷺ المسلمین: انی أریت دار هجرتکم ذات

نخل بین لابتین وھما الحرتان، آپ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ تمہارا دارالہجرۃ مجھے دکھادیا گیا ہے وہ دوحروں کے درمیان نخلستان والی زمین ہے۔

فھاجر... ورجع عامة من کان ھاجر بارض الحبشة الی المدینة، جو حبشہ ہجرت کر کے گئے تھے وہ بھی مدینہ لوٹ آئے۔ **وتجھز ابوبکر قبل المدینة، فقال له رسول اللهﷺ علی رسلک،** حضرت صدیق اکبرؓ بھی تیار ہو گئے تھے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ **فانی أرجو أن یؤذن لی،** کیونکہ مجھے اُمید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔

فقال ابو بکر: وھل ترجو ذٰلک بابی أنت؟ میرا باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کیا آپ اُمید رکھتے ہیں کہ آپ کو بھی اجازت مل جائے گی۔ **قال: نعم، فحبس ...... وعلف راحلتین کا نتا عنده ورق السمر،** ببول کے پتے کھلا کھلا کر اونٹنیاں تیار کیں، **أربعة أشھر،** چار مہینے تک ان کو پالتے رہے۔

قال قائل لأبی بکر: ھٰذا رسول اللهﷺ متقنعا فی ساعة لم یکن یاتینا فیھا ، کسی نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں، انہوں نے اپنا سر ڈھکا ہوا ہے اور ایسے وقت میں آئے ہیں کہ عام طور سے اس وقت میں نہیں آیا کرتے تھے، یعنی دوپہر کے وقت میں۔

فقال ابوبکر .... فقال النبیﷺ: أخرج من عندک ، آس پاس جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو ہٹادو، یعنی خلوت میں بات کرنی ہے، **فقال ابو بکر: انما ھم اھلک بابی انت یا رسول الله** یہ تو آپ ﷺ کے گھر والے ہی ہیں، یعنی وہاں حضرت عائشہؓ تھیں جن کا حضور ﷺ سے نکاح ہو چکا تھا۔

قال: فانی قد اذن لی فی الخروج، آپ ﷺ نے بتایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے، **فقال ابو بکر: الصحابة بابی انت یا رسول الله** یعنی آپ ﷺ کی صحبت ورفاقت چاہتا ہوں، **قال............ فجھزنا ھما أحث الجھاز،** ہم نے ان اونٹنیوں کو بہت اچھی طرح تیار کیا۔

ثم لحق رسول اللهﷺ وابوبکر بغار فی جبل ثور فکمنا فیه ثلاث لیال، پھر سرکار دوعالم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ جبلِ ثور کے ایک غار میں پہنچ گئے اور اس میں تین دن تک چھپے رہے۔ **یبیت فی الغار عبدالله بن ابی بکر** ، عبداللہ بن ابوبکرؓ رات کو ان دونوں حضرات کے پاس رہا کرتے، پہلے گزر چکا ہے کہ دن بھر کی خبریں لے کر رات کو وہاں جاتے اور رات وہاں گزارتے، **وھو غلام شابّ** اور وہ نوجوان آدمی تھے، **"لقف"** اس کے معنی ہیں ماہر، کسی چیز میں ماہر ہونے کو **ثقافة** کہتے ہیں، **لقن** کے معنی ذکی، بہت سمجھدار، **فیدلج من عندھما بسحر،** رات وہاں گزارتے اور صبح منہ اندھیرے روانہ ہو جاتے، **ادلج یدلج** کے معنی ہیں اندھیرے میں چلنا، عام طور سے **ادلج** اول شب میں چلنے کیلئے آتا ہے، اور **ادّلج** باب افتعال سے آخر شب میں چلنے کیلئے آتا ہے۔ چنانچہ ایک نسخہ میں **فیدّلج** ہے **فیصبح مع قریش بمکة،** صبح مکہ میں قریش کے پاس ہوتے **کبائت،** گویا کہ

انہوں نے رات وہیں گزاری، **فلا یسمع امرا یکتادان به الا وعاه**، وہ نہیں سنتے تھے ایسی کوئی خبر جس کے ذریعہ مکر کیا جارہا ہوتا یعنی حضور ﷺ اور ابوبکرؓ کو پکڑنے کیلئے جو بھی سازش کی خبر سنتے اس کو یاد کرلیتے **حتی یاتیهما بخبر ذلک**، اور اس کی اطلاع لے کر آتے **حین یختلط الظلام**، جب شام کے وقت اندھیرا گہرا ہوجاتا۔

ویرعی علیهما عامر بن فهیرة مولی ابی بکر منحة من غنم، حضرت ابوبکرؓ کے مولی عامر ابن فہیرہ بکریاں چرایا کرتے تھے وہ بکریوں کا ریوڑ لے کر شام کے وقت ان کے پاس جاتے، **فیریحها علیهما حین تذهب ساعة من العشاء** تاکہ بکریوں کے بار بار جانے سے قدموں کے نشانات مٹ جائیں۔

فیبیتان فی رسل، اور اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوتا کہ وہ دونوں دودھ کے ساتھ رات گزارتے یعنی اتنی ساری بکریوں کا ریوڑ ہوتا تو دودھ بھی وافر مقدار میں ہوتا۔ "**رسل**" کے معنی ہیں تازہ دودھ لے کر ان کے پاس رہتے۔

وهو لبن منحتهما ورضیفهما، اور یہ ان کے گلہ کا دودھ ہوتا تھا اور رضیف ہوتا تھا، رضیف اس دودھ کو کہتے ہیں جس میں تپتے پتھر ڈال کر گرمی پیدا کی گئی ہو۔ پہلے زمانہ میں دودھ گرم کرنے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ اس میں تپتے ہوئے پتھر ڈال دیتے تھے جس سے وہ گرم ہوجاتا تھا، تو اس کو رضیف کہتے ہیں۔

حتی ینعق بها عامر بن فهیرة بغلس، یہاں تک کہ عامر بن فہیرہ ان پر آواز لگاتے اندھیرے کے وقت، یعنی رات بھر ریوڑ وہاں رہا اور حضور ﷺ کو دودھ پہنچاتے رہے اور صبح اندھیرے میں وہاں سے ریوڑ کو ہنکا کر لے گئے۔ **یفعل ذلک فی کل لیلة من تلک اللیالی الثلاث**. اسی طرح تینوں راتوں تک دو آدمی موجود ہوتے۔

واستأجر رسول اللہ ﷺ وابوبکر رجلا من بنی الدیل، اور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے بنی الدیل کے ایک شخص کو کرایہ پر لیا، **وهو من بنی عبد بن عدي هادیا خرّیتا**، ایک ماہر راہنما کے طور پر، خریت کے معنی ہیں خوب ماہر، جو راستوں کا جاننے والا ہو۔ تو ایک ماہر شخص کو رہبر کے طور پر ساتھ لیا، تاکہ ایسے راستہ سے مدینہ منورہ لے کر جائے جس سے لوگوں کا آنا جانا کم ہو۔

قد غمس حلفا فی آل العاص بن وائل السهمی اور اس نے حلافت کی تھی یعنی قسمیں اٹھائی تھیں عاص بن وائل کے خاندان میں، یعنی یہ ان کا حلیف بن گیا تھا۔

غمس یغمس کے معنی ہیں کسی کپڑے کو پانی میں ڈبونا، **یغمس ثوبا فی الماء**۔ جب بہت زیادہ مؤکد قسمیں کھائی ہوتی تھیں تو بعض اوقات خون میں ہاتھ ڈبوتے تھے اور بعض اوقات پانی میں ڈبوتے تھے، یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ ہم بہت ہی پکی قسم کھا رہے ہیں **وهو علی دین کفار قریش**، اور جس وقت اس کو رہنمائی کیلئے کرایہ پر لیا، اس وقت یہ کافر ہی تھا، **فأمناه**، آنحضرت ﷺ اور صدیق اکبرؓ نے اس کو مامون سمجھا کیونکہ یہ عاص بن وائل کا حلیف ہے اور عاص بن وائل نسبۃً شریف آدمی تھا، حضرت فاروق اعظمؓ کو بھی اسی نے امان

دی تھی، یہ چونکہ ان کا حلیف ہے اس لئے یہ بھی گڑ بڑ نہیں کرے گا۔

فدفعا اليه راحلتيهما ، اپنی دونوں سواریاں اس کو دیدیں، **وواعداه غار ثور بعد ثلاث ليال براحلتيهما**، اور یہ وعدہ کیا کہ تین دن کے بعد تم سواریاں لے کر غارِ ثور آ جانا **صبح ثلاث**، تیسرے دن کی صبح، **وانطلق معهما عامر بن فهيرة والدليل**، جب آپ ﷺ اور صدیق اکبرؓ غارِ ثور سے روانہ ہوئے تو عامر بن فہیرہ اور ہمارا دونوں ساتھ چلے **فأخذ بهم طريق السواحل**، وہ ان کو سمندر کے ساحل کے راستے لے گئے یعنی ایسے راستے سے لے گئے جیسے عام طور سے مدینہ جانے والے نہیں اختیار کرتے۔

٣٩٠٦ ـ قال ابن شهاب: وأخبرني عبدالرحمٰن بن مالك المدلجي وهو ابن أخي سراقة بن مالك بن جعشم أن أباه أخبره أنه سمع سراقة بن جعشم يقول: جاء نا رسل كفار قريش يجعلون في رسول الله ﷺ وأبي بكر دية كل واحد منهما من قتله أو أسره فبينما جالس يا مجلس من مجالس قومي نبي مدلج أقبل رجل منهم حتى قام علينا ونحن جلوس فقال: يا سراقة، اني قد رأيت آنفا أسودة بالساحل أراها محمدا وأصحابه. قال سراقة: فعررت أنهم هم، فقلت له: انهم ليسوا بهم، ولكنك رأيت فلانا وفلانا، انطلقوا بأعيننا يبتغون ضالة لهم. ثم لبثت في المجلس ساعة، ثم قمت فدخلت فأمرت جاريتي أن يخرج بفرسي وهي من وراء أكمة فتحبسها علي وأخذت رمحي فخرجت به من ظهر البيت، فخططت بزجه الارض، وخففت عاليه حتى أتيت فرسي فركبتها فرفعتها تقرب بي حتى دنوت منهم فعثرت بي فرسي فخررت عنها فقمت، فأهويت بدي الى كنانتي فاستخرجت منها الازلام فاستقسمت بها: أضرهم أم لا؟ فخرج الذي اكره فركبت فرسي وعصيت الازلام تقرب بي حتى اذا سمعت قرائة رسول الله ﷺ وهو لا يلتفت وأبو بكر يكثر الالتفات ساخت يدا فرسي في الارض حتى بلغتا الركبتين فخررت عنها، ثم زجرتها فنهضت فلم تكد تخرج يديها، فلما استوت قائمة اذا لاثر يديها عثان ساطع في السماء مثل الدخان. فاستقسمت بالازلام فخرج الذي الره فناد يتهم بالامان فوقفوا فركبت فرسي حتى جئتهم، ووقع في نفسي حين لقيت ما لقيت من الجس عنهم أن سيظهر امر رسول الله ﷺ فقلت له: ان قومك قد جعلوا فيك الدية وأخبرتهم أخبار ما يريد الناس بهم وعرضت عليهم الزاد والمتاع فلم يرزاني ولم يسالا ني الا أن قال: أخف عنا" فسالته أن يكتب لي كتاب أمن، فامر عامر بن فهيرة فكتب في رقعة من أدم، ثم مضى رسول الله ﷺ. قال ابن شهاب: فأخبرني عروة بن الزبير: أن رسول الله ﷺ لقي الزبير في ركب من المسلمين كانوا تجارا قافلين من الشام، فكسا الزبير رسول الله ﷺ وأبا بكر ثياب

بياض. وسمع المسلمون بالمدينة مخرج رسول الله ﷺ من مكة فكانوا يغدون كل غداة الى الحرة فينتظرونه حتى يردهم حر الظهيرة. فانقلبوا يوما بعدما أطالوا انتظارهم فلما أووا الى بيوتهم أوفى من يهود على أطم من آطامهم لامر ينظر اليه فبصر برسول الله ﷺ وأصحابه مبضين يزول بهم السراب. فلم يملك اليهودي أن قال باعلى صوته: يا معاشر العرب هذا جدكم الذي تنتظرون، فثار المسلمون الى السلاح فتلقوا رسول الله ﷺ بظهر الحرة. فعدل بهم ذات اليمين حتى نزل بهم في بني عمرو بن، وذلک يوم الاثنين من شهر ربيع الاول. فقام أبو بكر للناس وجلس رسول الله ﷺ صامتا، فطفق من جاء من الا نصار ممن لم ير رسول الله ﷺ يحيي أبا بكر، حتى أصابت الشمس رسول الله ﷺ فاقبل أبو بكر ،حتى ظلل عليه بردائه فعرف الناس رسول الله ﷺ عند ذلک. فلبث رسول الله ﷺ في بني عمرو بن عوف عشرة ليلة وأس المسجد الذي أس على التقوى وصلى فيه رسول الله ﷺ ثم ركب راحلته فسار يمشي معه الناس حتى بركت عند مسجد الرسول ﷺ بالمدينه وهو يصلي فيه يومئذ رجال من المسلمين وكان مربدا للتمر لسهيل وسهل غلامين يتيمين في حجر سعد بن زرارة. فقال رسول الله ﷺ حين بركت به راحلته: " هذا ان شاء الله المنزل" ثم دعا رسول، الله ﷺ الغلامين فساومهما بالمربد ليتخذه مسجدا، فقالا: لا بل نهبه لک يا رسول الله، فابى رسول الله ﷺ أن يقبله منهما هبة حتى ابتاعه منهما، ثم بناه مسجدا. وطفق رسول الله ﷺ ينقل موهم اللبن في لک ويقول: "هذا الحمال لا حمال خيبر هذا أبر ربنا وأطهر، ويقول: اللهم ان الاجر الاخره فارحم الانصار والمهاجرة" فتمثل بشعر رجل من المسلمين لم يسم لي. قال ابن شهاب: ولم يبلغنا في الا حاديث ان رسول الله ﷺ تمثل بيت شعر تام غير هذا الابيات. [۶۴]

سراقہ بن مالک کا واقعہ

اب یہاں سے حضرت عائشہؓ سراقہ کا واقعہ بیان کرنا شروع کرتی ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مالک المدلجی جو سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ **ان اباه أخبره انه سمع سراقة بن جعشم يقول:** کہ ان کے والد یعنی سراقہ بن مالک کے بھائی نے ان کو بتایا کہ سراقہ اپنے علاقے میں اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے **جاء نا رسل كفار قريش،** ہمارے پاس کفار قریش کے ایلچی آئے، **يجعلون** ......انہوں نے آکر یہ پیغام دیا

---

[۶۴] وفي سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في التقنع، رقم: ۳۵۶۱، ومسند أحمد، مسند الشاميين، باب حديث سراقة بن مالک بن جعشم، رقم: ۱۲۹۳۰، ۲۲۴۴۵، ۲۲۵۹۲.

کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ ہر ایک کی دیت اس شخص کیلئے مقرر کی ہے جوان کو قتل کر کے یا گرفتار کر کے لائے، یعنی ایک آدمی کی دیت سو اونٹ ہے تو ہر ایک پر سو اونٹ ملے گا، اگر حضور اقدس ﷺ کو گرفتار کر کے لائیں تو سو اونٹ اور حضرت ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائیں تو سو اونٹ۔ اب سراقہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں میں اپنی قوم بنو مدلج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور کھڑا ہو گیا، ہم بیٹھے ہوئے تھے، اس نے آکر کہا: اے سراقہ! میں نے ابھی ابھی ساحل کے پاس کچھ لوگوں کے ہیولے دیکھے ہیں۔ **اسودة، سواد** کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں کسی انسان کی ہیئت۔ گویا کچھ لوگوں کو دیکھا ہے **أراها محمد أ و اصحابه،** میرا خیال ہے کہ یہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب ہیں جن کی قریش کو تلاش ہے۔

قال سراقة: فعرفت أنهم هم، سراقہ کہتے ہیں کہ میں جان گیا کہ یہ جانے والے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ ہیں، تو جو خبر لے آیا تھا میں نے اس سے کہا کہ نہیں، یہ وہ لوگ یعنی محمد ﷺ اور ان کے اصحابؓ نہیں ہیں بلکہ تم نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا جو ابھی ابھی ہمارے سامنے سے اٹھ کر گیا ہے، اور یہ میں نے اس لئے کہا تا کہ اس کو گمراہ کر دوں کہ کہیں وہ جا کر ان کو پکڑ لے اور سو اونٹ کا انعام نہ لے لے، تو میں نے اس کو تھوڑا سا گمراہ کیا کہ نہیں یہ وہ نہیں ہیں۔

کہتے ہیں اس کے بعد میں تھوڑی دیر مجلس میں رکا اور پھر میں نے جاریہ سے کہا میرا گھوڑا نکالو، وہ ایک قلعہ کے پیچھے تھی، اور گھوڑے کو پکڑ رکھا تھا، میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کے پچھلے حصے سے نکل کر روانہ ہو گیا۔ **فخططت بزجة الارض وخفضت عاليه،** میں نے نیزے کے نچلے حصے کو زمین پر کھینچا اور اوپر والے حصے کو نیچے کر دیا۔

نیزہ کے نچلے حصے میں ایک لٹو سا ہوتا ہے اس کو "زج" کہتے ہیں، "زج" کو کھینچ لیا تا کہ اوپر والا حصہ نیچے آجائے کیونکہ اوپر والا حصہ چمکتا ہے جس کی وجہ سے دور سے لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی شخص نیزہ لے کر جا رہا ہے تو اس کو نیچے کر لیا تا کہ کسی کو نظر نہ آئے اور یہ شبہ نہ ہو کہ یہ کس لئے نکلا ہے۔

میں نے اس گھوڑے کو بھگایا **رفعتها** کے معنی ہیں اس کی رفتار تیز کی۔ **تقرّب بی،** وہ مجھے دلکی لے کر چلنے لگا، **قرّب يقرب،** جب فرس کیلئے آتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں اس طرح دوڑنا کہ جس میں اگلی دونوں ٹانگیں آگے اور پچھلی پیچھے اکٹھی اٹھتی ہیں۔ اس کو دلکی چال کہتے ہیں، یعنی وہ گھوڑا مجھے دوڑاتا ہوا لے جانے لگا۔

حتى دنوت منهم، یہاں تک کہ میں نے ان کے قریب آگیا **فعثرت بی فرسی،** جب قریب آگیا تو میرا گھوڑا پھسل گیا اور میں نیچے گر گیا۔ **فقمت،** میں کھڑا ہوا، **فاهويت يدى الى كنانتى،** میں نے اپنے ترکش پر ہاتھ مارا اور اس سے فال نکالنے کیلئے تیر نکالنے لگا کہ یہ کہیں کوئی بدشگونی تو نہیں ہے، میں کیوں گرا ہوں اور میرا آگے جانا بہتر ہے یا نہیں، تو میں نے استقسام کیا، یعنی **استقسام بالازلام** کیا کہ میں آگے جا کر ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ نتیجہ میری پسند کے خلاف نکلا کہ تم ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور آگے جانے کا کوئی فائدہ نہیں، اس کے

باوجود میں سوار ہوا اور ازلام کے نتیجے کی نافرمانی کی، پھر وہ گھوڑا مجھے تیز دوڑاتا ہوا لے جانے لگا۔

حتی اذا سمعت، یہاں تک کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی قرأۃ سنی اور آپ ﷺ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ رہے تھے جبکہ صدیق اکبرؓ بار بار پیچھے مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے، یعنی اس بات کی فکر تھی کہ پیچھے سے کوئی نقصان نہ پہنچادے۔

ساخت یدا فرسی فی الأرض، میں نے دیکھا کہ میرے گھوڑے کے دونوں اگلے ہاتھ گھٹنوں تک ریت میں دھنس گئے اور میں گھوڑے سے گر گیا **ثم زجرتها،** پھر میں نے اس گھوڑے کو ڈانٹا، اٹھانے کی کوشش کی پھر وہ اٹھ گیا، قریب تھا کہ وہ اپنے ہاتھ ریت سے نہ نکال سکے، جب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو اچانک نظر آیا کہ اس کے ہاتھوں کے نشان سے ایک غبار آسمان کی طرف چڑھ رہا ہے جو دھویں کی طرح ہے، یعنی دھویں کی طرح کا ایک غبار اٹھ کر آسمان کی طرف گیا۔

فاستقسمت بالازلام، میں نے دوبارہ استقسام بالازلام کیا تو دوبارہ وہی جواب ملا جو میں پسند نہیں کرتا تھا **فناديتهم بالامان،** اس وقت میں نے آواز دی کہ امان چاہئے، **فوقفوا ......وقع فی نفسی حین لقیت ما لقیت من الحبس عنهم،** اس وقت جب میرے ساتھ جب یہ واقعہ پیش آیا کہ مجھے آپ ﷺ اور ان کے ساتھی سے روک دیا گیا، تو دل میں یہ بات آگئی کہ اب نبی کریم ﷺ کا معاملہ غالب آ کر رہے گا۔ **فقلت له:** تو میں نے حضور اقدس ﷺ سے کہا: **ان قومک. .....ماىريد الناس بهم،** یعنی میں نے حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابوبکر کو ساری خبریں بتادیں کہ لوگ کیا چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کے زندہ یا مردہ گرفتار کرنے والے کو سو اونٹ ملیں گے، پھر میں نے اپنا زادِ سفر اور سامان پیش کیا کہ آپ یہ رکھ لیں، سفر کے اندر کام آئے گا۔

فلم یرزآنی ولم یسالانی الا أن قال: انہوں نے میرے حال میں کوئی کمی نہیں کی یعنی کوئی چیز قبول نہیں کی جس سے میرے سامان میں کمی واقع ہوتی اور نہ مجھ سے کوئی چیز مانگی، صرف اتنا کہا کہ ہمارے معاملے کو پوشیدہ رکھنا، کسی کو یہ نہیں بتانا کہ ہم کہاں ہیں۔

فسالته أن یکتب. ... میں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے ایک امان نامہ لکھ دیں، کہتے ہیں کہ اسی وقت میرے دل میں یہ بات آگئی تھی کہ کبھی نہ کبھی اس کو فتح حاصل ہوگی، غلبہ حاصل ہوگا اس لئے میں پہلے سے امان نامہ لکھوالوں، تو چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان نامہ لکھوادیا۔

قال ابن شهاب: اب یہاں سے ایک تیسرا واقعہ بیان کر رہے ہیں:

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے عروہ بن زبیرؓ نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو راستے میں حضرت زبیر بن العوامؓ سے ملے جو مسلمانوں کے قافلے کے ساتھ تجارت کے لئے گئے تھے اور شام سے واپس آرہے تھے۔

فکسا الزبیر. ..... شام سے کپڑے لائے ہونگے، تو فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے آپ ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کو سفید کپڑے دیئے۔

فکانوا یغدون کل غداة الی الحرة، مدینہ کے لوگ روزانہ صبح آکر کھڑے ہوجاتے، یہاں تک کہ جب گرمی ہوجاتی تو واپس جاتے، ایک دن طویل انتظار کرنے کے بعد واپس چلے گئے جب گھر پہنچے تو یہودیوں کا ایک شخص مدینہ منورہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر کسی کام سے چڑھا، دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقاء سفید کپڑے پہنے ہوئے تشریف لارہے ہیں۔ **یزول بھم السراب،** ان کے ساتھ سراب زائل ہورہا ہے، **فلم یملک الیھودی،** یہودی سے رہا نہ گیا اس نے پوری بلند آواز سے کہا اے عرب کے لوگو! یہ تمہارا نصیب اور خوش بختی ہے جس کا تم انتظار کررہے تھے۔ یہاں "جد" سے بخت مراد ہے۔

فثار المسلمون الی السلاح، مسلمان جلدی سے ہتھیاروں کی طرف دوڑے، **فتلقوا.** .... **فطفق من جاء من الانصار،** جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا تھا وہ صدیق اکبرؓ پر گمان کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ان کے پاس آجاتے۔ **حتی اصابت الشمس،** جب دھوپ آگئی تو صدیق اکبرؓ نے رسول اللہ ﷺ پر سایہ کیا، **فعرف الناس رسول اللہ ﷺ عند ذلک.**

فلبث. ..... **وھو یصلی فیہ یومئذ رجال من المسلمین،** آپ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے اور مسجد نبوی بنانے سے پہلے کچھ لوگ وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ **وکان مربدا للتمر،** اور یہ کھجوروں کا کھلیان تھا جہاں کھجوریں کاٹ کر لائی جاتی تھیں، اور یہ کھلیان دو یتیم لڑکے سہل اور سہیل جو سعد ابن زرارۃ کی زیر پرورش تھے، ان کا تھا جہاں کچھ لوگ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

ھذا ان شاء اللہ المنزل، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اترنے کی جگہ ہے، **ثم دعا.** .... **فساومھما بالمربد لیتخذہ مسجدا،** آپ ﷺ نے ان سے کھلیان کا سودا کیا۔

فطفق رسول اللہ ﷺ ینقل معھم اللبن فی بنیانہ، مسجد کی تعمیر کے دوران نبی کریم ﷺ بھی ان کے ساتھ اینٹیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر لانے لگے، ویقول:

ھذا الحمال لاحمال خیبر ھذا ابرّ ربنا و اطھر

یہ جو بوجھ ہے یہ خیبر کا بوجھ نہیں ہے، یعنی حقیقت میں اٹھانے والا بوجھ یہ ہے خیبر کا بوجھ نہیں ہے۔ خیبر کے بوجھ سے مراد یہ ہے کہ خیبر کے لوگ کھجوریں لاد کر لاتے ہیں اور یہاں بیچ کر پیسے کماتے ہیں، تو اس بوجھ سے دنیا ملتی ہے جو قابل قدر نہیں ہے اور مسجد کی تعمیر کے لئے جو بوجھ ہم اٹھا رہے ہیں یہ قابل قدر ہے کیونکہ یہ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگا۔

ربنا یعنی **یا ربنا!** اے ہمارے پروردگار! یہ جو بوجھ ہم اٹھا رہے ہیں زیادہ نیکی والا ہے اور زیادہ پاکیزہ

ہے۔ ویقول:

اللّٰھم ان الاجر اجرا لآخرۃ فارحم الانصار و المھاجرۃ

فتمثل بشعر، کہتے ہیں کہ یہ آخری شعر آپ ﷺ نے ایک مسلمان کے شعر سے تمثیل فرمایا ہے، راوی کہتے ہیں اس کا نام میرے سامنے نہیں لیا گیا۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا شعر تھا۔

قال ابن شھاب: ہمیں کوئی اور ایسی روایت نہیں ملی کہ آپ ﷺ نے کوئی مکمل شعر تمثیل فرمایا ہو سوائے ان ابیات کے۔

اشکال: یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں **وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ،** تو آپ ﷺ نے جو شعر کہے وہ اس کے منافی ہے؟

جواب: اس میں صحیح بات یہ ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو شاعری کا فن نہیں عطا کیا گیا، اگر اکا دکا اشعار زبان پر آجائیں تو یہ اس کے منافی نہیں، باقی زیادہ تاویلات وتوجیہات کرنے کی حاجت نہیں۔

۳۹۰۷ ـ حدثنا عبد اللہ بن ابی شیبة: حدثنا ابو اسامة: حدثنا ھشام، عن ابیه وفاطمة، عن اسماء رضی اللہ عنھا: صنعت سفرة للنبی صلی اللہ علیه وسلم وابی بکر حین اراد المدینة فقلت لابی: ما أجد شیئا اربه الا نطاقی، قال: فشقیه، ففعلت، فسمیت ات النطاقین. وقال ابن عباس: اسماء ذات النطاق. [راجع: ۲۹۷۹]

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ سید الکونین ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے جب مدینہ جانے کا ارادہ کیا تو میں نے ان کے لئے کھانا تیار کیا، اور میں نے اپنے والد سے کہا کہ مجھے اس (توشہ دان کے منہ) کو باندھنے کے لئے سوائے میرے ازار کے کچھ نہیں ملتا، تو میرے والد (ابوبکرؓ) نے فرمایا کہ اسے پھاڑ ڈالو، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، اسی لئے میرا لقب ذات النطاقین پڑ گیا۔

۳۹۰۸ ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن ابی اسحاق قال: سمعت البراء رضی اللہ عنه قال: لما اقبل النبی صلی اللہ علیه وسلم الی المدینة تبعه سراقة بن مالک بن جعشم فدعا علیه النبی صلی اللہ علیه وسلم فساخت به فرسه. قال: ادع اللہ لی وال اضرک، فدعا له، قال: فعطش رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فمر براع، قال ابو بکر: فاخذت قدحا فحلبت فیه کثبة من لبن فاتیته فشرب حتی رضیت. [راجع: ۲۴۳۹]

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے، تو سراقہ بن مالک بن جعشم آپ کے پیچھے لگ گیا، آپ ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی، تو اس کا گھوڑا زمین

میں دھنس گیا اس نے کہا آپ اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے، میں آپ کو ضرر نہیں پہنچاؤں گا، چنانچہ آپ نے اس کے لئے دعا کردی پھر آپ کو پیاس لگی، تو ایک چرواہے کے پاس سے گزر ہوا، حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں تھوڑا دودھ دوہا پھر آپ کے پاس لایا تو آپ نے پیا، حتی کہ میں خوش ہوگیا۔

۳۹۰۹ـــ حدثنی زکریا بن یحیی، عن ابی اسامة، عن هشام بن عروة، عن ابیه، عن اسماء رضی اللّٰه عنها انها حملت بعبد اللّٰه بن الزبیر قالت فخرجت وانا متم فاتیت المدینة فنزلت بقباء فولدته بقباء ثم اتیت به النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فوضعته فی حجره ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل فی فیه فکان اول شیء تدخل جوفه ریق رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ثم حنکه بتمرة ثم دعا له وبرک علیه. وکان اول مولود ولد فی السلام.

تابعه خالد بن مخلد، عن علی بن مسهر، عن هشام، عن ابیه، عن اسماء رضی اللّٰه عنها انها هاجرت الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهی حبلی. [أنظر: ۵۴۶۹] ۶۵

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پیٹ میں تھے وہ کہتے ہیں کہ میں پورے دنوں سے تھی کہ چل پڑی اور مدینہ آئی، پھر میں قبا میں مقیم ہوگئی تو قبا میں ہی عبداللہ پیدا ہوئے تو میں انہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئی، اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور منگائی اور اسے چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی، اور برکت کے لئے دعا دی، اور یہ سب سے پہلے بچہ ہیں جو اسلام میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوئے، اس کے متابع حدیث خالد بن مخلد نے بواسطہ علی بن مسہر، ہشام، ان کے والد، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حالتِ حمل میں ہجرت کی تھی۔

۳۹۱۰ـــ حدثنا قتیبة، عن ابی اسامة، عن هشام بن عروة، عن ابیه، عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: اول مولود ولد فی الاسلام عبد اللّٰه بن الزبیر، اتوا به النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فاخذ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم تمرة فلاکها ثم ادخلها فی فیه فاول ما دخل بطنه ریق النبی صلی اللّٰه علیه وسلم. ۶۶، ۶۷

۶۵ وفی صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله الی صالح، رقم: ۳۹۹۸، ومسند احمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث اسماء بنت أبی بکر الصدیق، رقم: ۲۵۷۰۱.

۶۶ لا یوجد للحدیث مکررات.

۶۷ وفی صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله الی صالح، رقم: ۴۰۰۱، ومسند احمد، باقی مسند الأنصار، باب حدیث السیدة عائشة، رقم: ۲۳۴۷۸.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے بچہ جو اسلام میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوا، وہ عبداللہ بن زبیرؓ ہے، اسے حضور اقدس ﷺ کے پاس لائے، آپ ﷺ نے ایک کھجور لے کر چبائی، پھر ان کے منہ میں ڈال دی، ان کے پیٹ میں سب سے پہلے جانے والی چیز رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک ہے۔

۳۹۱۱ـ حدثني محمد: حدثنا عبد محمد: حدثنا أبي: حدثنا عبد العزيز بن صهيب: حدثنا أنس بن مالك رضي الله عنه قال: أقبل نبي الله ﷺ الى المدينة وهو مردف أبا بكر، وأبو بكر شيخ يعرف ونبي الله ﷺ شاب لا يعرف، قال: فيلقى الرجل أبا بكر، فيقول: يا أبا بكر، من هذا الرجل الذي بين يديك؟ فيقول: هذا الرجل يهديني السبيل، قال: فيحسب الحاسب أنه انما يعني الطريق وانما يعني سبيل الخير، فالتفت أبو بكر فاذا هو بفارس قد لحقهم فقال: يا رسول الله ﷺ، هذا فارس قد لحق بنا فالتفت نبي الله فقال: "اللهم اصرعة"، فصرعة الفرس ثم قامت تحمحم، فقال: يا نبي الله مرني بم شئت، فقال: فقف مكانك، لا تتركن أحدا يلحق بنا" قال: فكان أول النهار جاهزا على نبي الله ﷺ وكان آخر النهار مسلحة له. فنزل رسول الله ﷺ جانب الحرة ثم بعث الى الأنصار فجاؤا الى نبي الله ﷺ، وأبي بكر فسلموا وقالوا: اركبا آمنين مطاعين، فركب نبي الله ﷺ وأبو بكر، وحفوا دونهما بالسلاح، فقيل في المدينة: جاء نبي الله فأشرفوا ينظرون ويقولون: جاء نبي الله، فأقبل يسير حتى نزل جانب دار أبي أيوب فانه ليحدث أهله اذ سمع به عبد الله بن سلام وهو في نخل لأهله يخترف لهم، فعجل أن يضع الذي يخترف لهم فيها فجاء وهي معه، فسمع من نبي الله ﷺ ثم رجع الى أهله، فقال نبي الله ﷺ: "أي بيوت أهلنا أقرب؟" فقال أبو أيوب: أنا يا نبي الله، هذه داري وهذا بابي. قال: "فانطلق فهيء لنا مقيلا". قال: قوما على بركة الله تعالىٰ، فلما جاء نبي الله ﷺ جاء عبد الله بن سلام فقال: أشهد أنك رسول الله وأنك جئت بحق وقد علمت يهود أني سيدهم و ابن سيدهم، وأعلمهم و ابن أعلمهم، فادعهم فاسألهم عني قبل أن يعلموا أني قد أسلمت فانهم ان يعلموا أني قد أسلمتُ قالوا في ما ليس في، فأرسل نبي الله ﷺ فأقبلوا فدخلوا عليه فقال لهم رسول الله ﷺ: "يا معشر يهود، ويلكم اتقوا الله، فوالله الذي لا اله الا هو، انكم لتعلمون أني رسول الله حقاً، وأني جئتكم بحق فأسلموا" قالوا: ما نعلمه، قالوا للنبي ﷺ، قالها ثلاث مرار، قال: "فأي رجل فيكم عبد الله بن سلام"، قالوا: ذاك سيدنا و ابن سيدنا، وأعلمنا وابن أعلمنا، قال: "أفرأيتم ان أسلم؟" قالوا: حاشا لله ما كان ليسلم، قال: "أفرأيتم ان أسلم؟" قالوا: حاشا لله ما كان ليسلم، قال أفرأيتم ان أسلم قالوا حاشا لله ما كان

ليسلم قال: " يا ابن سلام اخرج عليهم "، فخرج فقال: يا معشر اليهود، اتقوا الله فوالله الذى لا اله الا هو انكم لتعلمون أنه رسول الله وأنه جاء بحق. فقالوا له: كذبت، فأخرجهم رسول الله ﷺ. [راجع: ۳۳۲۹]

سوال: نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے جبکہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔

یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ دوسری روایات میں آتا ہے حضرت صدیق اکبرؓ نے دو سواریاں تیار کی تھیں، ایک حضور ﷺ کے لئے اور دوسری اپنے لئے، تو دونوں اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہونگے پھر " مردف " کیسے کہا گیا؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں دو احتمال ہیں: ایک احتمال تو یہ ہے کہ اگر چہ دو سواریاں تھی لیکن کسی مرحلہ پر کسی مصلحت کی وجہ سے دونوں ایک سواری پر سوار ہو گئے ہوں اور دوسری سواری پیچھے چلائی ہو۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں **"مردف"** کا لفظ اس معروف معنی میں نہ ہو بلکہ اس معنی میں ہو کہ ایک ناقہ آگے جا رہی ہے اور دوسری پیچھے ہے، جیسے قرآن کریم میں ہے **والملئكة مردفين،** اس کے معنی ہیں ایک کے پیچھے دوسرا، تو یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔

وأبوبكر شيخ يعرف، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عمر ایسی تھی کہ ان کے بالوں میں ذرا سفیدی تھی اور نبی کریم ﷺ کے بالوں میں اتنی سفیدی نہیں تھی، اس واسطے ابوبکرؓ زیادہ تجربہ کار معلوم ہوتے تھے، لوگوں سے ملاقات بھی ان کی زیادہ تھی اور لوگ زیادہ تر انہی کو پہچانتے تھے، عام لوگ نبی کریم ﷺ کو نہیں پہچانتے تھے۔

قال: فيلقى الرجل أبابكر، راستے میں جب کوئی شخص ملتا اور ابوبکرؓ سے پوچھتا کہ یہ جو آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں کون ہیں؟ تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا: **هذا الرجل يهديني السبيل،** یہ مجھے راستہ دکھاتے ہیں۔ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا کہ جیسے عام رہنما راستہ دکھانے کے لئے ہوتے ہیں اس سے وہ مراد ہے حالانکہ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ یہ بھلائی کا راستہ دکھانے والے ہیں۔

فالتفت أبوبكر.... ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اچانک انہیں ایک شہسوار نظر آیا جو ان کے قریب آ گیا تھا، حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! یہ گھڑ سوار ہمارے بالکل قریب آ گیا ہے، **فالتفت نبي الله،** آپ ﷺ نے پیچھے مڑ کر یہ دعا دی کہ اے اللہ! اس کو گرا دے۔

فصرعه الفرس، اس کو گھوڑے نے گرا دیا، پھر گھوڑا کھڑا ہو گیا اور ہنہنانے لگا، حمحمہ کی آواز نکالنے لگا **فقال: يا نبي الله،** جب اس نے نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ دیکھا تو گویا مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔

یہ سراقہ والا واقعہ نہیں ہے کوئی اور واقعہ ہے، **فقال: فقف مكانك،** آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہیں کھڑے

رہو اور کسی کو اس طرف سے نہیں چھوڑنا کہ ہم سے آملے۔ یعنی اگر کوئی اس طرف آئے اور ہمارا پیچھا کرنا چاہے تو اس کو کوئی اور اطلاع دے کر کسی دوسری طرف بھیج دینا، اس طرف نہ چھوڑنا۔

قال: فكان اول النهار الخ. اس کے بعد اس آدمی کا یہ طریقہ ہو گیا کہ دن کے پہلے حصہ میں وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ محنت بھی کر رہا ہوتا تھا، چل بھی رہا ہوتا تھا اور خدمت و حفاظت بھی کر رہا ہوتا تھا اور دن کے آخری حصہ میں وہ ہتھیار بن جاتا تھا یعنی حفاظت کرتا تھا، پہرہ دیتا تھا۔ اس سے بھی پتہ چلا کہ یہ سراقہ والا واقعہ نہیں ہے کوئی دوسرا واقعہ ہے۔

وحفوا دونهما بالسلاح، انصاری نے دونوں کو ہتھیاروں کے ساتھ گھیر لیا۔ **فقيل فى المدينة: جاء نبى الله جاء نبى الله،** لوگوں نے خوشی کے مارے ایک دوسرے کو خبریں دینا شروع کیں۔

حتى نزل جانب دار ابى ايوب الخ ۔ آگے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ اپنے گھر والوں یا رشتہ داروں کو کچھ بات بتا رہے تھے اتنے میں عبداللہ بن سلامؓ نے آواز سنی جبکہ وہ اپنے گھر والوں کے نخلستان میں تھے اور کھجوریں توڑ رہے تھے، **"اخترف"** کے معنی ہیں پھل توڑنا۔ انہوں نے یہ آواز سنی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئیں ہیں اور یہاں پر ہیں تو چونکہ یہ توراۃ کے عالم تھے اور نبی آخرالزمان ﷺ کی پیشین گوئیاں اس میں موجود تھیں، اس لئے یہ جستجو میں تھے۔

جب یہ آواز سنی تو اس بات سے بھی جلدی کی کہ جو پھل گھر والوں کیلئے کاٹے تھے وہ رکھ دیتے۔ یعنی اتنی دیر بھی نہیں لگائی کہ ہاتھ میں جو پھل تھا وہ رکھوا دیتے بلکہ ہاتھ میں لئے ہی چل پڑے۔ **فجاء وهى معه،** وہ حضور اقدس ﷺ کے پاس آئے جبکہ وہ پھل ان کے ساتھ تھا۔

فسمع من نبىّ الله ﷺ، آپ ﷺ کی باتیں سنیں، پھر اپنے گھر چلے گئے۔

فقال نبىّ الله: حضور اقدس ﷺ نے پوچھا کہ ہمارے گھر والوں کے گھروں میں کونسا گھر زیادہ قریب ہے؟ بنو نجار حضور ﷺ کی ننہیال تھی، تو پوچھا ان میں سے کس کا گھر قریب؟

فقال ابو ايوب: انا يا نبى الله، هذه دارى وهذا بابى، قال: فانطلق فهئ لنا مقيلا، جاؤ، ہمارے لئے قیلولہ کی جگہ تیار کرو۔

جب حضور اقدس ﷺ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں مقیم ہو گئے تو اس موقع پر حضرت عبداللہ بن سلامؓ آئے **فقال: أشهد انک رسول الله وانک جئت بحق وقد علمت يهود انى سيد هم، وابن سيدهم واعلمهم وابن اعلمهم، فادعهم فاسئلهم عنى،** وہ لوگ مجھے مانتے ہیں آپ ان کو بلا کر ان سے میرے بارے میں پوچھ لیجئے، اس سے قبل کہ انہیں میرے اسلام لانے کا علم ہو۔ حدیث کا بقیہ حصہ پہلے کئی مرتبہ گزر چکا ہے۔

۳۹۱۲ ـ حدثنا ابراهيم بن موسى: أخبرنا هشام، عن ابن جريج قال: أخبرني عبيد الله بن عمر، عن نافع. يعني عن ابن عمر، عن بن الخطاب رضي الله عنه قال: كان فرض للمهاجرين الاولين أربعة، وفرض لابن عمر ثلاثة الاف وخمسمائة. فقيل له: هو من المهاجرين فلم نقصه من أربعة الاف؟ فقال: انما هاجربه أبواه، يقول: ليس هو كمن هاجر بنفسه. ۲۸، ۲۹

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مہاجرین اوّلین کیلئے چار ہزار درہم وظیفہ مقرر فرمایا تھا۔

اربعة آلاف في اربعة، شراح پر اس کا مطلب واضح نہیں ہوا، بعض نے کہا کہ اس کا مطلب ہے چار ہزار مزید چار ہزار یعنی آٹھ ہزار۔

بعض نے کہا وظیفہ چار ہزار ہی تھا "**في اربعة**" کا معنی ہے چار مختلف قسطوں میں یعنی مختلف فصلوں میں، ہر فصل میں چار ہزار۔

بعض نے کہا کہ چار مختلف فریق بنائے تھے اور مختلف فریقوں میں سے ہر شخص کو چار ہزار، بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص کیلئے چار ہزار درہم مقرر کیئے تھے۔ **وفرض لابن عمر ثلاثة آلاف وخمسمائة،** اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے لئے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر کئے یعنی پانچ سو کم کر دیئے۔

لوگوں نے کہا کہ ابن عمرؓ بھی تو مہاجرین میں سے ہیں۔ ان کے پورے چار ہزار کیوں نہیں مقرر کرتے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کو ان کے والدین نے ہجرت کرائی تھی یعنی یہ جب ہجرت کر کے آئے تھے تو نابالغ تھے، لہذا ان کا وظیفہ عام مہاجرین سے کم مقرر کیا ہے

۳۹۱۳ ـ حدثنا محمد بن كثير: اخبرنا سفيان، عن الاعمش، عن ابی وائل، عن خباب قال: هاجرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ح.

۳۹۱۴ ـ حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن الاعمش قال: سمعت شقيق بن سلمة قال: حدثنا خباب قال: هاجرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم نبتغي وجه الله ووجب اجرنا على الله، فمنا من مضى لم ياكل من اجره شيئا: منهم مصعب بن عمير قتل يوم احد فلم نجد شيئا نكفنه فيه الا نمرة كنا اذا غطينا بها راسه خرجت رجلاه، فاذا غطينا رجليه خرج راسه، فامرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نغطي راسه بها ونجعل على رجليه من اذخر. ومنا من اينعت له ثمرته فهو يهدبها.

ترجمہ: حضرت خبابؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ محض لوجہ اللہ

۲۸ لا يوجد للحديث مكررات.

۲۹ انفرد به البخاری.

ہجرت کی، اور ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع ہوگیا، اب ہم میں سے بعض وہ ہیں جو دنیا سے اس طرح گزر گئے کہ انہوں نے اپنے اجر میں سے (دنیا میں) کچھ بھی نہیں لیا، انہیں میں سے مصعب بن عمیرؓ بھی ہیں، جو اُحد کے دن شہید ہوئے تو ہمیں ان کو کفن دینے کے لئے علاوہ ایک کمبل کے کچھ بھی نہ ملا، وہ کمبل بھی اتنا چھوٹا تھا کہ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے، اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا، تو ہمیں حضور اقدس ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ہم کمبل سے سر چھپا دیں، اور پاؤں اذخر گھاس سے ڈھانپ دیں، اور بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کے لئے ان کا پھل دنیا ہی میں پک گیا اور وہ اس سے نفع اندوز ہو رہے ہیں۔

۳۹۱۵ــ حدثنا يحيى بن بشر: حدثنا روح: حدثنا عوف، عن معاوية بن قرة قال: حدثني أبو بردة بن أبي موسى الاشعري قال: قال لي عبدالله بن عمر: هل تدري ما قال أبي لابيک؟ قال: قلت: لا قال: أبي قال لابيک: يا أبا موسى، هل يسرک اسلا منا مع رسول اللهﷺ وهجرتنا معه وجهادنا معه وعملنا كله معه برد لنا وأن كل عمل عملناه بعده نجونا منه كفافا رأسا برأس؟ فقال أبي: لا والله، قد جاهدنا بعد رسول اللهﷺ وصلينا وصمنا وعملنا خيرا كثيرا، وأسلم على أيدينا بشر كثير وانا لنرجو ذلک، فقال أبي: لكني أنا والذي نفس عمر بيده لوددت أن ذلک برد لنا؟ وأن كل شئي عملناه بعد نجونا منه كفافا رأسا برأس، فقلت: ان أباک والله خير من أبي. [۷۰، ۷۱]

حضرت عمرؓ کی تواضع

حضرت ابو بردہؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے صاحبزادے اور بصرہ کے قاضی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا **هل تدری ما قال أبی لابیک؟** تم جانتے ہو کہ میرے والد یعنی حضرت عمرؓ نے تمہارے والد یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے کیا کہا تھا؟

قال: قلت: لا، میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔

قال: میرے والد نے آپ کے والد سے کہا تھا کہ اے ابو موسیٰ! ذرا یہ بتاؤ، کیا تمہیں یہ بات پسند ہوگی کہ ہم نے جو کچھ اعمال نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئے تھے اسلام ہجرت اور جہاد وغیرہ وہ تو ہمارے لئے ثابت ہو جائیں، ہمارے نامۂ اعمال میں ثابت ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ان پر ہمیں اجر عطا فرمائیں اور جو اعمال ہم نے نبی کریم ﷺ کے بعد کئے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ حساب لئے بغیر یہ کہہ دیں کہ برابر سرابر ہے، نہ تمہارے اوپر ان کا کوئی اجر

---

۷۰ لا يوجد للحديث مكررات.

۷۱ انفرد به البخاري.

ہے اور نہ گناہ، کیا تمہیں یہ بات پسند ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ نہیں، مجھے یہ پسند نہیں اس لئے کہ ہم نے الحمد للہ نبی کریم کے بعد بھی جہاد کئے ہیں، دین کے کام کئے ہیں، اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر اجر عطا فرمائیں گے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے تو یہ پسند ہے کہ برابر سرابر ہو جائے، اس لئے کہ ہم نے بے شک بعد میں کچھ اعمال کئے ہیں لیکن پتہ نہیں ان میں کیا کیا غلطیاں ہوں، نبی کریم ﷺ کے ساتھ جو اعمال کئے ہیں ان میں تو اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ہے، اس لئے کہ حضور ﷺ کی پشت پناہی اور آپ ﷺ کی برکات موجود تھیں لیکن بعد کے اعمال کے بارے میں ہم اتنے وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس لائق ہونگے کہ ہماری بد اعمالیوں پر غالب آجائیں، اس لئے میں کہتا ہوں کہ معاملہ برابر سرابر ہو جائے۔ یہ حضرت عمرؓ کی اپنے اعمال کے بارے میں تواضع تھی۔

حضرت ابو بردہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ تمہارے والد میرے والد سے بہتر تھے، یعنی ان کی خشیت و احتیاط اور ورع اس سے ظاہر ہو رہا ہے۔

دونوں کا الگ الگ مقام ہے:

ہر گلے را رنگ و بو دیگر است

حضرت عمرؓ کا مقام خشیت کا ہے اور ابو موسیٰؓ کا مقام رجاء کا ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھے اور دونوں اپنی اپنی جگہ برحق ہیں۔

حضرت ابو بردہ ﷺ نے فاروق اعظمؓ کی بات کو اس لئے ترجیح دی کہ اس میں عبدیت زیادہ ہے اور اپنے عمل پر دعویٰ کا شائبہ نہیں کہ آدمی اپنے عمل پر نازاں ہو۔ اس کے بجائے عبدیت کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی اپنی طرف کسی عمل کو منسوب نہ کرے، جہاں تک نبی کریم ﷺ کے زمانے کے اعمال کا تعلق ہے تو وہ درحقیقت نبی کریم ﷺ کی صحبت کی طرف منسوب ہو رہے ہیں ان میں عبدیت زیادہ ہے اس لئے ان کو بہتر قرار دیا۔

۳۹۱۶ ــــ حدثني محمد بن صباح أو بلغني عنه: حدثنا اسماعيل، عن عاصم، عن أبي عثمان النهدي قال: سمعت ابن عمر رضي الله عنهما اذا قيل له: هاجر قبل أبيه يغضب، قال: وقدمت أنا و ابن عمر على رسول الله ﷺ فوجدناه قائلا فرجعنا الى المنزل، فأرسلني عمر وقال: اذهب فانظر هل استيقظ؟ فأتيته فدخلت عليه فبايعته. ثم انطلقت الى عمر فأخبرته أنه قد استيقظ، فانطلقنا اليه نهرول هرولة حتى دخل عليه فبايعه ثم بايعته. [انظر: ۴۱۸۶، ۴۱۸۷] [۲۷]

ابو عثمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو سنا جب ان سے یہ کہا جاتا کہ ابن عمرؓ نے اپنے والد

[۲۷] انفرد به البخاري.

سے پہلے ہجرت کی ہے تو وہ غصہ ہو جاتے۔ لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تھی، حضرت حضرت ابن عمرؓ اس بات پر غصہ ہو جاتے، گویا ان کو ہجرت میں حضرت عمرؓ پر فضیلت دے رہا ہے، ساتھ یہ بتاتے کہ لوگوں کو یہ مغالطہ کس وجہ سے ہوا ہے، مغالطہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے پہلے حضور ﷺ کی بیعت کی تھی، حضرت عمرؓ نے بعد میں کی ہے۔

صورت اس کی یہ بنی کہ فرماتے ہیں **وقدمت أنا وعمر علی رسول اللہ ﷺ**، میں اور حضرت عمرؓ یعنی میرے والد دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، **فوجدناہ قائلا**، ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ قیلولہ فرما رہے ہیں، **فرجعنا الی المنزل**، ہم گھر واپس آگئے **فارسلنی عمر**، بعد میں حضرت عمرؓ نے مجھے بھیجا کہ جا کر دیکھ آؤ کہ اب بیدار ہو گئے ہیں یا نہیں؟ چونکہ میں پہلے چلا گیا تھا اس لئے حضور ﷺ نے مجھے پہلے بیعت کر لیا۔

ثم انطلقت الخ پھر میں نے جا کر حضرت عمرؓ کو بتایا کہ حضور اقدس ﷺ بیدار ہو گئے ہیں، ہم جلدی سے تیز دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ حضور ﷺ پر داخل ہو گئے، **فبایعه**، پھر حضرت عمرؓ نے بیعت کی **ثم بایعته**، میں نے دوبارہ بیعت کی۔

چونکہ میں نے پہلے بھی بیعت کر لی تھی اس کی وجہ سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے ہجرت بھی پہلے کی ہوگی حالانکہ یہ ایک اتفاقی بات تھی کہ میں نے پہلے بیعت کر لی۔

بیعت سلوک کا ثبوت

یہ حدیث بیعت سلوک کی اصل ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ صوفیاء یا مشائخ جو بیعت کرتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں، کیونکہ کہتے ہیں کہ بیعت یا تو اسلام پر ہوتی ہے یا جہاد پر ہوتی یا جب کسی کو امیر بنایا جاتا ہے تو سب اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کی اطاعت کا عہد کرتے ہیں، صوفیوں نے جو بیعت سلوک نکالی ہے یہ کوئی چیز نہیں۔

تو اس بیعت سلوک کے متعدد مآخذ ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کیونکہ یہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا وقت نہیں ہے اور نہ ہی اس وقت کوئی جہاد کا مسئلہ درپیش ہے، لہٰذا یہاں جو بیعت ہو رہی ہے وہ شریعت کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہو رہی ہے، اسی طرح جو مہاجرات آتی تھیں ان سے بھی جو بیعت ہوتی تھی وہ احکامات شرع پر عمل کرنے کے لئے ہوتی تھی اور بیعت سلوک بھی یہی چیز ہے۔ [۱]

۳۹۱۷ـ حدثنا احمد بن عثمان: حدثنا شریح بن مسلمة: حدثنا ابراهیم بن یوسف، عن ابیه، عن ابی اسحاق قال: سمعت البراء یحدث قال: ابتاع ابو بکر من عازب رحلا فحملته معه قال: فساله عازب عن مسیر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: اخذ علینا بالرصد

[۱] عمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۴۱.

فخرجنا ليلا فاحيينا ليلتنا ويومنا حتى قام قائم الظهيرة، ثم رفعت لنا صخرة فأتيناها ولها شيء من ظل، قال: ففرشت لرسول الله صلى الله عليه وسلم فروة معي ثم اضطجع عليها النبي صلى الله عليه وسلم فانطلقت انفض ما حوله فاذا انا براع قد اقبل في غنمية يريد من الصخرة مثل الذي اردنا فسألته: لمن انت يا غلام؟ فقال: انا لفلان، فقلت له: هل في غنمك من لبن؟ قال: نعم، قلت له: هل انت حالب؟ قال: نعم، فاخذ شاة من غنمه، فقلت له: انفض الضرع، قال: فحلب كثبة من لبن ومعي اداوة من ماء عليها خرقة قد روأتها لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فصببت على اللبن حتى برد اسفله ثم اتيت به النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: اشرب يا رسول الله، فشرب رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى رضيت، ثم ارتحلنا والطلب في اثرنا. [راجع: ۲۴۳۹]

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے (میرے والد) عازب سے ایک کجاوہ خریدا، میں اس کجاوہ کو اُٹھا کر ان کے ساتھ لے کر چلا، تو عازب نے حضرت ابوبکرؓ سے رسول اللہ ﷺ کے سفر (ہجرت) کی کیفیت پوچھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ہم پر گماشتے مقرر تھے، پس ہم (غارِ ثور سے) رات کو نکلے، اور ایک شب و روز تیز چلتے رہے، یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی ہمیں ایک چٹان نظر آئی ہم اس کے پاس آ گئے اور اس چٹان کا تھوڑا سا سایہ تھا، میں نے اپنی ایک پوستین جو میرے پاس تھی سرکار دو عالم ﷺ کے واسطے بچھا دی، آپ ﷺ اس پر لیٹ گئے میں ادھر اُدھر دیکھنے کے لئے چلا تو میں نے ایک چرواہے کو دیکھا جو کچھ بکریاں لئے سامنے سا آ رہا تھا، اور وہ بھی اس چٹان کے سایہ کی تلاش میں آیا تھا، میں نے اس سے پوچھا تو کس کا غلام ہے؟ اس نے کہا: فلاں کا، میں نے کہا: تیری بکریوں کا کچھ دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا کیا تو دودھ دے سکتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پھر اس نے ایک بکری پکڑی، میں نے اس سے کہا کہ اس کا تھن صاف کر لے، پھر اس نے تھوڑا سا دودھ دوہا، میرے پاس ایک کپڑے سے ڈھکا ہوا ایک برتن تھا، جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے باندھ رکھا تھا، میں نے اس دودھ میں پانی ڈالا، یہاں تک کہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ پی لیجئے۔ حضور اقدس ﷺ نے پیا۔ یہاں تک کہ میں خوش ہوگیا، پھر ہم نے (وہاں سے) کوچ کیا اور تلاش کرنے والے پیچھے پیچھے (آ رہے) تھے۔

۳۹۱۸ ـ قال البراء: فدخلت مع ابي بكر على اهله فاذا عائشة ابنته مضطجعة قد اصابتها حمى فرايت اباها يقبل خدها وقال: كيف انت يا بنية؟

ترجمہ: حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ان کے گھر میں چلا گیا تو ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں، انہیں بخار آ گیا تھا تو میں نے ان کے والد (حضرت ابوبکرؓ) کو دیکھا کہ انہوں نے ان کا رُخسار چوما اور پھر پوچھا بیٹی طبیعت کیسی ہے؟

۳۹۱۹ ـ حدثنا سليمان بن عبد الرحمن: حدثنا محمد بن حمير: حدثنا ابراهيم ابن

أبي عبلة: أن عقبة بن وساج حدثه عن أنس خادم النبي ﷺ قال: قدم النبي ﷺ وليس في أصحابه أشمط غير أبي بكر فغلفها بالحناء و الكتم. [انظر: ۳۹۲۰] ۴۳

حضرت انسؓ جو حضور ﷺ کے خادم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس حالات میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے صحابہ میں کوئی مخلوط بالوں والا نہیں تھا سوائے صدیق اکبرؓ کے۔

أشمط، اس شخص کو کہتے ہیں جس کے بال مخلوط ہوں، کچھ سفید ہوں اور کچھ سیاہ ہوں۔

فغلفها بالحناء والكتم، حضرت ابوبکرؓ نے ان بالوں کو حناء اور کتم سے ڈھانپا ہوا تھا، یعنی جو سفید بال تھے آپ نے ان کے اوپر مہندی اور کتم کا رنگ کیا ہوا تھا، مہندی تو معروف ہے اور کتم بھی ایک سیاہ بوٹی ہوتی ہے جس کو "وسمہ" بھی کہتے ہیں، اس سے بال سیاہ ہو جاتے ہیں، تو حناء اور کتم دونوں کو ملا کر آپؓ نے خضاب کیا ہوا تھا۔

۳۹۲۰ ـ وقال دحيم: حدثنا الوليد: الأوزاعي: حدثني أبو عبيد عن عقبة ابن وساج: حدثني بن مالك رضي الله عنه قال: قدم النبي ﷺ المدينة فكان أسن أصحابه أبو بكر فغلفها باحناء والكتم فنا لونها.[راجع: ۳۹۱۹] ۴۴

عمر رسیدہ صحابی

آپ ﷺ کے سب سے عمر رسیدہ صحابی حضرت ابوبکرؓ تھے۔

حتى قنا لونها، "قنا" کے معنی ہیں گہرا ہونا، ان کا رنگ گہرا ہو گیا، پیچھے یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ شیخ تھے اور حضور اقدس ﷺ شاب تھے۔ اس وجہ سے بتایا تھا کہ آپ ﷺ کے بال کھچڑی تھے اور حضور اقدس ﷺ کے بالوں میں سفیدی نہیں تھی۔ ورنہ جہاں تک عمر کا تعلق ہے تو عمر حضور اقدس ﷺ سے زیادہ تھی۔

۳۹۲۱ ـ حدثنا أصبغ: حدثنا ابن وهب، عن يونس، عن ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة، عن أبا بكر رضي الله عنه تزوج امرأة من كلب يقال لها: أم بكر، فلما هاجر أبو بكر طلقها فتزوجها ابن عمها هذا الشاعر الذي قال هذي القصيدة رثى كفار قريش:

وماذا بالقليب قليب بدر	**من الشيزى تزين بالسنام**
وماذا بالقليب قليب بدر	**من القينات الشرب الكرام**
تحيينا السلامة أم بكر	**فهل لي بعد قومي من سلام**
يحدثنا الرسول بأن سنحيا	**وكيف حياة أصداء وهام؟**۴۵، ۴۶

۴۳، ۴۴ لا يوجد للحديث مكررات، وانفرد به البخاري.

۴۵ لا يوجد للحديث مكررات.

۴۶ انفرد به البخاري.

حضرت صدیق اکبرؓ نے بنوکلب کی ایک خاتون سے نکاح کیا تھا جس کا نام امّ بکر تھا، جب حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت فرمائی تو اس کو طلاق دیدی کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہوئی تھی، **فتزوجها ابن عمر**، اس عورت سے اس کے چچازاد بھائی نے نکاح کرلیا، اور یہ وہ شاعر تھا جس نے کفار قریش کے مرثیہ میں قصیدہ کہا تھا، یعنی جب کفار قریش بدر میں مارے گئے تو اس نے ان کی یاد میں قصیدہ کہا تھا، کہتے ہیں کہ اس کا نام ابوبکر شداد بن الاسود تھا، جس کو ابن شعوب بھی کہا جاتا تھا۔ واللہ اعلم۔

اس قصیدہ کے اشعار یہ تھے ۔

وما ذا بالقليب قليب بدر

من الشيزى تزين بالسنام

بدر کے اندھے کنوے میں جن کفار قریش کو ڈالا گیا ان کی تعریف کررہا ہے، **شیزی** اصل میں ایک درخت کی لکڑی کو کہتے ہیں جس سے بڑے بڑے لگن، پیالے بنائے جاتے ہیں یا دیگیں بنائی جاتی ہیں جن میں کھانا وغیرہ پکاتے ہیں اور وہ ہانڈی کے طور پر استعمال ہوتی ہیں یا اسے برتنوں کے طور پر استعمال کرتے ہیں جن میں مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا ہے، تو **شیــــزی** تو اس لکڑی کو کہتے ہیں جس سے لگن بنائے جاتے ہیں یہاں اس سے مراد لگن ہیں، تو کہنا ہے کہ بدر کے اندھے کنویں میں کیا کیا لگن والے پڑے ہیں جن کو زینت دی جاتی تھی اونٹوں کے کوہان سے، یعنی وہ لوگ جو بڑے بڑے لگنوں میں اونٹوں کے کوہان سجا کر مہمانوں کو پیش کرتے تھے آج وہ بدر کے اندھے کنویں میں پڑے ہیں۔ [فـ]

وماذا بالقليب قليب بدر من القينات والشرب الكرام

اور اس بدر کے کنویں میں کیا کچھ قینات یعنی گانے والی عورتیں ہیں اور شرابیان کرام ہیں، یعنی شراب پینے والے باعزت لوگ کنویں کے اندر پڑیں ہیں۔

تحيينا السلامة أم بكر فهل لي بعد قومي من سلام

مجھے سلامتی والا تحیہ دیتی ہے امّ بکر، یعنی جب گھر آتا ہوں تو امّ بکر دعا دیتی ہے کہ تم سلامت رہو، کیا میری قوم کے مرجانے کے بعد میرے لئے کوئی سلامتی باقی ہے، مطلب یہ ہے کہ ایسے ایسے لوگوں کے مرجانے کے بعد

[فـ] "من الشيزى" بكسر الشين المعجمة وسكون الياء آخر الحروف وفتح الزاى مقصوراً، وهو شجر يتخذ منه الجفان والقصاع الخشب التي يعمل فيها الثريد، وقال الأصمعي: هي شجر الجوز يسود بالدسم، وأراد بالشيزى ما تتخذ منه الجفنة وبالجفنة صاحبها، كأنه قال: ماذا بقليب بدر من أجل أصحاب الجفان المزينة بلحوم أسنمة الابل؟ وقيل: كانوا يسمون الرجل المطعام جفنة، لأنه يطعم الناس فيها. عمدة القاري، ج: ١١، ص: ٢٤٣.

سلامتی کے اندر کوئی مزہ اور لطف نہیں ہے۔

یحدثنا الرسول بأن سنحیا وکیف حیاة أصداء وهام؟

اور یہ رسول یعنی نبی کریم ﷺ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، لیکن یہ پرندوں اور الووں کی زندگی کیسے ہوگی؟ مطلب یہ ہے کہ کفار عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ آخرت کے قائل نہیں تھے، البتہ وہ فی الجملہ تناسخ کے قائل تھے کہ آدمی کی روح مرنے کے بعد پرندے کی شکل اختیار کر لیتی ہے، اگر اچھی روح ہو تو اچھے پرندے کی اور بری روح ہو تو برے پرندے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ تو کہتا ہے جب (روح) مر کر صداء اور ھام کی شکل میں تبدیل ہو جائے گی تو پھر کیسے زندگی ہوگی؟

"**ھام**" بعض اوقات الو کو بھی کہتے ہیں اور کھوپڑی سے نکلنے والا ایک پرندہ ہوتا ہے اس کو بھی کہتے ہیں، تو "**صداء**" اور "**ھام**" دونوں پرندوں کے نام ہیں۔ [۷۶]

۳۹۲۲ - حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا همام، عن ثابت، عن انس، عن ابى بكر رضى الله عنه قال: كنت مع النبى صلى الله عليه وسلم فى الغار فرفعت راسى فاذا انا باقدام القوم فقلت: يا نبى الله، لو ان بعضهم طأطأ بصره رآنا، قال: "اسكت يا ابا بكر، اثنان الله ثالثهما". [راجع: ۳۶۵۳]

ترجمہ: حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار (ثور) میں تھا، جب میں نے اپنا سر اٹھایا تو لوگوں کے پاؤں دیکھے، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! خاموش رہو (ہم) دو آدمی ہیں (مگر ہمارے ساتھ) اللہ تیسرا ہے۔

۳۹۲۳ - حدثنا على بن عبد الله: حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا الأوزاعى، وقال محمد بن يوسف: حدثنا الأوزاعى، حدثنا الزهرى قال: حدثنى عطاء بن يزيد الليثى قال: حدثنى أبو سعيد رضى الله عنه قال: جاء أعرابى الى النبى ﷺ فسأله عن الهجرة فقال: "ويحك، ان الهجرة شأنها شديد، فهل لك من ابل؟" قال: نعم، قال: "فتعطى صدقتها؟" قال: نعم، قال: "فهل تمنح منها؟" قال: نعم، قال: "فتحلبها يوم ورودها؟" قال: نعم، قال: "فاعمل من وراء البحار فان الله لن يترك من عملك شيئا". [۷۷]

---

[۷۶] عمدة القارى، ج: ۱۱، ص: ۲۴۵.

[۷۷] وفى صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام والجهاد والخير، رقم: ۳۴۶۹، وسنن النسائى، كتاب البيعة، باب شأن الهجرة، رقم: ۴۰۹۳، وسنن أبى داؤد، كتاب الجهاد، باب ما جاء فى الهجرة وسكنى البدو، رقم: ۲۱۱۸، ومسند أحمد، باقى مسند المكثرين، باب مسند أبى سعيد الخدرى، رقم: ۱۰۶۸۲، ۱۱۱۹۳.

یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے، **فاعمل من وراء البحار،** بحار بحرۃ کی جمع ہے بستیوں کے معنی میں ہے، **فان اللہ الخ** کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کرے گا۔

(۴۶) باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ

رسالت مآب ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی مدینہ میں تشریف آوری کا بیان

۳۹۲۴ـ حدثنا ابو الولید: حدثنا شعبۃ قال: انبأنا ابو اسحاق: سمع البراء رضی اللہ عنہ قال: اول من قدم علینا مصعب بن عمیر وابن ام مکتوم، ثم قدم علینا عمار بن یاسر وبلال رضی اللہ عنہم. ۸۷

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ میں ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما آئے تھے، ان کے بعد حضرت عمار بن یاسر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تشریف لائے تھے۔

۳۹۲۵ـ حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبۃ، عن ابی اسحاق: سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہما قال: اول من قدم علینا مصعب بن عمیر ابن ام مکتوم، وکانوا یقرؤن الناس، فقدم بلال وسعد وعمار بن یاسر، ثم قدم عمر بن الخطاب فی عشرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ثم قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما رایت اہل المدینۃ فرحوا بشیء فرحہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی جعل الاماء یقلن: قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فما قدم حتی قرات: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی﴾ فی سور من المفصل. ۸۸

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما آئے تھے اور یہ دونوں حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، پھر حضرت بلال، حضرت سعد اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے، پھر حضرت عمر بن خطابؓ بیس صحابہ سید الکونین ﷺ کے ہمراہ تشریف لائے، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میں نے اہل مدینہ کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا تھا، کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے سے (خوشی کا یہ عالم تھا) کہ لونڈیاں تک یہ کہتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے، اور جب آپ تشریف لائے تو میں (اس وقت) "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی" مفصل کی چند سورتوں کے ساتھ پڑھ چکا تھا۔

۸۷، ۸۸ وفی مسند احمد، اوّل مسند الکوفیین، باب حدیث البراء بن عازب، رقم: ۱۷۷۶۹، ۱۷۸۳۳.

۳۹۲۶ - حدثنا عبد الله بن یوسف: اخبرنا مالک، عن هشام بن عروة، عن ابیه، عن عائشة رضی الله عنها انها قالت: قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة وعک ابو بکر وبلال، قالت: فدخلت علیهما فقلت: یا ابت کیف تجدک؟ ویابلال کیف تجدک؟ قالت: فکانابو بکر اذا اخذته الحمی یقول:

کل امرئ مصبح فی اهله ولاموت ادنی من شراک نعله

وکان بلال اذا اقلع عنه الحمی یرفع عقیرته ویقول:

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة بواد وحولی اذخر وجلیل؟

وهل اردن یوما میاه مجنة؟ وهل یبدون لی شامة وطفیل؟

قالت عائشة: فجئت رسول الله ﷺ فاخبرته فقال: اللهم حبب الینا المدینة کحبنا مکة او اشد، وصححها وبارک لنا فی صاعها ومدها، وانقل حماها فاجعلها بالجحفة. [راجع: ۱۸۸۹]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سید الکونین ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو بخار آ گیا، میں ان دونوں کے پاس گئی، اور میں نے کہا: ابا جان طبیعت کیسی ہے؟ اور اے بلال! تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا یہ حال تھا کہ جب انہیں بخار چڑھتا تو وہ یہ شعر پڑھتے

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اور حضرت بلالؓ کا بخار اُترتا، تو وہ زور زور سے یہ اشعار پڑھتے تھے

کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ کیا میں کوئی رات وادی (مکہ) میں گزار سکوں گا کہ میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل گھاس ہو، اور مجنہ نامی چشمے پر کب پہنچوں گا اور مجھے شامہ اور طفیل نامی پہاڑیاں کبھی دکھائی دیں گی۔

قالت عائشة ..... بالجحفة۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کے پاس آئی اور یہ حالت آپ کو بتائی، تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے خدا! مدینہ ہمیں محبوب بنا دے، جیسا کہ مکہ سے ہمیں محبت ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ، اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے، اس کے مد اور صاع (دو پیمانہ ہیں) میں ہمارے لئے برکت دے اور اس کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ (یہودیوں کا مسکن) بھیج دے۔

۳۹۲۷ - حدثنی عبد الله بن محمد: حدثنا هشام: اخبرنا معمر، عن الزهری: حدثنی عروة بن الزبیر ان عبید الله بن عدی اخبره: دخلت علی عثمان ح. وقال بشر ابن شعیب:

حدثني ابي، عن الزهري: حدثني عروة بن الزبير: ان عبيد اللّٰه بن عدي ابن خيار اخبره قال: دخلت علي عثمان فتشهد ثم قال: اما بعد، فان اللّٰه بعث محمدا صلى اللّٰه عليه وسلم بالحق وكنت ممن استجاب لله ولرسوله وآمن بما بعث به محمد صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم هاجرت هجرتين، ونلت صهر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وبايعته. فواللّٰه ما عصيته ولا غششته حتى توفاه اللّٰه تعالیٰ.

تابعه اسحاق الكلبي: حدثني الزهري مثله. [راجع: ٣٦٩٦]

ترجمہ: عبید اللہ بن عدی بن خیار فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو انہوں نے تشہد پڑھا پھر فرمایا: امابعد! اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو سچا مذہب دے کر بھیجا ہے اور میں ان میں سے تھا، جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی دعوت پر لبیک کہی اور جو کچھ محمد ﷺ لائے تھے اس پر ایمان لائے، پھر میں نے دو ہجرتیں کیں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل کیا، اور آپ سے بیعت کی، بخدا نہ میں نے آپ کی نافرمانی کی نہ آپ کے ساتھ دھوکہ کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔

۳۹۲۸ـ حدثنا يحيى بن سليمان: حدثني ابن وهب: حدثنا مالك ح، واخبرني يونس، عن ابن شهاب قال: اخبرني عبيد اللّٰه بن عبد اللّٰه: ان ابن عباس اخبره ان عبد الرحمن بن عوف رجع الى اهله وهو بمنى في آخر حجة حجها عمر فوجدني فقال عبد الرحمن: فقلت: يا امير المؤمنين، ان الموسم يجمع رعاع الناس واني ارى ان تمهل حتى تقدم المدينة فانها دار الهجرة والسنة، وتخلص لاهل الفقه واشراف الناس وذوي رايهم. قال عمر: لاقومن في اول مقام اقومه بالمدينة. [انظر: ۲۴۶۲]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف اپنے گھر واپس جارہے تھے اور وہ اس وقت حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کے آخری حج میں منیٰ میں مقیم تھے، تو میں انہیں (راستہ میں) مل گیا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ (حضرت عمرؓ نے لوگوں کے سامنے موسمِ حج میں وعظ کا ارادہ فرمایا تو) میں نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! حج میں ہر قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں، میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں چھوڑ دیں، (یعنی انہیں وعظ نہ فرمائیں) حتی کہ آپ مدینہ چلیں (تو وہاں وعظ فرمائیے) کیونکہ وہ دار الہجرت اور دار السنۃ ہے، وہاں آپ کو سمجھ دار شریف اور عقل مند حضرات ملیں گے، جو آپ کی بات کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے، لہٰذا حضرت عمرؓ نے یہ رائے پسند فرمائی اور فرمایا: سب سے پہلے میں مدینہ ہی میں جا کر وعظ کہوں گا۔

۳۹۲۹ـ حدثنا موسى بن اسماعيل: حدثنا ابراهيم الأنصاري بن سعد: أخبرنا ابن شهاب، عن خارجة بن زيد بن ثابت: أن أم العلاء امرأة من نسائهم بايعت النبي ﷺ أخبرته: أن

عثمان بن مظعون طار لهم في السكنى حين قرعت الأنصار على سكنى المهاجرين، قالت أم العلاء: فاشتكى عثمان عندنا فمرضته حتى توفي وجعلناه في أثوابه، فدخل علينا النبي ﷺ فقلت: رحمة الله عليك أبا السائب، شهادتي عليك لقد أكرمك الله. قال النبي ﷺ: "ما يدريك أن الله أكرمه؟ " قالت: قلت: لا أدري، بأبي أنت وأمي يا رسول الله فمن؟ قال: " أما هو فقد جاءه و الله اليقين، والله انى كأرجو له الخير وما أدري والله وأنا رسول الله ما يفعل بي " قالت: فوالله لا ازكي بعده أحدا، قالت: فأخبرني ذلک فنمت فأريت لعثمان بن مظعون عينا تجري فجئت رسول الله ﷺ فأخبرته فقال: " ذلک عمله ". [راجع: ۱۲۴۳]

ترجمہ: خارجہ بن زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ام علا نے جوان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، فرمایا کہ جب انصار نے مہاجرین کی سکونت کے سلسلہ میں قرعہ اندازی کی تو حضرت عثمان بن مظعون ان کے حصہ میں آئے وہ کہتی ہیں کہ پھر عثمان ہمارے یہاں بیمار ہو گئے، تو میں نے ان کی بیماری میں دیکھ بھال کی، حتی کہ ان کا انتقال ہو گیا، ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں چھوڑ دیا، پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے تو میں نے عثمانؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے ابو سائب تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، میں شہادت دیتی ہوں کہ یقیناً اللہ نے تمہیں نوازا ہے، تو سید الکونین ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نوازا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں نہیں جانتی، لیکن اگر ان پر نوازشیں نہ ہوں تو کون ہے (جس پر نوازشیں ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! عثمان کا تو بخدا انتقال ہو گیا، اور میں ان کے بارے میں اچھی اُمیدیں رکھتا ہوں۔ اور بخدا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھے یہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ (اللہ کے یہاں) کیا معاملہ ہوگا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آج کے بعد میں کسی کی تقدیس نہیں کروں گی۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اس بات سے کافی رنج ہوا، پھر میں سو گئی تو مجھے خواب میں عثمان بن مظعون کی ایک نہر آئی جو بہہ رہی تھی، میں نے آپ کو آ کر بتایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل (نیک) ہے۔

ما یدریک أن الله أکرمه؟ . . . .یا رسول الله فمن؟ یہاں جملہ محذوف ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آخرت میں ان کا اکرام نہیں فرمائیں گے تو کس کا فرمائیں گے، مطلب یہ ہے کہ یہ اتنے بزرگ آدمی تھے۔

۳۹۳۰ ۔ حدثنا عبید الله بن سعید: حدثنا ابو اسامة، عن هشام، عن ابیه، عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان يوم بعاث يوما قدمه الله عز وجل لرسوله صلى الله عليه وسلم، فقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وقد افترق ملؤهم وقتلت سراتهم في دخولهم في الاسلام. [راجع: ۳۷۷۷]

۳۹۳۱ ۔ حدثني محمد بن المثنى: حدثنا غندر: حدثنا شعبة، عن هشام، عن أبيه عن

عائشة أن أبابكر دخل عليها والنبی ﷺ عندها يوم فطر أو أضحى وعندها قينتان تغنيان بما تعازفت الأنصار يوم بعاث، فقال أبوبكر: مزمار الشيطان، مرتين، فقال النبی ﷺ: " دعها يا أبا بكر، ان لكل قوم عيداً وان عيدنا هذا اليوم " [راجع: ۴۵۴، ۹۴۹]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن حضرت عائشہ کے پاس سید الکونین ﷺ تشریف فرما تھے کہ حضرت ابو بکرؓ بھی اندر گئے، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو لڑکیاں ان رجزیہ اشعار کو گا رہی تھی جو انصار نے جنگ بعاث میں کہے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے دو مرتبہ کہا: شیطانی راگ اور آنحضرت ﷺ کے قریب۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انہیں رہنے دو اے ابو بکر! دیکھو، ہر قوم میں خوشی کا دن ہوتا ہے اور یہ ہماری خوشی کا دن ہے۔

"تعازف" اس کے لفظی معنی باجا بجانا ہے لیکن مراد شعر پڑھنا ہے کیونکہ شعر کے ساتھ باجے بھی بجائے جاتے ہیں اس لئے **تعازفت الأنصار** کہا۔

"بعاث" کے دن جو اشعار کہے تھے وہ پڑھ رہی تھیں۔[نے]

۳۹۳۲ — حدثنا مسدد: حدثنا عبد الوارث ح. وحدثنا اسحاق بن منصور، انبانا عبد الصمد قال: سمعت ابی يحدث فقال: حدثنا ابو التياح يزيد بن حميد الضبعی قال: حدثنی انس بن مالک رضی اللّٰه عنه قال: لما قدم رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم المدينة نزل فی علو المدينة فی حی يقال لهم: بنو عمرو بن عوف، قال: فأقام فيهم اربع عشرة ليلة ثم ارسل الی ملأ بنی نجار قال: فجاؤا متقلدی سيوفهم قال: وكانی انظر الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم علی راحلته وابوبكر ردفه وملأ بنی النجار حوله حتی القی بفناء ابی ايوب، قال: فكان يصلی حيث ادركته الصلاة، ويصلی فی مرابض الغنم، قال: ثم انه امر ببناء المسجد فارسل الی ملأ بنی النجار فجاؤا فقال: "يا بنی النجار، ثامنونی بحائطكم هذا" فقالوا: لا واللّٰه، لانطلب ثمنه الا الی اللّٰه تعالیٰ، قال: فكان فيه ما اقول لكم، كانت فيه قبور المشركين، وكانت فيه خرب، وكان فيه نخل. فامر رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم بقبور المشركين فنبشت، وبالخرب فسويت، وبالنخل فقطع، قال: فصفوا النخل قبلة المسجد، قال: وجعلوا عضادتيه حجارة، قال: جعلوا ينقلون ذاك الصخر وهم يرتجزون ورسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم معهم، يقولون:

"اللّٰهم انه لا خير الا خير الآخره فانصر الانصار والمهاجرة"

[راجع: ۲۳۴]

[نے] تفصیل وتشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیں: انعام الباری، ج:۳، ص:۱۴۶، كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد، رقم: ۹۴۹۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اعالی مدینہ میں قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں قیام فرمایا۔ آپ وہاں چودہ دن رہے، پھر آپ نے بنو النجار کی جماعت کو بلا بھیجا تو وہ ہتھیار سجا کر آئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اب بھی میری آنکھوں میں وہ نقشہ پھر رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آگے آپ کے پیچھے (اپنی سواری پر) حضرت ابوبکرؓ اور بنو نجار کی جماعت آپ کو گھیرے میں لئے ہوئے تھی، یہاں تک کہ آپ نے اپنا اسباب ابوایوب کے احاطہ میں اُتار دیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جہاں نماز کا وقت ہو جاتا آپ وہیں نماز پڑھ لیتے اور (بعض اوقات) بکریوں کے باڑہ میں بھی نجاست سے ایک طرف ہو کر پڑھ لیتے، پھر آپ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور بنو نجار کو بلا بھیجا، جب وہ آگئے تو آپ نے فرمایا: اے بنو نجار! تم اپنے اس باغ کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو، تو انہوں نے کہا: نہیں خدا کی قسم! ہم اس کی قیمت اللہ کے یہاں ثواب کی شکل میں لیں گے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس جگہ یہ چیزیں تھیں جو میں تمہیں بتاتا ہوں یعنی مشرکوں کی قبریں، وہاں ویرانہ بھی تھا، البتہ کچھ درخت خرما کے بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی قبریں تو حکم دے کر کھدوا ڈالیں، اور ویرانہ کو برابر کرا دیا اور درختوں کو کٹوا ڈالا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد کے قبلہ کی جانب ان درختوں کو ایک قطار میں نصب کر دیا اور اس کے بیچ میں پتھر رکھ دیئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ پتھر ڈھو رہے تھے اور رجز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ کہہ رہے تھے اے خدا! عیش تو آخرت کا ہے انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

(۴۷) باب اقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه

مہاجر کا مکہ میں حج ادا کرنے کے بعد ٹھہرنے کا بیان

۳۹۳۳ـــ حدثني ابراهيم بن حمزة: حدثنا حاتم، عن عبد الرحمن بن حميد الزهري قال: سمعت عمر بن عبد العزيز يسأل السائب ابن أخت النمر: ما سمعت في سكنى مكة؟ قال: سمعت العلاء بن الحضرمي قال: قال رسول الله ﷺ: " ثلاث للمهاجر بعد الصدر " ۸۰، ۸۱

۸۰ لا يوجد للحديث مكررات.

۸۱ وفي صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز الاقامة بمكة للمهاجر منها بعد فراغ الحج، رقم: ۲۴۰۸، وسنن الترمذي، كتاب الحج عن رسول الله، باب ما جاء أن يمكث المهاجر بمكة بعد الصدر ثلاثاً، رقم: ۸۷۲، وسنن النسائي، كتاب تقصير الصلاة في السفر، باب المقام الذي يقصر بمثله الصلاة، ۱۴۳۸، وسنن أبي داؤد، كتاب المناسك، باب الاقامة بمكة، رقم: ۱۷۲۹، وسنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدة، رقم: ۱۰۶۳، ومسند أحمد، اوّل مسند الكوفيين، باب حديث العلاء بن الحضرمي، رقم: ۱۸۲۱۵، ۱۹۶۲۰، وسنن الدارمي، كتاب الصلاة، باب في الذي يسمع السجدة ولا يسجد، رقم: ۱۴۳۶.

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت سائب بن یزید سے جو ابن اخت النمر بھی کہلاتے ہیں، پوچھا **سمعت فی سکنی مکة؟** تم نے مکہ مکرمہ کی رہائش کے بارے میں کیا بات سنی ہے؟ یعنی کوئی حدیث سنی ہے تو بتاؤ، **قال: سمعت العلاء** .... میں نے ابن علاء حضرمی سے جو فاتح بحرین ہیں، سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**ثلاث للمهاجر بعد الصدر**"، مہاجروں کے لئے صدر کے بعد تین دن ہیں۔

"**صدر**" کے معنی ہیں ایام منیٰ گذار کر منیٰ سے واپسی کے بعد تین دن رہ سکتے ہیں۔

اصل بات یہ تھی کہ جن حضرات نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تھی ان کے لئے مکہ مکرمہ میں اقامت جائز نہیں تھی صرف حج یا عمرہ کے لئے استثناء تھا، حج میں جب منیٰ سے واپس آجائیں تو پھر تین دن سے زیادہ رہنے کی اجازت نہیں تھی۔

(۴۸) بابُ التاريخ، من اين ارخوا التاريخ؟

۳۹۳۴ ـ حدثنا عبد الله بن مسلمة: حدثنا عبد العزيز، عن ابيه، عن سهل بن سعد قال: ما عدوا من مبعث النبی صلى الله عليه وسلم ولا من وفاته، ما عدوا الا من مقدمه المدينة. [۸۲، ۸۳]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے (سنہ تاریخ) کا شمار نہ رسالت مآب ﷺ کی بعثت سے کیا نہ وفات سے بلکہ آپ کے مدینہ تشریف لانے سے کیا۔

۳۹۳۵ ـ حدثنا مسدد: حدثنا يزيد بن زريع: حدثنا معمر، عن الزهری، عن عروة، عن عائشة رضی الله عنها قالت: فرضت الصلاة ركعتين، ثم هاجر النبی صلى الله عليه وسلم ففرضت اربعا، وتركت صلاة السفر على الاولى. تابعه عبد الرزاق، عن معمر. [راجع: ۳۵۰]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نماز دو دو رکعت فرض ہوئی تھی، پھر آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو چار چار رکعت فرض ہوگئی، اور سفر کی نماز پہلی حالت پر باقی رکھی گئی ہے۔

(۴۹) بابُ قولِ النبی صلى الله عليه وسلم: "اللهم امض لاصحابی هجرتهم" ومرثيته لمن مات بمكة

۸۲ لا يوجد للحديث مكررات

۸۳ انفرد به البخاری.

آنحضرت علیہ کا فرمان: ''اے خدا! میرے صحابہ کی ہجرت کو قبول فرما اور جو لوگ (بغیر ہجرت) مکہ میں انتقال کر گئے تھے ان کے لئے آپ کے کڑھنے کا بیان

۳۹۳۶ـ حدثنا یحیی بن قزعة: حدثنا ابراهیم، عن الزهری، عن عمار بن سعد ابن مالک، عن ابیه قال: عادنی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عام حجة الوداع من مرض اشفیت منه علی الموت فقلت: یا رسول اللّٰه، بلغ بی من الوجع ما تری وانا ذو مال ولا یرثنی الا ابنة لی واحدة، افاتصدق بثلثی مالی؟ قال: "لا"، قال: فاتصدق بشطره؟ قال: "لا" قال: "الثلث والثلث کثیر، انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرهم عالة یتکففون الناس". قال احمد بن یونس، عن ابراهیم: "أن تذر ورثتک ولست بنافق نفقة تبتغی بها وجه اللّٰه الا آجرک اللّٰه بها حتی اللقمة تجعلها فی فی امرأتک"، قلت: یا رسول اللّٰه، اخلف بعد اصحابی؟ قال: انک لن تخلف فتعمل عملا تبتغی به وجه اللّٰه الا ازددت به درجة ورفعة ولعلک تخلف حتی ینتفع بک اقوام، ویضر بک آخرون، اللهم امض لاصحابی هجرتهم ولا تردهم علی اعقابهم، لکن البائس سعد بن خولة "یرثی له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان توفی بمکة.

وقال احمد بن یونس وموسی، عن ابراهیم: "ان تذر ورثتک". ۸۴

خیرات کا مقدار

عامر بن سعد بن مالک اپنے والد (حضرت سعدؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم علیہ نے حجۃ الوداع کے سال اس مرض میں میری عیادت فرمائی جس میں میرے بچنے کی کوئی اُمید نہیں تھی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری تکلیف کی شدت کا حال آپ کو معلوم ہی ہے، میں مالدار آدمی ہوں، سوائے ایک لڑکی کے میرا کوئی وارث نہیں ہے، تو کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ آپ علیہ نے فرمایا: اے سعد! تہائی مال خیرات کر دو اور تہائی بھی بہت ہے، تم اپنی اولاد کو مال دار چھوڑ جاؤ، تو اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتے پھریں۔

۸۴ وفی صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث، رقم: ۳۰۷۶، وسنن الترمذی، کتاب الوصایا عن رسول اللّٰه، باب ما جاء فی الوصیة بالثلث، رقم: ۲۰۴۲، وسنن النسائی، کتاب الوصایا، باب الوصیة بالثلث، رقم: ۳۵۲۹، وسنن أبی داؤد، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی ما لایجوز للموصی فی ماله، رقم: ۲۴۸۰، ومسند أحمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب مسند أبی اسحاق سعد بن أبی وقاص، رقم: ۱۳۶۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۸، ۱۴۰۴، ۱۴۴۲، ۱۴۶۳، ۱۵۱۳، وموطأ مالک، کتاب الأقضیة، باب الوصیة فی الثلث لاتتعدی، رقم: ۱۲۵۸، وسنن الدارمی، کتاب الوصایا، باب الوصیة بالثلث، رقم: ۳۰۶۵.

احمد بن یونس نے ابراہیم سے یہ الفاظ بھی روایت کئے ہیں کہ جو کچھ بھی تم لوجہ اللہ خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ثواب عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بی بی کے منہ میں رکھو اس پر بھی ثواب ملے گا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد مکہ میں تنہا چھوڑ دیا جاؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم چھوڑے نہ جاؤ گے، اگر چھوڑے بھی گئے، تو مقصود تو حاصل ہوتا رہے گا کہ تم جو عمل بھی محض لوجہ اللہ کرو گے تو اس کی وجہ سے تمہارا درجہ اور تمہاری عزت زیادہ ہوتی رہے گی۔ اور اُمید ہے کہ تم میرے بعد تک زندہ رہو گے، حتی کہ کچھ لوگوں کو تم سے نفع پہنچے گا کچھ کو ضرر، اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو قبول فرما اور انہیں اُلٹے پاؤں واپس نہ فرما، لیکن قابل رحم تو سعد بن خولہ ہے نبی کریم ﷺ مکہ میں ان کی وفات پر افسوس فرمایا کرتے تھے۔

(۵۰) بابُ کیف آخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ؟

نبی کریم ﷺ نے کس طرح اپنے اصحاب کے درمیان اخوت قائم کرائی؟

وقال عبد الرحمن بن عوف: آخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینی وبین سعد بن الربیع لما قدمنا المدینة، وقال ابو جحیفة: آخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین سلمان وابی الدرداء.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کرایا، جبکہ ہم مدینہ میں آئے اور ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سلمان اور ابوالدرداء کے درمیان بھائی چارگی قائم کرائی۔

۳۹۳۷ ـ حدثنا محمد بن یوسف: حدثنا سفیان، عن حمید، عن انس رضی اللہ عنہ قال: قدم عبد الرحمن بن عوف فآخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینہ وبین سعد بن الربیع الانصاری فعرض علیہ ان یناصفہ اھلہ ومالہ. فقال عبد الرحمن: بارک اللہ لک فی اھلک ومالک، دلنی علی السوق، فربح شیئا من اقط وسمن، فرآہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ایام وعلیہ وضر من صفرة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "مھیم یا عبد الرحمن؟"، قال: یا رسول اللہ تزوجت امراة من الانصار، قال: "فما سقت فیھا؟" فقال: وزن نواة من ذھب، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "اولم ولو بشاة". [راجع: ۲۰۴۹]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جب مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان مواخات قائم کر دی، سعد نیان سے درخواست کی کہ میری بیویوں اور میرے مال کو آدھا آدھا بانٹ لو، تو عبدالرحمن نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارے گھر والوں اور مال میں برکت عطا فرمائے مجھے

بازار بتادو، وہاں عبدالرحمن کو (تجارت کر کے) نفع میں کچھ پنیر اور کچھ گھی ملا چند دن کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن پر زردی کا کچھ اثر دیکھا تو آپ نے فرمایا: اے عبدالرحمن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے ایک انصاری خاتون سے نکاح کرلیا ہے، آپ نے فرمایا کہ تم نے کتنا مہر دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک گٹھلی برابر سونا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو، اگر چہ ایک ہی بکری سے ہو۔ اس حدیث کے متعلقات ان شاء اللہ کتاب النکاح میں آجائے گی۔

(۵۱) بابٌ

۳۹۳۸ ـ حدثنی حامد بن عمر، عن بشر بن المفضل: حدثنا حمید: عن انس: ان عبد اللّٰه بن سلام بلغه مقدم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم المدینة فاتاه یساله عن اشیاء، فقال: انی سائلک عن ثلاث لا یعلمهن الا نبی، ما اول اشراط الساعة؟ وما اول طعام یاکله اهل الجنة؟ وما بال الولد ینزع الی ابیه او الی امه؟ قال: "اخبرنی به جبریل آنفا"، قال ابن سلام: ذاک عدو الیهود من الملائکة، قال: "اما اول اشراط الساعة فنار تحشرهم من المشرق الی المغرب، واما اول طعام یاکله اهل الجنة فزیادة کبد الحوت، واما الولد فاذا سبق ماء الرجل ماء المراة نزع الولد، واذا سبق ماء المراة ماء الرجل نزعت الولد"، قال: اشهد ان لا اله الا اللّٰه وانک رسول اللّٰه، قال: یا رسول اللّٰه، ان الیهود قوم بهت، فاسالهم عنی قبل ان یعلموا باسلامی، فجاء ت الیهود فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: "ای رجل عبد اللّٰه بن سلام فیکم؟" قالوا: خیرنا وابن خیرنا، وافضلنا وابن افضلنا. فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: "ارایتم ان اسلم عبد اللّٰه بن سلام؟" قالوا: اعاذه اللّٰه من ذٰلک، فاعاد علیهم فقالوا مثل ذٰلک، فخرج الیهم عبد اللّٰه فقال: اشهد ان لا اله الا اللّٰه وان محمدا رسول اللّٰه. قالوا: شرنا وابن شرنا، وتنقصوه، قال: هٰذا کنت اخاف یا رسول اللّٰه. [راجع: ۳۳۲۹]

۳۹۳۹، ۳۹۴۰ ـ حدثنا علی بن عبد اللّٰه: حدثنا سفیان، عن عمرو: سمع أبا المنهال عبد الرحمٰن بن مطعم قال: باع شریک لی دراهم فی السوق نسیئة، فقلت: سبحان اللّٰه، أیصلح هٰذا؟ فقال: سبحان اللّٰه، واللّٰه لقد بعتها فی السوق فما عابه أحد فسألت البراء بن عازب فقال: قدم النبی ﷺ ونحن نتبایع هٰذا البیع، فقال: ما کان یدا بید فلیس به بأس وما کان نسیئة فلا یصلح "، و ألق زید بن أرقم فاساله فانه کان أعظمنا تجارة، فسألت زید بن أرقم فقال مثله. وقال سفیان مرة: فقدم علینا النبی ﷺ المدینة ونحن نتبایع وقال: نسیئة الی الموسم أو الحج.

[راجع: ۲۰۶۰]

صَرف کی تجارت

عبدالرحمٰن ابن مطعم کہتے ہیں کہ میرے ایک شریک نے بازار میں دراہم کونسیئہ بیچا، یا تو دراہم کو دینار سے بیچا ہوگا یا دراہم کے ساتھ ہی بیچا ہوگا لیکن نسیئہ،

فقلت: سبحان الله، أيصلح هذا؟ عبدالرحمٰن ابن مطعم کہتے ہیں میں نے کہا: **سبحان الله** کیا ایسا کرنا صحیح ہے کہ درہم کو درہم کے بدلے نسیئہ بیچا جائے؟

فقال: سبحان الله، اس نے کہا **سبحان الله،** آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ نا جائز ہے، میں نے تو بازار میں بیچا ہے کسی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

فسالت البراء بن عازبؓ، میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے مسئلہ پوچھا **فقال: قدم. .....والق زيد بن أرقم فاسأله،** چاہو تو زید بن ارقم سے بھی ملاقات کر کے مسئلہ پوچھ لو۔

وقال: سفيان مرة: فقدم علينا الخ. نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہم لوگ نسیئہ بیع وشراء کیا کرتے تھے، بعض اوقات موسم حج کو اجل مقرر کر لیتے تھے۔

یہاں اس حدیث سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کے جو معاملات چل رہے تھے ان میں سے آپ ﷺ نے بہت سوں کو جاری رکھا اور بہت سوں پر پابندی لگادی یعنی نا جائز قرار دیا۔

(۵۲) باب اتيان اليهود النبى ﷺ حين قدم المدينة

جب حضور اقدس ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پاس یہودیوں کے آنے کا بیان

﴿هادوا﴾ [البقرة: ۶۲]: صاروا يهودا، وأما قوله: ﴿هدنا﴾ [الأعراف: ۱۵۶]: تبنا، هائد: تائب.

قرآن کریم میں جو "**هادوا**" آیا ہے اس کے معنی ہیں "**صاروا يهودا**" اور جو "**هدنا**" آیا ہے اس کے معنی ہیں "**تبنا، هائد ای تائب**" بمعنی توبہ کرنا۔

۳۹۴۱ـ حدثنا مسلم بن ابراهيم: حدثنا قرة، عن محمد، عن أبى هريرة عن النبى ﷺ قال: "لو آمن بى عشرة من اليهود لآمن بى اليهود". [۸۵، ۸۶]

---

۸۵ لا يوجد للحديث مكررات.

۸۶ وفى صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب نزل أهل الجنة، رقم: ۵۰۰۰، ومسند أحمد، باقى مسند المكثرين، باب باقى المسند السابق، رقم: ۸۱۹۹، ۸۳۹۵، ۹۰۱۹.

آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہودیوں میں سے دس آدمی ایمان لے آئیں تو سارے یہودی ایمان لے آئیں گے۔ اس سے مراد دس مخصوص افراد ہیں جو اپنے اپنے گروہوں کے سردار اور مقتدی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر یہ دس سردار ایمان لے آئیں تو ان کا اثر ورسوخ اتنا ہے کہ دوسرے لوگ بھی ایمان لے آئیں گے، عام یہودی مراد نہیں ہیں ورنہ کم از کم دس افراد تو حضور ﷺ کے عہد مبارک میں مسلمان ہو گئے تھے، یہ خاص افراد تھے جو مسلمان نہیں ہوئے جن کی وجہ سے سارے یہودی ایمان سے محروم رہے۔

۳۹۴۲ — حدثني احمد او محمد بن عبيد الله الغداني: حدثنا حماد بن اسامة: اخبرنا ابو عميس، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، عن ابي موسى رضي الله عنه قال: دخل النبي صلى الله عليه وسلم المدينة واذا اناس من اليهود يعظمون عاشوراء ويصومونه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "نحن احق بصومه فامر بصومه". [راجع: ۲۰۰۵]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسالت مآب ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن کی عزت وتکریم کرتے اور اس دن روزہ رکھتے دیکھا، تو رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اس دن روزہ رکھنے کے (یہود سے) زیادہ حق دار ہیں۔ اور پھر آنحضرت ﷺ نے اس کے روزہ کا حکم دیا۔

۳۹۴۳ — حدثنا زياد بن ايوب: حدثنا هشيم: حدثنا ابو بشر، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة وجد اليهود يصومون عاشوراء فسئلوا عن ذلك، فقالوا: هذا هو اليوم الذي اظهر الله فيه موسى وبني اسرائيل على فرعون ونحن نصومه تعظيما له، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "نحن اولى بموسى منكم"، فامر بصومه. [راجع: ۲۰۰۴]

فقالوا: هذا هو اليوم الذي اظهر الله — انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غالب کیا تھا، اس لئے ہم اس کی تعظیم میں اس دن روزہ رکھتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہ نسبت تمہارے ہم حضرت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں پھر آپ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ ف

۳۹۴۴ — حدثنا عبدان: حدثنا عبد الله، عن يونس، عن الزهري قال: اخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما: ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يسدل شعره. وكان المشركون يفرقون رؤسهم، وكان اهل الكتاب يسدلون رؤسهم، وكان

ف راجع: انعام الباری، ج:۵، ص:۵۶۹، کتاب الصوم، باب الصوم یوم عاشوراء، رقم:۲۰۰۴، ۲۲۰۵۔

النبي صلى الله عليه وسلم يحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه بشيء، ثم فرق النبي صلى الله عليه وسلم رأسه. [راجع: ۳۵۵۸]

۳۹۴۵ــ حدثني زياد بن أيوب: حدثنا هشيم: أخبرنا أبو بشر، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: هم أهل الكتاب جزئوه أجزاءً فآمنوا ببعضه و كفروا ببعضه يعني قول الله تعالى: اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ. [الحجر: ۹۱] [انظر: ۴۷۰۵، ۴۷۰۶] [87]

یہ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان فرمارہے ہیں اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ کہ انہوں نے قرآن کریم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے اہل کتاب مراد ہیں جنہوں نے کتاب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے، بعض پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے، کفر کرتے تھے۔

اس سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں، انہوں نے اپنی کتابوں کے حصے بخرے اس طرح کئے تھے کہ اُس کے جس حکم کو چاہتے، مان لیتے اور جس کی چاہتے، خلاف ورزی کرتے تھے۔[ف]

(۵۳) باب اسلام سلمان الفارسي رضي الله عنه

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

۳۹۴۶ــ حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق: حدثنا معتمر: قال أبي ح. وحدثنا أبو عثمان، عن سلمان الفارسي: انه تداوله بضعة عشر من رب الى رب. [88]، [89]

انه تداوله بضعة عشر من رب الى رب۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں دس سے زیادہ افراد کے ہاتھوں میں بدلتا رہا، ایک آقا سے دوسرے کی طرف۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا قبول اسلام

امام بخاریؒ یہ حدیث لے کر آئے ہیں لیکن حضرت سلمان فارسیؒ کے اسلام لانے کی جو طویل اور مشہور روایت ہے وہ نہیں لائے اس لئے کہ وہ ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔

---

[87] انفرد به البخاري.

[ف] توضیح القرآن، آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ الحجر، آیت: ۹۱، ص: ۵۷۲۔

[88] لا يوجد للحديث مكررات.

[89] انفرد به البخاري.

امام بخاریؒ نے یہ مختصر روایت ذکر کی ہے، اس کی تفصیل حدیث کی دوسری کتابوں اور سیر کی کتابوں میں آئی ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بہت لمبا اور طویل ہے جو خود حضرت سلمانؓ نے بیان کیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی توفیق عطا فرمائی۔ امام ابونعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں جوان کا واقعہ نقل کیا ہے وہ کم از کم بیس صفحات میں ہے، بہت ہی عجیب اور سبق آموز ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ یہ ایران کے ایک شہر رام ہرمز میں پیدا ہوئے، ایران کے عام مذہب کے مطابق یہ اور ان کے والد بھی آتش پرست تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ آتش پرستی کوئی صحیح بات نہیں معلوم ہوتی، انہوں نے اپنے باپ سے کہا لیکن باپ کسی طرح بھی آتش پرستی چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا، بالآخر تنگ آ کر انہوں نے اپنے باپ کو چھوڑا اور شام چلے گئے اور یہ سوچ کر کہ نصرانی مذہب کم از کم آتش پرستی سے بہتر ہے ایک نصرانی عالم کے پاس مقیم ہو گئے اور اس کی خدمت میں رہنے لگے، جب اس کا انتقال ہو گیا تو دوسرے عالم کے پاس چلے گئے، تیسرے کے انتقال کے بعد چوتھے کے پاس چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو عمر بھی بڑی لمبی دی تھی تقریباً تین سو سال عمر پائی ہے اور ایک عالم کے مرنے کے بعد دوسرے کی طرف چلے جاتے تھے، ان میں سے کسی نے ہمدردی کی، کسی نے تکلیف پہنچائی، ہر ایک عالم کی انہوں نے الگ الگ تفصیل بیان کی ہے۔

بالآخر آٹھ دس آدمیوں سے منتقل ہونے کے بعد ایک نصرانی عالم کے پاس پہنچے جو ان سب سے بہتر تھا۔ حسن سلوک کے معاملے میں بھی اور دینی اعتبار سے بھی صحیح آدمی معلوم ہوتا تھا، یہاں تک کہ اس کے بھی مرنے کا وقت آ گیا، مرض وفات میں حضرت سلمان فارسیؓ نے ان سے کہا کہ اب آپ بھی رخصت ہونے والے ہیں تو بتائیں میں آپ کے بعد کہاں جاؤں؟

اس نے کہا اب تمہیں کسی اور آدمی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت کا وقت قریب آ گیا ہے اور مجھے اتنا پتہ ہے کہ وہ عرب کے ایسے علاقے میں ہوں گے جہاں نخلستان زیادہ ہیں اور میں تمہیں ان کی علامتیں بتا دیتا ہوں کہ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے اور ہدیہ قبول کریں گے، ان کے شانہ مبارک پر مہر نبوت ہوگی۔

یہ تین علامتیں تمہیں بتائی ہیں اگر وہ تمہیں مل گئے تو سمجھنا یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے، پھر ان کے ساتھ زندگی گزارنا۔ یہ وصیت کر کے نصرانی عالم کا انتقال ہو گیا۔

اب ان کا عرب جانے کا ارادہ ہوا، ایک قافلہ جا رہا تھا انہوں نے ان سے کہا کہ میں عرب جانا چاہتا ہوں، انہوں نے شامل کر لیا، راستے میں قافلے والوں کے بھی لمبے چوڑے قصے ہیں۔ انہوں نے غداری کر کے ان کو غلام

بنالیا اور ایک بازار میں لے جا کر بیچ دیا۔ مدینہ منورہ کے ایک یہودی نے ان کو خریدا اور خرید کر مدینہ منورہ لے آیا۔ اس طرح یہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ وہاں نخلستان بہت ہیں اور یہ ہے بھی عرب کا علاقہ، اس لئے سمجھ گئے کہ یہی مطلوبہ جگہ ہے جس جگہ کی میرے استاذ نے پیشین گوئی کی تھی شاید وہ یہی جگہ ہے اس لئے بڑے خوش ہوئے، لیکن ساتھ ہی وہ یہودی بڑا اکھڑ اور سخت تھا، بڑی سخت خدمت لیتا تھا۔

انہوں نے سوچا اب اسی طرح زندگی گزارنی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی بندوبست کریں گے، چنانچہ اس یہودی کی خدمت کرتے رہے۔

آگے خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اس یہودی کی خدمت کے دوران میں اس کے باغ میں تھا اس نے مجھ سے کہا کہ کھجوروں کے درخت پر چڑھ جاؤ اور کھجوریں توڑو، میں درخت سے کھجوریں توڑ رہا تھا اور میرا آقا درخت کے نیچے بیٹھا تھا، اتنے میں اس آقا کا کوئی چچازاد بھائی آیا اور آکر کہنے لگا: اللہ ان بنو قیلہ کے لوگوں کو ہلاک کرے (بنو قیلہ انصار کے قبائل ہیں) قبا میں ایک آدمی آیا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا اور سب اس کے گرد اکھٹے ہو رہے ہیں۔

سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں میں چونکہ پہلے سے انتظار میں تھے اس لئے میرے کان میں جب یہ آواز پڑی کہ لوگ ایک ایسے شخص کے گرد اکھٹے ہو رہے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ سنتے ہی میرے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی اور مجھ سے رہا نہ گیا، میں درخت سے نیچے کود پڑا، اور اپنے آقا سے اجازت چاہی کہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں ذرا کام ہے وہ چونکہ بڑا سخت تھا اس لئے کہا کہ تمہیں نہیں جانے دوں گا۔

کہتے ہیں میں نے اس کی بہت منت سماجت کی کہ مجھے تھوڑی دیر کی چھٹی دے دو لیکن اس نے کہا جب تک ساری کھجوریں نہیں اتارلو گے اس وقت تک نہیں جانے دوں گا۔ چنانچہ وہ دن میں نے بڑی مشکل سے گزارا۔ کھجوریں کاٹ کر شام کو جب چھٹی کا وقت ہوا تو میں نے ان میں سے تھوڑی سی کھجوریں ہاتھ میں لے لیں اور قبا پہنچ گیا جہاں کا لوگ کہہ رہے تھے کہ حضور اقدس ﷺ وہاں ہوں گے، دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ کے آس پاس لوگ بیٹھے ہیں، میں جا کر خدمت میں پیش ہوا اور کہا آپ سب لوگ مسافر اور حاجت مند ہیں اس لئے میں آپ کی خدمت میں کچھ صدقہ لے کر آیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہم صدقہ نہیں کھاتے، جو مستحق ہیں ان کو دینا ہو تو دے دو۔ پہلی علامت ظاہر ہوگئی۔

پھر اٹھ کر آئے اور دوسری بار کچھ اور چیز لے کر گئے اور کہا کہ یہ کچھ ہدیہ لے کر آیا ہوں، اگر آپ قبول فرمالیں، آنحضرت ﷺ نے قبول فرمالیا، دوسری علامت بھی ظاہر ہوگئی۔

پھر تیسری بار حاضر ہوئے تو حضور ﷺ صحابۂ کرامؓ کے درمیان تشریف فرما تھے، یہ سامنے بیٹھنے کے بجائے پیچھے بیٹھنے کیلئے آنے لگے، مقصد یہ تھا کہ کسی طرح مہر نبوت کی زیارت ہو جائے، حضور ﷺ کو بذریعہ وحی علم ہو گیا کہ یہ

اس فکر میں ہیں آنحضرت ﷺ نے اپنے شانہ مبارک سے چادر ہٹادی، سلمان فارسیؓ کی نظر مہر نبوت پر پڑی، فرماتے ہیں کہ جب میں نے مہر نبوت دیکھ لی تو اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکا اور آگے بڑھ کر مہر نبوت کو بوسہ دیا اور میرے آنسو سرکار دو عالم ﷺ کی مہر نبوت پر برس رہے تھے۔

عرصے سے اس انتظار میں تھے کہ کب نبی کریم ﷺ تشریف لائیں اور آپ ﷺ کی صحبت نصیب ہو، جب منزل نظر آگئی تو آنسوؤں کو نہ روک سکے۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ایمان لے آیا اور آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ایمان لے آیا ہوں لیکن ایک یہودی کا غلام ہوں اور زبردستی کی غلامی ہے، کیونکہ غلامی کی حقیقت تو کوئی نہیں تھی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تم اس یہودی سے مکاتبت کا معاملہ کرلو، کچھ پیسے ادا کر کے آزاد ہو جاؤ، چنانچہ یہ یہودی کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ میرے ساتھ مکاتبت کرلو، اس نے کہا ٹھیک ہے، لیکن بدل کتابت تین سو اوقیہ چاندی ہے اور سو کھجور کے درخت لگاؤ، جب وہ درخت جوان ہو جائیں اور ان پر پھل آجائے تو تم آزاد ہو۔

انہوں نے آکر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اس نے ایسی بدل کتابت مقرر کر دی ہے کہ ساری عمر ادا نہ کرسکوں، کھجور کے سو درخت لگانے ہیں اور جب ان پر پھل آجائے اور کھجور کا پھل سب سے زیادہ دیر میں آتا ہے اور اوپر سے تین سو اوقیہ چاندی بھی ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ترغیب دی کہ وہ کھجور کے پودوں سے حضرت سلمانؓ کی امداد کریں۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے تعاون سے کھجور کے تین سو پودے جمع ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمانؓ سے فرمایا کہ ان پودوں کے لئے گڑھے تیار کرو۔ جب گڑھے تیار ہو گئے تو آپ ﷺ بہ نفسِ نفیس تشریف لے گئے اور تمام درخت خود اپنے دستِ مبارک سے لگائے، اور برکت کی دعا فرمائی۔ پودے اس مقدس ہاتھ سے لگے تھے جس نے دلوں کی ویران کھیتیاں سیراب کی تھیں، اور جس نے چند ہی سالوں میں حق کے تناور درخت اُگائے تھے، اس مبارک ہاتھ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ ان تمام کھجور کے درختوں پر ایک ہی سال میں پھل آگیا، اور حضرت سلمانؓ کی آزادی کی سب سے مشکل شرط پوری ہوگئی۔

حضرت سلمانؓ کو خیال ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اتنے سارے پودے لگائے ہیں ایک آدھ پودا میں بھی لگادوں، چنانچہ ان سو پودوں کے علاوہ ایک آدھ پودا حضرت سلمانؓ نے بھی لگادیا، جو سو پودے نبی کریم ﷺ نے لگائے تھے سال بھر میں وہ سو کے سو پھل لے آئے اور جو حضرت سلمانؓ نے لگائے تھے ان پر ابھی پھل کا نام ونشان تک نہیں تھا۔

نبی کریم ﷺ کے دست مبارک سے لگائے ہوئے درختوں کی نسل کے درخت بھی کچھ عرصہ پہلے تک باقی تھی۔ میں کم از کم آٹھ دس بار اس باغ میں حاضر ہوا ہوں جہاں وہ درخت لگائے تھے، دو درخت باقی تھے جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کے لگائے ہوئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ان دو درختوں کا

پھل سارے مدینہ کے تمام باغات کے پھل سے مختلف تھا۔ مجھے اتفاق سے جب بھی اس کے کھانے کی نوبت آئی تو وہ اس حالت میں جب پھل کچا تھا، سبز لمبی کھجور ہوتی تھی اور سبز کھجور تو بالکل کڑوی ہوتی ہے اور میرا گلا اس معاملے میں ویسے بھی حساس ہے فوراً تکلیف ہو جاتی ہے لیکن آپ یقین کریں کہ وہ سبز کھجور اتنی شیریں اور نرم ہوتی تھی کہ میں نے دنیا میں کہیں سبز کھجور اتنی نرم اور شیریں نہیں دیکھی۔

یہی وجہ ہے کہ ان درختوں کی کھجوریں بازار میں نہیں بکتی تھیں بلکہ کھجوروں کے مالک ان کو حفاظت سے رکھتے تھے اور خاص خاص لوگوں کو ہدیے میں دیا کرتے تھے۔ اہل مدینہ ان کی جتنے اہتمام سے حفاظت کرتے تھے اس سے یہ بات بہت قرین قیاس تھی کہ یہ بات صحیح ہے کہ یہ درخت انہی درختوں کی نسل سے ہیں، یہ **"نـحـلـة النبی ﷺ"** کہلاتے تھے، قبا سے کچھ فاصلہ پر یہ باغ تھے۔

اب مرحلہ تین سو اوقیہ چاندی کا تھا، نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ مال آ گیا جو تین سو اوقیہ سے کم تھا، آپ ﷺ نے فرمایا سلمانؓ! تمہارا بدل کتابت آ گیا، یہ لے جاؤ اور اس کو تو لو، جب اس کو وزن کیا تو وہ تین سو اوقیہ ہو گیا، چنانچہ وہ لے جا کر اس یہودی کو دے دیا۔

اس سارے عمل میں ڈیڑھ دو سال لگ گئے جس کی وجہ سے حضرت سلمان فارسیؓ غزوۂ بدر و اُحد میں شریک نہ ہو سکے، کیونکہ آقا کی طرف سے اجازت نہیں تھی، آزادی کے بعد پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے غزوۂ احزاب تھا جس میں حضرت سلمان فارسیؓ کے کہنے پر نبی کریم ﷺ نے خندق کھودی۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اعزاز بھی بخشا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سلمان منا أهل البيت.

سلمانؓ ہم میں سے یعنی اہل بیت میں سے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد آپ مسلسل جہاد میں حصہ لیتے رہے، خاص طور پر حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب ایران پر لشکر کشی ہوئی تو اس میں آپ نے ایک نمایاں سالار کی حیثیت سے حصہ لیا۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں عرب مسلمان آپ کی کمان میں جہاد کرتے تھے۔ روایت میں ہے کہ جب ایران کے کسی قلعے پر حملہ کرنا ہوتا تو پہلے حضرت سلمان فارسیؓ انہیں دعوتِ اسلام دیتے، اور یہ بتاتے کہ میں ایرانی ہونے کے باوجود اسلام کی بدولت عربوں کا امیر بنا ہوا ہوں۔

ایران فتح ہونے کے بعد آپ نے مدائن کو اپنا مستقر بنا لیا تھا، کچھ عرصے وہاں کے گورنر بھی رہے۔ مدائن کے گورنر بننے کے باوجود معمولی کپڑوں میں عام لوگوں کی طرح پھرتے رہتے تھے۔

یہاں تک کہ ایک مرتبہ شام کا ایک تاجر مسافر کچھ سامان لے کر مدائن آیا تو وہ حضرت سلمانؓ کو ایک عام

آدمی کی طرح (قلی) سمجھا تو اس نے حضرت سلمانؓ سے کہا کہ یہ گٹھڑی اٹھاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں اٹھاؤں گا۔ چنانچہ اٹھا کر سر پر رکھوالی اور کہا: کہاں لے جانی ہے؟ اس نے کہا فلاں جگہ، اب وہ آگے آگے جا رہا ہے اور یہ گٹھڑی اٹھائے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں، اچانک لوگوں نے دیکھا کہ امیر المؤمنین گٹھڑی اٹھائے جا رہے ہیں تو اس شخص پر بہت ناراض ہوئے کہ یہ تو نے کیا حرکت کی ہے؟ تمہیں پتہ نہیں کہ یہ مدائن کے حاکم ہیں؟

اس پر وہ تاجر بہت حیران بھی ہوا اور شرمندہ بھی، اور حضرت سلمانؓ سے معذرت کے ساتھ بڑی منت سماجت کی کہ خدا کیلئے اب آپ یہ گٹھڑی اتار دیجئے لیکن حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میں جس نیکی کا ارادہ کر چکا ہوں جب تک اس کو پورا نہیں کروں گا اس وقت تک نہیں اتاروں گا، چنانچہ گٹھڑی کو اس کے گھر تک پہنچا کر ہی دم لیا۔

آج مدائن میں ہی ان کا مزار ہے، میں بھی وہاں حاضر ہوا ہوں، وہاں یہ حدیث کندہ ہے:

سلمان منا أهل البيت، رضي الله عنه. [۸۹]

۳۹۴۷ - حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفيان، عن عوف، عن أبي عثمان قال: سمعت سلمان رضي الله عنه يقول: أنا من رام هرمز. [۹۰، ۹۱]

"**رام ہرمز**" ایران کا شہر ہے جس کے مشہور امام محمد رام ہرمزی ہیں، جو اصول حدیث کی سب سے پہلی اور مشہور کتاب "**المحدث الفاصل بين الداوی و الواعی**" کے مصنف ہیں۔

۳۹۴۸ - حدثنا الحسن بن مدرک: حدثنا يحيى بن حماد: أخبرنا أبو عوانة، عن عاصم الأحول، عن أبي عثمان، عن سلمان قال: فترة بين عيسى و محمد صلى الله عليهما وسلم ستمائة سنة. [۹۲، ۹۳]

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان چھ سو سال کا زمانہ ہے۔

---

[۸۹] جهانِ دیده، ص: ۴۸، وطبقات ابن سعد، ج: ۴، ص: ۸۸، وعمدة القاری، ج: ۱۱، ص: ۲۶۲ وحلية الأولياء، ج: ۱، ص: ۳۶۷، وتاريخ بغداد، ج: ۱، ص: ۱۶۳ الى ۱۷۱.

[۹۰] لا يوجد للحديث مكررات.

[۹۱] انفرد به البخاری.

[۹۲] لا يوجد للحديث مكررات.

[۹۳] انفرد به البخاری.

زمانۂ فترت کی مدت

حضرت عیسی علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کے درمیان جو فترت کا وقت ہے جس میں کوئی نبی نہیں آئے وہ چھ سو سال ہے۔ ہمارے حساب سے پانچ سو نوے سال بنتا ہے اس لئے کہ ۱۴۲۰ھ ہے اور ادھر ۲۰۰۰ء ہو رہا ہے، تو پانچ سو اسی سال یہ ہوئے اور دس سال ہجرت سے پہلے کے ہوئے تو تقریباً پانچ سو نوے سال بنتے ہیں، بہرحال کسر حذف کرکے وہی چھ سو سال بن جاتے ہیں۔

اللّٰھم اختم لنا بالخیر

کمل بعون اللہ تعالیٰ الجزء الثامن "إنعام الباری" ویلیه إن شاء الله تعالیٰ الجزء التاسع: أوّله کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۳۹۴۹۔

نسأل الله الإعانة والتوفیق لإتمامه۔

والصلوٰة والسلام علی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین. وإمام المرسلین وقائد الغر المحجلین وعلی اٰله وأصحابه أجمعین وعلی کل من تبعهم باحسان الی یوم الدین۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

تعارف: علمی و دینی رہنمائی کی ویب سائٹ

www.deenEislam.com

☆............اغراض و مقاصد............☆

اصلاحی تعلیمات: ویب سائٹ www.deenEislam.com کا مقصد اسلامی تعلیمات کو دنیا بھر کے مسلمانوں تک پہنچانا ہے۔

جدید فقہی مسائل: اس کے ساتھ عصرِ حاضر کے جدید مسائل جن کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو، اس کے بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح رہنمائی کرنا ہے۔

دفاعِ توہینِ رسالت و ناموسِ رسالت ﷺ: توہینِ رسالت کے حملوں کا مؤثر جواب اور دنیا بھر کے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے اوصاف و کمالات اور تعلیمات سے آگاہی بھی پروگرام میں شامل ہے۔

شبہات کے جوابات: اسلام کے خلاف پھیلائی گئی غلط فہمیوں کو دور کرنا اور مسلمانوں کے ایمانی جذبات کو بیدار رکھنا بھی اس کوشش کا حصہ ہے۔

☆............آن لائن اصلاحی بیانات............☆

- صدر جامعہ دارالعلوم کراچی مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ مفتی اعظم پاکستان۔
- شیخ الاسلام جسٹس (ر) شریعت ایپلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
- مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی، حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہ کی ہفتہ واری (جمعہ، اتوار و منگل) کی اصلاحی مجالس آن لائن لائیو بیان۔
- سالانہ تبلیغی اجتماع اور دیگر علماء پاک و ہند کی تقاریر بھی اب انٹرنیٹ پر اس ویب سائٹ پر سنی جا سکتی ہیں۔

☆............آپ کے مسائل اور ان کا حل؛ آن لائن دارالافتاء............☆

- اسی طرح آپ کے مسائل اور ان کا حل "آن لائن دارالافتاء" سے بھی گھر بیٹھے با آسانی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔